پیش کیا پہر جسحدیث مین انہون نے کوئی علت بیان کی اوس کو مین نے نکال ڈالا اور جس حدیث
کو انہون نے کہا کہ صحیح ہے اور اوس مین کوئی علت نہین ہے اوس کو مین نے داخل کیا اس روایت
کو خطیب بغدادی نے اپنی سند سے روایت کیا ہے۔ اعلی سے اعلی سند امام مسلم کی وہ ہے جس مین
مسلم سے لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک چار واسطے ہون اور جیسے امام بخاری کے ثلاثیات ہین
یعنے تین واسطون کی حدیثین وہ صحیح مسلم مین نہین ہین امام نووی نے کہا مسلم نے علم حدیث میں
کئی کتابین لکھین ہین سب مین مشہور یہ صحیح ہے اور یہ کتاب بتواتر مسلم سے نقل کی گئی ہے اس طرح
کہ اس کتاب کو مسلم کی تصنیف یقینا کہہ سکتے ہین اور باسناد متصل مسلم تک روایت کی گئی ہے
اور ایک فائدہ خاص اس کتاب مین ہے وہ یہہ ہے کہ مسلم نے ہر ایک حدیث کے لیے ایک خاص مقام
جو مناسب تہا مقرر کیا ہے اور وہین اوس حدیث کے تمام طریقون کو جمع کر دیا ہے اور اس کے
مختلف الفاظ کو ایک ہی مقام پر بیان کیا ہے تاکہ ناظر کو آسانی ہووے اور تمام طریقون سے
وہ فائدہ اٹہاوے اور یہہ بات صحیح بخاری مین نہین ہے امام حافظ عبد الرحمن بن علی یمنی نے
چند اشعار صحیح مسلم کی تعریف مین لکہے ہین جنکا مضمون یہہ ہے کہ اے پڑہنے والے صحیح مسلم علم کا
دریا ہے جس مین پانی بہنے کے رستے نہین ہین (یعنے سب پانی ایک ہی جگہہ موجود ہے اور
مسلم کی روایتون کا ذخیرہ بخاری کی مکرر روایتون سے زیادہ مفید ہوتا ہے حافظ ابن الصلاح
نے کہا مسلم کی شرط یہہ ہے کہ حدیث متصل الاسناد ہو اول سے لیکر اخیر تک ایک ثقہ دوسرے ثقہ
سے نقل کرتا ہو اور اس مین کسی قسم کا شذوذ یا علت نہ ہو سیوطی نے کہا ثقہ سے مراد یہہ ہے کہ
وہ راوی مسلم کے نزدیک ثقہ ہو اگرچہ اورون کے نزدیک ثقہ نہ ہو اور اسی وجہ سے مسلم نے چہہ سو
پندرہ ایسے لوگون سے روایت کی ہے جن سے بخاری نے روایت نہین کی اسی طرح بخاری نے چار
سو چونتیس ایسے شخصون سے روایت کی ہے جن سے مسلم نے نہین کی تو کتنی حدیثین ایسی نکلین گی جو
مسلم کی شرط پر صحیح ہین اور بخاری کی شرط پر صحیح نہین اس لیے کہ مسلم کے نزدیک اوسکے راویون
مین وہ سب شرطین پائی جاتی ہین جو صحت حدیث کے لیے ضروری ہین مگر بخاری کے نزدیک نہین
پائی جاتین پہر مسلم علیہ الرحمۃ اپنی کتاب مین ایک ایسے راہ پر چلے ہین کہ اسکی وجہ سے اون
کی کتاب کو صحیح بخاری پر فضیلت دی گئی ہے وہ یہہ کہ امام مسلم علیہ الرحمۃ حدیث کی تمام

متنون کو اوس کے سب طریقون کے ساتھ ایک ہی مقام مین جمع کر دیتے ہین اور اسکو مختلف
بابون مین جدا جدا نہین لاتے اور پوری عبارت اوس کی بیان کرتے ہین اور باب کی ترجمون کے
مین اوس کے ٹکڑے ٹکڑے نہین کرتے اور حتی المقدور الفاظ کی رعایت کرتے ہین اور نقل بالمعنی
نہین کرتے یہانتک کہ اگر ایک راوی نے دوسرے راوی سے ایک لفظ مین بھی اختلاف کیا
ہو اور معنی دونون لفظون کے ایک ہون تب بھی مسلم ہر ایک راوی کے لفظ کو بیان کر دیتے ہین
یہانتک احتیاط ہے کہ اگر ایک راوی نے حَدَّثَنَا کہا ہو اور دوسرے نے اَخْبَرَنَا تو وہ لکھدیتے ہین کہ
فلان راوی نے حدثنا کہا اور فلان نے اخبرنا اور حدیث کے ساتھ اصحابہ کے اقوال اور تابعین
وغیرہ کے اقوال اور باب اور ترجمون کو نہین ملاتے اس لیے کہ انکو حرص تھی اس بات کی کہ حدیثا
مین اور کوئی چیز ملنے نہ پاوے کو بعد مقدمے کے اس کتاب مین اور کچھ نہین ہے سوا حدیث کے ابن
الصلاح نے کہا وہ سب حدیثین جنکی صحت کا حکم کیا مسلم نے اس کتاب مین یقیناً صحیح ہین اور
ایسی ہی وہ حدیثین جنکو بخاری نے صحیح کہا ہے اس لیے کہ امت محمدی نے علماء نے ان دونون کتابون
کی حدیثون کو قبول کیا ہے اور جو کسی ایک آدھ شخص نے اس مین خلاف کیا ہے اوسکی خلاف کا
اعتبار نہین امام الحرمین نے کہا اگر کوئی شخص قسم کہاوے اپنی عورت کی طلاق پہ کہ بخاری اور
مسلم کی جو حدیثین صحیح ہین وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہین تو اسکی عورت پر طلاق نہ پڑیگی
کا کیونکہ حقیقت مین ان دونون کتابون کی حدیثین صحیح ہین اور علماء نے اجماع کیا ہے ان کی
صحت پر اور تمامی امت محمدی نے اتفاق کیا ہے اس بات پر کہ جس حدیث کی صحت پر بخاری
اور مسلم دونون کا اتفاق ہے وہ صحیح ہے ابن الصلاح نے کہا مسلم ابوزرعہ رازی کے پاس آئے
اور ایک ساعت تک بیٹھے اور باتین کرتے رہے جب اوٹھے تو کسینے کہا انہون نے چار ہزار حدیثین اپنی
صحیح مین جمع کین ہین ابوزرعہ نے کہا پھر باقی حدیثین کس کے لیے چھوڑ دین شیخ نے کہا مراد اس
شخص کی یہ تھی کہ صحیح مسلم مین اصل چار ہزار حدیثین ہین سوا مکررات کے اور مکررات کو ملا کر سات
ہزار دو سو پچھتر حدیثین ہین۔ امام مسلم نے اس کتاب کو ابواب کی ترتیب پر مرتب کیا ہے اور وہ
حقیقت مین باب باب پر مرتب ہے پر باب کی ترجمون کو اوس نے متن کتاب مین داخل نہین کیا تا کہ
کتاب کا حجم نہ بڑھے یا اور کسی غرض سے امام نووی نے کہا لوگون نے مسلم کے ابواب کا ترجمہ کیا ہے بعضے

بھی بنا اور بھی نہین اس وجہسے کہ ترجمے کی عبارت مین قصور ہے یا الفاظ اوسکے رکیک ہین اور مین اپنی
شرح مین ان ترجمون کو مناسب عبارتون کے ساتھہ بیان کرونگا سیوطی نے کہا کہ یہ جو صحیح مسلم کے
ایک نسخہ مین بابون کے ترجمے پائے جاتے ہین تو یہ مسلم کے بنائے ہوئے نہین بلکہ لوگون نے انکو
بعد بنا دیے ہین اور ان مین اچھے برے سب ہین جیسے نووی نے کہا ہے اور ان لوگون کی غرض
یہہ تہی کہ حدیث نکالنے والے کو آسانی ہووے لیکن بہتر یہی ہے کہ باب کے ترجمے کتاب مین نہ لکھے
جاوین اسیوجہ پرانے نسخون مین نہین لکھے ہین اور جن باتون کی وجہسے مسلم کی کتاب بخاری کی
کتابسے ممتاز ہے ان مین سے ایک بات یہی ہے کہ مسلم نے تعلیقات یعنی بے اسناد روایتین بہت
کم بیان کی ہین سوا چند مقامون کے برخلاف بخاری کے کہ انکی کتاب مین تعلیقات بہت ہین نووی
نے کہا مسلم نے اپنی کتاب مین عمدہ راہون کو اختیار کیا ہے نہایت احتیاط اور مضبوطی اور معرفت
کے ساتھہ اور اس سے ان کا کمال ورع اور نہایت علم اور انتہای تحقیق اور علو شان مستنبط ہے
اور مسلم نے اپنے مقدمے مین لکھا ہے کہ انہون نے حدیث کی تین قسمین کی ہین ایک تو وہ جسکو بڑے
بڑے عمدہ حافظون نے روایت کیا ہو دوسرے وہ جسکو متوسط لوگون نے جنکا عیب ڈھنکا ہوا ہے
روایت کیا ہو تیسرے وہ جسکو ضعیف اور متروک لوگون نے روایت کیا ہو تو مسلم جب پہلے قسم
کی حدیثون سے فارغ ہوتے ہین تو دوسرے قسم کی حدیثون کو لاتے ہین لیکن تیسرے قسم کی
حدیثون کو بالکل نہین لاتے علما نے اختلاف کیا ہے کہ اس تقسیم سے کیا مراد ہے حاکم اور بیہقی نے
کہا کہ مسلم دوسرے قسم کی حدیثون کو بیان کرنا چاہتے تہے مگر اس سے پہلے ناگہانی موت آگئی اور
فقط پہلی قسم کی حدیثین انکی کتاب مین ہین قاضی عیاض نے کہا غور سے یہ بات صحیح معلوم نہین
ہوتی اور اونہنے اپنی کتاب مین تینون طرح کی حدیثون کو بیان کیا ہے ابن عساکر نے کہا کہ مسلم نے
اپنی کتاب کو دو قسمون کی حدیثون پر مرتب کرنا چاہا ایک قسم مین تو عمدہ عمدہ حافظ اور ثقہ لوگون کی
روایتین اور دوسرے قسم مین مستور اور بیچ متوسطین لوگون کی روایتین مگر ان کو موت آگئی اور
یہ آرزو پوری نہین ہوئی اور کتاب کی ترتیب تراجم اور ابواب کے ساتھہ رہ گئی باوجود اسکے انکی کتاب
مشہور اور مقبول ہوئی اور تیسرے قسم کی حدیثون کو انہون نے بالکل بیان نہین کیا پھر مسلم کے بعد
اور لوگون نے کئی ایک کتابین مسلم کے صحیح کیطرح لکھین اور عالی سندون کو حاصل کیا

اور ان مین سے بعضون نے مسلم کے مشائخ کو پایا اور مسلم کی احادیث کو اپنی کتابون مین نکالا شیخ
ابو عمرو نے کہا ہے جو کتابین صحیح مسلم کے طور پر لکھی گئی ہین اگرچہ اون مین صحت کی ایک نشانی ہے مگر
تمام باتون مین وہ صحیح مسلم کے برابر نہین ہو سکتین صحیح مسلم پر علمار نے بہت سی شرحین لکھی ہین سب
مین مشہور وہ شرح ہے جسکو امام حافظ ابو زکریا محی الدین نووی شافعی نے تالیف کیا اور وہی شرح
شائع اور مشہور ہے اور صحیح مسلم کے ساتھہ ہندوستان مین طبع ہوگئی ہے اور ایک اس شرح کا خلاصہ
ہے جسکو شمس الدین محمد بن یوسف قونوی نے مرتب کیا اور ایک شرح ہے قاضی عیاض مالکی کی اسکا
نام اکمال المعلم فی شرح صحیح مسلم ہے اور ایک شرح ہے ابو العباس احمد بن عمر بن ابراہیم قرطبی کی اور
یہ مقدم ہے نووی سے بھی اور ایک شرح ہے امام عبد اللہ محمد بن خلیفہ مالکی کی چار جلدون مین اور ایک
شرح ہے ابو عبد اللہ محمد بن علی مازری کی جسکا نام معلم لفوائد کتاب مسلم ہے اور ایک شرح ہے عماد
الدین عبد الرحمن بن عبد العلی مصری کی اور ایک شرح ہے غرائب مسلم کی عبد الغافر بن اسمعیل فارسی
کی جسکا نام مفہم فی شرح غریب مسلم ہے اور ایک شرح ہے سبط ابن الجوزی کی اور ایک شرح ہے ابو
الفرج عیسی بن مسعود زواوی کی پانچ جلدون مین اور ایک شرح ہے قاضی زین الدین زکریا بن محمد
انصاری کی اور ایک شرح ہے مختصر شیخ جلال الدین سیوطی کی جسکا نام دیباج علی صحیح مسلم ہے
اور ایک شرح ہے قوام الدین ابو القاسم اسمعیل بن محمد اصفہانی کی اور ایک شرح ہے تقی الدین
شافعی کی اور ایک شرح ہے قسطلانی کی اوسکا نام منہاج الدیباج ہے اور ایک شرح ہے ملا علی قاری کی چار
جلدونمین صحیح مسلم کی مختصرات بھی بہت ہین ایک مختصر ہے ابو عبد اللہ شرف الدین محمد بن عبد اللہ مرسی کا اور ایک مختصر
ہے زوائد مسلم کا بخاری پر حافظ سراج الدین عمر بن علی ملقن شافعی کا اور ایک مختصر ہے حافظ زکی الدین
منذری کا اور اس مختصر کی شرحین بھی بہت ہین اور سب سے عمدہ شرح اسکی سراج الوہاج ہے جو ہمارے
زمانے مین جناب مولانا سید محمد صدیق حسن صاحب بہادر کی تصنیفات سے ہے چھپ بھی گئی ہے اور اس ترجمہ مین
اس شرح سے بہت فوائد منقول ہوئے ہین امام مسلم کا حال جو اس کتاب کے مولف ہین نام انکا مسلم بن الحجاج
بن مسلم القشیری بن ورد بن کرشاد نیشاپوری کا ہے امام حافظ ہین علم حدیث کا اور سفر کیا انہون نے حجاز اور
شام اور عراق اور مصر کا حدیث حاصل کرنیکے لیے اور مشہور مشائخ اون کے یہ لوگ ہین یحیی بن یحیی نیشاپوری
امام احمد بن حنبل اسحاق بن راہویہ عبد اللہ بن مسلمہ قعنبی قتیبہ بن سعید ابو بکر بن ابی شیبہ محمد بن

انبار محمد بن المثنی وغیرہم کئی بار بغداد مین آئے اور اہل بغداد نے ان سے روایت کی سنہ آخر وہ نیشاپور
مین دو سو اکسٹھ ہجری مین تشریف لائے ترمذی نے ان سے روایت کی ہے خطیب بغدادی نے کہا مسلم بخاری کی
پیروی کرتے تھے اور لوگون کے اعتراضون کو ان کے اوپر سے دفع کرتے تھے یہانتک کہ اون مین اور ذہلی
مین اسی وجہ سے رنجش ہو گئی حافظ محمد بن یعقوب نے کہا بخاری جب نیشاپور مین آئے تو مسلم اون کے
پاس بہت آتے جاتے تھے بعد اوسکے بخاری اور ذہلی مین ایک مسئلہ پر نزاع ہوا اور ذہلی نے لوگون کو منع
کیا بخاری پاس جانے سے لیکن مسلم نے نا مانا جب ذہلی کو اس کی خبر ہوئی وہ خفا ہوا مسلم مجلس سے اٹھ
اور جو کچھ ذہلی سے حدیثین لکھی تہین وہ اوس کے پاس واپس کر دین اسکے پیچھے ذہلی سے ترک ملاقات
ہو گئی بہرحال امام مسلم علمائے اعلام مین سے ہین حدیث کے اور حافظ اور امام اور مقتدی ہین اس فن
کے جنکو امام اہل حدیث نے مسلّم کیا ہے اور طلب حدیث کے لیے دنیا کے اطراف اور اکناف مین
پہرے اور محمد بن مہران اور ابو غسان اور عمر بن سواد اور حرملہ بن یحییٰ اور سعید بن منصور اور
ابو مصعب سے سنا اور ان سے روایت کیا ایک جماعت نے علما اور حفاظ کے جیسے ابو حاتم رازی
اور موسیٰ بن ہارون اور احمد بن سلمہ اور ابو بکر بن خزیمہ اور بہت لوگون نے جنکا شمار دشوار ہے
ابو عمرو بن احمد بن حمدان نے کہا مین نے ابو العباس بن عقدہ سے پوچھا کہ بخاری اور مسلم مین کون
بڑہ کر ہے اونہون نے کہا دونون عالم ہین مین نے پہر پوچھا انہون نے کہا اے ابا عمرو بخاری
سے کبہی غلطی ہوتی ہے اہل شام مین کہ ایک جگہہ کسی کی کنیت بیان کرتے ہین اور دوسری
جگہہ اسکا نام تو خیال ہوتا ہے کہ یہ دو آدمی ہین اور مسلم سے بہت کم غلطی ہوتی ہے خطیب بغدادی
نے کہا مسلم نے پیروی کی ہے بخاری کی اور وہ چلے ہین بخاری کی راہ پر دارقطنی نے کہا اگر
بخاری نہوتے تو مسلم کو بہی یہ راہ نہ ملتی غرض مسلم نے بخاری سے بہت فائدہ اٹھایا ہے
ابو احمد شیخ حاکم نیشاپوری نے کہا کہ مسلم نے اپنی کتاب مین بہت سی متفرق حدیثین
بخاری کی کتاب سے لی ہین مگر ان کو بخاری کی طرف نسبت نہین دی اور نہ اپنی صحیح مین
بخاری سے روایت کی ہے مسلم نے سوا اس صحیح کے اور بہی کتابین لکھی ہین جیسے مسند کبیر
جامع کبیر کتاب العلل کتاب الطبقات کتاب اوہام محدثین کتاب التمییز کتاب من لیس له الا راو
واحد کتاب اوہام مختصر مین کتاب الاسماء والکنی کتاب الوحدان کتاب حدیث عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده

کتاب مشائخ مالک کتاب مشائخ ثوری اور مسلم کے عجیب حالون مین سے یہہ ہے کہ اونہون نے تمام عمر کسی کی غیبت نہین کی اور نہ کسی کو مارا اور نہ کسی کو گالی دی اور حدیث کے کہوٹے کہرے پہچاننے مین اپنے زمانہ مین سب پر مقدم تہے یہان تک کہ بعضی امور مین بخاری پر بہی انکو فضیلت دی گئی ہے جیسے اوپر گذرا سنہ ۲۰۴ ہجری مین پیدا ہوئے اور وفات پائی اتوار کی شام کو حساب کے پچیسوین تاریخ سنہ ۲۶۱ ہجری مین عمر انکی پچپن برس کی تہی اور دوشنبہ کے روز دفن ہوئے اون کی وفات کا قصہ یون لکہا ہے کہ مجلس مین لوگون نے اون سے ایک حدیث پوچہی انکو معلوم نہوئی وہ گہر مین آن کر سب کتابون مین ڈہونڈہنے لگے اور ایک ٹوکرا خرمے کا اون کے سامنے رکہا تہا ایک ایک خرما کہاتے جاتے تہے یہان تک کہ ٹوکرا تمام ہو گیا اور حدیث کی تلاش مین ایسا استغراق تہا کہ انکو خبر نہ ہوئی اور اسی وجہ سے مر گئے ابو حاتم رازی نے مسلم کو مرنے کے بعد خواب مین دیکہا اون کا حال پوچہا اونہون نے کہا اللہ جل شانہ نے جنت کو میرے لیے مباح کر دیا ہے جہان چاہون رہون **سند مؤلف ترجمہ کی امام مسلم تک** اجازت دی مجہکو صحیح مسلم شریف کی میرے شیخ عالم علامہ شیخ احمد بن ابراہیم بن عیسی شرقی حنبلی نے اون کو اجازت دی شیخ عبد الرحمن بن حسن نے اونکو اجازت دی شیخ حسن قویسنی مصری نے اونکو اجازت دی شیخ سلیمان بجیرمی نے انکو اجازت دی شیخ محمد عشماوی نے انکو اجازت دی شیخ ابو العز عجمی نے انکو اجازت دی شیخ محمد شوبری نے انکو اجازت دی محمد رملی نے انہون نے سنا شیخ الاسلام زکریا انصاری سے انہون نے امام حافظ ابن حجر عسقلانی سے پہر حافظ ابن حجر روایت کرتے ہین اس کتاب کو صلاح بن ابی عمر و مقدسی سے اور وہ علی بن احمد بخاری سے اور وہ مؤید طوسی سے اور وہ عبد اللہ فراوی سے اور وہ عبد الغافر فارسی سے اور وہ ابی احمد محمد بن عیسی جلودی سے اور وہ ابی اسحاق ابراہیم بن محمد سے اور وہ امام حافظ مسلم بن الحجاج قشیری سے جو مؤلف ہین اس صحیح کے رضی اللہ تعالی ان سب بزرگون سے اور انکے طفیل سے مغفرت کرے میری اور میرے والدین اور بہائیون اور سب مومنین کی سو مترجم کتاب سے امام مسلم تک سولہ واسطے ہین اور امام مسلم کے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک رباعی حدیثین چار ہین اس حساب سے مترجم سے لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک اکیس واسطے ہوئے

والحمد للہ علی ذلک حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع کرتا ہون مین اللہ جل جلالہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا الحمد للہ رب العالمین

وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَعَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ
سب تعریف لائق ہے اُسی پروردگار کی جو پالتا ہے سارے جہان کو اور بہتر انجام اون ہی لوگون کا ہے
جو پرہیزگار ہین اللہ تعالی اپنی رحمت اتارے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو تمام پیغمبرون کے ختم کرنے
والے ہین (یعنی نبوت کے سلسلہ کو اللہ تعالی نے آپ کی ذات پر ختم کردیا اب دنیا مین آپ کے بعد کوئی پیغمبر
نئی شریعت لیکر نہ آویگا) اور تمام نبیون اور پیغمبرون پر (جو ہمارے پیغمبر سے پہلے گزرے ہین جیسے حضرت
آدم حضرت نوح حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ علیہم السلام) اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّكَ يَرْحَمُكَ
اللّٰهُ بِتَوْفِيْقِ خَالِقِكَ ذَكَرْتَ اَنَّكَ هَمَمْتَ بِالْفَحْصِ عَنْ تَعَرُّفِ جُمْلَةِ الْاَخْبَارِ الْمَأْثُوْرَةِ
عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سُنَنِ الدِّيْنِ وَاَحْكَامِهِ وَمَا كَانَ مِنْهَا فِي الثَّوَابِ
وَالْعِقَابِ وَالتَّرْغِيْبِ وَالتَّرْهِيْبِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِنْ صُنُوْفِ الْاَشْيَاءِ بِالْاَسَانِيْدِ الَّتِيْ
بِهَا نُقِلَتْ وَتَدَاوَلَهَا اَهْلُ الْعِلْمِ فِيْمَا بَيْنَهُمْ بعد حمد اور صلوۃ کے خدا تجھپر رحم کرے تو نے
اپنے پروردگار کی توفیق سے ذکر کیا تھا (یہ امام مسلم کسی اور کو فرماتے ہین) کہ تیرا قصد یہ ہے کہ
تلاش کرے اون سب حدیثون کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہین دین کے
طریقون اور حکمون مین (یعنے مسائل کی حدیثین جو فقہ سے متعلق ہین) اور اون حدیثون کو جو ثواب
اور عقاب اور خوشخبری اور ڈرانے کے لیے ہین (یعنے فضائل اور اخلاق کی حدیثین) اور ان
کے سوا اور باتون کی سندون کے ساتھ جن کے رو سے وہ حدیثین نقل کی گئی ہین اور جنکو علماے
حدیث نے جاری رکھا ہے اپنے بیچ (یعنے مشہور اور معروف سندین) فَاَرَدْتَ اَرْشَدَكَ
اللّٰهُ اَنْ تُوَقَّفَ عَلٰى جُمْلَتِهَا مُؤَلَّفَةً مُحْصَاةً تو تیرا مطلب یہ تھا خدا تجھکو ہدایت کرے کہ تو ان
سب حدیثون پر واقف ہو جاوے اس طرح سے کہ وہ سب حدیثین ایک جگہ جمع ہون وَسَاَلْتَنِيْ
اَنْ اُلَخِّصَهَا لَكَ فِي التَّأْلِيْفِ بِلَا تَكْرَارٍ يَكْثُرُ فَاِنَّ ذٰلِكَ زَعَمْتَ مِمَّا يَشْغَلُكَ عَمَّا لَهُ قَصَدْتَ
مِنَ التَّفَهُّمِ فِيْهَا وَالْاِسْتِنْبَاطِ مِنْهَا اور تو نے یہ سوال کیا تھا کہ مین ان سب حدیثون کو خلاصہ
کے ساتھ تیرے لیے جمع کردون اور اوس مین تکرار نہو کیونکہ اگر تکرار ہوگی (اور طول ہوگا) تو تیرا
مقصود جو حدیثون کو سمجھنا اور اون مین غور کرنا ہے اور اُن سے مسائل نکالنا ہے وہ جاتا رہے
گا وَلِلَّذِيْ سَاَلْتَ اَكْرَمَكَ اللّٰهُ حِيْنَ رَجَعْتُ اِلٰى تَدَبُّرِهٖ وَمَا تَؤُوْلُ بِهِ الْحَالُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ

تَعَالٰی عَاقِبَۃً مَحْمُوْدَۃً وَمَنْفَعَۃً مَوْجُوْدَۃً اور تو نے جس بات کا سوال کیا خدا تجھکو عزت دیوے
جب مین نے اوسمین غور کیا اور اوسکی انجام کو دیکھا تو خدا اچہا ہے اوسکا انجام اچہا ہوگا اور بالفعل بہی
اوس مین فائدہ ہے (یعنے حال اور مآل دونون کے فائدے کی بات ہی) وَظَنَنْتُ حِیْنَ سَأَلْتَنِیْ
تَجَشُّمَ ذٰلِکَ اَنْ لَوْ عُزِمَ لِیْ عَلَیْہِ وَقُضِیَ لِیْ تَمَامُہٗ کَانَ اَوَّلُ مَنْ یُّصِیْبُہٗ نَفْعُ ذٰلِکَ
اِیَّایَ خَاصَّۃً قَبْلَ غَیْرِیْ مِنَ النَّاسِ لِاَسْبَابٍ کَثِیْرَۃٍ یَّطُوْلُ بِذِکْرِھَا الْوَصْفُ اِلَّا
اَنَّ جُمْلَۃَ ذٰلِکَ اَنَّ ضَبْطَ الْقَلِیْلِ مِنْ ھٰذَا الشَّاْنِ وَاِتْقَانَہٗ اَیْسَرُ عَلَی الْمَرْءِ مِنْ مُعَالَجَۃِ
الْکَثِیْرِ مِنْہُ وَلَاسِیَّمَا عِنْدَ مَنْ لَّا تَمْیِیْزَ عِنْدَہٗ مِنَ الْعَوَامِّ اِلَّا بِاَنْ یُّوَقِّفَہٗ عَلَی التَّمْیِیْزِ
غَیْرُہٗ اور مین نے یہ خیال کیا جب تو نے مجہکو اس بات کی تکلیف دی کہ اگر یہ کام مجہہ سے ہوجاوے
تو سب سے پہلے دوسرون کو تو خیر مجہے خود ہی فائدہ ہوگا کئی سببون سے جنکا بیان کرنا طول ہی مگر خلاصہ
یہہ ہے کہ اس طور سے تہوڑی حدیثون کو یاد رکہنا مضبوطی اور صحت کے ساتہہ آسان ہے آدمی پر بہت
سے حدیثون کو روایت کرنے سے (بغیر ضبط اور اتقان کے کیونکہ اوس مین ایک طرح کا خلجان پیدا
ہوتا ہے) خاص کر عوام کو بڑا فائدہ ہوگا جنکو تمیز نہین ہوتی کہوٹی کہری حدیث کی بے دوسرے
کے بتلائے ہوئے فَاِذَا کَانَ الْاَمْرُ فِیْ ھٰذَا کَمَا وَصَفْنَا فَالْقَصْدُ مِنْہُ اِلَی الصَّحِیْحِ الْقَلِیْلِ
اَوْلٰی بِھِمْ مِنِ ازْدِیَادِ السَّقِیْمِ وَاِنَّمَا یُرْجٰی بَعْضُ الْمَنْفَعَۃِ فِی الْاِسْتِکْثَارِ مِنْ ھٰذَا الشَّاْنِ
وَجَمْعِ الْمُکَرَّرَاتِ مِنْہُ لِخَاصَّۃٍ مِّنَ النَّاسِ مِمَّنْ رُزِقَ فِیْہِ بَعْضَ التَّیَقُّظِ وَالْمَعْرِفَۃِ
بِاَسْبَابِہٖ وَعِلَلِہٖ فَذٰلِکَ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ یَھْجُمُ بِمَا اُوْتِیَ مِنْ ذٰلِکَ عَلَی الْفَائِدَۃِ فِی الْاِسْتِکْثَارِ
مِنْ جَمْعِہٖ تو جب حال ایسا ہوا جیسا ہمنے اوپر بیان کیا تو تہوڑی صحیح حدیثون کا بیان کرنا انکے
لیے بہتر ہے بہت ضعیف حدیثون سے اور بہت سی حدیثین بیان کرنا اور مکررات کو جمع کرنا خاص
خاص آدمیون کو فائدہ دیتا ہے جنکو علم حدیث مین کچہ واقفیت ہی اور حدیث کے اسباب اور علتون کو
وہ پہچانتے ہین ایسا شخص البتہ بوجہ اپنی واقفیت اور معرفت کے بہت حدیثون کے جمع کرنے سے
فائدہ اوٹہاوے گا فَاَمَّا عَوَامُّ النَّاسِ الَّذِیْنَ ھُمْ بِخِلَافِ مَعَانِی الْخَاصِّ مِنْ اَھْلِ التَّیَقُّظِ
وَالْمَعْرِفَۃِ فَلَا مَعْنٰی لَھُمْ فِیْ طَلَبِ الْکَثِیْرِ وَقَدْ عَجَزُوْا عَنْ مَعْرِفَۃِ الْقَلِیْلِ لیکن عام
لوگ جو برخلاف ہین خاص لوگون کے جو صاحب واقفیت و معرفت ہین اونکو کچہ حاصل نہین بہت

حدیثون کے طلب کرنے مین جب کہ وہ تہوڑی حدیثون کے پہچاننے سے عاجز ہین (یعنے جسقدر کم حدیثیں
انہون نے دیکہی ہین اونہی کے پہچاننے کی اور صحیح کو ضعیف سے تمیز کرنے کی استعداد اون مین نہین تو
بہت حدیثون سے وہ کیا فائدہ اوٹہا سکتے ہین ثُمَّ إِنَّا إِنْ شَاءَ اللهُ مُبْتَدِئُونَ فِي تَخْرِيجِ مَا سَأَلْتَ
عَنْهُ وَتَأْلِيفِهِ عَلَى شَرِيطَةٍ سَوْفَ أَذْكُرُهَا لَكَ وَهُوَ أَنَّا نَعْمِدُ إِلَى جُمْلَةِ مَا أُسْنِدَ مِنَ
الْأَخْبَارِ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَقْسِمُهَا عَلَى ثَلَاثَةِ أَقْسَامٍ وَثَلَاثِ طَبَقَاتٍ
مِنَ النَّاسِ عَلَى غَيْرِ تَكْرَارٍ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَ مَوْضِعٌ لَا يُسْتَغْنَى فِيهِ عَنْ تَرْدَادِ حَدِيثٍ فِيهِ
زِيَادَةُ مَعْنًى أَوْ إِسْنَادٌ يَقَعُ إِلَى جَنْبِ إِسْنَادٍ لِعِلَّةٍ تَكُونُ هُنَاكَ لِأَنَّ الْمَعْنَى الزَّائِدَ فِي
الْحَدِيثِ الْمُحْتَاجَ إِلَيْهِ يَقُومُ مَقَامَ حَدِيثٍ تَامٍّ فَلَا بُدَّ مِنْ إِعَادَةِ الْحَدِيثِ الَّذِي فِيهِ
مَا وَصَفْنَا مِنَ الزِّيَادَةِ أَوْ أَنْ تُفَصَّلَ ذَلِكَ الْمَعْنَى مِنْ جُمْلَةِ الْحَدِيثِ عَلَى اخْتِصَارِهِ إِذَا
أَمْكَنَ وَلَكِنْ تَفْصِيلُهُ رُبَّمَا عَسُرَ مِنْ جُمْلَتِهِ فَإِعَادَتُهُ بِهَيْئَتِهِ إِذَا ضَاقَ ذَلِكَ أَسْلَمُ
فَأَمَّا مَا وَجَدْنَا بُدًّا مِنْ إِعَادَتِهِ بِجُمْلَتِهِ مِنْ غَيْرِ حَاجَةٍ مِنَّا إِلَيْهِ فَلَا نَتَوَلَّى فِعْلَهُ إِنْ
شَاءَ اللهُ تَعَالَى پہر اگر خدا چاہے تو ہم اون حدیثون کے بیان کرنے مین جنکو لیے تو نے فرمایش
کی ہے ایک شرط پر چلینگے جو بیان کرتے ہین وہ شرط یہہ ہے کہ ہم اُن سب حدیثون کیطرف قصد
کرتے ہین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مُسنَد ا(یعنے متصلاً ایک راوی نے دوسرے سے
سنا ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک) روایت کی گئی ہین (سب حدیثون سے مراد اکثر حدیثین ہین
اس لیے کہ سب مسند حدیثین اس کتاب مین نہین ہین) پہر انکو تقسیم کرتے ہین تین قسمون پر اور
راویون کے تین طبقون پر (پہلا طبقہ تو حافظ اور ثقہ لوگون کی روایتون کا دوسرا متوسطین کا تیسرا
ضعفا اور متروکین کا مگر مصنف نے اس کتاب مین پہلی قسم کے بعد دوسری قسم کی حدیثون کو بیان
کیا ہے پر تیسری قسم کو مطلق ذکر نہین کیا اور حاکم اور بیہقی نے کہا کہ اس کتاب مین سب پہلی قسم کی
حدیثین ہین اور دوسرے قسم کی حدیثین بیان کرنے سے پہلے مسلم گزر گئے) بغیر تکرار کے مگر جب کوئی
ایسا مقام ہو جہان دوبارہ حدیث کا لانا ضرور ہوا سوجہ سے کہ اسمین کوئی دوسری بات زیادہ ہے
یا کوئی ایسا اسناد ہو جو دوسرے اسناد کے پہلو مین واقع ہو کسی علت کی وجہ سے تو وہان تکرار
کرتے ہین (یعنے دوبارہ اوس حدیث کو نقل کرتے ہین) اس لیے کہ جب کوئی بات زیادہ ہوگی

حدیث جسکی احتیاج ہے تو وہ مثل ایک پوری حدیث کے ہے پھر ضرور ہے اوس سب حدیث کا ذکر کرنا جس
مین وہ بات زیادہ ہے یا ہم اس زیادتی کو جدا کر لین گے پوری حدیث سے اختصار کے ساتھ اگر ممکن ہو
(یعنے ایک حدیث مین ایک جملہ زیادہ ہے جس سے کوئی بات کام کی نکلتی ہے اور وہ جملہ جدا ہو سکتا
ہے تو صرف اوس جملے کو دوسرا اسناد بیان کرکے نقل کردین گے اور ساری حدیث دوبارہ نہ لاوینگے
مگر ایسا جب کرینگے کہ اوس جملے کا علیحدہ کرنا حدیث سے ممکن ہو (نووی نے کہا کہ اس مسئلہ مین علمائے
حدیث کا اختلاف ہے یعنے حدیث کا ایک ٹکڑا علیحدہ روایت کرنے مین بعضون کے نزدیک مطلقاً منع
ہے کیونکہ روایت بالمعنی اون کے نزدیک جائز نہین بلکہ حدیث کو لفظ بلفظ نقل کرنا چاہیے اور بعضون
کے نزدیک اگرچہ روایت بالمعنی جائز ہے مگر حدیث کا ایک ٹکڑا علیحدہ روایت کرنا اوسی صورت مین
درست ہے جب پہلے پوری حدیث کو روایت کرلین اور بعضون کے نزدیک مطلقاً جائز ہے اور قاضی عیاض
نے کہا کہ مسلم کا یہی قول ہے اور صحیح یہہ ہے کہ علماء اور اہل معرفت کو یہ بات درست ہے بشرطیکہ معنی
مین خلل واقع نہو) لیکن جب جدا کرنا اوس جملے کا دشوار ہو تو پوری حدیث اپنی خاص وضع سے بیان
کرنا بہتر ہے اور جس حدیث کے دوبارہ بیان کرنے کی ہمکو حاجت نہو (یعنے اوسمین کوئی ایسی بات زائد
نہو جس کی احتیاج ہے) تو اوسکو ہم دوبارہ بیان نکرین گے اگر خدا چاہے فَاَمَّا الْقِسْمُ الْاَوَّلُ فَاِنَّا
نَتَوَخّٰى اَنْ نُقَدِّمَ الْاَخْبَارَ الَّتِىْ هِىَ اَسْلَمُ مِنَ الْعُيُوْبِ مِنْ غَيْرِهَا وَاَنْقٰى مِنْ اَنْ يَّكُوْنَ نَاقِلُوْهَا
اَهْلَ اسْتِقَامَةٍ فِى الْحَدِيْثِ وَاِتْقَانٍ لِمَا نَقَلُوْا لَمْ يُوْجَدْ فِىْ رِوَايَتِهِمْ اخْتِلَافٌ شَدِيْدٌ
وَّلَا تَخْلِيْطٌ فَاحِشٌ كَمَا قَدْ عُثِرَ فِيْهِ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنَ الْمُحَدِّثِيْنَ وَبَانَ ذٰلِكَ فِىْ حَدِيْثِهِمْ
پہلی قسم کی حدیثون مین ہم اون حدیثون کو پہلے بیان کرتے ہین جو عیبون سے پاک اور صاف ہین
اس وجہ سے کہ اون کے روایت کرنے والے وہ لوگ ہین جو صاحب استقامت اور اتقان (یعنے
مضبوطی اور حفظ) ہین اپنی روایات مین نہ اونکی روایت مین سخت اختلاف ہو اور نہ خلط ملط ہے
(اس لیے کہ جو راوی اور ثقہ لوگون سے بہت اختلاف کیا کرے یا روایتون مین بہت خلط ملط کرے
وہ قابل اعتبار کے نہین رہتا) جیسے بعض محدثین کی کیفیت معلوم ہوگئی ہے اور انکی حدیث مین یہ
بات کھل گئی ہے فَاِذَا نَحْنُ تَقَصَّيْنَا اَخْبَارَ هٰذَا الصِّنْفِ مِنَ النَّاسِ اَتْبَعْنَاهَا اَخْبَارًا يَّقَعُ
فِىْ اَسَانِيْدِهَا بَعْضُ مَنْ لَّيْسَ بِالْمَوْصُوْفِ بِالْحِفْظِ وَالْاِتْقَانِ كَالصِّنْفِ الْمُقَدَّمِ قَبْلَهُمْ

عطاء بن السائب — یزید بن ابی زیاد — لیث بن ابی سلیم

عَلَىٰ أَنَّهُمْ وَإِنْ كَانُوا فِيمَا وَصَفْنَا دُونَهُمْ فَإِنَّ اسْمَ السَّتْرِ وَالصِّدْقِ وَتَعَاطِي الْعِلْمِ يَشْمَلُهُمْ پھر جب ہم بیان کر چکے ہین اس قسم کے راویون کی حدیثین (یعنے جو موصوف ہین ساتھ کمال حفظ اور ضبط اور اتقان کے) تو اوس کے بعد وہ حدیثین لاتے ہین جنکے اسناد مین وہ لوگ ہین جنہیں اونکا حفظ اور اتقان نہین جیسا پہلے قسم کے راویون مین تہا اور یہہ لوگ اگرچہ پہلے قسم کے راویون سے درجے مین کم ہین مگر اون کا عیب ڈہنکا ہوا ہے اور سچائی اور حدیث کی روایت مین وہ بہی شامل ہین (یعنے دوسرے درجے کے راوی بہی سچے اور ٹہیک ہین اور جو کچہ اون مین عیب تہا وہ چہپایا گیا ہے اہل حدیث نے انکو متہم نہین کیا ہے کذب سے نہ اون سے روایت ترک کی ہے) كَعَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ وَيَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ وَلَيْثِ بْنِ أَبِي سُلَيْمٍ جیسے عطا بن السائب اور یزید بن ابی زیاد اور لیث بن ابی سلیم **ف** یہ تینون راوی دوسرے درجے کے ہین جو حفظ اور اتقان مین اعلی نہین ہین مگر اونکی سچائی مین شبہ نہین عطا بن السائب کی کنیت ابو السائب ہے یا ابو یزید یا ابو محمد یا ابو زید وہ ثقہ ہین مگر اخیر عمر مین انکے حافظے مین فتور آگیا تہا پہر جن لوگون نے اون سے اختلاط کے پہلے سنا ہے اونکی روایت صحیح ہے اور جنہون نے بعد سنا ہے البتہ انکی حدیث مضطرب ہے سفیان ثوری اور شعبہ نے اون سے اختلاط کے پہلے سنا ہے اور جریر اور خالد بن عبد اللہ اور سمعیل اور علی بن عاصم نے بعد اختلاط کے سنا ہے ایسا ہی کہا احمد بن حنبل نے اور یحیے بن معین نے کہا کہ عطا سے سبھی نے اختلاط کے بعد روایت کی ہے مگر شعبہ اور سفیان نے اور ابو عوانہ نے عطار سے صحت اور اختلاط دونون حالت مین سنا ہے تو انکی روایت کا بہی اعتبار نہین یزید بن ابی زیاد یا یزید بن زیاد قرشی دمشقی حفاظ حدیث نے اوسکو ضعیف کیا ہے ابن نمیر اور یحیی بن معین نے کہا وہ کچہ نہین اور ابو حاتم نے کہا ضعیف ہے اور نسائی نے کہا متروک الحدیث ہے اور ترمذی نے کہا ضعیف ہے لیث بن ابی سلیم کو جمہور نے ضعیف کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ مختلط ہو گیا تہا اور اسکی روایتین مضطرب ہین لیکن اوسکی حدیث لکہی جاویگی احمد بن حنبل نے کہا وہ مضطرب الحدیث ہے لیکن لوگون نے اون سے روایت کی ہے دارقطنی اور ابن عدی نے کہا اوسکی حدیث لکہی جاوے گی اور اکثر لوگون نے کہا اوسکی روایت لکہنے کے لائق نہین (نووی) وَأَضْرَابِهِمْ مِنْ حُمَّالِ الْآثَارِ وَنُقَّالِ الْأَخْبَارِ فَهُمْ وَإِنْ كَانُوا بِمَا وَصَفْنَا مِنَ الْعِلْمِ وَالسَّتْرِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ

فَغَيْرُهُم مِنْ أَقْرَانِهِمْ مِمَّنْ عِنْدَهُمْ مَا ذَكَرْنَا مِنَ الْاِتْقَانِ وَالْاِسْتِقَامَةِ فِي الرِّوَايَةِ يَفْضُلُونَهُمْ فِي الْحَالِ وَالْمَرْتَبَةِ لِأَنَّ هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ دَرَجَةٌ رَفِيعَةٌ وَخَصْلَةٌ سَنِيَّةٌ

اور انکی مانند لوگ حدیث کی روایت کرنیوالے اور خبر کے نقل کرنے والے اگرچہ یہ لوگ مشہور ہین علم مین اور مستور ہین اہل حدیث کے نزدیک لیکن اُنکے ہمعصر دوسری لوگ جنکی پاس اتقان اور استقامت ہے روایت مین اون سے بڑہکر ہین حال اور مرتبے مین اسواسطے کہ اہل علم کے نزدیک یہ ایک درجہ ہے بلند اور ایک خصلت ہے عمدہ (یعنے ضبط اور اتقان) اَلَا تَرٰى أَنَّكَ إِذَا وَازَنْتَ هٰؤُلَاءِ الثَّلٰثَةَ الَّذِينَ سَمَّيْنَاهُمْ عَطَاءً وَيَزِيدَ وَلَيْثًا بِمَنْصُورِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ وَسُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِ وَإِسْمٰعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ فِي إِتْقَانِ الْحَدِيثِ وَالْاِسْتِقَامَةِ فِيهِ وَجَدْتَهُمْ مُبَايِنِينَ لَهُمْ لَا يُدَانُونَهُمْ لَا شَكَّ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْحَدِيثِ فِي ذٰلِكَ لِلَّذِي اسْتَفَاضَ عِنْدَهُمْ مِنْ صِحَّةِ حِفْظِ مَنْصُورٍ وَالْأَعْمَشِ وَإِسْمٰعِيلَ وَإِتْقَانِهِمْ لِحَدِيثِهِمْ وَأَنَّهُمْ لَمْ يَعْرِفُوا مِثْلَ ذٰلِكَ مِنْ عَطَاءٍ وَيَزِيدَ وَلَيْثٍ کیا تو نہین دیکھتا اگر تو تولے ان تینون کو جنکا ہم نے نام لیا یعنے عطا اور یزید اور لیث کو منصور بن معتمر اور سلیمان اعمش اور سمعیل بن ابی خالد کے ساتھہ (جوان تینون کے ہمعصر ہین) حدیث کی اتقان اور استقامت مین تو اونکو بالکل جدا پاویگا ہرگز اون کے قریب نہ ہونگے اس بات مین کچہ شک نہین اہل حدیث کے نزدیک اس لیے کہ اُن کو ثابت ہوگیا ہے حفظ منصور اور اعمش اور سمعیل کا اور اون کا ضبط اور اتقان حدیث مین جو نہین ثابت ہوا عطا اور یزید اور لیث مین **ف** یعنی عطار اور یزید اور لیث منصور اور سلیمان اور سمعیل کے سامنے کچہ نہین اوترتے اس لیے کہ عطار اور یزید اور لیث کا مرتبہ بہت کم ہے جیسی اون کا حال اوپر گذرا اور منصور اور اعمش اور اسمعیل یہ حدیث کی حافظون اور ثقہ لوگون مین سے ہین اسمعیل بن ابی خالد تو تابعی مشہور ہین انہون نے انس بن مالک اور سلمہ بن الاکوع اور عبد اللہ بن ابی اوفی اور عمرو بن حریث اور قیس بن عابد اور ابو جحیفہ کو دیکھا اور یہہ سب صحابی ہین اور سلیمان اعمش بھی تابعی ہین کیونکہ انہون نے انس کو دیکھا اور اعمش کہتے ہین ضعیف البصر کو جسکی بینائی مین فتور ہو یہ ان کا لقب ہوگیا تہا اہل حدیث نے اس قسم کے القاب نقل کرنے مین قباحت نہین دیکھی کیونکہ یہ القاب معرفت کے لیے بیان کیے جاتے ہین نہ ذلت اور توہین کے لیے منصور بن معتمر اگرچہ تابعی نہین ہین مگر حفظ اور

اتقان مین سب سے بڑہے ہوئے ہین اسلیے مسلم نے انکا نام پہلے رکہا عبد الرحمن بن مہدی سنے کہا کہ منصور سب کوفی والون مین زیادہ ثقہ ہین وَفِي مِثْلِ مَجْرًى هُوَ لَاءِ إِذَا وَازَنْتَ بَيْنَ الْأَقْرَانِ كَابْنِ عَوْنٍ وَأَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ مَعَ عَوْفِ بْنِ أَبِي جَمِيلَةَ وَأَشْعَثَ الْحُمْرَانِيِّ وَهُمَا صَاحِبَا الْحَسَنِ وَابْنِ سِيرِينَ كَمَا ابْنُ عَوْنٍ وَأَيُّوبُ صَاحِبَاهُمَا إِلَّا أَنَّ الْبَوْنَ بَيْنَهُمَا وَبَيْنَ هَذَيْنِ بَعِيدٌ فِي كَمَالِ الْفَضْلِ وَصِحَّةِ النَّقْلِ وَإِنْ كَانَ عَوْفٌ وَأَشْعَثُ غَيْرَ مَدْفُوعَيْنِ عَنْ صِدْقٍ وَأَمَانَةٍ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ وَلَكِنِ الْحَالُ مَا وَصَفْنَا مِنَ الْمَنْزِلَةِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ اور ایسی ہی کیفیت ہے جب تو موازنہ کرے (یعنے تولے ایک کو دوسرے کے ساتہہ) ہمعصرون کو جیسے ابن عون اور ایوب سختیانی کو عوف بن ابی جمیلہ اور اشعث حمرانی کے ساتہہ اور یہہ دونون مصاحب تہے ابن سیرین اور حسن بصری کے (جو مشہور تابعین مین سے ہین) جیسے ابن عون اور ایوب ان کے مصاحب تہے مگر اون دونون اور ان دونون مین بڑا فرق ہے (یعنے ابن عون اور ایوب کا درجہ بہت بڑہکر ہے) کمال فضل اور صحت روایت مین اگرچہ عوف اور اشعث بہی سچے اور امانت دار ہین (امام احمد نے کہا عوف ثقہ ہین صالح الحدیث اور یحیی بن معین نے بہی کہا وہ ثقہ ہے اسی طرح اشعث حمرانی کو دارقطنی نے کہا وہ ثقہ ہے) اہل علم کے نزدیک مگر اصل حال وہ ہی درجہ کا اہل علم کے نزدیک جو ہم نے بیان کیا وَإِنَّمَا مَثَّلْنَا هَؤُلَاءِ فِي التَّسْمِيَةِ لِيَكُونَ تَمْثِيلُهُمْ سِمَةً يَصْدُرُ عَنْ فَهْمِهَا مَنْ غَبِيَ عَلَيْهِ طَرِيقُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي تَرْتِيبِ أَهْلِهِ فِيهِ فَلَا يُقَصَّرُ بِالرَّجُلِ الْعَالِي الْقَدْرِ عَنْ دَرَجَتِهِ وَلَا يُرْفَعُ مُتَّضِعُ الْقَدْرِ فِي الْعِلْمِ فَوْقَ مَنْزِلَتِهِ وَيُعْطَى كُلُّ ذِي حَقٍّ فِيهِ حَقَّهُ وَيُنَزَّلُ مَنْزِلَتَهُ اور ہم نے مثال کے طور پر بیان کیا ان لوگون کا نام لیکر تاکہ انکی مثال ایک نشانی ہو اور فرصت پاوے اسکو سمجہکر وہ شخص جسپر چہپا ہوا ہے رستہ علم والون کا اہل علم کی ترتیب مین تو کم نہ کیا جاوے بلند درجہ والا شخص اپنے درجے سے اور بلند نکیا جاوے کم درجے والا اپنے درجے پر اور ہر ایک کو اُسکا حق دیا جاوے اور اپنا درجہ وَقَدْ ذُكِرَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُنَزِّلَ النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ مَعَ مَا نَطَقَ بِهِ الْقُرْآنُ مِنْ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ اور حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو حکم کیا ہر ایک آدمی کو اوسکے مرتبے پر رکہنیکا اور قرآن سے بہی یہ بات ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہر علم والے سے بڑہ کر دوسرا علم والا ہے

(تو حدیث اور قرآن دونون سے اہل علم کے تفاوت درجات کا ثبوت ہوا) ف امام مسلم نے اس حدیث
کو معلقاً یعنی بلا اسناد ذکر کیا اور معلق حدیثین مسلم کی کتاب مین بہت کم ہین ایک انمین سے یہ حدیث بھی
ہے جسکی صحت مین علما کا اختلاف ہی حاکم ابو عبد اللہ حافظ نے اپنی کتاب معرفۃ علوم الحدیث مین اسکو صحیح
بتلایا ہے اور ابو داؤد نے اپنی سنن مین اسکو روایت کیا میمون بن ابی شبیب سے اونسے عائشہ رضی سے مگر
میمون نے عائشہ سے نہین سنا تو یہ حدیث منقطع ہوئی حالانکہ مسلم نے شرط کی ہی کہ حدیث متصل اور مسند ہو اسکا
جواب یون دیا ہے کہ میمون نے مغیرہ بن شعبہ کو پایا اور مغیرہ حضرت عائشہ سے پہلے مرے ہین اور شرط مسلم کی یہ
ہے کہ ہم عصری ہو اور ملاقات ممکن ہو تو روایت حدیث کی ملاقات پر دلیل ہے البتہ اگر میمون یہ کہتا کہ مین
عائشہ سے نہین ملا تو اعتراض درست ہوتا سوا اسکے بزار نے اپنی مسند مین اس حدیث کو روایت کیا ہی اور
کہا کہ مرفوعاً یہ حدیث اسی طرح سے مروی ہے لیکن موقوفاً اور طریقون سے بھی روایت کی گئی ہے واللہ اعلم
فَعَلَىٰ نَحْوِ مَا ذَكَرْنَا مِنَ الْوُجُوْهِ نُؤَلِّفُ مَا سَأَلْتَ مِنَ الْأَخْبَارِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَأَمَّا مَا كَانَ مِنْهَا عَنْ قَوْمٍ هُمْ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيْثِ مُتَّهَمُوْنَ أَوْ عِنْدَ الْأَكْثَرِ مِنْهُمْ
فَلَسْنَا نَتَشَاغَلُ بِتَخْرِيْجِ حَدِيْثِهِمْ تو جیسے اوپر ہم نے بیان کیا اونہی طریقون پر ہم جمع کرتے ہین حدیثون
کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنکا تو نے سوال کیا اب جو حدیثین ایسے لوگون سے مروی ہین جن پر
سب اہل حدیث نے کذب کی نسبت کی ہے یا اکثر اہل حدیث نے تو انکو ہم نہین روایت کرتے كَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ
مِسْوَرٍ بْنِ أَبِيْ جَعْفَرٍ الْمَدَائِنِيِّ وَعَمْرِو بْنِ خَالِدٍ وَعَبْدِ الْقُدُّوْسِ الشَّامِيِّ وَمُحَمَّدِ بْنِ سَعِيْدٍ
الْمَصْلُوْبِ وَغِيَاثِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ وَسُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرٍو وَأَبِيْ دَاوُدَ النَّخَعِيِّ وَأَشْبَاهِهِمْ مِمَّنِ اتُّهِمَ
بِوَضْعِ الْأَحَادِيْثِ وَتَوْلِيْدِ الْأَخْبَارِ جیسے عبد اللہ بن مسور بن ابی جعفر مدائنی اور عمرو بن خالد اور عبد القدوس
شامی (جو روایت کرتا ہی عکرمہ اور عطا سے عمرو بن علی فلاس نے کہا کہ اتفاق کیا اہل علم نے اوسکی حدیث
کے ترک پر) اور محمد بن سعید مصلوب ف دمشقی جس کی کنیت ابو عبد الرحمن تھی یا ابو عبد اللہ یا
ابو قیس اوسکے نسب اور نام مین بڑا اختلاف ہی حافظ عبد الغنی نے کہا وہ اپنے نام کو سو طرح سے بدلتا ہی ابو
حاتم نے کہا متروک الحدیث اور قتل کیا گیا اور سولی دیا گیا بیدینی کی وجہ سے محمد بن حنبل نے کہا ابو جعفر نے
اوسکو قتل کیا زندیق ہونیکی وجہ سے اور اسکی حدیث موضوع ہی اور خالد بن یزید نے کہا مین نے اوس سے سنا وہ کہتا
تھا جب مین کوئی عمدہ بات سنون تو اوسکی اسناد بنانے مین کچھ قباحت نہین احمد بن صالح نے کہا اوسنے چار ہزار

حدیثین بنائین **ف** اور غیاث بن ابراہیم اور سلیمان بن عمرو اور ابوداؤد نخعی اور ان کی مانند لوگ جن سے حدیث بنانیکی اور خبرین تراشنی کی نسبت کی گئی ہے (یعنی یہ سب لوگ وضاع اور کذاب اور تراشندہ الحدیث ہیں تو ایسے لوگون کی روایتیں مین نے بالکل نہین لکھین وَكَذٰلِكَ مَنِ الْغَالِبُ عَلٰى حَدِيْثِهِ الْمُنْكَرُ اَوِ الْغَلَطُ اَمْسَكْنَا اَيْضًا عَنْ حَدِيْثِهِمْ اور اسیطرح ہمنے ان لوگون کی روایت بھی نہین لکھی جنکی حدیث اکثر منکر (یعنے ثقات کے خلاف) یا غلط ہوتی ہے وَعَلَامَةُ الْمُنْكَرِ فِيْ حَدِيْثِ الْمُحَدِّثِ اِذَا مَا عُرِضَتْ رِوَايَتُهُ لِلْحَدِيْثِ عَلٰى رِوَايَةِ غَيْرِهِ مِنْ اَهْلِ الْحِفْظِ وَالرِّضَا خَالَفَتْ رِوَايَتُهُ رِوَايَتَهُمْ اَوْ لَمْ تَكَدْ تُوَافِقُهَا فَاِذَا كَانَ الْاَغْلَبُ مِنْ حَدِيْثِهِ كَذٰلِكَ كَانَ مَهْجُوْرَ الْحَدِيْثِ غَيْرَ مَقْبُوْلِهِ وَلَا مُسْتَعْمَلِهِ اور منکر کی نشانی محدث کی حدیث مین یہ ہے کہ جب اسکی روایت کا مقابلہ کیا جاوے دوسرے لوگون کی روایت سے جو اچھے اور حافظے والے ہین تو اسکی روایت انکی روایت کے خلاف پڑے بالکل یا کچھ موافق ہو اور اکثر خلاف جب کسی راوی کی اکثر اس قسم کی روایتیں ہوں تو وہ مہجور الحدیث کا یعنی اسکی روایت مقبول اور مستعمل نہوگی **ف** تو منکر کے معنی یہی ٹھہرے کہ جو روایت اور ثقہ لوگون کی روایت کے خلاف ہو اسکو منکر مردود بھی کہتے ہین اور ایک منکر اسکو بھی کہتے ہین جسکو ایک ہی ثقہ شخص نے روایت کیا ہو مگر یہ مردود نہین ہے جب وہ ثقہ ضابط اور متقن ہو (نووی) فَمِنْ هٰذَا الضَّرْبِ مِنَ الْمُحَدِّثِيْنَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَرَّرٍ وَيَحْيَى بْنُ اَبِيْ اُنَيْسَةَ وَالْجَرَّاحُ بْنُ الْمِنْهَالِ اَبُو الْعَطُوْفِ وَعَبَّادُ بْنُ كَثِيْرٍ وَحُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ ضُمَيْرَةَ وَعُمَرُ بْنُ صُهْبَانَ وَمَنْ نَحَا نَحْوَهُمْ فِيْ رِوَايَةِ الْمُنْكَرِ مِنَ الْحَدِيْثِ فَلَسْنَا نُعَرِّجُ عَلٰى حَدِيْثِهِمْ وَلَا نَتَشَاغَلُ بِهِ لِاَنَّ حُكْمَ اَهْلِ الْعِلْمِ وَالَّذِيْ يُعْرَفُ مِنْ مَذْهَبِهِمْ فِيْ قَبُوْلِ مَا يَتَفَرَّدُ بِهِ الْمُحَدِّثُ مِنَ الْحَدِيْثِ اَنْ يَكُوْنَ قَدْ شَارَكَ الثِّقَاتِ مِنْ اَهْلِ الْحِفْظِ فِيْ بَعْضِ مَا رَوَوْا وَاَمْعَنَ فِيْ ذٰلِكَ عَلَى الْمُوَافَقَةِ لَهُمْ فَاِذَا وُجِدَ ذٰلِكَ ثُمَّ زَادَ بَعْدَ ذٰلِكَ شَيْئًا لَيْسَ عِنْدَ اَصْحَابِهِ قُبِلَتْ زِيَادَتُهُ فَاَمَّا مَنْ تَرَاهُ يَعْمِدُ لِمِثْلِ الزُّهْرِيِّ فِيْ جَلَالَتِهِ وَكَثْرَةِ اَصْحَابِهِ الْحُفَّاظِ الْمُتْقِنِيْنَ لِحَدِيْثِهِ وَحَدِيْثِ غَيْرِهِ اَوْ لِمِثْلِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ وَحَدِيْثُهُمَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ مَبْسُوْطٌ مُشْتَرَكٌ قَدْ نَقَلَ اَصْحَابُهُمَا عَنْهُمَا حَدِيْثَهُمَا عَلَى الْاِتِّفَاقِ مِنْهُمْ فِيْ اَكْثَرِهِ فَيَرْوِيْ عَنْهُمَا اَوْ عَنْ اَحَدِهِمَا الْعَدَدَ مِنَ الْحَدِيْثِ مِمَّا لَا يَعْرِفُهُ اَحَدٌ مِنْ اَصْحَابِهِمَا وَلَيْسَ مِمَّنْ قَدْ شَارَكَهُمْ فِي الصَّحِيْحِ مِمَّا عِنْدَهُمْ فَغَيْرُ جَائِزٍ قَبُوْلُ حَدِيْثِ هٰذَا الضَّرْبِ مِنَ النَّاسِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

اس قسم کے راویون مین سی عبد اللہ بن محرر اور یحییٰ بن ابی انیسہ اور جراح بن منہال ابو العطوف اور عباد بن کثیر اور حسین بن عبد اللہ بن ضمیرہ اور عمر بن صہبان اور ان کے مثل اور لوگ ہین جو منکر حدیثین روایت کرتی ہین **ف** عبد اللہ بن مُحرَّر یا عبد اللہ بن مُحَرَّز مگر صحیح محرر ہے بصیغہ اسم مفعول اور ریرائین مہملتین اتباع تابعین مین سے ہے روایت کرتا ہی حسن اور قتادہ اور زہری اور نافع وغیرہ تابعین سے روایت کی ہے اُس سے ثوری اور ایک جماعت نے اتفاق کیا ہی محدثین سے اوسکی ترک پر امام احمد بن حنبل نے کہا لوگون نے ترک کردیا اوسکی حدیث کو ابو انیسہ جو یحییٰ کا باپ ہی اُسکا نام زید ہی اور ابو العطوف جراح بن منہال روایت کرتا ہے تابعین سے اوس نے سنا ہی حکم بن عتیبہ اور زہری سی اور اس سے یزید بن ہارون روایت کرتا ہی بخاری نے کہا وہ منکر الحدیث ہی اور عمر بن صہبان اسلمی مدنی ہے اتفاق ہے اوس کے متروک ہونے پر (نووی) **ت**

تو ہم ان لوگون کی حدیثین نہین لاتے نہ اونہین مشغول ہوتی ہین اس لیے کہ اہل علم نے جو حکم کیا ہی اور جو اونکا مذہب معلوم ہوا ہے وہ یہ ہی کہ جس روایت کو ایک ہی محدث نے روایت کیا ہو وہ قبول کی جاویگی اس شرط سی کہ وہ محدث شریک ہو اور ثقہ اور حافظ لوگون کا اون کی بعض روایتون مین یا بالکل موافق ہو اونکا پھر جب یہ حال ہو اُسکا اور کسی روایت مین کچھ عبارت زیادہ کرے جو اسکی ساتھیون کی روایت مین نہو تو وہ قبول کیجاویگی لیکن اگر تو کسی کو دیکھی جو زہری ایسے بزرگ شخص سے روایت کرنیکا قصد کرے جسکی شاگرد بہت ہین اور وہ حافظ ہین اور مضبوطی سے بیان کرتے ہین اوسکی اور اورون کی حدیثون کو یا ہشام بن عروہ سی روایت کا قصد کرے اور ان دونون کی (یعنے ہشام اور زہری کی) حدیثین اہل العلم کے نزدیک پھیلی ہوئی ہین اور مشترک ہین اور اُن دونون کے شاگرد اون کی حدیثون کو اتفاق کے ساتھ اکثر بیان کرتے ہین پھر وہ شخص اُن دونون سے چند ایسی حدیثین نقل کرے جو کسی شاگرد کو ان دونون کے شاگردون مین سی معلوم نہون اور وہ شخص اور صحیح روایتون مین ان شاگردونکا شریک نہو تو اس قسم کی روایتین ایسے لوگون کی ہرگز مقبول نہونگی (بلکہ وہ منکر مردود ہونگی)

وَقَدْ شَرَحْنَا مِنْ مَذْهَبِ الْحَدِيْثِ وَاَهْلِهِ بَعْضَ مَا يَتَوَجَّهُ بِهِ مَنْ اَرَادَ سَبِيْلَ الْقَوْمِ وَوُفِّقَ لَهَا وَسَنَزِيْدُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى شَرْحًا وَّاِيْضَاحًا فِيْ مَوَاضِعَ مِنَ الْكِتَابِ عِنْدَ ذِكْرِ الْاَخْبَارِ الْمُعَلَّلَةِ اِذَا اَتَيْنَا عَلَيْهَا فِي الْاَمَاكِنِ الَّتِيْ يَلِيْقُ بِهَا الشَّرْحُ وَالْاِيْضَاحُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى اور ہم نے بیان کیا مذہب حدیث اور اہل حدیث کا اوس قدر جو مقصود ہی اوس شخص کا جو چلنا چاہی اہل حدیث کی راہ پر اور اوسکو توفیق دیجاوی چلنے کی اوسپر اور خدا چاہی تو ہم اُسکو شرح اور وضاحت سی بیان کرینگی اس کتاب کی کئی

مقامون مین جہان وہ حدیثین آوین گی جن مین کچھ علتین ہین اون مقامون مین جہان شرح کرنا اور واضح
بیان کرنا مناسب ہوگا وَبَعْدُ يَرْحَمُكَ اللهُ فَلَوْلَا الَّذِي رَأَيْنَا مِنْ سُوءِ صَنِيعِ كَثِيرٍ مِمَّنْ نَصَبَ نَفْسَهُ
مُحَدِّثًا فِيمَا يَلْزَمُهُمْ مِنْ طَرْحِ الْأَحَادِيثِ الضَّعِيفَةِ وَالرِّوَايَاتِ الْمُنْكَرَةِ وَتَرْكِهِمُ الِاقْتِصَارَ
عَلَى الْأَخْبَارِ الصَّحِيحَةِ الْمَشْهُورَةِ مِمَّا نَقَلَهُ الثِّقَاتُ الْمَعْرُوفُونَ بِالصِّدْقِ وَالْأَمَانَةِ بَعْدَ مَعْرِفَتِهِمْ
وَإِقْرَارِهِمْ بِأَلْسِنَتِهِمْ أَنَّ كَثِيرًا مِمَّا يَقْذِفُونَ بِهِ إِلَى الْأَغْبِيَاءِ مِنَ النَّاسِ هُوَ مُسْتَنْكَرٌ
وَمَنْقُولٌ عَنْ قَوْمٍ غَيْرِ مَرْضِيِّينَ مِمَّنْ ذَمَّ الرِّوَايَةَ عَنْهُمْ أَئِمَّةُ أَهْلِ الْحَدِيثِ مِثْلُ مَالِكِ
بْنِ أَنَسٍ وَشُعْبَةَ بْنِ الْحَجَّاجِ وَسُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ وَيَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ
بْنِ مَهْدِيٍّ وَغَيْرِهِمْ مِنَ الْأَئِمَّةِ لَمَا سَهُلَ عَلَيْنَا الِانْتِصَابُ لِمَا سَأَلْتَ مِنَ التَّمْيِيزِ وَالتَّحْصِيلِ
وَلَكِنْ مِنْ أَجْلِ مَا أَعْلَمْنَاكَ مِنْ نَشْرِ الْقَوْمِ الْأَخْبَارَ الْمُنْكَرَةَ بِالْأَسَانِيدِ الضِّعَافِ الْمَجْهُولَةِ
وَقَذْفِهِمْ بِهَا إِلَى الْعَوَامِّ الَّذِينَ لَا يَعْرِفُونَ عُيُوبَهَا خَفَّ عَلَى قُلُوبِنَا إِجَابَتُكَ إِلَى مَا سَأَلْتَ
بعد ان سب باتون کے جو اوپر گذرین خدا تجہپر رحم کرے اگر ہم نہ دیکھتے وہ برا کام جو کر رہا ہے شخص جس نے اپنی
تئین محدث بنایا ہی یعنی لازم ہی ایسے شخص کو کہ ضعیف حدیثون اور منکر روایتون کو نقل نکرے اور صرف
اونہی حدیثون کو روایت کری جو صحیح اور مشہور ہین جنکو ثقہ لوگون نے جنکی سچائی اور امانت مشہور ہے نقل کیا
ہے اور وہ جانتا ہی اور اقرار کرتا ہی کہ بہت سی حدیثین جنکو وہ عام لوگون کو سناتا ہی منکر ہین اور اون لوگون
سے مروی ہین جنکی مذمت حدیث کے امامون نے کی ہی جیسے مالک بن انس اور شعبہ بن حجاج اور سفیان بن عیینہ
اور یحیی بن سعید القطان اور عبدالرحمن بن مہدی وغیرہم نے (یہ سب حدیث کے بڑے امام اور پیشوا ہین)
البتہ ہمکو یہ تکلیف اوٹہانا تیری خواہش کے موافق جو تو نے صحیح حدیثون کو جدا کرنیکی کی تہی دشوار ہوتی کیونکہ
جب سب لوگ یہی عادت کرتے کہ صرف صحیح حدیثین نقل کیا کرتے تو عوام کے دہوکا کہانیکا ڈر نہوتا اور صحیح
حدیثون کے جدا کرنیکی ضرورت ہی نہ پڑتی) لیکن اسی وجہ سے جو ہمنے بیان کی کہ لوگ منکر حدیثونکو ضعیف اور مجہول
سندون سے بیان کیا کرتے ہین اور عوام کو سنادیتے ہین جنکو عیبون کے پہچاننے کی لیاقت نہین تیری خواہش کا
قبول کرنا ہمپر آسان ہوگیا اس لیے کہ جس کام کی ضرورت ہوتی ہے اوسکا کرنا آسان ہوتا ہے)

## باب

وُجُوبُ الرِّوَايَةِ عَنِ الثِّقَاتِ وَتَرْكِ الْكَاذِبِينَ اس باب مین یہ بیان ہی کہ ہمیشہ ثقہ اور معتبر لوگون سے
روایت کرنا چاہیے اور جن لوگون کا جھوٹ ثابت ہو اون سے روایت نکرنا چاہیے وَاعْلَمْ وَفَّقَكَ اللهُ أَنَّ

الواجب على كل احد عرف التمييز بين صحيح الروايات وسقيمها وثقات الناقلين لها
من المتهمين ان لا يروي منها الا ما عرف صحة مخارجه والستارة في ناقليه وان يتقي
منها ما كان منها عن اهل التهم والمعاندين من اهل البدع **ترجمہ** جان تو خدا تجھکو توفیق
دیوے جو شخص صحیح اور ضعیف حدیث میں تمیز کرنے کی قدرت رکھتا ہو اور ثقہ (معتبر) اور متہم (جن پر تہمت
لگی ہو کذب وغیرہ کی) راویوں کو پہچانتا ہو اوسپر واجب ہے کہ نہ روایت کرے مگر اوس حدیث کو جسکی اصل
کی صحت ہو اور اسکی نقل کرنیوالے وہ لوگ ہوں جنکا عیب فاش نہ ہوا ہو اور بچے اون لوگوں کی روایت
سے جن پر تہمت لگائی گئی ہے یا جو عناد رکھتے ہیں بدعتی **ف** نووی نے کہا کہ علما نے اتفاق کیا ہے
کہ جو بدعتی ایسا ہو جس کی بدعت اوسکو کفر تک پہونچا دیا ہو اوسکی روایت تو بالاتفاق مقبول نہیں اور جس
کی بدعت کفر تک نہیں پہونچی اوس کی روایت قبول کرنے میں اختلاف ہے لیکن صحیح قول یہ ہے کہ اوسکی
روایت مقبول ہے بشرطیکہ وہ روایت اوسکی بدعت کی تائید میں نہ ہو اور صحیحین وغیرہ میں بہت سی حدیثیں
اون لوگوں سے منقول ہیں جو بدعت میں گرفتار تھے اصل یہ ہے کہ جو بدعتی عناد رکھتا ہو یعنے تعصب کہ
جھوٹی روایت اپنی تائید کے لیے نقل کرنا جائز رکھے جیسے روافض میں سے ایک فرقہ خطابیہ جو اپنی قوم
کے فائدے کے لیے جھوٹی گواہی دینا جائز رکھتا ہے اوسکی روایت قبول نہیں ہوگی اور جو بدعتی سچا ہو اور
اوسکی عدالت روایت میں معلوم ہو اوسکی حدیث قبول کی جاوے گی والدليل على ان الذي
قلنا من هذا هو اللازم دون ما خالفه قول الله تعالى ذكره يا ايها الذين امنوا ان
جاءكم فاسق بنبإ فتبينوا ان تصيبوا قوما بجهالة فتصبحوا على ما فعلتم نادمين وقال
جل ثناؤه ممن ترضون من الشهداء وقال واشهدوا ذوي عدل منكم فدل
بما ذكرنا من هذه الاي ان خبر الفاسق ساقط غير مقبول وان شهادة غير العدل
مردودة اور دلیل اسپر جو ہم نے کہا ہے کہ اللہ جل جلالہ نے فرمایا اے ایمان والو اگر تمہارے پاس
کوئی فاسق خبر لیکر آوے تو ہوشیار ہو جاؤ ایسا نہ ہو کہ جا پڑو کسی قوم پر نادانی سے پھر کل کو پچھتاؤ
اپنے کیے ہوئے پر **ف** ایک شخص کو حضرت نے بھیجا ایک قوم پر زکوٰۃ لینے کو وہ نکلی اسکے استقبال
کو اسلام سے پہلے اس قوم میں اور اسکی قوم میں بیر تھا یہ ڈرا کہ میرے مارنیکو نکلے اولٹا بھاگا مدینے میں آکر
مشہور کر دیا کہ فلانی قوم مرتد ہوگئی حضرت انپر فوج بھیجنے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ شہادت فاسق کی مقبول

نہین **ف** دوسرے اللہ تعالی نے فرمایا اور گواہ کر دو مردون کو یا ایک مرد اور دو عورتون کو جنکو تم
پسند کرتے ہو (گواہی کے لیے یعنی جو سچی اور نیک معلوم ہون) اور فرمایا اللہ تعالی نے گواہ کر دو شخصون
کو جو عادل ہون تو ان آیتون سے معلوم ہوا کہ فاسق کی بات بے اعتبار ہے اور قبول کے لائق نہین
اور جو شخص عادل نہو اوسکی گواہی مردود ہے وَالْخَبَرَانِ فَارَقَ مَعْنَاهُ مَعْنَى الشَّهَادَةِ فِي بَعْضِ
الْوُجُوهِ فَقَدْ يَجْتَمِعَانِ فِي أَعْظَمِ مَعَانِيهِمَا إِذْ كَانَ خَبَرُ الْفَاسِقِ غَيْرَ مَقْبُولٍ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ
كَمَا أَنَّ شَهَادَتَهُ مَرْدُودَةٌ عِنْدَ جَمِيعِهِمْ اور حدیث بیان کرنے اور گواہی دینے مین اگرچہ کچھ
فرق ہے مگر وہ دونون شریک ہین ایک بڑے مطلب مین جب حدیث فاسق کی مقبول نہین علما کے نزدیک
جیسے گواہی فاسق کی مردود ہے سب کے نزدیک **ف** یہ جواب ہے ایک اعتراض کا کہ جو آیتین اوپر بیان
ہوئین اون سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ فاسق کی گواہی مقبول نہین پر حدیث اوسکی مردود ہونا اون
سے نہین ثابت ہوتا جواب یہ ہے کہ حدیث اور گواہی دونون درحقیقت ایک ہین اگرچہ بعضی باتون مین
کچھ فرق ہے وہ فرق یہ ہے کہ گواہی مین آزادی اور مردیت اور عدد (یعنی دو گواہ) شرط ہے اور حدیث
مین یہ شرط نہین تو مقبول ہے حدیث غلام اور عورت اور ایک شخص کی پر دونون مین یہ ضرور ہے کہ اسلام
ہو عقل ہو بلوغ ہو عدالت ہو مروت ہو ضبط اور حفظ ہو تحمل اور ادا کے وقت (تحمل وہ وقت جب حدیث
سنی یا دیکھی اور ادا وہ وقت جب اوسکو بیان کرے کسی سے اسی طرح گواہی مین ایک تحمل کا وقت ہے یعنی
جب واقعہ دیکھے یا سنے اور ایک ادا کا یعنی جب قاضی کے سامنے گواہی دیوے) اندھے کی گواہی مین اختلاف
ہے امام شافعی اور ایک جماعت علما کے نزدیک جائز نہین اور امام مالک اور ایک جماعت کے نزدیک جائز ہے
اور حدیث اسکی بالاتفاق مقبول ہے اسیطرح بلوغ کی شرط حدیث کے ادا کے وقت ہے نہ تحمل کے وقت تو لڑکپن
مین اگر کوئی حدیث سنی اور بلوغ کے وقت بیان کرے تو اوسکی روایت مقبول ہے اور یہی قول ہے اکثر علمار کا مگر
بعضون کا یہ مذہب ہے کہ تحمل کے وقت بھی بلوغ ضرور ہے اور بعضون کا یہ قول ہے کہ بلوغ نہ تحمل کے وقت شرط
ہے نہ ادا کے وقت اور یہ دونون مذہب شاذ اور جمہور علمار کے خلاف ہین (نووی) وَدَلَّتِ السُّنَّةُ
عَلَى نَفْيِ رِوَايَةِ الْمُنْكَرِ مِنَ الْأَخْبَارِ كَنَحْوِ دَلَالَةِ الْقُرْآنِ عَلَى نَفْيِ خَبَرِ الْفَاسِقِ وَهُوَ الْأَثَرُ
الْمَشْهُورُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَدَّثَ عَنِّي بِحَدِيثٍ يُرَى أَنَّهُ كَذِبٌ فَهُوَ
أَحَدُ الْكَاذِبِينَ ترجمہ اسیطرح حدیث سے بھی یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ منکر روایت کا بیان کرنا —

(جسکے غلط ہونیکا احتمال ہو) درست نہیں جیسے قرآن سے معلوم ہوتی ہے اور وہ حدیث وہی ہے جو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بشہرت منقول ہے کہ فرمایا آپ نے جو شخص مجھ سے حدیث نقل کرے اور وہ خیال کرتا
ہو کہ یہ جھوٹ ہے تو وہ خود جھوٹا ہے **ف** یعنی گو اوس نے جھوٹ نہیں بنایا پر جب اسکو خیال ہے کہ اس حدیث
کی صحت کا یقین نہیں ہو سکتا تو اسکا بیان کرنا کیا ضرور ہے اگر اسپر بھی بیان کیا اور اسکا عیب ظاہر نہ کیا
تو جھوٹوں میں وہ بھی شریک ہو گیا یعنے اوسپر بھی اوتنا ہی وبال ہوگا جتنا جھوٹی حدیث بنانیوالے پر امام
مسلم نے اس حدیث کو مشہور کہا کیونکہ یہ حدیث مختلف الفاظ سے متعدد صحابہ سے مروی ہے بزار نے اپنی سند میں
بیان کیا کہ چالیس صحابیوں سے یہ حدیث اُنہوں نے روایت کی ہے اور ابوبکر صیرفی نے لکھا ہے کہ وہ ساٹھہ صحابیوں
سے مروی ہے اور ابن مندہ نے کہا کہ اسّی صحابیوں سے اور بعضوں نے کہا باسٹھہ صحابیوں سے اور
اون میں عشرہ مبشرہ بھی ہیں اور کوئی حدیث سوا اس حدیث کی ایسی نہیں جسکو سب عشرہ مبشرہ نے روایت
کیا ہو یا ساٹھہ صحابیوں سے زیادہ نے روایت کیا ہو اور بعضوں نے اس حدیث کو متواتر قرار دیا ہے اور
بعضوں نے کہا کہ یہ حدیث دو سو صحابیوں سے منقول ہے اور بخاری اور مسلم دونوں نے نقل کیا ہے
حدیث کو۔ اس حدیث سے کئی باتیں معلوم ہوتی ہیں ایک یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنا
حرام اور گناہ کبیرہ ہے جیسے آگے کی روایتوں میں ہے کہ جو ایسا کرے گا اوس نے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا
لیا تو معلوم ہوا کہ وہ ضرور جہنم میں جاوے گا۔ پھر اگر مومن ہے تو جہنم سے نکلیگا کیونکہ اہلسنت
کا اتفاق ہے کہ موحد ہمیشہ جہنم میں نہ رہے گا اگرچہ کتنا ہی گنہگار ہو **دوسرے**
یہ کہ جس حدیث کی جھوٹ ہونیکا ظن ہو اسکو نقل کرنا بھی درست نہیں پر جب اوسکے ساتھہ یہ بات بھی کہدے
یا لکھدے کہ یہ حدیث منکر ہے یا ضعیف ہے یا اس میں یہ علت ہے تو درست ہے اور جائز ہے محدثین کے نزدیک
اس لیے کہ محدثین نے اپنی کتابوں میں تمام قسم کی حدیثوں کو بیان کیا ہے یہانتک کہ موضوعات کو بھی
**تیسرے** یہ کہ اگر نقل کرنے والے کی خیال میں غلطی ہو یعنے وہ جھوٹی حدیث کو صحیح سمجھکر بیان کرے تو اسپر
گناہ نہیں جیسے حاکم اور ابن ماجہ نے بعضی حدیثوں کو صحیح خیال کر کے روایت کیا ہے **چوتھے** ہر قسم کی
حدیث خواہ احکام میں ہو خواہ فضائل یا اخلاق میں سب میں یہی حکم ہے اور کرامیہ کے نزدیک فضائل اور
اخلاق میں حدیث بنا لینا درست ہے اور یہ اونکی انتہا سے جہالت ہے (نووی مع زیادہ) **باب**
تَغْلِيظِ الْكَذِبِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ

باندہنا کتنا بڑا گناہ ہے عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ وَسَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَا قَالَ رَسُولُ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ ترجمہ امام مسلم نے اپنی اسناد سے روایت کیا سمرہ بن جندب اور مغیرہ بن شعبہ
سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا (یعنی وہی حدیث جو اوپر گذری کہ جو شخص مجھ سے حدیث نقل کرے
اور وہ سمجھتا ہو کہ یہہ جھوٹ ہے تو وہ خود جھوٹا ہے عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ اَنَّهُ سَمِعَ عَلِيًّا يَخْطُبُ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَكْذِبُوا عَلَيَّ فَاِنَّهُ مَنْ يَكْذِبْ عَلَيَّ يَلِجِ النَّارَ ترجمہ
ربعی بن حراش سے روایت ہے اونہوں نے سنا حضرت علی سے وہ خطبہ پڑہ رہے تھے کہتے تھے فرمایا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے مت جھوٹھہ باندہو میرے اوپر جو کوئی میرے اوپر جھوٹھہ باندہے گا وہ جہنم مین جاویگا ف
یعنی لائق ہوگیا جہنم مین جانے کے اب اگر خدا معاف کر دیوے تو جہنم سے چھٹکارا ہو سکتا ہے جیسے سب کبیرہ
گناہون مین ہے بعضون نے کہا یہ بد دعا ہے جھوٹھی حدیث بنانیوالے کے لیے یعنی خدا اوسکو جہنم مین داخل
کرے عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهُ قَالَ اِنَّهُ لَيَمْنَعُنِيْ اَنْ اُحَدِّثَكُمْ حَدِيْثًا كَثِيْرًا اَنَّ رَسُولَ
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَعَمَّدَ عَلَيَّ كَذِبًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ ترجمہ انس بن
مالک سے روایت ہے انہون نے کہا مجھکو بہت حدیثین بیان کرنے سے یہی بات روکتی ہے جو رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمائی جو شخص مجھ پر قصداً جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانا جہنم مین بنالیوے عَنْ اَبِيْ
هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ
مِنَ النَّارِ ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھپر قصداً جھوٹ
بناوے وہ اپنا ٹھکانا جہنم مین بنالیوے عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيْعَةَ الْوَالِبِيِّ قَالَ اَتَيْتُ الْمَسْجِدَ وَ
الْمُغِيْرَةُ اَمِيْرُ الْكُوْفَةِ قَالَ فَقَالَ الْمُغِيْرَةُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
اِنَّ كَذِبًا عَلَيَّ لَيْسَ كَكَذِبٍ عَلٰى اَحَدٍ فَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ
ترجمہ علی بن ربیعہ والبی سے روایت ہے انہون نے کہا مین مسجد مین آیا اور اون دنون مغیرہ بن شعبہ کوفی
کے حاکم تھے تو مغیرہ نے کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے میرے اوپر جھوٹ
باندہنا ایسا نہین ہے جیسے اور کسی پر جھوٹ باندہنا (کیونکہ اور کسی پر جھوٹ باندہنے سے جھوٹ بولنے والے
کا نقصان ہوگا یا جسپر جھوٹ باندہا اوسکا ہی یا اور دو تین آدمیون کا سہی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پر جھوٹ باندہنے سے ایک عالم گمراہ ہوگا اور دین کا نقصان پہنچیگا) پھر جو کوئی شخص مجھپر جھوٹ باندہے وہ

اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالیوے عن المغیرۃ بن شعبۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمثلہ ولم یذکر ان کذبا علی لیس ککذب علی احد ترجمہ مغیرہ بن شعبہ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے اوس میں یہ نہیں ہے کہ میرے اوپر جھوٹ باندھنا ایسا نہیں ہے جیسے دوسرے کسی پر جھوٹ باندھنا۔

باب النھی عن الحدیث بکل ما سمع جو بات سنے اوسکو کہدینا (بغیر تحقیق کیے ہوئے) منع ہے

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفی بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کافی ہے آدمی کے جھوٹے ہونے کو لیے یہ بات کہ جو سنے اسکو بیان کرے ف بغیر تحقیق اور تنقیح کے اس لیے کہ جھوٹ کہتے ہیں خلاف واقع بیان کرنے کو پھر اگر عمدًا ایسا امر کرے تو گنہگار رہوگا ورنہ گنہگار نہ ہوگا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ عادت جو سنے کہہ ڈالے بری ہے بلکہ تحقیق کرنا ضرور ہے کہ یہہ خبر سچ ہے یا جھوٹ ہے جب سچائی کا یقین ہو اوس وقت اگر موہنہ سے نکالے تو برا نہیں عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمثل ذلک ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت بھی ویسی ہی ہے عن ابی عثمان النھدی قال قال عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بحسب المرء من الکذب ان یحدث بکل ما سمع ترجمہ ابوعثمان نہدی سے روایت ہے حضرت عمر رض نے کہا کافی ہے آدمی کو اتنا جھوٹ کہ کہہ ڈالے جو بات سنے عن ابن وھب قال قال لی مالک اعلم انہ لیس یسلم رجل حدث بکل ما سمع ولا یکون اماما ابدا وھو یحدث بکل ما سمع ترجمہ ابن وہب سے روایت ہے امام مالک رح نے مجھسے کہا جان تو اس بات کو جو شخص کہہ ڈالے جو سنے وہ بچ نہیں سکتا (جھوٹ سے) اور کبھی وہ شخص امام (پیشوا) نہیں ہوسکتا جو بیان کرے ہر ایک بات کو جسکو وہ سنے عن عبد اللہ قال بحسب المرء من الکذب ان یحدث بکل ما سمع ترجمہ عبداللہ بن مسعود رض سے روایت ہے اونہوں نے کہا کافی ہے آدمی کو اتنا جھوٹ کہ جو سنے وہ کہہ دے عن عبد الرحمن بن مھدی یقول لا یکون الرجل اماما یقتدی بہ حتی یمسک عن بعض ما سمع ترجمہ عبدالرحمن بن مہدی (جو حدیث کے بڑے امام ہیں) اُنہوں نے کہا آدمی کبھی امام نہیں ہوسکتا (یعنے اس لائق کہ لوگ اوسکی پیروی کریں جب تک کہ وہ نہ کہے بعضی باتوں کو جنکو اُس نے سنا ہو اس خیال سے کہ شاید یہ باتیں غلط ہوں تو میرا جھوٹ ثابت ہوگا عن

سُفْیَانَ بْنِ حُسَیْنٍ قَالَ سَأَلَنِیْ اِیَاسُ بْنُ مُعَاوِیَۃَ فَقَالَ اِنِّیْ اَرَاکَ قَدْ کَلِفْتَ بِعِلْمِ الْقُرْاٰنِ فَاقْرَأْ عَلَیَّ سُوْرَۃً وَفَسِّرْھَا حَتّٰی اَنْظُرَ فِیْمَا عَلِمْتَ قَالَ فَفَعَلْتُ فَقَالَ لِیْ اِحْفَظْ عَلَیَّ مَا اَقُوْلُ لَکَ اِیَّاکَ وَالشَّنَاعَۃَ فِی الْحَدِیْثِ فَاِنَّہٗ قَلَّمَا حَمَلَھَا اَحَدٌ اِلَّا ذَلَّ فِیْ نَفْسِہٖ وَکُذِّبَ فِیْ حَدِیْثِہٖ ترجمہ سفیان بن حسین سے روایت ہی مجھسے ایاس بن معاویہ نے کہا مین دیکھتا ہون تم بہت محنت کرتے ہو قرآن کے حاصل کرنے مین (یعنے علم تفسیر مین) تو ایک سورت پڑہو میرے سامنے پہر اسکا مطلب بیان کرو تاکہ مین دیکھون تمہارا علم سفیان نے کہا مینے ایسا ہی کیا ایاس نے کہا یاد رکھو جو مین کہتا ہون تجہ سے بچو تو شناعت سے حدیث مین (شناعت کے معنے قباحت یعنی ایسی حدیثین مت نقل کر کہ لوگ نہین برا سمجہین اور جہوٹا جانین) کیونکہ جس نے شناعت کو اختیار کیا وہ خود بہی ذلیل ہوا اور دوسرون نے بہی اسکو جہٹلایا (یعنے اسکا اعتبار جاتا رہا اب سچی بات بہی اُسکی جہوٹی سمجہی جاتی ہے عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ مَا اَنْتَ بِمُحَدِّثٍ قَوْمًا حَدِیْثًا لَا تَبْلُغُہٗ عُقُوْلُھُمْ اِلَّا کَانَ لِبَعْضِھِمْ فِتْنَۃً عبد اللہ بن مسعود نے کہا جب تو لوگون سے ایسی حدیث بیان کرے جو اُن کی عقل مین نہ آوے تو بعض لوگون کے لیے اوس مین فتنہ ہوگا (یعنے وہ گمراہ ہو جاوینگے اسی لیے ہر شخص سے اوسکی عقل کے موافق بات کرنا چاہیے

## بَابُ النَّھْیِ عَنِ الرِّوَایَۃِ عَنِ الضُّعَفَاءِ وَالْاِحْتِیَاطِ فِیْ تَحَمُّلِھَا

ضعیف لوگون سے روایت کرنا منع ہے اور روایت کو تحمل کے وقت احتیاط کرنا چاہیے بعضے نسخون مین اس باب کو یون لکہا ہے بَابٌ فِی الضُّعَفَاءِ وَالْکَذَّابِیْنَ وَمَنْ یُّرْغَبُ عَنْ حَدِیْثِھِمْ یعنی باب ضعفا اور کذابین یعنے جہوٹون کے بیان مین اور جن کی حدیث سے نفرت کرنا چاہیے عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ سَیَکُوْنُ فِیْ اٰخِرِ اُمَّتِیْ اُنَاسٌ یُّحَدِّثُوْنَکُمْ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَا اٰبَاؤُکُمْ فَاِیَّاکُمْ وَاِیَّاھُمْ ترجمہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے اخیر امت مین ایسے لوگ پیدا ہونگے جو تم سے وہ حدیثین بیان کرینگے جنکو نہ تم نے سنا نہ تمہارے باپ دادا نے تو اون سے بچے رہنا (یعنے اون کے فریب مین نہ آنا اور حدیث کو اچہی طرح سے جانچ لینا اب اس زمانے مین بہی بہت سے جاہل فقیر ادہر اودہر گئے گذرے ملا اپنی بات جمانے کے لیے حدیثین بے سند نقل کرتے ہین اون کا اعتبار نکرنا چاہیے جب تک وہ حدیث صحیح کتابون مین نہ ملے اللہ کے فضل سے اب صحاح ستہ کا ترجمہ

ترتیب با تمام ہے عوام لوگون کو بھی یہ کتابین فائدہ دے سکتی ہین) عن ابی ھریرۃ رضی اللہ
عنہ یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون فی آخر الزمان دجالون کذابون
بما لم یاتونکم من الاحادیث ما لم تسمعوا انتم ولا آباؤکم فایاکم وایاھم لا یضلونکم
ولا یفتنونکم ترجمہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اخیر زمانے
مین دجال (یعنی جھوٹ کو سچ بنانے والے) اور کذاب یعنی جھوٹ بولنے والے پیدا ہونگے وہ حدیثین تمکو
سناوین گے جو تمہارے باپ دادا نے نہ سنی ہون گی تو بچو رہنا اون سے ایسا نہ ہووے تمکو گمراہ کردین اور
آفت مین ڈالدین عن عامر بن عبدۃ قال قال عبد اللہ ان الشیطان لیتمثل فی صورۃ
الرجل فیاتی القوم فیحدثھم بالحدیث من الکذب فیتفرقون فیقول الرجل منھم
سمعت رجلا اعرف وجھہ ولا ادری ما اسمہ یحدث ترجمہ عامر بن عبدہ سے روایت
ہے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا شیطان ایک مرد کے صورت بنکر لوگون کے پاس آتا ہے
پھر اُن سے جھوٹی حدیث بیان کرتا ہے جب لوگ اوس جگہہ سے جدا ہو جاتے ہین تو ایک شخص اون مین سے کہتا ہے
مین نے سنا ایک شخص سے جس کی صورت مین پہچانتا ہون لیکن نام نہین جانتا وہ ایسا بیان کرتا تھا۔
عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ قال ان فی البحر شیاطین مسجونۃ اوثقھا
سلیمان یوشک ان تخرج فتقرأ علی الناس قرآنا ترجمہ عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے روایت
ہے انہون نے کہا دریا مین یعنی سمندر مین بہت شیطان ہین جنکو قید کیا ہے حضرت سلیمان علیہ السلام
نے قریب ہے کہ وہ نکلین اور لوگون کو قرآن سناوین عن طاؤس قال جاء ھذا الی ابن عباس
یعنی بشیر بن کعب فجعل یحدثہ فقال لہ ابن عباس عد لحدیث کذا وکذا فعاد لہ
ثم حدثہ فقال لہ عد لحدیث کذا وکذا فعاد لہ فقال لہ ما ادری اعرفت حدیثی
کلہ وانکرت ھذا ام انکرت حدیثی کلہ وعرفت ھذا فقال لہ ابن عباس انا کنا
نحدث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ لم یکن یکذب علیہ فلما رکب الناس
الصعب والذلول ترکنا الحدیث عنہ ترجمہ طاؤس سے روایت ہے بشیر بن کعب ابن عباس
پاس آئے اور ان سے حدیثین بیان کرنے لگے ابن عباس نے کہا فلانی حدیث پھر بیان کر انہون نے
دوبارہ بیان کی اور کہا مجھے معلوم نہین ہوتا تم نے سب حدیثین میری پہچانین اور اسی کو منکر سمجھا

پھر حدیثین کرنے لگے ابن عباس نے کہا فلانی حدیث پھر بیان کر انہون پھر دوبارہ بیان کیا

یا سب حدیثون کو منکر سمجھا اور اسی حدیث کو پہچانا ابن عباس نے اون سے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے حدیث نقل کیا کرتے تھے جب آپ پر جھوٹ نہین باندھا جاتا تھا پھر جب لوگ بری اور اچھی راہ چلنے لگے
(یعنے سب قسم کی حدیثین صحیح اور غلط نقل کرنے لگے) تو ہم نے حدیث بیان کرنا چھوڑ دیا **عن**
ابن عباسٍ قال انما کنا نحفظ الحدیث والحدیث یحفظ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فاما اذ رکبتم کل صعب وذلول فھیھات **ترجمہ** ابن عباس سے روایت ہے ہم حدیث یاد
کیا کرتے تھے اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد کرنا چاہیے لیکن جب تم بری اور اچھی ہر طرح کی
راہ چلنے لگے تو اب اعتبار جاتا رہا اور دور ہو گیا **عن** مجاہد قال جاء بشیر بن کعب العدوی
الی ابن عباس فجعل یحدث ویقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجعل ابن عباس لا یاذن لحدیثہ ولا ینظر الیہ فقال یا ابن عباس
مالی لا اراک تسمع لحدیثی احدثک عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا تسمع فقال ابن
عباس انا کنا مرۃ اذا سمعنا رجلا یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابتدرتہ
ابصارنا واصغینا الیہ باذاننا فلما رکب الناس الصعبۃ والذلول لم ناخذ من الناس الا
ما نعرف **ترجمہ** مجاہد سے روایت ہے بشیر بن کعب عدوی ابن عباس پاس آئے اور حدیث بیان کرنے لگے
اور کہنے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یون فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یون فرمایا ہے
ابن عباس نے کان نہ رکھا اون کیطرف نہ دیکھا اونکو بشیر بولے اے ابن عباس تمکو کیا ہوا جو میری بات
نہین سنتے مین حدیث بیان کرتا ہون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور تم نہین سنتے ابن عباس نے کہا کہ ایک
وہ وقت تھا جب ہم کسی شخص سے سنتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یون فرمایا تو اوسی وقت اوسطرف
دیکھتے اور کان اپنے لگا دیتے پھر جب لوگ بری اور اچھی راہ چلنے لگے (یعنے غلط روایتین شروع ہو گئین)
تو ہم نے لوگون سے سننا چھوڑ دیا مگر جس حدیث کو ہم پہچانتے ہین (اور ہم کو صحیح معلوم ہوتی ہے تو اوسکو
سن لیتے ہین) **عن** ابن ابی ملیکۃ قال کتبت الی ابن عباس اسالہ ان یکتب لی کتابا
ویخفی عنی فقال ولد ناصح انا اختار لہ الامور اختیارا واخفی عنہ قال فدعا بقضاء علی
فجعل یکتب منہ اشیاء ویمر بہ الشیء فیقول واللہ ما قضی بھذا علی الا ان یکون ضل
**ترجمہ** ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے مین نے ابن عباس کو لکھا کہ میرے لیے ایک کتاب لکھدو اور چھپا لو

(اون باتون کو جن مین کلام ہے تاکہ جھگڑا نہ ہو ابن عباس نے کہا لڑکا اچھی نصیحت کرتا ہی (یعنے ابن ابی ملیکہ کو کہا) مین اسکے لیے چنون گا باتونکو اور چھپالون گا (جو چھپانے کی باتین ہین) ف یہ ترجمہ جب ہی کہ اس روایت مین یخفی اور اخفی خاے معجمہ سے ہو جیسا اکثر نسخون مین ہے اور بعضے نسخون مین یہ دونون لفظ حاے حطی سے ہین اوس صورت مین ترجمہ یون ہوگا۔ کہ کم کرین اون باتونکو جو کمی کے قابل ہین یعنے بہت لمبی کتاب نہ لکھین مختصر لکھین اور ابن عباس نے بھی ایسا ہی کہا کہ کم کرونگا مین یا عتنی معنون مین علی کے ہے یعنی مین نے یہ خواہش کی کہ خوب اچھی طرح لکھین اور ابن عباس نے بھی ایسا ہی کہا کہ مین جب انتخاب کرونگا حدیثون کو اور اچھی طرح اسکو لکھون گا ف پھر انہون نے حضرت علی کے فیصلون کو منگوایا اون مین سے کچھ باتین لکھنی لگے اور بعضے فیصلون کو دیکھکر کہتے تھی کہ قسم خدا کی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایسا فیصلہ نہین کیا اگر کیا ہو تو وہ بہک گئی (یعنے اون سے غلطی ہوئی) ف جب حضرت علی جو خلفای راشدین مین سے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے عزیز اور ساتھی اور علم کے دریا تھے اون کے فیصلون مین غلطی ہو تو اور عالمون اور مولویون کے سب حکم کیونکر صحیح ہوسکتے ہین بعضون نے کہا مطلب ابن عباس کا یہ ہے کہ روایت غلط ہے اور حضرت علی گمراہ نہ تھے تو اونہون نے یہ فیصلہ کیونکر کیا ہوگا عن طاؤس قال اُتِیَ ابنُ عباسٍ بکتابٍ فیہِ قضاءُ علیٍّ رض فمحاہُ الا قدر واشار سفیانُ بنُ عیینۃ بذراعہٖ ترجمہ طاؤس سے روایت ہی ابن عباس پاس حضرت علی کے فیصلون کی کتاب آئی انہون نے اسکو سب کو میٹ دیا مگر ایک ہاتھہ کے برابر رہنے دیا (جو فیصلہ صحیح تہا اس لیے کہ ان کو معلوم ہوا کہ روایت ان فیصلون کی ٹھیک نہین عن ابی اسحاق قال لما احدثوا تلک الاشیاء بعد علیٍّ رض قال رجل من اصحاب علیٍّ رض قاتلہم اللہ ای علمٍ افسدوا ترجمہ ابو اسحاق نے کہا جب لوگون نے ان باتون کو حضرت علی رض کے بعد نکالا (یعنے جھوٹی جھوٹی روایتین اون سے شائع کین) تو حضرت علی رض کے ایک رفیق بولے خدا انکو تباہ کرے یا اونپر لعنت کرے کیسا علم کو بگاڑا (یعنے لوگون کو گمراہ کیا اور حدیث کے علم کو ستیاناس کیا) عن ابی بکر بن عیاشٍ قال سمعتُ المغیرۃَ یقول لم یکن یصدق علیٰ علیٍّ فی الحدیث عنہ الا من اصحاب عبد اللہ بن مسعودٍ ترجمہ ابو بکر بن عیاش سے روایت ہے مین نے مغیرہ سے سنا وہ کہتے تھے حضرت علی سے جو لوگ روایت کرتے تھے اونکی روایت نمانی جاتی

جب تک عبداللہ بن مسعود کے ساتھی اوس کی تصدیق نہ کرتے **باب** فِي أَنَّ الْإِسْنَادَ مِنَ
الدِّينِ اس باب مین یہ بیان ہے کہ سند بیان کرنا حدیث کی ضرور ہے اور وہ دین مین داخل ہے
**عَنْ** مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ إِنَّ هَذَا الْعِلْمَ دِينٌ فَانْظُرُوا عَمَّنْ تَأْخُذُونَ دِينَكُمْ ترجمہ
محمد بن سیرین (جو مشہور تابعی ہین) نے کہا یہ علم دین کا ہے تو دیکھو کس شخص سے تم دین حاصل کرتے ہو
(یعنی ہر شخص کا اس مین اعتبار نکرو جو سچا اور دین دار اور معتبر ہو اوسی سے علم دین حاصل کرنا ضرور ہے)
**عَنِ** ابْنِ سِيرِينَ قَالَ لَمْ يَكُونُوا يَسْأَلُونَ عَنِ الْإِسْنَادِ فَلَمَّا وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ قَالُوا
سَمُّوا لَنَا رِجَالَكُمْ فَيُنْظَرُ إِلَى أَهْلِ السُّنَّةِ فَيُؤْخَذُ حَدِيثُهُمْ وَيُنْظَرُ إِلَى أَهْلِ الْبِدَعِ فَلَا يُؤْخَذُ
حَدِيثُهُمْ ابن سیرین نے کہا پہلے زمانے مین کوئی حدیث بیان کرتا تو اوس سے سند نہ پوچھتے پھر جب
فتنہ پھیلا (یعنے گمراہی شروع ہوئی اور بدعتین یہ رفض اور خوارج اور مرجئہ اور قدریہ کی شائع
ہوئین) تو لوگون نے کہا اب اپنی اپنی سند بیان کرو دیکھین گے اگر روایت کرنے والے اہل سنت
مین تو قبول کرینگے روایت اونکی اور جو بدعتی ہین تو نہ قبول کرین گے روایت اون کی **عَنْ** سُلَيْمَانَ
بْنِ مُوسَى قَالَ لَقِيتُ طَاوُسًا فَقُلْتُ حَدَّثَنِي فُلَانٌ كَيْتَ وَكَيْتَ قَالَ إِنْ كَانَ مَلِيًّا فَخُذْ
عَنْهُ ترجمہ سلیمان بن موسی نے کہا مین طاؤس سے ملا اور مین نے کہا فلان شخص نے مجھ سے
حدیث بیان کی ایسی اور ویسی انہون نے کہا اگر وہ معتبر ہے (یعنے اوسکی دیانت اور امانت پر بھروسا
ہو سکتا ہے جیسے مالدار خوش معاملہ کی بات کا اعتبار ہوتا ہے) تو اوس سے روایت کر حدیث کو **عَنْ**
سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى قَالَ قُلْتُ لِطَاوُسٍ إِنَّ فُلَانًا حَدَّثَنِي بِكَذَا وَكَذَا قَالَ إِنْ كَانَ صَاحِبُكَ
مَلِيًّا فَخُذْ عَنْهُ ترجمہ وہی جو گذرا **عَنْ** أَبِي الزِّنَادِ قَالَ أَدْرَكْتُ بِالْمَدِينَةِ مِائَةً كُلُّهُمْ ن مَلِيئًا
مَأْمُونٌ مَا يُؤْخَذُ عَنْهُمُ الْحَدِيثُ يُقَالُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِهِ ترجمہ ابو الزناد (جنکا نام عبد اللہ
بن ذکوان ہے اور وہ امام تھے حدیث کے) نے کہا مین نے مدینہ مین سو شخصون کو پایا سب اچھے تھے
مگر اون سے حدیث کی روایت نہین کرتے تھے لوگ کہتے تھے وہ اس لائق نہین ہین **ف** یعنے
اگرچہ وہ لوگ دیندار تھے مگر حدیث مقبول ہونے کے لیے اور شرطین بھی ضرور ہین جیسے حفظ اور اتقان
اور معرفت فقط زہد و ریاضت کافی نہین اس لیے اون سے روایت نہین کرتے تھے **عَنْ** سَعْدِ
بْنِ إِبْرَاهِيمَ يَقُولُ لَا يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا الثِّقَاتُ ترجمہ سعد

بن ابراہیم نے کہا نہین حدیث قبول کی جاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مگر ثقہ لوگون کی (جو
کی روایت پر بہروسا ہو سکتا ہے) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ يَقُوْلُ الْاِسْنَادُ مِنَ الدِّيْنِ
وَلَوْلَا الْاِسْنَادُ لَقَالَ مَنْ شَاءَ مَا شَاءَ ترجمہ عبد اللہ بن مبارک کہتے تہے اسناد دین مین داخل
ہے اور اگر اسناد نہوتا تو ہر شخص جو چاہتا کہہ ڈالتا (اور اپنی بات چلا دیتا) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ
بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْقَوَائِمُ يَعْنِي الْاِسْنَادَ ترجمہ عبد اللہ بن مبارک نے کہا ہمارے اور لوگون کے
درمیان پایے ہین یعنے اسناد (جیسے جانور بغیر پاؤن کے تہم نہین سکتا ویسے ہی حدیث بغیر اسناد
کے جم نہین سکتی) عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عِيْسَى الطَّالَقَانِيِّ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ
بْنِ الْمُبَارَكِ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحَدِيْثُ الَّذِيْ جَاءَ اِنَّ مِنَ الْبِرِّ بَعْدَ الْبِرِّ اَنْ تُصَلِّيَ
لِاَبَوَيْكَ مَعَ صَلٰوتِكَ وَتَصُوْمَ لَهُمَا مَعَ صَوْمِكَ قَالَ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ يَا اَبَا اِسْحَاقَ
عَمَّنْ هٰذَا قَالَ قُلْتُ لَهُ هٰذَا مِنْ حَدِيْثِ شِهَابِ بْنِ خِرَاشٍ قَالَ ثِقَةٌ عَمَّنْ قَالَ قُلْتُ
عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ ثِقَةٌ عَمَّنْ قَالَ قُلْتُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
يَا اَبَا اِسْحَاقَ اِنَّ بَيْنَ الْحَجَّاجِ بْنِ دِيْنَارٍ وَبَيْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَفَاوِزَ تَنْقَطِعُ فِيْهَا
اَعْنَاقُ الْمَطِيِّ وَلٰكِنْ لَيْسَ فِي الصَّدَقَةِ اخْتِلَافٌ ترجمہ ابو اسحاق نے (جنکا نام ابراہیم
بن عیسی طالقانی ہے) کہا مین نے عبد اللہ بن مبارک سی کہا اے ابو عبد الرحمن یہ حدیث کیسی ہے جو
روایت کی گئی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نیکی کے بعد دوسری نیکی یہ ہے کہ تو نماز پڑہے اپنے ماں
باپ کے لیے اپنی نماز کے بعد اور روزہ رکہے اون کے لیے اپنے روزے کے ساتہہ انہون نے کہا ای ابو
اسحاق یہ حدیث کون روایت کرتا ہے مین نے کہا شہاب بن خراش انہون نے کہا وہ تو ثقہ ہے پہر اونہون
نے کہا وہ کس سے روایت کرتا ہے مین نے کہا حجاج بن دینار سے اونہون نے کہا وہ بھی ثقہ ہے پہر انہون
نے کہا وہ کس سے روایت کرتا ہے مین نے کہا وہ کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا
عبد اللہ نے کہا ای ابو اسحاق ابہی تو حجاج سے لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک اتنے بڑے بڑے
جنگل باقی ہین کہ اون کو طے کرنے کے لیے اونٹون کی گردنین تہک جاوین البتہ صدقہ دینے مین کسی
کا خلاف نہین ف یعنے حجاج تبع تابعین مین سے ہے تو ادنے درجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم تک دو راوی اور ہونگے جنکا پتہ نہین پہر حدیث منقطع ہوئی اور وہ کیونکر قبول ہو سکتی

ہے بڑے بڑے جنگلون سے یہی غرض ہے کہ کئی راوی جہوٹ گئے ہین جنکا معلوم ہونا ضرور ہی تو حدیث قابل
اعتبار کی نٹہری مگر جسکا جی چاہے اپنے والدین کیطرف سے خیرات کرے تو اُسکا ثواب اُسکو سب علمار کے نزدیک پہونچے
گا کیونکہ صدقہ کا ثواب میت کو بالاتفاق پہونچتا ہے البتہ نماز روزہ اور عبادات بدنیہ مین اختلاف ہی تو شافعی
اور جمہور علمار کا مذہب یہہ ہے کہ ان چیزون کا ثواب میت کو نہین پہونچیگا مگر جس صورت مین میت پر روزے
واجب ہون اور اُسکا وارث اوسکیطرف سے قضا کرلیوے تو ادا ہو جاوینگے اور ایک قول یہ ہی کہ ادا ہو
اور ایک جماعت علما کا مذہب یہ ہے کہ میت کو تمام قسم کی عبادات کا ثواب پہونچ سکتا ہے جیسے نماز روزہ دعا
تلاوت قرآن وغیرہ اور عطار بن ابی رباح اور اسحاق بن راہویہ کا یہی قول ہے (نووی) **بَابُ**
**الْكَشْفِ عَنْ مَعَايِبِ رُوَاةِ الْحَدِيثِ وَنَاقِلِي الْأَخْبَارِ وَقَوْلِ الْأَئِمَّةِ فِي ذَٰلِكَ** یہ باب اس بیان
مین ہے کہ حدیث کی راویون کا عیب بیان کرنا درست ہی اور وہ غیبت مین داخل نہین کیونکہ دین کی ضرورت
ہے جیسے گواہون کا حال بیان کرنا درست ہی اور حدیث کی امامون نے ایسا کیا ہی **عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ**
**الْمُبَارَكِ يَقُولُ عَلٰى رُؤُسِ النَّاسِ دَعُوا حَدِيثَ عَمْرِو بْنِ ثَابِتٍ فَإِنَّهُ كَانَ يَسُبُّ السَّلَفَ** ترجمہ
عبد اللہ بن مبارک لوگون کے سامنے کہتے تھے چھوڑ دو روایت کرنا عمرو بن ثابت سے کیونکہ وہ برا کہتا تھا اگلے
بزرگون کو **عَنْ أَبِي عَقِيلٍ صَاحِبِ بُهَيَّةَ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ الْقَاسِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَيَحْيَى**
**بْنِ سَعِيدٍ فَقَالَ يَحْيَى لِلْقَاسِمِ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ إِنَّهُ قَبِيحٌ عَلٰى مِثْلِكَ عَظِيمٌ أَنْ تُسْأَلَ عَنْ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ**
**هٰذَا الدِّينِ فَلَا يُوجَدُ عِنْدَكَ مِنْهُ عِلْمٌ وَلَا فَرَجٌ أَوْ عِلْمٌ وَلَا مَخْرَجٌ فَقَالَ لَهُ الْقَاسِمُ وَعَمَّ ذَاكَ**
**قَالَ لِأَنَّكَ ابْنُ إِمَامَيْ هُدًى ابْنُ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ يَقُولُ لَهُ الْقَاسِمُ أَقْبَحُ مِنْ**
**ذَاكَ عِنْدَ مَنْ عَقَلَ عَنِ اللّٰهِ أَنْ أَقُولَ بِغَيْرِ عِلْمٍ أَوْ آخُذَ عَنْ غَيْرِ ثِقَةٍ قَالَ فَسَكَتَ فَمَا أَجَابَهُ**
ترجمہ ابو عقیل (یحییٰ بن متوکل ضریر مدنی) سے روایت ہی جو صاحب تھا بہیہ کا (بہیہ ایک عورت کا
نام ہی جو حضرت عائشہؓ سے روایت کرتی ہے ابو عقیل اوسکے مولیٰ تہے) کہ مین قاسم بن عبید اللہ بن عبد اللہ
بن عمرؓ پاس بیٹھا تھا اور وہان یحییٰ بن سعید بھی تھے تو یحییٰ نے قاسم سے کہا اے ابو محمد تمہارے ایسے
آدمی کے لیے یہ بات بہت بری ہے کہ تم سے دین کا مسئلہ کوئی پوچھا جاوے پھر تمکو اُسکا علم نہ ہو نہ اُسکا
جواب قاسم نے کہا کس وجہ سے یحییٰ نے کہا اس وجہ سے کہ تم بیٹے ہو دو بڑے بڑے رہنما اماموں کے یعنی ابوبکر
صدیق اور عمر رضی اللہ عنہما کے (قاسم ابوبکر صدیق کے نواسے اور حضرت عمر کے پوتے تہے کیونکہ قاسم کی

عمرو بن ثابت

مان ام عبید اللہ مین جو بیٹے ہین قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق کی ) قاسم نے کہا اس سے بھی زیادہ یہ بات
بُری ہے اُس شخص کے نزدیک جس کو خدا نے عقل عنایت فرمائی ہے کہ مین کہون ایک بات اور اس کا
مجھے علم نہو یا مین اس شخص سے روایت کرون جو معتبر نہو یہہ سُنکر یحیی چپ ہو رہے اور کچھ جواب نہ دیا
ف یحیی نے قاسم کو غیرت دلائی کہ تمہارے دادا اور نانا اتنے بڑے امام تھے دین کے تم اُنہی کے
نواسے اور پوتے ہو تمکو بھی چاہیے کہ علم خوب حاصل کرو اور حدیثین بہت جمع کرو کہ ہر ایک مسئلہ کا جواب
تمہارے پاس ہو لیکن قاسم نے وہ جواب دیا کہ یحیی کو سوا سکوت کے کچھ نہ بن پڑا تھوڑا علم جو ضبط اور
اتقان کے ساتھہ ہو طوفان بے تمیزی سے بہتر ہے اور ہر ایک مسئلہ کا جواب تو کسی سے ممکن نہین ہوا
بڑے بڑے مجتہدین اور علما نے بہت سے مسائل مین سکوت کیا ہے۔ اس روایت مین یحیی بن متوکل جس کی
کنیت ابو عقیل ہے ضعیف ہے جرح کیا ہے اوسپر یحیی بن معین اور علی بن مدینی اور عمرو بن علی اور
عثمان بن سعید دارمی اور ابن عمار اور نسائی نے پھر مسلم نے جو اُس سے روایت کیا اس کا جواب دو طرح
پر ہے ایک یہ کہ مسلم کے نزدیک شاید یہ راوی ثقہ ہو کیونکہ جنہون نے جرح کیا ہے وہ مبہم ہے اور جب تک
جرح کی وجہ بیان نہ کیجاوے تو وہ قبول کے لائق نہین دوسرے یہ کہ مسلم نے اس روایت کو بطور امداد
اور استشہاد کے بیان کیا ہے اور وہ مقصود بالذات نہین (نووی) **عن** اَبِی عَقِیلٍ صَاحِبِ
بُهَیَّةَ اَنَّ اَبْنَاءً لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ سَاَلُوْهُ عَنْ شَیْءٍ لَمْ یَكُنْ عِنْدَهٗ فِیْهِ عِلْمٌ فَقَالَ لَهٗ یَحْیَی
بْنُ سَعِیْدٍ وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاُعْظِمُ اَنْ یَّكُوْنَ مِثْلُكَ وَاَنْتَ ابْنُ اِمَامَیِ الْهُدٰی یَعْنِیْ عُمَرَ وَابْنَ عُمَرَ
تُسْاَلُ عَنْ اَمْرٍ لَیْسَ عِنْدَكَ فِیْهِ عِلْمٌ فَقَالَ اَعْظَمُ مِنْ ذٰلِكَ وَاللّٰهِ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَعِنْدَ مَنْ
عَقَلَ عَنِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ اَنْ اَقُوْلَ بِغَیْرِ عِلْمٍ اَوْ اُخْبِرَ عَنْ غَیْرِ ثِقَةٍ قَالَ وَشَهِدَهُمَا اَبُوْ عَقِیْلٍ
یَحْیَی بْنُ الْمُتَوَكِّلِ حِیْنَ قَالَا ذٰلِكَ **ترجمہ** ابو عقیل سے روایت ہے جو صاحب تھا بہیہ کا کہ عبد اللہ بن
عمر کے ایک بیٹے سے لوگون نے کوئی بات پوچھی جسکا جواب اُنکو نہ آیا یحیی بن سعید نے اون سے کہا یہ امر
میرے پر بہت گران گذرا کہ تمہارے ایسا شخص جو بیٹا ہے دو بڑے بڑے امامون یعنے حضرت عمر اور عبد اللہ
بن عمر کا اوس سے کوئی بات پوچھی جاوے اور وہ بتلا نہ سکے انہون نے کہا۔ اور اس سے بڑھ کر اللہ
کے نزدیک اور اسکے نزدیک جسکو اللہ نے عقل دی ہے یہ بات ہے کہ مین کہون اور مجھکو علم نہ ہو یا روایت
کرون اوس شخص سے جو ثقہ نہ ہو سفیان نے کہا یحیی بن متوکل یعنے ابو عقیل اس گفتگو کے وقت موجود تھے

عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ سَأَلْتُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ وَشُعْبَةَ وَمَالِكًا وَابْنَ عُيَيْنَةَ عَنِ الرَّجُلِ لَا يَكُونُ ثَبْتًا فِي الْحَدِيثِ فَيَأْتِينِي الرَّجُلُ فَيَسْأَلُنِي عَنْهُ قَالُوا أَخْبِرْ عَنْهُ أَنَّهُ لَيْسَ بِثَبْتٍ ترجمہ یحیی بن سعید نے کہا مین نے سفیان ثوری اور شعبہ اور مالک اور ابن عیینہ سے پوچھا (جو حدیث کے بڑے بڑے امام تھے) کہ اگر ایک شخص معتبر نہ ہو حدیث کی روایت مین اور کوئی اوسکا حال مجھسے پوچھے (تو مین اوسکا عیب بیان کرون یا چھپاؤن) اون سبھون نے کہا بیان کردے کہ وہ شخص معتبر نہین (اور اس بیان کرنے مین غیبت کا گناہ نہین بلکہ اجر ہوگا کیونکہ نیت بخیر ہے دین کی حفاظت منظور ہے نہ توہین اوس شخص کی) عَنِ النَّضْرِ بْنِ شُمَيْلٍ يَقُولُ سُئِلَ ابْنُ عَوْنٍ عَنْ حَدِيثٍ لِشَهْرٍ وَهُوَ قَائِمٌ عَلَى أُسْكُفَّةِ الْبَابِ فَقَالَ إِنَّ شَهْرًا تَرَكُوهُ إِنَّ شَهْرًا تَرَكُوهُ قَالَ مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ تَرَكُوهُ يَقُولُ أَخَذَتْهُ أَلْسِنَةُ النَّاسِ تَكَلَّمُوا فِيهِ ترجمہ نضر بن شمیل سے روایت ہے ابن عون سے کسی نے پوچھا شہر بن حوشب کی حدیث کو اور وہ کھڑے تھے دروازے کی چوکھٹ پر تو اونہون نے کہا شہر کو لوگون نے ترک کیا شہر کو لوگون نے ترک کیا مسلم نے کہا ترک کرنے سے مطلب یہ ہے کہ لوگون نے اوس مین کلام کیا اور اوسکے حق مین جرح اور طعن کیا ف مگر شہر کی توثیق کی ہے بہت اماموں نے جیسے احمد بن حنبل اور یحیی بن معین نے احمد بن عبد اللہ عجلی نے کہا وہ تابعی ہے اور ثقہ ہے اور ابو زرعہ نے کہا لا باس بہ اور بخاری نے کہا شہر حسن الحدیث اور یعقوب بن شیبہ نے کہا شہر ثقہ ہے عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ قُلْتُ لِسُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ إِنَّ عَبَّادَ بْنَ كَثِيرٍ مَنْ تَعْرِفُ حَالَهُ وَإِذَا حَدَّثَ جَاءَ بِأَمْرٍ عَظِيمٍ فَتَرَى أَنْ أَقُولَ لِلنَّاسِ لَا تَأْخُذُوا عَنْهُ قَالَ سُفْيَانُ بَلَى قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَكُنْتُ إِذَا كُنْتُ فِي مَجْلِسٍ ذُكِرَ فِيهِ عَبَّادٌ أَثْنَيْتُ عَلَيْهِ فِي دِينِهِ وَأَقُولُ لَا تَأْخُذُوا عَنْهُ ترجمہ عبد اللہ بن مبارک نے کہا مین نے سفیان ثوری سے پوچھا تم جانتے ہو عباد بن کثیر کا حال جب حدیث بیان کرتا ہے تو ایک بلا لاتا ہے (یعنے جھوٹی حدیث روایت کرتا ہے) تو مین کہدون لوگون سے نہ روایت کرو اوس سے سفیان نے کہا ہان کہدو عبد اللہ نے کہا پھر جب مجلس مین مین ہوتا اور عباد بن کثیر کا ذکر آتا تو مین تعریف کرتا اوس کی دینداری کی لیکن کہدیتا کہ مت روایت کرو حدیث کی اوس سے ف یہ عباد بن کثیر ثقفی بصری ہے ترک کردیا اہل حدیث نے اوسکو امام احمد نے کہا وہ جھوٹی حدیثین روایت کرتا ہے اگرچہ یہ شخص ظاہر حال مین مرد دیندار اور صالح تھا پر حدیث کی روایت کرنے مین اوسی سلیقہ نتھا وہ غلط پڑھتا

کو صحیح روایت سی تمیز نہین کر سکتا تھا عن عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الْمُبَارَکِ قَالَ انْتَھَیْتُ اِلٰی شُعْبَۃَ فَقَالَ ھٰذَا عَبَّادُ بْنُ کَثِیْرٍ فَاحْذَرُوْہُ ترجمہ عبداللہ بن مبارک نے کہا مین شعبہ کے پاس گیا انہون نے کہا یہ عباد بن کثیر ہے اس سے بچو یعنے اس سے روایت کرنے سے عن اَلْفَضْلِ بْنِ سَھْلٍ قَالَ سَاَلْتُ مُعَلَّی الرَّازِیَّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعِیْدِ الَّذِیْ رَوٰی عَنْہُ عَبَّادُ بْنُ کَثِیْرٍ فَاَخْبَرَنِیْ عَنْ عِیْسَی بْنِ یُوْنُسَ قَالَ کُنْتُ عَلٰی بَابِہٖ وَسُفْیَانُ عِنْدَہٗ فَلَمَّا خَرَجَ سَاَلْتُہٗ عَنْہُ فَاَخْبَرَنِیْ اَنَّہٗ کَذَّابٌ ترجمہ فضل بن سہل سے روایت ہی مین نے معلّٰی رازی سے پوچھا محمد بن سعید کا حال جس سے عباد بن کثیر روایت کرتا ہے تو انہون نے نقل کیا عیسی بن یونس سی انہون نے کہا مین عباد کے دروازی پر تہا اور سفیان اوس کے پاس تہے جب وہ باہر نکلے تو مین نے پوچہا اون سے عباد کو سفیان نے کہا وہ جہوٹا ہے عن مُحَمَّدِ بْنِ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدِ الْقَطَّانِ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ لَمْ نَرَ الصَّالِحِیْنَ فِیْ شَیْءٍ اَکْذَبَ مِنْھُمْ فِی الْحَدِیْثِ قَالَ ابْنُ اَبِیْ عَتَّابٍ فَلَقِیْتُ اَنَا مُحَمَّدَ بْنَ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدِ الْقَطَّانِ فَسَاَلْتُہٗ عَنْہُ فَقَالَ عَنْ اَبِیْہِ لَمْ تَرَ اَھْلَ الْخَیْرِ فِیْ شَیْءٍ اَکْذَبَ مِنْھُمْ فِی الْحَدِیْثِ قَالَ مُسْلِمٌ یَقُوْلُ یَجْرِی الْکَذِبُ عَلٰی لِسَانِھِمْ وَلَا یَتَعَمَّدُوْنَ الْکَذِبَ ترجمہ محمد بن یحیی بن سعید قطان نے اپنی باپ سی سُنا (یحیی بن سعید قطان سے جو حدیث کے بڑے امام تہے) وہ کہتی تہے ہم نے نیک آدمیون کو (یعنے درویشون اور صوفیون کو) اتنا جہوٹا کسی چیز مین نہین دیکہا جتنا جہوٹا حدیث کی روایت کرنے مین دیکہا ابن ابی عتاب نے کہا مین محمد بن یحیے سی ملا اور ان سی یہہ بات پوچہی انہون نے اپنی باپ سی نقل کیا کہ اُنہون نے کہا تو نیک لوگون کو اتنا جہوٹا کسی بات مین نہ پاویگا جتنا حدیث کی روایت مین۔ امام مسلم نے اس کی تاویل یہ کی ہے کہ جہوٹ حدیث اون کی زبان سے نکل جاتی ہے لیکن وہ قصداً جہوٹ نہین بولتے ف اس لیے کہ اگر قصداً جہوٹی حدیث بناوین تو اون سی بدتر کون ہوگا پہر وہ نیک کیون رہین گے۔ اکثر زاہد اور درویشون کی روایت مین غلط اور کذب نکلی ہین اور محدثین نے انکا اعتبار نہین کیا اوسکی وجہ یہہ معلوم ہوتی ہے کہ اون لوگون کو عبادت اور استغراق سی اتنی فرصت نہین ہوتی تھی کہ وہ حدیث کیطرف زیادہ توجہ کرین اور اوسکو جانچین صحیح کو سقیم سے جدا کرین وہ لوگ نہایت بہولے بہالے سیدہے سادہے ہوتے تہے جس نے جو حدیث انکی سامنے بیان کی وہ اوسکو سچا سمجہکر اوسکو روایت کرنا شروع کر دیتے تہے اور راویون کے عیب اور

نقصان کیطرف التفات کم کرتے تھے اس جگہہ سے یہ بات معلوم ہوئی کہ زہد و ریاضت اور درویشی
اور تقدس اور چیز اور علم دوسری چیز ہے - ہر کسی را بہر کاری ساختند بعضی حضرات ایسے بہی گزری
ہین جو زہد اور درویشی کے ساتہہ علوم ظاہر یہ مین بہی بڑی لیاقت اور دستگاہ رکہتے تھے جیسے امام حسن
بصری سفیان ثوری عبداللہ بن مبارک فضیل بن عیاض وکیع بن الجراح رضی اللہ عنہم سب سے
یہ اگلی لوگون کا حال ہے تو پچھلے علما کو بہی اسیطرح خیال کرنا چاہیے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ جو علم کلام
اور حکمت اور اصول مین بڑے کامل تھے علم حدیث سے بالکل عاری تھے اون کی کتابون مین اکثر بے
اعتبار حدیثین موجود ہین **عن** خَلِيفَةَ بْنِ مُوسٰى قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى غَالِبِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ
فَجَعَلَ يُمْلِي عَلَيَّ حَدَّثَنِيْ مَكْحُوْلٌ حَدَّثَنِيْ مَكْحُوْلٌ فَاَخَذَهُ الْبَوْلُ فَقَامَ فَنَظَرْتُ فِي الْكُرَّاسَةِ
فَاِذَا فِيْهَا حَدَّثَنِيْ اَبَانُ عَنْ اَنَسٍ وَاَبَانُ عَنْ فُلَانٍ فَتَرَكْتُهُ وَقُمْتُ **ترجمہ** خلیفہ بن موسی نے
کہا مین غالب بن عبید اللہ پاس گیا وہ مجہکو لکہوانے لگا حدیث بیان کی مجہ سے مکحول نے حدیث بیان
کی مجہہ سے مکحول نے اتنے مین اسکو پیشاب لگا وہ پیشاب کرنے گیا مین نے اوسکی کتاب کو دیکہا تو اُس مین
یون لکہا تہا حدیث بیان کی مجہ سے ابان نے انس سے اور ابان نے فلانے سے یہ دیکہکر مین نے اوس
سے روایت کرنا چہوڑ دیا اور اوٹہکر چلا گیا - امام مسلم نے کہا وَسَمِعْتُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيَّ يَقُوْلُ
رَاَيْتُ فِيْ كِتَابِ عَفَّانَ حَدِيْثَ هِشَامٍ اَبِي الْمِقْدَامِ حَدِيْثَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ قَالَ هِشَامٌ
حَدَّثَنِيْ رَجُلٌ يُقَالُ لَهٗ يَحْيَى بْنُ فُلَانٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ قَالَ قُلْتُ لِعَفَّانَ اِنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ
هِشَامٌ سَمِعَهٗ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ فَقَالَ اِنَّمَا ابْتُلِيَ مِنْ قِبَلِ هٰذَا الْحَدِيْثِ كَانَ يَقُوْلُ حَدَّثَنِيْ
يَحْيٰى عَنْ مُحَمَّدٍ ثُمَّ ادَّعٰى بَعْدُ اَنَّهٗ سَمِعَهٗ مِنْ مُحَمَّدٍ **ترجمہ** اور سنا مین نے حسن بن
علی حلوانی سے وہ کہتے تھے مین نے عفان کی کتاب مین ہشام ابو المقدام کی حدیث دیکہی جو عمر بن عبد العزیز
سے مروی ہے ہشام نے کہا مجہ سے ایک شخص نے بیان کیا جسکا نام یحیی تہا فلانے کا بیٹا اوس نے محمد بن کعب
سے سنا مین نے عفان سے کہا لوگ کہتے ہین ہشام نے اس حدیث کو خود محمد بن کعب سے سنا ہے عفان نے کہا
ہشام اسی حدیث کے سبب سے آفت مین پڑ گیا پہلے کہتا تہا مجہ سے حدیث بیان کی یحیی نے اوس نے سنا محمد سے
پہر کہنے لگا مین نے خود سنا محمد سے **ف** ہشام یہ بیٹا ہے زیاد اموی کا اسکو ضعیف کہا محدثین نے
اسی وجہ سے جو بیان ہوئی مگر اسقدر وجہ اوس کے ضعف کے لیے کافی نہین ہوسکتی کیونکہ احتمال ہے کہ خود بھی سنا ہو

غالب بن عبید اللہ

ہشام ابو المقدام

سلیمان بن الحجاج

روح بن غطیف

محمد سی پہر بہول گیا اور یحیی کے واسطہ سے سنا پہر اسکو یاد آیا کہ مین نے محمد سے خود سنا ہی پر یہہ احتمال ہے احتمال ہے اور ائمہ حدیث کو معلوم ہو گیا کہ ہشام نے محمد سے نہین سنا اس لیے اسکا جہوٹ کہل گیا (نووی) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ جَبَلَةَ يَقُوْلُ قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ مَنْ هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ رَوَيْتَ عَنْهُ حَدِيْثَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو يَوْمُ الْفِطْرِ يَوْمُ الْجَوَائِزِ قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ الْحَجَّاجِ اُنْظُرْ مَا وَضَعْتَ فِيْ يَدِكَ مِنْهُ قَالَ ابْنُ قُهْزَاذَ وَسَمِعْتُ وَهْبَ بْنَ زَمْعَةَ يَذْكُرُ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ قَالَ يَعْنِي ابْنَ الْمُبَارَكِ رَأَيْتُ رَوْحَ بْنَ غُطَيْفٍ صَاحِبَ الدَّمِ قَدْرِ الدِّرْهَمِ وَجَلَسْتُ اِلَيْهِ مَجْلِسًا فَجَعَلْتُ اَسْتَحْيِيْ مِنْ اَصْحَابِيْ اَنْ يَّرَوْنِيْ جَالِسًا مَعَهٗ كُرْهَ حَدِيْثِهٖ ترجمہ عبد اللہ بن عثمان بن جبلہ نے کہا مین نے عبد اللہ بن مبارک سی کہا وہ کون شخص ہے جس سے تم نے عبد اللہ بن عمرو کی حدیث روایت کی عید الفطر اور جوائز کے باب مین ف جوائز جمع ہے جائزہ کی یعنے عطائین اور انعامات اور وہ حدیث یہہ ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عید الفطر کا دن ہوتا ہے تو فرشتے راستون کے ناکون پر آجاتے ہین اور کہتے ہین اے مسلمانون چلو اپنے پروردگار پاس جو رحمت والا ہے حکم کرتا ہے نیک کام کا پہر بدلہ دیتا ہے اُسکا اوس نے حکم کیا تم نے روزہ رکہا اور مانا اپنے پروردگار کا کہنا تو قبول کرو اپنے جوائز یعنے عطاؤن کو پہر جب عید کی نماز پڑہ چکتے ہین تو ایک منادی ندا کرتا ہے آسمان سی جاؤ اپنے اپنے گہرون کو مراد پاکر تمہارے سب گناہ بخشے گئے اور اوس دنکو یوم الجوائز کہتے ہین ف انہون نے کہا وہ سلیمان بن الحجاج ہین دیکہو تم نے اون سے کیا حاصل کیا (یعنے وہ عمدہ شخص تہے اور ثقہ تہے یہ تعریف ہی اونکی) ابن قہزاذ نے کہا مین نے سنا وہب بن زمعہ سی وہ روایت کرتے تہے سفیان بن عبد الملک سی کہ عبد اللہ بن مبارک نے کہا مین نے روح بن غطیف (یا غطیف) کو دیکہا جس نے درم کے برابر خون کی حدیث روایت کی ہے ف زہری سے اوس نے ابو سلمہ سے اوس نے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر کسی کو خون لگا ہو درم کے برابر اور وہ نماز پڑہ لیوے تو نماز کو پہیر لوٹا دے اس حدیث کو بخاری نے اپنی تاریخ مین ذکر کیا اور یہہ حدیث باطل اور بے اصل ہے محدثین کے نزدیک ف مین اُسکی صحبت مین بیٹہا پہر مین شرمانے لگا اپنے دوستون سی کہ وہ کیا کہین گے مجہے اوس کے پاس بیٹہا دیکہکر اسوجہ سی کہ اوس سے روایت کرنا مکروہ معلوم ہوا ف کیونکہ روح بن غطیف ضعیف ہے

ترجمہ حارث اعور

بخاری نے کہا وہ منکر الحدیث ہے عن عبد اللہ بن المبارک قال بقیۃ صدوق اللسان و لکنہ یاخذ عمن اقبل وادبر ترجمہ عبد اللہ بن مبارک نے کہا بقیہ بن ولید بن صائد بن کعب کلاعی سچا ہے لیکن وہ روایت کرتا ہے سب قسم کے لوگوں سے (یعنے ثقہ اور ضعیف کو نہیں دیکھتا اسی وجہ سے اوسکو بھی ضعیف کہا ہے محدثین نے عن الشعبی یقول حدثنی الحارث الاعور وھو یشھد انہ احد الکاذبین ترجمہ عامر بن شراحیل شعبی (جو حدیث کے امام ہیں) وہ کہتے تھے مجھ سے حدیث بیان کی حارث اعور نے اور وہ ایک ہی جھوٹا تھا ف یہ حارث بیٹا ہے عبد اللہ یا عبید کا اعور اسکو اس لیے کہتے ہیں کہ وہ کانا تھا کنیت اسکی ابو زہیر ہے کوفے کا رہنے والا مصاحب تھا حضرت علی کا مگر اوس نے حضرت علی پر جھوٹ باندھنا شروع کیا اور بہت حدیثیں غلط سلط روایت کیں آخر اسکا کا جھوٹ کھل گیا اور محدثین نے اسکو ترک کر دیا صرف نسائی نے اس سے دو حدیثیں روایت کی ہیں یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ شخص رافضیوں کا مذہب رکھتا تھا چنانچہ آگے کی روایت سے معلوم ہوتا ہے عن ابراھیم قال قال علقمۃ قرأت القرآن فی سنتین فقال الحارث القرآن ھین الوحی اشد ترجمہ ابراہیم نخعی کوفی (جو حدیث کے بڑے امام ہیں) روایت کرتے ہیں کہ علقمہ نے (جو صاحب تھے عبد اللہ بن مسعود کے) کہا میں نے قرآن کو دو برس میں پڑھا حارث کہنے لگا قرآن آسان ہے لیکن وحی مشکل ہے ف یہ روایت حارث کی بدمذہبی کا ثبوت ہے کیونکہ اُس نے سوا قرآن کے وحی اور قرار دی جیسے شیعہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالی نے بہت سی آئندہ کی باتیں اور اسرار اور مخفیات حضرت کو بتلائے تھے جنکو حضرت نے خاص علی بن ابیطالب کو تبلایا اور اونھی کو اپنا وصی کیا عن ابراھیم ان الحارث قال تعلمت القرآن فی ثلاث سنین والوحی فی سنتین او قال الوحی فی ثلاث سنین والقرآن فی سنتین ترجمہ ابراہیم سے روایت ہے حارث نے کہا میں نے قرآن کو تین برس میں سیکھا اور وحی کو دو برس میں یا یوں کہا کہ وحی کو تین برس میں پڑھا اور قرآن کو دو برس میں عن ابراھیم ان الحارث اتھم ترجمہ ابراہیم نے کہا حارث متہم ہے (یعنی منسوب کیا گیا ہے کذب اور بدمذہبی سے عن حمزۃ الزیات قال سمع مرۃ الھمدانی من الحارث شیئا فقال لہ اقعد بالباب قال فدخل مرۃ واخذ سیفہ قال واحس الحارث بالشر فذھب ترجمہ حمزہ زیات سے روایت ہے مرہ ہمدانی نے حارث سے کوئی بات سنی تو

اوس سے کہا تم دروازے مین بیٹھو اور مرہ اندر گئی اور تلوار اٹھائی (کہ حارث کو قتل کرین) حارث نے
آہٹ پائی کہ کچھ منتشر ہوئے والا ہے وہ چلدیا عَن ابن عون قال قال لنا ابراهيم اياكم و
المغيرة بن سعيد و ابا عبد الرحيم فانهما كذابان ترجمہ ابن عون سے روایت ہے
ابراہیم نے کہا ہم سے بچو تم مغیرہ بن سعید اور ابوعبد الرحیم سے وہ دونون جھوٹے ہین ف مغیرہ
بن سعید کو فی نسائی نے کہا کتاب الضعفاء مین کہ یہ شخص دجال تھا جلا یا گیا آگ مین تخعی کے زمانے مین
اور اس نے دعوی کیا تھا نبوت کا ابوعبد الرحیم اُسکا نام شقیق الضبی ہے جو قاضی تھا اور بعضون
نے کہا کہ اسکا نام سلمہ بن عبد الرحمن نخعی ہے اور دونون کی کنیت ابوعبد الرحیم ہے اور دونون ضعیف
ہین (نووی) عَن عاصم قال كنا نأتي اباعبد الرحمن السلمى ونحن غلمة ايفاع
فكان يقول لنا لا تجالسوا القصاص غير ابى الاحوص و اياكم و شقيقا قال وكان شقيق
هذا يرى رأى الخوارج وليس بابى وائل ترجمہ عاصم سے روایت ہے ہم ابوعبد الرحمن سلمی پاس
آیا جایا کرتے اور اس زمانے مین ہم جوان لڑکے تھے (یعنی قریب جوانی کے قریب) تو وہ ہم سے کہا کرتے
مت بیٹھا کرو قصہ خوانون کے پاس سوا ابوالاحوص کے اور بچو تم شقیق سے اور یہہ شقیق خارجیون کا سا
اعتقاد رکھتا تھا یہ ابووائل نہین ہے ف ابووائل شقیق دوسرے ہین بو سلمہ کے بیٹے ہین اور
وہ کبار تابعین میں سے ہین یہ شقیق وہی ہے ضبی کوفی جسکا ذکر اوپر گذرا اور نسائی نے اسکو ضعیف کیا
اوسکی کنیت ابوعبد الرحیم ہے جس سے ڈرایا ابراہیم نے اور بعضون نے کہا ابراہیم نے جس سے ڈرایا
اوس کا نام سلمہ بن عبد الرحمن نخعی ہے یہ ابن ابی حاتم نے ابن مدینی سے نقل کیا (نووی) —
عَن جرير يقول لقيت جابر بن يزيد الجعفى فلم اكتب عنه كان يؤمن بالرجعة ترجمہ
جریر سے روایت ہے مین جابر بن یزید جعفی سے ملا پر مین نے اس سے حدیث نہین لکھی وہ یقین کرتا تھا رجعت
کا ف اسی وجہ سے محدثین نے جابر بن یزید کو ضعیف کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ رافضی تھا رجعت سے مراد
یہان یہ ہے جو رافضیون کا اعتقاد ہے کہ حضرت علی زندہ ہین اور ابر مین رہتے ہین جب اونکی اولاد مین سے
امام برحق پیدا ہوگا تو وہ اپنے شیعون کو ابر مین سے آواز دینگے کہ اس کے ساتھ شریک ہو یہ ایسی بات
ہے کہ جسکو کوئی عاقل قبول نہ کریگا عَن مسعر قال اخبرنا جابر بن يزيد قبل ان يحدث ما احدث
ترجمہ مسعر سے روایت ہے ہم سے حدیث بیان کی جابر بن یزید نے اوس سے پہلے جو اوس نے نئی بات

ف مغیرہ بن سعید

ف ابوعبد الرحیم

ف شقیق

ف جابر بن یزید جعفی

ف جابر بن یزید

بات نکالی (یعنی بدمذہبی سے پہلے اس سے معلوم ہوا کہ پہلے جابر کا اعتقاد درست تہا پہر فاسد ہو گیا) عَنْ
سُفْيَانَ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَحْمِلُوْنَ عَنْ جَابِرٍ قَبْلَ اَنْ يُظْهِرَ مَا اَظْهَرَ فَلَمَّا اَظْهَرَ مَا اَظْهَرَ اتَّهَمَهُ
النَّاسُ فِيْ حَدِيْثِهٖ وَتَرَكَهٗ بَعْضُ النَّاسِ فَقِيْلَ لَهٗ وَمَا اَظْهَرَ قَالَ الْاِيْمَانَ بِالرَّجْعَةِ ترجمہ سفیان
سے روایت ہے پہلے لوگ جابر سے حدیثیں روایت کیا کرتے تہے جب تک اوس نے بد اعتقادی نہیں ظاہر
کی تہی پہر جب اوس نے اپنا اعتقاد کہولا تو لوگوں نے اسکو متہم کیا حدیث مین اور بعضوں نے اسکو ترک
کر دیا لوگوں نے کہا کیا بد اعتقادی اوسکی معلوم ہوئی سفیان نے کہا رجعت پر یقین کرنا عَنْ جَابِرٍ
يَقُوْلُ عِنْدِيْ سَبْعُوْنَ اَلْفَ حَدِيْثٍ عَنْ اَبِيْ جَعْفَرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهَا ترجمہ
جابر بن یزید جعفی نے کہا میرے پاس ستر ہزار حدیثیں ہیں جنکو میں نے روایت کیا ہے ابو جعفر سے (یعنی
امام محمد باقر سے) انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے **ف** پر امام محمد باقر نے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں سنا تو یہ سب روایتیں منقطع ہوئیں دوسرے روایت کرنیوالا جابر ایسا بد
اعتقاد شخص اس لیے یقین ہوتا ہے کہ وہ سب روایتیں جہوٹی اور جابر کی تراشی ہوئی ہونگی جنکو شیعہ نے
اپنی کتابوں میں روایت کیا ہے عَنْ زُهَيْرٍ يَقُوْلُ قَالَ جَابِرٌ يَقُوْلُ اِنَّ عِنْدِيْ لَخَمْسِيْنَ
اَلْفَ حَدِيْثٍ مَا حَدَّثْتُ مِنْهَا بِشَيْءٍ قَالَ ثُمَّ حَدَّثَ يَوْمًا بِحَدِيْثٍ فَقَالَ هٰذَا مِنَ الْخَمْسِيْنَ
اَلْفًا ترجمہ زہیر سے روایت ہے جابر کہتا تہا میرے پاس پچاس ہزار ایسی حدیثیں ہیں جنکو میں نے لوگوں سے
بیان نہیں کیا پہر ایک روز ایک حدیث بیان کی اور کہنے لگا کہ یہ اونہی پچاس ہزار میں سے ہے عَنْ
سَلَّامِ بْنِ اَبِيْ مُطِيْعٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ جَابِرًا الْجُعْفِيَّ يَقُوْلُ عِنْدِيْ خَمْسُوْنَ اَلْفَ حَدِيْثٍ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ترجمہ سلام بن ابی مطیع سے روایت ہے میں نے سنا جابر جعفی سے وہ کہتا تہا
میرے پاس پچاس ہزار حدیثیں ہیں رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عَنْ سُفْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلًا
سَاَلَ جَابِرًا عَنْ قَوْلِهٖ عَزَّ وَجَلَّ فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى يَاْذَنَ لِيْ اَبِيْ اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِيْنَ
فَقَالَ جَابِرٌ لَمْ يَجِئْ تَاْوِيْلُ هٰذِهٖ قَالَ سُفْيَانُ وَكَذَبَ فَقُلْنَا لِسُفْيَانَ وَمَا اَرَادَ بِهٰذَا فَقَالَ اِنَّ
الرَّافِضَةَ تَقُوْلُ اِنَّ عَلِيًّا فِي السَّحَابِ فَلَا نَخْرُجُ مَعَ مَنْ خَرَجَ مِنْ وُّلْدِهٖ حَتّٰى يُنَادِيَ مُنَادٍ
مِّنَ السَّمَاءِ يُرِيْدُ عَلِيًّا اَنَّهٗ يُنَادِيْ اُخْرُجُوْا مَعَ فُلَانٍ يَقُوْلُ جَابِرٌ فَذَا تَاْوِيْلُ هٰذِهِ الْاٰيَةِ وَ
كَذَبَ كَانَتْ فِيْ اِخْوَةِ يُوْسُفَ ع ترجمہ سفیان سے روایت ہے میں نے سنا ایک شخص نے جابر

جعفی سے پوچھا اس آیت کو لَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰی یَاْذَنَ لِیْ اَبِیْ اَوْ یَحْکُمَ اللّٰہُ لِیْ وَھُوَ خَیْرُ الْحَاکِمِیْنَ **ف** یہ آیت سورہ یوسف میں ہے جب حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے چھوٹے بھائی کو چور ہونے کے بہانے سے رکھ لیا تو بڑا بھائی جو قافلہ کے ساتھ آیا تھا بولا میں نہ سرکون گا اس ملک سے جب تک کہ اجازت دے مجھکو میرا باپ یا فیصلہ کرے اللہ میرے لیے اور وہ سب سے بہتر ہے فیصلہ کرنے والا **ف** جابر نے کہا اس آیت کا مطلب ابھی ظاہر نہیں ہوا سفیان نے کہا جابر جھوٹا تھا حمیدی نے (جو اس روایت کو سفیان سے نقل کرتے ہیں) کہا ہم لوگوں نے سفیان سے پوچھا جابر کی کیا غرض تھی اونہوں نے کہا رافضی لوگ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضرت علیؓ ابر میں ہیں اور ہم اونکی اولاد میں سے کسی کے ساتھ نہ نکلیں گے یہان تک کہ آسمان سے حضرت علی آواز دیں گے کہ نکلو اس شخص کے ساتھ تو جابر نے کہا کہ اس آیت کی تفسیر یہی ہے اور جھوٹ کہا اس لیے کہ یہ آیت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کے قصے میں ہے **ف** اور اس آیت کے اول اور آخر اون کے بھائیوں کا قصہ ہے یہ تفسیر جو جابر نے کی عقل کے خلاف اور نری بے تکی ہے رافضی لوگ قرآن کی آیتوں کو اسی طرح سے بے تکی ادہر اودہر پھیرتے ہیں اور غور نہیں کرتے **عن** سُفْیَانَ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا یُحَدِّثُ بِنَحْوٍ مِّنْ ثَلَاثِیْنَ اَلْفَ حَدِیْثٍ مَا اَسْتَحِلُّ اَنْ اَذْکُرَ مِنْھَا شَیْئًا وَاَنَّ لِیْ کَذَا وَکَذَا **ترجمہ** سفیان سے روایت ہے میں نے جابر سے سنا تیس ہزار حدیثوں کو میں حلال نہیں جانتا اون میں سے ایک حدیث بیان کرنیکو اگرچہ مجھے یہ اور یہ ملے (یعنے کیسی ہی دولت ملے پر میں اون حدیثوں کو نقل نکرون گا کیونکہ وہ سب جھوٹھ ہیں) **عن** اَبِیْ غَسَّانَ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو الرَّازِیِّ قَالَ سَاَلْتُ جَرِیْرَ بْنَ عَبْدِ الْحَمِیْدِ فَقُلْتُ اَلْحَارِثُ بْنُ حَصِیْرَۃَ لَقِیْتَہٗ قَالَ نَعَمْ شَیْخٌ طَوِیْلُ السُّکُوْتِ یُصِرُّ عَلٰی اَمْرٍ عَظِیْمٍ **ترجمہ** ابی غسان محمد بن عمرو رازی نے کہا میں نے جریر بن عبد الحمید سے پوچھا تم نے حارث بن حصیرہ کو دیکھا ہے انہوں نے کہا ہاں ایک بڈھا تھا اکثر خاموش رہتا لیکن بہت بڑی بات پر اصرار کرتا تھا (یعنے رافضیوں کا عقیدہ رکھتا تھا تقریب میں ہے کہ حارث بن حصیرہ ازدی جسکی کنیت ابو نعمان ہے کوفے کا رہنے والا سچا ہے مگر خطا کرتا ہے اور نسبت کیا گیا ہے طرف رفض کی) **عن** حَمَّادِ بْنِ زَیْدٍ قَالَ ذَکَرَ اَیُّوْبُ رَجُلًا یَوْمًا فَقَالَ لَمْ یَکُنْ بِمُسْتَقِیْمِ اللِّسَانِ قَالَ وَذَکَرَ اٰخَرَ فَقَالَ ھُوَ یَزِیْدُ فِی الرَّقْمِ **ترجمہ** حماد بن زید نے کہا ایوب سختیانی (ابن ابی تمیمہ کیسان ابو بکر بصری جو ثقہ ثبت حجت فقیہ عابد مشہور تھے) نے کہا ایک شخص کا حال کہ اوسکی زبان

حارث بن حصیرہ

درست نہ تہی اور دوسرے کو کہا کہ وہ رقم کو بڑہا دیتا **ف** اکثر بے ایمان سوداگرون کی عادت ہوتی ہے کہ کپڑون کے تہانون پر جو خرید کی رقم لکھی ہوتی ہے اوسکو بڑہا دیتے ہین تاکہ خریدار کو دہوکا دیکر اپنا نفع ٹہرالین یہان مراد یہ ہی کہ حدیث مین زیادہ کر دیتا اور یہہ دونون لفظ اشارہ ہین کذب کے لیے یعنے دونون جہوٹے اور کذاب تہے **عَنْ** حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ اَيُّوْبُ اِنَّ لِيْ جَارًا ثُمَّ ذَكَرَ مِنْ فَضْلِهٖ وَلَوْ شَهِدَ عِنْدِيْ عَلٰى تَمْرَتَيْنِ مَا رَاَيْتُ شَهَادَتَهٗ جَائِزَةً **ترجمہ** حماد بن زید سے روایت ہی ایوب نے کہا میرا ایک ہمسایہ ہی پہر بیان کی اوس کی فضیلت (یعنے اسکی لیاقت اور علم کی تعریف کی) اور کہا کہ اگر وہ میرے سامنے دو کہجورون پر گواہی دیوے تو مین اوسکی گواہی درست نہ کہون **ف** یعنے اسمین یہی عیب ہی کہ جہوٹ بولتا ہے تو ایسے جہوٹے مقدمے مین بہی اوس کا اعتبار نہین ہو سکتا **عَنْ** مَعْمَرٍ مَا رَاَيْتُ اَيُّوْبَ اغْتَابَ اَحَدًا قَطُّ اِلَّا عَبْدَ الْكَرِيْمِ يَعْنِيْ اَبَا اُمَيَّةَ فَاِنَّهٗ ذَكَرَهٗ فَقَالَ رحمه اللہ كَانَ غَيْرَ ثِقَةٍ لَقَدْ سَاَلَنِيْ عَنْ حَدِيْثٍ لِعِكْرِمَةَ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ **ترجمہ** معمر سے روایت ہی مین نے ایوب کو کسی شخص کی غیبت کرتے نہین سنا کبہی مگر عبد الکریم بن ابی المخارق کی جسکی کنیت ابو امیہ ہی ذکر کیا انہون نے اسکا اور کہا کہ خدا رحم کرے اوسپر وہ ثقہ نہ تہا البتہ مجہہ سے ایک حدیث پوچہی عکرمہ کی پہر کہنے لگا مین نے خود سنا ہی عکرمہ سے **ف** مگر صرف اس بات سے اسکا ضعف ثابت نہین ہوتا کیونکہ شاید وہ عکرمہ سے سنکر بہول گیا ہو پہر ایوب سے سنکر اسکو یاد آیا اور روایت کرنے لگا پر دوسرے قرینون سے اوسکا جہوٹ ثابت ہو گیا اور ضعیف کیا ہی اس عبد الکریم کو سفیان بن عیینہ اور عبد الرحمن بن مہدی اور یحیی بن سعید القطان اور احمد بن حنبل اور ابن عدی نے اور یہ عبد الکریم بصرہ کے فاضلون اور فقیہون مین سے تہا (نووی) تقریب مین ہے کہ اسکی باپ کا نام قیس یا طارق تہا اور یہ مکے مین آ کر رہا تہا ضعیف ہے بخاری نے اس سے ایک بات روایت کی ہے باب قیام اللیل مین اور نسائی نے اس سے روایت کی ہی مگر تہوڑی **عَنْ** هَمَّامٍ قَالَ قَدِمَ عَلَيْنَا اَبُوْ دَاوٗدَ الْاَعْمٰى فَجَعَلَ يَقُوْلُ حَدَّثَنَا الْبَرَاءُ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ اَرْقَمَ فَذَكَرْنَا ذٰلِكَ لِقَتَادَةَ فَقَالَ كَذَبَ مَا سَمِعَ مِنْهُمْ اِنَّمَا كَانَ ذٰلِكَ سَائِلًا يَتَكَفَّفُ النَّاسَ زَمَنَ طَاعُوْنِ الْجَارِفِ **ترجمہ** ہمام سے روایت ہی ابو داؤد اندہا (نفیع بن حارث) ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا حدیث بیان کی مجہہ سے براء بن عازب نے اور حدیث بیان کی مجہسے زید بن ارقم نے ہم نے

عبد الکریم ابو امیہ

تقریب

ابو داؤد اعمیٰ

یہ قتادہ سے ذکر کیا انہوں نے کہا جھوٹا ہے اوس نے نہیں سُنا براء اور زید سے **ف** اور کہتا تہا کہ مین
نے اٹہارہ بدری صحابیون سے سنا ہی یہہ ابوداؤد باتفاق علماء ضعیف ہی عمرو بن علی نے کہا وہ متروک
ہے اور یحیی بن معین اور ابوزرعہ نے کہا وہ کچہ چیز نہیں اور ابو حاتم نے کہا منکر الحدیث ہی **ف** وہ تو
ایک بہیک منگا تہا لوگون کے سامنے ناتہہ پہیلاتا تہا سخت وبا کے زمانے مین **ف** یہ وبا ایک قسم کا (یعنے طاعون)
پہوڑا ہتا جس مین جلن ہوتی ہی اور گرداگرد اوسکے سرخی یا سیاہی یا سبزی پہیل جاتی تہی اور اُس کے
ساتہہ خفقان اور قے عارض ہوتی ۔ علما نے اس کے زمانے مین اختلاف کیا ہی ابن عبد البر نے کہا کہ ایوب
سختیانی اسی طاعون کے زمانے مین مرے ۱۳۲ ہجری مین اور ابن قتیبہ نے معارف مین اصمعی سے نقل
کیا ہے کہ یہ طاعون عبد اللہ بن زبیر کے زمانے مین ہوا ۶۴ھ ہجری مین اور قاضی عیاض نے کہا کہ یہہ
طاعون ۱۱۹ھ ہجری مین ہوا اور حافظ عبد الغنی مقدسی نے کہا کہ مطرف بعد طاعون کے مرا اور یہ طاعون
۸۷ھ مین تہا اور احتمال ہے کہ ان سب سالون مین طاعون واقع ہوا ہو اور جارف اسکو اس لیے کہتے
ہین کہ جارف کے معنے جہاڑنیوالا اور یہ طاعون بہی لوگون کو جہاڑ کر لے گیا یعنے بہت لوگون کو ہلاک کیا
ابن قتیبہ نے معارف مین اصمعی سے نقل کیا ہے کہ سب سے پہلے اسلام مین طاعون عمواس شام مین واقع
ہوا حضرت عمر رضہ کے زمانے مین اور اُسی سے مرے ابوعبیدہ بن الجراح اور معاذ بن جبل اور اُنکی بی بی اور بیٹی
راضی ہوا اللہ اون سے پھر دوسرا طاعون جارف واقع ہوا عبد اللہ بن زبیر کے زمانے مین پہر طاعون
فتیات کیونکہ یہ واقع ہوا جوان عورتون پر بصرے اور واسط اور شام اور کوفے مین اوس زمانے مین حجاج
ظالم واسط مین تہا عبد الملک بن مروان کی خلافت مین اور اسکو طاعون اشراف بہی کہتے ہین کیونکہ
شریف لوگ بہت اس طاعون سے ہلاک ہوگئے پہر طاعون عدی بن ارطاۃ ۱۰۰ھ مین واقع ہوا پہر طاعون
غراب ۱۲۷ھ ہجری مین ہوا پہر طاعون مسلم بن قتیبہ ۱۳۱ھ مین ہوا شعبان اور رمضان مین اور موقوف
ہوا شوال مین اسی مین ایوب سختیانی مرے اور مدینے اور مکہ مین کوئی طاعون واقع نہین ہوا یہ ابن قتیبہ
نے کہا ۔ ابوالحسن مداینی نے کہا اسلام مین پانچ طاعون مشہور ہے ایک طاعون شیرویہ جو مدائن مین ہوا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے مین ۶ھ ہجری مین دوسرا طاعون عمواس جو حضرت عمر کے زمانے
مین شام مین واقع ہوا اوس مین پچیس ہزار آدمی مرے تیسرا طاعون جارف عبد اللہ بن زبیر کے زمانے
مین ۶۹ھ مین ہوا اوس مین ہر روز ستر ہزار آدمی مرے تین دن تک انس بن مالک رضہ کی تراسی (۸۳)

بیٹے یا ۷۳ بیٹے مرگئے اور عبد الرحمن بن ابی بکر کے چالیس بیٹے جاتے رہے چوتہا طاعون فتیات جو شوال
سنہ ۸۰ ہجری مین واقع ہوا پانچوان طاعون سنہ ۱۳۱ مین ہوا رجب مین اور سخت ہوگیا رمضان مین کئی دن
تک اس طاعون مین ایک ایک ہزار جنازے سکۃ المربد مین آتے تہے پہر شوال مین کم ہوگیا اور ایک طاعون
کوفے مین ہوا سنہ ۵۰ ہجری مین جسمین مغیرہ بن شعبہ مرے اور طاعون عمواس سنہ ۱۸ ہجری مین واقع ہوا
اور ابو زرعہ نے کہا سنہ ۱۷ مین اور عمواس ایک گانون کا نام ہے درمیان رملہ اور بیت المقدس کے تو قتادہ
کی پیدائیش سنہ ۶۱ ہجری مین ہے اور انکی وفات ایک سو سترہ مین ہوئی اس صورت مین قاضی عیاض نے
جو اس طاعون کی تاریخ سنہ ۱۱۹ بیان کی ہے غلط ہوتی ہے اور یہان پر ضرور دو طاعونون مین سے ایک
طاعون مراد ہے یا سنہ ۶۷ کا طاعون مگر اُسوقت قتادہ کی عمر صرف چہہ برس کی ہوتی ہے یا سنہ ۸۷ کا
اور یہی ظاہر ہے (نووی) طاعون ہمیشہ کچہ ایک قسم کا نہین ہوتا بلکہ بیماریون کی ایک عمر ہے ہر ایک بیماری
اپنی اپنی عمر تک قائم رہتی ہے پہلی آہستہ آہستہ نشو و نما کرتی ہے پہر زور پکڑ جاتی ہے پہر گہٹتی گہٹتی
بالکل دنیا سے مٹ جاتی ہے اگلے زمانے مین طاعون بثورات اور پہوڑون سے ہوتا تہا جیچک بہی اگر عام
ہو تو اسی قسم مین ہے پہر بخار کا طاعون ہوا اب ہمارے زمانے مین ایک سو سال سے کہ سنہ ۱۲۰۰ ہجری مین
ہی طاعون قے اور دستون کا ہوتا ہے جسکو ہیضہ کہتے ہین یہ بیماری اب زور پکڑتی جاتی ہے ولایت ہند
اور عرب اور گرم ملکون مین تقریبا ہر سال کچہ نہ کچہ رہتا ہے سنہ ۱۳۰۰ کے اخیر مین ولایت مصر مین بڑی
شدت ہوگئی تہی اب دیکہیں اسکی عمر دنیا مین کب تک ہے **عَنْ** هَمَّامٍ قَالَ دَخَلَ اَبُو دَاوُدَ الْاَعْمٰى
عَلٰى قَتَادَةَ فَلَمَّا قَامَ قَالُوا اِنَّ هٰذَا يَزْعُمُ اَنَّهٗ لَقِيَ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ بَدْرِيًّا فَقَالَ قَتَادَةُ هٰذَا
كَانَ سَائِلًا قَبْلَ الْجَارِفِ لَا يَعْرِضُ لِشَيْءٍ مِّنْ هٰذَا وَلَا يَتَكَلَّمُ فِيْهِ فَوَاللّٰهِ مَا حَدَّثَنَا الْحَسَنُ
عَنْ بَدْرِيٍّ مُّشَافَهَةً وَّلَا حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ بَدْرِيٍّ مُّشَافَهَةً اِلَّا عَنْ سَعْدِ — رنی کشتی
بْنِ مَالِكٍ ترجمہ ہمام سے روایت ہے ابو داؤد اعمی قتادہ پاس آیا جب وہ اٹہکر چلا تو لوگون نے کہا
یہ کہتا ہے کہ مین اٹہارہ اور بدری بیون سے ملا ہون جو بدر کی لڑائی مین شریک تہے قتادہ نے کہا یہ تو
طاعون جارف سے پہلے بہیک مانگا کرتا تہا اسکو حدیث روایت کرنیکا کب خیال تہا نہ کبہی اس نے گفتگو کی
حدیث مین قسم خدا کی حسن بصری نے (جو ابو داؤد سے سن مین زیادہ اور حدیث کے عالم تہے) کوئی حدیث ہم سے
نہین بیان کی کسی بدری صحابی سے سنکر نہ سعید بن المسیب نے مگر سعد بن ابی وقاص سے **ف** جب

ان دونو صاحبون نے جو ابو داؤد کی نسبت اس اور علم مین زیادہ تہے کسی حدیث سے نہین سُنا سوا سعد بن مالک یعنی سعد بن ابی وقاص کے ابو داؤد کیونکر اٹھارہ بدری صحابیون سے سنا یہ صرف بہتان اور کذب ہی ابو داؤد کا - اس جگہ سے یہ بات بہی معلوم ہوئی کہ حسن بصری نے حضرت علی سے نہین سنا نہ اونکو دیکہا اور اکثر اہلحدیث کا اسپر اتفاق ہے اور صوفیہ رحمہم اللہ سماع حسن کا حضرت علی رضہ سے بیان کرتے ہین اسی بنا پر سلسلہ تصوف قائم کرتے ہین **عَنْ** رَقَبَةَ اَنَّ اَبَا جَعْفَرٍ الْهَاشِمِيَّ الْمَدَنِيَّ كَانَ يَضَعُ اَحَادِيْثَ كَلَامَ حَقٍّ وَلَيْسَتْ مِنْ اَحَادِيْثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ يَرْوِيْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **ترجمہ** رقبہ بن مسقلہ بن عبد اللہ کوفی نے کہا کہ ابو جعفر ہاشمی مدنی (جسکا نام عبد اللہ بن مسور مداینی ہے) سچی سچی باتونکو حدیث بناکر نقل کرتا حالانکہ وہ حدیث نہو تین اور روایت کرتا اُنکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے **ف** یعنی بات سچی اور حکمت کی نقل کرتا مگر غضب یہ کرتا کہ اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمودہ قرار دیتا **عَنْ** يُوْنُسَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ كَانَ عَمْرُو بْنُ عُبَيْدٍ يَكْذِبُ فِي الْحَدِيْثِ **ترجمہ** یونس بن عبید سے روایت ہے کہ عمرو بن عبید حدیث مین جہوٹ بولتا **ف** یہ عمرو بن عبید وہ شخص ہے جو حسن بصری کی صحبت مین رہتا تہا پھر قدری اور معتزلی ہو گیا **عَنْ** مُعَاذِ بْنِ مُعَاذٍ يَقُوْلُ قُلْتُ لِعَوْفِ بْنِ اَبِيْ جَمِيْلَةَ اِنَّ عَمْرَو بْنَ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا عَنِ الْحَسَنِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا قَالَ كَذَبَ وَاللّٰهِ عَمْرٌو وَلٰكِنْ اَرَادَ اَنْ يَحُوْزَهَا اِلٰى قَوْلِهِ الْخَبِيْثِ **ترجمہ** معاذ بن معاذ سے روایت ہے انہون نے عوف بن ابی جمیلہ سے کہا عمرو بن عبید نے ہم سے حدیث بیان کی حسن بصری سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہم پر ہتہیار اوٹہاوے (یعنی مسلمانون کے قتل پر بغیر کسی وجہ شرعی کے مستعد ہو) تو وہ ہم مین سے نہین ہے عوف نے کہا قسم خدا کی عمرو جہوٹا ہے اوسکا مقصد اس حدیث کی روایت کرنے سے یہ ہے کہ اپنے ناپاک اعتقاد کو اوس سے ثابت کرے **ف** یہ حدیث صحیح ہے اور کئی طریقون سے مروی ہے خود مسلم نے آگے اسکو روایت کیا ہی مگر عوف کی جو حسن بصری کا بڑا مصاحب تہا یہ غرض ہے کہ حسن نے اس حدیث کو روایت نہین کیا تو عمرو بن عبید کا حسن سے روایت کرنا کذب اور غلط ٹہرا - عمرو بن عبید چونکہ معتزلہ مذہب کا پیشوا تہا اوسکا اعتقاد یہ تہا کہ جو مسلمان کبیرہ گناہ کرے وہ نہ مسلمان ہے نہ کافر اور اسلام اور کفر کے بیچ مین ایک اور واسطہ نکالتا تہا اور کہتا تہا کہ کبیرہ گناہ کرنے والا بہی مثل کافر کے ہمیشہ جہنم مین رہیگا اس حدیث کو اوس نے اپنا مذہب ثابت کرنے کے لیے روایت کیا کیونکہ ظاہر حدیث

سے یہ بات نکلتی ہے کہ مسلمان پر ہتیار اُٹھانے والا ہم مین سے نہین ہے یعنی مسلمان نہین ہی اور مسلمان پر
ہتیار اوٹھانا کبیرہ گناہ ہے تو اس سے یہ نکلا کہ کبیرہ گناہ کرنے والا مسلمان نہین ہے اب کافر بھی نہین ہے
پھر کیا ہوا نہ مسلمان نہ کافر یہی عمرو بن عبید کا مذہب ہے۔ اور اہل سنت یہ کہتے ہین کہ انسان یا کافر ہے
یا مسلمان اور کبیرہ گناہ کرنے والا مسلمان ہے مگر گنہگار خداوند کریم کو اختیار ہے کہ قیامت کے دن اُسکا
گناہ معاف کرے یا چند روز کے لیے جہنم کا عذاب دیوے مگر وہ ایک دن ضرور جہنم سے نکلکر جنت مین جاوے
گا اس لیے کہ ایمان اوسکا قائم تہا پہر وہ ضائع نہ جاوے گا اور آگے کتاب الایمان مین انشاء اللہ تعالی
بہت سی حدیثین بیان ہونگی جن سے معتزلہ کا مذہب رد ہوتا ہے اور اس حدیث کا مطلب یہ ہی کہ جس
شخص نے مسلمان پر ہتیار اُٹھائے وہ ہمارے طریقہ پر نہین ہے اور ہماری راہ پر نہین ہے جیسے باپ اپنے شریر
نافرمان بیٹے کو غصہ ہو کر کہتا ہے تو میرا نہین ہے اسیطرح حدیث سے بھی تشدد اور سختی منظور ہے اور مقصود یہ
ہے کہ لوگ مسلمان پر ہتیار اٹھانے سے بچین اور نظیر اس کے دوسری حدیثون مین بہی موجود ہے جیسے
مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنَّا یعنے جو خرید اور فروخت مین دہوکا دیوے وہ ہم مین سے نہین ہے (نووی)

عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ كَانَ رَجُلٌ قَدْ لَزِمَ اَيُّوْبَ وَسَمِعَ مِنْهُ فَفَقَدَهُ اَيُّوْبُ فَقَالُوْا
يَا اَبَا بَكْرٍ اِنَّهُ قَدْ لَزِمَ عَمْرَو بْنَ عُبَيْدٍ قَالَ حَمَّادٌ فَبَيْنَا اَنَا يَوْمًا مَعَ اَيُّوْبَ وَقَدْ بَكَّرْنَا اِلَى
السُّوْقِ فَاسْتَقْبَلَهُ الرَّجُلُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ اَيُّوْبُ وَسَاَلَهُ ثُمَّ قَالَ لَهُ اَيُّوْبُ بَلَغَنِيْ اَنَّكَ
لَزِمْتَ ذَاكَ الرَّجُلَ قَالَ حَمَّادٌ سَمَّاهُ يَعْنِيْ عَمْرًا قَالَ نَعَمْ يَا اَبَا بَكْرٍ اِنَّهُ يَجِيْئُنَا بِاَشْيَاءَ
غَرَائِبَ قَالَ يَقُوْلُ لَهُ اَيُّوْبُ اِنَّمَا نَفِرُّ اَوْ نَفْرَقُ مِنْ تِلْكَ الْغَرَائِبِ ترجمہ حماد بن زید سے
روایت ہی ایک شخص ہمیشہ ایوب سختیانی کی صحبت مین رہا کرتا اور اُن سے حدیثین سنتا ایک مرتبہ ایوب
نے اسکو نہ پایا تو لوگون نے کہا ای ابوبکر (یہ کنیت ہی ایوب سختیانی کی) وہ شخص اب عمرو بن عبید کی صحبت
مین رہتا ہے حماد نے کہا ایک دن مین ایوب کے ساتھ سویرے بازار کو جا رہا تہا اتنے مین وہ شخص سامنے
سے آیا ایوب نے اُسکو سلام کیا اور حال پوچھا پہر اوس سے کہا مین نے سنا ہے تم اوس شخص کے پاس رہتے ہو
(عمرو بن عبید کا نام لیا) وہ بولا ہان اے ابوبکر کیونکہ وہ ہمکو عجیب باتین سناتا ہے ایوب نے کہا ہم
تو ایسے ہی عجیب باتون سے بہاگتے ہین **ف** یعنے نادر اور غریب حدیثون سے جنکو اور لوگ نہین
پہچانتے اور عمرو بن عبید اونکو روایت کرتا ہے اس لیے کہ وہ جہوٹے ہین اور عمرو بن عبید کا اعتبار

نہین عن حماد قال قیل لایوب ان عمرو بن عبید روی عن الحسن قال لا یجلد السکران
من النبیذ فقال کذب انا سمعت الحسن یقول یجلد السکران من النبیذ ترجمہ حماد
سے روایت ہے ایوب سے کسی نے کہا کہ عمرو بن عبید نے حسن سے روایت کیا ہے جو شخص نبیذ پینے سے مست
ہو جاوے اوسے حد نہ پڑیگی ایوب نے کہا کہ عمرو بن عبید جھوٹا ہے حسن کہتے تھے جو شخص نبیذ سے مست ہو
جاوے اوسے حد پڑیگی عن سلام بن ابی مطیع یقول بلغ ایوب انی اٰتی عمرا فاقبل علی
یوما فقال ارأیت رجلا لا تامنه علی دینه کیف تامنه علی الحدیث ترجمہ سلام
بن ابی مطیع سے روایت ہے ایوب کو خبر پہونچی کہ مین عمرو بن عبید پاس جاتا ہون تو ایک روز میرے پاس
آئے اور کہنے لگے تو کیا سمجھتا ہے جس شخص کے دین پہ تجھے بہروسا نہ ہو کیا اوسکی حدیث پر تو بہروسا
کرسکتا ہے عن ابی موسی یقول نا عمرو بن عبید قبل ان یحدث ترجمہ ابو موسی کہتے
تہے مجھسے حدیث بیان کی عمرو بن عبید نے قبل اس کے کہ اوسنے نکالین نئی باتین (یعنی بد اعتقادی سے
پہلے) عن معاذ العنبری نا ابی قال کتبت الی شعبة اساله عن ابی شیبة قاضی
واسط فکتب الی لا تکتب عنه شیئا ومزق کتابی ترجمہ معاذ عنبری نے کہا مین نے شعبہ کو
لکہا کہ ابو شیبہ واسط (ایک گاؤن کا نام ہے بصرے کے پاس) کے قاضی کا کیا حال ہے انہون نے جواب مین
لکہا کہ مت روایت کر اوس سے کچہ اور پہاڑ ڈال میرا خط ف تاکہ اور کوئی نہ دیکھے ایسا نہ ہو ابو شیبہ کو
خبر پہونچی اور وہ کچہ ایذا دیوے اور فساد پہیلاوے ۔ یہ ابو شیبہ دادا ہے ابو بکر بن ابی شیبہ اور عثمان بن
ابی شیبہ کا متروک ہے محدثین کے نزدیک اور اسکے پوتے معتبر اور ثقہ ہین خصوصا ابو بکر بن ابی شیبہ
جنکا مصنف مشہور ہے اسی ابو شیبہ نے وہ حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان
مین بیس رکعت تراویح پڑہین ذہبی نے کہا کہ یہ حدیث ابو شیبہ کی منکر حدیثون مین سے ہے عن
عفان قال حدثنا حماد بن سلمة عن صالح المری بحدیث عن ثابت فقال کذب
وحدثت هماما عن صالح المری بحدیث فقال کذب ترجمہ عفان سے روایت ہے مین نے
حماد بن سلمہ سے ایک حدیث بیان کی صالح مری کی انہون نے ثابت سے حماد نے کہا جھوٹا ہے پہر مین نے
ہمام سے ایک حدیث بیان کی صالح مری کی انہون نے کہا جہوٹا ہے ف یہ صالح مری بشیر کا بیٹا بصری
ہے بڑے عابدون اور زاہدون مین سے تہا اور مری اوسکو اس لیے کہتے ہین کہ باپ اسکا عربی تہا اور ماں

اوسکی لونڈی جسکو بنی مرہ کی ایک عورت نے آزاد کیا تہا صالح مُرّی کی حکایتین صوفیون مین بہت مشہور
مین آواز انکی نہایت عمدہ تہی قرآن بڑی خوش آوازی سے پڑہتی تہی یہانتک کہ بعضی لوگ اُنکا قرآن
سنکر خوف کی مارے مرگئے ہین یہ خود بہی بہت صالح اسم بامسمی اور خدا ترس تہی اکثر خدا کے خوف سے رویا
کرتے مگر حدیث کی روایت مین انکا اعتبار نہین جیسے اوپر گذر چکا کہ درویشی اور چیز ہے اور حدیث کی روایت
اور چیز **عن** اَبِی دَاوُدَ قَالَ قَالَ لِی شُعْبَۃُ ائْتِ جَرِیْرَ بْنَ حَازِمٍ فَقُلْ لَہٗ لَا یَحِلُّ لَکَ اَنْ
تَرْوِیَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُمَارَۃَ فَاِنَّہٗ یَکْذِبُ قَالَ اَبُو دَاوُدَ قُلْتُ لِشُعْبَۃَ وَکَیْفَ ذَاکَ قَالَ
حَدَّثَنَا عَنِ الْحَکَمِ بِاَشْیَاءَ لَمْ اَجِدْ لَہَا اَصْلًا قَالَ قُلْتُ لَہٗ بِاَیِّ شَیْءٍ قَالَ قُلْتُ لِلْحَکَمِ اَصَلَّی النَّبِیُّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی قَتْلٰی اُحُدٍ فَقَالَ لَمْ یُصَلِّ عَلَیْہِمْ فَقَالَ الْحَسَنُ بْنُ عُمَارَۃَ عَنِ الْحَکَمِ
عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلّٰی عَلَیْہِمْ وَدَفَنَہُمْ
قُلْتُ لِلْحَکَمِ مَا تَقُوْلُ فِیْ اَوْلَادِ الزِّنَا قَالَ یُصَلّٰی عَلَیْہِمْ قُلْتُ مِنْ حَدِیْثِ مَنْ یُرْوٰی قَالَ
یُرْوٰی عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِیِّ فَقَالَ الْحَسَنُ بْنُ عُمَارَۃَ حَدَّثَنَا الْحَکَمُ عَنْ یَحْیَی بْنِ الْجَزَّارِ
عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ **ترجمہ** ابو داود سے روایت ہی مجہہ سے شعبہ نے کہا تو جریر بن حازم پاس
جا اور کہہ تجہکو درست نہین حسن بن عمارہ سے روایت کرنا کیونکہ وہ جہوٹ بولتا ہے ابو داود نے کہا
مین نے شعبہ سے پوچہا کیونکر معلوم ہوا کہ وہ جہوٹ بولتا ہے شعبہ نے کہا اسوجہ سے کہ حسن بن عمارہ حکم سے
چند حدیثین نقل کین جن کی اصل کہین سے نے کچہ نپائی مین نے کہا وہ کون سی حدیثین ہین شعبہ نے کہا
مین نے حکم سے پوچہا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ احد کی شہیدون پر نماز پڑہی تہی حکم نے
کہا نہین پہر حسن بن عمارہ نے حکم سے روایت کیا اوس نے مقسم سے اوس نے ابن عباس سے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑہی احد کے شہیدون پر اور دفن کیا انکو اور مین نے حکم سے کہا کہ تم زنا کی اولاد کے حق
مین کیا کہتے ہو انہون نے کہا انپر نماز پڑہی جاوے جنازے کی مین نے کہا کس سے روایت کیا گیا ہے
اس باب مین انہون نے کہا حسن بصری سے حسن بن عمارہ نے کہا مجہسے حکم نے بیان کیا انہون نے یحیی بن الجزار
سے سنا انہون نے حضرت علی رضہ سے **ف** تو ان دونون مقامون مین حسن بن عمارہ کا جہوٹ ظاہر ہوا
کیونکہ شعبہ نے خود حکم سے ملکر پوچہا اور انہون نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے شہیدون
پر نماز نہین پڑہی پہر حکم خود ہی کیونکر روایت کرتے ابن عباس سے کہ آپ نے نماز پڑہی اُنپر اسیطرح حکم نے

حسن بن عمارہ

ولد الزنا پر نماز جنازہ پڑھنے کے باب مین حسن بصری کا قول نقل کیا اور حسن نے اونہی سے حضرت علی کا قول
روایت کیا اگرچہ احتمال ہے کہ اس باب مین حسن اور علی دونون سے منقول ہو مگر حدیث کے حفاظ راویون
کا کذب اور دلائل اور قرائن سے پہچان لیتے ہین یہ حسن بن عمارہ بجلی ابو محمد کوفی ہے قاضی بغداد کا اور
بالاتفاق ضعیف ہی اور متروک عَنْ يَزِيْدَ بْنِ هَارُوْنَ وَذَكَرَ زِيَادَ بْنَ مَيْمُوْنٍ فَقَالَ حَلَفْتُ
اَنْ لَا اَرْوِيَ عَنْهُ شَيْئًا وَّلَا عَنْ خَالِدِ بْنِ مَحْدُوْجٍ وَقَالَ لَقِيْتُ زِيَادَ بْنَ مَيْمُوْنٍ فَسَاَلْتُهٗ
عَنْ حَدِيْثٍ فَحَدَّثَنِيْ بِهٖ عَنْ بَكْرٍ الْمُزَنِيِّ ثُمَّ عُدْتُ اِلَيْهِ فَحَدَّثَنِيْ بِهٖ عَنْ مُوَرِّقٍ ثُمَّ عُدْتُ اِلَيْهِ فَحَدَّثَنِيْ
بِهٖ عَنِ الْحَسَنِ وَكَانَ يَنْسُبُهُمَا اِلَى الْكَذِبِ قَالَ الْحُلْوَانِيُّ سَمِعْتُ عَبْدَ الصَّمَدِ وَذَكَرْتُ عِنْدَهٗ زِيَادَ بْنَ مَيْمُوْنٍ
فَنَسَبَهٗ اِلَى الْكَذِبِ ترجمہ یزید بن ہارون نے ذکر کیا زیاد بن میمون کا اور کہا مین نے قسم کہائی ہے
کہ اوس سے کچھ روایت نکرون گا نہ خالد بن محدوج سے یزید نے کہا مین نے زیاد بن میمون سے ملا اور اوس سے ایک
حدیث پوچھی اوس نے روایت کیا اوسکو بکر بن عبد اللہ مزنی سے پہر مین اوس سے ملا تو اوس نے روایت کیا
اوسی حدیث کو مورق بن مشمرج سے پہر مین اوس سے ملا تو روایت کیا اوسی حدیث کو حسن سے اور یزید بن
ہارون ان دونون کو یعنی زیاد بن میمون اور خالد بن محدوج کو جہوٹا کہتے تہے حسن حلوانی نے کہا مین نے
عبد الصمد سے سنا مین نے ذکر کیا زیاد بن میمون کا انہون نے کہا جہوٹا ہے **ف** زیاد بن میمون بصری
جسکی کنیت ابو عمار ہے ضعیف ہے بخاری نے اپنی تاریخ مین کہا کہ ترک کیا اسکو محدثین نے اور خالد بن محدوج
واسطی بہی ضعیف ہے نسائی نے اوسکو ضعیف کیا کنیت اوسکی ابو روح ہے اور اس نے دیکہا ہے انس
بن مالک رضکو (نووی) عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ غَيْلَانَ قَالَ قُلْتُ لِاَبِيْ دَاوٗدَ الطَّيَالِسِيِّ قَدْ اَكْثَرْتَ
عَنْ عَبَّادِ بْنِ مَنْصُوْرٍ فَمَا لَكَ لَمْ تَسْمَعْ مِنْهُ حَدِيْثَ الْعَطَّارَةِ الَّذِيْ رَوٰى لَنَا النَّضْرُ بْنُ
شُمَيْلٍ فَقَالَ لِيَ اسْكُتْ فَاَنَا لَقِيْتُ زِيَادَ بْنَ مَيْمُوْنٍ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ مَهْدِيٍّ فَسَاَلْنَاهُ
فَقُلْنَا لَهٗ هٰذِهِ الْاَحَادِيْثُ الَّتِيْ تَرْوِيْهَا عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَقَالَ اَرَاَيْتُمَا رَجُلًا يُذْنِبُ
فَيَتُوْبُ اَلَيْسَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِ قَالَ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ مَا سَمِعْتُ مِنْ اَنَسٍ مِنْ ذَا قَلِيْلًا وَّلَا
كَثِيْرًا اِنْ كَانَ لَا يَعْلَمُ النَّاسُ فَاَنْتُمَا لَا تَعْلَمَانِ اَنِّيْ لَمْ اَلْقَ اَنَسًا قَالَ اَبُوْ دَاوٗدَ فَبَلَغَنَا بَعْدُ اَنَّهٗ
يَرْوِيْ فَاَتَيْنَاهُ اَنَا وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ فَقَالَ اَتُوْبُ ثُمَّ كَانَ بَعْدُ يُحَدِّثُ فَتَرَكْنَاهُ
ترجمہ محمود بن غیلان سے روایت ہے مین نے ابو داؤد طیالسی سے کہا تم نے عباد بن منصور سے بہت روایتین کین

ف زیاد بن میمون

ف خالد بن محدوج

تو کیا سبب ہے تم نے وہ حدیث نہیں سنی عطار عورت کی جو روایت کی نضر بن شمیل نے ہمارے لیے ف
وہ عطارہ کی حدیث یہ ہے کہ ایک عورت تھی مدینہ میں عطارن جسکا نام حولا تھا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم پاس آئی تو حضرت عائشہ سے ملی اور اپنے خاوند کا حال بیان کیا آپنے خاوند کی بزرگیاں بتلائیں یہ
حدیث بہت طول ہے اور صحیح نہیں ہے - ابن وضاح نے اسکو پورا نقل کیا ہے روایت کیا ہے اس حدیث
کو زیاد بن میمون نے انس سے ت انہوں نے کہا جب رہ میں اور عبد الرحمن بن مہدی دونوں زیاد
بن میمون سے ملے اور اس سے پوچھا ان حدیثوں کو جو وہ روایت کرتا ہے انس سے وہ بولا تم دونوں کیا سمجھتے
ہو اگر کوئی شخص گناہ کرے پھر توبہ کرے تو کیا اللہ تعالی معاف نہیں کرے گا عبد الرحمن نے کہا البتہ
معاف کریگا زیاد نے کہا میں نے انس سے کچھ نہیں سنا بہت کم اگر لوگ اس بات کو نہیں جانتے تو کیا
تم بھی نہیں جانتے (یعنے تم تو جانتے ہو) میں انس سے ملا تک نہیں - ابو داود نے کہا پھر ہمکو خبر
پہونچی کہ زیاد روایت کرتا ہے انس سے میں اور عبد الرحمن پھر گئے اوسنے کہا میں توبہ کرتا ہوں پھر وہ بعد
اسکے روایت کرنے لگا آخر ہم نے اسکو ترک کیا (یعنے اس سے روایت چھوڑ دی کیونکہ وہ جھوٹا نکلا اور جھوٹا
بھی کیسا کہ توبہ کا بھی خیال اوسنے چھوڑ دیا) **عن** شَبَابَةَ قَالَ كَانَ عَبْدُ الْقُدُّوسِ يُحَدِّثُنَا
فَيَقُولُ سُوَيْدُ بْنُ عَقَلَةَ قَالَ شَبَابَةُ وَسَمِعْتُ عَبْدَ الْقُدُّوسِ يَقُولُ نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُتَّخَذَ الرَّوْحُ عَرْضًا قَالَ فَقِيلَ لَهُ أَيُّ شَيْءٍ هٰذَا قَالَ يَعْنِي تُتَّخَذُ كُوَّةٌ
فِي حَائِطٍ لِيَدْخُلَ عَلَيْهِ الرَّوْحُ قَالَ وَسَمِعْتُ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيَّ يَقُولُ
سَمِعْتُ حَمَّادَ بْنَ زَيْدٍ يَقُولُ لِرَجُلٍ بَعْدَ مَا جَلَسَ مَهْدِيُّ بْنُ هِلَالٍ بِأَيَّامٍ مَا هٰذِهِ
الْعَيْنُ الْمَالِحَةُ الَّتِي نَبَعَتْ قِبَلَكُمْ قَالَ نَعَمْ يَا أَبَا إِسْمٰعِيلَ **ترجمہ** شبابہ بن سوار مدائنی سے
روایت ہے عبد القدوس ہمسے حدیث بیان کرتا تھا تو کہتا تھا سوید بن عقلہ اور کہتا تھا منع کیا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے روح یعنے ہوا کو عرض میں لینے سے لوگوں نے کہا اسکا مطلب کیا ہے وہ بولا مطلب
یہ ہے کہ دیوار میں ایک سوراخ کرے ہوا آنے کے لیے ف یہ سب عبد القدوس کی تصحیف اور غلط فہمی ہے
اوسنے غلطی کی حدیث کی اسناد اور متن دونوں میں اسناد کی غلطی تو یہ ہے کہ راوی کا نام سوید بن
غفلہ ہے غین اور فے سے نہ عقلہ عین اور قاف سے اور متن کی غلطی یہ ہے کہ رُوح بضم را ہے معنی جان نہ
رَوح بفتح را جسکے معنی ہوا کے ہیں اور غرض غین سے ہے نہ عرض عین سے اور اصل معنی حدیث کی یہ

عبد القدوس

مہدی بن ہلال

ہین کہ آپنے منع کیا جاندار کو نشانہ بنا کر مارنے سی جسکو عبد القدوس نے اولٹ پلٹ کرکے بہر کا کدہر کر دیا ۔

**مہدی بن ہلال**

**ف** امام مسلم فرماتے ہین مین نے سُنا عبید اللہ بن عمر قواریری سے اونہون نے سنا حماد بن زید سی انہون نے کہا ایکشخص سے جب مہدی بن ہلال کئی دن تک بیٹہا یہ کیسا کہاری چشمہ ہے جو پہوٹا تمہاری طرف وہ شخص بولا ہان اے ابی اسمعیل **ف** ابو اسمعیل کنیت ہے حماد بن زید کی کہاری چشمہ سے اونکی غرض مہدی بن ہلال کو ضعیف کرنا تہا اور اتفاق کیا ہے محدثین نے اوس کے ضعف پر نسائی نے کہا وہ بصرہ کا رہنیوالا ہے اور متروک ہی روایت کرتا ہے داؤد بن ابی ہند اور یونس بن عبید سے (نووی)

**ابان بن ابی عیاش**

**عَنْ** اَبِیْ عَوَانَةَ قَالَ مَا بَلَغَنِیْ عَنِ الْحَسَنِ حَدِیْثٌ اِلَّا اَتَیْتُ بِهٖ اَبَانَ بْنَ اَبِیْ عَیَّاشٍ فَقَرَأَہٗ عَلَیَّ **ترجمہ** ابو عوانہ سی روایت ہے مجھکو حسن سے کوئی روایت نہین پہونچی مگر مین نے پوچہا اسکو ابان بن ابی عیاش سے اوس نے پڑہا اسکو میرے سامنے **ف** یعنی ابان کا یہ حال تہا کہ جو بات اوس سے پوچہتے وہ اسکو روایت کرتا حسن سے اور یہ دلیل ہے اوسکے کذب اور جہوٹ کی تقریب مین ہے کہ یہ ابان بن ابی عیاش اسکی کنیت ابو اسمعیل عبدی ہے اور یہ متروک ہے **عَنْ** عَلِیِّ بْنِ مُسْهِرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَا وَحَمْزَةُ الزَّیَّاتُ مِنْ اَبَانَ بْنِ اَبِیْ عَیَّاشٍ نَحْوًا مِنْ اَلْفِ حَدِیْثٍ قَالَ عَلِیٌّ فَلَقِیْتُ حَمْزَةَ فَاَخْبَرَنِیْ اَنَّهٗ رَاَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْمَنَامِ فَعَرَضَ عَلَیْهِ مَا سَمِعَ مِنْ اَبَانَ فَمَا عَرَفَ مِنْهَا اِلَّا شَیْئًا یَسِیْرًا خَمْسَةً اَوْ سِتَّةً **ترجمہ** علی بن مسہر سی روایت ہے مین نے اور حمزہ زیات نے ابان بن ابی عیاش سے قریب ایکہزار حدیثون کے سنین علی نے کہا پہر مین حمزہ سے ملا انہون نے بیان کیا کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکہا اور جو کچہ ابان سے سنا تہا وہ آپ کو سنایا آپ نے نہ پہچانا اون حدیثون کو مگر تہوڑی سی حدیثین قبول کین پانچ یا چہہ **ف** نووی نے کہا کہ مقصود اس روایت کے لانے سے تائید ہے اوس امر کی جو اوپر ثابت ہو چکا کہ ابان بن ابی عیاش ضعیف ہے نہ یہ بات کہ خواب سے کوئی امر یقینا ثابت ہو سکتا ہے یا خواب سے کوئی سنت جو ثابت ہو گئی ہے باطل ہو سکتی ہے یا جو باطل ہو گئی ہے وہ ثابت ہو سکتی ہے اور اسپر علماء کا اجماع ہے کہ خواب کوئی دلیل شرعی نہین ایسا ہی کہا قاضی عیاض نے اور ہمارے اصحاب نے بہی یہی کہا ہے اور اتفاق کیا ہے اس بات پر کہ خواب سے کوئی بات شرع کی بدل نہین سکتی اور یہ امر اوس حدیث کے خلاف نہین ہے کہ جس نے مجھے خواب مین دیکہا اوس نے مکرر دیکہا کیونکہ شیطان میری صورت بن نہین سکتا اسلیے کہ حدیث کا مطلب یہ ہے

کہ آپ کو خواب مین دیکھنا صحیح ہے اور مثل اور شیطانی پریشان خیالات کی نہین ہے مگر حدیث سے یہ بات کہان نکلتی ہے کہ خواب ہین مین جو کہون وہ ایک شرعی حکم ہے اور خواب کی حالت غفلت کی حالت ہے نہ ضبط اور تحقیق کی اور اتفاق کیا ہے علمائنے کہ روایت اور شہادت قبول کرنیکے لیے ضرور ہے کہ راوی اور شاہد بیدار اور ہوشیار صحیح الحفظ قلیل الخطا ہو اور جو شخص سو رہا ہے اُس مین یہ کوئی صفت نہین پھر اوسکی روایت کیونکر مقبول ہوگی مگر یہ سب جو بیان ہوا اُس صورت مین ہے کہ خواب مین کوئی ایسی بات سنی یا دیکھی جو شرع شریف کے خلاف ہو پر اگر وہ بات سنی یا دیکھی جو شرع شریف کی روسے جائز یا ثواب ہو یا آپ کو منع کرتے دیکھے اوس کام سے جو شرع شریف کی روسے منع ہو یا اوسکی کوئی دنیا کا کام ہو جسمین کوئی مصلحت ہو تو بالاتفاق اوس خواب پر عمل کرنا مستحب ہے کیونکہ یہ حکم خواب سے ثابت نہین ہوا وہ تو پہلے ہی سے ثابت ہو چکا ہے (انتہی) مترجم کہتا ہے کہ اگر خواب کی باتون کو ایک دلیل شرعی قرار دیا جاوے تو بڑی قباحت پیدا ہوتی ہے وہ یہ کہ ہر شخص دعوی کریگا کہ مینے خواب میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یون سنا ہے پھر اسکی تصدیق دشوار ہوگی اور اسمین شک نہین کہ جو لوگ صالح اور دیندار اور خدا پرست عاشق رسول ہین اونکی خواب اکثر صحیح ہوتی ہین پر اونکی صحت شرع ہی سے معلوم ہو سکتی ہے نہ شرع کی صحت خواب سے **عن** زَكَرِيَّا بْنِ عَدِيٍّ قَالَ قَالَ لِي أَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ اكْتُبْ عَنْ بَقِيَّةَ مَا رَوَى عَنِ الْمَعْرُوفِينَ وَلَا تَكْتُبْ عَنْهُ مَا رَوَى عَنْ غَيْرِ الْمَعْرُوفِينَ وَلَا تَكْتُبْ عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ عَيَّاشٍ مَا رَوَى عَنِ الْمَعْرُوفِينَ وَلَا عَنْ غَيْرِهِمْ **ترجمہ** زکریا بن عدی نے کہا مجھسے کہا ابو اسحق فزاری (ابراہیم بن محمد بن حارث بن اسماء بن خارجہ کوفی) نے (جو حدیث کے بڑے امام اور ثقہ اور فاضل تھے) لکھ لے تو بقیہ (بن ولید) کی وہ حدیث جو روایت کرے وہ مشہور لوگون سے اور مت لکھ اس حدیث کو جو روایت کرے مجہول لوگون سے اور مت لکھ تو اسمعیل بن عیاش کی حدیث ہرگز اگرچہ وہ روایت کرے مشہور لوگون سے بھی **ف** نووی نے کہا یہ قول ابو اسحاق کا اسمعیل بن عیاش کے حق مین خلاف ہے اور ائمہ حدیث کے عباس نے کہا مین نے یحیی بن معین سے سنا وہ کہتے تھے اسمعیل بن عیاش ثقہ ہے اور شام والون کے نزدیک وہ بقیہ سے بہتر تھا ابن ابی خیثمہ نے کہا مین نے یحیی بن معین سے سنا وہ کہتے تھے اسمعیل بن عیاش ثقہ ہے اور عراق والے برا جانتے تھے اوسکی روایت کو اور بخاری نے کہا اسمعیل بن عیاش کی روایت شام کے لوگون سے صحیح ہے عمرو بن علی نے کہا جب وہ اپنی شہر والون سے روایت کرے تو اسکی حدیث صحیح ہے اور جب اہل مدینہ سے جیسے ہشام بن عروہ اور یحیی بن سعید اور سہیل بن ابی صالح سے روایت کرے

اسمعیل بن عیاش

تو وہ کچھ نہین اور یعقوب بن سفیان نے کہا مین نے ہارون سے سنتا تہا وہ کہتے تہے شام کا علم اسمعیل بن عیاش کے پاس ہے یعقوب نے کہا بعضی لوگون نے اسمعیل کے حق مین کلام کیا ہے اور وہ ثقہ ہی عادل ہی سب سے زیادہ جانتا ہے شام والون کی حدیث کو اور اکثر اوسکی حق مین یہ کلام کیا ہے کہ وہ غریب حدیثین روایت کرتا ہی کے اور مدینے کے ثقہ لوگون سی یحییٰ بن معین نے کہا اسمعیل ثقہ ہے شام والون سی روایت کرنے مین اور اہل حجاز سے اوسکی روایت معتبر نہین کیونکہ اُس کے کتاب تلف ہو گئی تہی اور اُسکا حافظہ خراب ہو گیا تہا ابو حاتم نے کہا وہ ضعیف ہی مگر اُسکی روایت لکہی جاوےگی اور مین نہین جانتا کہ کوئی باز رہا ہو اوسکی روایت سے سوا ابو اسحٰق فزاری کے۔ ترمذی نے کہا وہ بقیہ سی بہتر ہے اور بقیہ کی بہت حدیثین منکر ہین احمد بن ابی الحواری نے کہا وکیع نے مجہسی کہا تمہارے یہان لوگ روایت کرتے ہین اسمعیل بن عیاش سے مین نے کہا ہان ولید اور مروان تو اوس سی روایت کرتے ہین اور ہشیم اور محمد بن ایاس روایت نہین کرتے انہون نے کہا ہشیم اور محمد بن ایاس کیا ہین شہر والی تو ولید اور مروان ہین (یعنے ولید اور مروان ہی معتبر مین اور جب یہ روایت کرتے ہین تو کافی ہے (نووی))

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ نِعْمَ الرَّجُلُ بَقِيَّةُ لَوْلَا اَنَّهُ كَانَ يَكْنِي الْاَسَامِيَ وَ يُسَمِّي الْكُنٰى كَانَ دَهْرًا يُحَدِّثُنَا عَنْ اَبِي سَعِيْدِ الْوَحَاظِيِّ فَنَظَرْنَا فَاِذَا هُوَ عَبْدُ الْقُدُّوْسِ

ترجمہ عبد اللہ بن مبارک نے کہا بقیہ بن الولید اچہا آدمی تہا اگر وہ نامون کو کنیت سی بیان نہ کرتا اور کنیت کو نامون سی (یعنے بقیہ کی یہ عادت خراب ہی کہ تدلیس اور تلبیس کرتا ہے راویونکا عیب چہپانے کے لیے نام کو کنیت سی بدل دیتا ہے اور کنیت کو نام سی تا لوگ پہچانے نہین) ایک مدت تک ہمسی حدیث بیان کرتا تہا ابو سعید وحاظی سے جب ہم نے غور کیا (کہ وحاظی کون شخص ہے) تو معلوم ہوا کہ وہ عبد القدوس ہے

ف یعنے عبد القدوس بن حبیب کلاعی ابو سعید شامی جسکا بیان اوپر گذرا اوسکا نام مشہور ہی کنیت اسکی مشہور نہ تہی تو بقیہ نے اوسکو کنیت سی ذکر کرنا شروع کیا تا کہ لوگ پہچانین نہین

عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ يَقُوْلُ مَا رَاَيْتُ ابْنَ الْمُبَارَكِ يُفْصِحُ بِقَوْلِهِ كَذَّابٌ اِلَّا لِعَبْدِ الْقُدُّوْسِ فَاِنِّيْ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ لَهُ كَذَّابٌ

ترجمہ عبد الرزاق سی روایت ہی عبد اللہ بن مبارک کو مین نے نہین سُنا کسی کو صاف جہوٹا کہتے ہوئے مگر عبد القدوس کو وہ کہتے تہے جہوٹا ہے

عَنْ اَبِيْ نُعَيْمٍ وَّذَكَرَ الْمُعَلَّى بْنَ عُرْفَانَ فَقَالَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ وَائِلٍ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا ابْنُ مَسْعُوْدٍ بِصِفِّيْنَ فَقَالَ اَبُوْ نُعَيْمٍ اَتُرَاهُ بُعِثَ بَعْدَ الْمَوْتِ

ترجمہ ابو نعیم نے ذکر کیا معلی بن عرفان کا تو کہا کہ مُعلّٰی نے کہا مجہسی حدیث بیان کی ابو وائل نے کہ نکلے ہمارے سامنے عبد اللہ

عبد القدوس

معلی بن عرفان

بن مسعود صفین مین ابونعیم نے کہا شاید مر کر پہر قبر سے اوٹہے ہونگے **ف** مقصود اس سے مُعلّی کا جہوٹ ظاہر کرنا
ہے ابووائل پر اسواسطے کہ عبداللہ بن مسعود رض نے وفات پائی ۳۲ھ یا ۳۳ھ ہجری مین حضرت عثمان کی وفات سے
تین برس پہلے اور صفین کی جنگ حضرت علی کی خلافت کے دو برس بعد ہوئی تو ابن مسعود اوسمین کیسے نکل سکتے ہین
مگر اسطرح کہ پہر جی اوٹہے ہون اور ابووائل ثقہ اور فاضل ہین ان سے یہ جہوٹ صادر نہین ہوسکتا تو ضرور
ہے کہ مُعلّی نے جہوٹ باندہا ہو یہ مُعلّی بن عرفان اسدی کوفی ہے جو بالاتفاق ضعیف ہے بخاری نے تاریخ مین
کہا کہ وہ منکر الحدیث ہے اور نسائی نے بہی اسکو ضعیف کیا صفین ایک مقام کا نام ہے جہان حضرت علی رض
اور معاویہ مین جنگ عظیم واقع ہوئی تہی **عن** عَفَّانَ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ عُلَيَّةَ
فَحَدَّثَ رَجُلٌ عَنْ رَجُلٍ فَقُلْتُ اِنَّ هٰذَا لَيْسَ بِثَبْتٍ قَالَ فَقَالَ الرَّجُلُ اغْتَبْتَهُ فَقَالَ اِسْمٰعِيْلُ قال
مَا اغْتَابَهُ وَلٰكِنَّهُ حَكَمَ اَنَّهُ لَيْسَ بِثَبْتٍ **ترجمہ** عفان بن مسلم سے روایت ہے ہم اسمعیل بن علیہ کے
پاس بیٹہے تہے اتنے مین ایک شخص نے دوسرے شخص سے ایک حدیث روایت کی مین نے کہا کہ وہ معتبر نہین
وہ شخص بولا تو نے اسکی غیبت کی اسمعیل نے کہا اس نے غیبت نہین کی بلکہ حکم لگایا اوسپر کہ وہ معتبر نہین **ف**
یعنے ائمہ حدیث کا کسی پر جرح کرنا غیبت مین داخل نہین بلکہ مثل فتوے اور حکم کے ہے **عن** بِشْرِ بْنِ
عُمَرَ قَالَ سَاَلْتُ مَالِكَ بْنَ اَنَسٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْ يَرْوِيْ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ فَقَالَ لَيْسَ بِثِقَةٍ وَسَاَلْتُ مَالِكَ بْنَ روی
اَنَسٍ عَنْ اَبِي الْحُوَيْرِثِ فَقَالَ لَيْسَ بِثِقَةٍ وَسَاَلْتُهُ عَنْ شُعْبَةَ الَّذِيْ يَرْوِيْ عَنْهُ ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ فَقَالَ لَيْسَ بِثِقَةٍ وَسَاَلْتُهُ عَنْ صَالِحٍ
مَوْلَى التَّوْاَمَةِ فَقَالَ لَيْسَ بِثِقَةٍ وَسَاَلْتُهُ عَنْ حَرَامِ بْنِ عُثْمَانَ فَقَالَ لَيْسَ بِثِقَةٍ وَ مالک
سَاَلْتُ مَالِكَ بْنَ اَنَسٍ عَنْ هٰؤُلَاءِ الْخَمْسَةِ فَقَالَ لَيْسُوْا بِثِقَةٍ فِيْ حَدِيْثِهِمْ وَسَاَلْتُهُ عَنْ رَجُلٍ
اٰخَرَ نَسِيْتُ اسْمَهُ فَقَالَ هَلْ رَاَيْتَهُ فِيْ كُتُبِيْ فَقُلْتُ لَا قَالَ لَوْ كَانَ ثِقَةً لَرَاَيْتَهُ فِيْ كُتُبِيْ محمد بن عبدالرحمن
**ترجمہ** بشر بن عمر سے روایت ہے مین نے امام مالک رض سے پوچہا محمد بن عبدالرحمن کو جو روایت کرتا ہے سعید بن
المسیب سے انہون نے کہا وہ ثقہ نہین ہے اور پوچہا مین نے اون سے ابوالحویرث کو **ف** یعنے عبدالرحمن
بن معاویہ بن حویرث انصاری مدنی کو حاکم نے کہا وہ قوی نہین ہے اور امام احمد نے مالک کے قول کا انکار
کیا اور کہا کہ روایت کیا اس سے شعبہ نے اور بخاری نے ذکر کیا اوسکو تاریخ مین اور نہین کلام کیا اس مین
اور شعبہ نے اسکی کنیت ابوالجویریہ نقل کی ہے اور حاکم نے کہا کہ یہ وہم ہے شعبہ کا۔ تقریب مین ہے کہ یہ عبدالرحمن
سچا ہے مگر حافظہ اسکا خراب تہا اور نسبت کیا گیا ہے ساتھ ارجاء کے یعنے مرجئہ ہونیکے **ت** انہون نے کہا ابوالحویرث

وہ ثقہ نہین ہے اور پوچھا مین نے اون سے شعبہ کو جس سے روایت کرتا ہے ابن ابی ذہب انہون نے کہا وہ ثقہ
نہین ہے **ف** یہ وہ شعبہ نہین ہے جو حدیث کے مشہور امام ہین وہ تو شعبہ بن حجاج بصری ہین اور یہہ شعبہ
بن دینار ہاشمی ہے مولی ابن عباس کا اوسکی کنیت ابو عبد اللہ یا ابو یحیی ہے اوسکو ضعیف کیا ہے بہت اچھے
حدیثون نے احمد بن حنبل اور یحیے بن معین نے کہا وہ کچھ برا نہین ابن عدی نے کہا مین نے اوسکی کوئی حدیث
منکر نہین دیکھی تقریب مین ہے کہ یہ شعبہ سچا ہے مگر حافظہ اسکا خراب تہا **ت** اور پوچھا مین نے اون سے
صالح کو جو مولی ہے توامہ کا اونہون نے کہا وہ ثقہ نہین ہے **ف** یہ صالح بیٹا ہے بہنان کا مدینہ کا رہنے والا
اور اسکو مولی توامہ کہتے ہین اس لیے کہ جس عورت نے اسکو آزاد کیا تہا وہ اپنی بہن کے ساتھ توام یعنے
جڑوان پیدا ہوئی تہی امام مالک نے صالح کو ضعیف کیا لیکن روایت کیا اوس سے ترمذی اور ابو داؤد اور ابن
ماجہ نے یحیی بن معین نے کہا وہ ثقہ ہے اور مالک نے اوسکو پایا جب وہ بوڑہا ہو گیا تہا اور اسکا حافظہ بگڑ
گیا تہا اسی طرح ثوری نے بہی اوسکو جب پایا جب وہ سٹہیا گیا تہا تو سنین اوس سے کئی منکر حدیثین لیکن
جن لوگون نے روایت کیا ہے اوس سے قبل اختلاط (یعنے حافظہ بگڑنے) کے ان کی روایت صحیح ہے ابن
عدی نے کہا ابن ابی ذہیب اور ابن جریج اور زیاد بن سعد نے اوس سے سنا ہے قبل اختلاط کے اور اون
کی روایتون مین کوئی برائی نہین **ت** اور پوچھا مین نے اون سے حرام بن عثمان کو اونہون نے کہا
وہ ثقہ نہین ہے **ف** یہ حرام بن عثمان انصاری سلمی ہے بخاری نے کہا وہ منکر الحدیث ہے زہری
نے کہا وہ شیعہ تہا روایت کرتا ہے جابر بن عبد اللہ سے نسائی نے کہا وہ ضعیف ہے **ت** اور پوچھا مین
نے امام مالک سے ان پانچون آدمیونکو (جنکا ذکر اوپر گذرا) اونہون نے کہا وہ ثقہ نہین ہین اپنی حدیث مین
اور مین نے پوچھا اون سے ایک اور شخص کو جسکا نام مین بہول گیا تو انہون نے کہا تو نے اوسکی روایت
میری کتابون مین دیکھی ہے مین نے کہا نہین امام مالک نے کہا اگر وہ ثقہ ہوتا تو اُسکی روایت میری کتابون
مین دیکہتا **ف** اس قول سے معلوم ہوا کہ جن لوگون سے امام مالک نے اپنی کتابون مین روایت کی ہے وہ
سب ثقہ ہین مگر یہ ضرور نہین کہ سب لوگون کے نزدیک ثقہ ہون البتہ امام مالک کے نزدیک وہ ثقہ ہین اور اختلاف
کیا ہے علما نے اس مسئلہ مین کہ اگر کوئی ثقہ شخص ایک مجہول سے روایت کرے تو اس سے اوس مجہول کی توثیق ہو گی
یا نہین اکثر کا یہ قول ہے کہ صرف روایت کرنا اوس سے باعث توثیق کا نہین اور یہی ٹہیک ہے کیونکہ کبہی ثقہ غیر ثقہ سے
روایت کرتا ہے نہ اس وجہ سے کہ وہ روایت دلیل و حجت ہے بلکہ اعتبار اور تائید کے لیے البتہ جب ثقہ ایسا کہے

اُنہیں نے کہا تو جب سے وہ اپنی کتاب مین روایت کرے وہ اسکی نزدیک ثقہ سمجھا جاویگا اور جو ثقہ اتنا کہے
کہ مجھسے بیان کیا ثقہ نے تو وہ کافی ہے تعدیل کے لیے (نووی) **عَنْ** ابْنِ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنْ شُرَحْبِیْلَ
بْنِ سَعْدٍ وَّکَانَ مُتَّهَمًا ترجمہ ابن ابی ذیب نے روایت کیا شرحبیل بن سعد سے اور وہ متہم تھا **ف**
یعنے نسبت کیا گیا تھا طرف کذب کی یہ شرحبیل بڑا عالم تھا مغازی کا (یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے جہادون کا) سفیان بن عیینہ نے کہا اُس سے بڑھ کر کوئی مغازی کا جاننے والا نہ تھا وہ محتاج ہو گیا لوگ
اس ڈر کے مارے اُسکو دیتے کہ ایسا نہو کہ وہ کہدیوی تیرا باپ بدر کی لڑائی مین حاضر نہ تھا اور یہ شرحبیل مولے
ہے انصار کا مدنی کنیت اسکی ابو سعد ہے محمد بن سعد نے کہا جو بڑا پرانا بوڑھا تھا روایت کی ہے اوس نے زید بن
ثابت اور اکثر صحابہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ تقریب مین ہے کہ وہ سچا ہے لیکن اخیر مین اسکا حافظہ
بگڑ گیا تھا سو برس کا ہو کر مرا **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ يَقُوْلُ لَوْ خُيِّرْتُ بَيْنَ اَنْ اَدْخُلَ
الْجَنَّةَ وَبَيْنَ اَنْ اَلْقٰى عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مُحَرَّرٍ لَاخْتَرْتُ اَنْ اَلْقَاهُ ثُمَّ اَدْخُلَ الْجَنَّةَ فَلَمَّا رَاَيْتُهُ
كَانَتْ بَعْرَةٌ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْهُ ترجمہ عبد اللہ بن مبارک سے روایت ہے وہ کہتے تھے اگر مجھے اختیار دیا جاتا
کہ جنت مین جاؤ یا عبد اللہ بن محرر سے ملو تو مین پہلے اوس سے ملتا پھر جنت مین جاتا (ایسی اسکی تعریف سنتا
تھا اور اِس قدر اوس سے ملنے کا اشتیاق تھا) پھر جب مین اس سے ملا تو ایک اونٹ کی مینگنی مجھے اوس سے
بہتر معلوم ہوئی **ف** یعنے ایسا نکما اور خراب نکلا **عَنْ** زَيْدٍ يَعْنِى ابْنَ اَبِىْ اُنَيْسَةَ قَالَ
لَا تَاْخُذُوْا عَنْ اَخِیْ ترجمہ زید بن ابی انیسہ نے کہا مت روایت کرو میرے بھائی سے **ف** یعنی یحیے
بن ابی انیسہ جو روایت کرتا ہے زہری اور عمرو بن شعیب سے اس لیے کہ وہ ضعیف ہے بخاری نے کہا وہ کچھ نہیں
نسائی نے کہا ضعیف ہے متروک الحدیث تقریب مین ہے کہ کنیت اسکی ابو زید جزری ہے اور وہ ضعیف ہے نووی
نے کہا اوسکا بھائی زید بن ابی انیسہ وہ ثقہ ہے جلیل ہے حجت کی ہے اوس سے بخاری اور مسلم نے محمد بن سعد
نے کہا وہ ثقہ ہے کثیر الحدیث اور فقیہ ہے۔ اہل حدیث کا انصاف اور خلوص اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دین کے
فائدی کا خیال رکھتے تھے پر اپنے قرابت کا لحاظ نہ کرتے تھے **عَنْ** عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ كَانَ يَحْيَى
بْنُ اَبِیْ اُنَيْسَةَ كَذَّابًا ترجمہ عبید اللہ بن عمرو نے کہا یحیی بن ابی انیسہ جھوٹا تھا **عَنْ** حَمَّادِ بْنِ
زَيْدٍ قَالَ ذُكِرَ فَرْقَدٌ عِنْدَ اَيُّوْبَ فَقَالَ اِنَّ فَرْقَدًا لَيْسَ صَاحِبَ حَدِيْثٍ ترجمہ حماد بن زید نے کہا
فرقد (بن یعقوب سبخی ابو یعقوب) کا ذکر آیا ایوب کے سامنے انہون نے کہا وہ صاحب حدیث نہین **ف**

متہم شرحبیل بن سعد

عبد اللہ بن محرر

الکبیر

یحیی بن ابی انیسہ

فرقد

یعنے حدیث کا روایت کرنا اور کام ہے فرقد کو ہمین دخل نہ تہا اگرچہ وہ تابعی تہا اور عابد اور زاہد تہا جیسے
اوپر گذرا کہ عبادت اور زہد اور چیز ہے اور حدیث کا علم اور ہے مگر یحیی بن معین سے منقول ہے کہ اونہون نے ثقہ کہا
فرقد کو تقریب مین ہے کہ روایت کیا اوس سے ترمذی اور ابن ماجہ نے اور وہ سچا عابد تہا مگر حدیث مین ضعیف ہے
کثیر الخطا ہے انتہی مترجم عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ بِشْرٍ الْعَبْدِيِّ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيْدٍ الْقَطَّانَ
وَذُكِرَ عِنْدَهٗ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ اللَّيْثِيُّ فَضَعَّفَهٗ جِدًّا فَقِيْلَ لِيَحْيٰى اَضْعَفُ مِنْ
يَعْقُوْبَ بْنِ عَطَاءٍ قَالَ نَعَمْ ثُمَّ قَالَ مَا كُنْتُ اُرٰى اَنَّ اَحَدًا يَّرْوِيْ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ
بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ ترجمہ عبدالرحمٰن بن بشر عبدی نے کہا مین نے یحیی بن سعید قطان سے سنا
اُن کے سامنے ذکر آیا محمد بن عبیداللہ بن عبید بن عمیر لیثی کا تو انہون نے بہت ضعیف کہا اُسکو کسی
نے کہا کیا وہ یعقوب بن عطا سے بہی زیادہ ضعیف ہے اونہون نے کہا کہ مین سمجہتا تہا کہ کوئی محمد بن عبیداللہ
بن عبید بن عمیر سے روایت نکریگا عَنْ بِشْرِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيْدٍ الْقَطَّانَ
ضَعَّفَ حَكِيْمَ بْنَ جُبَيْرٍ وَّعَبْدَ الْاَعْلٰى وَضَعَّفَ يَحْيَى بْنَ مُوْسٰى بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ حَدِيْثُهٗ رِيْحٌ
وَّضَعَّفَ مُوْسَى بْنَ الدِّهْقَانِ وَعِيْسَى بْنَ اَبِيْ عِيْسَى الْمَدَنِيَّ ترجمہ بشر بن حکم سے روایت ہے مین
نے سنا یحیی بن سعید قطان سے (جو امام تہے حدیث کے) انہون نے ضعیف کیا حکیم بن جبیر کو ف یہ حکیم
بن جبیر اسدی کوفی ہے شیعہ تہا ابوحاتم رازی نے کہا بڑا کٹہ شیعہ تہا عبدالرحمٰن بن مہدی اور شعبہ سے
پوچہا گیا کہ تم نے حکیم بن جبیر سے روایت کرنا کیون چہوڑا اونہون نے کہا ہم ڈرتے ہین جہنم سے یعنی اُسکی
روایتین جہوٹی ہین اگر ہم اوس سے نقل کرینگے تو دوزخ مین ڈالے جاوینگے تقریب مین ہے کہ وہ ضعیف ہے
اور روایت کیا اُس سے ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے اور نہین روایت کیا اوس سے بخاری اور مسلم
نے ف اور عبدالاعلی (بن عامر ثعلبی) کو ف تقریب مین ہے کہ وہ سچا ہے مگر وہم کرتا ہے
ف اور ضعیف کیا یحیی بن موسی بن دینار کو اور کہا کہ حدیث اُسکی مثل ہوا کے ہے ف یعنی لغو اور
بے ثبات اس مقام مین تمام نسخون مین یحیی کے بعد لفظ ابن کا موجود ہے جو یقینا غلطی ہے اور صواب یہ ہے کہ ابن کا لفظ
نہو نووی نے کہا یہ غلطی مسلم کی کتاب نقل کرنے والون سے ہوئی ہے نہ مسلم سے - یہ موسی بن دینار مکی ہے جو
روایت کرتا ہے سالم سے ف اور موسی بن دہقان کو ف جو بصری ہے روایت کرتا ہے ابن کعب
سے تقریب مین ہے کہ یہ ضعیف ہے ف اور عیسی بن ابی عیسی مدنی کو ف یہ عیسی بن میسرہ ہے

ف عُبَيْدِ اللّٰهِ

اسکی کنیت ابو موسی ہے یا ابو محمد غفاری مدنی اصل اسکی کوفی ہے اسکو خیاط یا حناط یا خباط کہتے ہیں یحیی بن معین نے کہا پہلے خیاط (درزی) تہا پہر اس پیشہ کو چہوڑ کر حناط ہوا (یعنے گیہوں بیچنے لگا حنطہ سے) پہر اسکو چہوڑ کر خباط ہوا (یعنے پتے جہاڑنے والا) تقریب میں ہے کہ یہ متروک ہے قَالَ مُسْلِمٌ وَسَمِعْتُ الْحَسَنَ بْنَ عِيْسٰى يَقُوْلُ قَالَ لِيَ ابْنُ الْمُبَارَكِ اِذَا قَدِمْتَ عَلٰى جَرِيْرٍ فَاكْتُبْ عِلْمَهٗ كُلَّهٗ اِلَّا اَحَادِيْثَ ثَلٰثَةٍ لَا تَكْتُبْ حَدِيْثَ عُبَيْدَةَ بْنِ مُعَتِّبٍ وَالسَّرِيِّ بْنِ اِسْمٰعِيْلَ وَمُحَمَّدِ بْنِ سَالِمٍ مسلم رحمہ حسن بن عیسی نے کہا مجھسے کہا عبد اللہ بن مبارک نے جب تو جریر کے پاس جاوے تو اسکا سارا علم لکہہ (یعنے سب حدیثین اوسکی روایت کر) مگر تین آدمیون کی حدیثین مت لکہہ عبیدہ بن معتب اور سری بن اسمعیل اور محمد بن سالم کی روایتین ف کیونکہ یہ سب ضعیف ہین نووی نے کہا یہ تینون کوفی ہین اور متروک قَالَ مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ وَاَشْبَاهُ مَا ذَكَرْنَا مِنْ كَلَامِ اَهْلِ الْعِلْمِ فِيْ مُتَّهَمِيْ رُوَاةِ الْحَدِيْثِ وَاِخْبَارِهِمْ عَنْ مَعَايِبِهِمْ كَثِيْرٌ يَطُوْلُ الْكِتَابُ بِذِكْرِهٖ عَلَى اسْتِقْصَائِهٖ وَفِيْمَا ذَكَرْنَا كِفَايَةٌ لِمَنْ تَفَهَّمَ وَعَقَلَ مَذْهَبَ الْقَوْمِ فِيْمَا قَالُوْا مِنْ ذٰلِكَ وَبَيَّنُوْا مسلم رحمہ اللہ نے کہا اور اسکی مانند جو ہم نے ذکر کیا اہل حدیث کا کلام متہم راویون مین اور انکی عیبون مین بہت ہے جس کے سب بیان کرنے سے کتاب لمبی ہو جاویگی اور جس قدر ہمنے بیان کیا وہ کافی ہے اوس شخص کے لیے جو قوم کا مذہب سمجہ لو جہہ جاوے ف یعنے یہ کتاب کچہ جرح اور تعدیل کی تہوڑی ہے کہ اوسمین سب راویونکا حال بیان کیا جاوے بلکہ جرح اور تعدیل کی تو جدا بڑی بڑی کتابین بنی ہین جنمین تمام راویونکا پورا پورا حال بیان کیا گیا ہے

یہان تو چند راویونکا عیب اہل حدیث کے

اقوال سے بیان کیا گیا صرف اس مقصد کے لیے کہ اہل حدیث کے نزدیک راویون کا عیب اور سقم بیان کرنا برا نہین اور اسکو غیبت مین داخل نہین کرتے وَاِنَّمَا اَلْزَمُوْا اَنْفُسَهُمُ الْكَشْفَ عَنْ مَعَايِبِ رُوَاةِ الْحَدِيْثِ وَنَاقِلِي الْاَخْبَارِ وَاَفْتَوْا بِذٰلِكَ حِيْنَ سُئِلُوْا لِمَا فِيْهِ مِنْ عَظِيْمِ الْخَطَرِ اِذِ الْاَخْبَارُ فِيْ اَمْرِ الدِّيْنِ اِنَّمَا تَاْتِيْ بِتَحْلِيْلٍ اَوْ تَحْرِيْمٍ اَوْ اَمْرٍ اَوْ نَهْيٍ اَوْ تَرْغِيْبٍ اَوْ تَرْهِيْبٍ فَاِذَا كَانَ الرَّاوِيْ لَهَا لَيْسَ بِمَعْدِنٍ لِلصِّدْقِ وَالْاَمَانَةِ ثُمَّ اَقْدَمَ عَلَى الرِّوَايَةِ عَنْهُ مَنْ قَدْ عَرَفَهٗ وَلَمْ يُبَيِّنْ مَا فِيْهِ لِغَيْرِهٖ مِمَّنْ جَهِلَ مَعْرِفَتَهٗ كَانَ اٰثِمًا بِفِعْلِهٖ ذٰلِكَ غَاشًّا لِعَوَامِّ الْمُسْلِمِيْنَ اِذْ لَا يُؤْمَنُ عَلٰى بَعْضِ مَنْ سَمِعَ تِلْكَ الْاَخْبَارَ اَنْ يَسْتَعْمِلَهَا اَوْ يَسْتَعْمِلَ بَعْضَهَا وَلَعَلَّهَا

نسخہ: عظم الخطر

نسخہ: اقالها

أَوْ أَكْثَرُهَا أَكَاذِيبُ لَا أَصْلَ لَهَا مَعَ أَنَّ الْأَخْبَارَ الصِّحَاحَ مِنْ رِوَايَةِ الثِّقَاتِ وَأَهْلِ الْقَنَاعَةِ ن أَحَادِيثُ
أَكْثَرُ مِنْ أَنْ يُضْطَرَّ إِلَى نَقْلِ مَنْ لَيْسَ بِثِقَةٍ وَلَا مُقْنِعٍ **ترجمہ** اور حدیث کے اماموں نے راویوں
کا عیب کھولدینا ضرور سمجھا اور اس بات کا فتویٰ دیا جب اون سے پوچھا گیا اس لیے کہ یہ بڑا مہم کام ہے کیونکہ دین
کی بات جب نقل کیجاویگی تو وہ کسی امر کے حلال ہونے کے لیے ہوگی یا حرام ہونے کے لیے یا اوسمین کسی بات کا
حکم ہوگا یا کسی بات کی ممانعت ہوگی یا کسی کام کے طرف رغبت دلائی جاویگی یا کسی کام سے ڈرایا جاوے
گا بہرحال جب آدمی سچا اور امانت دار نہو پھر اوس سے کوئی روایت کرے جو اسکے حال کو جانتا ہو اور وہ حال دوسرے
سے بیان نکرے جو نہ جانتا ہو تو گنہگار ہوگا اور دہوکا دینے والا ہوگا عوام مسلمانوں کو اس لیے کہ بعضی لوگ
ان حدیثوں کو سنینگے اور ان سب پر یا بعض پر عمل کرینگے اور شاید وہ سب یا اوسمین سے اکثر جہوٹی ہوں۔
(اور بعضی نسخوں مین یہ ہے کہ اوسمین کم یا بہت جہوٹی ہون) جنکی اصل نہ ہو حالانکہ صحیح حدیثین ثقہ لوگون
کی اور جن کے روایت پر قناعت ہوسکتی ہے کیا کم ہین کہ بے اعتبار اور جنکی روایت پر قناعت نہین ہوسکتی
اونکی روایتون کی احتیاج پڑی **ف** یعنی روایت کرنے کے لیے صحیح حدیثین ہزارون ہین پہر ضرورت
کیا ہے کہ انکو چہوڑکر ضعیف اور منکر اور موضوع حدیثون کو نقل کرے وَلَا أَحْسِبُ كَثِيرًا مِمَّنْ يُعَرِّجُ
مِنَ النَّاسِ عَلَى مَا وَصَفْنَا مِنْ هٰذِهِ الْأَحَادِيثِ الضِّعَافِ وَالْأَسَانِيدِ الْمَجْهُولَةِ وَيَعْتَدُّ نسخہ
بِرِوَايَتِهَا بَعْدَ مَعْرِفَتِهِ بِمَا فِيهَا مِنَ الْوَهْنِ وَالضَّعْفِ إِلَّا أَنَّ الَّذِي يَحْمِلُهُ عَلَى رِوَايَتِهَا التوہّن
وَالْاِعْتِدَادِ بِهَا إِرَادَةُ التَّكْثِيرِ عِنْدَ الْعَوَامِّ وَلِأَنْ يُقَالَ مَا أَكْثَرَ مَا جَمَعَ فُلَانٌ م بذلك
مِنَ الْحَدِيثِ وَأَلَّفَ مِنَ الْعَدَدِ وَمَنْ ذَهَبَ فِي الْعِلْمِ هٰذَا الْمَذْهَبَ وَسَلَكَ هٰذَا
الطَّرِيقَ فَلَا نَصِيبَ لَهُ فِيهِ وَكَانَ بِأَنْ يُسَمَّى جَاهِلًا أَوْلَى مِنْ أَنْ يُنْسَبَ إِلَى عِلْمٍ ن العلم
**ترجمہ** اور مین سمجہتا ہون کہ جن لوگون نے اس قسم کی ضعیف حدیثین اور مجہول سندین نقل کین ہین اور
اُن مین مصروف ہین اور وہ جانتے ہین اون کے ضعف کو تو اُن کی غرض یہ ہے کہ عوام کے نزدیک اپنی کثرت
علم ثابت کرین اور اس لیے کہ لوگ کہین سبحان اللہ فلان شخص نے کتنی بہت حدیثین جمع کی ہین اور
جس شخص کے یہ چال ہے اور اُسکا یہ طریقہ ہے اوسکا علم حدیث مین کچہ حصہ نہین اور وہ جاہل کہلانے کا
زیادہ سزاوار ہے عالم کہلانے سے **ف** کیونکہ عالم وہ ہے جسکو عالم لوگ تسلیم کرین اور جاہل ناواقف
لوگون کا کیا اعتبار ہے وہ اگر ایسے شخص کو بڑا عالم خیال کرین تو اون کے سمجہنے سے کیا ہوتا ہے حدیث کے امام

اور فاضل ہمیشہ ایسے شخص کو جو ہر قسم کی حدیثین نقل کرے اور صحیح اور ضعیف مین تمیز نکرے جاہل اور بیوقوف
جانین گے ۔ امام نووی نے قاضی عیاض سے نقل کیا ہے کہ راویون کا عیب بیان کرنا جائز ہے بلکہ واجب
ہے باجماع علمار اسواسطے کہ شریعت کی حفاظت ضروری امر ہے اور غیبت مین داخل نہین جو حرام ہے بلکہ نصیحت
ہے اللہ اور رسول اللہ اور مسلمانون کے لیے یعنی سب کی خیرخواہی ہے اور ہمیشہ امت محمدی کے فاضل اور پرہیزگار
اور تقوی شعار لوگ ایسا کرتے چلے آئے ہین جیسے مسلم نے اس باب مین کتنے ایک بزرگون کے اقوال نقل کیے
ہین اور مین نے بھی بخاری کی شرح کے شروع مین چند اقوال اس قسم کے بیان کیے ہین مگر یہ امر ضروری ہے کہ جو شخص
راویون کا عیب بیان کرے وہ خدا سے ڈرے اور سمجھ سوچ کر کہے اور سستی اور کاہلی سے پرہیز کرے اور اس شخص
کا عیب بیان نکرے جو عیب سے پاک ہو یا جسکا عیب فاش نہوا ہو اس لیے کہ جرح کرنے سے بھی ایک مفسدہ پیدا ہوتا
ہے وہ یہ کہ اس راوی کی روایتین قابل اعتبار کے نہین رہتین اور اسکی حدیثین سب رد ہو جاتی ہین پھر اگر
جرح غلط ہو تو گویا صحیح روایتون اور حدیثون کو رد کیا اسیواسطے جرح اسی شخص کا مقبول ہے جو خود صاحب معرفت
مقبول القول ہو ورنہ جرح کرنے والے کو جرح کرنا درست نہین اب یہ بات کہ جرح اور تعدیل دونون مین ایک
شخص کا کہنا کافی ہے یا کئی شخص ہونا چاہیین اس مسئلے مین علمار کا اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ ایک شخص کا
کہنا کافی ہے پھر یہ بات کہ جرح کا سبب بیان کرنا ضروری ہے یا نہین اسمین بھی اختلاف ہے امام شافعی اور اکثر علمار کا
یہ قول ہے کہ سبب بیان کرنا ضروری ہے اور جرح مبہم مقبول نہین اور قاضی ابوبکر باقلانی وغیرہ کا یہ قول ہے
کہ سبب بیان کرنا ضرور نہین اور بعضون کا یہ قول ہے کہ جو شخص جرح کے اسباب کو پہچانتا ہے اوس کے لیے
سبب بیان کرنا ضرور نہین اور جو نہین پہچانتا اوسکو ضروری ہے پھر جن لوگون کے نزدیک جرح مین سبب کا
بیان کرنا ضروری ہے وہ کہتے ہین کہ جرح مبہم کا اثر صرف اسیقدر ہوگا کہ اوسکی روایت حجت کی لائق نرہیگی جب
تک اوس جرح کا ثبوت یا ابطال نہو اب صحیحین مین جو بعضے ایسے راوی ہین جنپر اگلے لوگون نے جرح کی ہے
تو اونکی جرح مبہم ہے جو ثابت نہین ہوئی اگر بعضے لوگ جرح کرین اور بعضے تعدیل ایک ہی راوی کی تو قول
مختار جسپر جمہور علما اور محققین ہین یہ ہے کہ جرح قبول کیجاویگی اور جرح مقدم ہے تعدیل پر اگرچہ تعدیل کرنیوالے
عدد مین زیادہ ہون اور بعضون نے کہا کہ اگر تعدیل کرنیوالے زیادہ ہون تو تعدیل مقدم ہے مگر صحیح پہلا
قول ہے ۔ امام مسلم نے اس باب مین شعبی سے نقل کیا کہ انہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے حارث اعور نے
اور وہ کذاب تھا اور کئی اور شخصون سے نقل کیا کہ حدیث بیان کی ہم سے فلان نے اور وہ متہم تھا اس مقام پر

جواب جرح رواۃ صحیحین

یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ان اماموں نے ایسے لوگوں سے کیوں روایت کی حالانکہ وہ جانتے تھے کہ وہی لوگ کذاب اور متہم ہیں اور اسکے کئی جواب ہیں ایک یہ کہ انہوں نے روایت کیا لوگوں کو جتانے کے لیے کہ اون روایت کے ضعف سے آگاہ ہو جاویں دوسری یہ کہ ضعیف شخص سے بطور استشہاد اور تائید کے روایت کرنا درست ہے مگر بالانفراد اُسکی روایت حجت پکڑنے کے لائق نہیں تیسری یہ کہ ضعیف شخص کی سب روایتیں جھوٹی نہیں ہوتیں تو حدیث کے امام اوسکی صحیح روایتوں کو پہچان لیتے ہیں اور انکو روایت کرتے ہیں اور ضعیف اور باطل کو چھوڑ دیتے ہیں اور یہہ امر اونپر آسان ہے جیسے کسی نے سفیان ثوری سے کہا جب انہوں نے کلبی (محمد بن سائب) سے روایت کرنیکو منع کیا کہ تم کیوں اُس سے روایت کرتے ہو انہوں نے کہا کہ میں اوس کے جھوٹ اور سچ کو پہچان لیتا ہوں چوتھی یہ اکثر ضعیف شخصوں سے ترغیب اور ترہیب اور فضائل اور قصص اور زہد اور اخلاق کی حدیثیں روایت کرتے ہیں جو کسی شے کی حلت یا حرمت سے متعلق نہیں اور اہل حدیث نے اس قسم کی ضعیف روایتوں کو جائز رکہا ہے بشرطیکہ موضوع نہ ہوں لیکن حدیث کے اماموں نے ضعیف لوگوں سے کسی قسم کی روایت کرنا بالانفراد جائز نہیں رکہا نہ محققین علماء نے اور یہ جو بعض فقیہوں کی (جیسے صاحب ہدایہ کے) عادت ہے کہ ہر قسم کی روایت نقل کرتے ہیں یہ عمدہ بات نہیں بلکہ نہایت بری بات ہے اس لیے کہ اگر انکو معلوم تہا کہ یہ روایت ضعیف ہے تو درست نتہا دلیل لانا اُس سے کیونکہ سب علماء کا اتفاق ہے اس بات پر کہ ضعیف حدیث احکام شرعیہ میں قابل حجت پکڑنے کے نہیں ہے اور اگر انکو معلوم نتہا ضعف اُسکا تو بہی درست نتہی یہ بات کہ نقل کرتے اوسکو بغیر جانچے ہوئے یا اور اہل علم سے پوچہکر سکا ذہین یعنے حدیث بنانیوالوں کی دو قسمیں ہیں ایک تو وہ جنکا جہوٹ صاف کہل گیا ہے وہ کئی طرح پر ہیں بعضے تو ایسے کہ صاف تراش لیتے ہیں حضرت پر جو بات آپ نے نہیں فرمائی جیسے زندیق بددین لوگ جنکے نزدیک دین کی کوئی عظمت یا عزت نہیں یا اسکام کو اچہا اور ثواب سمجہتے ہیں جیسے بعضے جاہل درویش اور صوفی کہ فضائل اور اخلاق میں لوگوں کو رغبت دلانے کے لیے حدیثیں بنا لیتے ہیں یا اپنا فخر جتانے کے لیے نئی اور نادر روایتوں سے جیسے فاسق اہل حدیث کرتے ہیں یا تعصب سے اپنا مذہب ثابت کرنے کے لیے جیسے بدعتی شیعہ اور قدریہ اور جہمیہ خذلہم اللہ تعالی اور اہل علم کے نزدیک ہر ایک طبقہ کے لوگ ان میں سے معین اور معلوم ہو گئے ہیں اور بعضے ان کذابین میں سے ایسے ہیں جو حدیث کے متن کو نہیں بناتے لیکن اوسکے لیے ایک صحیح سند تراش لیتے ہیں اور بعضے سند کو اولٹ پلٹ دیتے ہیں اور بعضے

اور ہمین بڑہا دیتے ہین اور اس سے مقصود اپنا فضل ظاہر کرنا یا اپنی جہالت رفع کرنا ہوتا ہے اور بعضے اس طرح
جہوٹ بولتے ہین کہ جس سے نہین سنا اوس سے کہتے ہین ہم نے سنا ہے یا جس سے نہین ملی اوس سے ملنا بیان کرتے
ہین اور اوس کی صحیح حدیثین نقل کرتے ہین اور بعضے کیا کرتے ہین کہ صحابی یا تابعی یا حکیم کے قول کو بڑہا کر رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول کر دیتے ہین اس سب قسمون کے لوگ کذاب ہین اور متروک ہین اہلحدیث کے نزدیک
اسی طرح وہ شخص جو حدیث کی روایت پر جرات کرتا ہے بغیر اوسکو تحقیق کیے ہوئے اور جانچے ہوئے تو ایسے لوگون
سے روایت نہین کرتے نہ اونکی روایتین قبول کرتے ہین اگرچہ صرف ایک ہی بار انہون نے ایسا کیا ہو کیونکہ
جب ایک بار بے احتیاطی کی تو انہون کا اعتبار جاتا رہا جیسے جہوٹا گواہ ایک بار جہوٹی گواہی دینے سے اوسکی
گواہی اعتبار کے لائق نہین رہتی پہر اگر ایسا شخص توبہ کرے تو آیندہ بھی اوسکی روایت قبول ہوگی یا نہ ہوگی اس
مین اختلاف ہے لیکن ظاہر یہ ہے کہ قبول ہو اس لیے کہ توبہ سے سب قسم کے گناہ معاف ہوجاتے ہین اور جنہون نے
آیندہ بھی قبول نہ کیا اونکی حجت یہ ہے کہ یہ گناہ نہایت سخت ہے یعنے حضرت پر جہوٹ باندہنا تو اسکی سزا بہی
سخت ہونا چاہیے کیونکہ آپ نے خود فرمایا کہ مجہپر جہوٹ باندہنا ایسا نہین ہے جیسے اور کسی پر جہوٹ باندہنا۔
دوسرے قسم کا ذہین کی یہ ہے کہ حدیثاین تو دے کسی قسم کا جہوٹ نہین بولتے لیکن اور دنیا کی باتون مین
جہوٹ بولتے ہین ایسے لوگون کی روایت بہی قبول نہین ہوتے نہ اون کی گواہی قبول ہے البتہ اگر
توبہ کرین۔ تو قبول ہوسکتی ہے پر اگر ایک آدہ جہوٹ کسی دنیا کی باتاین نکل جاوے اور وہ معلوم
اور مشہور نہو تو اوسکی روایت قبول ہوگی کیونکہ احتمال ہے کہ اوس سے غلطی ہوئی یا وہم ہوا اور جو وہ خود ایکبارگی جہوٹ بولنے
کا اقرار کرے بشرطیکہ اوسکے جہوٹ سے کسی مسلمان کو نقصان نہ پہنچا ہو اور پہر توبہ کرے تو بہی اوسکی روایت
قبول ہوگی کیونکہ یہ نادر ہے اور ان گناہون مین نہین جو انسان کو ہلاک کر دیتے ہین اور اس قسم کی خطائین
اکثر لوگون سے سرزد ہوجاتی ہین ایسا ہی حکم ہے اس جہوٹ کا جو بطریق تعریض یا طنز کے ہو کیونکہ وہ درحقیقت
جہوٹ نہین اگرچہ صورت مین جہوٹ ہے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوالجہم کو کہ وہ اپنی لاٹہی کندہے
سے زمین پر نہین رکہتا (یعنے اکثر مار پیٹ کیا کرتا ہے) ایسا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بہی کیا کہ اپنی
بی بی کو بہن بتلایا یہ توریہ ہے جو بنظر مصلحت درست ہے تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا (نووی) باب
صِحَّةِ الاِحْتِجَاجِ بِالْحَدِيْثِ الْمُعَنْعَنِ اِذَا اَمْكَنَ لِقَاءُ الْمُعَنْعِنِيْنَ وَلَمْ يَكُنْ فِيْهِمْ مُدَلِّسٌ باب
بیان مین اس بات کے کہ معنعن حدیث سے حجت پکڑنا صحیح ہے جب معنعن الون کی ملاقات ممکن ہو اور ان مین

کوئی تدلیس کرنے والا نہو **ف** معنعن اوس حدیث کو کہتے ہین جسکی اسناد مین فلان عن فلان ہو یعنی فلان نے فلانے سے اور اوسنے فلانے سے روایت کیا چونکہ ایسی اسناد مین راوی یون نہین کہتا کہ مین نے فلان سے سنا یا اوس نے مجھسے بیان کیا تو شبہہ ہوتا ہے کہ ایک نے دوسرے سے سنا ہے یا نہین ایسا نہو کہ بیچ مین کوئی راوی رہ گیا ہو اسواسطے معنعن حدیث کے حجت ہونے مین علما کا اختلاف ہے بعضون کا یہ قول ہے کہ اگر ایک راوی نے دوسرے کا زمانہ پایا ہو اور اوسکی ملاقات اوس سے ممکن ہو تو وہ روایت محمول ہوگی اتصال پر اور حجت ہوگی امام مسلم کا یہی مذہب ہے اور اس باب مین اسیکو ثابت کیا ہے اور بعضے یہ کہتے ہین کہ صرف ملاقات کا ممکن ہونا کافی نہین بلکہ ضرور ہے کہ کم سے کم ایکبار اوس راوی کے دوسرے راوی سے ملاقات ہو جانا ثابت ہو جاوے امام مسلم نے کہا کہ یہ قول اعتبار کے لائق نہین اور بالکل نیا مذہب ہے جو اہل علم مین سے کسی نے اختیار نہین کیا اور بدعت ہے پر محققین علما نے اسی قول کو اختیار کیا ہے اور مسلم کے مذہب کو ضعیف کیا ہے علی بن المدینی اور بخاری اور ایک جماعت علما مسلم کے خلاف مین ہین بلکہ بعضون نے اس سے زیادہ اور شرطین بھی کی ہین کہ اوس راوی کے دوسرے راوی سے ملاقات معلوم اور مشہور ہو وے اور اون مین صحبت رہی ہو مگر ابن مدینی اور بخاری نے جو قول اختیار کیا ہے وہی صحیح ہے کہ جب کم سے کم ایک بار ملاقات ثابت ہوگئی تو روایت متصل سمجھی جاوے گی کیونکہ راوی کا حال معلوم ہے کہ اوسکی عادت تدلیس کی نہین تدلیس کے معنے چھپانا اور اصطلاح اہل حدیث مین تدلیس اسکو کہتے ہین کہ راوی اپنے شیخ کو جس سے حدیث سنی ہے چھپا کر اوس کے اوپر کے راوی کا نام لیوے تا لوگون کو معلوم ہو کہ اس نے اوس سے سنا ہے اور یہ عادت بعضے اہل حدیث کی تھی جنکا حال معلوم ہو گیا ہے کہ وہ اپنا علو اسناد جتلانے کے لیے یا کسی ادنے شخص سے روایت کرنے مین شرم کر کے تدلیس کیا کرتے تھے پھر اگر ایسا تدلیس کرنے والا راوی معنعن حدیث مین ہو تو وہان ایک بار ملاقات ہونا یا ملاقات ممکن ہونا کسی کے نزدیک حدیث کے متصل ہونے کے لیے کافی نہوگا جب تک صاف معلوم نہو جاوے کہ درحقیقت اس مدلس راوی کی صحبت اور ملاقات دوسرے راوی سے ہوئی تھی بعضون نے یہ کہا ہے کہ معنعن روایت بالکل کسی صورت مین حجت کے لائق نہین مگر یہ قول مردود ہے باجماع سلف اسکو کسینے اختیار نہین کیا (نووی مع زیادہ) نووی نے اس باب کے ترجمہ کو اسیطرح قائم کیا ہے جیسے اوپر لکھا گیا لیکن نسخہ مطبوعہ کلکتہ مین یہ باب یون لکھا ہے باب مَا تَصِحُّ بِہٖ رِوَایَۃُ الرُّوَاۃِ بَعْضِہِمْ عَنْ بَعْضٍ وَالتَّنْبِیْہِ عَلٰی مَنْ غَلِطَ فِیْ ذٰلِکَ یعنی باب بیان مین اس بات کے کہ کیونکر صحیح ہوتی ہے روایت ایک راوی کی دوسرے راوی سے اور بیان اوس غلطی کا جو لوگون نے اس مقام مین کی ہے۔ اگرچہ یہ ترجمہ

یہی برا نہین پر نووی نے جو ترجمہ کیا ہے وہ زیادہ مناسب ہے اور اولیٰ ہے اسواسطے ہم نے اوسی کو اختیار کیا اور
وجہ اس اختلاف کی وہی ہے جو اوپر گذری کہ امام مسلم نے خود تو باب کے ترجمے لکھے نہین لوگون نے انکے بعد
پھر ہر ایک نے مناسب دیکھکر اپنی رائے سے باب قائم کر لیے ہم بھی جو ترجمہ زیادہ مناسب ہوگا اوسی کو لکھا کرینگے

وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ مُنْتَحِلِي الْحَدِيثِ مِنْ أَهْلِ عَصْرِنَا فِي تَصْحِيحِ الْأَسَانِيدِ وَتَسْقِيمِهَا بِقَوْلٍ لَوْ ضَرَبْنَا عَنْ حِكَايَتِهِ وَذِكْرِ فَسَادِهِ صَفْحًا لَكَانَ رَأْيًا مَتِينًا وَمَذْهَبًا صَحِيحًا إِذِ الْإِعْرَاضُ عَنِ الْقَوْلِ الْمُطَّرَحِ أَحْرَى لِإِمَاتَتِهِ وَإِخْمَالِ ذِكْرِ قَائِلِهِ وَأَجْدَرُ أَنْ لَا يَكُونَ ذَلِكَ تَنْبِيهًا لِلْجُهَّالِ عَلَيْهِ غَيْرَ أَنَّا لَمَّا تَخَوَّفْنَا مِنْ شُرُورِ الْعَوَاقِبِ وَاغْتِرَارِ الْجَهَلَةِ بِمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ وَإِسْرَاعِهِمْ إِلَى اعْتِقَادِ خَطَأِ الْمُخْطِئِينَ وَالْأَقْوَالِ السَّاقِطَةِ عِنْدَ الْعُلَمَاءِ رَأَيْنَا الْكَشْفَ عَنْ فَسَادِ قَوْلِهِ وَرَدَّ مَقَالَتِهِ بِقَدْرِ مَا يَلِيقُ بِهَا مِنَ الرَّدِّ أَجْدَى عَلَى الْأَنَامِ وَأَحْمَدَ لِلْعَاقِبَةِ إِنْ شَاءَ اللهُ

**ترجمہ** امام مسلم فرماتے ہین کہ ہمارے زمانے مین بعضے ایسے لوگون نے جنہون نے جھوٹ موٹ اپنے تئین محدث قرار دیا ہے اسناد کی صحت اور سقم مین ایک قول بیان کیا ہے اگر ہم بالکل اوسکو نقل نکرین اور اسکا ابطال لکھین تو عمدہ تجویز ہوگی اور ٹھیک رستہ ہوگا اس لیے کہ غلط بات کیطرف التفات نکرنا اوسکو مٹنی کے لیے اور اوسکی کہنے والے کا نام کہو دینے کے لیے بہتر ہے اور مناسب ہے جاہلون سکے لیے تا انکو خبر ہی نہو اوس غلط بات کی مگر اوسوجہ سے کہ ہم انجام کی برائی سے ڈرتے ہین اور یہ بات دیکھتے ہین کہ جاہل نئی بات پر فریفتہ ہو جاتے ہین اور غلط بات پر جلد اعتقاد کر لیتے ہین جو علما کے نزدیک ساقط الاعتبار ہوتی ہے ہم نے اوس قول کی غلطی بیان کرنا اور اوسکو رد کرنا جیسا چاہیے لوگون کے لیے بہتر اور فائدہ مند خیال کیا اور اسکا انجام بھی نیک ہوگا اگر خدا عز وجل نے چاہا

وَزَعَمَ الْقَائِلُ الَّذِي افْتَتَحْنَا الْكَلَامَ عَلَى الْحِكَايَةِ عَنْ قَوْلِهِ وَالْإِخْبَارِ عَنْ سُوءِ رَوِيَّتِهِ أَنَّ كُلَّ إِسْنَادٍ لِحَدِيثٍ فِيهِ فُلَانٌ عَنْ فُلَانٍ وَقَدْ أَحَاطَ الْعِلْمُ بِأَنَّهُمَا قَدْ كَانَا فِي عَصْرٍ وَاحِدٍ وَجَائِزٌ أَنْ يَكُونَ الْحَدِيثُ الَّذِي رَوَى الرَّاوِي عَمَّنْ رَوَى عَنْهُ قَدْ سَمِعَهُ مِنْهُ وَشَافَهَهُ بِهِ غَيْرَ أَنَّهُ لَا نَعْلَمُ لَهُ مِنْهُ سَمَاعًا وَلَمْ نَجِدْ فِي شَيْءٍ مِنَ الرِّوَايَاتِ أَنَّهُمَا الْتَقَيَا قَطُّ أَوْ تَشَافَهَا بِحَدِيثٍ أَنَّ الْحُجَّةَ لَا تَقُومُ عِنْدَهُ بِكُلِّ خَبَرٍ جَاءَ هَذَا الْمَجِيءَ حَتَّى يَكُونَ عِنْدَهُ الْعِلْمُ بِأَنَّهُمَا قَدِ اجْتَمَعَا مِنْ دَهْرِهِمَا مَرَّةً فَصَاعِدًا أَوْ تَشَافَهَا بِالْحَدِيثِ بَيْنَهُمَا أَوْ يَرِدَ خَبَرٌ فِيهِ بَيَانُ اجْتِمَاعِهِمَا أَوْ تَلَاقِيهِمَا مَرَّةً مِنْ دَهْرِهِمَا فَمَا فَوْقَهَا فَإِنْ

من تسقیمها إذا
تخوّفنا
علی الانام

تأتِ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ عِلْمُ ذٰلِكَ وَلَمْ يَأْتِ رِوَايَةٌ تُخْبِرُ اَنَّ هٰذَا الرَّاوِيَ عَنْ صَاحِبِهِ قَدْ لَقِيَهُ مَرَّةً وَسَمِعَ مِنْهُ شَيْئًا لَمْ يَكُنْ فِي نَقْلِهِ الْخَبَرَ عَمَّنْ رُوِيَ عَنْهُ عِلْمُ ذٰلِكَ وَالْاَمْرُ كَمَا وَصَفْنَا حُجَّةٌ وَكَانَ الْخَبَرُ عِنْدَهُ مَوْقُوْفًا حَتّٰى يَرِدَ عَلَيْهِ سَمَاعُهُ مِنْهُ لِشَيْءٍ مِّنَ الْحَدِيْثِ قَلَّ اَوْ كَثُرَ فِيْ رِوَايَةٍ مِثْلَ مَا وَرَدَ۔ ترجمہ اور اس شخص نے جس کے قول سے ہم نے گفتگو شروع کی اور جسکی فکر اور خیال کو ہم نے باطل کہا یون گمان کیا ہی کہ جو اسناد ایسا ہو جسمین فلان عن فلان ہو اور یہ بات معلوم ہو گئی ہو کہ وہ دونون ایک زمانہ مین تھے اور ممکن ہو کہ حدیث ایک نے دوسرے سے سُنی ہو اور اس سے ملا ہو مگر ہمکو یہ معلوم نہین ہوا کہ اوس نے اوس سے سنا ہے نہ ہم نے کسی روایت مین اسبات کی تصریح پائی کہ وہ دونون ملے تھے اور ان مین منہ در منہ بات چیت ہوئی تھی تو ایسے اسناد سے جو حدیث روایت کیجاوے وہ حجت نہین ہے جب تک یہ بات معلوم نہو کہ کم سے کم وہ دونون اپنی عمر مین ایکبار ملے تھے اور ایک نے دوسرے سے بات چیت کی تھی یا ایسی کوئی حدیث روایت کی جاوے جسمین اس امر کا بیان ہو کہ وہ دونون کی ملاقات ایک بار یا زیادہ ہوئی تھی اگر اسبات کا علم نہو اور نہ کوئی حدیث ایسی روایت کیجاوے جس سے ملاقات اور سماع کا ثبوت ہو تو ایسی حدیث کا نقل کرنا جس سے ملاقات کا علم نہ ہو ایسی حالت مین حجت نہین ہے، اور وہ حدیث موقوف رہیگی یہانتک کہ اون دونون کا سماع تھوڑا یا بہت دوسری روایت سے معلوم ہو وَهٰذَا الْقَوْلُ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فِي الطَّعْنِ فِي الْاَسَانِيْدِ قَوْلٌ مُخْتَرَعٌ مُسْتَحْدَثٌ غَيْرُ مَسْبُوْقٍ صَاحِبُهُ اِلَيْهِ وَلَا مُسَاعِدَ لَهُ مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ عَلَيْهِ وَذٰلِكَ اَنَّ الْقَوْلَ الشَّائِعَ الْمُتَّفَقَ عَلَيْهِ بَيْنَ اَهْلِ الْعِلْمِ بِالْاَخْبَارِ وَالرِّوَايَاتِ قَدِيْمًا وَحَدِيْثًا اَنَّ كُلَّ رَجُلٍ ثِقَةٍ رَوٰى عَنْ مِّثْلِهِ حَدِيْثًا وَجَائِزٌ مُمْكِنٌ لَهُ لِقَاؤُهُ وَالسَّمَاعُ مِنْهُ لِكَوْنِهِمَا

كانَ جَمِيْعًا كَانَا فِيْ عَصْرٍ وَاحِدٍ وَاِنْ لَمْ يَأْتِ فِيْ خَبَرٍ قَطُّ اَنَّهُمَا اجْتَمَعَا وَلَا تَشَافَهَا بِكَلَامٍ فَالرِّوَايَةُ

تكُونَ ثَابِتَةٌ وَالْحُجَّةُ بِهَا لَازِمَةٌ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ هُنَاكَ دَلَالَةٌ بَيِّنَةٌ اَنَّ هٰذَا الرَّاوِيَ لَمْ يَلْقَ مَنْ رَوٰى عَنْهُ اَوْ لَمْ يَسْمَعْ مِنْهُ شَيْئًا فَاَمَّا وَالْاَمْرُ مُبْهَمٌ عَلَى الْاِمْكَانِ الَّذِيْ فَسَّرْنَا فَالرِّوَايَةُ

يكونا عَلَى السَّمَاعِ اَبَدًا حَتّٰى يَكُوْنَ الدَّلَالَةُ الَّتِيْ بَيَّنَّا۔ ترجمہ اور یہ قول اسناد کے باب مین خدا تجھپر رحم کرے ایک نیا ایجاد کیا ہوا ہے جو پہلے کسی نے نہین کہا نہ حدیث کے عالمون نے اوسکی موافقت کی ہے اس لیے کہ مشہور مذہب جس پر اتفاق ہے اہل علم کا اگلے اور پچھلون کا وہ یہ ہی کہ جب کوئی ثقہ شخص کسی ثقہ شخص سے مثل اپنے کے ایک حدیث کو روایت کرے اور ان دونون کی ملاقات جائز اور ممکن ہو (باعتبار سن اور عمر کے) اسوجہ سے کہ وہ دونون ایک زمانے مین موجود

تہی اگرچہ کسی حدیث مین اسبات کی تصریح نہو کہ وہ دونون ملے تہے یا اُن مین روبرو بات چیت ہوئی تہی
تو وہ حدیث حجت ہو اور وہ روایت ثابت ہو البتہ اگر اس امر کی وہان کوئی کہلی دلیل ہو کہ درحقیقت یہ راوی
دوسرے راوی سے نہین ملا یا اوس سے کچہ نہین سُنا تو وہ حدیث حجت نہو گی لیکن جب تک یہ امر مبہم ہو (یعنی گول گول
اور کوئی دلیل نہ سننے اور نہ ملنے کی نہو) تو صرف ملاقات کا ممکن ہونا کافی ہوگا اور وہ روایت سماع پر محمول کی
جاویگی فَيُقَالُ لِمُخْتَرِعِ هٰذَا الْقَوْلِ الَّذِيْ وَصَفْنَا مَقَالَتَهُ أَوْ لِلذَّابِّ عَنْهُ قَدْ أَعْطَيْتَ فِي جُمْلَةِ
قَوْلِكَ أَنَّ خَبَرَ الْوَاحِدِ الثِّقَةِ حُجَّةٌ يَلْزَمُ بِهِ الْعَمَلُ ثُمَّ أَدْخَلْتَ فِيْهِ الشَّرْطَ بَعْدُ فَقُلْتَ
حَتّٰى يَعْلَمَ أَنَّهُمَا قَدْ كَانَا الْتَقَيَا مَرَّةً فَصَاعِدًا أَوْ سَمِعَ مِنْهُ شَيْئًا فَهَلْ تَجِدُ هٰذَا الشَّرْطَ
الَّذِي اشْتَرَطْتَهُ عَنْ أَحَدٍ يَلْزَمُ قَوْلُهُ وَإِلَّا فَهَلُمَّ دَلِيلًا عَلٰى مَا زَعَمْتَ فَإِنِ ادَّعٰى قَوْلَ أَحَدٍ
مِّنْ عُلَمَاءِ السَّلَفِ بِمَا زَعَمَ مِنْ إِدْخَالِ الشَّرِيطَةِ فِيْ تَثْبِيتِ الْخَبَرِ طُولِبَ بِهِ وَلَنْ يَجِدَ هُوَ
وَلَا غَيْرُهُ إِلٰى إِيْجَادِهِ سَبِيلًا وَإِنْ هُوَ ادَّعٰى فِيمَا زَعَمَ دَلِيلًا يَحْتَجُّ بِهِ قِيلَ لَهُ وَمَا الدَّلِيلُ

عن الواحد الثقة

ذٰلِكَ

ترجمہ پہر جس شخص نے یہ قول نکالا ہے یا اوسکی حمایت کرتا ہو اوس سے یون گفتگو کرین گے کہ خود تیری ہی
کلام سے یہ بات نکلی کہ ایک ثقہ شخص کی روایت دوسرے ثقہ شخص سے حجت ہو جسپر عمل کرنا واجب ہو ف اسمقام
پر امام مسلم نے ایک بڑا ضروری قاعدہ شرع کا بیان کیا وہ کیا ہے عمل کرنا خبر واحد پر علمار نے کہا ہو کہ حدیث
یعنی خبر دو قسم کی ہے ایک متواتر ایک احاد متواتر وہ ہو جس کے روایت کرنیوالے اتنے آدمی ہون کہ اُن سب کا
جہوٹا ہونا عقل کے نزدیک محال معلوم ہو اور ہر طبقہ مین اوسکے راوی ایسی کثرت سے ہون اس قسم کی روایت سے تو علم
ہی حاصل ہوتا ہے یعنی یقین اور اُسپر عمل بہی واجب ہوتا ہے خبر احاد وہ ہو جسکو ہر طبقہ مین اسقدر راویون نے نقل نہ
کیا ہو خواہ ایک ہی راوی نے نقل کیا ہو یا زیادہ نے اگرچہ بعض طبقون مین اُسکے راوی کثرت سے ہون مثلاً ایک
ہی صحابی نے ایک حدیث کو روایت کیا ہے پر بہت سے تابعین نے اوس صحابی سے سنا ہو تو اگرچہ وہ حدیث مشہور
ہوگی پر خبر احاد مین داخل ہے۔ خبر احاد کے حکم مین علمار کا بہت اختلاف ہو مگر جمہور اہل اسلام صحابہ اور تابعین اور انکے
بعد اور محدثین اور فقہا اور علمار کا مذہب یہ ہو کہ خبر واحد کا راوی اگر ثقہ ہو تو وہ حجت ہو اور اسمین ظن حاصل ہوتا
ہے اگرچہ یقین جیسا متواتر سے حاصل ہوتا ہے نہین ہوتا اور اُسپر عمل کرنا واجب ہو اور اُسکے مقابلہ مین قیاس اور رای
کو ترک کرنا چاہیے اور اگر خبر احاد پر عمل واجب نہو تو سارا حدیث کا علم بیکار ہو جاتا ہے کیونکہ حدیثین متواتر ایک یا دو سے زیادہ
نہین ہین سب احاد ہین پہر سوا قرآن کے کچہ باقی نہین رہتا اور قدریہ اور رافضہ کا قول یہ ہو کہ خبر واحد پر عمل واجب نہین

ہے اور بعضی اہل حدیث کا قول یہی کہ خبر واحد علم اور عمل دونون کو موجب ہی مثل خبر متواتر کے اس لیے کہ راوی ثقہ اور
معتبر ہے اور بعضون کا قول یہ ہے کہ بخاری اور مسلم کے احاد حدیثین علم کو موجب ہین اور عمل کو بھی باقی کتابون کی
احاد حدیثین صرف عمل کو موجب ہین مگر یہ سب اقوال ضعیف ہین اور صحیح وہی ہے جو پہلے بیان ہوا کہ خبر واحد پر عمل واجب
ہوتا ہے اور اس سے علم یقین حاصل نہین ہوتا اسیواسطے اعتقادات مین خبر واحد پر بہروسا نہین ہو سکتا البتہ اگر خبار
احاد بہت سے ہون جن سے ایک مشترک مضمون پیدا ہو تو وہ مضمون متواتر ہو جاویگا اور ایسی حدیث کو متواتر المعنی
کہتے ہین اسمین اگرچہ ہر حدیث کے الفاظ متواتر نہین ہوتے پر ان سب کا حاصل مضمون متواتر خیال کیا جاتا ہے اور
اسپر یقین کرنا لازم ہے شفاعت اور علامات قیامت اور ظہور مہدی اور اکثر اعتقادات کے متعلق مضامین اسی
قسم کے ہین جنکے مضامین مختلف حدیثون اور روایتون سے متواتر ہو گئے ہین ف پہر تو نے خود ایک شرط
بعد کو بڑہا دی کہ جب یہ بات معلوم ہو جاوے کہ وہ دونون اپنی عمر مین ایک بار ملے تہے یا زیادہ اور ایک نے دوسرے
سے سنا تہا اب اس شرط کا ثبوت کسی ایسے شخص کے قول سے پایا ہے جسکا ماننا ضرور ہو اگر ایسا کوئی قول نہین ہے
تو اور کوئی دلیل اپنے دعوی پر لا اگر وہ یہ کہے کہ اس باب مین سلف کا قول ہے یعنی اس شرط کے ثبوت کے لیے تو کہا
جاویگا کہان ہے لا پہر نہ اسکو کوئی قول ملیگا نہ اور کسیکو اور اگر وہ اور کوئی دلیل قائم کرنا چاہے تو پوچہین گے
وہ دلیل کیا ہے فَاِنْ قَالَ قُلْتُهٗ لِاَنِّیْ وَجَدْتُّ رُوَاةَ الْاَخْبَارِ قَدِیْمًا وَّحَدِیْثًا یَّرْوِیْ اَحَدُهُمْ
عَنِ الْاٰخَرِ الْحَدِیْثَ وَلَمَّا یُعَایِنْهُ وَلَا سَمِعَ مِنْهُ شَیْئًا قَطُّ فَلَمَّا رَاَیْتُهُمْ اسْتَجَازُوْا رِوَایَةَ
الْحَدِیْثِ بَیْنَهُمْ هٰكَذَا عَلَی الْاِرْسَالِ مِنْ غَیْرِ سَمَاعٍ وَّالْمُرْسَلُ مِنَ الرِّوَایَاتِ فِیْ اَصْلِ قَوْلِنَا
وَقَوْلِ اَهْلِ الْعِلْمِ بِالْاَخْبَارِ لَیْسَ بِحُجَّةٍ احْتَجْتُ لِمَا وَصَفْتُ مِنَ الْعِلَّةِ اِلَی الْبَحْثِ عَنْ سَمَاعِ رَاوِیْ
كُلِّ خَبَرٍ عَنْ رَّاوِیْهِ فَاِذَا اَنَا هَجَمْتُ عَلٰی سَمَاعِهٖ مِنْهُ لِاَدْنٰی شَیْءٍ ثَبَتَ عِنْدِیْ بِذٰلِكَ جَمِیْعُ
مَا یَرْوِیْ عَنْهُ بَعْدُ فَاِنْ عَزَبَ عَلَیَّ مَعْرِفَةُ ذٰلِكَ اَوْقَفْتُ الْخَبَرَ وَلَمْ یَكُنْ عِنْدِیْ مَوْضِعَ
حُجَّةٍ لِّاِمْكَانِ الْاِرْسَالِ فِیْهِ ترجمہ پہر اگر وہ شخص یہہ کہے مین نے یہ مذہب اسلیے اختیار کیا ہے کہ مین نے حدیث
کے تمام اگلے اور پچہلے راویون کو دیکہا کہ ایک دوسرے سے حدیث روایت کرتے ہین حالانکہ اوس ایک نے دوسرے کو دیکہا نہ
اوس سے سنا تو جب مین نے دیکہا کہ انہون نے جائز رکہا ہے مرسل کو روایت کرنا بغیر سماع کے اور مرسل روایت ہمارا اور
علم والون کے نزدیک حجت نہین ہے ف مرسل کہتے ہین اوس روایت کو جسکی اسناد مین اتصال نہ ہو یعنی کوئی راوی
بیچمین سے چہوٹ گیا ہو مثلاً تابعی یہ کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یون فرمایا ہے اور صحابی کو ذکر نہ کرے جس سے اوس

تابعی نے سنا ہی منقطع اور معضل بھی اسی کی قسمین ہین مگر منقطع اوس روایت کو اکثر کہتے ہین جو تبع تابعی صحابی سے روایت
کرے یا نیچے کے راویوں مین سے کوئی راوی چھوٹ جاوے اور معضل وہ جس مین دو راوی برابر چھوٹ گئے ہون۔ مرسل حدیث
کے قبول کرنے مین علماء کا بہت اختلاف ہے مشہور مذہب یہ ہی کہ وہ حجت نہین اور یہی قول ہی شافعی اور ایک جماعت
فقہا کا اور مالک اور ابوحنیفہ اور احمد اور اکثر فقہا کا قول یہ ہی کہ مرسل روایت حجت ہی جب اس کا راوی ثقہ ہو۔

ف تو احتیاج پڑے مجھکو راوی کے سماع دیکھنے کی جسکو وہ روایت کرتا ہی دوسرے سے پھر اگر مجھے کہین ذرا
بھی ثابت ہوگیا کہ اوس نے سنا ہی دوسرے راوی سے تو اوسکی تمام روایتین اوس سے درست ہوگئین اگر بالکل مجھے
معلوم نہوا کہ اُس نے اوس سے سنا ہے تو مین روایت کو موقوف رکھونگا اور میرے نزدیک وہ روایت حجت نہو گی اس لیے
کہ ممکن ہی اوسکا مرسل ہونا یہ دلیل ہوئی مخالف کی اب اسکا جواب آگے مذکور ہوتا ہے فَيُقَالُ لَهُ فَإِنْ كَانَتِ الْعِلَّةُ
فِي تَضْعِيفِكَ الْخَبَرَ وَتَرْكِكَ الِاحْتِجَاجَ بِهِ إِمْكَانَ الْإِرْسَالِ فِيهِ لَزِمَكَ أَنْ لَا تُثْبِتَ إِسْنَادًا
مُعَنْعَنًا حَتَّى تَرَى فِيهِ السَّمَاعَ مِنْ أَوَّلِهِ إِلَى آخِرِهِ وَذَلِكَ أَنَّ الْحَدِيثَ الْوَارِدَ عَلَيْنَا بِإِسْنَادِ
هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ نَبِيَقِينٍ نَعْلَمُ أَنَّ هِشَامًا قَدْ سَمِعَ مِنْ أَبِيهِ وَأَنَّ أَبَاهُ
قَدْ سَمِعَ مِنْ عَائِشَةَ كَمَا نَعْلَمُ أَنَّ عَائِشَةَ قَدْ سَمِعَتْ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ يَجُوزُ
إِذَا لَمْ يَقُلْ هِشَامٌ فِي رِوَايَةٍ يَرْوِيهَا عَنْ أَبِيهِ سَمِعْتُ أَوْ أَخْبَرَنِي أَنْ يَكُونَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَبِيهِ
فِي تِلْكَ الرِّوَايَةِ إِنْسَانٌ آخَرُ أَخْبَرَهُ بِهَا عَنْ أَبِيهِ وَلَمْ يَسْمَعْهَا هُوَ مِنْ أَبِيهِ لَمَّا أَحَبَّ أَنْ
يَرْوِيَهَا مُرْسَلًا وَلَا يُسْنِدَهَا إِلَى مَنْ سَمِعَهَا مِنْهُ وَكَمَا يُمْكِنُ ذَلِكَ فِي هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ فَهُوَ أَيْضًا
مُمْكِنٌ فِي أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ وَكَذَلِكَ كُلُّ إِسْنَادٍ لِحَدِيثٍ لَيْسَ فِيهِ ذِكْرُ سَمَاعِ بَعْضِهِمْ مِنْ
بَعْضٍ وَإِنْ كَانَ قَدْ عُرِفَ فِي الْجُمْلَةِ أَنَّ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ قَدْ سَمِعَ مِنْ صَاحِبِهِ سَمَاعًا كَثِيرًا
فَجَائِزٌ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ أَنْ يَنْزِلَ فِي بَعْضِ الرِّوَايَةِ فَيَسْمَعَ مِنْ غَيْرِهِ عَنْهُ بَعْضَ أَحَادِيثِهِ
ثُمَّ يُرْسِلَهُ عَنْهُ أَحْيَانًا وَلَا يُسَمِّيَ مَنْ سَمِعَ مِنْهُ وَيَنْشَطَ أَحْيَانًا فَيُسَمِّيَ الرَّجُلَ الَّذِي حَمَلَ عَنْهُ الْحَدِيثَ
وَيَتْرُكَ الْإِرْسَالَ ترجمہ اوس سے کہا جاویگا اگر تیرے نزدیک حدیث کو ضعیف کرنیکی اور اسکو حجت نہ سمجھنے کی علت
صرف ارسال کا ممکن ہونا ہے (جیسے اوس نے خود کہا کہ جب سماع ثابت نہ ہوا تو وہ روایت حجت نہ ہوگی کیونکہ ممکن ہے
اسکا مرسل ہونا) تو لازم آتا ہے کہ تو کسی اسناد معنعن کو نہ مانے جب تک اول سے لیکر اخیر تک اوس مین تصریح نہ ہو سماع
کی (یعنی ہر راوی دوسرے سے یون روایت کرے کہ مین نے اُس سے سنا) مثلاً جو حدیث ہمکو پہونچی ہشام کی روایت سے

اوس نے اپنے باپ عروہ سے اوس نے حضرت عائشہ سے تو ہم یقیناً جانتے ہین کہ ہشام نے اپنے باپ سے سنا ہے اور یہ کہ باپ عروہ نے حضرت عائشہ سے سنا ہے جیسے ہم اس بات کو بالیقین جانتے ہین کہ حضرت عائشہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے باوجود اسکے احتمال ہے کہ اگر کسی روایت مین ہشام یون نکھے کہ مین نے عروہ سے سنا ہے یا عروہ نے مجھے خبر دی (بلکہ صرف عن عروہ کہے) تو ہشام اور عروہ کے بیچ مین ایک اور شخص ہو جس نے عروہ سے سنکر ہشام کو خبر دی ہو اور خود ہشام نے اپنے باپ سے اُس روایت کو نہ سنا ہو لیکن ہشام نے اُسکو مرسلاً روایت کرنا چاہا اور جس کے ذریعے سے سنا اُسکا ذکر کرنا مناسب نہ جانا اور جیسے یہ احتمال ہشام اور عروہ کے بیچ مین ہے ویسے ہی عروہ اور حضرت عائشہ کے بیچ مین بھی ہو سکتا ہے اسیطرح ہر ایک اسناد مین جسمین سماع کی تصریح نہین اگرچہ یہ بات معلوم ہو کہ ایک نے دوسرے سے بہت روایتین سنی ہین مگر یہ ہو سکتا ہے کہ بعضی روایتین اوس سے نہ سنی ہون بلکہ کسی اور کے ذریعے سے سُنکر اوسکو مرسلاً نقل کیا ہو جس کے ذریعے سے سنا اسکا نام نہ لیا اور کبھی اس احتمال کو رفع کرنے کے لیے اوسکا نام بھی لے دیا اور ارسال کو ترک کیا ف حاصل جواب یہ ہے کہ جب احتمال ارسال کا حدیث کے حجت ہونے کے لیے کافی ہوا تو احتمال تو وہان بھی موجود ہے جہان ایک راوی کی ملاقات دوسرے راوی سے ثابت ہو جاوے کیونکہ ملاقات کا ہونا اس بات کو مستلزم نہین کہ تمام حدیثین اسکی روایت کی ہوئین خود اوسی سے سن لی ہون جائز ہے کہ کچھ اس سے خود سے کچھ اور لوگون کے واسطے سے سنی تو ملاقات کا معلوم ہونا بھی احتمال رفع کرنے کے لیے کافی نہوا پھر اس شرط لگانے سے حاصل ہی کیا ہوا بلکہ اور ضرر پیدا ہوا کہ ہزارون صحیح متصل روایتین جو عن عن کے ساتھ مروی ہین ایک بے بنیاد احتمال سے بیکار ہو گئین۔ مخالف اسکا جواب یہ دیسکتا ہے کہ مطلق احتمال رفع اتصال کے لیے کافی نہین جب ملاقات ثابت ہو گئی تو جانب اتصال کو ترجیح ہے اور جانب ارسال مرجوح تو اعتبار اتصال ہی کا ہوگا کیونکہ وہی ظاہر ہے اور ظن غالب بھی اُسیکا ہے اس لیے کہ راوی مدلس نہین برخلاف اُس صورت کے جہان ملاقات ایک بار بھی ثابت نہین ہوئی وہان جانب اتصال اور ارسال دونون مساوی ہین اسلیے شک اور تردد ہوا اور وہ مستلزم ہے روایت کی موقوف ہونے کو وَمَا قُلْنَا مِنْ هٰذَا مَوْجُوْدٌ فِي الْحَدِيْثِ مُسْتَفِيْضٌ مِنْ فِعْلِ ثِقَاتِ الْمُحَدِّثِيْنَ وَ اَئِمَّةِ اَهْلِ الْعِلْمِ وَسَنَذْكُرُ مِنْ رِوَايَاتِهِمْ عَلَى الْجِهَةِ الَّتِي ذَكَرْنَا عَدَدًا يُسْتَدَلُّ بِهَا عَلَى اَكْثَرِ مِنْهَا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَمِنْ ذٰلِكَ اَنَّ اَيُّوْبَ السَّخْتِيَانِيَّ وَابْنَ الْمُبَارَكِ وَوَكِيْعًا وَابْنَ نُمَيْرٍ وَجَمَاعَةً غَيْرَهُمْ رَوَوْا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ كُنْتُ اُطَيِّبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحِلِّهِ وَلِحُرْمِهِ بِاَطْيَبِ مَا اَجِدُ فَرَوٰى هٰذِهِ الرِّوَايَةَ بِعَيْنِهَا اللَّيْثُ بْنُ

سَعْدٍ وَّدَاوُدُ الْعَطَّارُ وَحُمَيْدُ بْنُ الْاَسْوَدِ وَوُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ وَّاَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُثْمَانُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ترجمہ امام مسلم فرماتے ہین کہ احتمال جو ہم نے بیان کیا (صرف فرضی اور خیالی نہین ہے) بلکہ موجود ہی حدیث مین جاری ہے بہت سی ثقہ محدثین کی روایتون مین ہم تہوڑی سی ایسی روایتین بیان کرتے ہین خدا چاہے تو اون سی دلیل پوری ہوگی بہت سی روایتون پر۔ پہلی روایت وہ ہی جو ایوب سختیانی اور ابن مبارک اور وکیع اور ابن نمیر اور ایک جماعت انسوا کی ہشام سی نقل کے اونے اپنے باپ عروہ سی اوس نے حضرت عائشہ سی کہ مین خوشبو لگاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام کہولتے وقت اور احرام باندہتے وقت جو سب سے عمدہ مجہکو ملتی۔ اسی روایت کو بعینہ لیث بن سعد اور داؤد عطار اور حمید بن الاسود اور وہیب بن خالد اور ابو اسامہ نے ہشام سی روایت کیا کہا ہشام نے خبر دی مجہکو عثمان بن عروہ نے اوس نے عروہ سی اوس نے حضرت عائشہ سی **ف** تو ہشام اور عروہ کے بیچ مین عثمان بن عروہ کا واسطہ نقل کیا اور پہلی اسناد مین عثمان کا واسطہ نہین ہے صرف ہشام عن عروہ ہی حالانکہ پہلی اسناد کی نقل کرنیوالے حدیث کے بڑے بڑے امام ہین اون سب سی غلطی نہین ہو سکتی تو ضرور ہے یہ بات کہ اس روایت کو ہشام نے خود عروہ سے نہین سنا بلکہ عثمان کے واسطے سنا لیکن کبہی ہشام نے اسکو مرسلاً عروہ سی نقل کیا اور کبہی مسنداً عثمان سی اگرچہ اس مقام مین یہ احتمال بہی ہے کہ ہشام نے اسکو پہلے عثمان کے واسطے سے سنا ہو پہر خود عروہ سی ملکر بلا واسطہ بہی اون سی سن لیا ہو وَرَوٰی هِشَامٌ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اعْتَكَفَ یُدْنِیْ اِلَیَّ رَاْسَهٗ فَاُرَجِّلُهٗ وَاَنَا حَائِضٌ فَرَوَاهَا بِعَیْنِهَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ترجمہ دوسری روایت ہشام کی ہی اپنے باپ عروہ سی اوس نے عائشہ سی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اعتکاف مین ہوتے تو اپنا سر میری طرف کو جہکا دیتے مین آپکے سر مین کنگہی کر دیتی اسی روایت کو بعینہ امام مالک نے زہری سی روایت کیا ہے اوس نے عروہ سی اوس نے عمرہ سے اوس نے عائشہ سی انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی **ف** تو امام مالک کی روایت مین عروہ اور عائشہ کے بیچمین ایک واسطہ ہی عمرہ کا جو پہلے اسناد مین نہین ہے نووی نے کہا اس حدیث سی کئی باتین معلوم ہوئین ایک یہ حائضہ عورت کے اور اعضا پاک ہین اور اسپر علما کا اتفاق ہی اور ابو یوسف سے جو منقول ہی کہ حائضہ کا ہاتھ نجس ہے وہ روایت صحیح نہین دوسرے یہ کہ معتکف اپنی بالون مین کنگہی کر سکتا ہی تیسرے یہ کہ اپنی عورت کیطرف دیکہہ سکتا ہی

اور اسکو جہو سکتا ہو بغیر شہوت کے دَرَدَی الزُّهْرِيُّ وَصَالِحُ بْنُ أَبِي حَسَّانَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ وَقَالَ يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ فِي هٰذَا الْخَبَرِ فِي الْقُبْلَةِ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُرْوَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُقَبِّلُهَا وَهُوَ صَائِمٌ ترجمہ تیسری روایت وہ ہی جو زہری اور صالح بن ابی حسان نے **ف** اور ایک نسخے مین صالح بن کیسان ہے اور وہ غلط ہے صحیح صالح بن ابی حسان ہے نسائی نے اسکو روایت کیا ابن وہب سے اونسے ابن ابی ذیب سے اونسے صالح بن ابی حسان سے اونسے ابو سلمہ سے ترمذی نے بخاری سے نقل کیا کہ صالح بن ابی حسان ثقہ ہے اور صالح بن حسان البصری ابو الحارث دوسرا شخص ہی وہ بہی ابو سلمہ سے روایت کرتا ہے وہ ضعیف ہی (نووی) **ف** ابو سلمہ سے نقل کیا اونسے عائشہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے تہے اور آپ روزہ دار ہوتے یحیی بن ابی کثیر نے بہی بوسہ کی حدیث کو یون روایت کیا خبر دی مجہ ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے انکو خبر دی عمر بن عبد العزیز نے اون کو خبر دی عروہ نے انکو خبر دی عائشہ صدیقہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکا بوسہ لیتے اور آپ روزہ دار ہوتے **ف** تو یحیی بن ابی کثیر نے ابو سلمہ اور عائشہ کے بیچ مین دو واسطے اور نقل کیے عمر بن عبد العزیز اور عروہ کا اور یہہ دونون واسطے پہلے اسناد مین نہین ہین اس اسناد مین ایک نادر بات ہی وہ یہ کہ چارون راوی یعنی یحیی اور ابو سلمہ اور عمر بن عبد العزیز اور عروہ تابعین ہین سے ہین اور ایک دوسری سے روایت کرتے ہین دوسرا لطف یہہ ہی کہ ابو سلمہ یعنی عبد اللہ بن عبد الرحمن بن عوف کبار تابعین مین سے ہین اور عمر بن عبد العزیز اونکی نسبت سن اور طبقہ مین کم ہین پر وہ اُن سے روایت کرتے ہین وَرَوَى ابْنُ عُيَيْنَةَ وَغَيْرُهُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَطْعَمَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لُحُومَ الْخَيْلِ وَنَهَانَا عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ فَرَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهٰذَا النَّحْوُ فِي الرِّوَايَاتِ كَثِيرٌ يَكْثُرُ تَعْدَادُهُ وَفِيمَا ذَكَرْنَا مِنْهَا كِفَايَةٌ لِذَوِي الْفَهْمِ ترجمہ چوتھی روایت وہ ہی جو سفیان بن عیینہ وغیرہ نے عمرو بن دینار سے کی انہون نے جابر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو کہلایا گہوڑونکا گوشت اور منع کیا گہر پلو گدہون کے گوشت سے اسی حدیث کو حماد بن زید نے روایت کیا عمرو سے انہون نے محمد بن علی (یعنے امام باقر) سے انہون نے جابر سے (تو حماد بن زید نے عمرو بن دینار اور جابر کے بیچ مین ایک واسطہ اور نقل کیا محمد بن علی کا جو پہلی اسناد مین نہین) اور اس قسم کی حدیثین بہت ہین جنکا شمار کثیر ہے اور جتنی ہم نے بیان کین وہ سمجہ والون کے لیے کافی ہین فَإِذَا كَانَتْ

العلۃ عند من وصفنا قولہ قبل فی فساد الحدیث وتوہینہ اذا لم یعلم ان الراوی قد سمع ممن روی عنہ شیئا لامکان الارسال فیہ لزمہ ترک الاحتجاج فی قیاد قولہ بروایۃ من یعلم انہ قد سمع ممن قد روی عنہ الا فی نفس الخبر الذی فیہ ذکر السماع لما بینا من قبل عن الائمۃ الذین نقلوا الاخبار انہ کانت لہم تارات یرسلون فیہا الحدیث ارسالا ولا یذکرون من سمعوہ منہ وتارات ینشطون فیہا فیسندون الخبر علی ہیئۃ ما سمعوا فیخبرون بالنزول فیہ ان نزلوا وبالصعود ان صعدوا کما شرحنا ذلک عنہم ترجمہ پھر جب علت اوس شخص کے نزدیک جسکا قول اوپر ہم نے بیان کیا حدیث کی خرابی اور توہین کی یہ ہوئی کہ ایک راوی کا سماع جب دوسرے راوی سے معلوم نہوا تو ارسال ممکن ہے تو اوسکے قول کے بموجب اوسکو لازم آتا ہے ترک کرنا حجت کا اون روایتوں کے ساتھہ جنکے راوی کا سماع دوسرے سے معلوم ہوچکا ہے (پر خاص اُس روایت میں سماع کی تصریح نہیں) البتہ اُس شخص کے نزدیک صرف وہی روایت حجت ہوگی جسمیں سماع کی تصریح ہو کیونکہ اوپر ہم بیان کرچکے کہ حدیث کی روایت کرنیوالے اماموں کا حال مختلف ہوتا کبھی تو وہ ارسال کرتے اور جس سے انہوں نے سنا ہوتا اوسکا نام نہ لیتے اور کبھی خوش ہوتے اور حدیث کا پورا اسناد جس طرح سے انہوں نے سنا ہے بیان کردیتے پھر اگر انکو اوتار ہوتا تو اوتار بتلاتے اور جو چڑہاؤ ہوتا چڑہاؤ بتلاتے جیسے اوپر ہم صاف بیان کرچکے **ف** اوتار اور چڑہاؤ سے یہ مقصود ہے کہ اگر سند عالی ہوئی اور واسطے کم ہوئے تو چڑہاؤ ہوا اور جو سند عالی نہوئی اور واسطے زیادہ ہوئے تو اوتار ہوا وما علمنا احدا من ائمۃ السلف ممن یستعمل الاخبار ویتفقد صحۃ الاسانید وسقمہا مثل ایوب السختیانی وابن عون ومالک بن انس وشعبۃ بن الحجاج ویحیی بن سعید القطان وعبد الرحمن بن مہدی ومن بعدہم من اہل الحدیث فتشوا عن موضع السماع فی الاسانید کما ادعاہ الذی وصفنا قولہ من قبل وانما کان تفقد من تفقد منہم سماع رواۃ الحدیث ممن روی عنہم اذا کان الراوی ممن عرف بالتدلیس فی الحدیث وشہر بہ فحینئذ یبحثون عن سماعہ فی روایتہ ویتفقدون ذلک منہ کی تنزاح عنہم علۃ التدلیس فاما ابتغاء ذلک من غیر مدلس علی الوجہ الذی زعم من حکینا قولہ فما سمعنا ذلک ممن سمینا ولم نسم من الائمۃ ترجمہ ہم نے سلف کے اماموں میں سے جو حدیث کو استعمال کرتے تھے اور اسناد کی صحت اور سقم کو دریافت کرتے تھے جیسے ایوب سختیانی

+من — فیہ — وانما — یبحث — فمن اتقی ذلک — عن احد

اور ابن عون اور مالک بن انس اور شعبہ بن حجاج اور یحیی بن سعید قطان اور عبدالرحمن بن مہدی اور جو اُن کے بعد
ہین کسیکو نہین سنا کہ وہ اسناد مین سماع کی تحقیق کرتے ہون جیسے یہ شخص دعوی کرتا ہی جسکا قول اوپر ہم نے بیان کیا
البتہ جنہون نے اون مین سے راویون کی سماع کی تحقیقات کی ہی تو وہ ان راویون کے جو مشہور ہین تدلیس مین اُسوقت
بیشک ایسے راویون کے سماع سے بحث کرتے ہین اور اُسکی دریافت کرتے ہین تاکہ ان سے تدلیس کا مرض دور ہووے لیکن
سماع کی تحقیق اوس راوی مین جو مدلس نہو جسطرح اس شخص نے بیان کیا تو یہ ہمنے کسی امام سے نہین سنا اون اماموں
مین سے جنکا ذکر ہمنے کیا اور جنکا نہین کیا فَمِنْ ذٰلِكَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ يَزِيْدَ الْاَنْصَارِيَّ وَقَدْ رَاَى النَّبِيَّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ رَوَى عَنْ حُذَيْفَةَ وَعَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ وَعَنْ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا
حَدِيْثًا يُسْنِدُهٗ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ فِيْ رِوَايَتِهٖ عَنْهُمَا ذِكْرُ السَّمَاعِ مِنْهُمَا وَلَا
حَفِظْنَا فِيْ شَيْءٍ مِّنَ الرِّوَايَاتِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ يَزِيْدَ شَافَهَ حُذَيْفَةَ وَاَبَا مَسْعُوْدٍ بِحَدِيْثٍ قَطُّ وَ
لَا وَجَدْنَا ذِكْرَ رُؤْيَتِهٖ اِيَّاهُمَا فِيْ رِوَايَةٍ بِعَيْنِهَا وَلَمْ يُسْمَعْ عَنْ اَحَدٍ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِمَّنْ مَّضٰى
وَلَا مِمَّنْ اَدْرَكْنَا اَنَّهٗ طَعَنَ فِيْ هٰذَيْنِ الْخَبَرَيْنِ اللَّذَيْنِ رَوَاهُمَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ حُذَيْفَةَ
وَاَبِيْ مَسْعُوْدٍ بِضَعْفٍ فِيْهِمَا بَلْ هُمَا وَمَا اَشْبَهَهُمَا عِنْدَ مَنْ لَاقَيْنَا مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ بِالْحَدِيْثِ مِنْ
صِحَاحِ الْاَسَانِيْدِ وَقَوِيِّهَا يَرَوْنَ اسْتِعْمَالَ مَا نُقِلَ بِهَا وَالْاِحْتِجَاجَ بِمَا اَتَتْ مِنْ سُنَنٍ وَّاٰثَارٍ وَّهِيَ
فِيْ زَعْمِ مَنْ حَكَيْنَا قَوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ وَاهِيَةٌ مُّهْمَلَةٌ حَتّٰى يُصِيْبَ سَمَاعَ الرَّاوِيْ عَمَّنْ
رَوٰى **ترجمہ** مسلم کی روایتا مین سی عبداللہ بن یزید انصاری کی روایت ہی (جو خود صحابی ہین) انہون نے دیکھا ہی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور روایت کی ہی حذیفہ بن الیمان اور ابو مسعود (عقبہ بن عمرو انصاری بدری) سے اور
ایک سی ایک ایک حدیث جسکو انہون نے مسند کیا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک **ف** ابو مسعود سے انہون نے نفقۃ
الرجل علی اہلہ کی حدیث روایت کی ہے جسکو بخاری اور مسلم دونون نے اپنی کتابون مین نقل کیا اور حذیفہ سے
وہ حدیث روایت کی ہے اخبرنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بما ہو کائن اخیر تک جسکو مسلم نے نقل کیا ہی تو عبداللہ بن
یزید صحابی ہین انہون نے روایت کیا حذیفہ اور ابو مسعود سے جو مشہور صحابی ہین **ف** پر اون دونون روایتون مین
اس بات کی تصریح نہین کہ عبداللہ بن یزید نے سنا ان دونون سے (یعنی حذیفہ اور ابو مسعود سے) سنا اور نہ کسی روایت مین
ہم نے یہ بات پائی کہ عبداللہ حذیفہ اور ابو مسعود سے روبرو ملی اور اون سے کوئی حدیث سنی اور نہ کہین ہم نے پایا کہ عبداللہ
نے اون دونون کو دیکھا یا کسی خاص روایت مین (اگرچہ عبداللہ خود صحابی تھے اور اُنکا سن اتنا تھا کہ ملاقات اونکی

حذیفہ اور ابو مسعود سے ممکن ہے ایسی روایت عن کے ساتھ محمول ہے اتصال پر تو صرف امکان ملاقات کافی ہوا جیسے امام
مسلم کا مذہب ہے) اور کسی علم والے سے نہیں سنا گیا نہ اگلے لوگوں سے نہ اون سے جن سے ہم ملے ہیں کہ انہوں نے طعن کیا ہو ان
دونوں حدیثوں میں جنکو عبد اللہ نے روایت کیا حذیفہ اور ابی مسعود سے کہ یہ ضعیف ہیں بلکہ یہ حدیثیں اور جو انکے مشابہ
ہیں صحیح حدیثوں میں سے ہیں اور قوی ہیں اُن اماموں کے نزدیک جن سے ہم ملے ہیں اور وہ انکا استعمال جائز رکھتے ہیں
اور اُن سے حجت لیتے ہیں حالانکہ یہی حدیثیں اوس شخص کے نزدیک جسکا قول اوپر ہمنے بیان کیا (جو ثبوت ملاقات شرط
کرتا ہے) واہی ہیں اور بیکار ہیں جب تک سماع عبد اللہ کا حذیفہ اور ابو مسعود سے متحقق نہو ۔ وَلَوْ ذَهَبْنَا نُعَدِّدُ الْأَخْبَارَ
الصِّحَاحَ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِمَّنْ يَهِنُ بِزَعْمِ هٰذَا الْقَائِلِ وَنُحْصِيهَا لَعَجَزْنَا عَنْ تَقَصِّي ذِكْرِهَا وَإِحْصَائِهَا
كُلِّهَا وَلٰكِنَّا أَحْبَبْنَا أَنْ نَنْصِبَ مِنْهَا عَدَدًا يَكُونُ سِمَةً لِمَا سَكَتْنَا عَنْهُ مِنْهَا ۔ ترجمہ اور اگر ہم سب ایسی
حدیثوں کو جو اہل علم کے نزدیک صحیح ہیں اور اس شخص کے نزدیک ضعیف ہیں بیان کریں تو انکو ذکر کرتے کرتے ہم تہک
جاوینگے (اسقدر کثرت سے ہیں) لیکن ہم چاہتے ہیں کہ تہوڑی اون میں سے بیان کریں تاکہ باقی کے لیے وہ نمونہ ہوں اُن
وَهٰذَا أَبُو عُثْمَانَ النَّهْدِيُّ وَأَبُو رَافِعٍ الصَّائِغُ وَهُمَا مِمَّنْ أَدْرَكَ الْجَاهِلِيَّةَ وَصَحِبَا أَصْحَابَ
رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْبَدْرِيِّينَ هَلُمَّ جَرًّا وَنَقَلَا عَنْهُمُ الْأَخْبَارَ حَتّٰى نَزَلَا إِلٰى مِثْلِ
أَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَذَوِيهِمَا قَدْ أَسْنَدَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا وَلَمْ يُسْمَعْ فِي رِوَايَةٍ بِعَيْنِهَا أَنَّهُمَا عَايَنَا أُبَيًّا أَوْ سَمِعَا مِنْهُ شَيْئًا ۔ ترجمہ ابو عثمان
نہدی (عبد الرحمن بن مل جو ایک سو تیس برس کے ہو کر مرے) اور ابو رافع صائغ (نفیع مدنی) اِن دونوں نے
زمانہ جاہلیت کا پایا ہے (لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میسر نہوئی ایسے لوگوں کو مخضرم کہتے ہیں)
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے بڑے بدری صحابیوں سے ملے ہیں اور روایتیں کی ہیں پہر اون کے اوتر کر اور
صحابہ سے یہانتک کہ ابو ہریرہ اور ابن عمر اور انکی مانند صحابیوں سے ان میں سے ہر ایک نے ایک حدیث ابی بن کعب سے روایت
کی ہے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حالانکہ کسی روایت سے یہ بات ثابت نہیں ہوئی کہ اندونوں نے ابی بن کعب
کو دیکہا یا اون سے سنا کچہ ۔ وَأَسْنَدَ أَبُو عَمْرٍو الشَّيْبَانِيُّ وَهُوَ مِمَّنْ أَدْرَكَ الْجَاهِلِيَّةَ وَكَانَ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا وَأَبُو مَعْمَرٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَنْجَرَةَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ
الْأَنْصَارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَبَرَيْنِ وَأَسْنَدَ عُبَيْدُ بْنُ عُمَيْرٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا وَعُبَيْدٌ وُلِدَ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَسْنَدَ قَيْسُ بْنُ اَبِيْ حَازِمٍ وَقَدْ اَدْرَكَ زَمَنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ
اَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةَ اَخْبَارٍ وَاَسْنَدَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِيْ
لَيْلٰى وَقَدْ حَفِظَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَصَحِبَ عَلِيًّا عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ حَدِيْثًا وَاَسْنَدَ رِبْعِيُّ بْنُ حِرَاشٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حَدِيْثَيْنِ وَعَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثًا وَقَدْ سَمِعَ رِبْعِيٌّ مِنْ عَلِيِّ بْنِ
اَبِيْ طَالِبٍ وَرَوٰى عَنْهُ وَاَسْنَدَ نَافِعُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِيْ شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثًا وَاَسْنَدَ النُّعْمَانُ بْنُ اَبِيْ عَيَّاشٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ
ثَلٰثَةَ اَحَادِيْثَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَسْنَدَ عَطَاءُ بْنُ يَزِيْدَ اللَّيْثِيُّ عَنْ تَمِيْمٍ الدَّارِيِّ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثًا وَاَسْنَدَ سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثًا وَاَسْنَدَ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحِمْيَرِيُّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَادِيْثَ ترجمہ اور ابوعمرو شیبانی (سعد بن ایاس) نے جس نے جاہلیت
کا زمانہ پایا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جوان مرد تھا اور ابومعمر عبداللہ بن سخبرہ نے ہر ایک
نے ان میں سے دو دو حدیثیں ابومسعود انصاری سے روایت کیں اونہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور عبید بن عمیر نے
ام المومنین ام سلمہ سے ایک حدیث روایت کی انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور عبید پیدا ہوئے تھے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور قیس بن ابی حازم نے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ہے ابومسعود
انصاری سے تین حدیثیں روایت کی اور عبدالرحمن بن ابی لیلے نے جس نے حضرت عمر سے سنا ہے اور حضرت علی کی
صحبت میں رہا ایک حدیث انس بن مالک سے روایت کی اور ربعی بن حراش نے عمران بن حصین سے دو حدیثیں روایت کیں
انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ابوبکرہ سے ایک حدیث انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ربعی
نے حضرت علی سے سنا ہے اور اُن سے روایت کی ہے اور نافع بن جبیر بن مطعم نے ابوشریح خزاعی سے ایک حدیث روایت
کی انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نعمان بن ابی عیاش نے ابوسعید خدری سے تین حدیثیں روایت کیں انہوں
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور عطاء بن یزید لیثی نے تمیم داری سے ایک حدیث روایت کی انہوں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے اور سلیمان بن یسار نے رافع بن خدیج سے ایک حدیث روایت کی انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے ف ان سب حدیثوں کو نووی نے اپنی شرح میں نقل کیا ہے مگر اکثر حدیثیں انہیں کی مسلم نے آگے

نقل کی ہین اسلیے بخوف طول ہم نے اون کو یہان نہین لکھا اور غرض ان سب راویون کی ذکر کرنے سے یہ ہے کہ یہ سب اوی
باعتبار سن اور عمر کے جن لوگون سے روایت کی ہے ان سے سن سکتے ہین پر انکا سننا اور ملاقات کرنا ثابت نہین ہوا حالانکہ محدثین
نے ان روایتون کو قبول کیا ہے اور انکو صحیح کہا ہے تو معلوم ہوا کہ صرف امکان سماع کافی ہے ثبوت سماع ضرور نہین

فَكُلُّ هٰؤُلَاءِ التَّابِعِيْنَ الَّذِيْنَ نَصَبْنَا رِوَايَتَهُمْ عَنِ الصَّحَابَةِ الَّذِيْنَ سَمَّيْنَاهُمْ لَمْ يُحْفَظْ عَنْهُمْ
سَمَاعٌ عَلِمْنَاهُ مِنْهُمْ فِيْ رِوَايَةٍ بِعَيْنِهَا وَلَا أَنَّهُمْ لَقُوْهُمْ فِيْ نَفْسِ خَبَرٍ بِعَيْنِهٖ وَهِيَ أَسَانِيْدُ
عِنْدَ ذَوِي الْمَعْرِفَةِ بِالْأَخْبَارِ وَالرِّوَايَاتِ مِنْ صِحَاحِ الْأَسَانِيْدِ لَا نَعْلَمُهُمْ وَهَّنُوْا مِنْهَا شَيْئًا
قَطُّ وَلَا الْتَمَسُوْا فِيْهَا سَمَاعَ بَعْضِهِمْ مِنْ بَعْضٍ إِذِ السَّمَاعُ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ مُمْكِنٌ مِنْ صَاحِبِهٖ غَيْرُ
مُسْتَنْكَرٍ لِكَوْنِهِمْ جَمِيْعًا كَانُوْا فِي الْعَصْرِ الَّذِي اتَّفَقُوْا فِيْهِ وَكَانَ هٰذَا الْقَوْلُ الَّذِيْ أَحْدَثَهُ الْقَائِلُ
الَّذِيْ حَكَيْنَاهُ فِيْ تَوْهِيْنِ الْحَدِيْثِ بِالْعِلَّةِ الَّتِيْ وَصَفَ أَقَلَّ مِنْ أَنْ يُعَرَّجَ عَلَيْهِ وَيُثَارَ ذِكْرُهُ
إِذْ كَانَ قَوْلًا مُحْدَثًا وَكَلَامًا خَلْفًا لَمْ يَقُلْهُ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ سَلَفَ وَيَسْتَنْكِرُهُ مَنْ بَعْدَهُمْ
خَلَفَ فَلَا حَاجَةَ بِنَا فِيْ رَدِّهٖ بِأَكْثَرَ مِمَّا شَرَحْنَا إِذْ كَانَ قَدْرُ الْمَقَالَةِ وَقَائِلِهَا الْقَدْرَ الَّذِيْ وَصَفْنَاهُ
وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى دَفْعِ مَا خَالَفَ مَذْهَبَ الْعُلَمَاءِ وَعَلَيْهِ التُّكْلَانُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ

**ترجمہ** یہ سب تابعین جنہونے صحابہ سے روایت کی ہے جنکا ذکر ہم نے اوپر کیا اون کا سماع ان صحابہ سے کسی معین روایت مین
معلوم نہین ہوا نہ ملاقات انکی اون صحابہ کے ساتھہ کسی روایت سے ظاہر ہوئی باوجود اسکے یہ سب اسنادین حدیث اور روایت
کے پہچاننے والون کے نزدیک (یعنے ائمہ حدیث کے نزدیک) صحیح السند ہین اور ہم نہین جانتے کہ کسینے اون مین سے
کسی روایت کو اون مین سے ضعیف کیا ہو یا اسمین سماع کی تلاش کی ہو اسلیے کہ سماع ممکن ہے اسکا انکار نہین
ہوسکتا کیونکہ وے دونون ایک زمانے مین موجود تھے اور یہ قول جسکو اس شخص نے نکالا ہے جسکا بیان اوپر ہم نے کیا حدیث
کے ضعیف ہونے کے لیے اس علت کیوجہ سے جو مذکور ہوئی اس لائق بھی نہین کہ اوسطرف التفات کرین یا اوسکا ذکر کرین
اسلیے کہ یہ قول نیا نکلا ہوا ہے اور غلط اور فاسد ہے کوئی اہل علم مین سے اوسکا قایل نہین ہوا اور جو لوگ سلف کی بعد گذرے
انہون نے اسکا انکار کیا تو اوس سے زیادہ اسکی رد کرنے کی حاجت نہین جب اس قول کی اور اسکے کہنے والے کی
یہ وقعت ہے جیسے بیان ہوئی اور اللہ مدد کرنے والا ہے اوسباتکو رد کرنے کے لیے جو عالمون کے مذہب کے خلاف ہے اور اوسی
پر بھروسا ہے۔ تمام ہوا مقدمہ کتاب مسلم کا اب شروع ہوتا ہے بیان ایمان کا جو اصل ہے تمام اعمال کا اور جسپر موقوف ہے
نجات آخرت کی عذاب سے

## كِتَابُ الْإِيْمَانِ

کتاب ایمان کے بیان مین۔

**ف** خطابی نے کہا کہ اکثر علماء کا مذہب یہی کہ ایمان اور اسلام ایک ہی اور زہری نے کہا کہ اسلام زبان سی اقرار کرنا ہی اور ایمان اعمال صالحہ کو کہتی ہین اور صحیح یہ ہی کہ اسلام عام ہے اور ایمان خاص تو ہر مومن مسلم ہی لیکن ہر مسلم کو مومن ہونا ضرور نہین ایمان کی اصل تصدیق ہے یعنی دل سی یقین کرنا اور اسلام کی اصل فرمانبرداری ہے یعنی اطاعت کرنا تو کبھی آدمی ظاہر مین مطیع ہوتا ہے پر دل مین اوسکی یقین نہین ہوتا وہ مسلم ہے نہ مومن ہے ایمان اصطلاح شرع مین یہ ہی کہ دل سی یقین کرے اور زبان سی اقرار کرے اور اعمال کو ہاتھہ پاؤن سی ادا کرے اسی لیے ایمان گھٹتا بڑھتا ہے اور یہی مذہب ہے اہل سنت کا اور اسکی دلیل بہت سی آیتین اور حدیثین ہین اور مرجیہ کا قول یہ ہے کہ ایمان صرف قول کا نام ہے او اعمال صالحہ ایمان مین داخل نہین اسی لیے ایمان نہ گھٹتا ہی نہ بڑھتا ہے اور حنفیہ بھی اس باب مین موافق ہوئے ہین مرجیہ کے مگر فرق یہ ہی کہ حنفیہ اعمال صالحہ کو عذاب سی بچنے کے لیے ضرور جانتی ہین اور مرجیہ کہتی ہین کہ اعمال کی ضرورت نہین اور ایمان کے ساتھہ کوئی گناہ ضرر نہین کرتا اور جو لوگ خلاف احادیث صحیحہ اور آیات قرآنیہ کے اس بات کی قائل ہوئے ہین کہ ایمان مین زیادتی اور کمی نہین ہوتی اس لیے کہ ایمان صرف تصدیق قلبی اور یقین کو کہتی ہین اُنہون نے غور نہین کیا اس لیے کہ تصدیق اور یقین دونون صفات نفسانی مین سے ہین اور ہمیشہ صفات نفسانی جیسے رنج اور غصہ اور محبت اور عداوت مین زیادتی اور کمی ہوتی ہے پس اسیطرح دلائل مین غور کرنے سی یقین مین بھی کمی اور بیشی ہوتی ہے بعضون نے کہا ہی کہ کمی اور بیشی نہونے سی یہ غرض ہی کہ کمیت مین کمی بیشی نہین ہوتی لیکن کیفیت مین تو کمی اور بیشی ہونا ضرور ہی کیونکہ ایمان مقلد کا ہرگز محقق کے ایمان کے برابر نہین ہوسکتا اسیطرح ایمان ادنی عالی آدمی کا اور ایمان انبیا اور اولیا کا کیونکر برابر ہوسکتا ہے اب علما نے اتفاق کیا ہی اس بات پر کہ مومن جسپر حکم کیا جاویگا اہل قبلہ ہونیکا اور جو ہمیشہ جہنم مین نہ رہیگا وہ شخص ہے جو اپنے قلب سی یقین کرے دین اسلام کے حق ہونے پر اور اسمین شک نرکھے اور زبان سے اقرار کرے اللہ جل جلالہ کی توحید اور آنحضرت ص کی رسالت کا اب اگر ایک بات کا اقرار کرے یعنی فقط توحید یا فقط رسالت کا تو وہ مومن نہ ہوگا اور بعضون نے کہا اگر فقط توحید کا اقرار کرے تو وہ مسلم ہوگا اور اوس سے کہا جاویگا رسالت کی اقرار کے لیے پھر اگر وہ انکار کرے تو مرتد واجب القتل ہوگا اسی طرح جو شخص اہل قبلہ مین سے ہو وہ کسی گناہ کی وجہ سی کافر نہ ہوگا نہ کسی بدعت کی وجہ سی یعنی اُسکی تکفیر نہ کرینگے البتہ اگر اسلام کی کسی ضروری رکن کا انکار کرے جسکا ثبوت بتواتر اور اتفاق ہے جیسے نماز یا روزہ کی فرضیت کا یا زنا یا خمر کی حرمت کا یا ناحق قتل کی حرمت کا تو وہ کافر کہا جاویگا (نووی باختصار مع زیادۃ) قَالَ الْاِمَامُ اَبُو الْحُسَيْنِ مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ رَحِمَهُ اللّٰهُ بِعَوْنِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ نَبْتَدِئُ

وَاِيَّاهُ نَسْتَكْفِيْ وَمَا تَوْفِيْقُنَا اِلَّا بِاللّٰهِ جَلَّ جَلَالُهٗ امام ابوالحسین مسلم بن الحجاج اس کتاب کے مولف فرماتے ہین
کہ ہم شروع کرتے ہین کتاب کو اللہ تعالیٰ کی مدد سے اور اوسی کو کافی سمجھکر اور نہین ہمکو توفیق وغیرہ والا مگر
اللہ تعالیٰ بڑا ہے جلال اُسکا **ف** اب یہان سے کتاب مسلم کی شروع ہوتی ہے مگر ہم نے ترجمے مین اختصار کیواسطے
حدیث کی اسناد کو نہین لکھا کیونکہ اسناد سے وہی لوگ فائدہ اُٹھاتے ہین جو اہل علم اور معرفت ہین اور عامی آدمی
کو صرف یہی کافی ہے کہ علماء حدیث جس حدیث کو صحیح کہتے ہون اوس پر عمل کرے امام مسلم اسناد مین کہین
حدثنا اور اخبرنا کہتے ہین اور کہین حدثنی اور اخبرنی اس سے امام مسلم کی کمال احتیاط حدیث کی روایت مین
معلوم ہوتی ہے حدثنی اور اخبرنی وہان کہا جاتا ہے جہان امام مسلم نے اکیلے کسی شیخ سے حدیث
سنی یا اکیلے پڑھ کر سنائی اور حدثنا اور اخبرنا وہان جہان اور لوگون کے ساتھ حدیث سنی یا پڑھ کر سنائی **عن**

يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ قَالَ كَانَ اَوَّلُ مَنْ قَالَ فِي الْقَدَرِ بِالْبَصْرَةِ مَعْبَدٌ الْجُهَنِيُّ فَانْطَلَقْتُ اَنَا وَ
حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحِمْيَرِيُّ حَاجَّيْنِ اَوْ مُعْتَمِرَيْنِ فَقُلْنَا لَوْ لَقِيْنَا اَحَدًا مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلْنَاهُ عَمَّا يَقُوْلُ هٰؤُلَاءِ فِي الْقَدَرِ فَوُفِّقَ لَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ
الْخَطَّابِ دَاخِلًا الْمَسْجِدَ فَاكْتَنَفْتُهٗ اَنَا وَصَاحِبِيْ اَحَدُنَا عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَالْاٰخَرُ عَنْ شِمَالِهٖ فَظَنَنْتُ
اَنَّ صَاحِبِيْ سَيَكِلُ الْكَلَامَ اِلَيَّ فَقُلْتُ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِنَّهٗ قَدْ ظَهَرَ قِبَلَنَا نَاسٌ يَقْرَءُوْنَ
الْقُرْاٰنَ وَيَتَقَفَّرُوْنَ الْعِلْمَ وَذَكَرَ مِنْ شَاْنِهِمْ وَاَنَّهُمْ يَزْعُمُوْنَ اَنْ لَّا قَدَرَ وَاَنَّ الْاَمْرَ يَتَقَفَّرُوْنَ
اُنُفٌ فَقَالَ اِذَا لَقِيْتَ اُولٰٓئِكَ فَاَخْبِرْهُمْ اَنِّيْ بَرِيْءٌ مِّنْهُمْ وَاَنَّهُمْ بُرَآٰءُ مِنِّيْ وَالَّذِيْ يَحْلِفُ بِهٖ قَالَ
عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لَوْ اَنَّ لِاَحَدِهِمْ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا فَاَنْفَقَهٗ مَا قَبِلَ اللّٰهُ مِنْهُ حَتّٰى يُؤْمِنَ بِا
ثُمَّ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ
طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيْدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ شَدِيْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا يُرٰى عَلَيْهِ اَثَرُ السَّفَرِ وَلَا يَعْرِفُهٗ
مِنَّا اَحَدٌ حَتّٰى جَلَسَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ اِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَوَضَعَ
عَلٰى فَخِذَيْهِ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اَخْبِرْنِيْ عَنِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَتُقِيْمَ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكٰوةَ
رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَيْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا قَالَ صَدَقْتَ فَعَجِبْنَا لَهٗ يَسْاَلُهٗ وَيُصَدِّقُهٗ
قَالَ فَاَخْبِرْنِيْ عَنِ الْاِيْمَانِ قَالَ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

وَتُؤمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ قَالَ صَدَقْتَ قَالَ فَاَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِحْسَانِ قَالَ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّهٗ یَرَاکَ قَالَ فَاَخْبِرْنِیْ عَنِ السَّاعَةِ قَالَ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ قَالَ فَاَخْبِرْنِیْ عَنْ اَمَارَاتِهَا قَالَ اَنْ تَلِدَ الْاَمَةُ رَبَّتَهَا وَاَنْ تَرَی الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ یَتَطَاوَلُوْنَ فِی الْبُنْیَانِ قَالَ ثُمَّ انْطَلَقَ فَلَبِثْتُ مَلِیًّا ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا عُمَرُ اَتَدْرِیْ مَنِ السَّائِلُ قُلْتُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّهٗ جِبْرَئِیْلُ اَتَاکُمْ یُعَلِّمُکُمْ دِیْنَکُمْ ترجمہ

یحییٰ بن یعمر سے روایت ہے سب سے پہلے جس نے تقدیر مین گفتگو کی **ف** یعنی تقدیر کی نفی کی اور بدعت نکالی اور مخالفت کی اہل حق کی کیونکہ اہل حق تقدیر کو ثابت کرتے ہین یعنی یون کہتے ہین کہ اللہ جل جلالہ نے ازل مین سب چیزون کا اندازہ کر دیا تہا یعنی وہ جانتا تہا کہ فلان چیز فلان وقت مین فلانی طرح پر واقع ہوگی پہر اوسی موافق جیسے خدا کے علم مین تہا وہ چیز ظاہر ہوتی ہے اور قدریہ اس امر کا انکار کرتے ہین وہ کہتے ہین کہ اللہ جل جلالہ نے اون کا اندازہ نہین کیا تہا نہ اوسکو انکا علم تہا بلکہ جب چیزین واقع ہوئین تو اوسوقت خدا کو انکا علم ہوا اور یہ انکا جہوٹ ہی خدای عزوجل پر اس فرقہ کو قدریہ اس لیے کہتے ہین کہ وہ انکار کرتا ہے قدر کا صاحب مقالات نے کہا کہ یہہ فرقہ قدریہ کا تمام ہوگیا اور کوئی اہل قبلہ مین سے اس قول کا قائل نہ رہا اور جو اس زمانون مین جو قدریہ کہلاتے ہین وہ تقدیر الٰہی کو ثابت کرتے ہین پر یہ کہتے ہین کہ خیر اللہ کیطرف سے ہے اور شر شیطان اور بندی کیطرف سے ہے اور معتزلہ کو بہی قدریہ کہتے ہین کیونکہ وہ اسباب کے قائل ہوتے ہین کہ بندہ بالکل مختار ہے اور وہ خود اپنے افعال کا خواہ خیر ہون یا شر خالق ہے اور رفضی بہی اس باب مین معتزلہ کے شریک ہوے ہین اور اہل سنت اور جماعت یہ کہتے ہین کہ خالق کوئی نہین ہے سوا خدا کے خدا ہی تمام چیزون کا خالق ہے یہان تک کہ انسان کے افعال اور خیالات اور ارادات کا بہی پر خدا نے بندے کو ایک قسم کا اختیار دیا ہے جس پر عذاب اور ثواب منحصر ہے پر اوس اختیار کو خلق نہین کہتے خود قرآن مجید مین یہ بات موجود ہے واللہ خلقکم وما تعملون یعنی اللہ نے تمکو پیدا کیا اور تمہارے عملون کو اور فرمایا ہل من خالق غیر اللہ یعنی کوئی خالق نہین سوا خدا کے ابو محمد بن قتیبہ نے غریب الحدیث مین اور ابو المعالی امام الحرمین نے ارشاد مین یون لکہا ہے کہ بعض قدریہ کہتے ہین ہم قدریہ نہین ہین بلکہ اہل سنت قدریہ ہین کیونکہ وہ قدر اور قضا کو ثابت کرتے ہین اور یہ محض دہوکا اور فریب ہے اسلیے کہ اہل حق تمام کامون کو خدا کے سپرد کرتے ہین اور قدر اور افعال کو خدا کیطرف نسبت کرتے ہین اور یہ جاہلین اپنی طرف نسبت کرتے ہین اور جو شخص اپنی طرف نسبت کرے کسی چیز کی تو وہ اولی ہے کہ نام

رکہا جاوی اور حسن غیر کے ساتہہ یہ نسبت اوس شخص کے جو اوس چیز کو اپنے سے نفی کرے اور غیر کے لیے ثابت کرے امام الحرمین نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قدریہ مجوس ہین اس امت کی تو مشابہت دی قدریہ کو مجوس کے ساتہہ یعنی جیسی مجوس (فارسی لوگون) نے دو خالق ثابت کیے ہین ایک خیر کا اسکو یزدان کہتے ہین اور ایک شر کا اوسکو اہرمن کہتے ہین اسی طرح قدریون نے بھی شر کا خالق بندے کو قرار دیا بلکہ وہ بدتر ہین مجوس سے کیونکہ مجوس نے تو دو خالق نکالے اور انہون نے ہزارون لاکہون کروڑون خالق کر دیے نووی نے کہا یہ حدیث کہ قدریہ مجوس ہین اس امت کی روایت کیا اوسکو ابو حازم نے ابن عمر سے انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور روایت کیا اوسکو ابو داؤد نے اپنی سنن ہین اور حاکم نے مستدرک مین اور کہا کہ صحیح ہے بخاری اور مسلم کی شرط پر اگر ابو حازم کا سماع ابن عمر سے ثابت ہو جاوی۔ خطابی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قدریہ کو مجوس اسلیے کہا کہ انکا قول مشابہ ہے مجوس کے مذہب کے کیونکہ مجوس دو صلون کے قائل ہین ایک نور یعنی روشنی دوسری ظلمت یعنی تاریکی اور کہتے ہین کہ خیر نور کا فعل ہے اور شر ظلمت کا تو وہ بت پرست اور مشرک ہوے اسی طرح قدریہ نسبت کرتے ہین خیر کی اللہ کیطرف اور شر کی دوسرے کی طرف حالانکہ اللہ جل جلالہ خالق خیر اور شر سب کا اور کوئی کام برا ہو یا بہلا بغیر اوسکی مشیت اور ارادے کے نہین ہوتا تو خیر اور شر دونون باعتبار خلق کے منسوب ہین اللہ کیطرف اور باعتبار کسب اور فاعلیت کے بندے کیطرف اور بعضے آدمی قضا اور تقدیر کا مطلب یہ سمجھتے ہین کہ بندہ بالکل مجبور ہے خدا کی قدر اور قضا کے سامنے اور اوسکو کسی طرح کا اختیار نہین یہ فرقہ جبریہ کہلاتا ہے جو قدریہ کیطرح گمراہ ہے اور اہلسنت سے خارج ہے حالانکہ قضا و قدر کا یہ مطلب نہین بلکہ قضا و قدر خدا کا علم ہے کہ بندہ کیسے کام کریگا برے یا بہلے اور کب کریگا پر بندہ کو اوسکا علم نہین ہے وہ اپنی طرف سے سب کام اپنی اختیار سے کرتا ہے اور اوسکو ثواب یا عذاب ملتا ہے (نووی مع زیادہ) **ف** بصرے مین (جو ایک شہر ہے لب خلیج فارس پر آباد کیا تھا اوسکو عتبہ بن غزوان نے حضرت عمر کی خلافت مین سمعانی نے کہا بصرہ قبہ ہے اہل اسلام کا اور خزانہ ہے عرب کا اور درحقیقت بصرہ ایک ایسا شہر ہے کہ جس سے تجارت اہل ہند اور فارس کے ساتہہ بخوبی قائم ہو سکتی ہے اور شاید اسی مصلحت سے اسی شہر کی بنا ہوئی ہوگی) وہ معبد جہنی تہا

**ف** سمعانی نے کتاب الانساب مین لکہا ہے کہ جہنی نسبت ہے جہینہ کیطرف جو ایک قبیلہ ہے قضاعہ مین سے اور اوسکا نام زید بن لیث بن سود بن اسلم بن الحاف بن قضاعہ تہا کچہ لوگ اسمین کے کوفے مین اترے بلکہ ایک محلہ ہے کوفے مین جو منسوب ہے جہینہ کیطرف اور کچہ بصرے مین اترے اور بصرے والون مین تہا معبد بن خالد جہنی جو حسن بصری کا شاگرد تہا اور سب سے پہلے اوس نے گفتگو کی تقدیر مین بصرے مین پہر بصرے والے اوسکی راہ چلنے لگے حجاج بن

یوسف نے اسکو قتل کیا بالکہ تقریب مین ہے کہ بعضون نے کہا اسکے باپ کا نام عبد اللہ بن عقیم ہے اور بعضون نے کہا اسکا
دادا عویمر تہا وہ سچا ہے لیکن بدعتی تہا اسنے اول تقدیر مین گفتگو کی بصری مین اور قتل کیا گیا ۸۰ھ مین ف
تو مین اور حمید بن عبد الرحمن حمیری دونون ملکر چلے حج یا عمرے کے لیے اور ہمنے کہا کاش ہمکو کوئی صحابی رسول خدا صلی
اللہ علیہ وسلم کا ملجاوے جس سے ہم ذکر کرین اوس بات کا جو یہ لوگ کہتے ہین تقدیر مین تو مل گئی ہمکو اتفاق سے
عبد اللہ بن عمر بن خطاب مسجد کو جاتے ہوئے ہم نے اونکو بیچ مین کر لیا یعنی مین اور میرا ساتہی دہنی اور بائین
بازو ہوگئے مین سمجہا کہ میرا ساتہی (حمید) مجہکو بات کرنے دیگا (اس لیے کہ میری گفتگو اچہی تہی) تو مین نے کہا ائی
ابا عبد الرحمن (یہ کنیت ہی ابن عمر رض کی) ہماری ملک مین کچہ لوگ ایسے پیدا ہوگئے ہین جو قرآن کو پڑہتے ہین اور علم کا
شوق رکہتے ہین یا اوسکی باریکیان نکالتے ہین ف حدیث مین یہان یتقفرون ہے بتقدیم قاف بر فا جسکے
کے معنے یہ ہین کہ طلب کرتے ہین علم کو اور شوق رکہتے ہین اوسکا اور بعضی نسخون مین یتفقرون ہے بتقدیم فا بر قاف
اسکے معنے یہ ہین کہ باریکیان نکالتے ہین اور سوشگافیان کرتے ہین اور بعضون نے مسلم کے سوا یہ لفظ روایت کیا ہے
یتقفون بحذف را یعنی پیروی کرتے ہین علم کی قاضی عیاض نے کہا بعضون نے یتقعرون پڑہا تقعر سے یعنی گہری
باتین نکالتے ہین اور ابو یعلی کی روایت مین یتفقہون ہے یعنی فقہ حاصل کرتے ہین (نووی) ف اور بیان کیا
حال انکا اور کہا کہ وہ کہتے ہین کہ تقدیر کوئی چیز نہین اور سب کام ناگہان ہوگئے ہین ف یعنی ابتدائی ایک
ہے ابکا بے سوچے سمجہے ہوگئے اللہ تعالی کو پیشتر سے انکا علم نہ تہا نہ اوسنے پہلے سے کوئی اندازہ کیا تہا بلکہ وقوع کے بعد
خدا کو علم ہوا جیسے اوپر گذرا کہ یہ قول غلاۃ قدریہ کا ہے اور سب قدریہ کا نہین اور قائل اسکا گمراہ اور جہوٹا ہے
خدا سب مسلمانون کو اس اعتقاد سے بچاوے ف عبد اللہ بن عمر نے کہا تو جب اُن لوگون سے ملے تو کہدے اون سے
مین علاقہ نہین رکہتا اور وہ مجہسے علاقہ نہین رکہتے ف یعنی علاقہ اسلام کا اس لیے کہ وے سب کافر ہین قاضی عیاض
نے کہا کہ مراد وے قدریہ ہین جو خدا کا علم مخلوقات کے ساتہہ نفی کرتے ہین وہ تو بالاتفاق کافر ہین اور یہ لوگ در حقیقت
فلاسفہ ہین جو کہتے ہین خدا کو جزئیات کا علم نہین ہو سکتا اگر ہو بہی تو ایکطرحکا اجمالی علم ہوگا نہ تفصیلی بعضون نے
کہا کہ ابن عمر کا یہ قول صاف دلالت کرتا ہی قدریہ کے کافر ہونے پر اور احتمال ہے کہ مراد کفر سے ناشکری ہو لیکن آگے
کی عبارت سے صاف انکا کفر معلوم ہوتا ہے ف اور قسم ہے اُسکی جسکی عبد اللہ بن عمر قسم کہاتا ہے (یعنے اللہ جل
جلالہ کی) کہ ایسے لوگون مین سے (جنکا ذکر تو نے کیا جو تقدیر کے قائل نہین) اگر کسی کے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو پہر
وہ اسکو خرچ کرے خدا کی راہ مین تو خدا قبول نکریگا جب تک تقدیر پر ایمان نہ لاوے پہر کہا کہ حدیث بیان کی مجہسے میرے باپ عمر

بن الخطاب نے کہ ایک روز ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے اتنے میں ایک شخص آن پہنچا جس کے کپڑے نہایت سفید تھے اور بال بہت کالے تھے نہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ سفر سے آیا ہے اور کوئی ہم میں سے اوسکو پہچانتا نہ تھا وہ بیٹھ گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آکر اور اپنے گھٹنے حضرت کے گھٹنوں سے ملا دیے اور دونوں ہاتھ اپنے رانوں پہ رکھے (جیسے شاگرد استاد کے سامنے بیٹھتا ہے) پھر بولا اے محمد بتلاؤ مجھکو اسلام کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے (یعنے زبان سے کہے اور دل سے یقین کرے) اس بات کی کہ کوئی معبود سچا نہیں سوا خدا کے اور محمد اوسکے بھیجے ہوئے ہیں اور قائم کرے نماز کو اور ادا کرے زکوٰۃ کو اور روزے رکھے رمضان کے اور حج کرے خانہ کعبہ کا اگر تجھ سے ہو سکے (یعنی راہ خرچ ہو اور رستے میں خوف نہو) وہ بولا سچ کہا تم نے ہم کو تعجب ہوا کہ آپ ہی پوچھتا ہے پھر آپ ہی کہتا ہے کہ سچ کہا (حالانکہ پوچھنے والا لاعلم ہوتا ہے اور سچ کہنے والا وہ ہوتا ہے جسکو علم ہو تو یہ دونوں کام ایک شخص کیونکر کرے گا) پھر وہ شخص بولا مجھکو بتلاؤ ایمان کیا ہے آپنے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو یقین کرے (دل سے) اللہ اور اسکے فرشتوں پر (کہ وہ اللہ کے پاک بندے ہیں اور اسکا حکم بجا لاتے ہیں اللہ نے انکو بڑی طاقت دی ہے) اور اوسکے پیغمبروں پر (جنکو اُس نے بھیجا خلق کو راہ بتلانے کے لیے) اور پچھلے دن پر (یعنی قیامت کے دن پر جس روز حساب کتاب ہوگا اور اچھے اور برے اعمال کی جانچ اور پڑتال ہوگی) اور یقین کرے تو تقدیر پر کہ برا اور اچھا سب خدا کیطرف سے ہے (یعنی سب کا خالق وہی ہے) وہ شخص بولا سچ کہا تم نے پھر اُس شخص نے پوچھا مجھکو بتلاؤ احسان کیا ہے آپنے فرمایا احسان یہ ہے کہ تو خدا کی عبادت کرے اس طرح دل لگا کر جیسے تو اوسکو دیکھ رہا ہے اگر اتنا نہ ہو تو یہی سہی کہ وہ تجھکو دیکھ رہا ہے **ف** اس ایک فقرے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری تصوف اور سلوک کو بیان کر دیا خلاصہ تصوف کا یہ ہے کہ بندے کو خدا سے محبت اور الفت پیدا ہو اور خدا کا خیال ہر وقت بندے کے دل میں رہے تو اعلی درجہ اسکا یہ ہے کہ بندہ خدا کی ذات کے تصور میں ایسا غرق ہو جاوے کہ سوا خدا کے کچھ نظر نہ آوے گو ظاہری آنکھوں سے دنیا کی چیزیں دیکھے اور کانوں سے سنے پر جب دل خدا سے لگا ہے تو آنکھ اور کان پردے کی آنکھ اور کان کیطرح کھلے ہوئے ہیں آنکھ دیکھتی ہے کان سنتا ہے مگر دھیان اور لو مولیٰ کی ہے اسی کو وحدۃ الشہود کہتے ہیں جو اعلی درجے کے فقیروں اور صوفیوں اور خدا کے پاک بندوں کو حاصل ہوتا ہے اور ایک مرتبہ اس سے ادنی ہے جس کے حاصل کرنے کے لیے ہر مسلمان کو کوشش کرنا چاہیے وہ یہ کہ خدا کو ہر وقت حاضر اور ناظر سمجھے اور یہ یقین کرے کہ خدا اوسکی تمام حرکات اور سکنات یہانتک کہ قلب کے خطرات اور خیالات کو بھی جانتا ہے پھر اسکی عبادت کیوقت دوسری چیزوں میں دل لگانا اور بیہودہ وسوسوں کو راہ دینا شیطان کا کام ہے جس سے پناہ مانگنا چاہیے نووی نے کہا مقصود اس کلام سے

یہ ہی کہ بندہ عبادت مین اخلاص کرے اور دل لگا دے یعنی عبادت بہت خضوع اور خشوع سی کرے قاضی عیاض نے
کہا کہ یہ حدیث ایسی جامع ہے کہ تمام شریعت کی علوم اس سے نکل سکتے ہین ف پہر وہ شخص بولا تبلایے مجھکو قیامت
کب ہوگی آپ نے فرمایا اسکو جس سے پوچھتے ہو وہ خود پوچھنیوالے سی زیادہ نہین جانتا ف یعنی قیامت کا وقت کسی
کو معلوم نہین سوا خدا کے نووی نے کہا اس حدیث سی معلوم ہوا کہ مفتی اور عالم سے جب کوئی ایسی بات پوچھی جاوی
جسکو وہ نہین جانتا تو یون کہنا چاہیے کہ مجھکو معلوم نہین اور یہ کہنا اسکی ذلت اور نقصان کا باعث نہوگا بلکہ دلیل
ہے اسکی کمال علم اور ورع اور تقوی کی بڑے بڑے امامون نے جیسے ابو حنیفہ اور مالک نے بہت سی مسائل مین سکوت
کیا ہے اور کہا ہی کہ ہم کو معلوم نہین ف وہ شخص بولا تو مجھے اسکی نشانیان تبلایے آپنے فرمایا ایک
نشانی یہ ہے کہ لونڈی اپنی بی بی کو جنے گی ف یہ ترجمہ ہے اِنْ تَلِدَ الْاَمَةُ رَبَّتَهَا کا جیسے اس روایت
مین ہے اور ایک روایت مین رَبَّهَا ہے مذکر کے ساتھ تو ترجمہ یہ ہوگا کہ جنے گی لونڈی اپنے میان کو
اور ایک روایت مین بَعْلَهَا ہے یعنی جنے گی لونڈی اپنے خاوند کو اس فقرہ کے مطلب مین مختلف اقوال ہین بعضون
نے کہا مطلب یہ ہی کہ لونڈیان بہت بکثرت ہو جاوین گی اور انکی اولاد بہت پہیلیگی اور ظاہر ہی کہ لونڈی بہی شریعت
کی رو سی ایک مال ہی اور باپ کا مال اوس کے بعد بیٹے کا ہوتا ہے اور بیٹا بیٹی اپنی مان کے میان بی بی اور مالک ہونگی
بعضون نے کہا مراد یہ ہی کہ لونڈیان بادشاہون کی مائین ہونگی کیونکہ اس زمانے کے بادشاہ موافق شریعت کے
نکاح کے پابند نہ ہون گے بلکہ بہت سی نکاح ہی نہ کرینگے لونڈیان اور خصیین رکہینگی پہر انہی کے لڑکے اور لڑکیان تخت
پر بیٹھکر بادشاہ بنینگی اور اپنی مان کو بہی اپنی رعیت مین شامل کرینگے بعضون نے کہا غرض یہ ہے کہ لوگون کا
حال تباہ ہوگا وہ ام ولد کو بہی بیچنا شروع کردینگے آخر بکتی بکتی کبہی وہ اپنے بیٹے ہی کے ہاتہہ آنکر بکے گی اور اسکو
معلوم نہوگا کہ یہ میری مان ہے اور یہ صورت سوا ام ولد کے اور لونڈیون مین بہی ہو سکتی ہے مثلاً ایک لونڈی
کا لڑکا ہو اسکی مالک کی کسی اور سی ہو نکاح یا اسکے یا زنا سی پہر وہ لونڈی بکتی بکتی اوس لڑکے کے ہاتہہ مین جا پڑے
اور وہ نہ پہچانے اور بعل کے معنی بہی مالک اور سید کے آئے ہین جیسے اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا یعنی تم پکارتے ہو مالک کو اور بعضون
نے کہا کہ بعل سے مراد خاوند ہی یعنی غرض وہ کہتے ہین لونڈیون کی خرید اور فروخت اس قدر کثرت سی ہوگی کہ کبہی ایک
شخص اپنی مان سی نکاح کرلیگا اور اسکو معلوم نہوگا بعضون نے کہا کہ مراد یہ ہی کہ لوگ ماؤن کی عزت اور حرمت چہوڑ دینگے
اور مان سی وہ سلوک کرینگے جو لونڈی سے کرتے ہین خدا اپنی پناہ مین رکہے اس زمانے مین بہی بہت لوگ ایسے
نکلینگے جو مان باپ کا ادب نہین کرتے اور انکی اطاعت نہین کرتے بلکہ لونڈی غلامون کی طرح انکو گہرکتے ہین جہڑکتے ہین

نے کہا کہ اس حدیث سے یہ بات نہین نکلتی کہ ام ولد کی بیع ممنوع یا جائز ہے اور جن لوگون نے استدلال کیا اس امر پر اس حدیث سے
سے اون پر تعجب ہوتا ہی اسلیے کہ جو چیز قیامت کی نشانی ہو اوسکا حرام یا مذموم ہونا ضرور نہین کیونکہ اونچے اونچے مکان بنانا
دولت بہت کمانا پچاس پچاس عورتین رکہنا حرام نہین حالانکہ وہ بہی قیامت کی نشانیان ہین **ف** دوسری
نشانی یہ ہے کہ تو دیکہیگا ننگون کو جنکے پاؤن مین جوتا نہتا تن کو کپڑا نہتا کنگال بڑے بڑے عمارتین بہونک رہے ہین یہ
**ف** یعنی دنیا کی حالت مین ایک بڑا انقلاب ہوگا کہ جو لوگ مفلس قلاش بہوکے تہے وہ امیر مالدار ہو جاوینگے اور جو
امیر مالدار تہے وہ مفلس محتاج ہو جاوینگے اگرچہ ایسے انقلاب دنیا مین بڑے بڑے جنگون سے کئی بار ہو چکے ہین پر قیامت
کے قریب ساری دنیا مین ہونگے اور ابتک جو ہوئے وہ دنیا کے ایک ایک حصے مین ہوگئے جیسے دوسری روایت مین ہے
کہ قیامت کے قریب کشت وخون بہت ہوگا اور فساد عالمگیر ہو جاویگا بعضون نے کہا کہ مراد ان ننگون کنگالون سے عرب کے لوگ
ہین اور یہ ایک پیشین گوئی تہی اون کے لیے کہ اسلام کو ترقی ہوگی اور عربون کی شوکت بڑہیگی اور وہ محتاجی اور تنگی
سے نکلکر مالدار اور امیر بن جاوینگے پہر ایسا ہی ہوا آپ کی وفات کی تہوڑی مدت بعد ایران اور روم اور مصر فتح
ہوئی اور عرب کے لوگ مالامال ہوگئے **ف** راوی نے کہا پہر وہ شخص چلا گیا مین بڑی دیر تک ٹہیرا رہا **ف**
یہ ترجمہ ہے فَلَبِثْتُ مَلِيًّا کا اور بعضے نسخون مین فلبث ملیا ہے یعنی آپ بہت دیر تک چپ رہے اور ابوداؤد اور
ترمذی کی روایت مین ہے تین دن کے بعد حضرت مجہسے ملے لیکن یہ بظاہر مخالف ہے ابوہریرہ کی روایت کے کہ وہ شخص
پیٹہہ موڑ کر چلا آپنے فرمایا اوسکو بلاؤ لوگ دوڑے تو وہان کسیکو نہ پایا اوسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
یہ جبرئیل تہے اور ممکن ہے توفیق اس طور پر کہ حضرت عمر اوسوقت مجلس سے اوٹہکر چلے گئے ہون تو آپنے اور لوگون سے
اوسیوقت کہا ہو اور حضرت عمر سے تین دن کے بعد **ف** بعد اوسکے آپنے مجہسے فرمایا اے عمر تو جانتا ہے یہ
پوچہنے والا کون تہا مین نے کہا اللہ اور اوسکا رسول خوب جانتا ہے آپنے فرمایا وہ جبرئیل تہے تمکو سکہانے آئے تہے
دین تمہارا **ف** اس سے معلوم ہوا کہ ایمان اور اسلام اور احسان سب دین مین داخل ہے اور یہ حدیث علوم
اور معارف کی بہت سے قسمون پر مشتمل ہے بلکہ وہ اصل ہے اسلام کی جیسے ہمنے قاضی عیاض سے نقل کیا اور کچہہ فائدے اسکے
اوپر مذکور ہوئے ایک فائدہ اسکا یہ بہی ہے کہ جب اہل مجلس کو کسی بات کا علم نہ ہو تو انکو معلوم کرانے کے لیے پوچہنا
درست ہے تا کہ سب واقف ہو جاوین دوسرا یہ ہے کہ عالم کو بہت نرمی کرنا چاہیے پوچہنے والے کو اچہی طرح جواب
دینا چاہیے کہ اوسکو تشفی ہو جاوے **عن** يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ قَالَ لَمَّا تَكَلَّمَ مَعْبَدٌ بِمَا تَكَلَّمَ بِهِ فِي
شَأْنِ الْقَدَرِ اَنْكَرْنَا ذٰلِكَ قَالَ فَحَجَجْتُ اَنَا وَحُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحِمْيَرِيُّ حَجَّةً وَسَاقُوا الْحَدِيْثَ

بِمَعْنٰی حَدِیْثِ کَهْمَسٍ وَاِسْنَادِهٖ وَفِیْهِ بَعْضُ زِیَادَةٍ وَنُقْصَانُ اَحْرُفٍ ترجمہ یحیی بن یعمر سے
روایت ہے جب معبد نے تقدیر مین گفتگو کی تو ہم نے اسکا انکار کیا پھر مین نے اور حمید بن عبد الرحمن حمیری نے ملکر ایک حج
کیا اور بیان کیا حدیث کو آخیر تک اوسیطرح جیسے اوپر گذری اوسی اسناد سے لیکن بعض حرفون مین کمی اور بیشی
ہے عَنْ یَحْیَی بْنِ یَعْمَرَ وَحُمَیْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَا لَقِیْنَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فَذَکَرْنَا الْقَدَرَ
وَمَا یَقُوْلُوْنَ فِیْهِ وَاقْتَصَّ الْحَدِیْثَ کَنَحْوِ حَدِیْثِهِمْ عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ
سَلَّمَ وَفِیْهِ شَیْءٌ مِّنْ زِیَادَةٍ وَّقَدْ نَقَصَ مِنْهُ شَیْئًا ترجمہ یحیی بن یعمر وحمید بن عبد الرحمن سے روایت
ہے ہم دونون ملے عبد اللہ بن عمر سے اور ذکر کیا ہم نے تقدیر کا اور جو لوگ کہتے ہین اوس باب مین اور بیان کیا
حدیث کو اوسی طرح جیسے اوپر گذری مگر کچھ زیادہ کیا اور کچھ کم عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ
سَلَّمَ بِنَحْوِ حَدِیْثِهِمْ ترجمہ حضرت عمر سے انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسری روایت بھی ایسی

## باب الاسلام ما هو وبیان خصاله

ہی ہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمًا بَارِزًا لِلنَّاسِ فَاَتَاهُ
رَجُلٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْاِیْمَانُ قَالَ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِکَتِهٖ وَکُتُبِهٖ وَلِقَآئِهٖ وَرُسُلِهٖ وَتُؤْمِنَ
بِالْبَعْثِ الْاٰخِرِ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْاِسْلَامُ قَالَ الْاِسْلَامُ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِکَ بِهٖ شَیْئًا
وَتُقِیْمَ الصَّلٰوةَ الْمَکْتُوْبَةَ وَتُؤَدِّیَ الزَّکٰوةَ الْمَفْرُوْضَةَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا
الْاِحْسَانُ قَالَ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ کَاَنَّکَ تَرَاهُ فَاِنَّکَ اِنْ لَّا تَرَاهُ فَاِنَّهٗ یَرَاکَ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
مَتَی السَّاعَةُ قَالَ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ وَلٰکِنْ سَاُحَدِّثُکَ عَنْ اَشْرَاطِهَا اِذَا وَلَدَتِ
الْاَمَةُ رَبَّهَا فَذَاکَ مِنْ اَشْرَاطِهَا وَاِذَا کَانَتِ الْعُرَاةُ الْحُفَاةُ رُءُوْسَ النَّاسِ فَذَاکَ مِنْ اَشْرَاطِهَا
وَاِذَا تَطَاوَلَ رِعَاءُ الْبَهْمِ فِی الْبُنْیَانِ فَذَاکَ مِنْ اَشْرَاطِهَا فِیْ خَمْسٍ لَا یَعْلَمُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ عَزَّ وَ
جَلَّ ثُمَّ تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ وَیَعْلَمُ مَا فِی
الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ
اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ قَالَ ثُمَّ اَدْبَرَ الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رُدُّوْا
عَلَیَّ الرَّجُلَ فَاَخَذُوْا لِیَرُدُّوْهُ فَلَمْ یَرَوْا شَیْئًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا جِبْرِیْلُ جَآءَ
لِیُعَلِّمَ النَّاسَ دِیْنَهُمْ ترجمہ ابو ہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن لوگون مین برآمد
تھے اتنے مین ایک شخص آیا اور بولا یا رسول اللہ ایمان کسے کہتے ہین آپ نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو یقین کرے دل سے

اللہ پر اور اس کے فرشتون پر اور اسکی کتابون پر اور اس سے ملنے پر اور اسکے پیغمبرون پر اور یقین کرے پچھلی جی اوٹھنے پر
ف خدا سے ملنا تو مرنے کے ساتھہ ہی ہوجاتا ہے اور پچھلی جی اوٹھنے سے مراد قیامت کا اٹھنا ہے اور بعضون
نے کہا خدا سے ملنا حساب کتاب کے بعد ہوگا لیکن اس ملنے سے خدا کا دیدار مراد نہین ہے کیونکہ وہ خاص خاص لوگونکو
ہوگا (نووی) ف پھر وہ شخص بولا یا رسول اللہ اسلام کیا ہے آپنے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو اللہ جل جلالہ کو پوجے اور اس
کے ساتھہ کسی کو شریک نکرے ف یعنی خدا کے برابر کسیکو نہ سمجھے نہ قدرت مین نہ علم مین نہ تصرف مین نہ عبادت
مین نہ دعا مین بلکہ پوجے تو خدا ہی کو پوجے مانگے تو خدا سے مانگے سوا خدا کے سب کو عاجز بندہ خیال کرے اگرچہ
بعضے بندون اور غلامون کا پروردگار نے بہت درجہ بلند کیا ہے اور انکو بہت کچھہ سرافراز فرمایا ہے پر خدا کے سامنے
وہ بندے اور غلام ہی ہین البتہ بندون مین انکو امتیاز ہے ف اور قائم کرے تو فرض نماز کو اور دیوے تو زکوۃ کو
جسقدر فرض ہے اور روزے رکھے رمضان کے ف یہ سب چیزین عبادت مین داخل ہین مگر چونکہ یہ چیزین عبادت
مین اعلی درجے کی تہین اسلیے انکو علیحدہ بیان کیا اور بعضون نے کہا کہ عبادت سے مراد معرفت الٰہی ہے اور اقرار ہے
اسکی وحدانیت کا۔ نماز مین قید لگائی فرض کی اس لیے کہ مسلمان ہونے کے لیے صرف فرض کا ادا کرنا کافی ہے سنن
اور مستحبات کا ادا کرنا لازم نہین اسیطرح نفل صدقات کا دینا لازم نہین اور قائم کرنے سے نماز کے یہ مراد ہے کہ ہمیشہ
پابندی کے ساتھہ اسکو پڑہے یا سب شرائط اور ارکان کے ساتھہ پورا کرے ف پھر وہ شخص بولا یا رسول اللہ
احسان کسے کہتے ہین آپ نے فرمایا تو عبادت کرے اللہ کی جیسے تو اسکو دیکھہ رہا ہے اگر تو اسکو نہین دیکھتا (یعنی اتنا
استغراق نہو اور یہ درجہ نہو سکے) تو اتنا تو ہو کہ وہ تجھے دیکھہ رہا ہے پھر وہ شخص بولا یا رسول اللہ قیامت کب ہوگی آپنے
فرمایا جس سے پوچھتے ہو قیامت کو وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہین جانتا لیکن مین اسکی نشانیان تجھسے بیان کرتا
ہون جب لونڈی اپنے مالک کو جنے تو یہ قیامت کی نشانی ہے اور جب ننگے بدن ننگے پاؤن پھرنیوالے لوگ سردار بنین
تو یہ قیامت کی نشانی ہے ف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین عرب اور سندھ اور روم اور مصر اور ایران
مین اسطرح کی تہذیب اور شایستگی تہی اور یورپ یعنی فرنگستان کے لوگ بالکل وحشی جاہل گنوار جانورون کیطرح تھے
خصوصًا انگلنڈ کے لوگ اور روس کے لوگ تو انسانیت سے بہت تہوڑا حصہ رکہتے تہے اور جانورون کیطرح جہاڑون اور
پہاڑون مین رہتے تہے ادن مین بادشاہت یا ملکداری کا سلیقہ بالکل نہ تہا اب ہمارے زمانے مین چند روز سے انہی
لوگون نے وہ ترقی کی ہے کہ تمام دنیا کے حاکم اور سردار بن بیٹھے ہین پس شاید یہ بھی قیامت کی نشانی ہو اور یہی مراد
ہو اسحدیث سے ف اور جب بکریان یا بھیڑین چرانے والے بڑی بڑی حویلیان بنا دین تو یہ بھی قیامت کی نشانی

ہے قیامت اور پانچ چیزون مین سے ہی جنکو کوئی نہین جانتا سوا خدا کے پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑہی
اللہ ہی جانتا ہے قیامت کو اور اوتارتا ہے پانی کو اور جانتا ہے جو کچہہ مان کے رحم مین ہے یعنے نر یا مادہ) اور کوئی
نہین جانتا کہ وہ کل کیا کریگا اور کوئی نہین جانتا کہ وہ کس ملک مین مرے گا اللہ ہی جاننے والا اور خبردار ہے
راوی نے کہا پہر وہ شخص پیٹہ موڑ کر چلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اوسکو پہیر لے آؤ لوگ چلے اوس
کے لینے کو لیکن وہان کچہہ نہ پایا (یعنے اس شخص کا نشان بہی نہ ملا) تب آپ نے فرمایا یہ جبرئیل تہے تمکو دین کی باتین
سکہلانے آئے تہے عَنْ اَبِیْ حَیَّانَ التَّیْمِیِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ غَیْرَ اَنَّ فِیْ رِوَایَتِهٖ اِذَا وَلَدَتِ
الْاَمَةُ بَعْلَهَا یَعْنِی السَّرَارِیَّ ترجمہ دوسری روایت مین بہی ایسا ہی ہے مگر اتنا فرق ہے کہ جب لونڈی
جنے اپنے خاوند کو (یعنے ربہا کے بدلے بعلہا منقول ہے اور تفسیر اوسکی اوپر گذری) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَلُوْنِیْ فَهَابُوْهُ اَنْ یَّسْاَلُوْهُ فَجَاءَ رَجُلٌ فَجَلَسَ عِنْدَ رُكْبَتَیْهِ
فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْاِسْلَامُ قَالَ لَا تُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَیْئًا وَتُقِیْمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِی الزَّكٰوةَ وَتَصُوْمُ
رَمَضَانَ قَالَ صَدَقْتَ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْاِیْمَانُ قَالَ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ
وَلِقَائِهٖ وَرُسُلِهٖ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ كُلِّهٖ قَالَ صَدَقْتَ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْاِحْسَانُ
قَالَ اَنْ تَخْشَی اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنَّكَ اِنْ لَا تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ یَرَاكَ قَالَ صَدَقْتَ قَالَ یَا رَسُوْلَ
اللّٰهِ مَتٰی تَقُوْمُ السَّاعَةُ قَالَ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ وَسَاُحَدِّثُكَ عَنْ اَشْرَاطِهَا اِذَا
رَاَیْتَ الْمَرْاَةَ تَلِدُ رَبَّهَا فَذَاكَ مِنْ اَشْرَاطِهَا وَاِذَا رَاَیْتَ الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الصُّمَّ الْبُكْمَ مُلُوْكَ
الْاَرْضِ فَذَاكَ مِنْ اَشْرَاطِهَا وَاِذَا رَاَیْتَ رِعَاءَ الْبَهْمِ یَتَطَاوَلُوْنَ فِی الْبُنْیَانِ فَذَاكَ مِنْ اَشْرَاطِهَا
فِیْ خَمْسٍ مِّنَ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ قَرَاَ الْاٰیَةَ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ
وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ
اِلٰی اٰخِرِ السُّوْرَةِ قَالَ ثُمَّ قَامَ الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رُدُّوْهُ عَلَیَّ فَالْتُمِسَ فَلَمْ
یَجِدُوْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا جِبْرِیْلُ اَرَادَ اَنْ تَعَلَّمُوْا اِذْ لَمْ تَسْاَلُوْا ترجمہ
ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پوچہو مجہسے (دین کی باتین جو ضروری ہین البتہ
بے ضرورت پوچہنا منع ہے) لوگون نے خوف کیا پوچہنے مین (یعنے ان پر رعب آپکا چہا گیا) تو ایک شخص آیا اور
آپ کی گہٹنون کے پاس بیٹہا اور بولا یا رسول اللہ اسلام کیا ہے آپ نے فرمایا اللہ کے ساتہ کسی کو شریک نکرے

قال
کنایہ
الامة

اور نماز قائم کرے اور زکوۃ دیوے اور رمضان کے روزے رکہے وہ بولا سچ کہا آپنے پہر اوسنے کہا یارسول اللہ ایمان کیا ہے آپنے فرمایا یقین کرے تو اللہ پر اور اُس کی کتابون پہ اور اُس سے ملنے پر اور اُسکے پیغمبرون پر اور یقین کرے تو جی اوٹہنے پر مرنے کے بعد اور یقین کرے تو پوری تقدیر پر وہ بولا سچ کہا آپنے پہر بولا یارسول اللہ احسان کیا ہے آپنے فرمایا اللہ سے ڈرے جیسے تو اُسکو دیکھ رہا ہے اگر تو اُسکو نہین دیکھتا تو وہ تجہے دیکہہ رہا ہے وہ بولا سچ کہا آپنے پہر بولا یارسول اللہ قیامت کب ہوگی آپنے فرمایا جس سے پوچہتا ہے وہ پوچہنے والے سے زیادہ نہین جانتا البتہ مین تجہ سے اوس کی نشانیان بیان کرتا ہون جب تو لونڈی کو دیکہے (یا عورت کو) وہ اپنے مالک اور میان کو جنے تو یہ قیامت کی نشانی ہے اور جب تو دیکہے ننگے پاون ننگے بدن بہرون گونگون (یعنی احمق اور نادانون) کو وہ بادشاہ ہین ملک کے تو یہہ قیامت کی نشانی ہے اور جب تو دیکہے بکریان چرانے والون کو بڑی بڑی عمارتین بنا رہے ہین تو یہ قیامت کی نشانی قیامت غیب کی پانچ باتون مین سے ہے جنکا علم کسی کو نہین سوا خدا کے پہر آپ نے یہ آیت پڑہی اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ اخیر تک یعنی اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم اور برساتا ہے پانی اور جانتا ہے جو ماں کے پیٹ مین ہے اور کوئی نہین جانتا کل کیا کرے گا اور کوئی نہین جانتا کس ملک مین مرے گا پہر وہ شخص کہڑا ہوا (اور چلا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُسکو بلاؤ پہر پاس لوگون نے ڈہونڈہا تو کہین نہ پایا اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ جبرئیل علیہ السلام تہے اُنہون نے چاہا تمکو علم ہو جاوے جب تم نے نہ پوچہا (یعنی تم نے سوال نہ کیا ادب سے) آگئے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام آدمی کے بہیس مین بنکر آئے اور ضروری باتین پوچہہ گئے تاکہ تمکو علم حاصل ہو جاوے

## بَابُ بَیَانِ الصَّلَوٰتِ الَّتِیْ ہِیَ اَحَدُ اَرْکَانِ الْاِسْلَامِ بیان نمازون کا جو ایک رکن ہے اسلام کا

عَنْ طَلْحَۃَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ یَقُوْلُ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ اَہْلِ نَجْدٍ ثَائِرُ الرَّاْسِ یُسْمَعُ دَوِیُّ صَوْتِہٖ وَلَا یُفْقَہُ مَا یَقُوْلُ حَتّٰی دَنَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِذَا ہُوَ یَسْاَلُ عَنِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِی الْیَوْمِ وَاللَّیْلَۃِ فَقَالَ ہَلْ عَلَیَّ غَیْرُہُنَّ فَقَالَ لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ وَصِیَامُ شَہْرِ رَمَضَانَ فَقَالَ ہَلْ عَلَیَّ غَیْرُہٗ فَقَالَ لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ وَذَکَرَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الزَّکٰوۃَ فَقَالَ ہَلْ عَلَیَّ غَیْرُہَا قَالَ لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ قَالَ فَاَدْبَرَ الرَّجُلُ وَہُوَ یَقُوْلُ وَاللّٰہِ لَا اَزِیْدُ عَلٰی ہٰذَا وَلَا اَنْقُصُ مِنْہُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفْلَحَ اِنْ صَدَقَ

ترجمہ طلحہ بن عبید اللہ سے روایت ہے ایک شخص آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس نجد والون مین سے (نجد ایک

ثائر

دنا

قال

ملک ہی عرب میں سے ایک جسکے بال پریشان تھے اوسکی آواز کی گنگناہٹ سنی جاتی تہی لیکن سمجہ میں نہ آتا کیا کہتا ہی یہانتک کہ نزدیک آیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تب معلوم ہوا کہ وہ پوچہتا ہی اسلام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ نمازیں ہیں رات اور دن میں وہ بولا اسکے سوا اور کوئی نماز مجہپر ہی آپنے فرمایا نہیں مگر یہ کہ تو نفل پڑہنا چاہے ف یعنے سوا ان پانچ نمازوں کے اور کوئی نماز فرض نہیں ہے بلکہ سنت ہی یا مستحب تو وتر کی نماز اور عید کی نماز اور گہن کی نماز یہ سب سنت ہیں اور جو کوئی انکو واجب کہتا ہی اوسپر یہ حدیث حجت ہی وہ کہتا ہی کہ شاید اسوقت تک وتر اور عید کی نماز واجب نہوئی ہوگی مگر یہ صرف احتمال ہی ف اور روزے ہیں رمضان کے وہ بولا سوا رمضان کے روزوں کے اور کوئی روزہ مجہپر ہی آپنے فرمایا نہیں مگر یہ کہ تو نفل روزہ رکہنا چاہے ف اور قضا کا روزہ رمضان کا روزہ ہی اور ظہار وغیرہ کی کفارہ میں روزہ متعین نہیں اور چیزوں سے بہی کفارہ ادا ہو سکتا ہی ف پہر آپنے اوس سے زکوۃ کو بیان کیا وہ بولا سوا اسکے اور کوئی زکوۃ ہے مجہپر آپنے فرمایا نہیں مگر یہ کہ تو نفل ثواب کے لیے صدقہ دینا چاہے ف تو صدقہ فطر واجب نہوا اور جو واجب کہتے ہیں وہ خیال کرتے ہیں کہ اوس وقت تک واجب نہوا ہوگا ف راوی نے کہا پہر وہ شخص پیٹہ موڑ کر چلا اور کہتا جاتا تہا قسم خدا کی میں نہ اون سے زیادہ کرونگا نہ ان میں کمی کرونگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مراد پائی اسنے اگر سچا ہے ف یعنے اگر بجا لایا ان سب باتونکو اور کمی نکی اون میں جیسے زبان سے کہتا ہے تو آخرت میں نجات پاویگا اپنی مراد کو پہونچیگا اور جو زیادہ کیا ان سے تو اور بہتر ہے اسکے لیے اس مقام پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ دین کے ارکان اور اعمال اور بہی ہیں پہر اوس شخص نے یہ کیونکر کہا میں ان سے زیادہ نکرونگا جواب اسکا یہ ہی کہ بخاری کی روایت میں ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو شریعت کی باتیں بتلا دیں اور وہ کہتا جاتا تہا قسم خدا کی جسقدر اللہ نے مجہپر فرض کیا ہی میں اوس میں کمی بیشی نہ کرونگا تو فرض میں اور دین کی باتوں میں سب ضروری ارکان اور اعمال آگئے اور نوافل اور سنن کا ادا کرنا نجات کے لیے ضرور نہیں گو ہمیشہ کے لیے سنتوں کا ترک کرنا برا ہے اور ایسے شخص کی گواہی مقبول نہوگی پر وہ گنہگار نہیں ہو سکتا اور نجات ضرور پاویگا۔ اور اس حدیث میں حج کا ذکر نہیں اور بعضی روایتوں میں روزے کا ذکر نہیں ہے۔ قاضی عیاض نے کہا کہ یہ راویوں کا قصور ہے جیسا کہ کسی کو یاد رہا ویسا اوسنے بیان کیا اور چونکہ زیادتی ثقہ کی مقبول ہے تو ساری اعمال اور ارکان جو سب روایتوں کے دیکہنے سے معلوم ہوتی ہیں ضرور ٹہرے بعضی روایتوں میں ناتا ملانا یعنے عزیز داروں سے سلوک اور محبت کرنا اور مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ ادا کرنا بہی اسلام کے ارکان میں سے بیان کیا ہے اور احتمال ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے موقع اور محل دیکہہ کر جو ارکان جس قوم کے لیے زیادہ ضرور ہوں وہی بیان کیے ہوں اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اور ارکان کو جنکی فرضیت اونکو معلوم ہو جاوے خواہ پیشتر سے معلوم تہی بجا نہ لاویں واللہ اعلم ع طلحۃ بن عبید اللہ

[illegible]

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ نَحْوَ حَدِيْثِ مَالِكٍ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْلَحَ وَاَبِيْهِ اِنْ صَدَقَ اَوْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَاَبِيْهِ اِنْ صَدَقَ **ترجمہ**
طلحہ بن عبید اللہ سے دوسری روایت بہی ایسی ہی ہے جیسے اوپر گذری اتنا فرق ہی کہ جب اوس شخص نے کہا قسم خدا کی
مین ماسبین نکمی کرونگا نہ بیشی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نجات پائی اوس نے قسم اس کے باپ کی اگر
سچا ہے یا جنت مین جاویگا قسم اس کے باپ کی اگر سچا ہے **ف** اس حدیث مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم
کہائی اوس کے باپ کی حالانکہ دوسری حدیث مین ہے جو شخص قسم کہانا چاہے تو اللہ کی قسم کہاوے اور ایک حدیث مین
ہے کہ اللہ تعالی منع کرتا ہے تم کو باپ دادون کی قسم کہانے سے جواب اسکا یہہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
یہ فرمانا بطریق عادت اور تکیہ کلام کے تہا کیونکہ عرب لوگ باتون مین اس قسم کی قسم کہا کرتے ہین نہ بطور حلف
کے جسمین تعظیم کسی کے نام کی مقصود ہوتی ہے اور مشابہ کرنا اسکا اللہ جل جلالہ کے ساتھہ یہی جواب صحیح ہے
اور بعضون نے کہا کہ یہہ اوس وقت ہوگا جب خدا کے سوا اور کسی کی قسم کہانا منع نتہا اور صحیح یہہ ہی کہ قسم کہانا اللہ
کے سوا اور کسی کی اس لیے منع ہوئی ہے کہ خدا کے ساتھہ کسی اور کو برابر نہ کیا جاوے یعنی جیسے خدا کے نام کی
عظمت اور بڑائی دل مین ہے ویسی کسی اور کی نہو . نہ کسی اور کے نام کی قسم کو پورا کرنا ایسا لازم اور ضرور سمجہا
جاوے جیسے خدا کے نام کی قسم کو پہر اگر کسی اور کو ایسا بڑا اور بزرگ سمجہکر جیسے خدا کو سمجہتا ہی اوسکی قسم کہاوے
تو وہ شخص مشرک ہو جاویگا اور جو ایسا نہ سمجہے صرف بطور تکیہ کلام یا عادت کے بطور لغو کسی کی قسم کہاوے تو وہ مشرک
نہین ہے مگر چونکہ مشابہ ہی مشرکون کے افعال کے اسلیے اس سے بہی پرہیز کرنا بہتر ہے اور یہی مقصود ہی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا جو آپ نے فرمایا جو شخص قسم کہاوے کسی اور کی سوا خدا کے اوس نے شرک کیا **باب**
السُّؤَالِ عَنْ اَرْكَانِ الْاِسْلَامِ اسلام کے ارکان کو پوچہنے کا بیان **عن** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ
نُهِيْنَا اَنْ نَّسْأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ فَكَانَ يُعْجِبُنَا اَنْ يَّجِيْءَ
الرَّجُلُ مِنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ الْعَاقِلُ فَيَسْأَلَهٗ وَنَحْنُ نَسْمَعُ فَجَاءَ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ
فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اَتَانَا رَسُوْلُكَ فَزَعَمَ لَنَا اَنَّكَ تَزْعُمُ اَنَّ اللّٰهَ اَرْسَلَكَ قَالَ صَدَقَ قَالَ فَمَنْ خَلَقَ
السَّمَاءَ قَالَ اللّٰهُ قَالَ فَمَنْ خَلَقَ الْاَرْضَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى قَالَ فَمَنْ نَصَبَ هٰذِهِ الْجِبَالَ آللّٰهُ اَرْسَلَكَ قَالَ نَعَمْ
قَالَ وَزَعَمَ رَسُوْلُكَ اَنَّ عَلَيْنَا خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِيْ يَوْمِنَا وَلَيْلَتِنَا قَالَ صَدَقَ قَالَ فَبِالَّذِيْ اَرْسَلَكَ
آللّٰهُ اَمَرَكَ بِهٰذَا قَالَ نَعَمْ قَالَ وَزَعَمَ رَسُوْلُكَ اَنَّ عَلَيْنَا زَكٰوةً فِيْ اَمْوَالِنَا قَالَ صَدَقَ قَالَ

م ، ، ، وجعل فيها ما جعل قال الله قال فبالذي خلق السماء ، ، ، خلق الارض ونصب ، ، ، هذه الجبال

فَبِالَّذِی اَرْسَلَکَ اللّٰہُ اٰمَرَکَ بِھٰذَا قَالَ نَعَمْ قَالَ وَزَعَمَ رَسُوْلُکَ اَنَّ عَلَیْنَا صَوْمَ شَھْرِ
رَمَضَانَ فِیْ سَنَتِنَا قَالَ صَدَقَ قَالَ فَبِالَّذِیْ اَرْسَلَکَ اللّٰہُ اٰمَرَکَ بِھٰذَا قَالَ نَعَمْ قَالَ وَزَعَمَ
رَسُوْلُکَ اَنَّ عَلَیْنَا حَجَّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا قَالَ صَدَقَ قَالَ ثُمَّ وَلّٰی قَالَ وَالَّذِیْ
بَعَثَکَ بِالْحَقِّ لَا اَزِیْدُ عَلَیْھِنَّ وَلَا اَنْقُصُ مِنْھُنَّ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَئِنْ صَدَقَ
لَیَدْخُلَنَّ الْجَنَّۃَ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہی ہمکو ممانعت ہوئی تہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی کچہ
پوچہنی کی **ف** اللہ جل جلالہ نے فرمایا یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَ لَکُمْ تَسُؤْکُمْ اخیر تک یعنی
اے ایمان والو مت پوچہو بہت چیزین اگر تم پر کہلین تو تمکو بری لگین اور اگر پوچہوگے جسوقت قرآن اترتا ہی
تو کہولی جاوینگی اللہ نے اون سے درگذر کی ہے اور اللہ بخشتا ہی تحمل والا ویسی باتین پوچہہ چکی ہین کچہ لوگ
تم سے پہلی پہر پوچہکر ہو رہے ان سے منکر گئے ہین یعنی آپ سے نہ پوچہو کہ یہ چیز روا ہے یا نہین بس یہ کام کرین
یا نہ کرین بلکہ جو فرمایا اوسپر عمل کرو جو نہ فرمایا اوسکو معاف جانو تا دین آسان رہی اور جو ہر بات کا جواب آوے
تو دین تنگ ہو جاویگا پہر عمل نکر سکوگے جیسی اگلی لوگ نہ کر سکے پہر کفر کی رسمین تہا ئین کہ پوچہنی کی حاجت
نہین جو اللہ نے نہ فرمایا وہ بے اصل ہے اور اسیطرح بیفائدہ باتین پوچہنے کسی نے پوچہا میرا باپ کون تہا یا میری
عورت گہر مین کس طرح ہے اگر پیغمبر ہر بات کا جواب دی تو شاید برا جواب آوے اور پشیمانی حاصل ہو (موضح
القرآن) تفسیر فتح البیان فی مقاصد القرآن مین امام عالیجاہ مولانا سید محمد صدیق حسن خان بہادر لکہتے
ہین کہ اللہ تعالی نے کثرت سوال سی منع کیا اسلیے کہ کبہی بے حاجت سوال کرنے سے ایک امر جو واجب نہ تہا
واجب ہو جاتا ہے اور بخاری اور مسلم نے انس سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑہا
ایسا کہ کبہی کسی نے ویسا خطبہ نہ سنا تہا ایک شخص بولا میرا باپ کون تہا اوس وقت یہ آیت اوتری بخاری نے
ابن عباس سے بہی ایسا ہی روایت کیا ہے ایک روایت مین ہے کہ وہ پوچہنیوالا عبد اللہ بن حذافہ تہا اوسنے
پوچہا میرا باپ کون ہے آپ نے فرمایا تیرا باپ حذافہ ہی ابن جریر نے ابو ہریرہ سی روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے خطبہ پڑہا اور فرمایا کہ اللہ نے تمپر فرض کیا ہے حج کو ایک شخص کہڑا ہوا اور بولا کیا ہر سال یا رسول
اللہ آپ چپ ہو رہی اوسنے تین بار یہی پوچہا جب آپ نے فرمایا اگر مین ہان کہتا تو حج ہر سال فرض ہو جاتا پہر
تم اوسکو ادا نکر سکتے جو بات مین بیان نکرون تم بہی اوسکو چہوڑ دو یعنے نہ پوچہو اس لیے کہ تم سے پہلے جو لوگ
تہے وہ تباہ ہوئے اپنی بہت پوچہنی کی وجہ سی اور اختلاف کرنے سے اپنی پیغمبرون پر جب مین تمکو کسی بات سی منع

کرون تو اوس سے بچو اور جب کسی بات کا حکم کرون تو اوسکو بجا لاؤ جہانتک تم سے ہو سکے اور یہ آیت اسی باب مین
اتری بخاری اور مسلم نے سعد بن ابی وقاص سے روایت کیا کہ لوگ ایک چیز کو پوچھتے جو حلال ہوتی پہر پوچھتے پھر پوچھتے
یہانتک کہ وہ شی حرام ہو جاتی جب حرام ہو جاتی تو اوسکو کرنے لگتے ابن منذر نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بڑا گناہ اوس مسلمان پر ہے جس نے پوچھا ایک شی کو اور وہ حرام نہ تھی پہر اوسکے پوچھنے
سے حرام ہوئی اور ابن جریر اور ابن منذر اور حاکم نے ابو ثعلبہ خشنی سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا اللہ نے حدین باندہ دین ہین پہر اوسکے آگے مت بڑہو اور فرض تبلا دیے ہین انکو ادا کرو اور
حرام کر دیا ہے جن چیزون کو انکو مت کرو اور جن باتونکو نہین بیان کیا اونکو بہولا نہین بلکہ رحمت ہے اوسکی
تمہارے اوپر تو چپ ہو رہو اور انکی بحث مت کرو انتہی ۔ اگرچہ یہ ممانعت بیفائدہ سوال کرنے سے اور بیکار چیزون کے
پوچھنے سے تہی اور یہ مطلب حضرت صلعم کا نہ تہا کہ لوگ ایمان کی باتین یا ضروری کام دین کے نہ پوچھین کیونکہ ان باتون
کے تبلانے کے لیے تو خود حضرت بہیجے گئے تہے پر صحابہ ڈر کر بعضے وقت پوچھنے کی بات کو بہی نہ پوچھتے اور منتظر رہتے کہ
کوئی نیا ناواقف شخص آوے اور وہ پوچھے ہم بہی سن لین اور سمجھ لین **ف** تو ہم کو اچھا معلوم ہوتا کہ
کوئی شخص جنگل کے رہنے والون مین سے آوے مگر سمجھدار ہو آپ سے کچھ پوچھے ہم سنین تو ایک شخص آیا جنگل کے
ضمام بن ثعلبہ ۱۲
رہنے والون مین سے اور کہنے لگا اے محمد تمہارا ایلچی ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا تم کہتے ہو کہ اللہ نے تمکو بہیجا ہے آپ نے
فرمایا سچ کہا اوس ایلچی نے وہ شخص بولا تو آسمان کس نے پیدا کیا آپ نے فرمایا اللہ نے پہر اوسنے کہا زمین کس نے
پیدا کی آپ نے فرمایا اللہ نے پہر اوسنے کہا پہاڑون کو کس نے کھڑا کیا اور انمین جو چیزین ہین وہ کس نے پیدا
کین آپ نے فرمایا اللہ نے تب اوس شخص نے کہا قسم ہے اوس کی جس نے آسمان پیدا کیا اور زمین بنائی اور پہاڑ کو
کھڑا کیا کیا اللہ نے سچ مچ آپ کو بہیجا ہے آپ نے فرمایا ہان **ف** پہلے اس شخص نے خدا کو دریافت کیا پہر رسالت
کی تصدیق کی بعد اوس کے اعمال کو دریافت کیا یہ ترتیب نہایت عمدہ ہے اور یہ ایک کافی قرینہ ہے اس بات کا کہ
پوچھنے والا اگرچہ جنگلی تہا پر عاقل اور سمجھدار تہا ابن الصلاح نے کہا کہ اس حدیث مین دلیل ہے اون لوگون کے لیے
جو مقلدین عوام کا ایمان درست جانتے ہین اسلیے کہ عوام کو بہی یقین حاصل ہوتا ہے اور شک اور تزلزل نہین ہوتا
برخلاف معتزلہ کے کہ وہ مقلد کے ایمان کو صحیح نہین سمجھتے اور یہ حدیث حجت ہے اون پر کیونکہ آپ نے اس شخص کے
ایمان کو جائز رکہا اور یہ نہین کہا کہ تجھکو ان باتون پر یقین کرنے کے لیے دلیل اور معجزے کا دیکھنا ضرور ہے
معتزلہ یہ کہتے ہین کہ گو مقلد کا اعتقاد مضبوط ہوتا ہے پر اوسکی مضبوطی پہ بہروسا نہین ہو سکتا اسلیے کہ اوسکے نقیض

دلیل ہے ایک آدمی کی بات کو مان لینا ہے پھر اگر کوئی دوسرا آدمی شک ڈالدے تو اوسکا اعتقاد پھٹ سکتا ہے اُسکا جواب یہ ہے کہ جبتک اُسکو
شک پیدا نہوا اس وقت تک تو اُسکا ایمان صحیح ہے کیونکہ وہ برابر ہے محقق کے ایمان کے جسنے دلائل میں غور کر کے حاصل کیا ہے اب مقلب
القلوب جل جلالہ عز وجل ہے وہ چاہے تو ایمان پر ثابت رکھے چاہے تو لٹکا دیوے بڑے بڑے محقق وسوسون مین پڑ کر گمراہ ہوگئے ہین اور مقلد
کامیاب ہوگئے ہین اگرچہ اسمین کچھ شک نہین کہ اعلیٰ درجہ تحقیق کا ہے اور جہانتک تحقیق ممکن ہو تقلید کی راہ چلنا بہتر نہین ہے تقلید مین کچھ
حلاوت اور ذائقہ ہے پر اس سے کو وہی سمجھتے ہین جو محقق ہین **ف** پھر وہ شخص بولا آپکے ایلچی نے ہم سے کہا کہ ہمپر پانچ نمازین ہین ہر
دن اور رات مین آپنے فرمایا اوسنے سچ کہا وہ شخص بولا قسم اُسکی جسنے آپکو بھیجا کیا اللہ نے اُن نمازونکا آپکو حکم کیا ہے آپنے فرمایا ہان
پھر وہ شخص بولا آپکے ایلچی نے کہا کہ ہمپر زکوۃ ہے ہمارے مالون کی آپنے فرمایا اوسنے سچ کہا وہ شخص بولا قسم اوس کی جسنے آپ
کو بھیجا کیا اللہ نے آپکو زکوۃ کا حکم کیا ہے آپنے فرمایا ہان پھر وہ شخص بولا آپ کی ایلچی نے کہا کہ ہمپر رمضان کے روزے ہین ہر
سال آپنے فرمایا اوسنے سچ کہا وہ شخص بولا قسم اوسکی جسنے آپکو بھیجا کیا اللہ نے آپکو ان روزون کا حکم کیا ہے آپنے فرمایا ہان پھر وہ شخص بولا آپکے ایلچی نے کہا کہ ہمپر حج ہے بیت اللہ کا
جو کوئی راہ چلنے کی طاقت رکھے (یعنے خرچ راہ اور سواری ہو اور رستہ مین امن ہو) آپنے فرمایا سچ کہا اوسنے یہ سنکر
وہ شخص پیٹھ موڑ کر چلا اور کہنے لگا قسم اوسکی جسنے آپ کو سچا پیغمبر کرکے بھیجا مین ان باتون سے زیادہ کرونگا نہ کم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر سچا ہے یہ تو جنت مین جاوے گا **ف** امام نووی نے کہا اس حدیث سے یہ
بات نکلتی ہے کہ ایک شخص کی خبر معتبر ہے اور اُسپر عمل کرنا چاہیے جب تو آپ نے دین کی باتین بتلانے کے لیے ایک ایلچی
روانہ کیا اور یہ شخص جو آیا تھا اُسکا نام ضمام بن ثعلبہ تھا قاضی عیاض نے کہا ظاہر یہ ہے کہ یہ شخص مسلمان ہوکر آیا تھا مگر اسلام
کی باتون کو اچھی طرح تحقیق کرنے کے لیے حضرت سے خود پوچھ لیا حاکم ابو عبد اللہ نے کتاب المعرفۃ مین کہا کہ یہ حدیث دلیل ہے
اس بات کی کہ علو اسناد طلب کرنا جائز ہے کیونکہ اس شخص نے پہلے تمام باتین دین کے ایلچی کے وسطے سے سُنی تھین
پھر بے واسطہ نکالکر خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُننے کو آیا **عن** اَنَسٍ كُنَّا نُهِينَا فِي الْقُرْاٰنِ اَنْ نَّسْاَلَ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِمِثْلِهٖ **ترجمہ** انس بن مالک سے روایت ہے ہمکو
قرآن مین منع ہوا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات پوچھین پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح **باب** بَيَانِ الْاِيْمَانِ الَّذِيْ
يُدْخَلُ بِهِ الْجَنَّةَ وَاَنَّ مَنْ تَمَسَّكَ بِمَا اُمِرَ بِهٖ دَخَلَ الْجَنَّةَ باب بیان مین اُس ایمان کے جس سے آدمی جنت مین جاویگا اور بیان
اس بات کا جو کوئی حکم بجالاوے وہ جنت مین جاویگا **عن** اَبِيْ اَيُّوْبَ اَنَّ اَعْرَابِيًّا عَرَضَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ
فِيْ سَفَرٍ فَاَخَذَ بِخِطَامِ نَاقَتِهٖ اَوْ بِزِمَامِهَا ثُمَّ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوْ يَا مُحَمَّدُ اَخْبِرْنِيْ بِمَا يُقَرِّبُنِيْ مِنَ الْجَنَّةِ وَمَا يُبَاعِدُنِيْ مِنَ النَّارِ
قَالَ فَكَفَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَظَرَ فِيْ اَصْحَابِهٖ ثُمَّ قَالَ لَقَدْ وُفِّقَ اَوْ لَقَدْ هُدِيَ قَالَ
كَيْفَ قُلْتَ قَالَ فَاَعَادَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْبُدُ اللّٰهَ لَا تُشْرِكُ

بِهٖ شَيْئًا وَتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ دَعِ النَّاقَةَ ترجمہ ابوایوب (خالد
بن زید) انصاری سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر مین جا رہے تھے اتنے مین ایک جنگلی شخص آیا
اور آپ کی اونٹنی کی رسی یا نکیل پکڑ لے اڑے آنکر اور کہا یا رسول اللہ یا یون کہا یا محمد مجھے بتلاؤ وہ چیز جو نزدیک
کرے مجھکو جنت سے اور دور کرے جہنم سے یہ سنکر آپ رک گئے اور دیکھا آپنے اصحاب کیطرف پھر فرمایا اسکو توفیق
دی گئی یا ہدایت کی گئی (یعنے خدا نے اسکی مدد کی اور اسباب کی پوچھنے کی اوسکو طاقت دی توفیق کہتے
ہین نیک بات کی قدرت دینے کو اور خذلان بری بات کی قدرت دینے کو) آپ نے فرمایا (اوس جنگلی سے) تو
نے کیا کہا اوسنے پھر وہی کہا (یعنے مجھکو وہ بات بتلایئے جو جنت سے نزدیک کرے اور جہنم سے دور) تب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کو پوج اور اوسکے ساتھ کسی کو شریک نکر اور ادا کر نماز کو اور دے زکوۃ اور ناتے
کو ملا دے (یعنے عزیزون رشتہ دارون کے ساتھ سلوک کر اگر وہ برائی کرین یا ملاقات ترک کرین تو تو نیکی کر
اور ان سے ملتا رہ) چھوڑ دے اونٹنی کو (کیونکہ اب تیرا کام ہوگیا **ف** اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی
ہے کہ اگر چلتے چلتے بھی کوئی شخص دین کی بات پوچھے تو ٹھہرنا چاہیے اور اسکو بتلانا چاہیے اور دین کی بات
بتلانے مین علم ہوتے ساتے سستی کرنا بری بات ہے حدیث مین آیا ہے کہ جو کوئی چپ ہو رہے حق بات سے وہ گونگا
شیطان ہے **عَنْ** اَبِيْ اَيُّوْبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ هٰذَا الْحَدِيْثِ ترجمہ
ابوایوب سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے **عَنْ** اَبِيْ اَيُّوْبَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دُلَّنِيْ عَلٰى عَمَلٍ اَعْمَلُهٗ يُدْنِيْنِيْ مِنَ الْجَنَّةِ وَيُبَاعِدُنِيْ مِنَ النَّارِ قَالَ
تَعْبُدُ اللّٰهَ لَا تُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا وَتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَتَصِلُ ذَا رَحِمِكَ فَلَمَّا اَدْبَرَ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ تَمَسَّكَ بِمَا اُمِرَ بِهٖ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ
اَبِيْ شَيْبَةَ اِنْ تَمَسَّكَ بِهٖ ترجمہ ابوایوب سے روایت ہے ایک شخص آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس
اور کہنے لگا مجھکو بتلایئے کوئی ایسا کام جسکو مین کرون وہ نزدیک کردے مجھکو جنت سے اور دور کر دیوے جہنم سے
آپنے فرمایا وہ کام یہ ہے کہ تو پوجے اللہ کو اور شریک نکرے اسکا کسی کو اور قائم کرے نماز کو اور دیوے زکوۃ
کو اور ملا دے ناتے کو جب وہ پیٹھ پھیر کر چلا آپنے فرمایا اگر یہ چلیگا اون باتون پر جنکا حکم کیا گیا یا مین نے جنکا حکم کیا
تو جنت مین جاویگا **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ اَعْرَابِيًّا جَاءَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ دُلَّنِيْ عَلٰى عَمَلٍ اِذَا عَمِلْتُهٗ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَالَ تَعْبُدُ اللّٰهَ لَا تُشْرِكُ

بِهٖ شَيْئًا وَتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ الْمَكْتُوْبَةَ وَتُؤَدِّي الزَّكٰوةَ الْمَفْرُوْضَةَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ قَالَ وَالَّذِيْ
نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا اَزِيْدُ عَلٰى هٰذَا شَيْئًا اَبَدًا وَّلَا اَنْقُصُ مِنْهُ فَلَمَّا وَلّٰى قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى هٰذَا **ترجمہ** ابوہریرہ رض سے روایت
ہے ایک گنوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ مجھکو بتلایئے کوئی ایسا کام جب مین اُسکو
کرون تو جنت مین جاؤن آپ نے فرمایا وہ کام یہہ ہی کہ پوجے تو اللہ کو اور اوسکے ساتھہ کسی کو شریک نکرے
اور قائم کرے تو نماز کو اور دیوے تو زکوٰۃ کو جو فرض ہے اور روزے رکھے رمضان کے وہ شخص بولا قسم اُسکی جسکے ہاتھہ
مین میری جان ہے مین نہ اس سے زیادہ کرونگا نہ اس سے کم جب وہ پیٹھہ پھیر کر چلا آپنے فرمایا جو خوش ہو اس بات سے
کہ وہ ایک جنتی کو دیکھے تو اسکو دیکھے **ف** شاید اللہ جل جلالہ نے آپ کو آگاہ کر دیا ہوگا کہ یہ شخص ضرور جنت
مین جاویگا کیونکہ یہ ان کامون کو بجا لاویگا اور ہمیشہ کریگا یہان تک کہ اوسکا خاتمہ بالخیر ہوگا **باب**
مَنْ قَامَ عَلَى الْاِيْمَانِ وَالشَّرَائِعِ دَخَلَ الْجَنَّةَ **ترجمہ** باب جو شخص قائم ہو ایمان پر اور شرعون پر وہ داخل جنت
مین **عن** جَابِرٍ قَالَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النُّعْمَانُ بْنُ قَوْقَلٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
اَرَاَيْتَ اِذَا صَلَّيْتُ الْمَكْتُوْبَةَ وَحَرَّمْتُ الْحَرَامَ وَاَحْلَلْتُ الْحَلَالَ اَدْخُلُ الْجَنَّةَ فَقَالَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ **ترجمہ** جابر رض سے روایت ہے نعمان بن قوقل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا
اور عرض کیا یا رسول اللہ اگر مین فرض نماز ادا کرون اور حرام کو حرام سمجھون (اور اوس سے باز رہون) اور حلال
کو حلال سمجھون (اگرچہ اوسکو نکرون) تو مین جنت مین جاؤنگا آپ نے فرمایا ہان **عن** جَابِرٍ رض قَالَ
قَالَ النُّعْمَانُ بْنُ قَوْقَلٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِمِثْلِهٖ وَزَادَ فِيْهِ وَلَمْ اَزِدْ عَلٰى ذٰلِكَ شَيْئًا **ترجمہ** دوسری
روایت بھی ایسی ہی ہے اتنا زیادہ ہی کہ نعمان نے کہا مین اس سے زیادہ کچھہ نکرون (یعنے فرض ادا کرون حرام کو
حرام حلال کو حلال سمجھون اس سے زیادہ کچھہ نکرون) **عن** جَابِرٍ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَرَاَيْتَ اِذَا صَلَّيْتُ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوْبَاتِ وَصُمْتُ رَمَضَانَ وَاَحْلَلْتُ الْحَلَالَ
وَحَرَّمْتُ الْحَرَامَ وَلَمْ اَزِدْ عَلٰى ذٰلِكَ شَيْئًا اَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَاللّٰهِ لَا اَزِيْدُ عَلٰى ذٰلِكَ
شَيْئًا **ترجمہ** جابر رض سے روایت ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا مین اگر فرض نمازون کو
ادا کرون اور رمضان کے روزے رکھون اور حلال کو حلال سمجھون اور حرام کو حرام اس سے زیادہ کچھہ نہ کرون تو
جنت مین جاؤنگا آپنے فرمایا ہان وہ شخص بولا قسم خدا کی مین اس سے زیادہ کچھہ نہ کرونگا **باب** بیان ارکان

(حاشیہ: ن: اَدْخُلُ)
(حاشیہ: نسخہ: اَاَدْخُلُ)

الاسلام و دعائمه العظام اسلام کے بڑے بڑے ارکان اور ستون کا بیان عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسَةٍ عَلٰی اَنْ یُّوَحَّدَ اللّٰهُ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِیْتَاءِ
الزَّکٰوةِ وَصِیَامِ رَمَضَانَ وَالْحَجِّ فَقَالَ رَجُلٌ الْحَجِّ وَصِیَامِ رَمَضَانَ قَالَ لَا صِیَامِ رَمَضَانَ وَالْحَجِّ هٰکَذَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

عبداللہ بن عمر سے روایت ہے انہوں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ سے آپ نے فرمایا اسلام بنا کیا گیا ہے پانچ چیزوں پر اللہ
پانچ ستونوں پر اسلام کھڑا ہے یہ تشبیہ ہے اسلام کو ایک گھر کی مانند سمجھو یا چھت کی جس میں پانچ کھمبے ہوں اللہ
جل جلالہ کی توحید نماز قائم کرنا زکوۃ دینا رمضان کے روزے رکھنا حج کرنا ایک شخص بولا حج اور رمضان کے روزے (یعنی حج کو پہلے کیا اور روزہ
کو بعد) ابن عمر نے کہا نہیں رمضان کے روزے اور حج میں نے یوں ہی سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے **ف** مگر دوسری روایت خود ابن
عمر سے بتقدیم حج مروی ہے پھر انہوں نے اس شخص پر کیسے انکار کیا اسکا جواب علماء نے یوں دیا ہے کہ انہوں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کو دوبار سنا ہوگا ایک بار بتقدیم صوم اور ایکبار بتقدیم حج پھر
اوس شخص کے سامنے وہ روایت نقل کی جو بتقدیم صوم تھی جب اوس نے حج کو پہلے کیا تو ابن عمر نے اوس پر
انکار کیا کہ تو اس بات کو کیا جانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں ہی فرمایا بتقدیم صوم اور اس سے یہ بات
نہیں نکلتی کہ انہوں نے دوسری طرح سے یہ روایت نہیں سنی اور احتمال ہے کہ ابن عمر اوس وقت بتقدیم حج کی روایت
کو فراموش کر گئے ہوں اسلیے انہوں نے اسکا انکار کیا پھر یاد آئی تو اسکو روایت کیا حافظ ابن الصلاح نے کہا
ابن عمر کی مخالفت اس ترتیب پر دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ واو کلام عرب میں ترتیب کے لیے آتی ہے اور یہ
مذہب ہے بہت فقہاء شافعیہ اور بعض نحویوں کا لیکن جو لوگ واو سے ترتیب نہیں نکالتے جیسے جمہور کا قول ہے
اور وہی مختار ہے وہ کہتے ہیں کہ ابن عمر کا یہ انکار اسلیے نہ تھا کہ واو ترتیب کو مقتضی ہے بلکہ اس لیے کہ رمضان
کے روزے سنہ ۲ ہجری میں فرض ہوئے اور حج سنہ ۶ یا سنہ ۹ ہجری میں فرض ہوا تو روزے کو پہلے ذکر کرنا مناسب
ہے پھر تقدیم حج کی روایت بالمعنی ہے اور اس میں تصرف ہوا ہے تقدیم اور تاخیر سے نووی نے کہا ابن الصلاح
کی یہ تقریر مسلم نہیں کیونکہ دونوں روایتیں صحیح ہیں اور دونوں میں منافاۃ نہیں اور اس قسم کا احتمال روایات
میں بے فائدہ قدح پیدا کرتا ہے اور ابو عوانہ اسفرائنی نے کتاب مخرج علی صحیح مسلم میں انکار ابن عمر کا صیام
کی تقدیم پر نقل کیا ہے اور یہ برعکس ہے مسلم کی روایت کے لیکن ابن الصلاح نے کہا کہ یہ روایت مسلم کی روایت
کا مقابلہ نہیں کر سکتی نووی نے کہا احتمال ہے کہ یہی صحیح ہو اور شاید یہ واقعہ دو بار پیش آیا ہو واللہ اعلم
(نووی) عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ

عَلٰی اَنْ یُّعْبَدُ اللّٰہُ وَیُکْفَرَ بِمَا دُوْنَہٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ وَحَجِّ الْبَیْتِ وَصَوْمِ
رَمَضَانَ ترجمہ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام کھڑا کیا گیا ہے
پانچ ستون پر ایک یہ کہ اللہ ہی کی عبادت کیجاوے اور اسکے سوا کا (تمام جھوٹے خداؤں کا) انکار کیا جاوے دوسرے
نماز پڑہنا تیسری زکوۃ دینا چوتھی بیت اللہ کا حج کرنا پانچوین رمضان کے روزے رکہنا عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ
بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَھَادَۃِ اَنْ
لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ وَحَجِّ الْبَیْتِ
وَصَوْمِ رَمَضَانَ ترجمہ عبد اللہ بن عمر رضی سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام بنایا
گیا ہے پانچ چیزون پر ایک تو گواہی دینا اس بات کی کوئی سچا معبود نہین سوا خدا کے اور حضرت محمد اسکے
کے بندے ہین اور اوسکے بھیجے ہوے دوسرے قائم کرنا نماز کو تیسری زکوۃ دینا چوتھی حج کرنا خانہ کعبہ کا
پانچوین رمضان کے روزے رکہنا عَنْ طَاؤُسٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَلَا تَغْزُوْا فَقَالَ
اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ الْاِسْلَامَ بُنِیَ عَلٰی خمس
خَمْسَۃٍ شَھَادَۃِ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ وَصِیَامِ رَمَضَانَ وَحَجِّ الْبَیْتِ۔
ترجمہ طاؤس سے روایت ہے عبد اللہ بن عمر سے ایک شخص نے کہا تم جہاد کیون نہین کرتے انہون نے کہا مین
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے اسلام کے پانچ کہم (ستون) ہین ایک تو گواہی
دینا اس بات کی کوئی معبود برحق نہین سوا خدا کے دوسری نماز پڑہنا تیسری زکوۃ دینا چوتھی رمضان
کے روزے رکہنا پانچوین خانہ کعبہ کا حج کرنا ف اور جہاد اس قسم کا رکن نہین کہ ہر مسلمان کو اسکا
کرنا ضرور ہو بلکہ جہاد فرض کفایہ ہے اگر بعضون نے کیا تو سب کیطرف سے الزام جاتا رہا البتہ اگر کوئی بھی
نہ کرے تو سب گناہگار رہینگے یہ اسوقت ہے جب جہاد مین سب مسلمانون کے شریک ہونیکی ضرورت نہو اور جو جماعت
جہاد کر رہی ہو وہ دشمن کے مقابلے کے لیے کافی ہو اور جب کافر ہجوم کر آوین اور جہاد کرنے والے مسلمان انکے
مقابلے سے عاجز ہون تو اسوقت سب پر جہاد فرض ہو جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ ابن عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ جہاد مین شریک ہو چکے تھے پھر یہ واقعہ اس وقت کا ہوگا جب وہ بوڑھے ہو گئے یا اور کسی عذر سے انکو
جہاد مین جانیکی طاقت نہ ہوگی یا وہ فتنہ کا وقت ہوگا جب خود مسلمان ایک دوسرے سے لڑ رہے تھے ایسے وقت مین
تو گھر بیٹھ رہنا بہت عمدہ ہے باب الامر بالایمان باللّٰہ تعالٰی وَرَسُوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

وَسَلَّمَ وَشَرَائِعِ الدِّیْنِ وَالدُّعَاءِ اِلَیْهِ وَالسُّؤَالِ عَنْهُ وَحِفْظِهٖ وَتَبْلِیْغِهٖ مَنْ لَّمْ یَبْلُغْهُ ترجمہ
باب حکم کرنیکا اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لانے کے لیے اور دین کے احکام پر لوگون کو بلانا اوس طرف اور پوچھنا اوس
یاد رکھنا دین کی باتون کو اور پہونچانا دین کا اون لوگون کو جنکو نہین پہونچا **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ
قَالَ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَیْسِ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا هٰذَا الْحَیَّ
مِنْ رَّبِیْعَةَ وَقَدْ حَالَتْ بَیْنَنَا وَبَیْنَكَ كُفَّارُ مُضَرَ وَلَا نَخْلُصُ اِلَیْكَ اِلَّا فِیْ شَهْرِ الْحَرَامِ فَمُرْنَا
بِاَمْرٍ نَعْمَلُ بِهٖ وَنَدْعُوْ اِلَیْهِ مَنْ وَّرَآءَنَا قَالَ اٰمُرُكُمْ بِاَرْبَعٍ وَّاَنْهَاكُمْ عَنْ اَرْبَعٍ اَلْاِیْمَانِ
بِاللّٰهِ ثُمَّ فَسَّرَهَا لَهُمْ فَقَالَ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامُ الصَّلٰوةِ
وَاِیْتَاءُ الزَّكٰوةِ وَاَنْ تُؤَدُّوْا خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ وَاَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِیْرِ وَ
الْمُقَیَّرِ وَزَادَ خَلَفٌ فِیْ رِوَایَتِهٖ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَعَقَدَ وَاحِدَةً **ترجمہ** ابن عباس سے
روایت ہے عبد القیس کے وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے **ف** وفد کہتے ہین اون لوگون کو جو ایک
جماعت یا قوم کیطرف سے منتخب ہوکر بھیجے جاوین کسی ضروری کام کے واسطے بادشاہ یا وزیر یا کسی سردار
کیطرف اور عبد القیس ایک شخص کا نام ہے جسکی اولاد کو عبد القیس کہتے ہین اور یہ ایک شاخ ہے ربیعہ کی جو ایک بڑا
قبیلہ تھا عرب مین یہ لوگ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے تھے چودہ سوار تھے جنکا سردار اشج عصری تھا
اور ان لوگون مین تھے مزیدہ بن مالک محاربی اور عبیدہ بن ہمام محاربی اور صحار بن عباس مری اور عمرو بن مرحوم
عصری اور حارث بن شعیب عصری اور حارث بن جندب اور باقی لوگون کا نام معلوم نہین ہوا اور ان لوگون کے
آنیکا یہ سبب تھا کہ منقذ بن حیان ایک شخص تھا جو اکثر مدینہ منورہ مین تجارت کے لیے آیا کرتا جاہلیت کے زمانے مین ایکبار
وہ چادرین اور کھجورین ہجر (ایک بستی کا نام ہے) سے مدینہ مین لیکر آیا اوسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکے
سے مدینے کو ہجرت کر چکے تھے منقذ راہ مین بیٹھا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اودہر سے گذرے منقذ آپکو
دیکھکر اوٹھہ کھڑا ہوا آپ نے فرمایا منقذ تمہاری قوم کے سب لوگون کا کیا حال ہے پھر آپنے اوسکی قوم کے بڑون
بڑون مین سے ہر ایک کا نام لیا منقذ یہ معجزہ دیکھکر حیران ہوا اور اسیوقت اسلام لایا اور سورہ فاتحہ اور اقرأ
سیکھا پھر ہجر کیطرف جانے لگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکے ساتھہ ایک خط روانہ کیا عبد القیس کے لوگون کو وہ
خط منقذ نے عبد القیس کے لوگون کو نہین دیا اور اپنے پاس چھپا رکھا ایکبار منقذ کی جورو جو اشج عصری کی بیٹی
تھی (اشج کا نام منذر بن عائذ تھا لیکن حضرت نے اوسکا نام اشج رکھا کیونکہ اوسکی پیشانی مین ایک چوٹ کا

نشان تہا) اوس نے اپنے خاوند کو نماز اور قرآن پڑہتے دیکہکر اپنے باپ منذر سے اسکا ذکر کیا اور یہ کہا کہ میرے خاوند کا جب سے وہ مدینہ سے لوٹ کر آیا ہے عجب حال ہو گیا ہے ہاتہہ پاؤن دہوتا ہے پہر اسطرف (یعنی قبلے کیطرف منہ کرکے کبہی پیٹ جہکاتا ہے (رکوع) کبہی زمین پر گرتا ہے (سجدہ) جب منذر اُسکے خاوند سے ملا اور دونون کی باتین ہوئین تو اشج کے دل مین اسلام کا خیال جم گیا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط لیکر اپنی قوم پاس آیا اور پڑہکر سنایا اون سبہون کا دل اسلام کیطرف مائل ہوا اور انہون نے ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف روانہ کی جسکا سردار اشج کو کیا جب وہ مدینہ سے قریب پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا تمہارے پاس عبد القیس کے لوگ آتے ہین جو پورب والون مین سب سے بہتر ہین اور اُن مین اشج بہی ہے وہ لوگ پہرنیوالے نہین رنگ کرنیوالے **ف** اور کہا یا رسول اللہ ہم ربیعہ کے قبیلہ مین سے ہین اور ہمارے اور آپکے بیچ مین مضر کے کافر روک ہین مضر (یہی ایک قبیلہ کا نام ہے اوسکے لوگ کافر تہے اور وہ عبد القیس اور مدینہ کے بیچ مین رہتے تہے عبد القیس کے لوگون کو آنے نہ دیتے تہے) اور ہم نہین آسکتے آپ تک مگر حرام مہینے مین (عربکے نزدیک چار مہینے حرام تہے (یعنے ذیقعدہ اور ذیحجہ اور محرم اور رجب) ان مہینون مین وہ لوٹ مار نہ کرتے اور مسافرون کو نہ ستاتے اسوجہ سے ان مہینون مین مسافر سفر کیا کرتے اور بے کہٹکے راہ چلتے) تو بتلایئے ہمکو کوئی ایسی بات جسپر ہم عمل کرین اور ہماری طرف کے لوگون کو بہی اوسطرف بلاوین آپنے فرمایا مین تمکو حکم کرتا ہون چار باتون کا اور منع کرتا ہون چار باتون سے پہر بیان کیا اونکو حکم کرتا ہون کہ گواہی دو اسبات کی کوئی برحق معبود نہین سوا خدا کے اور حضرت محمد اوسکے بہیجے ہوئے ہین اور قائم کرو نماز کو اور ادا کرو زکوۃ کو اور ادا کرو پانچوان حصہ غنیمت کے مال مین سے **ف** دوسری روایت مین پانچ باتین مذکور ہین چار تو یہی اور ایک رمضانکے روزے اور بخاری کی روایت مین بہی پانچ باتین ہین اس مقام پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ آپ نے چار باتین فرمائین اور ذکر کیا پانچ کو علماء نے اسکا جواب کئی طرح سے دیا ہے سب سے ظاہر وہ ہے جو ابن بطال نے کہا کہ اصل مقصود چار ہی باتین تہین ہین یعنی توحید اور نماز اور زکوۃ اور روزہ مگر ایک بات غنیمت کے خمس کے زیادہ بتلائی اسلیے کہ وہی لوگ کفار مضر کے قریب رہتے تہے اور انکو جہاد کرنا پڑتا تہا اور غنیمتین ملتی تہین اور ابن الصلاح نے کہا واَن تودّوا کا عطف شہادة ان لا الہ الا اللہ پر نہین ہے تا کہ پانچ باتین ہون بلکہ اربع پر ہے تو مطلب یہ ہوا مین تمکو حکم کرتا ہون چار باتون کا اور ایک اور بات کا **ف** منع کرتا ہون دُبّا سے (یعنی کدو کے تونبے) اور حنتم سے **ف** حنتم کی تفسیر مین علماء کے کئی اقوال ہین صحیح یہی ہے کہ حنتم کہتے ہین سبز لاکہی گہڑون کو اور یہ تفسیر خود صحیح مسلم مین کتاب الاشربہ مین ابو ہریرہ سے منقول ہے

اور یہی قول ہے عبد اللہ بن مغفل اور اکثر اہل لغت کا اور بعضوں نے کہا کہ حنتم ہر ایک گھڑے (ٹھلیا) کو کہتے ہیں اور
یہ عبد اللہ بن عمر اور سعید بن جبیر اور ابو سلمہ کا قول ہے بعضوں نے کہا کہ حنتم ایک قسم کے گھڑے ہیں جو مصر سے آتے ہیں
وہ اندر سے روغنی ہوتے ہیں اور یہ انس بن مالک اور ابن ابی لیلی سے منقول ہے انہوں نے کہا وہ لال ہوتے ہیں بعضوں
نے کہا کہ حنتم لال رنگ کی گھڑے ہیں اونمیں مصر سے شراب آیا کرتا تھا حضرت عائشہ سے منقول ہے اور ابن ابی لیلی
نے کہا کہ طائف سے اسمیں شراب آتا تھا اور کچھ لوگ انمیں نبیذ بنایا کرتے تھے بعضوں نے کہا کہ حنتم وہ گھڑے ہیں
جو مٹی اور بال اور خون سے بنتی ہے اور یہ عطا سے منقول ہے (نووی) **ف** اور نقیر سے (یعنے چوبین برتن
سے ایک لکڑی کو لیکر اوسکو کہود کر کڑا سا بنا لیتے تھے) اور مُقیّر سے **ف** مُقیّر قار سے نکلا ہے یعنے جس برتن پر
قار چڑہا ہو قار زفت کو کہتے ہیں اور بعضوں نے کہا زفت ایک قسم ہے قار کی اور اول قول صحیح ہے کیونکہ ابن عمر سے
بسند صحیح منقول ہے کہ مزفت اور مقیر ایک چیز ہے اور قار اور زفت ہندی میں رال کو کہتے ہیں **ف** خلف بن
ہشام نے اپنی روایت میں اتنا زیادہ کیا کہ گواہی دینا اس بات کی کوئی سچا معبود نہیں سوا خدا کے اور اشارہ
کیا آپ نے اونگلی سے ایک کا **ف** یہ جو ان چاروں قسم کے برتنوں سے ممانعت کی اوس سے غرض یہ ہے کہ ان
برتنوں میں شربت نہ بناؤ یعنی کھجور اور انگور اون میں نہ بھگوؤ اس لیے کہ ان برتنوں میں شراب تیار ہوا
کرتا تھا اور نشہ اون میں جلدی پیدا ہو جاتا ہے اور چمڑے میں شربت بھگونے کی ممانعت نہیں کی کیونکہ
چمڑا لطیف ہے اوسمیں نشہ والی چیز نہیں چھپتی بلکہ اکثر چمڑا تیز شراب سے پھٹ جاتا ہے اور یہ ممانعت بھی اول
اسلام میں تھی پھر بریدہ کی حدیث سے منسوخ ہو گئی اوس میں یہ ہے کہ میں نے تمکو منع کیا تھا شربت بھگونے
سے سوا چمڑے کے اور برتنوں میں لیکن اب بھگوؤ ہر برتن میں اور نہ پیو اوس شراب کو جو نشہ لاوے روایت کیا
اسکو مسلم نے اور یہی قول ہے جمہور علما کا اور خطابی نے کہا کہ صحیح یہی ہے کہ یہ ممانعت منسوخ ہو گئی اور ایک جماعت
علما نے اس ممانعت کو قائم رکہا ہے اور یہی قول ہے مالک اور احمد اور اسحاق کا اور یہی منقول ہے عمر اور ابن عباس
سے (نووی) **عن** أَبِي جَمْرَةَ قَالَ كُنْتُ أُتَرْجِمُ بَيْنَ يَدَيِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَبَيْنَ النَّاسِ
فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ تَسْأَلُهُ عَنْ نَبِيذِ الْجَرِّ فَقَالَ إِنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ أَتَوْا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ الْوَفْدُ أَوْ مَنِ الْقَوْمُ قَالُوا رَبِيعَةُ قَالَ مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ أَوْ بِالْوَفْدِ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا
النَّدَامَى قَالَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا نَأْتِيكَ مِنْ شُقَّةٍ بَعِيدَةٍ وَإِنَّ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ هٰذَا الْحَيَّ
مِنْ كُفَّارِ مُضَرَ وَإِنَّا لَا نَسْتَطِيعُ أَنْ نَأْتِيَكَ إِلَّا فِي شَهْرِ الْحَرَامِ فَمُرْنَا بِأَمْرٍ فَصْلٍ نُخْبِرُ

بِهٖ مَنْ وَّرَاءَنَا وَنَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ قَالَ وَاَمَرَهُمْ بِاَرْبَعٍ وَّنَهَاهُمْ عَنْ اَرْبَعٍ قَالَ اَمَرَهُمْ بِالْاِيْمَانِ بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَقَالَ وَهَلْ تَدْرُوْنَ مَا الْاِيْمَانُ بِاللّٰهِ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامُ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءُ الزَّكٰوةِ وَصَوْمُ رَمَضَانَ وَاَنْ تُؤَدُّوْا خُمُسًا مِّنَ الْمَغْنَمِ وَنَهَاهُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ قَالَ شُعْبَةُ وَرُبَّمَا قَالَ النَّقِيْرِ قَالَ شُعْبَةُ وَرُبَّمَا قَالَ الْمُقَيَّرِ وَقَالَ احْفَظُوْهُ وَاَخْبِرُوْا بِهٖ مَنْ وَّرَاءَكُمْ وَقَالَ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ فِيْ رِوَايَتِهٖ مَنْ وَّرَاءَكُمْ وَلَيْسَ فِيْ رِوَايَتِهِ الْمُقَيَّرِ **ترجمہ**

ابو جمرہ (نصر بن عمران) سے روایت ہے مین ابن عباس کے سامنے اون کے اور لوگون کے بیچ مین مترجم تھا (یعنی اور ون کی بات کو عربی مین ترجمہ کر کے ابن عباس کو سمجھاتا اور انکی بات فارسی مین ترجمہ کر کے لوگون کو سمجھاتا) اتنے مین ایک عورت آئی جو پوچھتی تہی گھڑے کے نبیذ کو **ف** یعنی مٹی کے مٹہور یا ٹھلیا یا گھڑے مین جو کہجور یا انگور کا شربت بنایا جاوے اُسکا پینا کیسا ہے نووی نے کہا اس مین دلیل ہے اس بات کی کہ عورت اجنبی اور غیر مردون سے بات کر سکتی ہے اور انکی آواز سن سکتی ہے اور وہ اسکی آواز سن سکتے ہین احتیاج کیوقت **ف** ابن عباس نے کہا عبد القیس کے وفد (وفد کے معنی اوپر گذرے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے آپنے پوچھا یہ وفد کون ہین یا یہ کون قوم کے لوگ ہین لوگون نے کہا ربیعہ کے لوگ ہین آپ نے فرمایا مرحبا ہو قوم یا وفد کو **ف** مرحبا ایک کلمہ ہے جسکو عرب کے لوگ ملاقات کیوقت بولتے ہین یعنے جب کوئی ملنے کو آتا ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ تم اچہی جگہ آئے وسعت اور کشایش کی جگہہ مین **ف** جو نہ رسوا ہوئے نہ شرمندہ (کیونکہ خود آنکے مسلمان ہونیکو بغیر لڑائی کے اگر لڑائی کے بعد مسلمان ہوتے تو رسوا ہوتے لونڈی غلام بنائے جاتے مال لٹ جاتا تو شرمندہ ہوتے) اون لوگون نے کہا یا رسول اللہ ہم آپ پاس دور دراز سفر سے آتے ہین اور ہمارے اور آپکے بیچ مین یہ قبیلہ ہے مضر کے کافرون کا تو ہم نہین آسکتے آپ تک مگر حرام مہینو مین (جب لوٹ مار نہین ہوتی) اس لیے ہمکو حکم کیجیے ایک صاف بات کا جسکو ہم بتلادین اور لوگون کو بہی اور جاوین اوسکی سبب سے جنت مین آپ نے حکم کیا انکو چار باتون کا اور منع کیا انکو چار باتون سے حکم کیا انکو اللہ کی توحید پر ایمان لانیکا اور پوچہا اون سے تم جانتے ہو ایمان کیا ہے انہون نے کہا اللہ اور اسکا رسول خوب جانتا ہے آپنے فرمایا ایمان گواہی دینا ہے اس بات کی کہ کوئی لائق نہین عبادت کے سوا اللہ کے اور بیشک حضرت محمدؐ اوسکے بھیجے ہوئے ہین اور قائم کرنا نماز کا اور دینا زکوۃ کا اور روزے رکھنا رمضان کے (یہ چار باتین ہوگئین اب ایک پانچوین بات اور ہے) اور ادا

کرنا پانچوین حصہ کا غنیمت کے مال مین سے (یعنی جو کافرون کے لوٹ مین سے مال ملا اوس مین سے پانچوان حصہ خدا اور رسول کے لیے نکالو) اور منع کیا اونکو کدو کے تونبے اور سبز لاکہی گہڑے اور روغنی برتن سے شعبہ نے کبہی یون کہا اور نقیر سے اور کبہی کہا مقیر سے (دونون کے معنے اوپر گذرے) اور فرمایا یاد رکہو اسکو اور خبر کرو ان باتون کی ان لوگون کو جو تمہارے پیچہے ہین اور ابو بکر بن ابی شیبہ نے مَن وَرَاءَکُم کہا بدل مِن وَرَائِکُم کے (اور مطلب ایک ہی) اور اُن کی روایت مین مقیر کا ذکر نہین ہے عَن ابنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ بِھٰذَا الحَدِیثِ نَحوَ حَدِیثِ شُعبَۃَ وَقَالَ اَنھَاکُم عَمَّا یُنبَذُ فِی الدُّبَّاءِ وَالنَّقِیرِ وَالحَنتَمِ وَالمُزَفَّتِ وَزَادَ ابنُ مُعَاذٍ فِی حَدِیثِہٖ عَن اَبِیہِ قَالَ وَقَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ لِلاَشَجِّ عَبدِ القَیسِ اِنَّ فِیکَ لَخَصلَتَینِ یُحِبُّھُمَا اللّٰہُ الحِلمُ وَالاَنَاۃُ ترجمہ دوسری روایت ہی ابن عباس سے اسیطرح ہے اسمین یہہ ہے مین تم کو منع کرتا ہون اوس نبیذ سے جو بہگو یا جاوے کدو کے تونبے اور چوبین اور سبز لاکہی اور روغنی برتن مین ابن معاذ نے اپنی روایت مین اپنے باپ سے اتنا زیادہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد القیس کے اشج سے (جسکا نام منذر بن حارث بن زیاد تہا یا منذر بن عامر یا منذر بن عبید یا عائذ بن منذر یا عبد اللہ بن عوف) فرمایا تجہہ مین دو عادتین ایسی ہین جنکو اللہ تعالی پسند کرتا ہے ایک تو عقلمندی دوسری دیر مین سمجہہ بوجہکر کام کرنا جلدی نہ کرنا **ف** یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لیے فرمایا کہ جب عبد القیس کے لوگ مدینہ مین پہونچے تو جہٹ پٹ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آگئے مگر اشج سامان کے پاس ٹہرا رہا اور سب سامان اکٹہا کیا اور اونٹ کو باندہا پہر اچہے کپڑے بدلے بعد اوسکے آپ پاس آیا آپ نے اُسکو نزدیک بلایا اور اپنی بازو بٹہلایا پہر یہ فرمایا حقیقت مین عقلمندی اور اطمینان یہ دونون صفتین ایسی ہین جو تمام خوبیون کی جڑ مین بعض آدمی عقلمند ہوتے ہین لیکن جلد باز اون سے بہت سی غلطیان ہوجاتین ہین پہر شرمندہ ہوتے ہین عمدہ بات یہی ہے کہ جس کام کو کرنا چاہے پہلے اوسمین خوب فکر کرے اور اُسکی فائدون اور نقصانون پہ نظر ڈالے پہر جب فائدے زیادہ معلوم ہون اور اُسکام کا انجام بہی اچہا ہو تو اوسکو کرے اگر خود سے یہ کام نہو سکے تو اور عقلمند دوستون سے مشورہ لیوے حکمانے کہا ہے کہ جو آدمی ہر کام کو خیال آتے ہی کر بیٹہتا ہے اوس مین اور جانور مین کچہ فرق نہین جانور کی عقل اسیقدر ہے کہ جو خیال آیا اوس طرف دوڑا فکر و تامل اور انجام بینی کچہ نہین عَن قَتَادَۃَ قَالَ حَدَّثَنِی مَن لَقِیَ الوَفدَ الَّذِینَ قَدِمُوا عَلٰی رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ مِن عَبدِ القَیسِ قَالَ سَعِیدٌ وَذَکَرَ قَتَادَۃُ اَبَا نَضرَۃَ عَن اَبِی سَعِیدِ الخُدرِیِّ فِی

حدیثه هذا ان اناسا من عبد القیس قدموا علی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقالوا
یا رسول الله انا حی من ربیعة وبیننا وبینک کفار مضر ولا نقدر علیک الا فی اشهر
الحرم فمرنا بامر نامر به من وراءنا وندخل به الجنة اذا نحن اخذنا به فقال رسول
الله صلی الله علیه وسلم امرکم باربع وانهاکم عن اربع اعبدوا الله ولا تشرکوا به شیئا
واقیموا الصلوة واتوا الزکوة وصوموا رمضان واعطوا الخمس من الغنائم وانهاکم
عن اربع عن الدباء والحنتم والمزفت والنقیر قالوا یا نبی الله ما علمک بالنقیر قال بلی
جذع تنقرونه فتقذفون فیه من القطیعاء قال سعید او قال من التمر ثم تصبون فیه
من الماء حتی اذا سکن غلیانه شربتموه حتی ان احدکم او ان احدهم لیضرب ابن
عمه بالسیف قال وفی القوم رجل اصابته جراحة کذلک قال وکنت اخبؤها حیاء
من رسول الله صلی الله علیه وسلم فقلت ففیم نشرب یا رسول الله قال فی اسقیة الادم
التی یلاث علی افواهها فقالوا یا نبی الله ان ارضنا کثیرة الجرذان ولا تبقی بها اسقیة
الادم فقال نبی الله صلی وان اکلتها الجرذان وان اکلتها الجرذان وان اکلتها الجرذان قال وقال نبی الله
صلی الله علیه وسلم لاشج عبد القیس ان فیک لخصلتین یحبهما الله الحلم والاناة ترجمہ قتادہ سے روایت ہے جو حدیث بیان
کی اس شخص نے جو ملا تھا ان وفد سے جو رسول اللہ صلعم پاس آئے تھے عبد القیس کے قبیلہ میں سے (اور قتادہ نے نام نہ لیا اس شخص کا جس سے
یہ حدیث سنی اسکو تدلیس کہتے ہین) سعید نے کہا قتادہ نے ابو نضرہ کا نام لیا انہون نے سنا ابو سعید خدری سے
(تو قتادہ نے اس حدیث کو ابو نضرہ (منذر بن مالک بن قطعہ) سے سنا انہون نے ابو سعید خدری سے (سعد بن
مالک بن سنان سے) کہ کچھ لوگ عبد القیس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے اور کہنے لگے ای نبی اللہ کے ہم ایک
شاخ ہین ربیعہ کے اور ہمارے اور آپکے بیچ مین مضر کے کافر ہین اور ہم نہین آسکتے آپ تک مگر حرام مہینون
مین تو حکم کیجیے ہم کو ایسے کام کا جسکو ہم بتلا دین اور لوگون کو جو ہمارے پیچھے ہین اور جنت مین جاوین ہم اسکی وجہ
سے جب ہم اوس پر عمل کرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین تمکو حکم کرتا ہون چار باتون کا اور منع کرتا
ہون چار چیزون سے پوجو اللہ کو اور نہ شریک کرو اسکے ساتھ کسیکو اور قائم کرو نماز کو اور دو زکوۃ کو اور روزے رکھو
رمضان کے اور ادا کرو پانچوان حصہ غنیمت کے مالون مین سے اور منع کرتا ہون مین تمکو چار چیزون سے کدو کے تونبے
اور سبز لاکھی برتن اور روغنی برتن اور نقیر سے لوگون نے کہا یا رسول اللہ نقیر آپ نہین جانتے آپنے فرمایا کیون

ن نبی الله

ن اخبأ

ء الله علیه وسلم

نہین جاتا نقیر ایک لکڑی ہے جسکو تم کہود لیتے ہو پہر اوسمین قطیعا (ایک قسم کی چہوٹی کہجور اوسکو شہریز بہی کہتے ہین) بہگوتے ہو سعید نے کہا یا تمر بہگوتے ہو پہر اوس مین پانی ڈالتے ہو جب اسکا جوش تہم جاتا ہے تو اسکو پیتے ہو یہانتک کہ ایک تم مین کا اپنے چچا کے بیٹے کو مارتا ہے تلوار سے (نشہ مین آنکر جب عقل جاتی رہتی ہے تو دوست دشمن کی شناخت نہین رہتی اپنے بہائی کو جسکو سب سے زیادہ چاہتا ہے تلوار سے مارتا ہے شراب کی برائیون مین سے یہ ایک بڑی برائی ہے جسکو آپنے بیان کیا) راوی نے کہا ہماری لوگون مین اوسوقت ایک شخص موجود تہا (جسکا نام جہم تہا) اوسکو ایک زخم لگ چکا تہا اسی نشے کے بدولت لیکن مین اوسکو چہپاتا تہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شرم کے مارے مین نے کہا یا رسول اللہ پہر کس برتن مین ہم شربت پیین آپنے فرمایا پیو چمڑے کے برتنون مین مشکون مین جنکا مونہہ باندہا جاتا ہے (ڈوری یا تسمے سے) لوگون نے کہا ای نبی اللہ کے ہماری ملک مین چوہے بہت ہین وہان چمڑے کے برتن نہین رہ سکتی آپ نے فرمایا پیو چمڑے کے برتنون مین اگرچہ چوہے انکو کاٹ ڈالین اگرچہ چوہے انکو کاٹ ڈالین اگرچہ چوہے انکو کاٹ ڈالین (یعنی جس طور سے ہو سکے چمڑے ہی کے برتن مین پیو چوہون سے حفاظت کرو اگر نہ ہو سکے تو خیر پر اور برتن مین پینا درست نہین کیونکہ وہ شراب کی برتن ہین) راوی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد القیس کے اشج سے فرمایا تجہہ مین دو خصلتین ایسی ہین جنکو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے ایک تو عقلمندی دوسری سہولت اور اطمینان جلدی نکرنا عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَیْسِ لَمَّا قَدِمُوْا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِیْثِ ابْنِ عُلَیَّۃَ غَیْرَ اَنَّ فِیْہِ وَتَذِیْفُوْنَ فِیْہِ مِنَ الْقُطَیْعَاءِ وَالتَّمْرِ وَالْمَاءِ وَلَمْ یَقُلْ قَالَ سَعِیْدٌ اَوْ قَالَ مِنَ التَّمْرِ ترجمہ دوسری روایت بہی ایسی ہی ہے مگر اوس مین بجائی تقذفون کے تذیفون ہے یعنے ملاتے ہو اوسمین قطیعا اور کہجور اور پانی عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَیْسِ لَمَّا اَتَوْا نَبِیَّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالُوْا یَا نَبِیَّ اللّٰہِ جَعَلَنَا اللّٰہُ فِدَاءَکَ مَاذَا یَصْلُحُ لَنَا مِنَ الْاَشْرِبَۃِ فَقَالَ لَا تَشْرَبُوْا فِی النَّقِیْرِ قَالُوْا یَا نَبِیَّ اللّٰہِ جَعَلَنَا اللّٰہُ فِدَاءَکَ اَوَتَدْرِیْ مَا النَّقِیْرُ قَالَ نَعَمْ الْجِذْعُ یُنْقَرُ وَسَطُہٗ وَلَا فِی الدُّبَّاءِ وَلَا فِی الْحَنْتَمَۃِ وَعَلَیْکُمْ بِالْمُوْکَا ترجمہ ابو سعید خدری سے روایت ہے عبد القیس کے وفد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے تو کہنے لگے ای نبی اللہ کے اللہ ہمکو آپ پر فدا کرے کون سا شراب ہمکو درست ہے آپ نے فرمایا نقیر مین نہ پیو انہون نے کہا ای نبی اللہ

کے اللہ ہم کو آپ پر فدا کرے کیا آپ جانتے ہین نقیر کو آپنے فرمایا ہان نقیر ایک لکڑی ہے جسکو بیچ مین کہود کر گڈھا کر لیتے ہین کدو کے تونبے مین نہ پیو سبز لاکھی برتن مین نہ پیو اور پیو مشکون مین (چمڑی کی) جنکا منہ بندہا ہو ڈوری یا تسمہ سے **ف** نووی نے کہا اس حدیث سے بہت سی مسائل معلوم ہوئے جو جابجا اوپر مذکور ہوئے اور مین اختصار سے انکو بیان کرتا ہون ایک تو روسا اور اشراف کی سفارت روانہ کرنا ضروری اور مہم کامون کے لیے دوسری سوال سے پہلے عذر ظاہر کرنا تیسرے مہمات اسلام اور ارکان اسلام کا بیان سوا حج کے اور اوپر ہم کہہ چکے کہ اوس وقت تک حج فرض نہین ہوا تہا چوتھی عالم کا مدد چاہنا دوسرون کے سمجہانے کے لیے کسی اور شخص سے جیسے ابن عباس کے مترجم ابو جمرہ تہے پانچوین ترجمہ اور فتوی اور خبر مین ایک شخص کا قول کافی ہونا چہٹی مہمان کے لیے مرحبا کہنا اوسکی تعریف کرنا اوسکے خوش کرنے کے لیے ساتوین تعریف کرنا منہ پر جب اوس مین فتنے کا خوف نہو اور مونہہ پر تعریف کرنا یعنے مدح جو منع ہے وہ اسیوقت جب فتنے کا خوف ہو ورنہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت مقامون مین مدح ثابت ہے آپ نے ابو بکر رض سے فرمایا ازار لٹکانے کی حدیث مین تو اون لوگون مین سے نہین ہے جو تکبر سے ایسا کام کرتے ہین اور فرمایا ای ابو بکر مت رو سب لوگون سے زیادہ احسان صحبت اور مال کی وجہ سے مجہہ پر تیرا ہے اور جو مین کسیکو دوست بناتا (سوا خدا کے) تو ابو بکر کو بناتا اور ایسی ہی بہت سی حدیثین اور آثار منقول ہین آٹہوین پوچہنے والے پر عتاب کرنا اگر وہ کہے مجہہ سے کہول کر بیان کرو نوین صرف رمضان کا لفظ کہنا درست ہونا شہر رمضان کہنا ضرور نہین دسوین عالم سے دوبارہ پوچہنا سمجہنے کے لیے گیارہوین تاکید کرنا کلام کے زیادہ اثر ڈالنے کے لیے بارہوین یہ کہنا درست ہے کہ خدا مجہے تیرے قربان اور فدا کرے انتہی مختصراً

**باب** الدُّعَاءِ اِلَى الشَّهَادَتَيْنِ وَشَرَائِعِ الْاِسْلَامِ باب بلانے مین لوگون کو طرف شہادتین کے اور بیان مین اسلام کے ارکان کے

**عن** ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ مُعَاذًا قَالَ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّكَ تَأْتِيْ قَوْمًا مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ فَادْعُهُمْ اِلَى شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللهِ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللهَ قَدِ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ فِيْ فُقَرَائِهِمْ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاِيَّاكَ وَكَرَائِمَ اَمْوَالِهِمْ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللهِ حِجَابٌ **ترجمہ** ابن عباس سے روایت ہے معاذ بن جبل نے کہا مجہکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہیجا (یمن کیطرف حاکم کرکے) تو فرمایا تم ملوگے

کچھ لوگون سے اہل کتاب کے تو بلانا اونکو اس بات کی گواہی کیطرف کوئی معبود برحق نہین سوا خدا کے اور مین اللہ کا بہیجا ہوا ہون (یعنے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اگر وہ اسکو مان لین تو بتلانا آنکو یہ بات کہ اللہ نے اونپر فرض کی ہین پانچ نمازین ہر دن اور رات مین پہر اگر وہ مان لین اسکو تو بتلا اونکو یہ بات کہ اللہ نے فرض کیا ہے اون پر زکوۃ کو جو لے جاویگی اونکے مالدارون سے پہر دیجاویگی اونہی کے فقیرون اور محتاجون کو اگر وہ اسکو مان لین تو خبردار نہ لینا عمدہ مال اون کے (یعنی زکوۃ مین متوسط جانور لینا عمدہ دودہ والا اور پر گوشت فربہ چہانٹ کر نہ لینا) اور بچنا مظلوم کی بددعا سے کیونکہ مظلوم کی بددعا اور اللہ کے درمیان کوئی روک نہین ف یعنی وہ فوراً اللہ تک پہونچ جاتی ہے اور قبول ہوتی ہے نووی نے کہا اس حدیث سے بہت باتین نکلتی ہین قبول کرنا خبر واحد کا اور واجب ہونا عمل اوسپر اور وتر کا واجب نہ ہونا اس لیے کہ معاذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے چند روز پہلے یمن کیطرف بہیجے گئے تہے پہر اگر وتر واجب ہوتا تو آپ انکو بہی نمازون مین شریک کرتے اور مسنون ہونا دعوت کفار کا طرف توحید کی جنگ سے پہلے اور حکم نہونا اسلام کا جب تک شہادتین کا زبان سے اقرار نکرے اور یہی مذہب ہے اہل سنت کا اور واجب ہونا پانچون نمازون کا ہر دن اور رات اور گناہ عظیم ہونا ظلم کا اور امام کو نصیحت کرنا اپنے عاملون کو اللہ سے ڈرنے کے لیے اور ظلم سے بچنے کے لیے اور حرام ہونا زکوۃ وصول کرنیوالے پر عمدہ مال چہانٹ لینا اسی طرح صاحب مال پر برا مال دینا اور زکوۃ نہ دینا کافر کو نہ مالدار کو اور استدلال کیا ہے اس حدیث سے خطابی اور ہمارے اصحاب نے کہ زکوۃ کا نقل جائز نہین یعنے ایک ملک کی زکوۃ دوسرے ملک کے فقیرون کو نہ بہیجی جاوے اور یہ استدلال قوی نہین کیونکہ فقرائہم سے مراد مسلمانون کے فقیر ہو سکتے ہین اور بعضون نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ کافر فروع شریعت جیسے نماز روزہ زکوۃ کے ساتہہ مخاطب نہین ہین یعنی انکو صرف یہی حکم ہے کہ ایمان لاوین اور اسی امر کے نہ کرنے پر انکو عذاب ہوگا نماز روزہ وغیرہ اونپر جب فرض ہے کہ وہ مسلمان ہون اور دلیل اس کی یہی ہے کہ حضرت نے اس حدیث مین یون فرمایا اگر وہ اسکو مان لین تو انکو یہ بتلا تو معلوم ہوا کہ جب وہ شہادتین کو نہ مانین تو اور ارکان اسلام انپر واجب نہین اور یہ استدلال ضعیف ہے اس لیے کہ حدیث سے مقصود یہ ہے کہ جب وہ شہادتین کا اقرار کرین تو انکو بتلا دے کہ نماز کا مطالبہ اون سے ہوگا دنیا مین اور دنیا مین تو ارکان اسلام کا مطالبہ جب ہی ہوگا جب وہ اسلام لاوین اس سے یہ لازم نہین کہ آخرت مین بہی اونکو ارکان اسلام کے ترک پر عذاب نہ ہو اور قرینہ اسپر یہ ہے کہ حضرت نے ایک ایک بات بہ ترتیب بتلائی پہلے جو بہت ضروری تہی پہر جو اس سے کم اور خود اسی حدیث مین یہ بات موجود ہے کہ جب وہ نماز کو مان لین تو بتلا اونکو زکوۃ کی فرضیت حالانکہ اس کے

کوی قائل نہین ہوا کہ پہلے انسان پر نماز فرض ہوتی ہے پہر اوس کے بعد زکوۃ فرض ہوتی ہے **عن** ابنِ عبّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا اِلَی الْیَمَنِ فَقَالَ اِنَّکَ سَتَاْتِیْ قَوْمًا بِمِثْلِ حَدِیْثِ وَکِیْعٍ **ترجمہ** ابن عباس سے دوسری روایت بہی ایسی ہی ہے **عن** ابنِ عبّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَعَثَ مُعَاذًا اِلَی الْیَمَنِ قَالَ اِنَّکَ تَقْدَمُ عَلٰی قَوْمٍ اَھْلِ کِتَابٍ فَلْیَکُنْ اَوَّلَ مَا تَدْعُوْھُمْ اِلَیْہِ عِبَادَۃُ اللّٰہِ فَاِذَا عَرَفُوا اللّٰہَ فَاَخْبِرْھُمْ اَنَّ اللّٰہَ قَدْ فَرَضَ عَلَیْھِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِیْ یَوْمِھِمْ وَلَیْلَتِھِمْ فَاِذَا فَعَلُوْا فَاَخْبِرْھُمْ اَنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ فَرَضَ عَلَیْھِمْ زَکٰوۃً تُؤْخَذُ مِنْ اَمْوَالِھِمْ فَتُرَدُّ عَلٰی فُقَرَائِھِمْ فَاِذَا اَطَاعُوْا بِھَا فَخُذْ مِنْھُمْ وَتَوَقَّ کَرَائِمَ اَمْوَالِھِمْ

**ترجمہ** عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معاذ کو یمن بہیجا تو اون سے کہا تم جاؤگے ایک قوم پاس اہل کتاب ہین سو سب سے پہلے جس طرف تم اون کو بلاؤ وہ اللہ جل جلالہ کی عبادت ہے پہر جب وہ خدا کو پہچان لیوین **ف** قاضی عیاض نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل کتاب یعنی یہود اور نصاری خدا کو نہین پہچانتے اور یہی قول ہے بڑے بڑے متکلمین کا اگرچہ وہ ظاہر مین خدا کی پرستش کرتے ہین اور کہتے ہین کہ ہم نے خدا کو پہچانا اگرچہ عقل اس بات کو جائز رکہتی ہے کہ جو شخص ایک رسول کو نہ مانے وہ خدا کو پہچان لیوے قاضی عیاض نے کہا جو شخص خدا کو مشابہ سمجہتا ہے اور مخلوقات کی یا خدا کو جسم جانتا ہے اور اجسام کیطرح یہودیون مین سے یا خدا کو اولاد ہونا جائز جانتا ہے یا اوسکی بی بی یا بیٹا ثابت کرتا ہے یا حلول اور انتقال اور امتزاج اجسام کیطرح اوسکے لیے جائز سمجہتا ہے نصاری مین سے یا اوسکی اوصاف ایسی بیان کرتا ہے جو اسکو لائق نہین یا اوس کے لیے شریک یا مخالف برابر والا ثابت کرتا ہے مجوس اور بت پرستون مین سے ان سب کا معبود درحقیقت خدا نہین ہے اگرچہ وہ اسکا نام خدا رکہین تو درحقیقت انہون نے سچے خدا کو نہین پہچانا اس نکتے کو سمجہ کر یاد رکہنا چاہیے (نووی) **ف** تو انکو بتلا کہ اللہ نے اونپر پانچ نمازین فرض کی ہین ہر رات اور دن مین جب وہ یہ کرنے لگین تو انکو بتلا کہ اللہ نے اونپر زکوۃ فرض کی ہے جو لی جاویگی اونکے مال مین سے پہر دی جاویگی اونہی مین کے فقیرون کو جب وہ یہ بہی مان لین تو زکوۃ لے اون سے اور بچ اونکے عمدہ مالون سے **ف** یہ جو فرمایا زکوۃ لی جاویگی اون کے مال مین سے اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی مسلمان زکوۃ نہ دیوے تو جبرا اوس کے مال مین سے وصول کیجاوے گی اس مین خلاف نہین ہے مگر اختلاف اسمین ہے کہ آیا وہ باطنًا بینہ وبین اللہ زکوۃ سے بری ہوگا یا نہ ہوگا اوس مین ہماری اصحاب کے دو قول ہین (نووی) **باب** الْاَمْرِ بِقِتَالِ النَّاسِ حَتّٰی یَقُوْلُوْا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ باب بیان مین اس بات کی کہ لوگون

سے لڑنا چاہیے یہانتک کہ وہ کہنے لگین کوئی معبود سچا نہین سوا خدا کے اور بیشک حضرت محمد اوسکے رسول ہین

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ لَمَّا تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتُخْلِفَ اَبُوْبَکْرِ الصِّدِّیْقُ بَعْدَهٗ وَکَفَرَ مَنْ کَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِاَبِیْ بَکْرٍ کَیْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَقُوْلُوْا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَدْ عَصَمَ مِنِّیْ مَالَهٗ وَنَفْسَهٗ اِلَّا بِحَقِّهٖ وَحِسَابُهٗ عَلَی اللّٰهِ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ وَاللّٰهِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَیْنَ الصَّلٰوةِ وَالزَّکٰوةِ فَاِنَّ الزَّکٰوةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُوْنِیْ عِقَالًا کَانُوْا یُؤَدُّوْنَهٗ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰی مَنْعِهٖ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا اَنْ رَاَیْتُ اللّٰهَ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ اَبِیْ بَکْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَقُّ ترجمہ

ابوہریرہ سے روایت ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور ابوبکر صدیق رض خلیفہ ہوئے اور عرب کے لوگ جو کافر ہوگئے کافر ہوگئے ف خطابی نے کہا جو لوگ اسلام سے پھر گئے تھے وہ دو طرح کے تھے ایک تو وہ جو بالکل دین اسلام کو چھوڑ کر اپنے کفر کی حالت کیطرف پھر لوٹ گئے تھے اور ابوہریرہ نے جو کہا کافر ہوگئے عرب کے لوگ جو کافر ہوگئے اوس سے مراد اسی قسم کے لوگ ہین اور ایسے لوگون مین بھی دو گروہ تھے ایک گروہ تو مسیلمہ کذاب کا جو اُسکو پیغمبر جانتے تھے اور اسود عنسی کا اور اس کے قبول کرنیوالے یمن کے لوگون مین سے یہ فرقہ تو بالکل ہماری پیغمبر کی نبوت کا انکار کرتا تھا اور مسیلمہ یا اسود کو پیغمبر سمجھتا ابوبکر صدیق نے ان سے لڑنا شروع کیا یہانتک کہ مسیلمہ یمامہ مین اور اسود عنسی صنعا مین مارا گیا اور اونکی جماعتین ٹوٹ گئین اور اکثر ان مین کے مارے گئے دوسرا گروہ وہ تھا جو دین سے پھر گیا تھا اور شرائع اور احکام دین کا منکر ہوکر نماز روزے کو چھوڑ دیا تھا اور پھر اوسی جاہلیت کے طریق پر چلنے لگا تھا اوسوقت خدا کو سجدہ صرف تین مسجدون مین ہوتا تھا ایک مکہ کی مسجد دوسری مدینہ کی مسجد تیسری عبد القیس کی مسجد بحرین مین دوسری طرح کے لوگ تھے جنہون نے نماز اور زکوٰۃ مین فرق نکالا تو نماز پڑھتے تھے لیکن زکوٰۃ وغیرہ سے انکار کیا یہ لوگ درحقیقت ایکقسم کے باغی تھے انہی لوگون کے بارے حضرت عمر کو شبہ ہُوا (السراج الوہاج) ف تو حضرت عمر نے ابوبکر سے کہا تم کیونکر لڑوگے ان لوگون سے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مجھے حکم ہوا لوگون سے لڑنیکا یہانتک کہ وہ لا الٰہ الا اللہ کہین پھر جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا اوسنے بچا لیا مجھسے اپنے مال اور جان کو مگر کسی حق کے بدلے (یعنی کسی قصور کے بدلے جیسے زنا کرے یا خون کرے تو بدلہ لیا جاویگا) پھر حساب اُسکا اللہ پر ہے (اگر اوسکے دل مین کفر ہو اور ظاہر مین ڈر کے مارے مسلمان

ہوگیا ہو تو قیامت مین اللہ اوسکے سمجھ لیگا پر دنیا مین اس سے کوئی مواخذہ نہوگا ف تو حضرت عمر کا اعتراض بظاہر
ٹہیک تہا کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے لا الہ الا اللہ کہا اوسنے بچا لیا اپنے مال اور جان کو
اور یہ لوگ لا الہ الا اللہ کہتے ہین صرف زکوۃ دینے سے انکار کرتے ہین پہر ان سے لڑنا اور اُنکی مال اور جان لینا کیونکر درست
ہوگا ف حضرت ابوبکر نے کہا قسم خدا کی مین تو لڑون گا اوس شخص سے جو فرق کرے نماز اور زکوۃ مین اس لیے
کہ زکوۃ مال کا حق ہے ف مطلب حضرت ابوبکر کا یہ تہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال اور جان کی حفاظت
معلق کی ہے شرطون پر اور جو حکم معلق ہو دو شرطون پر وہ ایک شرط کے ہونے سے حاصل نہین ہوتا جب دوسری
شرط نہو پہر قیاس کیا اوسکا نماز سے بعد اوسکے زکوۃ کو نماز کے مثل قرار دیا اور اس حدیث مین دلیل ہے اس بات
کی کہ جو شخص نماز چہوڑ دے اوس سے لڑائی درست ہے باجماع صحابہ جب ابوبکر نے زکوۃ کو جو مختلف فیہ تہی نماز کی مثل
قرار دیا جو متفق علیہ تہی تو اس معاملہ مین حضرت عمر رضنے عموم حدیث سے استدلال کیا اور ابوبکر نے قیاس سے
اور معلوم ہوا کہ عام کی تخصیص قیاس سے ہوسکتی ہے ف قسم خدا کی اگر وہ ایک عقال کو روکین گے جو دیا
کرتے تہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو مین لڑون گا اون سے اوسکے نہ دینے پر ف مسلم مین عقالا مروی ہے
اور ایسا ہی بخاری مین اور بعضی روایتون مین عقال کے بدلے عناق ہے عناق کہتے ہین بکری کے بچے
کو اور دونون صحیح ہین اور محمول ہین اس امر پر کہ ابوبکر نے دو مرتبہ یہ کلام کہا ہوگا ایک بار عقال کہا اور ایکبار
عناق تو روایت کیے گئے اون سے دونون لفظ تو عناق سے مراد بکریون کے بچے ہین جنکی مائین مر گئی ہون اور
عقال سے مراد ایکسال کی زکوۃ ہے اور بعضون نے کہا کہ عقال وہ رسی ہے جس سے اونٹ کو باندہتے ہین اور
نووی نے اسکو صحیح کہا کیونکہ یہ موقع شدت اور مبالغہ کا ہے تو جہانتک عقال کی تحقیر ہو مناسب ہے اور جب
ایکسال کی زکوۃ مراد لین تو یہ مطلب حاصل نہین ہوتا (السراج الوہاج) ف حضرت عمر نے کہا قسم خدا
کی پہر وہ کچہ نہ تہا مگر مین نے یقین کیا کہ اللہ جل جلالہ نے ابوبکر کا سینہ کہولدیا ہے لڑائی کے لیے (یعنے اُن کے
دل مین یہ بات ڈالدی تب مین نے جانا کہ یہی حق ہے ف نووی نے کہا حضرت عمر نے ابوبکر کی تقلید نہین
کی اسواسطے کہ عمر خود مجتہد تہے اور مجتہد کو درست نہین دوسرے مجتہد کی تقلید کرنا اور روافض نے یہ خیال کیا ہے
کہ حضرت عمر نے ابوبکر کی تقلید کی اور بنا اسکی اون کے خیال فاسد پر ہے کہ امام کو معصوم ہونا ضرور ہے یہ اُنکی
کہلی ہوئی جہالت ہے (السراج الوہاج) نووی نے کہا بعض رافضیون نے یہ خیال کیا ہے کہ ابوبکر رض نے سب سے
پہلے مسلمانون کو قید اور قتل کیا حالانکہ وہ لوگ زکوۃ کے باب مین تاویل کرتے تہے اور کہتے تہے قرآن مین

یہ جو حکم ہے خُذ مِن اَموَالِہِم صَدَقَۃً الآیۃ تو یہ خطاب خاص ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس واسطے کہ تطہیر یعنے
پاک کرنا گناہوں سے اور تزکیہ اور صلاۃ دوسرے سے نہیں ہو سکتا خطابی نے کہا یہ خیال ایسے لوگوں کا ہے جن کو دین
سے ذرا بہرہ نہیں اور اُن کے عمدہ مقاصد افترا اور بہتان اور سلف کی برائی ہیں اور ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ
اسلام کے مرتد ہو جانے والے لوگ کئی طرح کے ہیں بعضے تو بالکل دین سے پھر گئے تھے اور مسیلمہ وغیرہ کو پیغمبر جاننے لگے
تھے اور بعضوں نے نماز اور زکوۃ اور تمام شرائع کو ترک کر دیا تھا پھر انہی لوگوں کو صحابہ نے کافر سمجھا اور ابوبکر نے ان سے
لڑائی کی اور انکی عورتوں اور بچوں کو لونڈی غلام بنایا اور اکثر صحابہ نے اس بات میں ابوبکر کی موافقت کی خود
حضرت علی نے بنی حنیفہ کے قیدیوں میں سے ایک عورت کو لونڈی بنایا جس کے پیٹ سے محمد بن الحنفیہ پیدا ہوئے پھر صحابہ
کا زمانہ گذرنے سے پہلے اس بات پر اتفاق ہو گیا کہ مرتد کو قید نہ کرنا چاہیے بلکہ قتل کرنا چاہیے اور وہ لوگ جنہوں
نے زکوۃ دینے سے انکار کیا تھا وہ دین پر قائم تھے پر باغی تھے اور اگرچہ ان میں کے بعض زکوۃ دینے پر راضی
ہوئے تھے پر ان کے سرداروں نے اونکو زکوۃ دینے سے روکا جیسے بنی یربوع وہ زکوۃ دینے پر مستعد ہو گئی تھے اور
مال زکوۃ جمع کر کے روانہ کرنے والے تھے کہ مالک بن نویرہ نے انکو روکا پھر ان لوگوں کو خاص کر کے کافر
نہیں کہا اگرچہ یہ بھی ایک قسم کے مرتد تھے کیونکہ مرتد لوگوں کے شریک ہو گئے تھے دین کی بعض باتوں موقوف
کرنے میں اسلیے کہ ردۃ کا اطلاق ہر گمراہ پر ہوتا ہے اور ہر اوس شخص پر جو پہلے ایک کام کیطرف توجہ رکھتا ہو
پھر اوس سے پھر جاوے اور یہ لوگ بھی اطاعت سے پھر گئے تھے اور حق کو روکتے تھے تو یہ قبیح لقب مرتد کا
اون کے ساتھ بھی لگ گیا اور دینداری جاتی رہی اور یہ جو انہوں نے استدلال کیا تھا قرآن سے
کہ قرآن میں خُذ مِن اَموَالِہِم میں خطاب خاص ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو قرآن کے خطاب تین طرح
کے ہیں ایک خطاب عام جیسے یَا اَیُّہَا الَّذِینَ آمَنُوا اِذَا قُمتُم اِلَی الصَّلوۃِ یعنے ایمان والو جب تم کھڑے ہو نماز کی
لیے یا ایہا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام اے ایمان والو فرض ہیں تم پر روزے اور ایک خطاب خاص حضرت کے
لیے جس میں دوسرا شریک نہیں ہو سکتا وہ جب ہے کہ آیت میں صاف اشارہ ہو کہ یہ حکم پیغمبر کے ساتھ خاص ہے جیسے
وَمِنَ اللَّیلِ فَتَہَجَّد بِہٖ نَافِلَۃً لَّکَ اور جیسے فرمایا خَالِصَۃً لَّکَ مِن دُونِ المُؤمِنِینَ اور ایک خطاب ہے جو اللہ تعالی نے
اپنے پیغمبر کو مخاطب کیا ہے پر اوس میں پیغمبر اور سب امت کے لوگ برابر ہیں جیسے اَقِمِ الصَّلوۃَ لِدُلُوکِ الشَّمسِ
قائم کر نماز کو آفتاب کے ڈہلتے ہی اور جیسے فَاِذَا قَرَأتَ القُرآنَ فَاستَعِذ بِاللہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ یعنے جب تو قرآن
پڑھنے لگے تو پناہ مانگ شیطان مردود سے اور جیسے وَاِذَا کُنتَ فِیہِم فَاَقَمتَ لَہُمُ الصَّلوۃَ اور یہ سب خطاب موجہ

مین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص نہین بلکہ سب امت اوس مین شریک ہے اسی طرح یہ خطاب بھی ہے خُذ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً الآیۃ تو جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کا قائم مقام ہو وہ اس پر عمل کر سکتا ہے اور اسی کی مثل ہے یہ آیت یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ کہ خطاب ہے نبی کیطرف اور حکم ہے سب مسلمانون کو بلکہ بعض مقامون مین خطاب ہے پیغمبر کیطرف اور مراد اور لوگ ہین جیسے فَاِنْ كُنْتَ فِي شَكٍّ مِمَّا اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ اسلیے کہ حضرت کو شک نہ تھی اوس مین جو آپ پر اوترتا تھا رہا تطہیر اور تزکیہ اور دعا تو یہ ہر ایک امام کر سکتا ہے صاحب صدقہ کے لیے اور جو ثواب جس عمل پر وارد ہوا ہے وہ قائم ہے آپ کی وفات سے موقوف نہین ہو گیا اور امام اور عامل کو مستحب ہے کہ صدقہ دینے والے کے لیے دعا کرے اوس کے مال کی ترقی اور برکت کے لیے اور امید ہے کہ اللہ تعالی اوسکی دعا کو قبول کریگا اور اُسکی سوال کو رد نہ کریگا اگر کوئی یہ کہے کہ جن لوگون نے اوس زمانے مین زکوۃ نہ دینے کے لیے تاویل کی تھی وہ باغی قرار پائے اب اگر اس زمانے مین بھی کوئی زکوۃ کی فرضیت کا انکار کرے اور اسکو ادا نکرے تو کیا اُسکا حکم مثل باغیون کے ہوگا تو جواب اُسکا یہ ہے کہ نہین اس زمانے مین جو کوئی زکوۃ کی فرضیت کا انکار کرے وہ بالاجماع کافر ہے اور وجہ اسکی یہ ہے کہ وہ لوگ معذور تھے کئی وجہون سے ایک تو یہ کہ زمانہ نبوت کا اُن سے قریب تھا جب احکام منسوخ ہوتے رہتے دوسرے یہ کہ وے لوگ نادان تھے اور نئے مسلمان ہوئے تھے اسلیے شبہ مین پڑ گئے اب تو دین اسلام شائع اور مشہور ہو گیا اور دین کی باتین خاص اور عام سب کو معلوم ہو گئین اب عالم کیا جاہل تک جانتا ہے کہ زکوۃ اسلام کا ایک رکن ہے تو اب کوئی معذور نہ ہوگا اور اسکے انکار مین اسیطرح حکم ہے ہر ایک شخص کا جو انکار کرے امت کے اجماعی کامون مین سے کسی کام کا جو مشہور ہو جیسے پانچون نمازو کا یا رمضان کے روزون کا یا جنابت سے غسل کرنے کا یا زنا کے حرام ہونیکا یا شراب کے حرام ہونیکا یا محرم عورتون سے نکاح حرام ہونیکا البتہ اگر کوئی اس زمانے مین بھی نو مسلم ہو اور ارکان اسلام کو اچھی طرح نہ جانتا ہو وہ اگر انکار کرے نادانستہ تو کافر نہوگا اور اسلام کا اطلاق اس پر باقی رہیگا اور جو باتین امت کی اجماعی ہین پر خاص و عام مین مشہور نہین اون کا انکار کفر نہوگا جیسے پھوپھی اور بھتیجی مین جمع کرنا یا خالہ اور بھانجی مین یا قاتل کو میراث نہ دلانا یا دادی کو چھٹا حصہ ملنا (انتہی باختصار) السراج الوہاج مین ہے کہ ابو بکر صدیق جو دلیل لائے اور عمر نے جو اعتراض کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُنکو دوسری روایت کی خبر نہین ہوئی جسکو ابو ہریرۃ نے روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا مجھے حکم ہوا لوگون سے لڑنے کا یہانتک کہ وہ گواہی دین اس بات کی کوئی معبود برحق نہین

سوا خدا کے اور یقین لاوین میری اوپر اور جو چیز مین لایا جب ایسا کرین گے تو بچا لیا انہون نے اپنی جانون اور مالون کو مگر حق کے بدلے پھر حساب اونکا اللہ پر ہی اور ابن عمر کی روایت مین ہے گواہی دین اسبات کی کوئی معبود برحق نہین سوا خدا کے اور محمد اوسکے رسول ہین اور ادا کرین نماز کو اور دیوین زکوٰۃ کو اور انس کی روایت مین ہے کہ جسنے کرین نماز ہین ہمارے قبلہ کی طرف اور کہاوین ہمارا ذبح کیا ہوا جانور اور ہماری سی نماز پڑہین اسلیے کہ اگر حضرت عمر کو ان روایتون کی خبر ہوتی تو یہ اعتراض ہی نکرتے اور ابو بکر کو اگر خبر ہوتی تو وہ حدیث سے دلیل لاتے قیاس کیون کرتے۔ اس حدیث سے بہت سی باتین معلوم ہوئین ایک تو قیاس کا حجت ہونا اور اسپر عمل کرنا دوسرے نماز یا زکوٰۃ یا اور فرائض اسلام کو ادا نکرنے والون سے لڑنا تیسرے باغیون سے لڑنے کی اجازت چوتھی امام کو اجتہاد درست ہونا ضرورت کے وقت اور بحث کرنا امام سے نووی نے کہا قاضی عیاض نے کہا کہ لا الہ الا اللہ کہنے پر جان اور مال محفوظ رہنا عرب کے مشرک اور بت پرستون کے لیے ہے اور انکے سوا اور کافر جو توحید کا اقرار کرتے ہین جیسے اہل کتاب وغیرہ وہ صرف توحید کی وجہ سے بچ نہین سکتے اسلیے دوسری حدیث مین اتنا زیادہ ہے کہ مجھکو رسول مانین اور نماز پڑہین اور زکوٰۃ دین اور اسکے ساتھ یہ بھی ضرور ہے کہ جتنے احکام اور مسائل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہین اون سب کو مانین پھر نووی نے کہا کہ علما نے اختلاف کیا ہے زندیق کی توبہ قبول کرنے مین یعنی جو بالکل شریعت اور دین کا منکر ہو (جیسے ہمارے اس حالی زمانے مین ایک فرقہ نکلا ہے جسکو نیچری یعنے طبعی کہتے ہین) تو اس مین پانچ قول ہین سب مین صحیح اور صواب یہ ہے کہ توبہ اسکی قبول ہو بسبب احادیث صحیحہ مطلقہ کے اور ایک قول یہ ہے کہ اوس کی توبہ ہرگز قبول نہین بلکہ اسکو قتل کرنا چاہیے پھر اگر وہ درحقیقت سچا ہوگا تو آخرت مین اسکو نجات ہوگی ایک قول یہ ہے کہ پہلی بار کی توبہ مقبول ہے پھر اگر کفر اختیار کرے تو مقبول نہین ایک قول یہ ہے کہ وہ اگر خود توبہ کرے تو قبول ہے اور جو تلوار کے ڈر سے کرے تو قبول نہین ایک قول یہ ہے کہ وہ اگر دوسرے کو بھی گمراہی کی طرف بلاتا ہو تو اوس کی توبہ قبول نہین ورنہ قبول ہے انتہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى یَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَدْ عَصَمَ مِنِّیْ مَالَهٗ وَنَفْسَهٗ اِلَّا بِحَقِّهٖ وَحِسَابُهٗ عَلَى اللّٰهِ ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم ہوا لوگون سے لڑنے کا یہانتک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہین پھر جس نے لا الہ الا اللہ کہا اوس نے بچا لیا مجھسے اپنی مال اور جان کو مگر کسی حق کے بدلے اور حساب اسکا اللہ پر ہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى یَشْهَدُوْا اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَیُؤْمِنُوْا بِیْ وَ

بِمَا جِئْتُ بِهٖ فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَاءَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى
اللّٰهِ ترجمہ ابوہریرہ رضی سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم ہوا لوگون سے لڑنیکا یہانتک کہ
وہ گواہی دین اس بات کی کوئی معبود برحق نہین سوا خدا کے اور ایمان لاوین مجھپر کہ مین اللہ کا بھیجا ہوا ہون
اور اسپر جسکو مین لیکر آیا (یعنی قرآن پر اور شریعت کے تمام احکام پر جنکو مین لایا) جب وہ ایسا کرین تو انہون نے
بچا لیا اپنی جانون اور مالون کو مگر کسی حق کے بدلے اور حساب انکا اللہ پر ہے **ف** نووی نے کہا اس حدیث
مین بیان ہے اس بات کا جو دوسری روایتون مین اختصار کیا گیا صرف لا اله الا الله کہنے سے یعنی اس حدیث سے صاف
معلوم ہوتا ہے کہ اوپر کی روایتین جنمین صرف لا اله الا الله کہنے کا بیان ہے مختصر اور مجمل مین جان اور مال بچنے
کے لیے جیسے لا اله الا الله کا اقرار ضرور ہے ویسے ہی محمد رسول اللہ کا بھی بلکہ قرآن اور حدیث اور تمام احکام شریعت
کا ماننا جنکا ثبوت بتواتر یقین کو پہونچ گیا ہے ضرور ہے اور اسکا بیان تفصیل سے اوپر گذر چکا اور اس حدیث سے معلوم
ہوتا ہے کہ جب آدمی دین اسلام پر مضبوط عقیدہ رکھے اور شک نکرے تو وہ مومن ہے اور موحد اور یہ ضرور نہین کہ اہل
کلام کے دلائل کو دریافت کرے اور خدا کو انہی دلیلون سے پہچانے یہی قول ہے محققین اور جمہور سلف کا اور بعض لوگون
کے نزدیک ایمان پورے ہونیکے لیے دلائل کا پہچاننا ضرور ہے اور یہ قول ہے معتزلہ اور بعض اشاعرہ کا اور یہ خطا ہے
اس لیے کہ مقصود تو یقین ہے اور وہ حاصل ہو گیا تقلید سے بھی دوسرے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی صرف
یقین کو کافی سمجھا اور دلائل دریافت کرنیکی شرط نہین کی عَنْ جَابِرٍ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاِذَا قَالُوْا لَا اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَاءَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ ثُمَّ قَرَاَ اِنَّمَا اَنْتَ مُذَكِّرٌ
لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ترجمہ جابر اور ابوہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم
ہوا لوگون سے لڑنیکا یہانتک کہ وہ لا اله الا الله کہین پھر جب انہون نے لا اله الا الله کہا تو بچا لیا مجھ سے اپنی جانون اور
مالون کو مگر حق کے بدلے اور حساب انکا اللہ پر ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی اِنَّمَا اَنْتَ مُذَكِّرٌ لَسْتَ عَلَيْهِمْ
بِمُصَيْطِرٍ یعنی تو تو نصیحت کرنیوالا ہے لوگون کو تیرا کچھ زور اونپر نہین (یہ آیت اسوقت کی ہے جب جہاد فرض نہوا
تہا) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ
النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ
فَاِذَا فَعَلُوْا عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَاءَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ ترجمہ عبداللہ بن عمر رضی سے روایت

سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم ہوا لوگون سے لڑنے کا یہان تک کہ گواہی دین اسبات کی کوئی معبود
برحق نہین سوا خدا کے اور بیشک محمد اوس کے رسول ہین اور قائم کرین نماز کو اور دیوین زکوۃ کو پہر جب کرین تو بچا لیا اونہون
نے مجھہ سے اپنی جانون اور مالون کو مگر حق سے بدلے اور حساب اون کا اللہ پر ہے **ف** سراج الوہاج مین ہے
کہ امام شوکانی سے سوال ہوا وہ لوگ جو جنگل مین رہتے ہین اور کوئی حکم شرعی بجا نہین لاتے نہ نماز نہ روزہ صرف زبان
سے کلمہ شہادت پڑہتے ہین وہ کافر ہین یا مسلمان اور آیا مسلمانون کو اُن سے جہاد کرنا چاہیے یا نہین تو جواب
دیا انہون نے ارشاد السائل مین کہ جو شخص ارکان اسلام اور فرائض اسلام کو بالکل ترک کرے اور اُسکے پاس کچھہ نہو
سوا زبان سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے کے تو بیشک وہ کافر ہے اور شدید الکفر اوسکی جان اور مال حلال ہے
اس لیے کہ صحیح حدیثون سے یہ بات ثابت ہے کہ جان اور مال اوسوقت بچیگی جب ارکان اسلام کو ادا کرے تو ایسے کافرون
کے قریب جو مسلمان رہتے ہون اونپر واجب ہے کہ اون کافرون کو اسلام کے احکام بتلاوین اور اُنکے بجا لانیکے لیے اون کو
دعوت کرین اور پہلے نرمی اور سہولت سے ثواب کی رغبت دلا کر اور عذاب سے ڈراکر اونکو سمجہا دین اگر وہ مان
لین اور ارکان اسلام ادا کرنے لگین تو خیر اور جو انکار کرین اور نہ مانین تو مسلمانون کو جہاد کرنا چاہیے اون پر
اور جب تک وہ اعمال اسلام بجا نہ لاوین اُنکا خون اور مال حلال ہے اور اُن کا حکم ایسا ہے جیسے جاہلیت کے لوگون
کا اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے کہول کے بیان کردیا ہے ان باتونکو جو کافرون کے ساتہہ لڑنے سے متعلق
ہین اور آیات قرآنی اور احادیث نبوی اس باب مین بہت ہین ہر شخص کو معلوم ہین بلکہ خاص اسی امر کے لیے
اللہ جل جلالہ نے اپنے رسول کو بہیجا اور کتابین اوتارین اور زیادہ اسکا بیان کرنا بفائدہ طول ہے جو اسل کلام ہے یہ ہے
کہ جب اون لوگون نے اصرار کیا کفر پر تو وہ ملک دار الحرب ہے بلا شک اور بلا شبہ اور جو احکام دار الحرب کے ہین وہی
احکام اون کے ملک کے ہونگے اور اختلاف کیا ہے مسلمانون نے کہ کافرون کے ملک پر جہاد کرنے کے لیے امام کا ہونا
ضرور ہے یا نہین لیکن حق یہ ہے کہ ضرور نہین اور یہ جہاد واجب ہے ہر ایک شخص پر جو مسلمان ہو اور آیات قرآنی
اور احادیث نبوی مطلق ہین اون مین کوئی قید نہین انتہے عَنْ اَبِیْ مَالِکٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ سَمِعْتُ
رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَکَفَرَ بِمَا یُعْبَدُ مِنْ دُوْنِ
اللّٰہِ حَرُمَ مَالُہٗ وَدَمُہٗ وَحِسَابُہٗ عَلَی اللّٰہِ **تر جمہ** ابو مالک سے روایت ہے اُسنے سنا اپنے باپ سے کہا کہ سنا مین نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تہے جس شخص نے لا الہ الا اللہ کہا اور انکار کیا اون چیزونکو جنکو لوگ پوجتے ہین
سوا خدا کے (آدمی ہو یا جن اوتار یا چہاڑ پہاڑ یا بت وغیرہ) تو حرام ہوگیا مال اُسکا اور خون اسکا اور حساب اسکا اللہ

ب ۔ عَنْ اَبِیْ مَالِكٍ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّہٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ وَحَّدَ اللّٰہَ ثُمَّ ذَکَرَ بِمِثْلِہٖ ترجمہ ابو مالک سے روایت ہے اوس نے سنا اپنے باپ سے اوس نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جو ایک جانے اللہ کو پھر بیان کیا حدیث کو اوسی طرح جیسے اوپر گذری باب الدلیل علی صحۃ اسلام من حضرہ الموت ما لم یشرع فی النزع وھو الغرغرۃ ونسخ جواز الاستغفار للمشرکین والدلیل علی ان من مات علی الشرک فھو من اصحاب الجحیم ولا ینقذہ لا دن ذلک شیئ من الوسائل باب بیان میں اس بات کے کہ جو شخص مرتے وقت مسلمان ہو تو اسلام اسکا صحیح ہے جب تک حالت نزع نہ ہو یعنی جان کنی شروع ہو اور مشرکین کے لیے دعا کرنا منع ہے اور جو مرجاویگا شرک پر وہ جہنمی ہے کوئی وسیلہ اوسکے کام نہ آویگا عن سعید بن المسیب عن ابیہ قال لما حضرت ابا طالب الوفاۃ جاءہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فوجد عندہ ابا جھل وعبد اللّٰہ بن ابی امیۃ بن المغیرۃ فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یا عم قل لا الہ الا اللّٰہ کلمۃ اشھد لک بھا عند اللّٰہ فقال ابو جھل وعبد اللّٰہ بن ابی امیۃ یا ابا طالب اترغب عن ملۃ عبد المطلب فلم یزل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یعرضھا علیہ ویعید لہ تلک المقالۃ حتی قال ابو طالب اخر ما کلمھم ھو علی ملۃ عبد المطلب وابی ان یقول لا الہ الا اللّٰہ فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اما واللّٰہ لاستغفرن لک ما لم انہ عنک فانزل اللّٰہ عز وجل ما کان للنبی والذین امنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربی من بعد ما تبین لھم انھم اصحاب الجحیم وانزل اللّٰہ تعالٰی فی ابی طالب فقال لرسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم انک لا تھدی من احببت ولکن اللّٰہ یھدی من یشاء وھو اعلم بالمھتدین ترجمہ سعید بن مسیب (جو مشہور تابعین سے ہیں ابن مدینی نے کہا میں نے اون سے زیادہ علم میں کوئی تابعی نہیں پایا فقیہ ہیں امام ہیں) روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے (مسیب بن حزن بن عمرو بن عابد بن عمران بن مخزوم قرشی مخزومی سے جو صحابی ہیں ف اس حدیث کو بخاری اور مسلم دونوں نے روایت کیا حالانکہ مسیب سے سوا اونکے بیٹے سعید کے اور کوئی راوی نہیں ہے تو رد ہوگیا حاکم کے قول کا کہ بخاری اور مسلم نے کوئی حدیث ایسی روایت نہیں کی جسکا راوی ایک ہی شخص ہو اور شاید مراد اون کی یہ ہو کہ سوا اصحاب کے اور شخصوں سے روایت کرنیوالے کم سے کم دو چاہییں (نووی) ف انہوں نے کہا جب ابو طالب بن عبد المطلب (رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا اور پرورش کرنیوالے) مرنے لگے ف یعنی بیماری کی شدت ہوئی اور موت کا
یقین ہو گیا یہ نہیں مراد ہے کہ سکرات شروع ہو گئی کیونکہ نزع اور سکرات کیوقت توبہ قبول نہیں فرمایا اللہ جل جلالہ
نے وَلَیْسَتِ التَّوْبَۃُ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ حَتّٰۤی اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّیْ تُبْتُ الْـٰٔنَ یعنی نہیں ہے توبہ ان لوگوں
کے لیے جو گناہ کرتے ہیں پھر جب موت سامنے آگئی تو کہنے لگے ہم نے اب توبہ کی اور اسکی دلیل یہ ہے کہ ابوطالب نے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے گفتگو کی اور مشرکوں نے آپ کے خلاف انکو سمجھایا آخر ابوطالب نے مشرکوں کا کہنا مانا تو معلوم
ہوا کہ نزع کیحالت نہ تھی قاضی عیاض نے کہا بعضی متکلمین نے یہاں یہ معنے کیے ہیں کہ نزع کیحالت ابوطالب پر طاری
ہوئی اور یہ صحیح نہیں ہے ف تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور وہاں ابوجہل
(عمرو بن ہشام) اور عبداللہ بن امیہ بن مغیرہ کو بیٹھا دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ای چچا میرے
تم کہہ لو لا الہ الا اللہ ایک کلمہ ہیں اللہ کے پاس اسکا گواہ رہوں گا تمہارے لیے (یعنے خدای عزوجل سے قیامت کے
روز عرض کرونگا کہ ابوطالب موحد تھے اور انکو جہنم سے نجات ہونا چاہیے انہوں نے آخر وقت میں کلمہ توحید کا
اقرار کیا تھا ابوجہل اور عبداللہ بن امیہ بولے ای ابوطالب تم اپنے باپ عبدالمطلب کا دین نہیں چاہتے پھر رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برابر یہی بات ان سے کہتے رہے (یعنے کلمہ توحید پڑھنے کے لیے) (ادھر ابوجہل اور عبداللہ
بن امیہ اپنی بات بکتے رہے) یہانتک کہ ابوطالب نے اخیر بات جو کی وہ یہ تھی میں عبدالمطلب کے دین پر ہوں ف
تو ابوطالب نے دین اسلام کو قبول نہیں کیا اور اپنی قوم کا پاس کیا اور جہنم اختیار کیا سراج الوہاج میں ہے کہ اس حدیث
میں دلیل ہے اس بات کی کہ عبدالمطلب بھی کفر پر مرے تھے جیسے ابوطالب امام ابوحنیفہ نے فقہ اکبر میں صاف لکھا
ہے کہ ابوطالب کفر پر مرے ف اور انکار کیا لا الہ الا اللہ کہنے سے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
قسم خدا کی میں تو تمہارے لیے دعا کروں گا (بخشش کی) جب تک مجھکو منع نہو ف نووی نے کہا اس
حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قسم کھانا خود بخود بغیر اس کے کہ دوسرا قسم کھلاوے درست ہے اور اس جگہ قسم سے
تاکید مقصود ہے کہ میں ضرور استغفار کرونگا تمہارے لیے اور یہ ابوطالب کو خوش کرنیکے لیے آپ نے فرمایا اور انکی
وفات مکے میں ہجرت سے کچھ ہی پہلے ہوئی ابن فارس نے کہا ابوطالب جب مرے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر
انچاس برس کی تھی آٹھ مہینے گیارہ دن اوپر اور ابوطالب کے وفات کے تین روز بعد ام المومنین خدیجہ کا انتقال
ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رنج کے بعد دوسرا رنج ہوا اسی واسطے اس سال کو عام الحزن کہتے ہیں ف
تب اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اخیر تک یعنی نبی کو اور مسلمانوں کو یہ درست نہیں

کہ دعا کرین مشرکون کے لیے اگرچہ وہ ناتے والے ہون جب معلوم ہو گیا کہ وہ جہنمی ہین پھر اللہ تعالی نے ابو طالب کی
شان مین یہ آیت اتاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا اِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ اَحْبَبْتَ اخیر تک یعنے تم راہ پر نہین لا
سکتے جسکو چاہو لیکن اللہ راہ پر لا سکتا ہے جسکو چاہے **ف** نووی نے کہا مفسرین کا اتفاق ہے اس بات پر
کہ یہ آیت ابو طالب کے باب مین اوتری ہے زجاج نے بھی اسپر اجماع نقل کیا ہے **ت** اور وہ جانتا ہے ان لوگون
کو جن کی قسمت مین ہدایت ہے **عَنِ** الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ اَنَّ حَدِيْثَ صَالِحٍ انْتَهٰى
عِنْدَ قَوْلِهِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ وَلَمْ يَذْكُرِ الْاٰيَتَيْنِ وَقَالَ فِيْ حَدِيْثِهِ وَيَعُوْدَانِ بِتِلْكَ الْمَقَالَةِ
وَفِيْ حَدِيْثِ مَعْمَرٍ مَكَانَ هٰذِهِ الْمَقَالَةِ الْكَلِمَةُ فَلَمْ يَبْرَحَا **ترجمہ** دوسری روایت بھی اسی طرح
ہے مگر چند لفظون کا فرق ہے پر مطلب ایک ہے **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لِعَمِّهٖ عِنْدَ الْمَوْتِ قُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَبٰى قَالَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ اِنَّكَ
لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ الْاٰيَةَ **ترجمہ** ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا سے
مرتے وقت کہا تم لا الٰہ الا اللہ کہو مین اسکا گواہ ہونگا تمہارے لیے قیامت کے دن انہون نے انکار کیا
تب اللہ تعالی نے یہ آیت اوتاری اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ اخیر تک **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَمِّهٖ قُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ
لَوْلَا اَنْ تُعَيِّرَنِيْ قُرَيْشٌ بِذٰلِكَ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا حَمَلَهُ عَلٰى ذٰلِكَ الْجَزَعُ لَاَقْرَرْتُ بِهَا عَيْنَكَ عَيْنَكَ
فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ **ترجمہ** ابو ہریرہ رضی سے
روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا سے فرمایا کہو لا الٰہ الا اللہ مین اس بات کی گواہی دونگا
تمہارے لیے قیامت کے دن انہون نے کہا اگر قریش میرے اوپر عیب نہ کہتے وہ کہین گے ابو طالب ڈر گیا
یا دہشت مین آگیا البتہ مین ٹھنڈی کرتا تمہاری آنکھ یہ کہکر یعنے تمکو خوش کر دیتا اور لا الٰہ الا اللہ کا
اقرار کر لیتا پر قریش کے لوگون سے مجھے شرم آتی ہے وہ کہین گے ابو طالب ایسا دل کا بودا اور کچا تھا
کہ مرتے وقت ڈر کے مارے (اپنا دین بدل ڈالا) تب اللہ تعالی نے یہ آیت اوتاری اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ
اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ **بَاب** الدَّلِيْلِ عَلٰى اَنَّ مَنْ مَّاتَ عَلَى التَّوْحِيْدِ دَخَلَ الْجَنَّةَ
قَطْعًا **باب** بیان مین اس بات کے کہ جو کوئی توحید کے اوپر مریگا یعنے مشرک نہوگا اور خدا کو ایک جانتا ہوگا اور کسی کو
اسکے ساتھہ شریک نکرتا ہوگا تو جنت مین جاویگا **ف** ایک نہ ایک روز اگرچہ تھوڑے دنون عذاب پاوے اپنی

اور گناہون پر پر ہمیشہ وہ جہنم مین نہین رہ سکتا نووی نے کہا اہل سنت اور اہل حق کا سلف اور خلف مین یہ اعتقاد ہی کہ جو شخص توحید پر مرے وہ ہر حال مین جنت مین جاویگا پہر اگر گناہون سے پاک ہو جیسے نابالغ یا مجنون جو بالغ ہوتی ہی مجنون ہو گیا ہو یا اوسنے توبہ صحیح کی ہو تمام گناہون سے اور پہر توبہ کے بعد کوئی گناہ نکیا ہو یا خدا کیطرف سے اوس کو توفیق ہوئی ہو گناہون سے بچنے کی وہ تو جنت مین جاویگا اور جہنم مین بالکل نجاویگا اور یہ جو آیت مین ہے کہ تم مین سے کوئی نہین مگر جہنم پر اوسکا ورود ہوگا مقصود ورود سے مراد مرور ہی یعنے گذرنا اور پل پر سے اور یہ گذرنا تو سب کے لیے ہی کیونکہ صراط یعنی پل جہنم کی اوپر ہے ہی اللہ اسکو جہنم سے اور سب آفتون سے بچاوے اور اگر اوسنے گناہ کبیرہ کیے ہون گے اور بغیر توبہ کے مرا ہے تو وہ اللہ کی مرضی پر ہے اگر چاہے اوسکا قصور معاف کر دیوی اور اسکو جنت مین لیجاوے اور اگر چاہے تو تہوڑے دنون اسکی قصور کے لائق عذاب دیکر پہر جنت مین لیجاوے پر وہ ہمیشہ جہنم مین نرہیگا تو جو شخص توحید پر مرے وہ کیسے ہی گناہ کرے ہمیشہ جہنم مین نرہیگا جیسے وہ شخص جو کفر پر مرے ہمیشہ جہنم مین رہیگا اور جنت مین نجاویگا اگرچہ کیسی ہی نیکیان کرے یہ مختصر بیان ہے عقیدہ اہل حق کا اس مسئلے مین اور کتاب و سنت اور اجماع امت دلیل ہین اس اعتقاد کی اور نصوص متواتر ہین اس باب مین جن سے یقین حاصل ہو سکتا ہے پہر جب یہ قاعدہ ثابت اور مقرر ہو گیا تو اب جتنی حدیثین وارد ہون اگرچہ ظاہر مین کچہ اس قاعدے کے خلاف ہون پر انکو حمل کرنا چاہیے اسی قاعدے پر تاکہ نصوص شرعیہ مین تناقض اور مخالفت نہو اور خدا چاہے تو ہم بعض حدیثون کی تاویل بیان کرینگے جن سے اور حدیثون کی تاویل بہی معلوم ہو جاویگی انتہے عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ مَّاتَ وَھُوَ یَعْلَمُ اَنَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دَخَلَ الْجَنَّۃَ ترجمہ حضرت عثمان سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مرجاوے اور اسکو یقین ہو اسبات کا کہ کوئی لائق نہین عبادت کے سوا اللہ جل جلالہ کے تو وہ جنت مین جاویگا ف نووی نے کہا قاضی عیاض نے کہا اختلاف کیا ہی لوگون نے اوس شخص کے باب مین جو شہادتین کا قائل ہو یعنے توحید اور رسالت کا لیکن گنہگار ہو کر مرے تو مرجیہ ایک گمراہ فرقہ ہی وہ یہ کہتا ہے کہ ایمان کے ساتھ کوئی گناہ ضرر نہین کرتا اور خوارج کہتے ہین کہ گناہ ضرر کرتا ہے اور آدمی گناہ کی وجہ سے کافر ہو جاتا ہے اور معتزلہ کہتے ہین کہ اگر اسکا گناہ کبیرہ ہے تو وہ ہمیشہ جہنم مین رہیگا اور نہ اسکو مومن کہین گے نہ کافر بلکہ فاسق کہینگے اور اشاعرہ کے نزدیک جو اہل سنت ہین وہ شخص مومن ہے اب اگر اسکا گناہ نہ بخشا جاوی اور اسکو عذاب ہو تو ہمیشہ نہوگا ایک نہ ایک دن وہ جنت مین جاویگا تو اس حدیث سے رد ہو گیا خوارج اور معتزلہ کا اور مرجیہ جو دلیل لاتے ہین اس حدیث سے اون کا جواب یہ ہی کہ تمہارا مطلب اس حدیث سے کہان نکلتا ہے اس حدیث مین تو یہ ہے کہ موحد جنت مین جاویگا پہر ہو سکتا

ہے کہ اوسکا گناہ بخش دیا جاوے یا شفاعت سے نجات ہو جہنم سے یا گناہ کے بقدر عذاب پا کر جنت میں جاوے اور یہ تاویل
ضروری ہے اس لیے کہ بہت سے آیات اور احادیث سے گناہ گاروں کے لیے عذاب نکلتا ہے پھر نصوص شریعت کو ایک دوسرے کے
مطابق کرنا لازم ہے اور یہ جو فرمایا اس حدیث میں کہ اوسکو یقین ہو توحید کا تو رد ہو گیا بعض گروہ مرجیہ کا جو کہتے ہیں صرف
شہادتین کو زبان سے کہنے والا جنت میں جاویگا گو دل سے اوس پر اعتقاد نہ ہو اور دوسری حدیث میں اسکی اور تاکید
مروی ہے یعنی اسکو شک نہ ہو اور یہ تردید ہی ہمارے مذہب کے قاضی عیاض نے کہا اس حدیث سے حجت لاتا ہے وہ شخص جو
کہتا ہے صرف دل سے شہادتین کو پہچاننا کافی ہے زبان سے کہنا ضرور نہیں مگر اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ دل سے یقین کرنا
اور زبان سے اقرار کرنا دونوں ضرور ہیں اور جہنم سے نجات پانے کے لیے صرف ایک کافی نہیں البتہ جب زبان میں کوئی
آفت ہو جیسے گویائی نہ رہی یا مہلت نہ ہو زبان سے کہنے سے پہلے مر جاوے تو دل سے یقین کرنا کافی ہے اور یہ حدیث میں
حجت نہیں اوس شخص کی جسنے خلاف کیا اہل سنت اور جماعت کا اس لیے کہ دوسری حدیث میں صاف وارد ہے جس نے
کہا لا الہ الا اللہ اور جس نے گواہی دی لا الہ الا اللہ اور معاذ کی روایت میں ہے جسکی اخیر بات لا الہ الا اللہ ہوگی وہ جنت میں
جاویگا اور ایک روایت میں ہے جو اللہ سے ملیگا اوسکے ساتھہ کسی کو شریک نکیا ہو تو جنت میں جاویگا اور ایک روایت
میں ہے کوئی بندہ ایسا نہیں جو گواہی دے اس بات کی سوا اللہ کے کوئی سچا معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں مگر
اللہ حرام کر دیگا اسکو جہنم پر اور ایسا ہی ہے عبادہ بن صامت اور عتبان بن مالک کی روایت میں عبادہ کی حدیث میں
اتنا زیادہ ہے کہ اوسکے اعمال چاہے جیسے ہوں اور ابی ہریرہ کی روایت میں ہے کہ وہ اللہ سے ملے اور اسکو شک نہو شہادتین میں
تو وہ جنت میں جاویگا اگرچہ زنا کرے یا چوری کرے ان سب احادیث کو مسلم نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے تو ایک جماعت
سلف سے ان میں سعید بن المسیب بھی ہیں یہ منقول ہے کہ یہ حدیثیں اوسوقت کی ہیں جب اور فرائض اور اوامر اور نواہی
نہ تھے اور بعضوں نے کہا یہ حدیثیں مجمل ہیں شرح کی محتاج ہیں اور مطلب انکا یہ ہے کہ شہادتین کا اقرار کرے اور
اون کے حقوق اور فرائض سب کو ادا کرے اور یہ قول ہے حسن بصری کا اور بعضوں نے کہا کہ یہ اوس شخص کے لیے
ہے جو کفر اور شرک سے شرمندہ ہو کر اسکا اقرار کرے پھر مر جاوے یہ قول بخاری کا ہے اور ان سب تاویلات کی ضرورت
اوسیوقت ہے جب حدیث کو ظاہر پر رکھیں لیکن جب اپنے درجے اور مرتبے پر لیجاویں تو تاویل مشکل نہیں جیسے محققین علما
نے بیان کیا ہے تو پہلے یہ بات سمجھ لینا چاہیے کہ تمام اہل سنت سلف صالحین اور محدثین اور فقہا اور متکلمین کا یہ
مذہب ہے کہ گنہگار اللہ کی مشیت پر ہیں اور جو شخص ایمان پر مرے اور دل سے یقین رکھتا ہو شہادتین کا وہ جنت میں
جاویگا پھر اگر اوسنے گناہوں سے توبہ کر لی ہو یا گناہوں سے پاک ہو وہ تو جنت میں جاویگا اپنے پروردگار کی رحمت سے اور

حرام کیا جاویگا جہنم پر پہر اگر ان حدیثون کو ہم ایسے شخصون پر محمول کرین مطلب صاف ہوگا اور یہی مراد ہے حسن
البصری اور بخاری کی اور اگر وہ شخص گناہون کے ساتھہ آلودہ ہو واجبات کا ترک کیا ہو یا حرام کا ارتکاب تو وہ اللہ
کی مشیت پر ہی اوسکا یقین نہین ہوسکتا کہ وہ جہنم مین بالکل نہ جاویگا اور پہلی ہی پہل جنت مین چلا جاویگا لیکن اسکا یقین
ہے کہ وہ ایکدن آخر کو ضرور جنت مین جاوے گا اور خدا کو اختیار ہے چاہے اوسکا گناہ معاف کر دیوے اور چاہے اسکو
چندروز عذاب دیکر پہر جنت مین لیجاوے اور ممکن ہے کہ سب احادیث اپنے معنے پر قائم رہین اور جمع بہی ہوجاوے
اس طرح پر کہ جنت مین جانے سے یہ مراد ہو کہ جنت کا استحقاق اوسے ہوگیا یا بالفعل بعفو یا آئندہ بعد عذاب اور جہنم حرام
ہونے سے یہ غرض ہو کہ ہمیشہ کا جہنم اوسپر حرام ہے اور دونون صورتون مین خوارج اور معتزلہ کا خلاف ہے اور احتمال
ہے کہ حدیث من کان آخر کلامہ لا اله الا الله یعنی جسکی اخیر بات لا اله الا الله ہوگی وہ جنت مین جاویگا یہ اوس شخص
کے لیے ہو جسکی زبان سے مرتے وقت اخیر مین یہ کلمہ نکلے اور پہر بعد اوسکے دوسری بات نکرے اگرچہ اس سے پہلے
گناہ کرچکا ہو پر شاید خاتمہ کلام کی وجہ سے خدا کی رحمت شامل حال ہو اور وہ جہنم سے بالکل نجات پاوے برخلاف
اُن گنہگارون کے جنکی آخری بات یہ کلمہ نہو اسیطرح جو عبادہ کی حدیث مین ہے کہ وہ جنت کے جس دروازے
مین سے چاہے چلا جاوے وہ خاص ہو اوسکے لیے جو شہادتین کے ساتھہ ایمان اور توحید حقیقی کے ساتھہ متصف ہو
اور اسکا ثواب اسقدر ہو جاوے کہ اُس کے گناہون سے بڑہ جاوے اور مغفرت اور رحمت کو واجب کرے تمام ہوا کلام
قاضی عیاض کا اور یہ نہایت عمدہ ہے لیکن ابن المسیب سے جو تاویل منقول ہے وہ ضعیف اور باطل ہے اس لیے
کہ ابو ہریرہ ہجرت کے بعد مین اسلام لائے تہے جس سال خیبر فتح ہوا سنہ ہجری مین اور اسوقت تو تمام احکام شریعت
جاری ہوچکے تہے اور سب بڑے الفض مثل نماز اور روزے اور زکوۃ کے فرض ہوچکے تہے اور حج بہی فرض ہوگیا تہا
اوسکے قول کے موافق جو کہتا ہے حج سنہ ۵ یا ۶ ہجری مین فرض ہوا اور بعضون نے کہا کہ سنہ ۹ ہجری مین فرض
ہوا اور شیخ ابن الصلاح نے اسمقام مین ایک اور تاویل بیان کی ہے انہون نے کہا کہ شاید یہ قصور راویون کے حفظ
اور قلت ضبط کی وجہ سے ہے نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف سے آپنے تو پورا پورا بیان دوسری حدیثون
مین کیا ہے اور جائز ہے کہ یہ اختصار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا بت پرستون کے ساتھہ خطاب کرنے مین
کیونکہ توحید انکے لیے دین کے تمام باتون کو لازم کرتی تہی اور جو کافر توحید کا قائل نہو جیسے بت پرست یا پارسی
وہ لا اله الا الله کہے اور اسکا وہ حال ہو جو اوپر ہم نے بیان کیا تو حکم کیا جاویگا اوسکے اسلام کا اور ہم وہ نہین کہینگے
اسحال مین جیسے ہمارے بعض اصحاب نے کہا ہے کہ جو شخص لا اله الا الله کہے اسکے اسلام کا حکم کیا جاویگا پہر اُس

بے جبر کریگے اور احکام قبول کرنے کے لیے اس لیے کہ ارسکا حاصل یہ ہے کہ اسلام کے پورا کرنے کے لیے اون پر جبر
کرینگے اور اسکا حکم مثل مرتد کے ہوگا اگر وہ باقی احکام کو بجا نہ لاوے اور نفس الامر مین اور آخرت کے احکام مین وہ
مسلمان نہوگا حالانکہ ہم نے جسکو بیان کیا وہ نفس الامر اور آخرت کے احکام مین مسلمان ہین واللہ اعلم (نووی) —
عَنْ عُثْمَانَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ سَوَاءً ترجمہ حضرت عثمان رض يقول
سے دوسری روایت بہی ایسی ہی ہے **بَابٌ مِنْهُ** عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض
قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَسِيْرٍ قَالَ فَنَفِدَتْ اَزْوَادُ الْقَوْمِ قَالَ حَتّٰى هَمَّ
بِنَحْرِ بَعْضِ حَمَائِلِهِمْ قَالَ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ جَمَعْتَ مَا بَقِيَ مِنْ اَزْوَادِ الْقَوْمِ فَدَعَوْتَ اللّٰهَ حمائلهم بجمائلهم
عَلَيْهَا قَالَ فَفَعَلَ قَالَ فَجَاءَ ذُو الْبُرِّ بِبُرِّهٖ وَذُو التَّمْرِ بِتَمْرِهٖ قَالَ وَقَالَ مُجَاهِدٌ وَذُو النَّوَاةِ بِنَوَاهُ
قُلْتُ وَمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ بِالنَّوَاةِ قَالَ كَانُوْا يَمُصُّوْنَهٗ وَيَشْرَبُوْنَ عَلَيْهِ الْمَاءَ قَالَ فَدَعَا يمصونها يمصونه
عَلَيْهَا قَالَ حَتّٰى مَلَأَ الْقَوْمُ اَزْوِدَتَهُمْ قَالَ فَقَالَ عِنْدَ ذٰلِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ اشهد
رَسُوْلُ اللّٰهِ لَا يَلْقَى اللّٰهَ عزوجل بِهِمَا عَبْدٌ غَيْرُ شَاكٍّ فِيْهِمَا اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ ترجمہ ابوہریرہ رض سے
روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ایک سفر مین (جنگ تبوک مین) تو لوگون کے توشے تمام ہو
گئے اور آپنے قصد کیا لوگون کے بعض اونٹ کاٹ ڈالنے کا **ف** حدیث مین حمائلہم ہے حاء حطی سے یا جمائلہم
جیم سے دونون منقول ہین صاحب تحریر اور ابن الصلاح نے دونون کو ذکر کیا ہے لیکن صاحب تحریر نے جمائلہم
جیم سے اختیار کیا ہے اور قاضی عیاض نے حمائلہم حاء حطی سے شیخ ابو عمرو نے کہا دونون صحیح ہین تو جب حاء حطی
سے ہو تو حمائل جمع ہے حمولہ کی یعنے وہ اونٹ جسپر لادا جاوے سامان وغیرہ اور جب جیم سے تو جمع ہے جمالہ کی اور جمالہ جمع
ہے جمل کی جمل اونٹ کو کہتے ہین **ف** حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ کاش آپ جمع کیجیے لوگون کے سب توشے
کو پھر دعا کیجیے اللہ سے اوسپر (تاکہ برکت ہو اوسمین اور کافی ہو جاوے سب کے لیے) آپ نے ایسا ہی کیا تو جس کے
پاس گیہون تہے وہ اپنے گیہون لیکر آیا اور جسکے پاس کھجور تہی وہ کھجور لیکر آیا اور جس کے پاس گٹھلی تہی وہ گٹھلی لیکر
آیا **ف** نووی نے کہا اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ مسافرون کو اپنے اپنے توشے ملا دینا اور ساتھ ملکر کھانا درست
ہے اگرچہ کوئی زیادہ کہاوے کوئی کم اور ہمارے اصحاب نے کہا یہ سنت ہے) **ف** مین نے کہا گٹھلی کو کیا کرتے تہے
انہون نے کہا اوسکو چوستے تہے پھر اوسپر پانی پی لیتے تہے راوی نے کہا آپنے دعا کی اون سب توشون پر تو لوگون
نے اپنے اپنے توشے کے برتنون کو بہر لیا **ف** تو توشے مین آپ کی دعا کی برکت سے ایسی افزایش ہو گئی کہ یا تو

کرینگا اور اس سے معلوم ہوا کہ لشکر کے لوگون کو اپنے جانور جو لڑائی مین مدد دیتے ہین کاٹنا درست نہین ہے بغیر
امام اجازت نہ دے (السراج الوہاج) ف آپ نے فرمایا اچہا کاٹو استنے مین حضرت عمر آئے اور انہون نے کہا یا رسول
اللہ اگر ایسا کیجیے گا تو سواریان کم ہوجاوینگی ف اس سے معلوم ہوا کہ امام اور بادشاہ کے حکم مین اعتراض کرنا جائز
ہے اور کم درجے والے کو یہ پہونچتا ہے کہ بالادست کو عمدہ مشورہ دیوے جب کوئی مصلحت ہو اور اوسکے حکم کو
منسوخ کرنے کے لیے کہے (نووی) ف لیکن سب لوگون کو بلا بہیجیے اور کہیے اپنا اپنا بچا ہوا توشہ لیکر
آوین پہر خدا سے دعا کیجیے توشے مین برکت دیوے شاید اللہ اسمین کوئی رستہ نکالدے (یعنے برکت اور بہتری
عطا فرماوے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچہا پہر ایک دستر منگایا اوسکو بچہا دیا اور سب کا بچا ہوا
توشہ منگوایا کوئی مٹھی بہر جوار لایا کوئی مٹھی بہر کہجور لایا کوئی ٹکڑا روٹی یہانتک کہ سب ملکر تہوڑا سا دستر پر مَابُ مِنْهُ
اکٹہا ہوا پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی برکت کے لیے بعد اوسکے فرمایا اپنے اپنے برتنون مین توشہ
بہر لو تو سبہون نے اپنے برتن بہر لیے یہانتک کہ لشکر مین کوئی برتن نچہوڑا جسکو نہ بہرا ہو پہر سب نے کہانا شروع
کیا اور سیر ہو گئے اوسپر بہی کچہ بچ رہا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین گواہی دیتا ہون اس بات کی
کوئی سچا معبود نہین سوا خدا کے اور مین اللہ کا بہیجا ہوا ہون جو شخص ان دونون باتون پر یقین کرکے اللہ سے
ملے وہ جنت سے محروم نہوگا عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاَنَّ
عِيْسٰى عَبْدُ اللّٰهِ وَابْنُ اَمَتِهٖ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقَاهَا اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ وَاَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ
وَّاَنَّ النَّارَ حَقٌّ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ مِنْ اَيِّ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ شَاءَ ترجمہ عبادہ بن صامت سے روایت
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کہے مین گواہی دیتا ہون اس بات کی کہ کوئی سچا معبود نہین سوا
خدا کے وہ اکیلا ہے اوسکا کوئی شریک نہین اور بیشک حضرت محمد اوسکے بندے ہین اور بہیجے ہوئے ہین
اور بیشک حضرت عیسی اللہ کے بندے ہین اور اوسکی لونڈی (مریم) کے بیٹے ہین اور اوسکی بات سے پیدا ہوئے
جو اوسنے مریم مین ڈالدی (یعنے حکم کردیا کن کے ساتھ پہر وہ ہوگئے بن باپ کے) اور رحمت ہین خدا
کی یا روح ہین خدا کی (یعنے حضرت عیسی کو روح اللہ کہتے ہین اسلیے کہ اللہ جل جلالہ نے اونکی روح کو پیدا کیا
اگرچہ سب روحون کو خدا ہی نے بنایا ہے پر حضرت عیسے کی روح بڑی عزت اور بزرگی والی ہے اسلیے خدا کیطرف
نسبت دی گئی جیسے خانہ کعبہ کو بیت اللہ کہتے ہین) اور بیشک جنت حق ہے اور جہنم حق ہے تو لیجاویگا

اوسکو اسنے جنت مین آٹھہ دروازہ مین سی جسمین سے چاہے **ف** نووی نے کہا یہ حدیث ایک بہت عمدہ حدیث ہے عقائد مین جو جامع ہے تمام ضروری باتون کو اور اس سے رد ہوتا ہے تمام کفر کی ملتون کا انحصار کے ساتھہ بعضے لوگ ہمارے زمانے مین یہ شبہ کرتے ہین کہ حضرت عیسی بغیر باپ کے کیونکر پیدا ہوے حالانکہ فطرت کی قاعدے سے اور اصول حکمت سے یہ بات محال معلوم ہوتی ہے اونکا جواب یہ ہی کہ تم عالم کو قدیم جانتے ہو یا حادث اگر حادث مانتے ہو تو ابتدائی آفرینش مین نوع انسان کا ظہور کسی پہلے شخص سے ہوا ہوگا جو نہ باپ رکھتا تہا نہ مان پہر جب خدا نے بغیر مان اور باپ کے ایک شخص کو پیدا کیا تو بغیر باپ کے پیدا کرنا اوس کے نزدیک کیا دشوار ہے اگر قدیم جانتے ہو تو قدم سے یہ مراد نہین کہ عالم اسیطرح بوضع خاص قدیم ہے کیونکہ او صناع اور اطوار مین ہمیشہ تغیر ہوتا رہتا ہے بلکہ اسی بنا پر کرات کی کرات متفرق اور پریشان ہو سکتی ہین اور ان کے اجزا پہر دوبارہ مل کر ایک نیا کرہ ظاہر کر سکتے ہین اسیوجہ سے ابی تور اور دیو جانس اور ایک جماعت فلاسفہ نے جو قدم عالم کے قائل تہے یہ لکہا ہے کہ اوائل ترکیب زمین مین زمین سے اعلی اعلی قسم کے جاندار جیسے انسان اور بہائم خود بخود پیدا ہوتے تہے آخر زمانہ دراز کے بعد زمین کی قوت گہٹتی گہٹتی اب یہ نوبت پہونچی ہے کہ سوا نباتات اور کم درجے کے حیوانات کے جیسے چوہے گہونس کیڑے مکوڑے وغیرہ کے عمدہ قسم کے جاندار زمین سے خود بخود پیدا نہین ہوتے پہر جس خدا نے زمین مین یہ استعداد رکہی ہے کہ آدمی کسطرح کے جانور اوس مین سے پیدا کر دیوے اوسکی نزدیک خود انسان مین سے ایک دوسرا انسان پیدا کر دینا نہ مشکل ہے نہ عقل کے خلاف ہے اور تعجب ہے کہ یہی حضرت عیسی کو بن باپ کے نہ ماننے والے لوگ عقل اور فلسفی کا دم بہرتے ہین اور حکیمون اور فیلسوفون کے لغویات کو بہی تسلیم کر لیتے ہین اور قرآن وحدیث کی سچی قرین قیاس باتون مین شبہ کرتے ہین خود حکیم اور فیلسوف انسان کی ابتدائی خلقت اور عالم کی ابتدائی آفرینش مین اسقدر اختلاف رکہتے ہین کہ ایک دوسرے کے خیال کو لغو اور باطل سمجہتا ہے **عن** عُمَيْرِ بْنِ هَانِئٍ فِي هٰذَا الْاِسْنَادِ بِمِثْلِهٖ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ عَلٰى مَا كَانَ مِنْ عَمَلٍ وَلَمْ يَذْكُرْ مِنْ اَيِّ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ شَاءَ **ترجمہ** دوسری روایت مین ایسی ہی ہے مگر اوسمین اتنا زیادہ ہو کہ اللہ اوسکو جنت مین لے جاویگا چاہے جیسے اوسکے اعمال ہون (یعنے اگرچہ گناہ اوس نے کیے ہون پر مراد وہی گناہ ہے جو کفر تک نہ پہونچا دے) اور یہ اسمین نہین ہے کہ جنت کے آٹھہ دروازون مین سے جا ہے **عن** عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّهٗ قَالَ دَخَلْتُ عَلَيْهِ وَهُوَ فِي الْمَوْتِ فَبَكَيْتُ فَقَالَ لِيْ مَهْلًا لِمَ تَبْكِيْ فَوَاللّٰهِ لَئِنِ اسْتُشْهِدْتُ لَاَشْهَدَنَّ لَكَ وَلَئِنْ شُفِّعْتُ لَاَشْفَعَنَّ لَكَ وَلَئِنِ اسْتَطَعْتُ لَاَنْفَعَنَّكَ

ثُمَّ قَالَ وَاللّٰهِ مَا مِنْ حَدِيْثٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكُمْ فِيْهِ خَيْرٌ اِلَّا قَدْ
حَدَّثْتُكُمُوْهُ اِلَّا حَدِيْثًا وَّاحِدًا وَسَوْفَ اُحَدِّثُكُمُوْهُ الْيَوْمَ وَقَدْ اُحِيْطَ بِنَفْسِيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَرَّمَ
اللّٰهُ عَلَيْهِ النَّارَ ترجمہ صنابحی سے روایت ہے ف صنابحی نسبت ہے صنابح کیطرف جو ایک شاخ ہے قبیلہ
مراد کی اور نام انکا ابوعبداللہ عبدالرحمن بن عسیلہ ہے نووی نے کہا یہ تابعی ہین جلیل القدر چلے تہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کے لیے پہر وفات ہوگئی آپ کی اور یہ راہ مین تہے جحفہ مین آپ کی وفات کے پانچ یا چہہ دن بعد
یہ مدینے مین آئے اور ابوبکر صدیق اور بہت صحابہ سے ملے اور رہتے تہے شہر مین تقریب مین ہے کہ عبدالملک کی خلافت مین
انہون نے انتقال کیا نووی نے کہا جسکو حدیث مین اشتغال نہین ہے وہ اس صنابحی کو صنابح بن اعسر خیال کرتا
ہے حالانکہ صنابح بن اعسر صحابی ہین ف مین عبادہ بن صامت پاس گیا وہ مرنے کے قریب تہے مین رونے لگا انہون نے
کہا مہلت دے مجہکو (یعنے بات کرنے دے مجہکو) کیون روتا ہے قسم خدا کی اگر مین گواہ بنایا جاؤن گا تو گواہی دونگا
تیرے لیے (ایمان کی) اور اگر میری سفارش کام آویگی تو سفارش کرونگا تیری اور اگر مجہے طاقت ہوگی تو فائدہ
دونگا تجہکو پہر کہا قسم خدا کی کوئی حدیث مین نے نہین سنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جسمین تمہاری بہلائی تہی
مگر مین نے اسکو بیان کر دیا تم سے ف قاضی عیاض نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہون نے چہپایا تہا وہ حدیثون
جنکے بیان کرنے مین انکو نقصان معلوم ہوا یا فتنہ اس لیے کہ ہر شخص کی عقل اتنی نہین جو ہر حدیث کا مطلب سمجہے
اور جسمین کوئی عمل کرنے کی بات نہ ہوگی نہ کوئی حد ہوگی شریعت کے حدود مین سے اور ایسا بہت صحابہ نے کیا ہے
کہ بے ضرورت حدیث کو بیان نہین کیا یا اس حدیث کو جس سے خوف تہا لوگون مین فساد پہیلنے کا اس وجہ سے کہ انکی عقل قاصر
تہی اوسکے سمجہنے سے ایسی ہی وہ حدیثین جو منافقون کے بیان مین تہین اور قیامت کی علامات مین اور کسی
قوم کی بری اوصاف مین یا انکی مذمت اور لعنت مین (نووی) ف البتہ ایک حدیث مین نے بیان نہین
کی اب اوسکو آج بیان کر دیتا ہون کس لیے کہ میری جان جانیکو ہے مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا
آپ فرماتے تہے جو شخص گواہی دے (یعنے دل سے یقین کرے اور زبان سے اقرار) کوئی سچا معبود نہین سوا خدا کے
اور بیشک حضرت محمد اللہ کے رسول ہین تو حرام کر دیگا اللہ اوسپر جہنم کو (یعنے ہمیشہ رہنے کو جہنم مین یا جہنم کے اوس طبقے
کو جسمین کافر ہمیشہ رہنے والے ڈالے جاوینگے) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ كُنْتُ رِدْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ اِلَّا مُؤْخِرَةُ الرَّحْلِ فَقَالَ يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ

كاب دابّته
يا نقلت

وَسَعْدَيْكَ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا
رَسُولَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ قَالَ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّ حَقَّ اللّٰهِ عَلَى
الْعِبَادِ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قُلْتُ
لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ إِذَا فَعَلُوا ذٰلِكَ
قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ أَنْ لَا يُعَذِّبَهُمْ **ترجمہ** معاذ بن جبل سے روایت ہے میں رسول اللہ صلی اللہ قال
علیہ وسلم کے ساتھ پیچھے بیٹھا تھا سواری پر پھر سے اور آپکے بیچ میں کچھ نہ تھا مگر لکڑی پچھلی پالان کی آپنے فرمایا ای معاذ
مین نے عرض کیا حاضر ہون آپکی خدمت مین اور فرمان بردار ہون آپکا یا رسول اللہ پھر آپ چلے تھوڑی دیر بعد
اوسکے فرمایا ای معاذ بن جبل مین نے کہا حاضر ہون اور فرمان بردار ہون خدمت مین یا رسول اللہ پھر
چلے تھوڑی دیر بعد پھر فرمایا اے معاذ بن جبل مین نے کہا حاضر ہون اور فرمانبردار ہون خدمتمین یا رسول اللہ آپ نے
فرمایا تو جانتا ہے اللہ کا حق بندون پر کیا ہے مین نے کہا اللہ اور اوسکا رسول خوب جانتا ہے آپنے فرمایا اللہ کا
حق بندون پر یہ ہے کہ اوسیکو پوجین اور اوسکے ساتھہ کسیکو شریک نکرین پھر آپ چلے تھوڑی دیر اور فرمایا ای
معاذ بن جبل مین نے کہا حاضر ہون یا رسول اللہ اور فرمانبردار ہون آپکا آپ نے فرمایا تو جانتا ہے بندون کا حق
اللہ پر کیا ہے **ف** صاحب تحریر نے کہا حق کہتے ہین ہر موجود کو جو پایا جاوے یا جسکا پایا جانا آیندہ ضرور ہو اور
اللہ سبحانہ حق ہے موجود ہے ازلی ہے باقی ہے ابدی ہے اور موت اور قیامت اور جنت اور نار حق ہین کیا
معنے وہ ضرور پائی جاوینگی اور ہون گی اور سچ بات کو بھی حق کہتے ہین یعنے وہ پائی گئی ہے اور اسکا وجود
ہے اسیطرح حق واجب اور لازم کام کو بھی کہتے ہین جیسے جنت اسیا رہو جیسے فرائض اللہ کے جنکا کرنا لازم ہے یا کسی
کا قرض جسکا ادا کرنا لازم ہے یا اور کوئی حق حقوق مین سے تو جب یون کہین اللہ کا حق بندے پر تو اوسکے معنے
یہ ہین جو بندے پر کرنا لازم اور واجب ہے اللہ کے لیے اور جب یون کہین بندون کا حق اللہ پر تو وہان حق سے
مراد اوسکا تحقق ہے یعنی وہ ضرور پایا جاوے گا یہ نہین کہ اللہ پر واجب یا فرض ہے کیونکہ اللہ جل جلالہ پر کوئی
کام واجب اور لازم نہین اور نہ کوئی اوسپر کسیکام کو واجب کر سکتا ہے وہ خود بادشاہ ہے مالک ہے صاحب
ہے سارے جہان کا جو چاہے کرے جو چاہے نکرے پر اپنے وعدہ اور قول کا سچا ہے اوسکی بات ٹلنے والی نہین اوس
نے جیسا فرمایا اوسکے نیک بندے جنت مین ضرور جاوینگے لیکن اگر وہ چاہے تو نیکون کو بھی دوزخ مین ڈالدے
کسی کی کیا مجال جو اوسکو کچھ بھی کہہ سکے **ف** جب بندے یہ کام کرین (یعنے اوسی کی عبادت کرین کسی کو

اوسکے ساتھ شریک نکرین مین نے کہا اللہ اور اوسکا رسول خوب جانتا ہے آپ نے فرمایا وہ حق یہ ہے کہ اللہ اون کو عذاب نہ
کرے **عن** معاذ بن جبل قال کنت ردف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی حمار یقال
له عفیر قال فقال یا معاذ تدری ما حق اللہ علی العباد وما حق العباد علی اللہ قال قلت اللہ ورسولہ اعلم
قال فان حق اللہ علی العباد ان یعبدوہ ولا یشرکوا بہ شیئا وحق العباد علی اللہ ان لا یعذب
من لا یشرک بہ قال قلت یا رسول اللہ افلا ابشر الناس قال لا تبشرھم فیتکلوا **ترجمہ**
معاذ بن جبل سے روایت ہے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سوار تھا گدہے پر جسکا نام عفیر تھا **ف** بضم
عین مہملہ اور بفتح فا موحدہ بھی صحیح ہے اور یہی ہے معتبر نسخون مین اور قاضی عیاض نے جو اسکو غین معجمہ سے کہا
ہے وہ متروک ہے نووی نے کہا یہ وہ گدہا تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کا تھا بعضون نے کہا وہ مر گیا
حجۃ الوداع مین اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قصہ دوسری بار کا ہے اور پہلی حدیث مین جو مذکور ہوا
وہ اور بار کا اسلیے کہ پہلی حدیث مین پالان کا ذکر ہے اور پالان اونٹ پر ہوتی ہے اور احتمال ہے کہ ایک ہی واقعہ ہو اور
پہلی حدیث کا یہ مطلب ہو کہ میرے اور آپکے بیچ مین صرف اتنا فاصلہ تھا جیسے پالان کی لکڑی **ف** آپ نے
فرمایا ای معاذ تو جانتا ہے اللہ کا حق بندون پر کیا ہے اور بندون کا حق اللہ پر کیا ہے مین نے کہا اللہ اور اسکا رسول
خوب جانتا ہے آپنے فرمایا اللہ کا حق بندون پر یہ ہے کہ اوسکی عبادت کرین اور اسکے ساتھ کسیکو شریک نکرین
اور بندون کا حق اللہ پر یہ ہے کہ جو شخص شرک نکرے اللہ اوسکو عذاب دیوے مین نے کہا یا رسول اللہ مین خوش
کردون لوگون کو یہ سناکر آپ نے فرمایا مت سنا انکو ایسا نہو وہ اسی بھروسا کر بیٹھین **ف** یہ اور نیک
کام کرنا اور گناہون سے بچنا چھوڑ دین اگرچہ توحید نجات دینے کافی ہے پر بالکل جہنم سے محفوظ رہنے کے
لیے اور جنت مین عالی درجہ پانے کے لیے اعمال صالحہ کرنا اور برے کامون سے بچنا ضرور ہے **عن** معاذ
بن جبل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا معاذ اتدری ما حق اللہ علی العباد
قال اللہ ورسولہ اعلم قال ان یعبد اللہ ولا یشرک بہ شیء قال اتدری ما حقھم
علیہ اذا فعلوا ذلک قلت اللہ ورسولہ اعلم قال ان لا یعذبھم **ترجمہ** معاذ بن جبل سے
روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ای معاذ تو جانتا ہے اللہ کا حق بندون پر کیا ہے اونہون نے کہا اللہ
اور اسکا رسول خوب جانتا ہے آپنے فرمایا وہ حق یہ ہے کہ پوجا جاوی خدا اور شریک کیا جاوی اوسکے ساتھ کوئی **ف**
اور بعضی نسخون مین شیئا ہی منصوب تو ترجمہ یہ ہوگا پوجے بندہ اللہ کو اور اسکے ساتھ شریک کرے کسی کو **ف**

هل تدری
حق
ان یعبدوا

فقال اذا

پھر آپ نے فرمایا تو جانتا ہے بندوں کا حق کیا ہے اللہ پر جب وہ ایسا کریں میں نے کہا اللہ اور رسول اسکا خوب جانتا
ہے آپ نے فرمایا وہ حق یہ ہے کہ اللہ انکو عذاب نہ کرے (یعنی ہمیشہ کا عذاب جیسے مشرکوں کو ہوگا) عن معاذ یقول
دعانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاجبتہ فقال ہل تدری ما حق اللہ علی الناس
بنحو حدیث بتمامہ ترجمہ معاذ سے روایت ہے مجھکو بلایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں نے جواب دیا آپ نے
فرمایا تو جانتا ہے اللہ کا حق بندوں پر کیا ہے پھر بیان کیا حدیث کو شیطح جیسے اوپر گذری عن ابی

باب منه

هريرة قال كنا قعودا حول رسول الله صلى الله عليه وسلم معنا ابو بكر وعمر في نفر فقام
رسول الله صلى الله عليه وسلم من بين اظهرنا فابطأ علينا وخشينا ان يقتطع دوننا وفزعنا
فقمنا فكنت اول من فزع فخرجت ابتغي رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى اتيت حائطا
للانصار لبني النجار فدرت به هل اجد له بابا فلم اجد فاذا ربيع يدخل في جوف حائط من
بئر خارجة والربيع الجدول فاحتفزت فدخلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال
ابو هريرة فقلت نعم يا رسول الله قال ما شأنك قلت كنت بين اظهرنا فقمت فابطأت
علينا فخشينا ان تقتطع دوننا ففزعنا فكنت اول من فزع فاتيت هذا الحائط فاحتفزت
كما يحتفز الثعلب وهؤلاء الناس ورائي فقال يا ابا هريرة واعطاني نعليه فقال اذهب
بنعلي هاتين فمن لقيت من وراء هذا الحائط يشهد ان لا اله الا الله مستيقنا بها قلبه
فبشره بالجنة فكان اول من لقيت عمر بن الخطاب فقال ما هاتان النعلان يا ابا هريرة قلت
هاتين نعلا رسول الله صلى الله عليه وسلم بعثني بهما من لقيت يشهد ان لا اله الا الله
مستيقنا بها قلبه بشرته بالجنة قال فضرب عمر بيده بين ثديي فخررت لاستي
فقال ارجع يا ابا هريرة فرجعت الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فاجهشت بكاء وركبني
عمر واذا هو على اثري فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما لك يا ابا هريرة قلت لقيت
عمر فاخبرته بالذي بعثتني به فضرب بين ثديي ضربة خررت لاستي فقال ارجع فقال
رسول الله صلى الله عليه وسلم يا عمر ما حملك على ما فعلت قال يا رسول الله بابي انت
وامي ابعثت ابا هريرة بنعليك من لقي يشهد ان لا اله الا الله مستيقنا بها قلبه
بشره بالجنة قال نعم قال فلا تفعل فاني اخشى ان يتكل الناس عليها فخلهم يعملون قال

وفزعنا
مستيقنا
صنعت

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَحْتَلِفُہُمْ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے ہم بیٹھے تہے گرد رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے اور ہمارے ساتھہ ابوبکر اور عمر بہی تہے اور آدمیون میں اتنے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوٹہے
(اور تشریف لیگئے باہر) پہر دیر لگائی آپنے ہمارے پاس پہر آنے مین تو ہمکو ڈر ہوا کہین دشمن آپکو نہ ستادین اکیلا
پاکر ہم گہبرا گئے اور اوٹھہ کہڑے ہوئے سب سے پہلے مین گہبرایا تو مین نکلا آپ کو ڈہونڈہنے کے لیے اور بنی بخار کے باغ
پر پہنچا (بنی بخار انصار مین سے ایک قبیلہ تہا) اوس کے چارونطرف پہرا دروازہ کو دیکہتا ہوا کہ دروازہ پاؤن تو
اندر جاؤن (کیونکہ گمان ہوا کہ شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوسکی اندر تشریف لے گئے ہون) دروازہ ملا ہی
نہین (شاید دروازہ ہی نہ ہوگا اوس باغ مین یا ہوگا پر ابوہریرہ کو گہبراہت مین نظر نہ آیا) دیکہا تو ایک نالی باغ
کے اندر جاتی ہے باہر کے کنوئین سے **ف** تو خارجہ صفت ہے کنوے کی اور بعضون نے کہا کہ خارجہ ایک شخص
کا نام ہے تو ترجمہ یہ ہوگا خارجہ کے کنوے سے یعنی وہ نالی پانیکی خارجہ کے کنوئین سے آتی تہی **ت** مین گہسا
اوسمین سمٹ کر جیسے لومڑی گہستی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہونچا آپنے فرمایا ابوہریرہ مین
نے کہا جی ہان یا رسول اللہ آپنے فرمایا کیا حال ہے تیرا مین نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ہم لوگون مین تشریف
رکہتے تہے پہر آپ تشریف لیگئے اور آپنے دیر لگائی آنے مین تو ہمکو ڈر ہوا کہین دشمن آپکو نہ ستادین
ہم سے جدا دیکہکر ہم گہبرا گئے اور سب سے پہلے مین گہبرا کر اوٹہا اور اس باغ پر آیا (دروازہ نہ ملا) تو اسی
طرح سمٹ کر گہس آیا جیسے لومڑی اپنے بدن کو سمیٹ کر گہس جاتی ہے اور یہ سب لوگ آتے ہین میرے پیچہے
آپنے فرمایا اے ابا ہریرہ اور عنایت کین مجہکو اپنی جوتیان (نشانی کے لیے تاکہ اور لوگ ابوہریرہ کی بات
کو سچ سمجہین) اور فرمایا یہ دونون جوتیان میری لیکر جا اور جو کوئی تجہسے ملے اس باغ کے پیچہے اور وہ گواہی
دیتا ہو اس بات کی کہ کوئی برحق معبود نہین سوا خدا کے دل سے یقین کرتا ہو اس بات پر تو خوش کر اسکو یہ سنا کر
کہ اوس کے لیے جنت ہے (ابوہریرہ نے کہا مین جوتیان لیکر چلا) تو سب سے پہلے مین ملا عمر سے انہون نے پوچہا یہ جوتیان کیسی
ہین اے ابا ہریرہ مین نے کہا یہ جوتیان ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آپنے یہ مجہکو دیکر بہیجا ہے کہ مین جس سے ملون
اور وہ گواہی دیتا ہو لا الہ الا اللہ کی دل سے یقین کرکے تو خوشخبری دون اوسکو جنت کی یہ سنکر حضرت عمر
نے ایک ہاتہہ میرے چہاتیون کے بیچ مین مارا مین سرین کے بل گرا **ف** حضرت عمر کا یہ قصد تہا کہ ابوہریرہ
کو گرا دین یا ایذا دین بلکہ انکو باز رکہنا مقصود تہا اسکام سے اور ہاتہہ سینہ پر اسلیے مارا کہ اونکو تنبیہ ہو اور وہ یہ
کہنے سے باز رہین قاضی عیاض نے کہا کہ حضرت عمر کا یہ فعل بطور اعتراض کے نہ تہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر

کیونکہ ابوہریرہ کے پیام میں سواے اسکے کہ خوش کرینگے اور کوئی بری بات نتھی مگر حضرت عمر نے ایسے پیام کو فاش کر دینا خلاف مصلحت کی جانا کیونکہ وہ وقت سعی اور کوشش کا تھا دین میں اور ابھی لانا تمام احکام الٰہی علی الخصوص جہاد وغیرہ کا ترقی دین کے لیے اوسوقت نہایت ضرور تھا اور اگر یہ خوش خبری سبکو پہونچ جاتی تو احتمال تھا کہ بہت لوگ تن آسانی کرنے اور اسی بہروسا کرکے سست ہو جاتے اور اسی وجہ سے حضرت عمر ابوہریرہ کے ساتھ آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مصلحت بیان کی آپنے اُنکی رائے کو ٹھیک سمجھا اور اوسی پر عمل کیا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رعیت کو امام کے حکم میں اعتراض کرنا پہونچتا ہے اور امام چاہیے کہ یا تو اوس اعتراض کا معقول جواب دیکر رعیت کو خاموش کرے یا اپنے حکم کو موقوف رکھے (نووی) ف پہر کہا لوٹ جا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس اے ابا ہریرہ میں لوٹا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف اور تیار تھا رونے پر میرے ساتھ ہی عمر بھی پیچھے آ پہونچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ہوا تجھکو اے ابوہریرہ میں نے کہا میں عمر سے ملا اور جو پیام آپ نے مجھے دیکر بھیجا تھا پہونچایا انہوں نے میرے چھاتیوں کے بیچ میں مارا ایسا کہ میں سرین کے بل گر پڑا اور کہا کہ لوٹ جا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے کہا تو نے ایسا کیوں کیا انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ قربان ہو آپ پر ماں باپ میرے آپنے بھیجا تھا ابوہریرہ کو اپنی جوتیاں دیکر کہ جو شخص ملے اور وہ گواہی دیتا ہو لا الٰہ الا اللہ کی دل سے یقین رکھکر تو خوشخبری دو اوسکو جنت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں حضرت عمر نے کہا تو ایسا نہ کیجیے صدقہ ہوں آپ پر ماں باپ میرے کیونکہ میں ڈرتا ہوں لوگ اس پر تکیہ کر بیٹھینگے اونکو عمل کرنے دیجیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا اون کو عمل کرنے دے ف نووی نے کہا یہ حدیث بہت سے فائدوں پر مشتمل ہے ایک عالم کا بیٹھنا لوگوں کو سمجھانے اور دین کی باتیں بتانے کے لیے دوسرے غیر کے مکان کے اندر جانا بغیر اوسکی اجازت کے درست ہے جب یقین ہو اس بات کا کہ وہ ناراض نہ ہوگا کیونکہ ابوہریرہ باغ کے اندر چلے گئے اور حضرت نے بھی منع نہیں کیا بلکہ جائز ہے دوسرے کے ہتھیار سے فائدہ اٹھانا اور دوسرے کا دانا کھالینا اور اوسکی جانور پر سواری کرنا اور کہانا اپنے گھر لے جانا اور اسکے مثل اور باتیں جو اوسکو ناگوار نہ ہوں لیکن روپیہ پیسہ لینا درست نہیں بالاجماع نووی نے کہا روپیہ پیسہ بہت لینا درست نہیں جو ناگوار ہو یہ سب اوس صورت میں ہے کہ یقین ہو اسکی رضامندی کا اور جو شک ہو تو بغیر اذن کے تصرف درست نہیں تیسرے امام کو نشانی دیکر کسی کو بھیجنا چوتھے بعضی دین کی باتیں چھپانا بنظر مصلحت یا خوف فساد پانچویں تابع کا اعتراض کرنا متبوع پر اور تابع کی رائے قبول کرنا جب رائے ٹھیک ہو چھٹے یہ قول درست ہونا فدا ہوں آپ پر ماں باپ میرے اور بعضے سلف نے

اسکو مکروہ کہا ہے مگر وہ صحیح نہیں عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رَدِیْفُہٗ عَلَی الرَّحْلِ فَقَالَ یَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّیْكَ رَسُوْلَ اللّٰہِ وَسَعْدَیْكَ قَالَ یَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَسَعْدَیْكَ قَالَ یَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّیْكَ رَسُوْلَ اللّٰہِ وَسَعْدَیْكَ قَالَ مَا مِنْ عَبْدٍ یَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اِلَّا حَرَّمَہُ اللّٰہُ عَلَی النَّارِ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَفَلَا اُخْبِرُ بِہَا فَیَسْتَبْشِرُوْا قَالَ اِذًا یَّتَّکِلُوْا فَاَخْبَرَ بِہَا مُعَاذٌ عِنْدَ مَوْتِہٖ تَاَثُّمًا ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے معاذ بن جبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے تھے سواری پر آپنے فرمایا اے معاذ انہوں نے کہا حاضر ہون آپکی خدمت مین اور فرمانبردار ہون آپکا یا رسول اللہ پھر آپنے فرمایا اے معاذ انہوں نے کہا حاضر ہون یا رسول اللہ فرمانبردار ہون آپکا آپنے فرمایا جو بندہ گواہی دیوے اس بات کی خدا کے کوئی سچا معبود نہیں اور حضرت محمد اوسکے بندے اور رسول ہین تو اللہ حرام کرے گا اوسکو جہنم پر معاذ نے کہا یا رسول اللہ مین اسکی خبر کر دون لوگون کو وہ خوش ہو جاوین آپنے فرمایا تب تو وہ تکیہ کر لینگے اسپر پھر معاذ نے یہ حدیث بیان کر دی مرتے وقت گناہ سے بچنے کے لیے ف کیونکہ علم کا چہپانا اس طرح کہ وہ ضایع ہو جاوے منع ہے معاذ جب تک زندہ تھے تو یہ حدیث ضایع نہین ہو سکتی تھی اور جب مرنے لگے تو ڈر ہوا کہ یہ حدیث بالکل تلف ہو جاویگی اس لیے انہوں نے بیان کر دیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بیان کرنے سے منع کیا تہا وہ بطور تحریم کے نتہا بلکہ بطور مصلحت کے تہا یا ممانعت مشہور کرنے سے تہی نہ خاص لوگون سے بیان کرنے کی ورنہ آپ معاذ کو کیون بتلاتے شیخ ابن الصلاح نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ کو عام خوشخبری دینے سے منع کیا یا اس ڈر سے کہ کہین جاہل اور بے خبر آدمی اسکو سنکر دہوکا نہ کہاوین اور تکیہ کر بیٹھے اور خود آپنے یہ حدیث ان لوگون کو بتلائی جنکے دہوکے مین پڑنیکا ڈر نہ تہا اور وہ صاحب علم اور معرفت تھے جیسے معاذ بن جبل تو معاذ بہی اوسی راہ پر چلے او نہون نے بہی خاص آدمیون کو جنکو اس لائق پایا یہ حدیث بتلائی اور ابو ہریرہ کی روایت مین جو یہ منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو عام خوشخبری دینے کے لیے فرمایا تہا تو یہ پہلی رائے تھی جسکے بعد رائے بدل گئی اور بہہ دینا یعنے اجتہاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہی درست تہا جیسے اور مجتہدونکو درست ہے پر آپکو اور مجتہدون پر یہ فضیلت ہے کہ آپ خطا پر قائم نہین رہتے تھے فی الفور وحی سے اوسکی اصلاح ہو جاتی برخلاف اور مجتہدون کے وہ خطا پر قائم رہتے ہین اور جس شخص نے دین کی باتون مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے اجتہاد جائز نہین کہا وہ یہ کہتا ہے کہ شاید ابو ہریرہ کو عام خوشخبری دینے کا حکم پہلے اوترا ہو پھر حضرت عمر رض کے سوال کے وقت

دوسرا حکم اترا ہو جس سے پہلا حکم منسوخ ہو گیا نووی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتہاد کی تفصیل یہ ہے جو مشہور ہے یعنی دنیاوی امور میں تو آپ بالاتفاق اجتہاد کرتے تھے اور دین کی باتوں میں علماء کا اختلاف ہے اکثر جائز کہتے ہیں اجتہاد کو دین کی باتوں میں بھی کیونکہ جب دین میں اجتہاد اوروں کو درست ہے تو آپ کو درست ہونا کیا ہے اور بعضوں نے کہا جائز نہیں کیونکہ آپ یقین حاصل کر سکتے تھے خدا سے پوچھ کر اور بعضوں نے کہا لڑائی کے کاموں میں اجتہاد جائز تھا اور باتوں میں نہیں پھر جن علماء نے اجتہاد دین کی باتوں میں جائز رکھا ہے انہوں نے اختلاف کیا ہے کہ آیا اجتہاد واقع بھی ہوا یا نہیں اکثر نے کہا کہ کیا ہے اور بعضوں نے کہا کہ نہیں کیا اور بعضوں نے توقف کیا اس مسئلہ میں پھر جن لوگوں نے کہا کہ اجتہاد کیا ہے انہوں نے اختلاف کیا ہے کہ خطا آپ سے ہو سکتی تھی یا نہیں محققین کا یہ قول ہے کہ خطا آپ سے نہیں ہو سکتی تھی اور اکثر لوگوں کا یہ قول ہے کہ خطا ہوتی تھی پر آپ اس خطا پر قائم نہیں رہتے تھے اور یہ مقام اس کی تفصیل کا نہیں ہے

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ عَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَلَقِيتُ عِتْبَانَ فَقُلْتُ حَدِيثٌ بَلَغَنِي عَنْكَ قَالَ أَصَابَنِي فِي بَصَرِي بَعْضُ الشَّيْءِ فَبَعَثْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي أُحِبُّ أَنْ تَأْتِيَنِي فَتُصَلِّيَ فِي مَنْزِلِي فَأَتَّخِذَهُ مُصَلًّى قَالَ فَأَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ شَاءَ اللَّهُ مِنْ أَصْحَابِهِ فَدَخَلَ وَهُوَ يُصَلِّي فِي مَنْزِلِي وَأَصْحَابُهُ يَتَحَدَّثُونَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ أَسْنَدُوا عُظْمَ ذَلِكَ وَكِبْرَهُ إِلَى مَالِكِ بْنِ دُخْشُمٍ قَالُوا وَدُّوا أَنَّهُ دَعَا عَلَيْهِ فَهَلَكَ وَوَدُّوا أَنَّهُ أَصَابَهُ شَيْءٌ فَقَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ وَقَالَ أَلَيْسَ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ فَقَالُوا إِنَّهُ يَقُولُ ذَلِكَ وَمَا هُوَ فِي قَلْبِهِ قَالَ لَا يَشْهَدُ أَحَدٌ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ فَيَدْخُلَ النَّارَ أَوْ تَطْعَمَهُ قَالَ أَنَسٌ فَأَعْجَبَنِي هَذَا الْحَدِيثُ فَقُلْتُ لِابْنِي اكْتُبْهُ فَكَتَبَهُ

**ترجمہ** انس بن مالک سے روایت ہے انہوں نے کہا مجھ سے حدیث بیان کی محمود بن ربیع نے انہوں نے سنا عتبان بن مالک سے

**ف** نووی نے کہا اس حدیث کی اسناد میں دو عجیب باتیں ہیں ایک تو یہ کہ تین صحابی برابر ایک دوسرے سے روایت کرتے ہیں وہ انس ہیں اور محمود اور عتبان دوسرے یہ کہ بڑے نے چھوٹے سے روایت کی انس بڑے ہیں محمود سے سن اور علم اور رتبے میں **ف** محمود نے کہا میں مدینہ میں آیا تو عتبان سے ملا اور میں نے کہا ایک حدیث ہے جو مجھ کو پہنچی تم سے (تو بیان کرو اس کو) عتبان نے کہا میری نگاہ میں فتور ہو گیا (دوسری روایت میں ہے اندھے ہو گئے اور شاید تھوڑا بصارت مراد ہو) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہلا بھیجا میں چاہتا ہوں

آپ میرے مکان پر تشریف لاوین اور نماز پڑہین کسی جاے پر تو مین اوسی جاے کو مصلی بنا لون (یعنے ہمیشہ وہین نماز پڑہا کرون اور یہہ درخواست اس لیے کی کہ آنکہہ مین فتور ہو جانے سے مسجد نبوی مین اون کا آنا دشوار تہا) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور جسکو خدا نے چاہا اپنے اصحاب مین سے ساتہہ لائے آپ اندر آئے اور نماز پڑہنے لگے اور اصحاب آپکے آپس مین باتین کر رہے تہے (منافقون کا ذکر چہڑ گیا تو اون کا حال بیان کرنے لگے اور انکی بری باتین اور بری عادتین ذکر کرتے تہے) پہر اونہون نے سب مین بڑا منافق مالک بن دخشم کو کہا یا مالک بن دخیشم یا مالک بن دخشن یا دخیشن) **ف** صحابہ نے نفاق مین اول درجہ کا اس شخص کو قرار دیا حالانکہ یہہ بدر مین شریک تہا اور اور لڑائیون مین اور نفاق اسکا ثابت نہین ہوا بلکہ خود حضرت نے اسکو مومن قرار دیا بخاری کی روایت مین ہے وہ لا الہ الا اللہ کہتا محض خدا کے واسطے **ف** اور چاہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوسکے لیے بددعا کرین وہ مرجاوے یا اوسپر کوئی آفت اوترے (تو معلوم ہوا کہ بدکارون کے تباہ ہونے کی آرزو کرنا برا نہین) اتنے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے اور فرمایا کیا وہ (یعنے مالک بن دخشم) گواہی نہین دیتا اس بات کی کوئی سچا معبود نہین سوا خدا کے اور مین اللہ کا رسول ہون صحابہ نے عرض کیا تو وہ اس بات کو زبان سے کہتا ہے پر دل مین اوسکے یقین نہین آپ نے فرمایا جو کوئی گواہی دیوے لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی پہر وہ جہنم مین نہ جاویگا یا اوسکو انگار نہ کہا دیگی۔ انس نے کہا یہ حدیث مجکو بہت اچہی معلوم ہوئی تو مین نے اپنے بیٹے سے کہا اسکو لکہہ لے اوس نے لکہہ لیا **عَنْ** اَنَسٍ حَدَّثَنِیْ عِتْبَانُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّهٗ عَمِیَ فَاَرْسَلَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تَعَالَ فَخُطَّ لِیْ مَسْجِدًا فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَجَاءَ قَوْمُهٗ وَتَغَیَّبَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ یُقَالُ لَهٗ مَالِكُ بْنُ الدُّخَیْشِمِ ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِیْثِ سُلَیْمَانَ بْنِ الْمُغِیْرَةِ **ترجمہ** انس سے روایت ہے حدیث بیان کی مجہسے عتبان بن مالک نے وہ اندہے ہو گئے تو اونہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس کہلا بہیجا میرے مکان پر تشریف لائیے اور ایک جگہہ مقرر کر دیجیے مسجد کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور آپ کی لوگ آئے پر ایک شخص غائب تہا جسکو مالک بن دخیشم کہتے تہے پہر بیان کیا حدیث کو اسیطرح جیسے اوپر گذری **ف** نووی نے کہا اس حدیث سے کئی باتین معلوم ہوئین کچہہ اوپر گذرین ایک بات یہہ ہے کہ آثار صالحین کے ساتہہ تبرک کرنا درست ہے دوسرے یہہ کہ علماء اور فضلا اور مشائخ کو اپنے مریدون اور شاگردون کے گہر جانا اور اون سے ملنا بہتر ہے تیسرے مفضول کو فاضل سے کچہہ درخواست کرنا کسی مصلحت سے درست ہے چوتہی نماز پڑہنے والے کے سامنے باتین کرنا درست

ہے اگر نمازی کو حرج نہ ہو پانچوین جو شخص ملاقات کو جاوے اسکو اجازت درست ہے اگر صاحب خانہ نہ رضامند ہو چھٹی حاکم
اور امام سے کسی شخص کا حال بیان کر دینا جب اوسکے ضرر کا خوف ہو درست ہے ساتوین حدیث کا لکہنا درست ہے
کیونکہ انس نے اپنے بیٹے سے کہا لکہہ لے اسکو لکہہ لینا مستحب ہے اور حدیث لکہنے سے ممانعت بہی آئی ہے اور اجازت
بہی ممانعت تو اسکے لیے ہے جو یاد نکرے صرف لکہنے پر بہروسا رکہے حالانکہ اوسکو یاد کرنیکی طاقت ہو اور اجازت
اوسکے لیے ہے جو یاد نرکہہ سکے اور بعضون نے کہا ممانعت اسوقت تہی جب حدیث کے ملجانے کا ڈر تہا قرآن کے
ساتہہ پہر اجازت ہوئی اور پہلے سلف صحابہ اور تابعین مین اختلاف تہا حدیث کی کتابت مین لیکن بعد
اجماع ہو گیا امت کا کتابت کے درست ہونے پر آٹھوین امام یا عالم کو اپنے لوگ ساتہہ لیجانا درست ہے ملاقات
کے لیے جاوے انتہی باختصار **باب** الدَّلِيلُ عَلَى أَنَّ مَنْ رَضِيَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُولًا فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَإِنِ ارْتَكَبَ الْمَعَاصِيَ الْكَبَائِرَ **باب** بیان مین اسکے
کہ جو شخص راضی ہوا اللہ کی خدائی پر اور اسلام کے دین پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری پر وہ مومن ہے
اگرچہ کبیرہ گناہ کر بیٹھے **عَنِ** الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَقُولُ ذَاقَ طَعْمَ الْإِيمَانِ مَنْ رَضِيَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُولًا **ترجمہ** عباس بن عبد المطلب سے روایت ہے انہون نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
آپ فرماتے تہے ایمان کا مزہ چکہا اوسنے جو راضی ہو گیا خدا کی خدائی پر اور اسلام کے دین پر اور محمد صلے
اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری پر **ف** نووی نے نقل کیا صاحب تحریر سے راضی ہو یعنی قناعت کرنا اور کافی
جاننا اور کچہہ نہ چاہنا تو حدیث کا مطلب یہ ہے کہ سوا اللہ کے اور کسی کو طلب نکرے اور سوا اسلام کے دوسرے کفر کے رستون
پر نہ چلے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے موافق رہے پہر جسمین یہ صفات ہونگے بیشک ایمان کی حلاوت
اوسکے دل مین معلوم ہوگی اور اسکا مزہ وہ چکہیگا قاضی عیاض نے کہا مزہ چکہنے سے یہ مراد ہے کہ اسکا ایمان صحیح
ہوگا اور اُسکے دلکو اطمینان ہوگا اسواسطے کہ جب وہ راضی ہوا ان چیزون سے تو یہ دلیل ہے اوسکے کمال معرفت
اور نفاذ بصیرت کی اور اسکے ساتہہ اسکا دل بہی خوش ہوگا اسلیے کہ جو شخص کسی چیز سے راضی ہوتا ہے تو وہ
اسپر سہل ہوتی ہے اسیطرح جب مومن کے دل مین ایمان بیٹھ جاتا ہے تو تمام عبادتین اور طاعتین اوسپر
آسان ہو جاتی ہین اور لذت دیتی ہین تحفۃ الاخیار مین ہے خدائی پر راضی ہونے کی یہ نشانی ہے کہ اسکی
قضا اور قدر پر راضی رہے رنج اور تکلیف اور مصیبت مین اسکا گلہ شکوہ نکرے اور دین اسلام پر راضی ہونے

کی یہ علامت ہے کہ اسلام کے احکام پر مضبوط ہو جاوے کفر کے رسومات کے گرد نہ پہٹکے اور حضرت کی پیغمبری پر راضی ہونے کی یہ پہچان ہے کہ حضرت کی سنت پر چلے اور بدعت سے عداوت رکہے اور جس کو یہ بات حاصل نہین اوسکو ایمان کے مزے سے خبر نہین انتہی مترجم کہتا ہے کہ اس حدیث مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بڑے مرتبے کیطرف اشارہ کیا جو عام مومنون اور مسلمانون کو حاصل نہین پہر دنیا مین انکو ایمان کی حلاوت اور لذت کچہ نہین ہے وہ تمام عبادتین اور طاعتین جو کرتے ہین تو جہنم کے ڈر سے نفس پر زور ڈالا کرتے ہین اور دین کے احکام بجا لانا اون کے نزدیک ایسے ہی دشوار ہین جیسے پہاڑ سے پہاڑ پتہر ڈہونا یا اور کوئی محنت شاقہ کرنا جسکو دل نہ چاہتا ہو پر پیٹ کی خاطر یا کسی سے ڈر کر انسان کرتا ہے پہر درویش بر جان درویش پہلے ہر مسلمان کو اسی طرح ریاضت اور محنت کر کے نفس کی بری خواہشون کو اور تن آسانی اور آرام طلبی کو توڑنا چاہیے پر ان باتون کا مزہ بہت آگے چلکر کتنے دنون کے بعد حاصل ہوگا جب اسکا نفس تکرار عمل سے یعنی بار بار نیک کام کرنے سے اون کامونکا عادی ہو جاویگا تو اسکو ان کامون مین ایک لذت پیدا ہوگی اور ایک مزہ حاصل ہوگا جیسے انسان پہلی کثرت ڈنڈ یا مگدر کرتا ہے تو چند روز تک کیسے ناگوار گذرتے ہین پہر اون مین ایسا مزہ آنے لگتا ہے کہ انکا چہوڑنا دشوار گذرتا ہے اور بے کثرت کیے چین نہین پڑتا یہ تو جسمانی قوی اور حرکات کی لذت ہے جو لت ہونے کے بعد چہٹ نہین سکتی پہر ایمان جو روحانی لذت ہے اوسکا مزہ اور ذائقہ کس قسم رہوگا قیاس کرنا چاہیے پر اوسکا بیان کیونکر ہو سکتا ہے اوسکو وہی جانے جس نے اوسکا مزہ چکہا ہو۔ آدمی جب دنیا مین مدت تک بسر کرتا ہے اور دنیا کے انقلابات اور حرکات اور تغیرات مین غور کرتا رہتا ہے تو اسکو ایک خلجان اور اضطراب پیدا ہوتا ہے اور چونکہ وہ اسباب خیر اور راحت اور خوشی کو جمع کرنا چاہتا ہے پر اون اسباب کی تشخیص اور شناخت مین غلطی کرتا ہے تو ہر مرتبہ اوسکی کوشش رائگان اور اوسکی سعی برباد ہونے سے اسکو وحشت پیدا ہوتی جاتی ہے آخیر مین ایک ایسا تشتت اور اضطراب اوسکے دلکو ہو جاتا ہے کہ معاذ اللہ اکثر دنیا دار اسی عارضے مین گرفتار ہین اونکو دم بہر چین نہین اون کی زندگی موت سے بدتر ہے انکو دنیا ہی مین وہ عذاب الیم ہے کہ خدا کی پناہ جب کسی شخص کا یہ حال ہو تو سمجہ لینا چاہیے کہ وہ برائے نام مومن ہے جو کلمات ایمان کو زبان سے توتے کیطرح کہتا ہے پر دل مین اوسکے نور ایمان بالکل نہین اور رضا بالقضا کا مرتبہ اوسکو حاصل نہین جس نے خداوند کریم کو اپنا مالک پروردگار مربی سرپرست ہر طرح کی حاجتین بر لانے والا سب طرح کی کام نکالنے والا رب اور اچہے کی خبر لینے والا تمام ضروریات کا بندوبست کرنے والا تمام ایذاؤن اور تکلیفون سے بچانے والا سمجہا اور

دل سے اوسپر یقین کیا اور سب مقاصد اور مطالب کو اُسکی مرضی پر چھوڑ دیا وہ خدا کی خداوندی سے راضی اور خوش ہوا اب کیا ممکن ہے کہ دنیا کے تغیرات سے اوسکو رنج برابر رنج یا اضطراب پیدا ہو تو اپنے مالک کے ارادون پیار اور اوسکے کامون پر دل سے خوش ہے اور جو انتظام پروردگار قائم کرتا ہے وہی اسکا عین مطلب اور مقصد ہے پھر اوسکو کیا تکلیف اور رنج کیسا خفقان کیسا۔ کارساز ما بفکر کار ما۔ فکر ما در کار ما آزار ما

**باب** بیان عَدَدِ شُعَبِ الْاِیْمَانِ وَاَفْضَلِهَا وَاَدْنَاهَا وَفَضِیْلَةِ الْحَیَاءِ وَکَوْنِهٖ مِنَ الْاِیْمَانِ **باب** بیان مین ایمان کی شاخون کے اور کون سی شاخ افضل ہے اور کونسی ادنی ہے اور شرم اور حیا کی فضیلت اور اسکا داخل ہونا ایمان مین

**عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْاِیْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ شُعْبَةً وَّالْحَیَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان کی ستر کئی شاخین ہین اور حیا ایک شاخ ہے ایمان کی **ف** دوسری روایت مین ساٹھہ پر کئی شاخین ہین مگر اوسمین راوی کو شک ہے کہ ستر پر کئی شاخین کہین یا ساٹھہ پر کئی شاخین اور بخاری نے بغیر شک کے ساٹھہ پر کئی روایت کین اور ابوداود اور ترمذی نے ستر پر کئی بغیر شک کے اور ایک روایت مین ترمذی کے چونسٹھہ دروازے ایمان کے منقول ہین اور اختلاف کیا ہے علما نے کہ صحیح کونسی روایت ہے قاضی عیاض نے کہا صحیح ساٹھہ پر کئی شاخین شیخ ابن الصلاح نے کہا یہ شک سہیل راوی کیطرف سے واقع ہوا ایسا ہی کہا بیہقی نے اور سہیل سے ستر پر کئی شاخین بغیر شک کے بھی منقول ہین اور راجح کونسی روایت ہے یہ مختلف فیہ ہے کسی نے کم کی روایت کو ترجیح دی کسی نے زیادہ کی روایت کو حدیث مین بضع کا جو لفظ آیا ہے تو اوسکی معنون مین بھی علما کا اختلاف ہے کسی نے کہا بضع تین سے دس تک کو کہتے ہین کسی نے کہا تین سے نو تک کو خلیل نے کہا بضع سات کو کہتے ہین کسی نے کہا دو سے دس تک کو اور بارہ سے بیس تک کو اور شعبہ سے مراد ایک ٹکڑا ہے تو معنی حدیث کے یہ ہین کہ ایمان ستر پر کئی خصلتون کا نام ہے قاضی عیاض نے کہا اوپر یہ بات گزر چکی کہ ایمان لغت مین یقین کرنے کو کہتے ہین اور شرع مین دل سے یقین کرنیکو اور زبان سے اقرار کرنیکو اور شرع کے دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان اعمال کو بھی کہتے ہین جیسے ایک حدیث مین ہے کہ سب سے افضل خصلت ایمان کی کلمہ توحید پر یقین کرنا ہے اور سب سے کمتر راہ مین سے ایذا دینے والی چیز ہٹا دینا اور اوپر ہم کہہ چکے ہین کہ کمال ایمان کا اعمال سے ہے اور اتمام ایمان کا عبادات سے ہے اور عبادات کا کرنا اور ان سب شاخون کا ملانا تصدیق کا تتمہ ہے اور دلیل ہے تصدیق کی اور یہ خصلتین باطنی کی ہین جو تصدیق کرتے ہین

تو وہ ایمان سے خارج نہین ہین نہ ایمان شرعی سے نہ لغوی سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی بات کو
بتلایا کہ افضل ان سب خصلتون مین توحید ہے جو ہر شخص پر واجب ہے اور کوئی شاخ بغیر اس کے قائم نہین ہو سکتی
گو نا یہ چیز ہے اور سب سے کمتر خصلت یہ ہے کہ جس چیز سے مسلمانون کو ضرر پہونچنے کا گمان ہو جیسے کانٹا وغیرہ وہ راہ
سے ہٹا دینا اور ان دونون کے بیچ مین بہت سی خصلتین ہین جو کوشش کرنے سے معلوم ہو سکتی ہین اور بعضون
نے انہین کوشش کی ہے مگر ان پر یقین نہین ہو سکتا کہ وہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل مین تہین
اور انکا نہ پہچاننا ایمان مین کچہ نقصان نہین کرتا اسواسطے کہ اصول اور فروع ایمان کے سب معلوم اور محقق
ہو چکی ہین البتہ اجمالا یقین کرنا کہ ایمان کے خصائل اسقدر ہین ضرور ہے تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا
حافظ ابن حبان نے کہا ہے مین نے اس حدیث مین ایک مدت تک غور کیا اور عبادات اور اطاعات کا شمار کیا تو وہ ستر کئی
سے بہت زیادہ ہین پہر مین نے حدیثون کیطرف رجوع کیا اور جس عبادتون کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان مین
شمار کیا ہے انکو جوڑا تو وہ ستر کئی سے کم ہوئی ہین آخر مین رجوع ہوا اللہ کی کتاب کیطرف اور اسکو غور سے
پڑہا اور جس عبادتون کو اللہ نے ایمان مین داخل کیا ہے انکو جوڑا تو وہ بہی ستر کئی سے کم ہوتی ہین پہر مین نے
قرآن اور حدیث کو ملایا اور جو عبادتین مکرر تہین انکو نکال ڈالا تو اللہ اور اسکے رسول کی بیان کی ہوئی عبادتین
ٹہیک ستر کئی ہوئین نہ زیادہ نہ کم جب مین نے یقین کیا کہ مراد آپ کی یہ عبادتین ہین اور ابن حبان نے ان سب
عبادتون کو اپنی کتاب شعب الایمان مین بیان کیا ہے اور اس فن مین سب سے عمدہ کتاب منہاج ہے
ابو عبد اللہ حلیمی کی اور کتاب شعب الایمان ہے امام بیہقی کی اور ابن حبان نے کہا کہ ساٹہہ پر کئی کی روایت
بہی صحیح ہے اس لیے کہ عرب کے لوگ گنتی بیان کرتے ہین اور اس سے یہ غرض نہین ہوتی کہ اس سے بڑہ کر
اور نہین ہین انتہے کلام النووی السراج الوہاج مین مولانا سید محمد صدیق حسن خان صاحب بہادر فرماتے
ہین کہ شعب الایمان بیہقی کی خلاصہ امام قزوینی نے کیا ہے پہر مین نے قزوینی کی خلاصہ کا خلاصہ کیا ہے اور اسکا نام الروض
الخصیب رکہا ہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْاِیْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ
اَوْ بِضْعٌ وَّسِتُّوْنَ شُعْبَةً فَاَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِیْقِ وَالْحَیَاءُ
شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان کی ستر کئی
یا ساٹہہ پر کئی شاخین ہین افضل ان سب مین لا الہ الا اللہ کہنا ہے اور ادنی ان سب مین راہ مین سے موذی
چیز کو ہٹانا ہے اور حیا ایک شاخ ہے ایمان کی فقط اور ایک روایت مین ہے کہ حیا ایمان مین سے ہے اور دوسری

روایت مین ہے کہ حیا سے نہین ہوتی مگر بہلائی اور ایک روایت مین ہے کہ حیا بالکل خیر ہے واحدی نے کہا کہ حیا اور
استحیا دونون حیاۃ سے نکلے ہین اور حیا انسان کی قوۃ حیات ہے توجس شخص کا احساس لطیف ہو اور حیاۃ قوی ہے اوسی کو
حیا ہوتی ہے جنید بغدادی رحمہ نے کہا حیا نعمتون کا دیکہنا اور اپنی قصورون پر نظر کرنا ہے یعنی خدا کے احسانات اور
اپنی تقصیرات پر غور کرنا اس سے ایک حالت پیدا ہوتی ہے جسکو حیا کہتے ہین ماخلاق مین فضائل نفس تین رکہی ہین عفت
اور شجاعت اور عدالت پہر حیا عفت کا ایک شعبہ ہے ابو علی بن مسکویہ نے کتاب الطہارۃ مین کہا کہ حیا رک جانا ہے
نفس کا بری باتین کرنے سے اور پرہیز کرنا ہے برائی سے قاضی عیاض نے کہا حیا تو ایک خلقی صفت ہے پہر اسکو
ایمان مین داخل کیا اس لیے کہ کبہی حیا پیدا ہوتی ہے ریاضت اور کسب سے جیسے اور اخلاق حسنہ ریاضت سے حاصل
ہوتے ہین اور کبہی خلقی ہوتی ہے لیکن حیا کا استعمال قانون شرع کے موافق محتاج ہوتا ہے کسب اور نیت اور علم کی
طرف تو وہ ایمان مین ہے اور دوسرے یہ کہ حیا نیک کام کراتی ہے اور گناہون سے باز رکہتی ہے لیکن یہ جو فرمایا حیا
بالکل خیر ہے اور نہین ہوتی اوس سے مگر خیر تو اسمین یہ اشکال ہوتا ہے کہ بعض وقت حیا کی وجہ سے انسان حق بات کہنے
سے رک جاتا ہے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ترک کرتا ہے اور کبہی حیا کی وجہ سے اوس کے حقوق تلف ہو
جاتی ہین تو خیر محض کیونکر ہوئی اسکا جواب یہ ہے کہ یہ حیا نہین ہے یہ تو عجز اور ناتوانی ہے اسکو حیا بعضون نے مجازاً کہا
ہے لیکن حقیقۃً حیا اوس خلق کا نام ہے جو بری بات سے روکتی ہے اور اچہی بات کیطرف بلاتی ہے اور منع کرتی ہے
کسی حقدار کے حق مین قصور کرنے سے اور جنید کا قول اس پر دلالت کرتا ہے (نووی) عَنْ سَالِمٍ عَنْ
رسول الله أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَعِظُ أَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ فَقَالَ الْحَيَاءُ مِنَ الْإِيمَانِ
ترجمہ سالم نے اپنے باپ عبد اللہ بن عمر سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا ایک شخص نصیحت کر رہا
تہا اپنے بہائی کو حیا کے باب مین یعنی منع کر رہا تہا حیا سے اور کہتا تہا حیا بری بات ہے **ف** آپ نے
فرمایا رجانے دے یعنے مت منع کر حیا سے بخاری) حیا ایمان مین داخل ہے دوسری روایت مین ہے مَرَّ بِرَجُلٍ
مِنَ الْأَنْصَارِ يَعِظُ أَخَاهُ یعنے آپ گذرے ایک انصاری پر جو نصیحت کر رہا تہا اپنے بہائی کو عَنْ عِمْرَانَ
بْنِ حُصَيْنٍ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ الْحَيَاءُ لَا يَأْتِي إِلَّا بِخَيْرٍ فَقَالَ
بُشَيْرُ بْنُ كَعْبٍ إِنَّهُ مَكْتُوبٌ فِي الْحِكْمَةِ أَنَّ مِنْهُ وَقَارًا وَمِنْهُ سَكِينَةً فَقَالَ عِمْرَانُ
أُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتُحَدِّثُنِي عَنْ صُحُفِكَ ترجمہ عمران بن حصین
حدیث بیان کر رہے تہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حیا سے نہین ہوتی مگر بہتری بشیر بن کعب نے کہا

حکمت کی کتابون مین لکھا ہے کہ حیا ہی سے وقار ہوتا ہے اور حیا سے سکینہ ہوتا ہے **ف** وقار کہتے ہین سوچ سمجھ کر ایک کام کرنیکو اور اسکے خلاف چھچھورا پن ہے کہ جلدی سے جو خیال مین آوے کرنے لگے اور اسکا انجام نہ سوچے جیسے جانورون کا حال ہے اور سکینہ بھی وہی وقار کو کہتے ہین یعنے سکون نفس اور ثبات حرکات کیوقت اور اسکے خلاف مین ہے اضطراب و عجلت **ف** عمران نے کہا مین تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث تجھسے بیان کرتا ہون اور تو اپنی کتابون کی باتین بیان کرتا ہے **ف** یعنی حدیث اور قرآن کے سامنے حکیمون کے اقوال بیان کرنا بیموقع ہے گو حکیم بڑے دانشمند اور عقیل تھے مگر پھر بھی اون سے ہزارون طرح کی غلطیان ہوئین مین حکیم کا رتبہ پیغمبر سے بہت کم ہے اسی طرح حکمت کا رتبہ نبوت سے بہت کمتر ہے پھر پیغمبر کا قول جب ملجاوے تو اب حکیمون کی بات ڈھونڈھنا بیکار ہے **عن** اَبِیْ قَتَادَۃَ قَالَ کُنَّا عِنْدَ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ فِیْ رَھْطٍ وَّ فِیْنَا بُشَیْرُ بْنُ کَعْبٍ فَحَدَّثَنَا عِمْرَانُ یَوْمَئِذٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْحَیَاءُ خَیْرٌ کُلُّہٗ قَالَ اَوْ قَالَ الْحَیَاءُ کُلُّہٗ خَیْرٌ فَقَالَ بُشَیْرُ بْنُ کَعْبٍ اِنَّا لَنَجِدُ فِیْ بَعْضِ الْکُتُبِ اَوِ الْحِکْمَۃِ اَنَّ مِنْہُ سَکِیْنَۃً وَّ وَقَارًا لِلّٰہِ وَمِنْہُ ضَعْفٌ قَالَ فَغَضِبَ عِمْرَانُ حَتّٰی احْمَرَّتَا عَیْنَاہُ وَقَالَ اَلَا اَرَانِیْ اُحَدِّثُکَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَتُعَارِضُ فِیْہِ قَالَ فَاَعَادَ عِمْرَانُ الْحَدِیْثَ قَالَ فَاَعَادَ بُشَیْرٌ فَغَضِبَ عِمْرَانُ قَالَ فَمَا زِلْنَا نَقُوْلُ اِنَّہٗ مِنَّا یَا اَبَا نُجَیْدٍ اِنَّہٗ لَا بَاْسَ بِہٖ **ترجمہ** ابو قتادہ سے روایت ہے ہم عمران بن حصین پاس ایک رہط مین تھے ہمارے لوگون مین سے (رہط کہتے ہین دس سے کم مردون کی جماعت کو) اور ہمارے لوگون مین بشیر بن کعب (ابن ابی الحمیری عدوی ابو ایوب البصری) بھی تھے عمران نے ایک دن حدیث بیان کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حیا خیر ہے بالکل یا حیا بالکل خیر ہے بشیر بن کعب نے کہا ہم نے بعضی کتابون مین یا حکمت مین دیکھا ہے کہ حیا کی ایک قسم تو سکینہ اور وقار ہے اللہ تعالی کے لیے اور ایک حیا ضعف نفس ہے **ف** یعنی بودا پن اور ڈرپوک پنا اور جرائت جسکے دل مین طاقت نہین ہوتی خون اسمین کم ہوتا ہے اوسکو یہ صفت اکثر لاحق ہوتی ہے اوسکو عربی مین عجز اور خور اور مہانت بھی کہتے ہین اس صفت کیوجہ سے انسان مین ذلت اور لئامت پیدا ہوجاتی ہے وہ اپنے حقوق کو پورا پورا حاصل نہین کرسکتا ڈرتا ہے آخر جو ملجاتا ہے اسی پر قناعت کرتا ہے اور دم نہین مارتا بلکہ اپنے حقوق کو حاصل کرنے مین کوشش بھی نہین کرتا اکثر ہندوستان کے لوگ اس بری صفت مین مبتلا ہین اور یہ ایک اخلاق ذمیمہ مین سے ہے جس سے حکیم ہمیشہ منع کرتے چلے آئے ہین اور درحقیقت یہ حیا نہین ہے جو صفات حمیدہ اور اخلاق فاضلہ مین سے ہے پر بعضون نے اسپر حیا کا اطلاق

مغالطہ سے یا مجازاً کیا ہے دیوجالنس حکیم جو یونان مین تہا اوس نے بہی کہا ہے کہ حیا ضعف نفس سے پیدا ہوتی ہے اور اوسکو ترک کرنا چاہیے مراد اوسکی حیا سے یہی صفت ردیہ ہے نہ وہ حیا جو انسان کو بری باتون سے روکتی ہے وہ تو بالاتفاق عمدہ صفت ہے **ف** یہ سنکر عمران کو غصہ آیا انکی آنکھین لال ہو گئین اور انہون نے کہا مین تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرتا ہون اور تو اوس کے خلاف بیان کرتا ہے **ف** اگرچہ حدیث مین جو مطلب ہے وہ بالکل صحیح ہے کیونکہ مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیا سے وہی صفت ہے جو اخلاق فاضلہ مین سے ہے جسکا بیان ابہی ہوا اور جو انسان کو قبائح اور معاصی سے روکتی ہے اور وہ بالکل خیر ہے اور بشیر نے جو کہا ہے اور حکمت کی رو سے جو امر ثابت ہے وہ بہی صحیح ہے اس لیے کہ حکیمون نے اس حیا کو برا نہین کہا ہے بلکہ ضعف النفس کو جو درحقیقت حیا مین داخل نہین ہے اور دونون قولون مین کسی قسم کا تعارض یا خلاف نہین ہے پر چونکہ بشیر نے حیا کا اطلاق اس بری صفت پر بہی کیا اور حیا کو تقسیم کیا دو قسمون پر ایک عمدہ اور ایک بری اور حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ حیا بالکل خیر ہے تو بظاہر گویا حدیث کے خلاف مین ایک بات کہی اور حکمت کی بات کو حدیث کے مقابلے مین بیان کیا اسلیے عمران غصے ہوئے السراج الوہاج مین ہے کہ اکثر سلف بلکہ خلف کے صلحا نے ایسا ہی غصہ اور انکار کیا ہے اوس شخص پر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے مقابلے مین کسی اور کا قول بیان کرے اگرچہ وہ کیسے ہی بلند درجے کا شخص ہو اس لیے کہ کسی صحابی یا ولی یا مجتہد کا درجہ اور مرتبہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برابر نہین ہو سکتا پہر اوسکی بات بہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے خلاف مین محض بے وقعت اور بے اعتبار ہے اور حاصل یہ ہے کہ سوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور جتنے لوگ ہین سب کے اقوال مین سے کچھ لینے کے قابل ہین اور کچھ چھوڑنے کے قابل بقول خُذْ مَا صَفَا وَدَعْ مَا كَدِرَ اور مجھے تعجب ہوتا ہے اوس شخص سے جو ایمان لاوے اللہ پر اور اوسکے رسول پر اور قیامت پر کہ اوسکا دل کیونکر مانتا ہے جب وہ حدیث سن لیوے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہر اور کسی کی امت مین سے بات مانے یا سنے اور مقدم کرے اوسکی بات کو جناب رسالت مآب کی بات پر جنکی شان مین یہ آیت اوتری وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى **ف** ابو قتادہ نے کہا عمران نے پہر دوبارہ اسی حدیث کو بیان کیا بشیر نے پہر دوبارہ وہی بات کہی جب تو عمران غصے ہو گئے (اور انہون نے قصد کیا بشیر کو سزا دینے کا) ہم سب کہنے لگے اے ابا نجید (یہ کنیت ہے عمران بن حصین کی) بشیر ہم مین سے ہے (یعنی مسلمان ہے) اسمین کوئی عیب نہین (یعنی وہ منافق یا بے دین یا بدعتی نہین ہے جیسے تم نے خیال کیا) **عَنْ** عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِيْثِ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ **ترجمہ**

دوسری روایت بھی عمران سے ایسی ہی ہے جیسے اوپر گذری **باب** جامع اوصاف الاسلام یہ باب جامع ہے اوصاف اسلام کا **عن** سفیان بن عبد اللہ الثقفی قال قلت یا رسول اللہ قل لی فی الاسلام قولا لا اسأل عنہ احدا بعدک وفی حدیث ابی اسامۃ غیرک قال قل امنت باللہ ثم استقم **ترجمہ** سفیان بن عبد اللہ ثقفی سے روایت ہے میں نے کہا یا رسول اللہ مجھ سے اسلام میں ایک ایسی بات بتا دیجیے کہ پھر میں اسکو نہ پوچھوں کسی سے آپ کے بعد آپ نے فرمایا کہہ ایمان لایا میں اللہ پر پھر جما رہ اسپر ابو اسامہ کی روایت میں ہے کسی سے آپ کے سوا **ف** قاضی عیاض نے کہا یہ حدیث جوامع الکلم میں سے ہے اور یہ مطابق ہے اللہ تعالے کے قول کے ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا یعنے جن لوگوں نے کہا پروردگار ہمارا اللہ ہے پھر جم رہے اسپر یعنی توحید کی اللہ جل جلالہ کی اور ایمان لائے اسپر پھر جمے رہے یعنی ڈگے نہیں توحید سے اور شرک میں نہ پہنسے اور لازم کر لی اونہوں نے اطاعت اللہ جل جلالہ کی یہانتک کہ مرے اسی حال پر اور یہی تفسیر ہے اس آیت کی موافق اکثر مفسرین صحابہ کرام ومن بعدہم کے اور یہی معنی ہیں اس حدیث کے تمام ہوا کلام قاضی کا ابن عباس نے کہا اللہ تعالی کے اس قول میں فاستقم کما امرت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ساری قرآن میں کوئی آیت اس سے زیادہ دشوار اور سخت نہیں اوترے اور اسی واسطے جب صحابہ نے آپ سے کہا آپ جلدی بوڑہے ہو گئے تو آپ نے فرمایا مجھے سورہ ہود اور اسکی مانند اور سورتوں نے بوڑہا کر دیا اوستاذ ابو القاسم قشیری نے اپنے رسالے میں لکھا ہے استقامت وہ درجہ ہے جس سے سب کام پورے اور کامل ہوتے ہیں اور اسی صفت سے تمام بھلائیاں حاصل ہوتی ہیں اور انکا انتظام ہوتا ہے اور جس شخص میں استقامت اور استقلال نہ ہو اوسکی کوشش سب اکارت ہے اور اسکی سعی سب بے نتیجہ ہے بعضوں نے کہا استقامت ایسی صفت ہے کہ اسکو بڑے بڑے ہی لوگ کر سکتے ہیں کیونکہ وہ حاصل ہوتی ہے رسومات کی ترک سے اور عادات کی چھوڑنے سے اور خلوص اور صدق کے ساتھ خدا کے سامنے کھڑے ہونے سے اسی واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا استقامت کرو اور تم ہرگز سب نیکیاں نکر سکوگے واسطی نے کہا استقامت خصلت ہے جس سے ساری نیکیاں پوری ہوتی ہیں اور اسکی نہونے سے سب نیکیاں بری ہو جاتی ہیں اور مسلم نے اپنی صحیح میں سفیان بن عبد اللہ ثقفی سے صرف یہی حدیث روایت کی ہے اور ترمذی نے بھی روایت کیا اس حدیث کو اور اتنا زیادہ کیا کہ میں نے کہا یا رسول اللہ سب سے زیادہ مجھے کس چیز سے ڈرنا چاہیے آپ نے اپنی زبان پکڑی اور فرمایا اس سے (کیونکہ اکثر گناہ زبان ہی سے صادر ہوتے ہیں اور اکثر فتنے اور بلائیں انسان پر زبان سے آتی ہیں اور شروع تربیت کا حکما میں یہی ہے کہ پہلے انسان اپنی

زبان کو قابو میں کرے اور دیکھتا رہے کہ اوسکی زبان سے جو باتیں نکل رہی ہیں وہ مناسب ہیں یا غیر مناسب اور لازم ہے کہ خلاف مصلحت کوئی بات زبان سے نہ نکالے

**باب** بَیَانِ تَفَاضُلِ الْاِسْلَامِ وَاَیِّ اُمُوْرِہٖ اَفْضَلُ اسلام کی فضیلت دوسرے اسلام پر اور بیان اس بات کا کہ کون سے کام اسلام کے فضل میں

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْاِسْلَامِ خَیْرٌ قَالَ تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلٰی مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ ترجمہ عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے ایک شخص نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کون سا اسلام بہتر ہے آپ نے فرمایا کہ تو کھانا کھلاوے (بھوکے کو اور مہمان کو) اور سلام علیک کرے ہر شخص سے خواہ تو اوسکو پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو **ف** کون سا اسلام بہتر ہے یعنی کون سی خصلت اسلام کی بہتر ہے اور سنت اسلام یہی ہے جو اس حدیث میں بیان ہوئی کہ ہر مسلمان سے سلام علیک کرے خواہ اوس سے پہچان ہو یا نہ ہو اور یہ عادت جو بعض لوگوں نے اختیار کی ہے اہ اوسی شخص کو سلام کرتے ہیں جس سے پہچانتے ہیں اجنبی کو نہیں

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ یَقُوْلُ اِنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَیُّ الْمُسْلِمِیْنَ خَیْرٌ قَالَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِہٖ وَیَدِہٖ ترجمہ عبداللہ بن عمرو بن عاص کہتے تھے ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کون سا مسلمان بہتر ہے آپ نے فرمایا وہ مسلمان جسکی زبان اور ہاتھ سے دوسرے بچے رہیں (یعنے نہ زبان سے کسی کی برائی کرے نہ ہاتھ سے کسی کو ایذا دیوے)

فقال

عَنْ جَابِرٍ یَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِہٖ وَیَدِہٖ ترجمہ جابر سے روایت ہے میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے مسلمان وہ ہے جسکی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان بچے رہیں

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ الْاِسْلَامِ اَفْضَلُ قَالَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِہٖ وَیَدِہٖ ترجمہ ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے میں نے کہا یا رسول اللہ کون سا اسلام افضل ہے آپ نے فرمایا جسکی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں

عَنْ بُرَیْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بِھٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْمُسْلِمِیْنَ اَفْضَلُ فَذَکَرَ مِثْلَہٗ ترجمہ ابو بردہ برید بن عبداللہ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے اس میں یوں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کون سا مسلمان افضل ہے **ف** نووی نے کہا کبھی حضرت نے افضل اُس مسلمان کو قرار دیا جو کھانا کھلاوے سلام کرے ہر شخص کو اور کبھی اوسکو جس کی زبان اور ہاتھ سے اور مسلمان بچے رہیں یہ اختلاف بوجہ اختلاف احوال سائلین اور حاضرین کے تھا تو ایک مقام میں سلام اور اطعام

یعنے کہانا کہلانے کی زیادہ ضرورت معلوم ہوئی آپنے اوسی کو بیان فرمایا اور ایک موقع مین ایذا دہی سے
رکنے کی ضرورت معلوم ہوئی تو اُسی کو بیان کیا اور یہ جو فرمایا مسلمان وہ ہے جسکی زبان اور ہاتہہ سے دوسرے
مسلمان بچے رہین تو مطلب یہ ہے کہ کامل مسلمان وہی ہے جسمین یہ صفت ہو اور یہ غرض نہین کہ جس مین یہ صفت
نہ ہو وہ مسلمان ہی نہین ہے اور ان حدیثون مین بہت سی فوائد ہین ایک تو یہ کہ کہانا کہلانا اور سخاوت کرنا اور
مسلمانون کو فائدہ پہونچانا دین کا بہت ضروری کام ہے دوسرے یہ کہ مسلمانون کو ایذا دینے سے بچنا چاہیے خواہ
زبان سے ایذا ہو یا کسی فعل سے کسی کی توہین یا حقارت کرنا چاہیے تیسری ترغیب ہے اسمین مسلمانون کو یکدل
دل اور اتفاق کی اور باہم محبت اور دوستی اور الفت رکہنے کی قاضی عیاض نے کہا باہم الفت رکہنا اور
اتفاق کرنا دین کے فرضون مین سے ایک فرض ہے اور بڑا رکن ہے شریعت کا اور اسی سے انتظام ہے اسلام کا
چوتھی حکم ہے سلام کا ہر مسلمان پر خواہ اوسکے پہچان ہو یا نہ ہو اور مراد ہر شخص سے ہر مسلمان ہے تو یہ عام خاص
کیا گیا ہے اور کافر کا سلام کرنا ضرور نہین پانچوین ہدایت ہے اخلاص عمل کی واسطے اللہ تعالی کی چہٹی ارشاد
ہے تواضع اور انکسار کی طرف جو نشان ہے اسلام کا **باب** بیان خصال من اتصف بهن وجد حلاوة الايمان
بیان اون خصلتون کا جن سے ایمان کا مزہ ملتا ہے **عن** انس عن النبي صلى الله عليه وسلم
قال ثلاث من كن فيه وجد بهن حلاوة الايمان من كان الله و رسوله احب اليه
مما سواهما وان يحب المرء لا يحبه الا لله وان يكره ان يعود في الكفر بعد ان
انقذه الله منه كما يكره ان يقذف في النار ترجمہ انس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
سلم نے فرمایا تین باتین جسمین ہونگی وہ انکی وجہ سے ایمان کی مٹہاس اور حلاوت پاویگا ایک تو یہ کہ اللہ اور اُس کے
رسول سے دوسرے سب لوگون سے زیادہ محبت رکہے دوسری یہ دوستی رکہے کسی آدمی سے صرف خدا کے واسطے
(یعنی دنیا کی کوئی غرض نہ ہو نہ اوس سے ڈر ہو) تیسری یہ کہ کفر کو پہر اختیار کرنا بعد اس کے کہ خدا نے اُسکو نجات
دی اوس کے اتنا برا جانے جیسے انگار مین پڑنا **ف** نووی نے کہا یہ حدیث بڑی ہے اور ایک اصل ہے اسلام
کی اصلون مین سے علما نے کہا ہے حلاوۃ ایمان کے معنی یہ ہین کہ عبادت مین اور تکلیف اُٹہانے مین خدا اور
رسول کی رضامندی کے لیے لذت اور مزہ پیدا ہو اور دنیا کے فوائد اور منافع پر خدا اور رسول کی رضامندی
کو مقدم رکہے اور خدا کی محبت یہ ہے کہ اُسکا حکم مانے اور اوسکی مخالفت کو ترک کرے ایسے ہی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی محبت ہے قاضی عیاض نے کہا یہ حدیث اوسی مطلب کی ہے جیسے اوپر گذری ایک حدیث کہ ایمان

کا مزہ چکھا اوس نے جو خدا کی خدائی کے ساتھہ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری کے ساتھہ اور اسلام کے دین کے ساتھہ راضی ہوا اس لیے کہ خدا اور رسول کی محبت اسی طرح خالص خدا کے لیے دوسرے مسلمان سے محبت اسی طرح کفر کو پہر اختیار کرنے کی نفرت نہین ہوگی مگر اُس شخص کو جسکا ایمان اور یقین زور دار ہے اور اوسکے دل کو اطمینان ہے اور اوسکا سینہ کشادہ ہے اور ایمان اوسکے گوشت اور خون مین اثر کر گیا ہے یہی وہ شخص ہے کہ جسنے ایمان کی شیرینی پائی اور خدا کے لیے کسی سے محبت رکہنا پہل ہے خدا کی محبت کا اور بعضون نے کہا خدا کی محبت یہ ہے کہ اپنے دل کو موافق کر دیوے خدا کی مرضی کے تو جو خدا کو پسند ہے وہ ہی اُسکو پسند ہو اور جو خدا کو ناپسند ہے وہ ہی اُسکو ناپسند ہو اور اس باب مین متکلمین کی عبارتین مختلف ہین لیکن مطلب ایک ہی ہے اور حاصل یہ ہے کہ محبت ایک میل اور خواہش ہے پہر یہ میل کبہی تو اون چیزون کیطرف ہوتا ہے جو بالطبع انسان کو مرغوب ہین جیسے خوبصورتی خوش آوازی کہانیکا ذائقہ اور کبہی اُن چیزون کیطرف جن کا حسن عقل سے معلوم ہوا ہے جیسے محبت صالحین اور علماء اور اہل فضل کی اور کبہی یہ میل اسوجہ سے ہوتا ہے کہ کسینے اُسپر احسان کیا ہو یا مصیبت سے بچایا ہو اور یہ سب باتین ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مین موجود ہین کیونکہ تمام کمالات ظاہری اور باطنی آپ مین جمع تہے اور تمام فضائل اور محاسن اخلاق آپ مین موجود تہے اور آپکا احسان اور فیض تو اتنا عام ہے کہ سب مسلمانون کی گردن پر ہے اونکو ہمیشہ ہمیشہ کا آرام دلوایا جہنم کے عذاب سے بچایا پہر خداوند کریم کا احسان تو سب سے زیادہ ہے کیونکہ اُسی نے حضرت کو پیدا کیا پہر پیغمبر بنا کر ہمارے پاس بہیجا پس درحقیقت اصل الاصول محبت ہے اللہ جل جلالہ کی اور محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام اور اہل بیت اور صالحین اور اولیاء اللہ اور ائمہ دین کی راجع ہے اللہ کی محبت کیطرف تو اللہ کی محبت بالذات ہے باقی سب کی بالعرض یعنی خدا کی محبت کے ذیل مین اب اگر کوئی سوا خدا کے کسی اور شی سے بالذات محبت کرے وہ اہل اللہ کے نزدیک مشرک ہے یحبونہم کحب اللہ یہ صفت ہے مشرکین کی اور مومنون کی یہ صفت ہے والذین آمنوا اشد حبا للہ (نووی سے زیادہ) عن

انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاث من کن فیہ وجد طعم الایمان من کان یحب المرء لا یحبہ الا للہ ومن کان اللہ ورسولہ احب الیہ مما سواہما ومن کان ان یلقی فی النار احب الیہ من ان یرجع فی الکفر بعد ان انقذہ اللہ منہ ترجمہ انس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین باتین جسمین ہونگی وہ ایمان کا مزہ پاویگا جو شخص دوستی رکہے کسی سے پہر رکہنا ہو دوستی اوس سے مگر خدا کے لیے (خدا کا نیک بندہ سمجھ کر) اور جو شخص اللہ اور اسکے رسول سے دوستی رکہے دوسرے

اور سب لوگون یا چیزون سے زیادہ اور جو انگار مین ڈالا جانا پسند کرے مگر پہر کفر اختیار کرنا پسند نکرے حب خدا
اوسکو نجات دی کفر سے **ف** مراد اس سے وہ لوگ ہین جو پہلے کافر یا مشرک تہے پہر خدا نے انکو اسلام سے مشرف فرمایا تو
انکا اسلام انکو جب ہی مزہ دیگا جب وہ کفر کے دین سے اسقدر بیزار ہون کہ انگار مین گرنا قبول کرین پر کفر قبول نکرین **عن**
انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم بنحو حديثهم غير ان قال من ان يرجع
يهوديا او نصرانيا **ترجمہ** دوسری روایت بہی ایسی ہی ہے مگر اوس مین یہ ہے کہ انگار مین گرنا اوسکو پسند ہو
پر یہودی یا نصرانی ہونا گوارا نہو **باب** وجوب محبة رسول الله صلى الله عليه وسلم اكثر من
الاهل والولد والوالد والناس اجمعين واطلاق عدم الايمان على من لم يحبه هذه المحبة
**ترجمہ** باب اس بات کے بیان مین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکہنا بی بی اور اولاد اور ماں باپ
اور سب لوگون سے زیادہ واجب ہے اور جسکو ایسی محبت نہو وہ مومن نہین **عن** انس قال قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم لا يؤمن عبد وفي حديث عبد الوارث الرجل حتى اكون احب
اليه من اهله وماله والناس اجمعين **ترجمہ** انس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کوئی بندہ یا کوئی آدمی مومن نہین ہوتا جب تک اسکو میری محبت گہر والون اور مال اور سب لوگون سے زیادہ نہو
**ف** خطابی نے کہا مراد وہ محبت نہین ہے جو طبعی ہوتی ہے اور غیر اختیاری بلکہ مقصود محبت اختیاری ہے
تو مطلب یہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور آپکے ارشاد کی تعمیل دنیا کی سب چیزون پر مقدم رکہے
ماں باپ بی بی اولاد دوست آشنا یہ سب اگر ناراض ہو جاوین تو قبول کرے پر خدا اور اسکے رسول کی نافرمانی ہرگز
اختیار نکرے یہی محبت صادقہ ہے جسپر مدار ہے ایمان کا ابن بطال اور قاضی عیاض نے کہا محبت تین قسم کی ہوتی
ہے ایک تو محبت بزرگی کی وجہ سے جیسے بیٹے کو باپ سے ہوتی ہے اور شاگرد کو استاد سے دوسری محبت شفقت اور پیار
کی جیسے باپ کو یا ماں کو اولاد سے ہوتی ہے تیسرے محبت ہم شکل اور ہم خیال ہونیکی جیسے دوست آشناؤن سے ہوتی ہے
تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام محبتون کو اپنی محبت مین جمع کر دیا ہے ابن بطال نے کہا حدیث کا مطلب یہ ہے
کہ جس شخص کا ایمان کامل ہو وہ اس بات کو یقین کرے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق اوسپر زیادہ ہے اوسکے باپ
اور بیٹے کے حق سے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے ہمکو جہنم سے نجات ملی ہے اور ہم نے گمراہی سے نکلکر
ہدایت پائی ہے قاضی عیاض نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت مین سے یہ بات بہی ہے کہ آپکی سنت کی مدد
کرنا اور آپکی شریعت پر جو اعتراض کرے اوسکا جواب دینا اور آپ سے ملنے کی آرزو کرنا اگرچہ جان اور مال سے تصدق

ہوجاوی اور جب یہ بات معلوم ہوئی تو ثابت ہوئی یہ بات کہ ایمان کی حقیقت پوری نہیں ہوتی بغیر اس محبت کے اور ایمان صحیح نہیں ہوتا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر اور منزلت ماں باپ بزرگ محسن سب سے زیادہ دل میں نہو اور جس کا یہ اعتقاد نہو وہ مومن نہیں ہے (نووی) **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَلَدِهٖ وَوَالِدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ **ترجمہ** انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم میں سے مومن نہیں ہوتا جب تک اوسکو میری محبت اولاد اور ماں باپ اور سب لوگوں سے زیادہ نہو **باب** الدَّلِيْلِ عَلٰى اَنَّ مِنْ خِصَالِ الْاِيْمَانِ اَنْ يُّحِبَّ لِاَخِيْهِ الْمُسْلِمِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ مِنَ الْخَيْرِ ایمان کی خصلت یہ ہے کہ اپنے بھائی مسلمان کے لیے بھی وہی چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے (یعنے بھلائی) **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِاَخِيْهِ اَوْ قَالَ لِجَارِهٖ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ **ترجمہ** انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم میں سے مومن نہیں ہوتا جب تک وہ نہ چاہے اپنے بھائی یا ہمسایہ کے لیے جو چاہتا ہے اپنے لیے **ف** علما نے کہا مراد یہ ہے کہ مومن کامل نہیں ہوتا ورنہ اصل ایمان تو بغیر اس صفت کے بھی حاصل ہوتا ہے اور مطلب یہ ہے کہ اپنے بھائی مسلمان کے لیے بھی عبادات اور نیکیاں اور دنیا کی مباح چیزیں جو اپنے لیے چاہتا ہے چاہے نسائی کی روایت میں ہے بھلائی اور خوبی۔ ابن الصلاح نے کہا بعضوں نے اس صفت حاصل کرنیکو دشوار اور محال سمجھا ہے حالانکہ یہ بات صحیح نہیں کیونکہ مراد یہ ہے تم میں سے کسی کا ایمان کامل نہیں ہوتا جب تک وہ اپنے بھائی مسلمان کے لیے وہی چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے یعنی اُس کے لیے بھی نعمتوں کا حاصل ہونا اچھا جانے اگر خود کا کوئی نقصان نہو اور یہ امر بہت آسان ہے قلب سلیم پر یعنے جسکا دل صاف ہے البتہ جس کے دل میں کینہ اور حسد بھرا ہوا ہو اوس پر بہت دشوار ہے خدا بچاوے ہمکو اور ہمارے بھائیوں کو ایسے خراب دل سے (نووی) حاصل یہ ہے کہ جب کسی بھائی مسلمان کی بھلائی ہوتی ہو اور اپنا اسمیں کچھ ضرر نہو تو اُس سے خوش ہونا چاہیے اور ہمیشہ عام خیر خواہی اور عام ہمدردی میں شریک رہنا چاہیے **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰى يُحِبَّ لِجَارِهٖ اَوْ قَالَ لِاَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ **ترجمہ** انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اوس کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کوئی آدمی مومن نہیں ہوتا جبتک کہ اپنے ہمسایہ یا بھائی کے لیے وہی نہ چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے

**باب** بَیَانِ تَحْرِیْمِ اِیْذَاءِ الْجَارِ ہمسایہ کو ایذا دینا حرام ہے **عن** اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مَنْ لَّا یَاْمَنُ جَارُہٗ بَوَائِقَہٗ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت مین نہ جاویگا وہ شخص جسکا ہمسایہ اوس کے مکر و فساد سے محفوظ نہین ہے **ف** یعنی اوسکی بدی اور ظلم سے اُسکو امن نہ ہو اور وہ ہمیشہ ڈرتا ہو کہ کہین مجھکو صدمہ نہ پہونچے اُس کیطرف سے علماء نے کہا اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو ہمسایہ کو ستانا درست سمجھے حالانکہ وہ جانتا ہو کہ یہ فعل حرام ہے تو وہ کافر ہے کبھی جنت مین نہ جاویگا یا یہ غرض ہے کہ اُسکو جنت مین جانا جنت کہلاتی ہی نصیب نہ ہوگا بلکہ روکا جاویگا یہانتک کہ عذاب ہو اس گناہ پر یا معاف کیا جاوے اور ضرورت ان تاویلون کی یہ ہے جو اوپر گزرا کہ اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ جو شخص توحید پر مرے اگرچہ کبیرے گناہ کرتا ہو وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم مین نہین رہیگا بلکہ چند روز عذاب دیا جاویگا۔ یا معاف کیا جاویگا پھر جنت مین جاویگا۔ بہرحال ہمسایہ کو رنج دینا اور ناحق اُسکو ستانا ایسا حرام ہے کہ بہشت سے محروم رکھتا ہے **باب** الْحَثِّ عَلٰی اِکْرَامِ الْجَارِ وَالضَّیْفِ وَلُزُوْمِ الصَّمْتِ اِلَّا عَنِ الْخَیْرِ وَکَوْنِ ذٰلِکَ کُلِّہٖ مِنَ الْاِیْمَانِ ہمسائے اور مہمان کی خاطرداری کی ترغیب اور چپ رہنے کی فضیلت اور یہ باتین ایمان مین داخل ہونا **عن** اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیَقُلْ خَیْرًا اَوْ لِیَصْمُتْ وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ جَارَہٗ وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَہٗ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص یقین رکھتا ہے اللہ پر اور پچھلے دن (قیامت پر) اوسکو چاہیے یا تو اچھی بات کرے یا چپ رہے **ف** سبحان اللہ کیا عمدہ نصیحت ہے نووی نے کہا غرض یہ ہے کہ جب بات کرنیکا ارادہ کرے تو سوچ لیوے کہ جو بات کہنا چاہتا ہے وہ بہتر ہے ثواب کی بات واجب ہو یا مستحب اوسوقت کہے اور اگر معلوم ہو کہ اس بات کا کہنا کچھ ثواب نہین تو چپ ہو رہے پھر چاہے وہ بات حرام ہو یا مکروہ ہو یا مباح جس مین نہ ثواب ہے نہ عذاب ہر حال مین خاموشی بہتر ہے تو مباح بات کا بھی نہ کہنا بہتر اور اولی ہے کیونکہ مباح باتین لیجاتی ہین انسان کو حرام اور مکروہ کیطرف اور ایسا اتفاق اکثر ہوتا ہے اللہ جل جلالہ نے فرمایا مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْہِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ ۞ یعنی جو بات انسان مونہہ سے نکالتا ہے اوسکے پاس ایک شخص ہے جو راہ دیکھتا ہے طیار ہے (اوسکے لکھنے کو) اور اختلاف کیا ہے سلف اور خلف نے اس مسئلے مین کہ انسان کے سب قسم کی باتین اگرچہ مباح ہون لکھی جاتی ہین یا صرف وہی باتین جنمین عذاب یا ثواب ہو ابن عباس کا یہ

قول ہے کہ صرف وہی باتین لکھی جاتی ہین جنکا بدلہ ملیگا ثواب یا عذاب اس صورت مین آیت کو خاص کرنا پڑیگا اور شرع نے ترغیب دی ہے اس طرف کہ مباح باتین بہت کرنا اچھا نہین کیونکہ انسان اکثر بہت باتین کرنے سے گو مباح ہون حرام یا مکروہ باتون مین مبتلا ہوجاتا ہے امام شافعی نے اس حدیث کا یہ مطلب کیا ہی کہ انسان کو بات کرنے سے پہلے فکر کرنا چاہیے پہر اگر اوسکو یہ امر متحقق ہو کہ اُس بات سے کچہ نقصان نہین تو اُس بات کو کہے اور اگر یہ امر متحقق ہو کہ اوس سے ضرر ہوگا یا شک ہو ضرر اور عدم ضرر مین تو چپ رہے امام ابن ابی زید مالکی نے کہا تمام آداب اور اخلاق حسنہ چار حدیثون سے نکلتی ہین ایک تو یہی حدیث دوسری وہ حدیث کہ آدمی کا اچھا اسلام یہ ہی کہ چہوڑ دے اُس بات کو جو کام نہ آوے (یعنی بیکار اور لغو سے پرہیز کرے) تیسری حدیث لاتغضب یعنی غصہ مت کر چوتھی وہ حدیث جو اوپر گذری کہ انسان کو چاہیے اپنے بہائی کے لیے وہی چاہے جو اپنے لیے خاص چاہتا ہے اور استاذ ابوالقاسم قشیری رہ نے فرمایا کہ چپ رہنا موقع پر صفت ہی مردون کی جیسے بولنا موقع پر نہایت عمدہ خصلت ہی اور مین نے سنا ابوعلی دقاق سے وہ کہتے تہے جو شخص چپ ہو رہے حق بات سے (یعنی جہان موقع ہو حق بات بیان کرنیکا) وہ گونگا شیطان ہے لیکن ارباب مجاہدہ اور ریاضت نے جو سکوت اختیار کیا ہے وہ اس لیے کہ باتین کرنے مین طرح طرح کی آفتین ہین اور اسمین نفس کو حظ ہوتا ہے وہ اپنی تعریف کرتا ہی اور کبھی اپنی فصاحت اور شیرین بیانی لوگون پر ظاہر کرنا چاہتا ہے اور یہ سکوت اور خاموشی ایک بڑا رکن ہے تہذیب اخلاق کا فضیل بن عیاض نے کہا جو شخص بات کو اپنے اعمال مین سے ایک عمل سمجہیگا وہ بے فائدہ بات کم کریگا اور ذوالنون مصری نے کہا سب سے زیادہ اپنی نفس کی حفاظت کرنیوالا وہ شخص ہے جو اپنی زبان کو زیادہ روکے **ت** اور جو شخص ایمان رکہتا ہے اللہ پر اور پچہلے دن پر اوسکو چاہیے کہ خاطرداری کرے اپنے ہمسائے کی اور جو شخص ایمان رکہتا ہے اللہ پر اور پچہلے دن پر اوسکو چاہیے کہ خاطرداری کرے اپنے مہمان کی **ف** قاضی عیاض نے کہا مطلب حدیث کا یہ ہے کہ جو شخص شریعت اسلام پر چلنا چاہے اوسکو ہمسائے اور مہمان کے ساتہہ سلوک کرنا ضرور ہے اور اللہ تعالی نے اپنی کتاب مین ہمسائے کے ساتہہ سلوک کرنیکا حکم کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ جبرئیل علیہ السلام مجہکو وصیت کرتے تہے ہمسائے کے ساتہہ سلوک کرنیکے لیے یہانتک کہ مین سمجہا جبرئیل اوسکو ترکہ بہی دلادینگے اسیطرح مہمانداری کرنا بہی اسلام کا طریقہ ہے اور خصلت ہی پیغمبرون اور صالحون کی اور لیث نے کہا کہ ایک رات مہمانداری کرنا واجب ہی اور دلیل اونکی وہ حدیث ہی کہ ایک رات مہمانی کرنا حق ہے واجب ہی ہر مسلمان پر اور عقبہ کی حدیث کہ جب تم اترو

کسی قوم پر پھر وہ دیوین تمکو کچھ بطور مہمانی کے تو قبول کر لو اوسکو اور جو نہ دیوین تو لی لو ا دن سے مہمانی کا حق اور اکثر
فقہا اس بات پر ہین کہ مہمانی کرنا اخلاق مین داخل ہے پر واجب نہین اور دلیل اونکی وہ حدیث ہے کہ جائزہ ضیافت
کا ایک رات ہے اور جائزہ کہتے ہین عطا اور صلہ اور احسان کو اور یہ اختیاری ہوتے ہین نہ وجوبی اور یہی حضرت
نے فرمایا چاہیے کہ احسان کرے اور سلوک کرے اس سے بہی یہ بات نکلتی ہے کہ مہمانی واجب نہین کیونکہ ایسے
الفاظ کا استعمال واجب مین نہین ہوتا دوسرے یہ کہ مہمان اور ہمسائی کو ایک ساتھہ بیان کیا حالانکہ ہمسائی کے ساتھہ
سلوک واجب نہین اور اگلی حدیثون کی یہ تاویل کی ہے کہ وہ اوائل اسلام کی حدیثین ہین جب دلداری او خاطر داری
واجب تہی پھر اختلاف کیا ہے علمانے کہ مہمانداری بستی والون پر اور جنگل والون پر دونون پر واجب ہے یا صرف
جنگل مین رہنے والون پر تو شافعی اور محمد بن حکم کا قول یہ ہے کہ دونون پر واجب ہے اور مالک اور سحنون نے کہا
کہ صرف جنگل والون پر واجب ہے اس لیے کہ بستی یا شہر مین مسافر کو ٹہرنے کی جگہ ملجاتی ہے سرا وغیرہ مین اور کہانے پینے
کی چیزین بہی سب بازار مین ملتی ہین اور ایک حدیث مین آیا ہے کہ ضیافت جنگل کے رہنے والون پر ہے نہ بستی
والون پر لیکن یہ حدیث اہل معرفت کے نزدیک موضوع ہے (نووی) **عَنْ** اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا یُؤْذِیْ جَارَہٗ وَمَنْ
کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَہٗ وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ فَلْیَقُلْ
خَیْرًا اَوْلِیَسْکُتْ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص یقین رکہتا ہو
اللہ پر اور پچہلے دن پر وہ نہ ستاوے اپنے ہمسایے کو اور جو شخص یقین رکہتا ہو اللہ پر اور پچہلے دن پر وہ خاطر
داری کرے اپنے مہمان کی اور جو شخص یقین رکہتا ہو اللہ پر اور پچہلے دن پر وہ اچہی بات کہے یا چپ رہے **عَنْ**
اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِیْثِ اَبِیْ حَصِیْنٍ غَیْرَ اَنَّہٗ
قَالَ فَلْیُحْسِنْ اِلٰی جَارِہٖ **ترجمہ** ابوہریرہ سے دوسری روایت بہی ایسی ہی ہے مگر اسمین یہ ہے کہ احسان کرے باب منہ
اپنے ہمسایے کے ساتھہ **عَنْ** اَبِیْ شُرَیْحٍ الْخُزَاعِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ کَانَ
یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُحْسِنْ اِلٰی جَارِہٖ وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ
ضَیْفَہٗ وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیَقُلْ خَیْرًا اَوْلِیَسْکُتْ **ترجمہ** ابو شریح خزاعی
(خویلد بن عمرو یا عبد الرحمن یا عمرو بن خویلد یا ہانی بن عمرو یا کعب) سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا جو شخص ایمان رکہتا ہو اللہ پر اور پچہلے دن پر وہ نیکی کرے اپنے ہمسایے کے ساتھہ اور جو شخص

ایمان رکھتا ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر وہ احسان کرے مہمان کے ساتھ اور جو شخص ایمان رکھتا ہو اللہ پر اور پچھلے دن
پر وہ اچھی بات کہے (جس میں بھلائی ہو یا ثواب ہو) یا چپ ہو رہے **باب** بَيَانِ كَوْنِ النَّهْيِ عَنِ
الْمُنْكَرِ مِنَ الْإِيمَانِ وَأَنَّ الْإِيمَانَ يَزِيدُ وَيَنْقُصُ بری بات سے منع کرنا ایمان میں داخل ہے اور ایمان
گھٹتا بڑھتا ہے **عَنْ** طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ أَوَّلُ مَنْ بَدَأَ بِالْخُطْبَةِ يَوْمَ الْعِيدِ قَبْلَ الصَّلَاةِ
مَرْوَانُ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ الصَّلَاةُ قَبْلَ الْخُطْبَةِ فَقَالَ قَدْ تُرِكَ مَا هُنَالِكَ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ نقال
أَمَّا هَذَا فَقَدْ قَضَى مَا عَلَيْهِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ رَأَى مِنْكُمْ
مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ وَذَلِكَ أَضْعَفُ
الْإِيمَانِ **ترجمہ** طارق بن شہاب سے روایت ہے سب سے پہلے جس نے شروع کیا خطبہ عید کے دن نماز
سے پہلے وہ مروان تھا (بیٹا حکم کا جو پہلا خلیفہ ہے خلفائے بنی امیہ میں سے) **ف** قاضی عیاض نے کہا
اختلاف ہے اس باب میں بعضوں نے کہا کہ سب سے پہلے خطبہ نماز سے پہلے حضرت عثمان نے پڑھا ہے اور بعضوں
نے کہا حضرت عمر نے اور اسکی وجہ یہ تھی کہ لوگ نماز تمام ہوتے ہی چلدیتے تھے اور خطبے کے تمام ہونیکا انتظار نہ کرتے
اور بعضوں نے کہا اسمیں یہ مصلحت تھی کہ دور رہنے والوں کو بھی نماز ملجاوے اور جو لوگ دیر میں آویں ان کو
بھی نماز ملے اور بعضوں نے کہا یہ فعل سب سے پہلے معاویہ رضہ نے کیا اور بعضوں نے کہا عبد اللہ بن زبیر نے کیا
(پر یہ سب روایتیں ثابت نہیں ہیں) اور جو ثابت ہوا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر اور عثمان
اور علی رضی اللہ عنہم سے وہ یہ ہے کہ پہلے نماز پڑھی عید کی پھر خطبہ شروع کیا اور یہی قول ہے تمام ملکوں
کے فقہا کا اور بعضوں نے اسپر اجماع نقل کیا ہے اور یہ اجماع بعد اختلاف کے ہوا یا یہ کہ التفات نہیں کیا
گیا بنی امیہ کے خلاف کیطرف کیونکہ تمام خلفائے راشدین اور صدر اول کا اتفاق ہو چکا تھا اور اسی روایت میں
ابو سعید نے جو کہا کہ اس شخص نے اپنا حق ادا کر دیا سب لوگوں کے سامنے یہ دلیل ہے اس بات کی کہ لوگوں کے نزدیک
سنت ثابت ہو چکی تھی برخلاف اسکے جو مروان نے کیا تھا اور یہی ابو سعید نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے سنا جو شخص تم میں سے کوئی کام خلاف شرع دیکھے تو اسکو مٹاوے اور خلاف شرع وہی کام ہوگا جو سنت
کے خلاف ہوگا اور اوسپر عمل نہوا ہوگا زمانہ سابق میں اور یہ دلیل ہے اس امر کی کہ سوا مروان کے اور کسی خلیفہ نے
ایسا نہیں کیا تھا اور عثمان اور عمر اور معاویہ سے جو منقول ہے وہ صحیح نہیں ہے (نووی) **ف** اور سوا
ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا نماز پڑھنا چاہیے خطبے سے پہلے مروان نے کہا یہ بات سو فوت کر دی گئی **ف** اثر

پہر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ابو سعید خدری نے خود کیون نہین منع کیا اس بُرے کام سے یہانتک کہ ایک دوسرا شخص اُٹھا
اور اُسنے کہا اُسکا جواب یہ ہی کہ شاید ابو سعید خطبہ شروع ہوتے وقت نہ ہونگے تو اس شخص نے اعتراض کیا پہر ابو سعید
آگئے ہون گے اور احتمال ہے کہ ابو سعید پہلے سے موجود ہون لیکن انہون نے خوف کیا ہو ضرر کا اپنے لیے یا کسی اور کے
لیے یا فتنے کا تو ساقط ہو گیا اون سے انکار جو واجب تہا اور اس شخص نے خوف نکیا کسی قوت کی وجہ سے یا خوف کیا ہو
صرف اپنی نفس پر اور یہ جائز ہے ایسی صورت مین بلکہ مستحب ہی اور احتمال ہے کہ ابو سعید نے انکار کا قصد کیا ہو
اتنے مین اس شخص نے جلدی سے کہدیا پہر ابو سعید نے اوسکی تائید کی اور دوسری روایت مین جسکو بخاری
اور مسلم دونون نے نکالا باب صلوۃ العید مین یہ ہے کہ ابو سعید نے خود مروان کا ہاتہہ کہینچا جب اوسکو منبر پر جاتے دیکھا
اور مروان اور ابو سعید ساتہہ آئے تہے پہر مروان نے ابو سعید کی بات کو نہ مانا تو احتمال ہی کہ یہ موقع دوبار ہوا ہو

ف ابو سعید نے کہا اس شخص نے تو اپنا حق ادا کر دیا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا جو
شخص تم مین سے کسی منکر (یعنے خلاف شرع کام) کو دیکہے تو اُسکو مٹا دیوے اپنے ہاتہہ سے اگر اتنی طاقت نہ ہو تو
زبان سے اگر اتنی بہی طاقت نہ ہو تو دل ہی سے سہی (یعنے دلمین اُسکو برا جانے اور اُس سے بیزار ہو) یہ سب سے کم درجہ
ایمان کا اگر یہ بہی نہ ہو اور دلمین بہی خلاف شرع کام سے نفرت نہ آوے تو سمجہنا چاہیے کہ ایمان رخصت ہو گیا اور کفر
جم گیا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم - نووی نے کہا یہ جو حضرت نے فرمایا ہے اور خلاف شرع کام کو مٹاوے اور بگاڑے
ہاتہہ یا زبان سے یہ امر وجوب کے لیے ہی باجماع امت اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے واجب ہونے پر دلیل ہے کتاب اور سنت
اور اجماع امت سے اور یہ نصیحت مین داخل ہے جو خود دین ہے اور نہین خلاف کیا اسمین کسی نے سوا چند رافضیون کے
اور اُن کے خلاف کا اعتبار نہین امام الحرمین نے بہی کہا کہ اونکے خلاف کا اس مسئلے مین اعتبار نکرنا چاہیے اس
لیے کہ مسلمانون کا اتفاق ہو چکا تہا اسکے وجوب پر رافضیون کے پیدا ہونے سے پہلے اور وجوب اسکا شرع سے ہی
نہ عقل سے اور معتزلہ کے نزدیک عقل سے ہی اور یہ جو فرمایا اللہ تعالی نے لَا یَضُرُّکُمْ مَنْ ضَلَّ اِذَا اھْتَدَیْتُمْ یعنی
ای ایمان والو تم اپنے تئین سنبہالو تمہین دوسرے کی گمراہ ہونے سے کچہ نقصان نہوگا جب تم ہدایت پاؤ گے یہ ہمارے
مذہب کے خلاف مین نہین کیونکہ آیت کے معنی مذہب صحیح پر یہ ہین کہ جب تم نے اپنا کام کہ جو تم پر واجب ہین بجا لاؤ گے
تو دوسرون کی تقصیر سے تمکو ضرر نہوگا جیسے دوسری جگہہ فرمایا وَلَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی یعنی ایک کا بوجہہ دوسرا نہ اُٹہاوے
گا پہر جب سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کر دیا تو اوس پر سے مواخذہ جاتا رہا اب گناہ اُسی پر رہیگا جس نے برا کام
کیا - یہ بہی جاننا چاہیے کہ اچہی بات کا حکم کرنا اور بُری بات سے منع کرنا فرض کفایہ ہی اگر بعضون نے کر دیا تو سب کے

ذمہ سے یہ فرض ادا ہو گیا ورنہ سب گنہگار ہونگے اور بعض مقامون مین یہ فرض عین ہوتا ہے کسی خاص شخص پر جیسے اُس مقام مین کوئی نہ ہو سوا اُس کے یا اوسی کے حکم سے وہ کام مٹتا ہو یا جیسے کوئی اپنی بی بی یا بچے یا غلام کو کوئی برا کام کرتے یا فرض کو ترک کرتے دیکھے علمار نے کہا ہے کہ اگر کسی شخص کو گمان ہو کہ میرے منع کیے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا جب بھی منع کرنا چاہیے اس لیے کہ نصیحت سے کچھ نہ کچھ فائدہ مسلمانون کو ضرور ہوگا اور اوپر ہم کہہ چکے کہ اس شخص کا کام حکم کر دینا ہے اچھے کام کا اور منع کر دینا ہے برے کام سے اب چاہیے وہ مانے یا نہ مانے منوانا اس کا فرض نہین ہے جیسے اللہ جل جلالہ نے فرمایا رسول پر کچھ نہین ہے مگر پہونچا دینا۔ علما نے کہا ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر مین یہ شرط نہین ہے کہ حکم کرنے والا یا منع کرنے والا خود تمام شریعت کے احکام پر چلتا ہو اور بری باتون سے بچتا ہو بلکہ اگر وہ خود تقصیر وار ہو جب بھی امر اور نہی کرنا چاہیے کیونکہ یہ دوسرا فرض ہے پھر ایک مین خلل ہونے سے دوسرے کو بھی ضائع کرنا ضرور نہین اور یہ کام کچھ حاکمون سے خاص نہین ہے بلکہ ہر ایک مسلمان اسکو کرسکتا ہے امام الحرمین نے کہا دلیل اسپر اجماع ہے مسلمانون کا اس لیے کہ صدر اول مین اور اوس کے قریب کے زمانے مین ادنے ادنے مسلمان خود حاکمون کو بری باتون سے منع کرتے اور اچھے کامون کا حکم کرتے حالانکہ اور مسلمان اُنکو اس کام سے نہ روکتے اور اُسپر نہ جبر کرتے پھر اگر حکومت شرط ہوتی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لیے تو البتہ اور مسلمان اُنکو سمجھا دیتے کہ تمہارا یہ عہدہ نہین ہے یہ بات ضرور ہے کہ جو شخص امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے وہ خود اُس مسئلے کو جانتا ہو اگر وہ بات مشہور واجبات یا محرمات سے ہو جیسے نماز روزہ زنا شرب خمر تو ہر ایک مسلمان کو ان باتون کا علم ہے وہ حکم اور منع کرسکتا ہے اور جو کوئی دقیق مسئلہ ہو تو عوام کو اُسمین مداخلت نہین پہونچتی اور نہ انکو انکار پہونچتا ہے بلکہ یہ منصب علمار کا ہے پھر علمار کو بھی اُس کام کا انکار کرنا یا حکم کرنا چاہیے جو اجماعی ہو اور جو کام اختلافی ہو اُسمین کسی فریق کو دوسرے فریق سے جھگڑا کرنا درست نہین اسلیے کہ ہر مجتہد مصیب ہے بعضون کے نزدیک اور یہی مختار ہے اور بعضون کے نزدیک ایک مصیب ہے اور باقی مخطی لیکن مخطی معین نہین ہو سکتا اور جو معین بھی ہو تو اُسپر گناہ نہین بوجہ خطاے اجتہادی کے پر اگر نصیحت کے طور پر اوسکو نرمی سے سمجھاوے تو وہ بہتر ہے اسلیے کہ علمار کا اتفاق ہے اس بات پر کہ اختلاف سے نکل جانا چاہیے مستحب ہے بشرطیکہ کسی سنت مین خلل نہ آوے یا اور کسی دوسرے اختلاف مین نہ پڑ جاوے قاضی القضاۃ ابو الحسن ماوردی البصری الشافعی نے اپنی کتاب احکام سلطانیہ مین لکھا ہے کہ علمار کا اختلاف ہے اس مسئلہ مین کہ اگر بادشاہ کسی کو محتسب بناوے اور وہ مجتہد ہو تو وہ لوگون کو اپنے مذہب کیطرف لا سکتا ہے اختلافی مسائل مین یا نہین لیکن صحیح یہ ہے کہ محتسب نہین لا سکتا اور ہر شخص کو اختیار ہے کہ فقہا کے اختلافی مسائل مین جس فقیہ کا چاہے

مذہب اختیار کرے) اور ہمیشہ فروعات مین صحابہ اور تابعین اور ان بعدہم کا اختلاف رہا تو نہ محتسب پر کوئی انکار کرے
نہ محتسب دوسرے پر نہ اور کوئی دوسرے پر اسیطرح علما نے کہا ہے کہ مفتی اور قاضی کو نہین پہونچتا کہ اپنے مخالف پر
اعتراض کرے جبتک وہ نص یا اجماع یا قیاس جلی کی مخالفت نہ کرے اور جان تو کہ یہ باب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر
کا بہت ضائع ہوگیا مدت دراز سے اور اس زمانے مین جو کچھ باقی ہے وہ نہایت کم ہے حالانکہ یہ ایک بڑا باب تھا جس پر
مدار تھا دین کا اور جب برائیان بہت پھیلین گی تو عذاب الٰہی عام ہوگا نیک اور بد پر اور جب لوگ ظالم کو ظلم سے
نہ روکین گے تو خدا تعالیٰ سبکو عذاب مین مبتلا کریگا اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖ
الآیۃ یعنی بچین وہ لوگ جو مخالفت کرتے ہین اللہ کے حکم سے پہونچیگا اونکو ایک فتنہ یا دکھہ کا عذاب تو جو شخص آخرت کا
طالب ہو اور اللہ جل جلالہ کی رضامندی حاصل کرنا چاہتا ہو اوسکو چاہیے کہ اس باب کا خیال رکھے یعنے امر بالمعروف
اور نہی عن المنکر کا اس لیے کہ فائدہ اسکا بڑا ہے خاص کر اوسحالت مین جب وہ موقوف ہوگیا ہے اور اپنی نیت
خالص رکھے اور جس شخص کو حکم کرے یا منع اوس سے خوف نکرے اس خیال سے کہ وہ بڑا آدمی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے
فرمایا البتہ خدا امداد کرے گا اوسکی جس نے خدا کی مدد کی اور فرمایا جو شخص بھروسا کرے اللہ پر اوسکو بس ہے اوہی
اور فرمایا جن لوگون نے کوشش کی ہماری راہ مین ہم اونکو اپنی راہ بتلا دین گے اور فرمایا لوگ خیال کرتے ہین کہ
وہ چھوڑ دیے جاوینگے اتنی بات پر کہ ہم ایمان لائے اور انکی آزمایش نہ ہوگی اور ان سے پہلے جو لوگ گذر گئے اونکو بھی ہم نے
آزمایا تو البتہ اللہ تعالیٰ جانیگا ان لوگونکو جو سچے ہین اور ان لوگونکو جو جھوٹے ہین اور یہ بات خیال کر لینا چاہیے کہ ہمیشہ ثواب اتنا ہی زیادہ ملتا ہے
جتنی تکلیف زیادہ ہو اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جیسے خوف سے ترک نکرنا چاہیے ویسے ہی دوستی اور محبت اور دوستی کی وجہ سے بھی ترک نکرنا چاہیے اور
اپنی سرخروئی اور مرتبہ بڑہانیکے لیے بھی نہین اسلیے کہ دوستی اور محبت سے تو اوسکا حق اوسپر ہوگیا اور وہ حق یہ ہے کہ اوسکو نصیحت کرے
اور آخرت کی بھلائی بتلا دے اور مضر اور مہلک باتون سے بچاوے اور دوست اور عزیز آدمی کا وہی ہے جو اوس کے
آخرت کی بھلائی مین کوشش کرے اگرچہ دنیا مین اوس کی وجہ سے نقصان واقع ہو اور دشمن وہ ہے جو اوسکی آخرت
کو تباہ کرے اگرچہ دنیا کا فائدہ اوس سے حاصل ہو اور شیطان جو ہم لوگون کا دشمن گنا جاتا ہے وہ اسیوجہ سے اور پیغمبر
جو مومنون کے دوست سمجھے جاتے ہین وہ اسی سبب سے کہ وہ کوشش کرتے ہین اون کے آخرت کو درست کرنے مین یا اللہ
تو ہمکو اور ہمارے دوستون کو اور سب مسلمانون کو توفیق دے کہ وہ تیری خوشی حاصل کرنے مین کوشش کرین اور
اپنی رحمت اور عنایت ہم سب پر عام کر دے اور جو شخص امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے اسکو چاہیے کہ نرمی
کرے تاکہ لوگ جلدی اوسپر عمل کرین امام شافعی رحمہ نے فرمایا جس شخص نے اپنے بھائی کو پوشیدہ نصیحت کی اوس نے

اوسکو درست کیا اور آراستہ کیا اور جس نے کہلم کہلا نصیحت کی اوس نے اپنے بہائی کو رسوا کیا اور اس باب مین ایک
کام وہ ہی جسمین اکثر لوگ سستی کرتے ہین وہ یہ ہے کہ ایک آدمی کو دیکہتے ہین عیب دار چیز بیچتے ہوئے پہر اوسکو منع نہین کرتے
اور خریدار کو آگاہ نہین کرتے اوس عیب سی اور یہ ایک بڑی خطا ہی اور علما نے صاف تصریح کر دی ہے کہ جو شخص اس امر کو
جانتا ہے کہ اوس چیز مین یہ عیب ہی اوس پر واجب ہی کہ بیچنے والے کو منع کرے اور خریدار کو اوس عیب سے آگاہ کر دے
لیکن طریقہ منع کرنیکا تو وہ خود حضرت نے بتا دیا کہ اوسکو یعنی برے کام کو ہاتہہ سی بگاڑے اگر یہ نہو سکے تو زبان سے
اگر یہ نہو سکے تو دل سی دل سی بگاڑنے کا مطلب یہ ہی کہ اوسکو برا جانے اور اگرچہ برا جاننا اوسکا بگاڑنا نہین ہو سکتا مگر
کیا کرنا چاہیے کہ اوسکا اختیار اسیقدر ہی اور یہ جو آپ نے فرمایا ہے کم درجہ ایمان کا یہی یعنی یہ ایک ادنی ثمرہ ہے ایمان
کا کہ دل سی برے کام کو برا جانے اور اوس سے نفرت کرے قاضی عیاض نے کہا کہ یہ حدیث عام ہے بری کام کے بگاڑنے
مین تو بگاڑنیوالے پر واجب ہی کہ جس طرح سی ہو سکی بگاڑے قول سے یا فعل سے تو جو حرام کام کے آلات اور اسباب ہون
انکو ہاتہہ سی توڑے اور شراب اور مسکرات کو بہا دیوے دوسرے سے کہے وہ بہا دے اور زبردستی سی چہینی ہوئی چیز چہین
کر خود اوسکے مالک کو واپس کر دیوے یا دوسرے کو حکم کرے اور چاہیے کہ بگاڑنے مین نرمی کرے جاہل پر اور اوس ظالم پر جس سے
شر کا خوف ہو مگر یہ جب ہی کہ اوسکو اپنی بات چلنے کا خیال ہو جیسے مستحب ہی یہ بات کہ بگاڑنیوالا خود صالح اور صاحب فضیلت
ہو اور جو شخص انتہا درجے پر گمراہ ہو یا اپنے کام مین اصرار کرتا ہو اوس پر سختی بہی کرے جب یہ بات معلوم ہو کہ اوسکی سختی
سی فائدہ ہوگا اور خوف نہو دوسرے مفسدے کا اگر اوسکو گمان غالب ہو کہ ہاتہہ سی بگاڑنے مین اور کوئی بڑا مفسدہ
پیدا ہوگا جیسے کسیکا خون ہوگا خود بگاڑنیوالے کا یا اور کسی کا تو باز رہی اور صرف زبان سی نصیحت کرے اور ڈراوے
خدا کے عذاب سی اور اگر گمان غالب ہو کہ زبان سی کہنے مین بہی اسی قسم کا شر ہوگا تو صرف دل سی اوسکو برا سمجہے اور
چپ ہو رہے اور یہی مقصود ہی حدیث سی اگر خدا نے چاہا اور جو اوسکو کوئی مددگار ملے تو اوس سے مدد لیوے پر ہتہیار نہ
اوٹہاوے اور لڑائی شروع نکرے اور چاہیے کہ اطلاع کرے اوسکی حاکم کو اگر یہ کام سوا حاکم کے اور کوئی کرتا ہو یا
صرف دل سی اوسکو برا سمجہے یہی مسئلہ ہے اور یہی ثواب ہی محققین علما کے نزدیک اور بعضون نے کہا کہ ہر حال مین زبان سے
کہہ دیوے پہر اگر قتل کیا جاوے یا ایذا دیا جاوے تو صبر کرے تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا امام الحرمین نے کہا رعیت
مین سی ہر شخص کو یہ بات پہونچتی ہے کہ کبیرہ گناہ کرنیوالے کو روکے اوس گناہ سے پر لڑائی شروع نکرے اور ہتہیار نہ
اوٹہاوے اگر وہ نہ مانے تو بادشاہ وقت کو اطلاع کرے پہر اگر بادشاہ بہی ظلم پر مستعد ہو اور شریعت کی مخالفت سے
باز نہ آوے اور سمجہانے سی نہ سمجہے تو سب مسلمان جو صاحب الرای ہون ملکر اوس بادشاہ کو تخت سی اوتار دین اگرچہ

اسمین ہتہیار اوٹہانیکی ضرورت پڑے اور خون ریزی اور لڑائی ہو یہ کلام ہے امام الحرمین کا اور اتارنا بادشاہ کا عجیب
ہے اور محمول ہے اُس صورت پر جب بادشاہ کے اوتارنے سے دوسرے کسی فساد کا ڈر نہو جو اُس سے بھی بڑا ہو اور امر بالمعروف
کرنیوالے کو تجسس اور خانہ تلاشی کا اختیار نہیں بلکہ جب وہ کوئی بری بات دیکھے تو اُسکو بگاڑے یہ کلام ہے امام الحرمین کا
اور قاضی القضاۃ ماوردی نے کہا محتسب کو بحث کرنا نہیں چاہیے اون گناہوں سے جو ظاہر نہ ہوں پھر اگر گمان
غالب ہو کہ بعضے لوگ ایسے کاموں کو پوشیدہ کیا کرتے ہین تو اسمین دو قسمین ہین ایک قسم تو یہ جسکا تدارک بعد
وقوع کے دشوار ہو جیسے کوئی شخص محتسب کو خبر کرے کہ فلان شخص فلان عورت کے ساتھہ تنہائی مین زنا کرنا چاہتا
ہے یا فلان کو قتل کرنا چاہتا ہے تو فورًا محتسب کو تجسس کرنا چاہیے اور اوس واقعے کا بندوبست کرنا چاہیے اسی
طرح اگر محتسب کے سوا اور لوگون کو خبر ہو اُنکو بھی بندوبست کرنا چاہیے دوسری قسم وہ جو اس سے کم ہے اُسمین تجسس اور
کھوج جائز نہیں جیسے کسی مکان سے باجے بجانیکی آواز آوے تو باہر سے پکار کر منع کر دے اور گھر کے اندر + نہ گھسے اور
ماوردی نے احکام سلطانیہ کے آخر مین ایک عمدہ باب احتساب کے باب مین لکھا ہے جو مشتمل ہے امر بالمعروف اور نہی
عن المنکر کے قاعدون پر اور ہم نے اس مقام مین اوسکے مطالب بیان کر دیے اور کلام کو طول دیا اس لیے کہ مقصد بھی
اور یہ باب اسلام کا ایک بڑا باب ہے اور اسکی بہت حاجت پڑتی ہے (نووی) عَنْ اَبِی سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ رضی
وَعَنْ قَیْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ فِی قِصَّةِ مَرْوَانَ وَحَدِیْثِ
اَبِی سَعِیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِیْثِ شُعْبَةَ وَسُفْیَانَ ترجمہ ابو سعید سے
دوسری روایت بھی ایسی ہے ف السراج الوہاج مین ہے کہ مسلمانون نے اتفاق کیا ہے اس بات پر کہ امر
بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب ہے اور کہا ہے کہ یہ دونون دین کے بڑے ستون ہین اور یہ واجب ہین ہر مسلمان پر
قول الجمیل مین ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ادب یہ ہے کہ نرمی اور رعایت کے ساتھہ ہو اور سختی اور شدت
بادشاہون کو زیبا ہے اللہ تعالی نے فرمایا وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ یعنی بحث کر اُن سے اچھی طور سے وضو اور
نماز مین امر بالمعروف کا یہ طریقہ ہے مثلاً کسیکو دیکھے وہ پاؤن اچھی طرح نہیں دہوتا تو یہ حدیث سنادے خرابی ہے کونچون
کی جہنم کے عذاب سے یا نماز اچھی طرح نہیں پڑہتا تو یہ حدیث سنادے پھر نماز پڑہ کیونکہ تو نے نہیں پڑہی اور لباس اور کلام
وغیرہ مین اسیطرح سے اللہ تعالی نے فرمایا وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ
عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ یعنی تم مین ہونا چاہیین کچھ لوگ جو بلاوین نیکی کیطرف حکم کرین اچھی بات
کا اور منع کرین بری بات سے اور وہی لوگ ہین چھٹکارا پانے والے عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ

الله صلى الله عليه وسلم قال ما من نبي بعثه الله في أمة قبلي إلا كان له من أمته حواريون
وأصحاب يأخذون بسنته ويقتدون بأمره ثم إنها تخلف من بعدهم خلوف يقولون ما
لا يفعلون ويفعلون ما لا يؤمرون فمن جاهدهم بيده فهو مؤمن ومن جاهدهم
بلسانه فهو مؤمن ومن جاهدهم بقلبه فهو مؤمن وليس وراء ذلك من الإيمان حبة
خردل قال أبو رافع فحدثت به عبد الله بن عمر فأنكره علي فقدم ابن مسعود
فنزل بقناة فاستتبعني إليه عبد الله بن عمر يعوده فانطلقت معه فلما جلسنا سألت
ابن مسعود عن هذا الحديث فحدثنيه كما حدثته ابن عمر قال صالح وقد تحدث
بنحو ذلك عن أبي رافع

ترجمہ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی نبی مجھ
سے آگے اللہ تعالیٰ نے ایسا نہین بھیجا جس کے حواری نہون اسکی امت مین سے ف حواری کے معنی مخلص اور برگزیدہ
لوگ جو ہر ایک قسم کے عیب سے پاک ہون یا مددگار یا جہاد کرنیوالے یا جو مستحق ہون خلافت کے پیغمبر کے بعد ت اور
اصحاب جو اسکی طریقہ پر چلتے ہین اور اوسکے حکم کی پیروی کرتے ہین پھر اون لوگون کے بعد ایسے نالائق لوگ پیدا ہوتے
ہین جو زبان سے کہتے ہین اور کرتے نہین اور کرتے ہین اُن کامون کو جنکا حکم نہین پھر جو کوئی ان نالائقون سے
لڑے ہاتھ سے وہ مومن ہے اور جو کوئی لڑے زبان سے (انکو برا کہے انکی باتون کا رد کرے) وہ بھی مومن ہے اور جو
کوئی اُن سے لڑے دل سے (انکو برا جانے) وہ بھی مومن ہے اور اس کے بعد رائی کے دانے برابر بھی ایمان نہین (یعنی
اگر دل سے بھی برا نجانے تو اس مین ذرہ برابر بھی ایمان نہین) ابو رافع (جنہون نے روایت کیا یہ حدیث کو ابن
مسعود سے اور نام ان کا اسلم یا ابراہیم یا ہرمز یا ثابت یا یزید تھا مولی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) نے کہا
مین نے یہ حدیث عبداللہ بن عمر سے بیان کی انہون نے نہ مانا اور انکار کیا مجھپر اتفاق سے عبداللہ بن مسعود آئے
اور قناۃ (ایک وادی کا نام ہے مدینہ کے وادیون مین سے) ف نووی نے کہا قناۃ بفتح قاف ایسا ہی ذکر
کیا اوسکو حمیدی نے کتاب الجمع بین الصحیحین مین اور اکثر نسخون مین یہی ہے اور مسلم کے اکثر روایت کرنیوالون نے
بفنائہ روایت کیا ہے فا سے بدلہ سے اور فنا کہتے ہین اوس میدان کو جو گھر کے سامنے ہوتا ہے ایسا ہی روایت کیا ابو عوانہ
اسفرائنی نے قاضی عیاض نے کہا سمرقندی کی روایت قناۃ قاف سے ٹھیک ہے اور جمہور کی روایت بفنائہ ظاہر اور تصحیف
ہے ت مین اترے تو عبداللہ بن عمر مجھے اپنے ساتھ لے گئے عبداللہ بن مسعود کی عیادت کو مین اون کے ساتھ گیا
جب ہم بیٹھے تو مین نے عبداللہ بن مسعود سے اس حدیث کو پوچھا انہون نے اوسیطرح بیان کیا جیسے مین نے ابن عمر سے بیان کیا

کیا تہا صالح بن کیسان نے کہا اسی طرح یہ حدیث ابو رافع سے روایت کی گئی ہے **ف** یعنی صالح بن کیسان نے کہا
کہ یہ حدیث ابو رافع سے اوس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے اور اُس مین عبد اللہ بن مسعود
کا ذکر نہین اور بخاری نے اپنی تاریخ مین اسیطرح باختصار ابو رافع سے اوس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث
کو نقل کیا ہے ابو علی جیانی نے کہا امام احمد بن حنبل نے کہا یہ حدیث محفوظ نہین ہے اور یہ کلام ابن مسعود کی کلام
سے نہین ملتا وہ تو یہ روایت کرتے ہین کہ صبر کرو ایسے وقت مین یہانتک کہ مجھہ سے ملو یہ کلام ہے قاضی عیاض کا اور
شیخ ابو عمرو نے کہا کہ اس حدیث کا انکار کیا ہے امام احمد نے اور اسکی اسناد مین حارث بن فضیل انصاری ہے
ابو عبد اللہ مدنی یحیی بن معین نے کہا وہ ثقہ ہے اور روایت کیا اُس سے ایک جماعت ثقات نے اور ہم نے اسکا ذکر ضعفا
کی کتابون مین نہین پایا علاوہ اسکے حارث متفرد نہین ہے اس حدیث کے ساتھہ بلکہ متابعت کی ہے اوسکی دوسرے نے جیسے صالح
بن کیسان کی کلام سے معلوم ہوتا ہے دارقطنی نے کتاب العلل مین کہا کہ یہ حدیث اور طریقون سے بھی مروی ہے انمین
سے ایک روایت ہے ابو واقد لیثی کی ابن مسعود سے انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور یہ جو ابن مسعود سے مروی
ہے کہ صبر کرو تم یہانتک کہ ملو مجھہ سے تو یہ اوس موقع پر ہے جہان قتل اور خون ریزی اور فتنون کا ہو اور اس حدیث مین
جو حکم ہے ہاتھ سے جہاد کرنیکا تو یہ اور زبان سے وہ اُس موقع پر ہے جہان کسی فتنہ کے اوٹھ کھڑے ہونے
کا ڈر نہو علاوہ اسکے اس حدیث مین اگلی امتون کا بیان ہے اور اس امت کا ذکر نہین ہے تمام ہوا کلام ابو عمرو کا
اور وہی ظاہر ہے اور امام احمد کا قدح اس حدیث مین بہت عجیب ہے (انتہی ما قال النووی) السراج الوہاج مین ہے
کہ اگرچہ اس حدیث مین اس امت کا ذکر نہین لیکن حضرت نے اشارہ کیا کہ ایسا ہی آپ کی امت مین بھی ہوگا
اس قول سے فمن جاہدہم یعنی جو کوئی ان سے جہاد کرے تو کوئی وجہ نہین کہ یہ امت شامل نہو اور اعتبار عموم لفظ کا ہوتا
ہے دوسرے یہ کہ مطلب اس حدیث کا دوسری حدیثون مین بھی منقول ہے آپ نے فرمایا خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِيْ اخیر حدیث تک۔
نووی نے کہا اس حدیث کی اسناد مین چار تابعی ہین ایک دوسرے سے روایت کرتا ہے صالح اور حارث اور جعفر اور
عبد الرحمن اور ایسا ہی ایک اسناد پہلے گذر چکا ہے اور مین نے ایک رسالہ بنایا ہے اسی قسم کے رباعی اسنادون
مین اون مین بعضے اسناد ایسے بھی ہین جنمین چار صحابی ایک دوسرے سے روایت کرتے ہین اور چار تابعی ایک دوسرے
سے عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا كَانَ مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا
وَكَانَ لَهٗ حَوَارِيُّوْنَ يَهْتَدُوْنَ بِهَدْيِهٖ وَيَسْتَنُّوْنَ بِسُنَّتِهٖ مِثْلَ حَدِيْثِ صَالِحٍ وَلَمْ يَذْكُرْ
قُدُوْمَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَاجْتِمَاعَ ابْنِ عُمَرَ مَعَهٗ **ترجمہ** عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و

سلم نے فرمایا کوئی نبی ایسا نہین گذرا جس کے حواری نہون وہ چلتی ہین اوسکی راہ پہ اور عمل کرتے ہین اوسکی سنت پر یہ بیہقی نے کہا راوی کو اوسی طرح جیسے اوپر گذری مگر اسمین ابن مسعود کے ایکا اور ابن عمر کے ملنے کا اون سے ذکر نہین ہے

**باب** تَفَاضُلِ اَهْلِ الْاِيْمَانِ فِيْهِ وَرُجْحَانِ اَهْلِ الْيَمَنِ فِيْهِ ایمانداروں کا ایمان ایکدوسرے سے کم زیادہ ہونا اور یمن کے لوگون کا ایمان زیادہ ہونا **عَنْ** اِبْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اَشَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ نَحْوَ الْيَمَنِ فَقَالَ اَلَا اِنَّ الْاِيْمَانَ هٰهُنَا وَاِنَّ الْقَسْوَةَ وَغِلَظَ الْقُلُوْبِ فِي الْفَدَّادِيْنَ عِنْدَ اُصُوْلِ اَذْنَابِ الْاِبِلِ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنَا الشَّيْطَانِ فِيْ رَبِيْعَةَ وَمُضَرَ **ترجمہ** ابو مسعود (عقبہ بن عمرو انصاری) سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا اپنے ہاتھ سے یمن کیطرف (جو ایک ملک ہے جزیرہ عرب مین جنوبی مشرقی جانب مدینہ سے اوسمین بہت سے شہر اور بستیان ہین صنعا وہان کا مشہور شہر ہے) اور فرمایا کہ خبردار ہو کہ ایمان ادھر ہے اور کڑاپن اور دلون کی سختی اون لوگون مین ہے جو چلایا کرتے ہین اور اونٹون کی دم کی جڑ کے پاس جدھر سے شیطان کے دو سینگ نکلتے ہین یعنی قوم ربیعہ اور مضر مین **ف** غیاث اللغات مین ہے کہ یمن ایک ملک ہے مشہور اقلیم اول اور دوم مین اور یہ ملک مکہ معظمہ سے داہنی طرف واقع ہے اسواسطے اسکو یمن کہتے ہین کیونکہ کعبہ کو عربون نے بمنزلہ قرار دیا ہے جسکا منہ پورب کیطرف ہو اور پیٹ اوسکی پچھان کیطرف اول حضرت نے یمن کیطرف اشارہ کر کے اون کی تعریف کی اسواسطے کہ وہان کے لوگ بہت جلد ایمان لائے اور پورب کیطرف اشارہ کیا اور اونکی مذمت کی یعنی قوم ربیعہ اور مضر جنکے پاس اونٹ بہت تھے اسواسطے کہ وے اسلام کے بہت مخالف ہو شیطان کے دو سینگ سے مراد سورج ہے اسواسطے کہ جب آفتاب نکلتا ہے تو شیطان اپنے دونون سینگ (یعنی سر کے دونون کونے) اوس پر رکھدیتا ہے تاکہ کافرون کا سجدہ اوسکو ہو (تحفۃ الاخیار) نووی نے کہا شیطان کے دونون قرن سے مراد اوسکے سر کے دونون کنارے ہین اور بعضون نے کہا اوسکی دونون جماعتین جنکو وہ بھیجتا ہے لوگون کے گمراہ کرنے کے لیے اور بعضون نے کہا اوسکے دونون گروہ کافرون مین سے اور مقصود اس سے یہ ہے کہ مشرق یعنی پورب کیطرف شیطان کا تسلط زیادہ ہے جیسے دوسری حدیث مین ہے کفر کا سر مشرق کیطرف ہے اور حضرت کے زمانے مین یہی حال تھا کیونکہ اوسوقت پورب کی جانب جو ملک واقع تھے جیسے سندھ اور چین اور خود عرب کے ملک مین سے نجد وغیرہ وہان ایمان بالکل نہ تھا اور نرا کفر ہی کفر تھا اور جسوقت دجال نکلے گا تو وہ بھی مشرق سے نکلے گا اوسوقت بھی کفر کا زور مشرق ہی کیطرف ہو گا اور بڑے بڑے فتنے اور فساد اسیطرف سے واقع ہوئے اور یہی جانب ہے جاہل وحشی ترکون کا جو انتہا کے جنگی اور فسادی تھے ہوئے ہین اور فتنہ ان ترکون کا ہلاکو کے زمانے مین اور غارت کرنا اونکا بغداد کو اور مٹا دینا خلافت عباسی کو اور قتل

ہونا لاکھوں مسلمانوں کا اون کے ہاتھ سے تاریخ میں مشہور ہے اور یہ ایک ایسا بڑا فتنہ تھا جسکی مثل اسلام میں بہت کم ہوا ہے پھر فتنہ تیمور لنگ کا اور ان فتنوں کی خبر دوسری حدیثوں میں بھی حضرت نے دی ہے عن ابی هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ اَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ اَرَقُّ اَفْئِدَةً اَلْاِيْمَانُ يَمَانٍ وَالْفِقْهُ يَمَانٍ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یمن کے لوگ آئے (خود مسلمان ہونے کو) وہ لوگ نرم دل ہیں ایمان بھی یمن کا ہے اور فقہ بھی یمن کی اور حکمت بھی یمن کی ف نووی نے کہا یہ جو فرمایا ایمان یمن کا ہے اسکو علما نے ظاہر سے پھیر دیا ہے اس لیے کہ ایمان کا شروع مکے سے ہوا پھر مدینہ سے ابو عبید معمر بن مثنیٰ امام نے اس باب میں چند قول بیان کیے ہیں ایک تو یہ کہ یمن سے مراد مکہ ہے کیونکہ مکہ تہامہ میں ہے اور تہامہ ملک یمن میں داخل ہے دوسرے یہ کہ یمن سے مراد مکہ اور مدینہ دونوں ہیں اس لیے کہ یہ حدیث آپنے تبوک میں فرمائی اور مکہ اور مدینہ تبوک اور یمن کے درمیان ہیں تو اشارہ کیا آپنے یمن کیطرف یعنی یمن کے سمت کیطرف اور مراد آپکی مکہ اور مدینے سے تھی اس لیے آپنے فرمایا ایمان یمن کا ہے کیونکہ اُسوقت مکہ اور مدینہ دونوں یمن کے سمت میں تھے اور اس کی نظیر یہ بھی کہ رکن یمانی مکہ میں واقع ہے اور اوسکو یمانی کہتے ہیں اسلیے کہ وہ یمن کیجانب واقع ہے تیسرے یہ کہ یمن سے مراد انصار کے لوگ ہیں اسلیے کہ انصار اصل میں یمن کے رہنے والے تھے پھر ایمان نسبت دیا گیا انصار کیطرف کیونکہ وہ ایمان کے مددگار تھے اور یہ اختیار کیا ہے بہت لوگوں نے اور یہی قول اچھا ہے سب میں شیخ ابو عمرو نے کہا اگر ابو عبید اور جو اوس کے تابع ہوئے حدیث کے الفاظ کو دیکھتے اور اوسمیں تامل کرتے اور ظاہر حدیث کو نہ چھوڑتے اور یہی کہتے کہ مراد یمن کے لوگ ہیں اسلیے کہ ایک روایت میں ہے تمہارے پاس یمن کے لوگ آئے اور یہ خطاب بھی انصار کیطرف تو ضرور یمن والوں سے انصار کے سوا اور لوگ مراد ہونگے اسیطرح پر اس روایت میں جو ہے کہ یمن کے لوگ آئے تو ظاہر ہے کہ اوسوقت انصار نہیں آئے تھے دوسرے یہ کہ حضرت نے پہلے انکی عمدہ صفات بیان کیں کہ وہ نرم دل ہیں پھر اوسکے بعد بیان کیا کہ ایمان بھی یمن کا ہے تو یہ اشارہ ہے اون لوگوں کیطرف جو یمن سے آئے تھے نہ مکہ اور مدینہ کیطرف اور حدیث کو ظاہر پر رکھنے سے کوئی مانع نہیں ہے اسواسطے کہ جو شخص کسی وصف سے موصوف ہوتا ہے اور اچھی طرح اوسپر قائم ہوتا ہے اور اوسکو نسبت دیتے ہیں اوس شخص کیطرف اور یمن والوں کا ایسا ہی حال تھا اوس وقت ایمان میں اور اُن لوگوں کا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے تھے یمن والوں میں سے اور آپ کی وفات کے بعد بھی بعض یمن والے ایمان میں ایسے ہی کامل گذرے ہیں جیسے اویس قرنی اور ابو مسلم خولانی رضی اللہ عنہما اور ان کی مانند اور لوگ جن کے قلب سلیم تھے اور ایمان قوی تھا تو ایمان کی نسبت اون کیطرف

اس معنی کرے کہ وہ کامل تہی ایمان مین اور اس سے یہ غرض نہین ہے کہ اون کے سوا اور لوگ مومن نہین ہین اس صورت
مین اس حدیث مین اس اس حدیث مین کہ ایمان حجاز مین ہے منافاۃ نہ ہوگی پہر مراد اس حدیث مین یمن والون سے وہی یمن
والے ہین جو اسوقت یمن موجود تہے نہ ہر زمانے کے یمن والے اس لیے کہ لفظ سے یہ نہین نکلتا اور یہ بہی حق ہے اور ہم اس
کا شکر کرتے ہین کہ اوس نے ہمکو سیدہی راہ بتلائی انتہے سراج الوہاج مین ہے کہ لفظ سے نہ نکلنا کچہ یمن والون سے خاص
نہین بلکہ یہ حکم ہر حدیث مین چل سکتا ہے جسمین کسی ملک والون کی فضیلت بیان ہوئی ہے لیکن صحیح صحیح رد متبع
جو یمن والون کی فضیلت یا اور کسی ملک کی فضیلت مین آئی ہین اون روایتون سے ابتک لوگ اوس ملک والون
کی فضیلت نکالتے ہین اس لیے کہ اصل کی تاثیر فروع مین ضرور ہوتی ہے پہر تجربے سے بہی یہ بات معلوم ہوئی
ہے کہ جیسے ایمان اور حکمت اور فقہ یمن مین رہا ہے ہر زمانہ مین ویسا اور کسی ملک مین نہین رہا جیسے اس کیطرف آئندہ
اشارہ ہوگا اور اس قدر کافی ہے حدیث کے مضمون کی صحت کے لیے اور اللہ خاص کرتا ہے اپنی رحمت سے جسکو چاہتا ہے
تو کوئی وجہ نہین کہ حدیث کو خاص کرین اون لوگون سے جو موجود تہے اوس زمانے مین اور اللہ کی رحمت اس سے زیادہ
وسیع ہے انتہی - یہ جو فرمایا فقہ بہی یمن سے ہے تو فقہ سے مراد یہان دین کی سمجہ اور بوجہہ ہے پہر اصطلاح شرع مین اہل اصول
نے فقہ کے معنے یہ قرار دیے کہ وہ علم ہے احکام شرعیہ عملیہ کا اون کے دلائل کے ساتہہ پہر فرمایا کہ حکمت بہی یمن کی ہے
حکمت کے باب مین کئی قول ہین لیکن عمدہ قول یہ ہے کہ حکمت عبارت ہے اس علم سے جو مشتمل ہے اللہ کی معرفت پر اور
اسکی وجہ سے بصیرت کہل جاتی ہے اور نفس درست ہوجاتا ہے اور حق معلوم ہوجاتا ہے اور عمل کی توفیق ہوتی ہے
اور خواہش نفسانی سے بچاؤ ہوتا ہے اور حکیم وہ ہے جسمین یہ سب باتین موجود ہون ابو بکر بن درید نے کہا جو کلمہ نصیحت
کا ہو یا زجر کا اور جو بات بہتری کیطرف لیجاوے اور برائی سے بچاوے وہ حکمت ہے اور حکم اور یہی مقصود ہے اس حدیث
مین ان الشعر لحکمۃ یعنے بعضے شعر حکمت ہوتی ہے کذا قال النووی اور سراج الوہاج مین ہے کہ حکمت رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو کہتے ہین جو اللہ کے کلام کے بعد ہے اور ایک جماعت سلف نے آیہ یُعَلِّمُہُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَۃَ
کی تفسیر یون ہی کی ہے اسیطرح اس آیہ کی اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ کی توصیف حدیث کے معنون
مین بہی ہے کہ حکمت سے حدیث نبوی مراد ہے جسپر حدیث کی کتابین مشتمل ہین اور یہ جو فرمایا کہ بعضے شعر حکمت ہے اسکا
مطلب یہ ہے کہ بعضے شعر حدیث کے موافق ہوتی ہے وہ اچہی ہے اور حدیث کے خلاف ہو وہ قبیح ہے اور وہ جو ابن الصلاح
وغیرہ نے حکمت کے معنے بیان کیے ہین وہ فلاسفہ کی تعریف سے ملتی ہے اور اوس کے قریب ہین اور ایک دلیل اس
بات کی کہ حکمت سے مراد حدیث شریف ہے یہ ہے کہ اسکو ساتہہ وصف کے بیان کیا اور یہ حدیث ایک نشانی ہے نبوت کی نشانیون

ہین سے اور اس مین شہادت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف سے یمن اور اہل یمن پر کہ اون مین ایمان ہے اور حدیث
ہے اور فقہ ہے اور یہ اتنی بڑی فضیلت ہی کہ اس سے بڑہ کر دوسری فضیلت نہین اور کئی ایک آیتین اور حدیثین اُن
کی شان مین اور اُنکے ایمان کی صفت مین وارد ہوئی ہین اُنکو علامہ شوکانی نے اپنی تصانیف مین بیان کیا ہی
اور مین نے اُنکو سلسلۃ العسجد وغیرہ مین ذکر کیا ہے اور یمن اور صنعا کا بیان کئی کتابون مین لکھا ہے اور ان مین سی
حظیرۃ القدس ہے اور ریاض المرتاض اور مین نے اہل یمن مین سی چند علما کا حال جو کتاب اور سنت پر چلنے والے تہے
کتاب اتحاف النبلاء اور التاج المکلل مین ذکر کیا ہے اور شکر ہے خدا کا اس بات پر جو قرآن اور حدیث اور فقہ کے علم سی
ہمکو اہل یمن سی توسل ہے انتہی عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَ مِثْلَہٗ ترجمہ ابو القاسم
ابو ہریرہ سی دوسری روایت بہی ایسی ہی ہے جیسی اوپر گذری عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَتَاکُمْ اَهْلُ الْیَمَنِ هُمْ اَضْعَفُ قُلُوْبًا وَّاَرَقُّ اَفْئِدَةً اَلْفِقْهُ یَمَانٍ
وَّالْحِکْمَةُ یَمَانِیَةٌ ترجمہ ابو ہریرہ سی روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آئے تمہارے باب منہ
پاس یمن والے اون کے قلب ضعیف ہین اور فواد نرم ہین ف فواد اور قلب دونون ایک ہین بنا بر مشہور کے اور
بعضون نے کہا فواد مغائر قلب کے اور عین ہے قلب کے اور بعضون نے کہا فواد باطن قلب ہی اور بعضون نے کہا پردہ ہی
قلب کا اور قلب ضعیف ہونے سی یہ مراد ہے کہ اومین خوف ہی خدا کا اور تواضع ہے اور وہ قابل ہے نصیحت پانیکے اور سالم
ہے سختی اور قسوت سی جیسی اور لوگون کے دلمین ہے اور وہ ضعف قلب مراد نہین ہے جو عیب ہے حکیمون کے نزدیک ف
نفقہ بہی یمنی ہے اور حکمت بہی یمنی ہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
رَأْسُ الْکُفْرِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ وَالْفَخْرُ وَالْخُیَلَاءُ فِیْ اَهْلِ الْخَیْلِ وَالْاِبِلِ الْفَدَّادِیْنَ اَهْلِ الْوَبَرِ
وَالسَّکِیْنَةُ فِیْ اَهْلِ الْغَنَمِ ترجمہ ابو ہریرہ سی روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چوٹی کفر کی
مشرق کیطرف ہی اور بڑائی مارنا اور گھمنڈ کرنا گہوڑے والون اور اونٹ والون مین ہے جو چلّاتے ہین ف
حدیث مین فدادین کا لفظ ہے اس کے معنون مین اختلاف ہی ابو عمرو شیبانی نے کہا یہ جمع ہے فداد کی بہ تشدید
دال اور فداد گائے بیل کو کہتے ہین جن سے کہیتی کیجاتی ہے تو مراد کاشتکار اور زمیندار اور ملکی لوگ ہین لیکن
انکار کیا ہے اسکا اوروں نے اور کہا فدادین فدید سے ہی جسکے معنے ہی چلانا اور شور کرنا اور مراد وہی لوگ ہین جو
اونٹون اور گہوڑون اور کہیتون مین چلّایا کرتے ہین اور حدو ربیعہ کے بدخلق اور سخت ہوتے ہین ابو عبیدہ نے کہا
فدادین سے مراد وہ لوگ ہین جنکے پاس بہت اونٹ ہین دو سو سی لیکر ہزار تک (نووی) تحفۃ الاخیار مین ہے کہ جانورون

کی صحبت کی بھی تاثیر ہوتی ہے سائیس اور شتربان اکثر بدخلق ہوتے ہیں اور بکری چرانے والے بیشتر مسکین ہوتے ہیں اسیواسطے پیغمبروں نے بکریوں کو چرایا ف اور وبر والے ہیں ف وبر کہتے ہیں اونٹ کے بالوں کو اور یہ اونٹ والوں پاس ہوتی ہے نہ گھوڑے والوں پاس اور شاید مراد وہ لوگ ہوں جن کے پاس گھوڑے اور اونٹ دونوں ہوں ف اور غریبی اور نرمی بکری والوں میں ہے عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْاِيْمَانُ يَمَانٍ وَالْكُفْرُ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالسَّكِيْنَةُ فِي اَهْلِ الْغَنَمِ وَالْفَخْرُ وَالرِّيَاءُ فِي الْفَدَّادِيْنَ اَهْلِ الْخَيْلِ وَالْوَبَرِ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان یمن میں ہے اور کفر پورب کی طرف ہے اور غریبی اور اطمینان بکری والوں میں ہے اور گھمنڈ اور دکھانا شور کرنیوالوں میں ہے جو گھوڑے اور اونٹ رکھتے ہیں عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِي الْفَدَّادِيْنَ اَهْلِ الْوَبَرِ وَالسَّكِيْنَةُ فِي اَهْلِ الْغَنَمِ ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا بڑائی کرنا اور گھمنڈ شور کرنیوالوں میں ہے جو اونٹ رکھتے ہیں اور غریبی اور سکینی بکری والوں میں ہے عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ وَزَادَ الْاِيْمَانُ يَمَانٍ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ ترجمہ زہری سے دوسری سند ایسی ہی ہے اتنا زیادہ ہے کہ ایمان بھی یمن کا ہے اور حکمت بھی یمن کی ہے۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ جَاءَ اَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ اَرَقُّ اَفْئِدَةً وَاَضْعَفُ قُلُوْبًا الْاِيْمَانُ يَمَانٍ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ وَالسَّكِيْنَةُ فِي اَهْلِ الْغَنَمِ وَالْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِي الْفَدَّادِيْنَ اَهْلِ الْوَبَرِ قِبَلَ مَطْلِعِ الشَّمْسِ ترجمہ اوپر گذر چکا عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَاكُمْ اَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ اَلْيَنُ قُلُوْبًا وَاَرَقُّ اَفْئِدَةً الْاِيْمَانُ يَمَانٍ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ رَاْسُ الْكُفْرِ قِبَلَ الْمَشْرِقِ عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ رَاْسُ الْكُفْرِ قِبَلَ الْمَشْرِقِ عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيْثِ جَرِيْرٍ وَزَادَ وَالْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِي اَصْحَابِ الْاِبِلِ وَالسَّكِيْنَةُ وَالْوَقَارُ فِي اَصْحَابِ الشَّاءِ ترجمہ ان سب حدیثوں کا اوپر گذرا اخیر کی روایت میں یوں ہے کہ گھمنڈ اور بڑائی کرنا اونٹ والوں میں ہے اور سکینہ اور وقار بکری والوں میں ہے عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غِلَظُ الْقُلُوْبِ وَالْجَفَاءُ فِي الْمَشْرِقِ وَالْاِيْمَانُ فِي اَهْلِ الْحِجَازِ ترجمہ

جابر بن عبداللہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دلوں کی سختی اور کفر ان پورب والوں میں ہے اور ایمان حجاز والوں میں ف منیٰ سے مشرق کیطرف مضر کے کافر رہتے تھے جو نہایت سخت لوگ تھے اور حضرت کے پاس آنے والے لوگوں کو ستاتے تھے اور حجاز عرب کا ایک قطعہ ہے جسمیں مکہ اور مدینہ اور طائف واقع ہیں السراج الوہاج میں ہے کہ اس حدیث میں مذمت ہے مشرق کی اور تعریف ہے حجاز کے اور یمن حجاز میں داخل ہے اور ہندوستان مشرق میں ہے اور یہ حکایت ہے ایک گذشتہ زمانے کی پھر اللہ تعالی نے اپنا فضل کیا ہندوستان پہ اور اوسمیں اسلام اور مسلمانوں کو پھیلایا اور بہت سے ہند کے لوگ اسلام سے مشرف ہوئے اور یہ فضل ہے اللہ کا وہ جسکو چاہتا ہے دیتا ہے اور ہندوستان میں بہت بڑے بڑے علما اور فضلا گذرے ہیں اور بہت سے محدث جو عمل کرتے تھے کتاب اور سنت پہ اور وہ جو بعضے بدعتی ہند کے رہنے والے اس حدیث سے یہ بات نکالتے ہیں کہ مشرق سے مراد نجد کے لوگ ہیں اور یہ حدیث نجد والوں پر صادق آتی ہے اور اسی بنا پر تکفیر کرتے ہیں شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کی جو نجد سے نکلکر حجاز میں آئے تھے اور انہوں نے توحید کو پھیلایا تھا اور شرک کو مٹایا تھا تو یہ اونکا تعصب اور عناد ہے اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کفر کی چوٹی پورب میں ہے اور نجد کو خاص نہیں کیا اور مشرق عام ہے تمام اون ممالک کو شامل ہے جو پورب کی جانب مدینہ منورہ سے واقع ہیں ہند ہو یا سند اور شیخ محمد بن عبدالوہاب مسلمان تھے عالم تھے حق بات کی دعوت کرتے تھے نہ کافر تھے نہ اسلام سے خارج تھے پھر وہ اس حدیث سے کیونکر مراد ہونگے حالانکہ بعض احادیث صحیحہ میں نجد والوں کی فضیلت موجود ہے ایک شخص کے باب میں آپنے فرمایا جو نجد کا رہنے والا تھا کہ نجات پائی اوس نے اگر وہ سچا ہے اور حدیث سے مراد وہی شخص ہے جو اس صفت کا ہو یعنی سخت دل اور کافر ہو اور جس میں یہ صفت نہیں وہ حدیث میں داخل نہیں ہے خواہ مشرقی نجدی یا ہندی ہو یا مغربی اندلسی ہو اور یہی مفہوم ہے حدیث کا انتہی مترجم نے مولانا محمد بشیر الدین صاحب مرحوم قنوجی سے سنا فرماتے تھے کہ مشرق سے مراد بدایوں کا قصبہ ہے جو مدینہ منورہ سے پورب کی جانب واقع ہے اور وہاں سے قرن شیطان کا نکلا جس نے دنیا میں بدعت کا رواج دیا اور علمائے موحدین کو کافر اور فاسق قرار دیا اللہ تعالی اوسکے شر سے تمام مسلمانوں کو بچاوے آمین یارب العالمین

**باب** بَیَانِ اَنَّهُ لَا تَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَنَّ مَحَبَّةَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنَ الْاِيْمَانِ وَاَنَّ اِفْشَاءَ السَّلَامِ سَبَبٌ لِحُصُوْلِهَا جنت میں وہی جاوینگے جو مومن ہیں اور مومنوں سے محبت رکھنا ایمان میں داخل ہے اور سلام کا رواج دینا سبب ہے محبت کا **عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ** قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰى تَحَابُّوْا اَوَلَا

اَدُلُّکُمْ عَلٰی شَیْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ اَفْشُوا السَّلَامَ بَیْنَکُمْ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم بہشت مین نہ جاوگے جب تک ایمان نہ لاؤگے اور ایمان دار نہ ہوگے جب تک آپسمین ایک دوسرے سے محبت نہ رکھوگے اور مین بتلادون تمکو وہ چیز جب تم اوسکو کرو تو آپس مین محبت ہوجاوے رائج کرو سلام کو آپسمین ف ایمان دار نہ ہوگے یعنی پورے ایماندار نہ ہوگے جب تک محبت نہ رکھوگے ایکدوسرے سے اور سلام کے رائج کرنے سے یعنی یہ ہے کہ ہر ایک مومن کو سلام کرے خواہ اوس سے پہچان ہو یا نہ ہو اور سلام پہلا سبب ہے الفت کا اور کنجی ہے دوستی پیدا کرنے کی اور سلام کے رائج کرنے مین الفت مسلمانون کے دلون مین جمتی ہے اور اونکی علامت ظاہر ہوتی ہے کیونکہ سلام نشانی ہے مسلمانون کی جو تمیز دیتی ہے اونکو اور قومون سے اور اوسمین ریاضت ہے نفس کی اور تواضع ہے اور تعظیم ہے دوسرے مسلمانون کی بخاری نے اپنی صحیح مین عمار بن یاسر سے روایت کیا انہون نے کہا تین باتین ہین جس نے اونکو حاصل کیا تو ایمان کو حاصل کیا ایک تو انصاف اپنے نفس سے دوسرے سلام کرنا سب کو تیسری خرچ کرنا تنگی کے وقت اور سوا بخاری کے اور لوگون نے اس قول کو مرفوعاً روایت کیا اور سلام مین ایک اور فائدہ ہے وہ یہ ہے کہ اوس سے عداوت اور دشمنی دور ہوتی ہے اور آپس کا بغض رفع ہوتا ہے جو کھونے والا ہے نیکیون کو مگر سلام خالص خدا کے واسطے کرے کسی خواہش نفسانی سے اور نہ خاص کرے اپنے دوستون اور احباب کو ذکرہ النووی تحفۃ الاخیار مین ہے کہ بہشت کا ملنا ایمان پر موقوف ہے اور ایمان محبت پر موقوف تو معلوم ہوا کہ بہشت محبت پر موقوف ہے پھر حضرت نے محبت حاصل کرنیکا آسان طریقہ بتلایا یعنی السلام علیک کرنا سلام سے اسواسطے محبت حاصل ہوتی ہے کہ دعای خیر ہے یعنی خدا تمکو ہر بلا سے سلامت رکھے اور معمول ہے کہ آدمی اپنے خیرخواہ دعا مانگنے والیکو اپنا دوست جانتا ہے تو آپ بھی اوس سے محبت کرتا ہے ہرچند سخاوت اور احسان بھی محبت کا سبب ہے لیکن احسان اور سخاوت تمام عالم کے مسلمانون سے نہین ہوسکتی اور سلام آسان بات ہے کہ ہر ایک کو ہوسکتا ہے اسواسطے حضرت نے اسی کو خاص کرکے بتلایا لیکن افسوس عجب اولٹا زمانہ ہوگیا ہے کہ جہالت اور غرور کے سبب سے اب بعضی لوگ سلام علیک کرنے سے ناخوش ہوتے ہین اور عداوت پر کمر باندھتے ہین محبت اور خیرخواہی کی چیز اون اولٹون کے نزدیک عداوت کا سبب ہوگئی انتہی مترجم کہتا ہے جن لوگون کو سلام علیک کرنے سے ناراض ہوتے دیکھا وہ وہ لوگ ہین جو انتہا کے جاہل اور وحشی ہین جنکو یہ بھی نہین معلوم کہ سلام علیک کے معنے کیا ہین اگر اوطنی لوگون سے کوئی ہندی زبان مین کہے خدا آپکو سلامت رکھے جو بعینہ سلام علیک کی معنی ہین تو خوش ہوتے ہین پس ایسے جاہلون کا علاج یہی ہے کہ اون کو سلام علیک کے معنے بتلادیے جاوین اور سمجھا دیا جاوے کہ صحابہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو جو دین اور دنیا دونون کے

بادشاہ تھے سلام علیک کہا کرتے تھے اور یہ شعار ہے اسلام کا پہر تمہاری حقیقت کیا ہے جو تم رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی سنت سے ناراض ہوتے ہو اور تمہارا درجہ ہی کیا ہے اور تمکو کون پوچھتا ہے اگر اس سرکشیان کو ترک نکروگے
تو اسلام سے خارج ہو جاؤگے اور اس غرور اور جہالت کی بدولت دین اور دنیا دونوں تباہ ہون گے **عن** الاعمش
بِهٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا تَدْخُلُوْنَ
الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِمِثْلِ حَدِيْثِ اَبِيْ مُعٰوِيَةَ وَوَكِيْعٍ ترجمہ دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے اور
مین یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اوس کی جس کے ہاتھ مین میری جان ہے کہ بہشت مین نہ جاؤگے
جب تک ایمان نہ لاؤگے اخیر تک **باب** بَيَانِ اَنَّ الدِّيْنَ النَّصِيْحَةُ دین خیرخواہی کو کہتے ہین اور سچائی
اور خلوص کو **عن** تَمِيْمٍ الدَّارِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ قُلْنَا لِمَنْ
قَالَ لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهٖ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَّتِهِمْ ترجمہ تمیم داری کی روایت سے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دین خلوص اور خیرخواہی کا نام ہے ہمنے کہا کس کی خیرخواہی آپنے فرمایا اللہ کی اور اوس کی
کتاب کی اور اوسکے رسول کی اور حاکمون کی مسلمانون کی اور سب مسلمانون کی **ف** نووی نے کہا یہ حدیث عظیم
الشان ہے اور اسی پر مدار ہے اسلام کا اور وہ جو بعضون نے کہا ہے کہ یہ اون چار حدیثون مین سے ایک حدیث ہے
جو جامع ہین اسلام کی تمام باتون کو تو یہ صحیح نہین بلکہ صرف اسی حدیث پر مدار ہے اسلام کا اور یہ حدیث مسلم کے افراد
مین سے ہے اور تمیم داری سے صحیح بخاری مین کوئی روایت نہین اور نہ مسلم مین کوئی اور روایت ہے اوس کے سوا
اس روایت کے امام ابو سلیمان خطابی نے کہا نصیحت ایک ایسا جامع لفظ ہے جسکی مثل دوسرا لفظ زبان عرب مین نہین
ملتا ہے اور معنی اوسکے یہ ہین کہ اکٹھا کرنا سب بھلائیون کا جس کے لیے نصیحت کی جاوے ایسی ہی فلاح کا لفظ ہے
عربی زبان مین جو جامع ہے دنیا اور آخرت سب قسم کی بھلائیوں کو بعضون نے کہا نصیحت ماخوذ ہے نَصَحَ الرَّجُلُ ثَوْبَهٗ
سے یعنی سیا فلانے نے کپڑا اپنا تو نصیحت کرنیوالے کے فعل کو مشابہت دی سینے سے جیسے سینے سے کپڑا درست ہوتا
ہے ایسے ہی نصیحت سے دوسرے کے خلل رفع ہوتے ہین اور وہ درست ہوتا ہے اور بعضون نے کہا وہ ماخوذ ہے نَصَحْتُ
الْعَسَلَ سے یعنی صاف کیا مین نے شہد کو موم سے تو مشابہت دی صاف بات کو جس مین کھوٹا پن نہ ہو اوس شہد کے
ساتھ جو موم اور چرک سے صاف کیا جاوے لیکن نصیحت کی تفسیر تو خطابی اور اور علماء نے اوس باب مین ایک نفیس
کلام کہا ہے اور مین سب کو ملا کر مختصر طور پر بیان کرتا ہون اللہ کے لیے نصیحت یہ ہے کہ اوس پر ایمان لاوے اور اوس کے
ساتھ کسی کو شریک نکرے اوسکی صفات مین بیدینی اختیار نکرے یعنی صفات کمال اور جلال کے مین وہ سب اوسکے

لیے ثابت کرے اور اُسکو پاک سمجھے تمام عیبون اور نقصانات سے اور اوسکی عبادت کے لیے مستعد رہے اور اوسکی نافرمانی سے بچتا رہے
اُس کے لیے دوستی رکھے اور اُسی کے لیے دشمنی رکھے جو شخص خدا کا فرمانبردار ہو اوس سے محبت رکھے اور جو شخص خدا کی نافرمانی
کرے اُس سے دشمنی رکھے جو شخص خدا کا انکار کرے اُس سے جہاد کرے اوسکے احسان کا اقرار کرے اوسکا شکر گذار رہے
یعنے خدا کی ۱۲
تمام کامون مین سچا اور مخلص رہے لوگون کو بلاوے ان باتون کیطرف اور ترغیب دیوے اُنکی سب لوگون کو یا جن پر
اوسے قدرت ہے خطابی نے کہا ان صفات سے بندے کو نفع حاصل ہوتا ہے نہ اللہ تعالی کو کیونکہ اللہ بے پرواہ ہے ہر نافع
کی نفع سے خدا کی کتاب کے لیے نصیحت یہ ہے کہ یقین کرے اس بات پر کہ وہ اللہ کا کلام ہے اوس نے اوتارا ہے کسی مخلوق
کا کلام اوسکی مثل نہین ہوسکتا اور نہ کوئی مخلوق اُسکی مثل بنا سکتا ہے پھر اوس کی بڑائی دلمین رکھے اوسکی تلاوت
کرے جسطرح تلاوت کا حق ہے اوسکو خوش آوازی سے پڑھے درد اور رقت کے ساتھ اوسکے حروف اچھی طرح سے ادا کرے
جو لوگ اُسمین تحریف کرنا چاہتے ہین تاویلات سے اون کا رد کرے جو اوسپر اعتراض اور طعنہ کرتے ہین اون کا جواب
دیوے جو مضمون اوسمین ہین اون کی تصدیق کرے اوسکے احکام سے خبردار ہو اوسکے علوم اور مثالونکو سمجھے اُسکی نصیحتون
پر غور کرے اوس کے عجائب اور غرائب مین فکر اور خوض کرے اوسمین جو آیتین محکم ہین اونپر عمل کرے (یعنی حلال
حرام کی آیتین اور احکام کی آیتین) اور جو آیتین متشابہ ہین (یعنے اعتقاد کی آیتین) اُنکو تسلیم کرے (یعنے
اُن کے ظاہری معنے پر یقین کرے اوسکی حقیقت کو خدا کے سپرد کرے اوسمین تاویل یا تحریف یا انکار نکرے)
اوس کے عام اور خاص اور ناسخ اور منسوخ کو پہچانے اوس کے علوم کو پھیلاوے اوس طرف دعوت کرے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نصیحت یہ ہے کہ آپ کو خدا کا بھیجا ہوا سمجھے اور اوسپر یقین رکھے اور جتنی باتین
آپ لیکر آئے ہین اون سب پر ایمان لاوے آپ کے حکم کو مانے آپ نے جس سے منع کیا اوس سے باز رہے آپ کی مدد
کرے گو آپ وفات پا چکے ہین (جیسے زندگی مین آپ کی مدد کرتا اگر آپ دنیا مین تشریف رکھتے ہوتے) جو شخص آپ
کا دشمن ہو اوس سے دشمنی رکھے جو شخص آپ کا دوست ہو اوس سے دوستی رکھے آپ کا درجہ بڑا سمجھے آپ کے حق کی
توقیر کرے آپ کے طریقے کو زندہ کرے آپ کی سنت کو جلا دے آپ کی دعوت کو پھیلاوے آپ کی شریعت کو مشہور
کرے آپ کی شریعت پر جو کوئی تہمت کرے اوسکی تہمت کو دور کرے آپ کی شریعت کے علم پھیلاوے آپ کی شریعت
کے معنون مین غور کرے اوس طرف لوگون کو بلاوے اوسکے سیکھنے اور سکھانے مین کوشش اور نرمی کرے اوسکی
عظمت اور بزرگی کرے اوسکے پڑھتے وقت ادب سے رہے لغو باتین نکرے بغیر جانے بوجھے اوسمین گفتگو نکرے جو لوگ
شریعت کا علم رکھتے ہون یعنے قرآن اور حدیث کا اونکی عظمت اور بزرگی کرے آپ کے اخلاق و عادات کو اختیار کرے

آپ کی آداب پر چلے آپ کی اہل بیت اور اصحاب سی محبت رکہی جو شخص آپ کی شریعت مین بدعت نکالی اوس سے علاحدہ
رہی (یعنی اوس کا شریک نہ ہو اوسکی مدد نکرے) جو شخص آپ کے آل یا اصحاب سی بغض رکہے اوس سے جدا رہی مسلمان
حاکمون کے لیے نصیحت یہ ہی کہ حق بات مین اونکی مدد کرے اور اونکی اطاعت کرے اور انکو حکم کرے حق بات کا اور
یاد دلاوی اور نصیحت کری نرمی اور ملائمت سی اور جس بات سی وہ غافل ہون انکو بتاوی اور مسلمانون کے کسی حق کی انکو
خبر نہ ہو تو اوس سے جتاوے اور ان سی بغاوت اور سرکشی نہ کرے اور لوگون کا دل اون کی اطاعت کیطرف مائل کری
خطابی نے کہا یہ بھی اون کے لیے نصیحت ہی کہ اون کے پیچھے نماز پڑہے اون کے ساتہہ کافرون سی جہاد کرے
زکوٰۃ انکو ادا کرے تلوار اونپر نہ اٹہاوی جب وہ کچہ ظلم کرین یا بدخلقی کرین اور جوٹھی خوشامد سی اونکو مغرور نکری
اور انکیواسطی دعا کرے نیکی کی اور یہ سب اوس صورت مین ہے کہ مسلمانون کے امامون سی خلفا وغیرہ مراد ہون
جو مسلمانون کے کامون کا انتظام کرتے ہین حکومت والون مین سی اور یہی مشہور ہے اور خطابی نے اسکو نقل کیا
پہر کہا کبہی مراد لی جاتی ہے امامون سی دین کے علما اور اُن کے لیے نصیحت یہ ہی کہ انکی اُن باتون کو مانین
جو قرآن اور حدیث کے مطابق ہون لیکن عام مسلمانون کے لیے نصیحت وہ یہ ہی کہ انکو بتلاوی
وہ بات جسمین اون کے آخرت کا فائدہ ہو اور دنیا کا اور انکو ایذا نہ دلوے اور سکہلاوی انکو وہ بات دین کی جو
وہ نہین جانتے اور مدد کرے انکی زبان سی اور ہاتہہ سی اور انکی عیبون کو چہپاوی اور اُن کے ضرر کو دور کرے
اور انکی منفعت کیلیے کوشش کرے اور انکو حکم کرے نیک بات کا اور منع کرے بری بات سی نرمی اور ملائمت اور
شفقت سی اور اُن مین جو بزرگ بوڑہا ہو اوسکی بزرگی کرے اور جو بچہ چہوٹا ہو اوس پر شفقت کری اور انکو جہی
پند کرتا ہی اور اُن سی فریب نکرے نہ اون سی حسد کرے اور اُن کیواسطی وہی چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے اور برا
جانے اون کے لیے جو اپنے لیے برا جانتا ہے اور انکی مال یا عزت کی محافظت کرے اسی طرح جتنی باتین ہم نے
نصیحت کی بیان کین اُن سب کی انکو دعوت دیوے اونکی ہمت کو عبادت کیطرف لگاوی اور سلف صالحین
مین بعضے ایسی بزرگ تہی کہ وہ نصیحت کے لیے اپنی دنیا کا نقصان گوارا کرتے یہ خلاصہ ہی اُسکا جو بیان کیا گیا
نصیحت کی تفسیر مین ابن بطال نے کہا اس حدیث سی یہ بات بہی معلوم ہوئی کہ نصیحت کو دین اور اسلام کہتے ہین
اور دین کا اطلاق اعمال پر بہی ہوتا ہی جیسے اقوال پر ہوتا ہے اور نصیحت فرض کفایہ ہی اگر بعضے کرینگے تو کافی
ہے باقی لوگون کے اوپر مواخذہ نہ رہی کا اور نصیحت لازم ہے اپنی طاقت کے موافق جب یہ بات معلوم ہو کہ اوسکی
نصیحت قبول کیجاویگی اور اُسکی حکم کی اطاعت کیجاویگی اور اُسکی جان پر کوئی آفت نہ آویگی اگر کسی آفت یا

سیت کا خوف ہو تو مختار ہو چاہے تو نصیحت چھوڑ دے عَنْ تَمِيمِ الدَّارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ ترجمہ تمیم داری سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے عَنْ تَمِيمِ الدَّارِيِّ عَنْ رَسُولِ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ ترجمہ تمیم داری سے تیسری روایت بھی ایسی ہی ہے عَنْ جَرِيرٍ
قَالَ بَايَعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى إِقَامِ الصَّلٰوةِ وَإِيتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ
ترجمہ جریر بن عبداللہ بجلی سے روایت ہے مین نے بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز پڑھنے پر اور زکوٰۃ دینے
پر اور ہر مسلمان کی خیرخواہی پر ف خاص کیا نماز اور زکوٰۃ کو کیونکہ یہ دونون بڑے رکن ہین دین کے بعد
شہادتین کے اور روزے کو ذکر نہین کیا اس لیے کہ دوسری روایت مین ہے بیعت کی سننے اور مان لینے پر اور روزہ
اسمین داخل ہے بلکہ دین کے تمام احکام اوسمین آگئے عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ بَايَعْتُ النَّبِيَّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ ترجمہ جریر بن عبداللہ سے روایت ہے مین نے بیعت کی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر مسلمان کی خیرخواہی کے لیے عَنْ جَرِيرٍ قَالَ بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فَلَقَّنَنِي فِيمَا اسْتَطَعْتُ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ ترجمہ جریر سے روایت
ہے مین نے بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن لینے اور مان لینے کی (یعنی جو حکم آپ فرماوینگے اوسکو سنونگا
اور بجالاؤنگا) پھر آپ نے مجھے سکھلا دیا اتنا اور کہہ جہان تک مجھ قدرت ہے (یہ آپکی کمال شفقت تھی اپنی امت
پر کہ شاید کوئی حکم دشوار ہو اور نہ ہو سکے تو بیعت مین خلل آوے اسلیے اتنا اور بڑھا دیا کہ جہانتک مجھسے ہو سکے) اور
بیعت کی اس بات پر کہ خیرخواہ رہونگا ہر مسلمان کا ف پھر جریر نے اپنی بیعت پر ایسا عمل کیا کہ ایک بار
اپنے غلام کو بھیجا گھوڑا خریدنے کو وہ تین سو درہم کو ایک گھوڑا اچھا لایا اوسکا مالک بھی ساتھ آیا دام لینے کو جریر
نے گھوڑے کے مالک سے کہا تیرا گھوڑا تین سو درہم سے زیادہ کا مال ہے تو چار سو درہم کو بیچ اوس نے کہا مین نے
تمکو اختیار دیا جو دام مناسب ہون دیدو جریر نے کہا وہ چار سو درہم سے بھی زیادہ کا مال ہے پانسو درم کو بیچ
اسیطرح سو سو درم بڑہاتے گئے اور مالک راضی تھا کم پر یہانتک کہ آٹھ سو درم تک لگائے اور خریدا آٹھ سو درم
کو لوگون نے کہا تم نے یہ کیا کیا جریر نے کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی ہر مسلمان کی خیر
خواہی پر تو گھوڑا بیچنے والا بھی مسلمان تھا اور یہ بات خیرخواہی کی نتھی کہ مین اسکا مال کم کو خرید لون اور
اوسکو نقصان دون روایت کیا اسکو طبرانی نے بَابُ بَيَانِ نُقْصَانِ الْإِيمَانِ بِالْمَعَاصِي وَنَفْيِهِ
عَنِ الْمُتَلَبِّسِ بِالْمَعْصِيَةِ عَلَى إِرَادَةِ نَفْيِ كَمَالِهِ ترجمہ ایمان کا گھٹ جانا گناہون سے اور ایمان جدا

ہوجاتا اوس شخص سے جو گناہ کر رہا ہے یعنی کمال ایمان کا نہین رہتا گناہ کرتے وقت عن ابی ھریرة ان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یزنی الزانی حین یزنی وھو مومن ولا یسرق النبی
السارق حین یسرق وھو مومن ولا یشرب الخمر حین یشربھا وھو مومن قال ابن شھاب
فاخبرنی عبد الملک ابن ابی بکر بن عبد الرحمن ان ابا بکر کان یحدثھم ھؤلاء
عن ابی ھریرة ثم یقول وکان ابوھریرة یلحق معھن ولا ینتھب نھبة ذات شرف
یرفع الناس الیہ فیھا ابصارھم حین ینتھبھا وھو مومن ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہین زنا کرتا زنا کرنے والا اگر زنا کرتے وقت وہ مومن نہین ہوتا اور نہ چور چوراتے
وقت مومن ہوتا ہے اور نہ شراب پینے والا شراب پیتے وقت مومن ہوتا ہے ابن شہاب نے کہا مجھسے عبد الملک
بن ابی بکر نے بیان کیا کہ ابوبکر بن عبد الرحمن بن حارث اس حدیث کو روایت کرتے تھے ابوہریرہ سے پھر کہتے تھے
کہ ابوہریرہ اسمین اتنا اور ملا دیتے تھے نہ لوٹنے والا ایسی لوٹ جو بڑی ہو (یعنی کسی حقیر چیز کی نہو) جسطرف لوگون کی
نظر اوٹھی لوٹتے وقت مومن ہوتا ہے ف نووی نے کہا محققین علما نے اس حدیث کے معنے یون بیان
کیے ہین کہ ان افعال کو کرتے وقت اوسکا ایمان کامل نہین ہوتا اور ایسا محاورہ بہت ہے کہ ایک شے کی نفی کرتے
ہین اور مراد اوسکے کمال کی نفی ہوتی ہے جیسے یہ کہتے ہین علم نہین مگر وہ جو فائدہ دیوے مال نہین مگر اونٹ
عیش نہین مگر آخرت کا عیش اور ہم نے یہ تاویل اس لیے کی کہ ابوذر وغیرہ کی حدیث یون آئی ہے جس نے لا الہ الا
اللہ کہا وہ جنت مین جاویگا اگرچہ زنا یا چوری کرے اور عبادہ بن صامت کی حدیث مین ہے کہ صحابہ نے بیعت
کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات پر کہ چوری نکرینگے نہ زنا کرینگے نہ اور کوئی گناہ پھر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی تم مین سے پورا کرے اپنی بیعت کو اوس کا تو ثواب اللہ پر ہے اور جس سے کوئی خطا ان
خطاؤن مین سے ہو جاوے پھر اوسکو دنیا ہی مین سزا ملجاوے تو یہی اوسکا کفارہ ہے اور جو دنیا مین سزا نہ ملے
تو آخرت مین خدا کو اختیار ہے چاہے اوسکو معاف کرے چاہے عذاب دیوے تو یہ دونون حدیثین مع اپنی نظائر
کے اور اللہ تعالی کے اسقول کے ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء یعنے
اللہ تعالی نہین بخشیگا شرک کو اور سوا شرک کے اور گناہ بخشدیگا جسکو چاہے اور اجماع اہل حق کے اس بات پر
کہ زانی اور چور اور قاتل اور سوا ان کے اصحاب کبائر جو شرک اور کفر مین مبتلا نہون مومن ہین مگر ایمان انکا
ناقص ہے اگر توبہ کرینگے تو گناہ معاف ہو جاویگا اور جو گناہ کرتے کرتے مرینگے تو خدا کے اختیار پر ہے

چاہے اُنکو بخش دیوے اور جنت مین لیجاوے اور چاہے گناہ کے برابر عذاب دیکر پہر جنت مین لیجاوے لاچار کرتے ہین ہمکو اس حدیث کی تاویل پر اور جو حدیث اسکی مشابہ آئی ہے پہر یہ تاویل ظاہر ہے لغت سے بعید نہین نہ استعمال سے اور جب دو حدیثین ایسی وارد ہون کہ بظاہر اون مین اختلاف ہو تو اونکی تاویل کرنا ضرور ہے اور جمع کرنا واجب ہے اور بعضے علماء نے اس حدیث کے معنے یون بیان کیے ہین کہ جو شخص زنا کرے اُسکو حلال جانکر یا چوری کرے اسکو حلال جانکر تو وہ مومن نہین کیونکہ حلال جاننا شرعی حرام کو باتفاق علماء کفر ہے اور حسن اور ابو جعفر طبری نے کہا مومن نہونے سے یہ مراد ہے کہ وہ تعریف کے قابل نہین رہتا کہ مومن اللہ کا دوست اوسے کہین اور مستحق ہوتا ہے بری لقب کا جیسے زانی یا چور یا لوٹیرے یا شرابی کا اور ابن عباس سے منقول ہے کہ اوسکے دل سے ایمان کا نور جاتا رہتا ہے اور اسباب مین ایک حدیث مرفوع بہی آئی ہے اور مہلب نے کہا اُسکی بصیرت اللہ کی عبادت مین جاتی رہتی ہے اور زہری نے کہا یہ حدیث اور جو حدیثین اسکی مثل آئی ہین اونپر ایمان لانا چاہیے اور جس مطلب پر آئین ہین اوسی پر روان کرنا چاہیے اور اُسکے معنے مین بحث یا وہ غور نکرنا چاہیے کیونکہ ہمین اوسکے معنے معلوم نہین اور کہا انہون نے چلاؤ ان حدیثون کو اوسیطرح جیسے اگلے لوگون نے چلایا اونکو اور بعضون نے اس حدیث کے معنے مین اور اقوال بیان کیے مین جو ظاہر نہین ہین بلکہ بعضے غلط ہین اس لیے مین نے انکو نقل نہین کیا اور یہ اقوال جو بیان ہوئے سب محتمل ہین اور صحیح وہی معنے ہے جو ہم نے سب سے پہلے بیان کیا۔ امام بخاری نے اپنی صحیح مین اس حدیث کے معنے یہی بیان کیے ہین کہ وہ مومن کامل نہین ہوتا اور اُسمین ایمان کا نور نہین رہتا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَزْنِی الزَّانِیْ وَاقْتَصَّ الْحَدِیْثَ یَذْکُرُ مَعَ ذِکْرِ النُّهْبَةِ وَلَمْ یَذْکُرْ ذَاتَ شَرَفٍ قَالَ وَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ حَدَّثَنِیْ سَعِیْدُ الْمُسَیَّبِ وَاَبُوْسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِیْثِ اَبِیْ بَکْرٍ هٰذَا اِلَّا ذِکْرَ النُّهْبَةِ ترجمہ یہ روایت ہے ابی ہریرہ سے ایسی ہی جیسے اوپر گذری اس مین یہ نہین کہ لوٹ عمدہ یعنی بہاری ہو اور دوسری روایت مین ابن شہاب کی لوٹ کا بالکل ذکر نہین ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِیْثِ عُقَیْلٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَذَکَرَ النُّهْبَةَ وَلَمْ یَقُلْ ذَاتَ شَرَفٍ ترجمہ اس روایت مین بہی لوٹ کا ذکر ہے پر عمدہ اور بہاری کا لفظ نہین ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کُلُّ هٰؤُلَاءِ بِمِثْلِ حَدِیْثِ الزُّهْرِیِّ غَیْرَ اَنَّ الْعَلَاءَ وَصَفْوَانَ بْنَ سُلَیْمٍ

نُہبَۃً فِی حَدِیثِہِمَا یَرْفَعُ النَّاسُ اِلَیْہِ فِیہَا اَبْصَارَہُمْ وَفِی حَدِیثِ ہَمَّامٍ یَرْفَعُ اِلَیْہِ الْمُؤْمِنُونَ
اَعْیُنَہُمْ فِیہَا وَہُوَ حِینَ یَنْتَہِبُہَا مُؤْمِنٌ وَزَادَ وَلَا یَغُلُّ اَحَدُکُمْ حِینَ یَغُلُّ وَہُوَ مُؤْمِنٌ
فَاِیَّاکُمْ اِیَّاکُمْ ترجمہ اس روایت مین یہ نہین کہ لوگ اپنی آنکھین اٹہادین اوس لوٹ کی طرف اور ہمام کی
روایت مین ہے مومن اپنی آنکھین اٹہادین جسوقت وہ لوٹ رہا ہو اوس لوٹ کیطرف تو وہ مومن نہین ہے اور اتنا
زیادہ ہے کہ نہ چورا وے کوئی تم مین سے غنیمت کے مال مین اور جسوقت چوراوے تو وہ مومن نہین تو بچو تم بچو تم
اس چوری سے عَنْ اَبِی ہُرَیْرَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَزْنِی الزَّانِی حِینَ یَزْنِی
وَہُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا یَسْرِقُ حِینَ یَسْرِقُ وَہُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا یَشْرَبُ الْخَمْرَ حِینَ یَشْرَبُہَا وَہُوَ
مُؤْمِنٌ وَالتَّوْبَۃُ مَعْرُوضَۃٌ بَعْدُ ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زنا
کرنیوالا جسوقت زنا کرتا ہے وہ مومن نہین ہوتا اور چور جب چوری کرتا ہے تو وہ مومن نہین ہوتا اور شرابی جب
شراب پیتا ہے تو وہ مومن نہین ہوتا اور توبہ قبول ہوگی بعد اسکے ف نووی نے کہا اجماع کیا علما نے
کہ توبہ قبول ہوتی ہے جب تک جان کنی نہ شروع ہو اور توبہ کے تین رکن ہین ایک توبہ گناہ سے جدا ہوجاوے
دوسرے اس کے کرنے پر شرمندہ ہو تیسرے قصد کرے کہ پہر کبہی نہ کرون گا پہر اگر توبہ کی ایک گناہ سے اور دوبارہ کیا
اوسکو تو توبہ باطل نہ ہوگی اور جو توبہ کی ایک گناہ سے پہر دوسری قسم کا گناہ کیا تو پہلی توبہ صحیح ہے یہی مذہب ہے
اہل حق کا اور معتزلہ نے دونون مسئلون مین خلاف کیا ہے قاضی عیاض نے کہا کہ بعض علما نے یہ کہا ہے کہ اس
حدیث مین اشارہ ہے تمام گناہون کیطرف اور ڈرایا گیا ہے سب سے تو زنا اشارہ ہے اُن تمام گناہون کیطرف جو
خواہش نفسانی سے ہوتے ہین اور چوری اُن تمام گناہون کیطرف جو دنیا کے طمع سے ہوتے ہین اور حرام کی حرص سے
اور شراب اُن تمام گناہون کیطرف جو خدا کی یاد سے روکتے ہین اور اوسکے حقوق سے غافل کرتے ہین اور لوٹ اُن
تمام گناہون کیطرف جسمین اللہ کے بندون پر ظلم ہوتا ہے اور اُنکی بے عزتی ہوتی ہے اور دنیا اکہٹا کی جاتی
ہے ناجائز طریقون سے **باب** بیان خصال المنافق منافق کی خصلتون کا بیان عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ
بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرْبَعٌ مَنْ کُنَّ فِیہِ کَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا
وَمَنْ کَانَتْ فِیہِ خَلَّۃٌ مِنْہُنَّ کَانَتْ فِیہِ خَلَّۃٌ مِنْ نِفَاقٍ حَتّٰی یَدَعَہَا اِذَا حَدَّثَ کَذَبَ
وَاِذَا عَاہَدَ غَدَرَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ غَیْرَ اَنَّ فِی حَدِیثِ سُفْیَانَ وَاِنْ
کَانَتْ فِیہِ خَصْلَۃٌ مِنْہُنَّ کَانَتْ فِیہِ خَصْلَۃٌ مِنَ النِّفَاقِ ترجمہ عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار باتین جسمین ہونگی وہ تو نرا منافق ہے اور جسمین ایک خصلت ہوگی ان
چارون مین سے تو اسمین ایک ہی نفاق کی خو ہے یہانتک کہ اسکو چھوڑ دیوے ایک تو یہ کہ جب بات کرے تو جھوٹھ
بولے دوسرے جب اقرار کرے تو اُس کے خلاف کرے تیسری جب وعدہ کرے تو پورا نکرے چوتھے جب جھگڑا کرے
تو ناحق چلے اور طوفان جوڑے **ف** اور بعضی روایتون مین یہ ہے جب اسکی پاس امانت رکھی جاوے
تو خیانت کرے نووی نے کہا اس حدیث کو علما نے مشکل کہا ہے اس وجہ سے کہ کبھی یہ خصلتین اس مسلمان مین
پائی جاتی ہین جو یقین کہتا ہے ارکان ایمان پر اور اجماع کیا ہے علما نے اس بات پر کہ جو شخص دل سے
یقین رکھے اور زبان سے اقرار کرے ایمان کے ارکان کا پھر یہ چارون کام کرے تو وہ کافر نہین نہ منافق ہے
جو ہمیشہ جہنم مین رہیگا کس لیے کہ حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ السلام کے بھائیون مین یہ چارون خصلتین
موجود تھین تو محققین علما نے یہ کہا ہے کہ وہی صحیح اور مختار ہے کہ یہ خصلتین نفاق کی ہین اور حدیث کا
مطلب یہی ہے کہ جس شخص مین یہ خصلتین ہون وہ مشابہ ہے منافقون کے ان خصائل مین اور اخلاق مین کیونکہ
نفاق یہی ہے کہ ظاہر باطن کے خلاف ہو اور جس شخص مین یہ خصلتین ہونگی اوسکا ظاہر باطن کے خلاف
ہوگا اور اُسکا نفاق انھی لوگون کے حق مین اثر کرے گا جن سے وہ وعدہ کریگا یا گفتگو کرے گا یا جھگڑیگا
یا امانت لیگا اور اسلام کے حق مین یہ نفاق اثر نہ کرے گا کیونکہ اسلام مین اُسکا ظاہر باطن کے خلاف نہین
نہین ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مقصد نہین ہے کہ ان خصلتون کا رکھنے والا ایسا منافق ہے جو
کافر ہوتا ہے جسکی سزا ہمیشہ جہنم مین رہنا ہے اور جو فرمایا کہ وہ نرا منافق ہوگا اس سے یہ غرض ہے کہ بہت مشابہ
ہوگا منافق کے ان خصلتون کے سبب سے بعضی علما نے کہا ہے یہ حدیث اوس شخص کے باب مین ہے جس سے اکثر خصلتین
وقوع مین آتی ہون لیکن جس سے شاذ و نادر یہ باتین ہو جاوین وہ اسمین داخل نہین ہے اور یہی مختار ہے حدیث کے
معنے مین اور امام ابو عیسی ترمذی نے علما سے اسکے یہ معنی نقل کیے ہین کہ مراد حدیث مین عمل کا نفاق ہے نہ اعتقاد
کا نفاق اور ایک جماعت علما نے کہا ہے کہ مراد اس حدیث سے وہ منافق ہین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ
مین تھے اور انھون نے جھوٹھ موٹھ اپنا ایمان ظاہر کیا تھا اور دین کی امانت مین خیانت کی تھی اور وعدہ کیا تھا دین
کی مدد کا پھر خلاف وعدگی کی اور لڑائی جھگڑے مین ناحق کی پیروی کی اور یہی قول ہے سعید بن جبیر اور عطا
بن ابی رباح کا اور رجوع کیا اسی طرف حسن بصری نے اگرچہ پہلا اسکے خلاف پر تھے اور یہی منقول ہے ابن عباس اور
ابن عمر رضی اللہ عنہم سے اور انھون نے روایت کیا اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قاضی عیاض نے کہا

ہمارے بہت سی امام اسی قول کیطرف گئے ہین اور خطابی نے ایک اور قول نقل کیا وہ یہ ہے کہ مقصود اس حدیث سے ڈرانا ہے مسلمان کو کہ وہ ان خصلتون کی عادت نہ ڈالے ورنہ خوف ہے کہ حقیقۃً منافق ہو جاویگا اور حکایت کی خطابی نے کہ یہ حدیث وارد ہوئی ہے ایک خاص منافق کے باب مین اور حضرت کا قاعدہ تھا کہ آپ صاف یون نفرماتے فلانا منافق ہے بلکہ اشارہ کرتے جیسے آپنے فرمایا کیا حال ہے لوگون کا ایسا کرتے ہین مترجم کہتا ہے اللہ جل جلالہ نے مجھے الہام کیا کہ حدیث مین کوئی اشکال نہین ہے اور نہ اسمین تاویل کی ضرورت ہے بیشک جس شخص مین یہ چار دن باتین جمع ہونگی اور وہ ہمیشہ یہی کرتا ہو کہ بات کہتے وقت جھوٹ بولے عہد کرکے توڑ ڈالے لڑتے وقت ناحق چلے امانت مین خیانت کرے تو وہ پکا منافق ہوگا کس لیے کہ دین کی باتون مین بھی وہ یہی کرے گا زبان سے اقرار کریگا پر دل مین خلاف ہوگا دین کے احکام مین بھی خیانت کریگا اس لیے کہ اوسکا تو یہ قاعدہ ہو گیا ہے یہ نہین کہ کبھی کبھی اوس سے یہ باتین سرزد ہون اور وہ اونپر شرمندہ ہو اس صورت مین اِذَا حَدَّثَ کَذَبَ وغیرہ یہ سب قضیا یا کلیہ ہونگے نہ جزیہ اور ظاہر ہے کہ ایسا شخص جسکا ہمیشہ یہ قاعدہ ہو مومن نہین ہوسکتا تحفۃ الاخیار مین ہے کہ منافق دو قسم ہین ایک یہ کہ دلمین کفر ہو صرف زبان سے اسلام کا اقرار کرے حضرت کیوقت مین جو منافق تہے اسیطرح کے تھے دوسرے یہ کہ دلمین کفر نہین بلکہ اسلام ہے لیکن سست اعتقاد اور فسق و فجور مین گرفتار سو اس حدیث مین دوسری قسم کا نفاق مراد ہے یعنی ایمان کے لائق تو یہ تہا کہ آدمی ان بدکامون سے بچتا پہر جب ان کامون مین گرفتار رہا تو اسلام کا لطف اوس مین کچہ ظاہر نہوا اسواسطے اوسکو منافق فرمایا انتہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اٰیَةُ الْمُنَافِقِ ثَلٰثٌ اِذَا حَدَّثَ کَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق کی نشانیان تین ہین جب بات کرے تو جھوٹ جب وعدہ کرے تو خلاف جب امانت لیوے تو خیانت کرے اوسمین عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَلَامَاتِ الْمُنَافِقِ ثَلٰثَةٌ اِذَا حَدَّثَ کَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ اٰیَةُ الْمُنَافِقِ ثَلٰثٌ وَاِنْ صَامَ وَصَلّٰی وَزَعَمَ اَنَّهٗ مُسْلِمٌ ترجمہ اس روایت مین یہ ہے کہ منافق کی نشانیان تین ہین اگرچہ روزہ رکھے اور نماز پڑہے اور اپنے تئین مسلمان کہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِیْثِ یَحْیَی بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ وَذَکَرَ فِیْهِ وَاِنْ صَامَ وَصَلّٰی وَزَعَمَ اَنَّهٗ مُسْلِمٌ ترجمہ وہی جو اوپر

گذرا **باب** بیانِ حالِ ایمانِ مَن قالَ لِاَخِیہِ المُسلمِ یا کافِرُ ترجمہ جس نے اپنے بھائی مسلمان کو کافر کہا اوسکی ایمان کا بیان **عن** ابنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ قالَ اِذا اَکفَرَ الرَّجُلُ اَخاہُ فَقَد بَاءَ بِہا اَحَدُہُما ترجمہ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی مرد نے اپنی بہائی کو کافر کہا تو وہ بات دونون مین سی کسی پر ضرور پلٹے گی **ف** یعنی اگر وہ کافر ہی حقیقت مین جسکو کافر کہا تو بجا ہُوا اور اگر وہ کافر نہین تو اُسوقت کفر کہنی والے پر پلٹ پڑیگا اس حدیث سی معلوم ہُوا کہ آدمی اپنی زبان کو روکی رکہے ہر ایکسکو بے دلیل یقینی کافر نہ کہے شاید اسی پر پلٹ پڑے اور خدا کے غضب مین گرفتار ہو ہان یون کہنا مضایقہ نہین کہ فلان شخص کافرون کے سی کام کرتا ہے اگر اوس کے عمل دین کے خلاف ہون اور اگر کسیکا کفر بدلیل قطعی ثابت ہوگیا ہو اور ضروریات دین کا وہ انکار کرتا ہو تو اُسکو شوق سی کافر کہے تاکہ کوئی اُسکی راہ پر نہ چلے اور شریعت محمدی مین خلل نہ پڑے جیسے کہ اس زمانے مین ملحد فقیر ظاہر ہوتے ہین کہ شریعت محمدی پر ہنستی ہین بیشک وہ کافر ہین لنتہے **مترجم** کہتا ہے ہماری زمانے مین ایک نیا فرقہ مسلمانون مین پہر پیدا ہوا ہی جسکو نیچری کہتے ہین وہ گو عقل کے تابع اپنے تئین کہتے ہین پر عقل سلیم سی بہرہ نہین رکہتے وہ تمام ضروریات دین جیسے فرشتون کا شیطان کا وحی کا معجزات کا انکار کرتے ہین نماز روزہ کو لغو اور بیکار خیال کرتے ہین وہ بلا شبہ کافر ہین اور کافر بہی کیسے سخت کہ اگر کوئی مسلمان اون کے کفر مین شبہ کرے تو مین ڈرتا ہون کہین وہ خود بہی کافر نہ ہوجاوے۔ امام نووی نے فرمایا کہ اس حدیث کو بہی بعض علمانے مشکلات مین سی خیال کیا ہی اس لیے کہ اُس کے ظاہری معنی مراد نہین کیونکہ اہل حق کا مذہب یہ ہی کہ مسلمان گناہ کرنے سی جیسے قتل یا زنا کرنے سی کافر نہین ہوتا ایسی اسیطرح اپنی بہائی مسلمان کو کافر کہنے سی بہی کافر نہوگا جب تک دین اسلام کے بطلان کا اعتقاد نکرے اور جب یہ معلوم ہوا تو حدیث کی تاویل کئی صورتون سے کی گئی ہے ایک یہ مراد وہ شخص ہے جو اس بات کو درست جانے اس صورت مین کفر پلٹنے سے یہ مراد ہوگا کہ وہ کہنی والا خود کافر ہوجاویگا کیونکہ مسلمان کو کافر کہنا درست جانتا ہی دوسرے یہ کہ مراد کفر پلٹنے سی یہ ہو کہ اُس کا گناہ اور عیب کہنی والی پر لوٹ جاویگا تیسرے یہ کہ حدیث محمول ہی اون خوارج پر جو مسلمانون کی تکفیر کرتے ہین اور اس تاویل کو قاضی عیاض نے امام مالک سی نقل کیا ہے اور یہ ضعیف ہے اس لیے کہ اہل حق کے نزدیک خوارج بہی اور اہل بدعت کیطرح کافر نہین ہین یہی مذہب صحیح اور مختار ہی چوتہی تاویل یہی کہ مراد پلٹنے سے یہ ہی کہ انجام اوسکا کفر ہوگا اس لیے کہ گناہ گویا کفر کا قاصد ہے اور جو شخص گناہ بہت کرتا ہے تو ڈر ہے کہ گناہون کی نحوست اوسکو کفر تک لیجاوے اور مؤید ہی اس تاویل کی وہ روایت جو ابو عوانہ اسفرائنی

## باب من ادعی الی غیر ابیه فهو کفر

نے اپنی کتاب مخرج علی صحیح مسلم مین نکالی کہ پہر اگر وہ شخص جسکو اسنے کافر کہا حقیقت مین کافر ہو تو خیر ورنہ کفر لوٹ
آویگا اسپر اور ایک روایت مین ہی جب اپنے بہائی کو کافر کہا تو دونون مین سی ایک پر کفر واجب ہوگیا یا نچوین
تاویل یہ ہی کہ مراد پلٹنے سی اوسکی تکفیر کا پلٹنا ہے یعنی اوسنے جو ایک مسلمان کو کافر کہا اور وہ کافر نہین تو گویا اسنے
نے خود اپنی تکفیر کی اس لیے کہ کہنے والا بہی مثل اسکی ایک مسلمان ہی انتہی ما قال النووی عَنِ ابْنِ عُمَرَ
يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّمَا امْرِئٍ قَالَ لِاَخِيْهِ يَا كَافِرُ فَقَدْ بَاءَ بِهَا
اَحَدُهُمَا اِنْ كَانَ كَمَا قَالَ وَاِلَّا رَجَعَتْ اِلَيْهِ ترجمہ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے بہائی کو کافر کہکر پکارے تو کفر آجاویگا دونون مین سی ایک پر اگر وہ شخص جسکو اسنے
پکارا کافر ہے تو خیر (کفر اوسپر رہیگا) ورنہ لوٹ آویگا پکارنے والے پر عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ اَنَّهٗ سَمِعَ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَيْسَ مِنْ رَجُلٍ ادَّعٰى لِغَيْرِ اَبِيْهِ وَهُوَ يَعْلَمُهٗ اِلَّا كَفَرَ وَ
مَنِ ادَّعٰى مَا لَيْسَ لَهٗ فَلَيْسَ مِنَّا وَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ وَمَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْكُفْرِ اَوْ قَالَ عَدُوَّ
اللّٰهِ وَلَيْسَ كَذٰلِكَ اِلَّا حَارَ عَلَيْهِ ترجمہ ابوذر غفاری (جندب بن جنادہ یا بریر) سے روایت ہی انہون
نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے جو شخص اپنے تئین بیٹا کہے کسی کا اور جانتا ہو کہ اسکا بیٹا نہین ہے
(یعنے اپنے باپ کے سوا کسی اور کو باپ بتلاوے جان بوجہکر) تو وہ کافر ہوگیا ف نووی نے کہا اسکی تاویل دو
طرح ہے ایک تو یہ کہ مراد وہ شخص ہے جو اس امر کو حلال اور جائز جانے دوسرے یہ کہ کفر سے مراد کفر شرعی نہین ہے
جو مقابل ہی اسلام کے بلکہ کفر سے مقصود کفران ہی یعنے ناشکری اور احسان فراموشی اس لیے کہ باپ کا حق اوسنے
فراموش کیا اور غیر کو باپ بنایا اور اسکی نظیر دوسری حدیث مین ہی آپنے فرمایا عورتین وہ کفر کرتی ہین یعنے ناشکری
کرتی ہین خاوند کی انتہی ف اور جس شخص نے دعوی کیا اوس چیز کا جو اوسکی نہین ہی وہ ہم مین سے نہین ہے
اور بنا لیوے وہ ٹہکانا اپنا جہنم مین ف اوسکی نہین ہے یعنے وہ جانتا ہے کہ یہ شی میری نہین ہی خواہ کسی اور
کسی کی ہو یا نہ ہو اسپر دعوی کرے کہ میری ہے تو وہ ہم مین سے نہین ہی یعنے ہماری راہ اور طریقے پر نہین ہے کیونکہ
اسلام کی شان سی جہوٹا دعوی کرنا بہت بعید ہے جیسے باپ بیٹے سے کہتا ہے تو میرا نہین ہے یعنے میری وضع اور
چال پر نہین ہے اور جہنم مین ٹہکانا بنانے سی یہ غرض ہے کہ سزا اس قصور کی جہنم ہے پہر اگر خدا چاہے تو معاف
کر دیوے اور توبہ سی بہی معاف ہو سکتا ہے (نووی) ف اور جو شخص کسیکو کافر کہکر بلاوے یا خدا دشمن کہکر
پہر وہ (جسکو اس نام سی پکارا) ایسا نہو (یعنے کافر نہو) تو وہ کفر پلٹ آویگا پکارنیوالے پر باب بیان

حال ایمان من رغب عن ابیہ وھو یعلم ترجمہ جو شخص اپنے باپ سے پھر جاوے اور نفرت کرے اور دوسرے
کو باپ بناوے جان بوجھکر اوس کے ایمان کا حال **عن** ابی ھریرۃ یقول ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قال لا ترغبوا عن آبائکم فمن رغب عن ابیہ فھو کفر ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت نفرت کرو اپنے باپوں سے (یعنے اپنے باپ کو باپ کہو دوسرے کو باپ مت
بناؤ) جو شخص نفرت کرے اپنے باپ سے وہ کافر ہو گیا (اسکے معنے اوپر گذر چکے) **عن** ابی عثمان قال لما
ادعی زیاد لقیت ابابکرۃ فقلت لہ ما ھذا الذی صنعتم انی سمعت سعد بن ابی وقاص
یقول سمع اذنای من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو یقول من ادعی ابا فی الاسلام
غیر ابیہ یعلم انہ غیر ابیہ فالجنۃ علیہ حرام فقال ابوبکرۃ وانا سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ترجمہ ابو عثمان (نہدی عبدالرحمن بن مل) سے روایت ہے جب زیاد کا دعوی کیا گیا **ف** اصل مین زیاد
بیٹا تھا عبید ثقفی کا اور یاروں مین سے تھا حضرت علی کے پھر معاویہ نے اوسکو اپنے باپ ابوسفیان کا نطفہ قرار دیا
اور زیاد نے قبول کر لیا اور معاویہ کا بھائی بن بیٹھا **ف** تو مین ابوبکرہ سے ملا (زیاد اون کا مادری بھائی
تھا) اور مین نے کہا یہ تم نے کیا کیا (یعنے تمہارے بھائی نے) مین نے سعد بن ابی وقاص سے سنا وہ کہتے تھے میرے
کانوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے جس نے اسلام مین آکر اپنے باپ کے سوا اور کسی کو
باپ بنایا تو جنت اوس پر حرام ہے **ف** اگر وہ اس امر کو درست جانکر کرے یا اوس کے فعل کی جزا یہ ہے کہ جنت
حرام ہوگی اوس پر وقت جب اچھے لوگ جنت مین داخل ہونگے پھر خدا چاہے تو یہ جزا اوسکو دیوے یا معاف کردے
(نووی) **ف** ابوبکرہ نے کہا مین نے خود سنا ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے **ف** پھر ابوبکرہ نے اس گناہ
کی وجہ سے زیاد سے ملنا چھوڑ دیا اور قسم کھائی کہ زیاد سے کبھی بات نکرونگا (نووی) سراج الوہاج مین ہے کہ لوگوں نے
اس باب مین بڑی ڈھیل کی ہے یہانتک کہ بعض لوگ دوسروں کی اولاد مین بن بیٹھے ہین اور وہ جانتے ہین کہ
ہم اونکی اولاد مین نہین اور بادشاہوں اور امیروں اور نوابوں مین حرام کی نسل بہت پھیلی ہے اور باوجود اسکے وہ
اپنے تئین نسبت دیتے ہین باپوں کیطرف حالانکہ وہ اولاد ہین اپنی ماؤں کی اور باپ کی اولاد نہین ہین اور بعضوں
نے اپنے تئین سید بنا لیا ہے دنیا کے طمع سے حالانکہ وہ بنی فاطمہ نہین ہین اور وہ جانتے ہین اس بات کو لیکن دنیا
کی وجاہت اور عزت کے خیال سے یہ طوفان جوڑتے ہین اور اکثر ایسی ہلاکت اور تباہی مین امیر اور مفلس پڑ جاتے ہین
امیر تو اپنی شان بڑھانے کے لیے اور مفلس پیٹ کمانے کے لیے اور یہ نہین ہے مگر شیطان کے تسلط سے جس نے

اُن کے عقلون کو میٹ دیا ہے اور گمراہ کر دیا ہے خدا انکو راہ کی ہدایت کرے **عَنْ** سَعْدٍ وَّ اَبِیْ بَکْرَۃَ
کِلَاہُمَا یَقُوْلُ سَمِعَتْہُ اُذُنَایَ وَوَعَاہُ قَلْبِیْ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنِ ادَّعٰی اِلٰی
غَیْرِ اَبِیْہِ وَھُوَ یَعْلَمُ اَنَّہٗ غَیْرُ اَبِیْہِ فَالْجَنَّۃُ عَلَیْہِ حَرَامٌ **ترجمہ** سعد اور ابو بکرہ دونون سے روایت
ہے ہمنے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کانون نے سنا اور دل نے یاد رکھا آپ فرماتے تھے جو شخص باپ بناوے کسی
اور کو اپنے باپ کے سوا تو جنت اسپر حرام ہے یعنی روکا جاویگا وہ جنت سے) **ف** مراد یہ ہے کہ اپنا نسبی باپ دوسرے
کو بناوے یعنی اس کے نطفے سے اپنے تئین کہے اور شفقت کی راہ سے دوسرے کو باپ کہہ سکتا ہے **باب** بَیَانِ
قَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَّقِتَالُہٗ کُفْرٌ مسلمان کو گالی دینا برا کہنا گناہ ہے اور
اُس سے لڑنا کفر ہے **عَنْ** عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سِبَابُ
الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَّقِتَالُہٗ کُفْرٌ قَالَ زُبَیْدٌ فَقُلْتُ لِاَبِیْ وَائِلٍ اَنْتَ سَمِعْتَہٗ مِنْ عَبْدِ اللّٰہِ یَرْوِیْہِ
عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ وَلَیْسَ فِیْ حَدِیْثِ شُعْبَۃَ قَوْلُ زُبَیْدٍ لِاَبِیْ وَائِلٍ
**ترجمہ** عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کو گالی دینا (یا اوسکا عیب بیان
کرنا) فسق ہے (یعنے گناہ ہے اور ایسا کرنیوالا فاسق ہو جاتا ہے) اور اُس سے لڑنا کفر ہے **ف** نووی نے
کہا مسلمان کو ناحق برا کہنا حرام ہے باجماع امت اور اسکا مرتکب فاسق ہے لیکن مسلمان سے لڑنا کفر نہین ہے
اہل حق کے نزدیک جیسے ہم اوپر کئی جگہہ بیان کر چکے تو حدیث کی تاویل کئی طرح پر ہے ایک یہ ہے کہ حلال سمجھ کر
لڑے دوسرے یہ کہ کفر سے مراد ناشکری ہے نہ کفر شرعی تیسرے یہ کہ انجام اوسکا کفر ہے چوتھے یہ کہ یہ فعل ہے کافرون کا
السراج الوہاج مین ہے کہ یہ حدیث دلیل ہے روافض کے فسق کی اور جو انکی مثل ہین اہل بدعت اور مشرک اور تقلید
مین سے جو برا کہتے ہین صحابہ اور علمائے سلف اور اہل حدیث کو اور دلیل ہے اُن لوگون کے کفر کی جو مسلمانون سے
لڑتے ہین جیسے خوارج اور نواصب اور شیعہ اور مقلدین اپنے اپنے مذہب کی حمایت مین **مترجم** کہتا ہے اس
حدیث پر مسلمانون کو التفات کرنا چاہیے اور ذری ذری بات پر جو وہ مسلمانون سے لڑائی پر مستعد ہو جاتے
مین تو دیکھنا چاہیے کہ یہ لڑائی اونکا درجہ کہان تک پہونچاتی ہے ایک امر مستحب یا سنت کیلیے لڑ کر اپنے تئین
کافر بنانا انتہا کا جہل اور غلو ہے خدا بچاوے **عَنْ** عَبْدِ اللّٰہِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
بِمِثْلِہٖ **ترجمہ** دوسری روایت بھی عبد اللہ بن مسعود سے ایسی ہی ہے **عَنْ** جَرِیْرٍ قَالَ قَالَ لِیَ
النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ اسْتَنْصِتِ النَّاسَ ثُمَّ قَالَ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِیْ کُفَّارًا

ن لا ترجعوا بعدی کفارا یضرب بعضکم رقاب بعض

يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ **ترجمہ** جریر بن عبداللہ بجلی سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
مجھسے فرمایا حجۃ الوداع میں (یعنے آخری حج میں وداع کا حج اسکو اسلیے کہتے ہیں کہ آپنے لوگوں کو رخصت کیا اس
حج میں اور دین کے احکام بتلائے اور دوسرے سال آپ کی وفات ہوئی) چپ کرو لوگوں کو (تاکہ وہ سنیں
اس ضروری بات کو) پھر فرمایا میرے بعد (یعنے اس موقف کے بعد یا وفات کے بعد) کافر نہ بن جانا ایک دوسرے
کی گردنیں مارکر **ف** یعنے اتفاق سے رہنا اور سب ملکر کافروں سے لڑنا تاکہ اسلام کو ترقی ہو اور جو پھوٹ کرو
گے اور آپس ہی میں ایک دوسرے کو مارو گے تو خود کافر ہو جاوگے امام نووی نے کہا اس حدیث کی تفسیر میں سات قول
ہیں ایک یہ مراد وہ لوگ ہیں جو آپس میں لڑنا درست جانیں ناحق وہ تو بلاشبہ کافر ہیں دوسرے یہ کہ مراد کفر سے ناشکری ہے اسلام کے حق کی تیسرے
یہ کہ وہ کفر سے قریب ہو جاوینگے اور یہ فعل انکو کفر تک پہونچا دیگا چوتھے یہ کہ یہ فعل کافروں کا سا ہے پانچویں یہ کہ مراد کفر ہے حقیقۃً اور غرض آپ
کی یہ ہے کہ میرے بعد کافر نہو جانا اسلام پر قائم رہنا چھٹے وہ جو حکایت کیا خطابی وغیرہ نے کہ مراد کفار سے سلح پوش
ہیں یعنے ہتیار بند ہوکر ایک دوسرے کی گردن نہ مارنا اور کافر سلاح پوش کو بھی کہتے ہیں ساتویں یہ کہ مت کافر
کہنا ایک دوسرے کو پھر گردنیں مارو کفر کے بہانے سے اور سب میں ظاہر چوتھی تاویل ہے اور اسکو اختیار کیا ہے قاضی
عیاض نے **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ **ترجمہ** عبداللہ بن عمر نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی روایت کیا ہے **عَنْ** عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَيْحَكُمْ اَوْ قَالَ وَيْلَكُمْ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَضْرِبُ
بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ **ترجمہ** عبداللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حجۃ الوداع
میں ویحکم یا ویلکم **ف** قاضی عیاض نے کہا یہ دونوں کلمے عرب کے لوگ تعجب اور درد میں استعمال کرتے
ہیں سیبویہ نے کہا ویل اوسکے لیے کہتے ہیں جو تباہی میں پڑ جاوے اور ویح رحم کے لیے اور منقول ہے اوس
کہ ویح زجر ہے اوس شخص کے لیے جو ہلاکت کے قریب ہو اور ان کلموں سے بددعا مقصود نہیں ہے فقط رحم اور تعجب
مقصود ہے اور حضرت عمر سے مروی ہے کہ ویح رحمت کا کلمہ ہے اور ہروی نے کہا کہ ویح اوس شخص کے لیے کہتے
ہیں جو آفت میں پڑ جاوے اور اوس کے سزاوار نہو اور ویل اوس کے لیے جو سزاوار ہو تو ویح سے رحم مقصود ہوتا ہے
اور ویل سے نہیں (نووی) **ت** مت ہو جانا میرے بعد کافر گردنیں مارنے لگو ایک دوسرے کی **عَنِ**
ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ شُعْبَةَ عَنْ وَاقِدٍ **ترجمہ** ابن عمر
سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے **بَابُ** اِطْلَاقُ اسْمِ الْكُفْرِ عَلَى الطَّعْنِ فِي النَّسَبِ وَالنِّيَاحَةِ

نسب میں طعنہ کرنے والے پر اور میت پر چلا کر رونے والے پر کفر کا اطلاق **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اثْنَانِ فِی النَّاسِ هُمَا بِهِمْ كُفْرٌ اَلطَّعْنُ فِی النَّسَبِ وَالنِّیَاحَۃُ عَلَی الْمَیِّتِ **ترجمہ** ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو باتیں لوگوں میں موجود ہیں اور وہ کفر ہیں ایک طعنہ کرنا نسب میں **ف** یعنی کسی کی ذات پر تہمت لگانا کہ وہ شریف نہیں ہیں یا اون کا خاندان برا ہے یا لونڈی کے جنے ہیں یہ سب کافروں کی تقلید ہے کیونکہ عرب کے کفار زمانہ جاہلیت میں اپنی حسب نسب پر بڑا فخر کرا کرتے تھے اور دوسروں کی نسب پر طعن تشنیع کرتے تھے مسلمانوں کو ہرگز یہ بات سزاوار نہیں اسلیے کہ سب بنی آدم ہیں اور فضیلت اور بزرگی علم اور اعمال صالحہ سے ہے اور قیامت میں بھی ہر شخص کو اسکے عمل کام آوینگے ذات اور نسب کچھ کام نہ آویگا جیسے دوسری حدیث میں صاف مصرح ہے **ف** دوسری چلا کر رونا میت پر (اوسکے اوصاف بیان کرکے جسکو نوحہ کہتے ہیں) **ف** نووی نے کہا ان دونوں کے کفر ہونے سے یہ مراد ہے کہ وہ کافروں کے فعل ہیں اور جاہلیت کی عادات ہیں یا وہ موذی ہوتے ہیں طرف کفر کی یا مراد کفران نعمت ہے اور ناشکری یا حلال جانکر کرنا ان کاموں کو وہ بلاشبہ کفر ہے اور اس حدیث سے بڑی برائی نکلی نوحہ کی اور نسب میں طعنہ کرنے کی اور ہر ایک کے باب میں مشہور حدیثیں آئی ہیں

## **بَابُ** تَسْمِیَۃِ الْعَبْدِ الْاٰبِقِ كَافِرًا

غلام اپنے مولیٰ کے پاس سے بھاگ جاوے اوسکو کافر کہنا **عَنْ** مَنْصُوْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنْ جَرِیْرٍ اَنَّهٗ سَمِعَهٗ یَقُوْلُ اَیُّمَا عَبْدٍ اَبَقَ مِنْ مَّوَالِیْهِ فَقَدْ كَفَرَ حَتّٰی یَرْجِعَ اِلَیْهِمْ فَقَالَ مَنْصُوْرٌ قَدْ وَاللّٰہِ رُوِیَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنِّیْ اَكْرَهُ اَنْ یُّرْوٰی عَنِّیْ هٰهُنَا بِالْبَصْرَۃِ **ترجمہ** منصور بن عبد الرحمٰن (اشل غدانی بصری ثقہ کہا اوسکو احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین نے اور ضعیف کیا اوسکو ابو حاتم نے) سنا شعبی سے انہوں نے سنا جریر سے وہ کہتے تھے جو غلام اپنے مالکوں کے پاس سے بھاگ جاوے وہ کافر ہو گیا (یہاں کفر سے مراد ناشکری ہے کیونکہ اس نے اپنے مالک کا حق ادا نکیا) جب تک لوٹ کر نہ آوے اونکے پاس منصور نے کہا قسم خدا کی یہ حدیث تو مرفوعًا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے (پر میں نے یہاں موقوفًا بیان کی جریر کا قول) لیکن مجھے برا معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث مجھ سے روایت کی جاوے اس جگہ بصرہ میں **ف** یہ منصور نے خاص خاص لوگوں سے کہدیا اور مرفوعًا روایت کرنا انہوں نے اس لیے برا جانا کہ بصرے میں اوس زمانے میں خوارج کا زور تھا جو گناہ کبیرہ کرنیوالے کو کافر کہتے اور ہمیشہ کے جہنم کا مستحق کرتے تو منصور کو ڈر ہوا کہیں خوارج اس حدیث سے سند نہ پکڑیں اور اوپر ہم خوارج کا مذہب اور

ل اثنتان

ف تقلید

ب رواہ عن رسول اللّٰہ

اوسکا بطلان بیان کر چکے ہین (نووی) **عن** جریر قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم
اَیُّمَا عَبْدٍ اَبَقَ فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّۃُ ترجمہ جریر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جو غلام بہاگ جاوے اوس سے ذمہ اتر گیا (یعنی اسلام کی پناہ جاتی رہی یا پہلے جو اوسکی رعایت ہوتی تہی وہ نہ ہوگی اور
مالک کو اختیار دیا جاویگا اوسکی ضرب اور حبس کا) **عن** جریر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال
اِذَا اَبَقَ الْعَبْدُ لَمْ تُقْبَلْ لَهٗ صَلٰوۃٌ ترجمہ جریر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب
غلام بہاگ جاوے تو اوسکی نماز قبول نہ ہوگی **ف** امام مازری نے اسکی تاویل کی ہے اور قاضی عیاض
نے انکی پیروی کی ہے وہ یہ ہے کہ حدیث محمول ہے اُس غلام پر جو بہاگنے کو حلال سمجھے وہ تو کافر ہے اوسکی تو نماز
قبول نہین اور شیخ ابو عمرو نے اس کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ خواہ وہ حلال سمجھے یا نہ سمجھے اوسکی نماز قبول
نہین اور قبول نہونے سے یہ لازم نہین آتا کہ نماز درست نہ ہو کیونکہ قبول نہ ہونا باعث ہے سقوط ثواب کا اور صحیح
نہ ہونا باعث ہے وجوب قضا کا نووی نے کہا یہ کلام بیشک عمدہ ہے اور ہمارے جمہور علما نے کہا ہے کہ مغصوب
گہر مین نماز صحیح ہے مگر ثواب نہ ہوگا اور فتاوی ابی النصر مین مین نے دیکہا کہ عراق کے اصحاب کا یہ قول محفوظ ہے
کہ مغصوب گہر مین نماز صحیح ہے اور فرض ذمہ سے ساقط ہوجاویگی پر ثواب نہ ہوگا ابو منصور نے کہا کہ خراسان کے
علما نے اسمین اختلاف کیا بعضون نے کہا نماز ہی صحیح نہ ہوگی انتہے **باب** بَیَانِ کُفْرِ مَنْ قَالَ مُطِرْنَا
بِالنَّوْءِ کافر ہونا اُس شخص کا جو کہے پانی پڑا تارون کی گردش سے **عن** زید بن خالد الجُهَنِیِّ
قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃَ الصُّبْحِ بِالْحُدَیْبِیَۃِ فِیْ اِثْرِ سَمَاءٍ کَانَتْ
مِنَ اللَّیْلِ فَلَمَّا انْصَرَفَ اَقْبَلَ عَلَی النَّاسِ فَقَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَاذَا قَالَ رَبُّکُمْ قَالُوا اللّٰهُ
وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ قَالَ اَصْبَحَ مِنْ عِبَادِیْ مُؤْمِنٌ بِیْ وَکَافِرٌ فَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا
بِفَضْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَتِهٖ فَذٰلِكَ مُؤْمِنٌ بِیْ کَافِرٌ بِالْکَوْکَبِ وَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ کَذَا
وَکَذَا فَذٰلِكَ کَافِرٌ بِیْ مُؤْمِنٌ بِالْکَوْکَبِ ترجمہ زید بن خالد جہنی سے روایت ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑہائی صبح کی ہمارے ساتھ حدیبیہ مین (جو ایک مقام کا نام ہے قریب مکہ کے)
اور رات کو پانی پڑچکا تہا جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگون کیطرف مخاطب ہوئے اور فرمایا تم جانتے ہو
تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا اونہون نے کہا اللہ اور اوسکا رسول خوب جانتا ہے آپ نے کہا اللہ تعالی
نے فرمایا میرے بندون مین سے بعضون کی صبح ایمان پر ہوئی اور بعضون کی کفر پر تو جس نے کہا پانی پڑا

اللہ کی فضل اور رحمت سی وہ ایمان لایا مجھپر اور کافر ہوا تارون سی اور جس نے کہا پانی پڑا تارون کی گردش سی وہ کافر
ہوا میرے ساتھہ اور ایمان لایا تارون پر **ف** نووی نے کہا اختلاف کیا علمانے اوس شخص کے باب مین
جو کہی پانی پڑا تارون کی حرکت سی بعضون نے کہا وہ درحقیقت کافر ہوگیا اور اسلام سی نکل گیا اور یہ اوس
صورت مین ہی جب کہنیوالا تارون کو فاعل اور مؤثر سمجھتا ہو پانی برسانے کی لیے جیسی جاہلیت کی لوگون کا
اعتقاد تہا اور جو شخص ایسا اعتقاد رکہے اوسکی کفر مین کچہ شک نہین اور اسی قول کیطرف جمہور علما گئے
ہین اون مین سی ہین امام شافعی رح اور یہی ظاہر ہی حدیث سی اور ان لوگون نے کہا ہی اگر کوئی کہے کہ تارون
کی گردش سے پانی پڑا لیکن اوسکا اعتقاد یہ ہو کہ پانی برسانیوالا اللہ ہی اور اُسی کی رحمت سی پانی پڑتا ہی
اور تارہ اگر کچہ ہو تو ایک نشانی ہے پانی پڑنیکی تو وہ کافر نہوگا گو ایسا کہنا مکروہ تنزیہی ہے پر گناہ نہین
اسمین اور سبب کراہت کا یہ ہی کہ یہ کلمہ مشابہ ہی کافرون کے کلمے کے اور شعار ہے جاہلیت کا اور بعضون
نے کہا کہ کفر سے مراد ناشکری ہی اور مطلب یہ ہی کہ اوس نے ناشکری کی خدا کی لیکن یہ اُسی صورت مین ہے
جب کہنیوالا تارے کو فاعل مؤثر نہ جانتا ہو اور مؤید ہے اس تاویل کی وہ جو دوسری روایت مین ہی کہ صبح
کی بعضون نے شکر پر اور بعضون نے کفر پر اور ایک روایت مین ہی کہ مین نے کوئی نعمت اپنی بندون کو نہین
دی پر بعضے ان مین کے صبح کو کافر ہوئے اور ایک روایت مین ہی کہ آسمان سی کوئی برکت اللہ نے نہین اوتاری
پر بعضے کافر ہوئے اوسکی ساتھہ تو مراد اس سے کفران نعمت ہی ہے اور نوء کا لفظ جو حدیث مین آیا ہے اس
مین بڑی گفتگو ہے خلاصہ بیان کیا ہی اسکا شیخ ابو عمرو بن الصلاح نے انہون نے کہا نوء تارے کو
نہین کہتے بلکہ نوء کے معنے ڈوبنا یا نکلنا اور اصل یہ ہی کہ اٹھائیس تارے ایسے ہین جنکا نکلنا تمام سال مین معین
اور معروف ہی اور وہی اٹھائیس منازل ہین قمر کی یعنے چاند کی ہر تیرہ رات کی بعد ایک تارہ ان مین
سے مغرب کیطرف ڈوب جاتا ہے اور دوسرا مقابل اوسکے اوسیوقت مشرق مین نکلتا ہے تو جاہلیت
کے لوگ یہ اعتقاد رکہتے تہے کہ جب پانی پڑتا تو اُس تارے کیطرف نسبت دیتے جو ڈوب جاتا اور اصمعی نے
کہا کہ اوس تارے کیطرف جو نکلتا مشرق سی ابو عبید نے کہا نوء سی ڈوبنا اسی مقام پر مراد ہے پھر کبھی نوء خود
تارے کو کہتے ہین زجاج نے کہا جو تارے مغرب کیطرف ڈوبین انکو نوء کہتے ہین اور جو مشرق کیطرف نکلین انکو
بارح کہتے ہین انتھے ما قال النووی **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ اَلَمْ تَرَوْا اِلٰی مَا قَالَ رَبُّکُمْ قَالَ مَا اَنْعَمْتُ عَلٰی عِبَادِیْ مِنْ نِعْمَةٍ اِلَّا اَصْبَحَ فَرِیْقٌ

مِنْهُمْ بِهَا كَافِرِيْنَ يَقُوْلُوْنَ الْكَوَاكِبُ بِالْكَوَاكِبِ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نہیں دیکھتے جو فرمایا تمہارے رب نے فرمایا اس نے مین نے کوئی نعمت نہیں دی اپنے بندون کو مگر ایک فرقے نے اُن مین سے صبح کو اوسکا انکار کیا اور کہنے لگے تارے تارے ف یعنی تارون کے پھیرنے کو اُس نعمت کی علت قرار دی اب تک دنیا مین ایسے ضعیف الاعتقاد ناسمجھ لوگ موجود ہین جو ہر شخص کی بھلائی برائی کو اوس کے ستارے کیطرف منسوب کرتے ہین اور قمر اور شمس اور سبعہ سیارہ کی حرکات کو خاص خاص انسان اور آدمیون کے لیے مفید اور مضر سمجھتے ہین اسمین شک نہین کہ اللہ تعالی نے ان بڑے بڑے جسمون کو بیکار پیدا نہین کیا اور چاند اور سورج کی وجہ سے منجملہ ہزارون فائدون کے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اون سے نباتات اور حیوانات کی پرورش ہوتی ہے پر یہ تاثیر سب نباتات اور حیوانات پر بطور عموم ہے جیسے انگار یا پانی کی تاثیر انگار اور پانی کیطرح آفتاب اور چاند کو بھی سمجھنا چاہیے کہ آفتاب یا چاند انسان کیطرح عقل نہین رکھتے نہ جان کہ بعضون کو نفع پہونچاوین اور بعضون کو نقصان اور جو اجرام علویہ کو طاقت دار اور صاحب قوت خیال کرتے ہو تو زمین بیچاری نے کیا قصور کیا ہے کہ وہ کسی کو نفع اور ضرر نہین پہونچا سکتی حالانکہ بنابر ہیأت جدیدہ کے زمین اور اور سیارون مین کوئی امتیاز نہین ہے۔ اصل یہ ہے کہ زمانہ سابق مین جب آلات اور دوربینین ایسی نہ تہین تو لوگون نے صرف آنکھون سے کام لیا تھا اور جہانتک اونکی آنکھون نے کام کیا وہ یہ تھا کہ انہون نے سات تارے سیارے نکالے اور باقی ثوابت اور چاند اور سورج کو بھی ایک سیارہ خیال کیا اسی طرح پانچ سیارے اور یعنی عطارد اور زہرہ اور مشتری اور مریخ اور زحل اور چونکہ یہ اجسام نہایت بلند اور اونچے اور چمکتے ہوئے نظر آئے اور اُنکی دورات ہمیشہ مختلف منازل مین زمین کے گرد پائی گئے اس لیے بعد اوہام کیا بہت سے خواص فلاسفہ اور حکما کو بھی یہ خیال گذرا کہ یہ اجسام عقل اور نفس رکھتے ہین اور انہون نے زمین کے مختلف واقعات اور حادثات کو جنکے اسباب پوشیدہ تھے ان سیارون کیطرف منسوب کیا پھر یہ خیال بڑھتے بڑھتے یہانتک بڑھا کہ صابئین اور کلدانی اور مصری لوگون نے چاند اور سورج اور اور سیارون کی پرستش شروع کر دی اور شرک مین گرفتار ہوئے اللہ تعالی نے جب اسلام کی روشنی دنیا مین پھیلائی اور یہ اعتقاد مٹنا شروع ہوا اور حضرت نے صاف فرمایا کہ منجمین جھوٹے ہین بعد اوس کے جب ہیأت کی زیادہ تحقیقات ہوئی اور بڑے بڑے آلات اور دوربینین ایجاد ہوئین تب سے تو اس اعتقاد کی جڑ اکھڑ گئی کیونکہ سوا ان سیارون کے اور کئی سیارے نظام شمسی مین معلوم ہوئے جیسے سیرس اور پالس اور جونو اور وسٹا اور

یورانس اور آفتاب مرکز عالم ٹھہرا اور زمین بھی ان سیاروں کیطرح ایک سیارہ قرار پایا اور چاند زمین کے تابع قرار پایا پہر سارا کارخانہ جو ہزار برس سے منجمین نے قائم کیا تہا اولٹ پلٹ اور چوپٹ ہو گیا اور محال ہو کہ مشتری اور مریخ اور زحل وغیرہ کی تاثیر تو خاص خاص آدمیوں پر ہوتی ہو اور سیرس اور پالس اور یورانس وغیرہ کی نہ ہوتی تو حالانکہ وہ بہی اون کیطرح سیارے ہین پہر محال ہو کہ زمین جسپر ہم بستے ہین اور وہ بہی ایک سیارہ ہے اسکی تاثیر ہم پر نہ ہو اور ان سیاروں کی باوصف اسقدر بعد کے ہمارے اوپر یہ قدرت اور طاقت ہو دور کے ڈہول سہاونے زمین بیچاری گہر کی مرغی ہے اوس کی کوئی قدر اور منزلت نہین اوسکو کہودتے ہین کوٹتے ہین مارتے ہین اوسپر چلتے ہین پاؤن سے روندتے ہین پہر دور کے تارے چمکتے اور اوچھے دیکہکر مقدس اور پاکیزہ خیال کیے جاتے ہین حالانکہ ان سیاروں پر اگر جانا ہو سکے تو صاف معلوم ہو جاوے کہ بعضے ان مین سے زمین سے بہی میلے اور کیچیلے اور غار اور پہاڑ دار ہین خود چاند مین دوربین سے اتنی بڑی بڑی غار معلوم ہوتی ہے کہ ہزارہا صدہا میل کی اونچی گہرائی ہے معاذ اللہ وہ کیسی مہیب اور تاریک ہونگی اور دور سے چاند کا وہ حسن ہے کہ معشوقون کے منہ کو اس سے تشبیہ دیتے ہین یہی حال ہو انسان کا وہ بغیر غور اور فکر کیے ہوئے اور بغیر اپنے فکر کو میزان مقرر سے جانچے ہوے ایک خیال کو جما لیتا ہے اور اسکا پیرو ہو جاتا ہے خیر یہ تاری تو بڑے بڑے اجسام ہین اور چمکتے اور روشن ہین خدا کی مار ان لوگون کی عقل پر جو پتہرون اور دریاؤن اور پہاڑون اور درختون اور جانورون کو پوجتے ہین اور انکو اپنا معبود و مالک اور متصرف خیال کرتے ہین بلکہ اپنے ہاتہ سے ایک بیجان پتلہ مٹی یا تانبے یا چاندی یا سونے کا بنا کر اوسکو پوجتے ہین خدا کو اپنی خواہش کے موافق گڑہا کرتے ہین اَفَرَاَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰهُ اور بعضے جو انکی نسبت ذرا عاقل ہین وہ آدمیون اور جنون کو پوجتے ہین اور آدمی کی سی بے ثبات اور ناپایدار ہستی کو معاذ اللہ خدا بنا دیتے ہین آدمی کو خدا کا بیٹا یا محبوب خیال کر کے اوسکو مقدس اور لائق عبادت کی جانتے ہین حالانکہ وہ آدمی جب زندہ تہے تو دنیا کی کسیبات مین اور آدمیون سے ممتاز نہ تہے کہاتے وہ تہے پیتے وہ تہے ہگتے موتتے وہ تہے جیسے اور آدمی مرے وہ بہی مر گئے یا مرنیوالے ہین پہر انکو خدائی سے کیا علاقہ وہ تو ہماری طرح خدا کی ایک مخلوق ہین اور اصل سبب یہ ہے کہ ان لوگون نے اب تک سچے خدا کو نہین پہچانا اور اوسکی عظمت اور بڑائی اور تقدس پر غور نہین کیا ورنہ ایسی ناپاک بات کہتے ہوے انکو شرم آتی اور وہ سچے مقدس خداوند کی درگاہ مین ایسی بے ادبی نہ کرتے خداوند کریم کی عظمت اوسکی مخلوقات مین غور کرنے سے معلوم ہوتی ہے زمین اوسکی ایک ادنی مخلوق ہے جسکا محیط چوبیس ۲۴ ہزار میل اور قطر قریب آٹہہ ہزار میل کے ہے پہر مشتری جو ہمارے نظام

شمسی مین ایک سیارہ ہی وہ ہماری اس زمین سے ہزار حصے بڑا ہے اور اسکا قطر نو لاکھہ میل ہے اسی طرح زحل ہی جو
قریب چھہ سو درجہ کے بڑا ہے اوسکا قطر اناسی ہزار میل ہے اسی طرح اور سیارے کچھہ زمین سے بڑے کچھ چھوٹے کچھہ
زمین کے برابر ہین ہماری زمین کو ایک چاند روشنی کے لیے عنایت ہوا ہی وہ بھی اس قدر بڑا ہی کہ اوسکا قطر
دو ہزار میل سے زیادہ ہے اور مشتری کو چار چاند اور زحل کو سات چاند اور یورینس کو چھہ چاند بوجہ اسکے کہ آفتاب
سے بہت دور ہین عنایت ہوئی ہین پہر آفتاب جو ان سب سیارون کا مرکز ہے اوسکی بڑائی اسقدر ہی کہ وہ
اکیلا ہماری زمین سی تیراہ لاکھہ حصے بڑا ہے اور زمین سی نو کروڑ پچیس لاکھہ میل بُعد رکھتا ہی اگر آفتاب
کی قدر کو برابر ایک کھڑے کی سمجھو تو زمین کی قدر ایک مٹر کے برابر ہوگی اگر آفتاب کی قریب سی توپ چھوڑی
جاوے تو زمین تک اُسکا گولہ اونیس برس مین بھی نہین پہونچیگا اب یہ سب سیاری اس آفتاب کی گرد پھرتے ہین
اور اُس سے گرمی اور روشنی حاصل کرتے ہین زمین کی حرکت اسقدر تیز ہے کہ ایک سو بیس گنا جلد توپ کی گولے
سے پھر رہی ہے اور اٹھاون ہزار میل ایک گھنٹے مین طی کرتی ہے اسی طرح اور تارے بھی اپنی اپنی مدار پر بڑے
سرعت اور تیزی سی گھوم رہے ہین پہر آفتاب ان سب بڑی بڑے جسمون کو لیے ہوئے معلوم نہین کس کے گرد
گھوم رہا ہے اسیوا ان سیارون کے خود ہمارے نظام مین بڑے بڑے دمدار تاری ہین جنکی عظمت پر
خیال کرنے سی خدا کا خوف دلمین آجاتا ہے ایک دمدار تاری کی دم دس کروڑ میل سے بہی زیادہ لنبی حساب
کی گئی تہی اور یہ دمدار تارے ایسے تیز رو ہین کہ انکی تیز روی خیال سی باہر ہے یہ آفتاب پاس آتے ہین
اور چکر کہاتے ہین پہر اپنے کجرو رستون مین نہایت جلد چلے جاتے ہین ۱۸۴۵ع مین ایک دمدار
تارہ ایسا زمین کے نزدیک آگیا تہا کہ چاند اور زمین کے بیچ مین ہو گیا تہا اور چاند کو نظر سے چہپا دیا تہا
وہ دمدار جو ۱۷۷۰ مین نمودار ہوا تہا زمین کے ایسا نزدیک آیا کہ زمین کی قوت جاذبہ نے اوسکی چلنے پر اثر
کیا تہا اگر وہ دمدار ہماری اس زمین سے رگڑ کہا کر ایک صدمہ پہونچاتا تو زمین مع تمام سمندرون اور
پہاڑون کے پانی کی ایک بوند کیطرح یا پتھر کی ایک ٹہیکری کیطرح کسی زبردست اور بڑے تارے پر جا پڑتی لیکن
وہ اپنی تیز روی سے مشتری کے چاندون کے بیچ مین سے ہو کر نکل گیا اگر ان چاندون مین سے کوئی آپ
نہایت تیز رو ہین سیکو اس تیز رو دمدار سی ٹکر لگ جاتی تو ایک یا دونون ٹوٹ جاتے پر خدا کی نظر اپنی سب
مخلوقات پر ہی اور وہ سب کی نگہبانی اور حفاظت کرتا ہے اب یہ سارا ہمارا نظام شمسی مع اپنے سب سیارون
اور دمدار ستارون وغیرہ کے خدا کے اون مصنوعات کے مقابلے مین جو آسمان پر بکثرت معلوم ہوتی ہین

بیقدر ہے اسلیے کہ یہ جو سب تارے صدہا ہزارہا آسمان پر چمکتے نظر آتے ہین ہر ایک ان مین سے بمنزلہ ایک ایک آفتاب
کے ہے اور اُسی طور پر ہر ایک کو ان مین سے سیارے عنایت ہوئی ہین پس کیا کیا عجیب قدرت خدا کی ہے رات
کو آسمان کیطرف دیکھکر غور کرو کہ جتنے تارے دوربین سے نظر آتے ہین وہ آٹھ کروڑ ہین ان مین سے ایک ایک امر
آفتاب کی مانند روشن ہے اور خیال مین یون آتا ہے کہ ایک ایک ان مین سے اس آفتاب کے موافق اپنے اپنے
جلو مین سیارون کو رکھتا ہے اور انکو گرمی اور روشنی دیتا ہے اسلیے شہنشاہ بے پرواہ قادر مطلق سچے خداوند
کی قدرت انسان کے فہم اور ادراک اور قیاس کو پریشان کرتی ہے کہ وہ ہر وقت اور ہر لحظہ ہین اور دم دار ستارون
اور سیارون اور لاکھون کروڑون آفتابون اور سیارون کی حفاظت کرتا ہے اور اپنی بے انتہا قدرت اور
اختیار سے ان بیشمار عالمون کو اپنے مقررہ راہون پر چلاتا ہے اور ایک سے دوسرے کو لڑنے اور ٹکر کہانے نہین دیتا
پہر ان ثوابت کا بعد زمین سے اس قدر دور ہے کہ سمجہ مین نہین آتا کوئی آدمی انکے بعد کا حساب نہین کرسکتا
ستر لاکہہ برس مین جتنی دور توپ کا گولہ جاویگا نزدیک ترین ستارہ اس سے بہی زیادہ دور ہے پہر کون جستجو کرکے
اسکی قدرت کو پا سکتا ہے اور کون خدا کے کمالات کو دریافت کرسکتا ہے اب ایسے خداوند عظیم الشان کی جلال
اور بزرگی کے سامنے انسان کا کیا رتبہ ہے جو اوسکی ایک ادنی مخلوق یعنی زمین کا کیڑا ہے اور وہ کس منہ سے خدائی
کا دعوی کرتا ہے یا جہاڑ یا پہاڑ یا دریا چاند یا سورج یا آدمی یا جن یا قبر یا ولی یا نبی کی پرستش کرتا ہے اور ایسے
ایسے خداوند عظیم الشان کیطرف اپنے دلکو متوجہ نہین کرتا اور اُسکو چہوڑکر اورون سے مدد چاہتا ہے اور اورون
سے اپنی حاجتین مانگتا ہے لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ بَرَكَةٍ اِلَّا اَصْبَحَ فَرِیْقٌ مِّنَ النَّاسِ بِهَا
ن
كَافِرِیْنَ یُنَزِّلُ اللّٰهُ الْغَیْثَ فَیَقُوْلُوْنَ الْكَوْكَبُ كَذَا وَكَذَا وَفِیْ حَدِیْثِ الْمُرَادِیِّ بِكَوْكَبِ ن / یُنزِلُ
كَذَا وَكَذَا ﴿م﴾ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے آسمان سے کوئی برکت
نہین اوتاری مگر صبح کو ایک فرقہ اُسکا انکار کرنے لگا اللہ پانی برساتا ہے لوگ کہتے ہین فلان فلان تارہ (یعنی
یا ڈوبا اوس کی وجہ سے پانی برسا) یا فلان تارے فلان تارے کے سبب سے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ
ن
مُطِرَ النَّاسُ عَلٰی عَهْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَصْبَحَ ن / رَسُوْلُ اللّٰهِ
مِنَ النَّاسِ شَاكِرٌ وَّمِنْهُمْ كَافِرٌ قَالُوْا هٰذِهٖ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَقَدْ صَدَقَ نَوْءُ كَذَا
وَكَذَا قَالَ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ فَلَا اُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُوْمِ حَتّٰی بَلَغَ وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ

ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے بارش برا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تو آپ نے فرمایا صبح کی لوگوں نے بعضوں نے شکر پر اور بعضوں نے کفر پر تو جنہوں نے شکر پر کی انہوں نے کہا یہ اللہ کی رحمت ہے اور جنہوں نے کفر کیا انہوں نے کہا فلانا نور فلانا نور سچ ہوئی پھر یہ آیت اتری فَلَا أُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُومِ اخیر تک ف یعنی میں قسم کھاتا ہوں تارے ڈوبنے کی یا نکلنے کی اور یہ قسم اگر سمجھو تو بڑی قسم ہے اخیر تک یہاں تک کہ فرمایا تم اپنا حصہ یہی لیتے ہو کہ جھٹلاتے ہو شیخ ابو عمرو نے کہا یہ مقصود نہیں کہ یہ سب آیتیں نور کے باب میں اتریں کیونکہ تفسیر اسکا انکار کرتی ہے بلکہ یہ آیت وَتَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ أَنَّكُمْ تُكَذِّبُونَ نور کے باب میں اتری اور باقی اور باب میں اللہ ابن عباس سے ایک روایت میں صرف یہی آیت مذکور ہے اور اس آیت کی تفسیر یہ ہے کہ تم اپنا شکر یا اپنے رزق کو شکر یا اپنا حصہ یہی لیتے ہو کہ جھٹلاتے ہو خدا کی رحمت کو اور نسبت کرتے ہو روزی کی تاروں کیطرف **باب الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ حُبَّ الْأَنْصَارِ وَعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ مِنَ الْإِيمَانِ وَعَلَامَاتِهِ وَبُغْضَهُمْ مِنْ عَلَامَاتِ النِّفَاقِ** انصار سے اور حضرت علی رضی سے محبت رکھنا ایمان میں داخل ہے اور اُن سے بغض رکھنا نفاق کی نشانی ہے

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آيَةُ الْمُنَافِقِ بُغْضُ الْأَنْصَارِ وَآيَةُ الْمُؤْمِنِ حُبُّ الْأَنْصَارِ ترجمہ انس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق کی نشانی یہ ہے کہ انصار سے دشمنی رکھے اور مومن کی نشانی یہ ہے انصار سے محبت رکھے ف کیونکہ انصار وہ لوگ ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینے میں بلوایا پھر ہر طرح سے آپ کی مدد کی گویا اسلام کو جمانے والے اور قائم کرنے والے انصار ہی ہیں تو اُن سے محبت رکھنا ہر مسلمان کا فرض ہے عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ حُبُّ الْأَنْصَارِ آيَةُ الْإِيمَانِ وَبُغْضُهُمْ آيَةُ النِّفَاقِ ترجمہ انس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انصار سے محبت رکھنا ایمان کی نشانی ہے اور اُن سے دشمنی رکھنا نفاق کی نشانی ہے

عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ فِي الْأَنْصَارِ لَا يُحِبُّهُمْ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضُهُمْ إِلَّا مُنَافِقٌ مَنْ أَحَبَّهُمْ أَحَبَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ أَبْغَضَهُ اللّٰهُ قَالَ شُعْبَةُ قُلْتُ لِعَدِيٍّ سَمِعْتَهُ مِنَ الْبَرَاءِ قَالَ إِيَّايَ حَدَّثَ ترجمہ عدی بن ثابت سے روایت ہے میں نے براء بن عازب سے سنا وہ حدیث بیان کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے انصار کے باب میں کہ انکا دوست مومن ہے اور اُن کا دشمن منافق ہے اور جس نے اون سے محبت کی اللہ اس سے محبت کریگا اور جس نے اون سے دشمنی کی اللہ اس سے دشمنی کریگا شعبہ نے کہا میں نے عدی سے کہا

پوچھا تم نے یہ حدیث براء سے سنی انہوں نے کہا براء نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یُبْغِضُ الْاَنْصَارَ رَجُلٌ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ
ترجمہ ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انصار سے کبھی دشمنی نہ رکھیگا وہ شخص جو
ایمان رکھتا ہے اللہ پر اور قیامت پر عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ
سَلَّمَ لَا یُبْغِضُ الْاَنْصَارَ رَجُلٌ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا پر یہ روایت — باب منہ
ابوسعید سے ہے عَنْ زِرٍّ قَالَ قَالَ عَلِیٌّ رضہ وَالَّذِیْ فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ اِنَّهٗ لَعَهْدُ النَّبِیِّ
الْاُمِّیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَیَّ اَنْ لَا یُحِبَّنِیْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا یُبْغِضَنِیْ اِلَّا مُنَافِقٌ ترجمہ زر بن
حبیش اسدی کوفی جو ایکسو بیس یا تین یا ستائیس برس کا ہوکر مرا اور اس نے جاہلیت کا زمانہ دیکھا تھا اس نے
کہا حضرت علی نے فرمایا قسم ہے اوسکی جس نے دانہ چیرا (پھر اوس میں سے گھانس اوگائی) اور جان بنائی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عہد کیا تھا کہ نہیں محبت رکھیگا مجھ سے مگر مومن اور نہیں دشمنی رکھیگا مجھ سے
مگر منافق ف حضرت علی رضہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی اور آپ کے داماد تھے اور بچپنے ہی سے
ایمان لائے تھے اور آپ اُن سے بہت محبت رکھتے تھے جب بڑے ہوے تو بہت مدد کی انہوں نے آپ کی اور
لڑائیوں میں بڑی بہادری اور جانبازی کی اور سخت کافروں کو مارا تو اُن کا احسان ہر ایک مسلمان پر ہے
اور ہر ایک مسلمان کو اون سے محبت رکھنا ضرور ہے

## باب بَیَانِ نُقْصَانِ الْاِیْمَانِ بِنَقْصِ الطَّاعَاتِ

وَبَیَانِ اِطْلَاقِ لَفْظِ الْکُفْرِ عَلٰی غَیْرِ الْکُفْرِ بِاللّٰهِ کَکُفْرِ النِّعْمَةِ وَالْحُقُوْقِ ایمان کا گھٹنا عبادت کی کمی سے
اور ناشکری اور احسان فراموشی کو کفر کہنا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ یَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ وَاَکْثِرْنَ الْاِسْتِغْفَارَ فَاِنِّیْ رَاَیْتُکُنَّ اَکْثَرَ
اَهْلِ النَّارِ فَقَالَتِ امْرَاَةٌ مِنْهُنَّ جَزْلَةٌ وَمَا لَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَکْثَرَ اَهْلِ النَّارِ قَالَ تُکْثِرْنَ
اللَّعْنَ وَتَکْفُرْنَ الْعَشِیْرَ مَا رَاَیْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَدِیْنٍ اَغْلَبَ لِذِیْ لُبٍّ مِنْکُنَّ
قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا نُقْصَانُ الْعَقْلِ وَالدِّیْنِ قَالَ اَمَّا نُقْصَانُ الْعَقْلِ فَشَهَادَةُ امْرَاَتَیْنِ
تَعْدِلُ شَهَادَةَ رَجُلٍ فَهٰذَا نُقْصَانُ الْعَقْلِ وَتَمْکُثُ اللَّیَالِیَ مَا تُصَلِّیْ وَتُفْطِرُ فِیْ رَمَضَانَ
فَهٰذَا نُقْصَانُ الدِّیْنِ ترجمہ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عورتوں
کی جماعت تم صدقہ دو اور استغفار کرو کیونکہ میں نے دیکھا اکثر جہنم میں عورتیں ہیں ایک عقلمند عورت

بولی یا رسول اللہ کیا سبب عورتین کیون زیادہ ہین جہنم مین آپنے فرمایا وہ لعنت بہت کرتی ہین اور خاوند کی
ناشکری کرتی ہین مین نے عقل اور دین مین کم اور عقلمند کو بیعقل کرنے والی تم سے زیادہ کسیکو نہ دیکھا وہ عورت
بولی ہمارے عقل اور دین مین کیا کمی ہے آپنے فرمایا عقل کی کمی تو اس سے معلوم ہوتی ہے کہ دو عورتون
کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر ہے اور دین کی کمی یہ ہے کہ عورت کئی دن تک (ہر مہینے مین) نماز
نہین پڑہتی (حیض کیوجہ سے) اور رمضان مین روزہ نہین رکہتی (حیض کے دنون مین) **ف** نووی
نے کہا اس حدیث سے بہت سی باتین معلوم ہوتی ہین ایک تو ترغیب صدقہ اور نیک کامون کی اور استغفار
بہت کرنیکی دوسرے یہ کہ نیکیون سے گناہ مٹ جاتے ہین جیسے قرآن سے ثابت ہے تیسری یہ کہ خاوند کی ناشکری
اور احسان فراموشی بڑا گناہ ہے اور جہنم کا وعدہ اوسی گناہ مین ہوتا ہے جو کبیرہ ہو چوتھی یہ کہ لعنت کرنا
بہی ایک گناہ ہے مگر کبیرہ نہین کیونکہ آپنے فرمایا وہ لعنت بہت کرتی ہین اور صغیرہ کو بہت کرنا کبیرہ ہے اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان پر لعنت کرنا اوسکو قتل کرنے کے برابر ہے اور اتفاق کیا
ہے علما نے لعنت کے حرام ہونے پر اور لعنت کہتے ہین لغت مین دور کر دینے اور نکال دینے کو اور شرع
مین اللہ کی رحمت سے دور کرنے کو تو درست نہین ہے یہ بات کہ دور کرین اللہ کی رحمت سے کسی کو جب
تک اوسکا حال اور اوسکے خاتمہ کا حال یقینا معلوم نہو اسیلیے علما نے کہا ہے کہ کسی شخص خاص پر لعنت
کرنا خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر درست نہین یہانتک کہ جانور پر بہی جب تک نص شرعی سے یہ بات معلوم نہو کہ وہ کفر
پر مرا ہے یا کفر پر مریگا جیسے ابوجہل یا ابلیس لیکن لعنت کرنا اوصاف کے ساتہہ تو حرام نہین ہے خود حدیث مین لعنت
آئی ہے اوس عورت پر جو بال جوڑے یا جوڑاوے گودنا گودے یا گدواوے سود کہانیوالی پر کہلانیوالے پر تصویر بنانے
والون پر ظالمون پر فاسقون پہ کافرون پر جو زمین کی نشانی مٹاوے اوس پر جو غلام اپنے مالک کے سوا اور کسیکو مالک بناوے
جو اپنے باپ کے سوا اور کسی کو باپ بناوے جو اسلام مین بدعت نکالے یا بدعتی کی مدد کرے وغیرہ وغیرہ بہت لوگون پر
پانچوین یہ کہ کفر کا اطلاق سوا کفر شرعی کے ناشکری اور احسان فراموشی پر بہی ہوتا ہے چہٹی یہ کہ ایمان مین زیادتی
اور کمی ہوتی ہے ساتوین یہ کہ امام اور حاکم کو نصیحت کرنا اپنی رعایا کو اور اون کو ڈرانا گناہون سے اور رغبت دلانا
عبادتون کی درست ہے آٹہوین یہ کہ شاگرد کو استاد سے اور رعیت کو امام سے پوچھنا اور سوال کرنا درست ہے جب
اوسکی سمجہہ مین کوئی بات نہ آوے نوین یہ کہ صرف رمضان کا لفظ کہنا درست ہے ماہ رمضان یا شہر رمضان کہنا ضرور
نہین امام ابو عبد اللہ مازری نے کہا یہ جو عورتون کی عقل کی کمی انکی گواہی سے نکالی یہ اشارہ ہے اوس آیت

ف بیان ملعونان

ف اطلاق کفر

کیطرف اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰهُمَا الاُخْرٰی تک یعنی اگر ایک عورت بہول جاوے تو دوسری اسکو یاد دلاوے اس سے معلوم ہوا کہ عورتون مین ضبط اور حفظ کم ہے اور اختلاف کیا ہی لوگون نے عقل مین بعضون نے کہا عقل علم کو کہتے ہین اور بعضون نے کہا علوم ضروریہ کو اور بعضون نے کہا عقل ایک قوت ہی جس کی وجہہ سے تمیز ہوتی ہے معلومات کے حقائق مین اور عقل کی حقیقت اور اوسکے اقسام مین بہت اختلافات ہے جو مشہور ہے اور کوئی حاجت اوسکے بیان کرنے کی اس مقام پر نہین ہے پہر اختلاف کیا ہی لوگون نے عقل کی جگہہ مین متکلمین نے کہا کہ عقل کی جگہہ دل ہے اور بعضی علما نے کہا ہے کہ عقل کی جگہہ دماغ ہے **مترجم** کہتا ہی کہ حال کے حکیمون نے بہت دلائل سے یہ بات ثابت کی ہی کہ عقل اور تمام قویٰ مدرکہ کا ظرف دماغ ہے اور جس شخص کو یہ دلائل دیکہنا ہو وہ حکمت کی کتابون کیطرف رجوع کرے اور عمدہ معنی عقل کا یہ ہی کہ بوجہہ مختلف تجارب اور واقعات کی جو قوت مدرکہ کو ایک حالت حاصل ہوتی ہے جسکی وجہ سی وہ تمیز کر لیتا ہی برے اور بہلے صحیح اور فاسد مین پہر امام نووی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عورتون کے دین کی کمی حیض کے دنون مین نماز نہ پڑہنی اور روزہ نہ رکہنے سی بیان کی اسکو بعض لوگون نے مشکل سمجہا ہے حالانکہ یہ مشکل نہین کیونکہ دین اور اسلام اور ایمان کا ایک ہی معنی ہے اور عبادات کو ایمان اور دین کہتے ہین اور جب یہ ثابت ہوا تو جس کے عبادات زیادہ ہین اوسکا ایمان اور دین بہی زیادہ ہی اور جس کی عبادات کم ہین اوسکا دین اور ایمان بہی کم ہے پہر نقصان دین کا کبہی تو اس طرح ہوتا ہے کہ انسان اوسکی وجہ سی گنہگار ہوتا ہے جیسے کوئی نماز یا روزہ ترک کرے بغیر عذر کے اور کبہی اس طرح ہوتا ہے کہ اوسکی وجہ سی گنہگار نہو جیسے کوئی جہاد یا جمعہ ترک کرے کسی عذر سی اور کبہی اس طرح ہوتا ہے کہ وہ مکلف ہو اوسکی ساتہہ جیسی حائضہ روزہ یا نماز ترک کرے اگر کوئی کہے کہ حائضہ جب معذور رہی تو چاہیے کہ حیض کی حالت مین اسکو نماز کا ثواب ہو اگرچہ وہ اوسکو قضا نہین کرتے جیسی مریض یا مسافر کو نوافل کا جنکو وہ حالت صحت اور اقامت مین ادا کرتے تہے ثواب ہوتا ہے تو جواب اسکا یہ ہی کہ ظاہر حدیث سی یہ معلوم ہوتا ہے کہ حائضہ کو ثواب نہ ہوگا اور فرق یہ ہی کہ مریض اور مسافر نوافل کو بہ نیت دوام ادا کرتے تہے اور اون کے لائق ہین برخلاف حائضہ کے اوسکی تو نیت بہی یہی ہے کہ حیض کی حالت مین نماز ترک کریگی بلکہ نماز کی نیت حیض کی حالت مین حرام ہے تو حائضہ کی نظیر وہ مریض یا مسافر ہے جو بعض وقت نوافل ادا کرتا تہا اور بعض وقت نہین ایسے مریض یا مسافر کو نوافل کا ثواب نہ ملیگا اپنی مرض یا سفر مین جب وہ اون کو ادا نکرے انتہے ما قال النووی عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ مَعْنٰی حَدِیْثِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ترجمہ

ابوسعید خدری اور ابوہریرہ سے بھی ایسا ہی مروی ہے جیسے ابن عمر سے **باب بیان اطلاق اسم الکفر علی**
**من ترک الصلوۃ** جو شخص نماز ترک کرے اُس کے کفر کا بیان **عن** ابی ہریرۃ قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قرأ ابن آدم السجدۃ فسجد اعتزل الشیطان یبکی یقول یا ویلہ
وفی روایۃ یا ویلی امر ابن آدم بالسجود فسجد فلہ الجنۃ وامرت بالسجود
فابیت فلی النار وفی روایۃ فعصیت فلی النار **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا جب آدمی سجدے کی آیت پڑھتا ہے پھر سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتا ہوا ایک طرف چلا جاتا ہے اور
کہتا ہے خرابی ہو اس کی یا خرابی ہو میری آدمی کو سجدے کا حکم ہوا اوس نے سجدہ کیا اب اُسکو جنت ملیگی اور
مجھے سجدے کا حکم ہوا میں نے انکار کیا یا نافرمانی کی میرے لیے جہنم ہے **ف** نووی نے کہا امام مسلم کا مقصود
احادیث کے ذکر کرنے سے یہ ہے کہ بعضے افعال کی ترک سے کفر ہو جاتا ہے یا حقیقۃً یا بُرا نام اور شیطان کا
کفر سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے ماخوذ ہے اس آیت سے واذ قلنا للملئکۃ اسجدوا لآدم فسجدوا الا ابلیس ابی واستکبر وکان
من الکافرین یعنی یاد کر اوس وقت کو جب ہم نے کہا فرشتوں سے سجدہ کرو آدم کو پھر سجدہ کیا انہوں نے مگر ابلیس
نے نہ مانا اور غرور کیا اور وہ تھا کافروں میں سے جمہور علماء نے یہ کہا ہے معنی اسکا یہ ہے کہ اللہ تعالی کے علم میں
وہ کافر تھا اور بعضوں نے کہا کہ کان بمعنی صار ہے یعنی ہو گیا کافروں میں سے جیسے وحال بینہما الموج فکان من
المغرقین **عن** جابر یقول سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان بین الرجل وبین الشرک والکفر ترک الصلوۃ **ترجمہ** جابر
سے روایت ہے میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے آدمی اور شرک اور کفر کے بیچ میں نماز کا ترک ہے **عن** جابر بن
عبد اللہ یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول بین الرجل وبین الشرک والکفر ترک الصلوۃ **ترجمہ** وہی
جو اوپر گذرا **ف** نووی نے کہا حدیث کا معنی یہ ہے کہ کفر سے مانع نماز کا ترک نہ کرنا ہے پھر جب نماز کو ترک کیا تو بندے اور شرک و کفر کے بیچ میں
کوئی روک نہ رہی اور شرک و کفر ایک ہے اور کبھی شرک خاص کیجاتی ہے بت پرستوں سے تو کفر عام ہوگا شرک سے اور جو شخص نماز کو ترک کرے اسکی
فرضیت کا انکار کر کے وہ تو کافر ہے باجماع اہل اسلام اور ملت اسلام سے خارج ہے لیکن اُس صورت میں جب وہ نو مسلم ہو اور لڑکا اسلام سے دور
نہ ہو تو کافر نہ ہوگا اور جو شخص نماز کو ترک کرے سستی اور کاہلی سے اسکو فرض جانکر تو اس کے باب میں علما کا اختلاف ہے امام مالک اور شافعی اور جمہور
سلف اور خلف کا یہ قول ہے کہ وہ کافر نہ ہوگا بلکہ فاسق ہوگا اور اس سے توبہ کرائی جاویگی پھر اگر وہ توبہ کرے اور نماز پڑھنے لگے تو خیر ورنہ اسکو
قتل کریں گے حداً جیسے زانی محصن کو سنگسار کرتے ہیں پر تارک صلوۃ کو تلوار سے قتل کریں گے اور ایک جماعت
سلف کا یہ قول ہے کہ وہ کافر ہو جاویگا اور یہی منقول ہے حضرت علی سے اور یہی مروی ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے

اور اسیطرف گئے ہین عبداللہ بن مبارک اور اسحاق بن راہویہ سراج الوہاج مین ہے کہ ظاہر حدیث اس مذہب
کی تائید کرتی ہے اور اسی کو ثابت کیا ہے علماے حدیث نے اور علامہ ابن قیم کی ایک جلد کتاب ہے اس باب
مین جسمین انہون نے مخالفون کی سب دلیلون کا جواب دیا ہے اور امام شوکانی نے سیل الجرار مین اسی کو اختیار کیا
ہے اور حاصل یہ ہے کہ جو کوئی قصدًا نماز ترک کرے وہ قتل کے لائق ہوگیا اور مسلمانون کے حاکم پر واجب ہے اُس
کو قتل کرنا اور اُس سے کہا جاویگا کہ نماز پڑھ پھر اگر اوسنے انکار کیا تو قتل کیا جاویگا فورًا اور کوئی ضرورت
نہین کہ مہلت دی جاوی اوسکو تین روز کی بلکہ انکار کرتا ہے اوسکو قتل کرین گے اور مین نے اسکو تفصیل
سے بیان کیا ہے ہدایۃ السائل مین انتہے نووی نے کہا ابوحنیفہ اور ایک جماعت کا اہل کوفہ مین سے یہ قول ہے
کہ وہ کافر نہ ہوگا اور نہ قتل کیا جاوے گا بلکہ اوسکو سزا دینگے اور قید کرینگے یہانتک کہ نماز پڑھے اور جو شخص کفر
کا قائل ہوا ہے اوسکی دلیل ظاہر حدیث ہے اور جس نے کہا کہ اُسکو قتل کرین گے اوس کی دلیل وہ حدیث ہے
کہ نہین حلال ہے مسلمان کا خون مگر ایک بات سے تین باتون مین سے اور انمین نماز کا ترک نہین ہے اور جمہور نے
جو کہا وہ کافر نہ ہوگا تو دلیل لاتے ہین اس آیت سے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ
یعنے اللہ نہین بخشیگا شرک کو اور بخشدیگا اوسکے سوا جسکو چاہے اور اس حدیث سے کہ جس نے لا الہ الا اللہ کہا وہ جنت
مین جاویگا اور جو شخص مر جاوی لا الہ الا اللہ پر یقین کرکے وہ جنت مین جاویگا اور اُسکو قتل کرنا چاہیے اوسکی
دلیل یہ آیت ہے فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ فَخَلُّوْا سَبِیْلَہُمْ یعنے اگر وہ توبہ کرین اور نماز پڑھین اور زکوۃ دین تو
اون کو چھوڑ دو یعنی جان بخشی کرو اور یہ حدیث ہے کہ مجھے حکم ہوا لوگون سے لڑنیکا یہانتک کہ وہ لا الہ الا اللہ
کہین اور نماز پڑھین اور زکوۃ دین پھر جب وہ ایسا کرین تو بچا لیا اونہون نے اپنا خون اور مال ۔ اور اس حدیث
کی تاویل یہی ہے کہ بندہ نماز کی ترک سے مستحق ہوگا اُس سزا کا جو کافر کو ہوتی ہے یعنی قتل کا یا حدیث محمول ہے
اُس پر جو نماز کو ترک کرنا درست سمجھے یا اوسکا انجام کفر ہے یا اوسکا فعل کافرون کا سا ہے انتہی

## باب

بَیَانُ کَوْنِ الْاِیْمَانِ بِاللّٰہِ تَعَالٰی اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ ایمان لانا اللہ پر سب کامون سے بڑھکر ہے

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ اِیْمَانٌ اَلْاِیْمَانُ
بِاللّٰہِ قِیْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ اَلْجِہَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ قِیْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ حَجٌّ مَّبْرُوْرٌ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کونسا کام افضل ہے (یعنی سب سے بڑھکر) آپ نے فرمایا اللہ پر ایمان لانا پھر پوچھا گیا اُسکے بعد کیا ہے آپ نے فرمایا
جہاد کرنا اللہ کی راہ مین پھر پوچھا گیا اُس کے بعد کیا ہے آپ نے فرمایا حج مبرور ف نووی نے کہا حج مبرور وہ ہے

جسمین کوئی گناہ نہو اور بعضون نے کہا جو حج قبول ہو جاوے خدا کو یا جو صادق ہو خالصًا لِلّٰہ پھر قبول ہونے
کی نشانی یہ ہے کہ حج کے بعد نیک کام زیادہ کرے اور گناہون سے بچتا رہے عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ
یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ الْاِیْمَانُ بِاللّٰهِ وَالْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِهٖ قَالَ قُلْتُ اَیُّ الرِّقَابِ
اَفْضَلُ قَالَ اَنْفَسُهَا عِنْدَ اَهْلِهَا وَاَكْثَرُهَا ثَمَنًا قَالَ قُلْتُ فَاِنْ لَمْ اَفْعَلْ قَالَ تُعِیْنُ صَانِعًا
اَوْ تَصْنَعُ لِاَخْرَقَ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَیْتَ اِنْ ضَعُفْتُ عَنْ بَعْضِ الْعَمَلِ قَالَ تَكُفُّ
شَرَّكَ عَنِ النَّاسِ فَاِنَّهَا صَدَقَةٌ مِنْكَ عَلٰی نَفْسِكَ ترجمہ ابو ذر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے مین نے پوچھا کون سا عمل افضل ہے آپ نے فرمایا ایمان لانا اللہ پر ف اس سے معلوم ہوا کہ عمل کا
اطلاق ایمان پر بھی ہوتا ہے اور مراد اس سے وہ ایمان ہے جس کے سبب سے آدمی مسلمان ہوتا ہے اور وہ دل سے یقین
کرنا ہے اور زبان سے کہنا ہے شہادتین کا تو یقین دل کا ہے اور کہنا زبان کا عمل اور یہان ایمان مین اور
اعمال داخل نہین ہین جیسے نماز روزہ جہاد حج وغیرہ کیونکہ انکو آگے بیان کیا ہے اور اس سے یہ لازم نہین آتا
کہ ان اعمال کو ایمان نہ کہین (سراج الوہاج) ف اور جہاد کرنا اوسکی راہ مین مین نے کہا کون سا
بردہ آزاد کرنا افضل ہے آپ نے فرمایا جو بردہ اوس کے مالک کو عمدہ معلوم ہو اور جسکی قیمت بھاری ہو ف
عجب ہے کہ ایک ہی بردہ آزاد کرنا چاہے اور جو اوسکے پاس کچھ روپیہ ہون اور اون کے بدلے دو
بردے سستے ملسکتے ہون پر اعلی بردہ ایک ہی آتا ہو تو دو کو لیکر آزاد کرنا افضل ہے ایک عمدہ کے آزاد کرنے
سے اور یہ قربانی کے خلاف ہے قربانی مین ایک موٹی تازی بکری دو دبلی بکریون سے بہتر ہے (سراج الوہاج)
مین نے کہا اگر مین یہ نہ کر سکون آپ نے فرمایا تو مدد کر کسی صانع کی (سراج الوہاج) مین ہے کہ بعضی نسخون
مین بجای صانع کے صائغ ہے یعنے گلانے والا اور بعضی نسخون مین ضائع ہے مگر صحیح صانع ہے صاد مہملہ سے جس
صورت مین صانع ہو صاد مہملہ اور نون سے تو معنے یہ ہونگے کہ مدد کر کسی کاریگر کی جو ہاتھ سے محنت اور مزدوری کرتا
ہو جیسے بڑھئی یا لوہار یا درزی وغیرہ کیونکہ یہ کمایان حلال ہین اور مراد وہ پیشہ والا ہے جسکو اوسکی کمائی پوری
نہوتی ہو اور اوس کے بچے بالے بہت ہون جنکی پرورش اوس کی کمائی مین دشوار ہو تو اوسکی مدد کرنا بڑا اجر
ہے اور جس صورت مین ضائع ہو ضاد معجمہ سے تو وہ ضیاع سے ہے جس کے معنے عیال کے ہین یعنی جو عیالدار ہو اور
مفلس ہو اوسکی مدد کر اور جس صورت مین صائغ ہو صاد مہملہ اور غین معجمہ سے تو معنی نہین بنتی کیونکہ صائغ سونے
چاندی کے گلانے والے کو کہین گے پھر اوسکی خصوصیت کی کوئی وجہ نہین ہے اور امام نووی نے اس مقام پر دو

نسخہ
صانعًا

ہی لفظون کو نقل کیا ہے ایک صانع صاد مہملہ اور نون سے اور دوسرے ضائع ضاد معجمہ اور عین مہملہ سے پھر یہ کہا کہ
صحیح علماء کے نزدیک صانع ہے صاد مہملہ اور نون سے اور قرینہ اسپر یہ ہے کہ مقابلہ کیا اسکا اخرق سے اور اخرق اوسکو
کہتے ہیں جسے کوئی ہنر اور پیشہ نہ آتا ہو اور ابن طاہر نے مجمع البحار میں بھی صرف دو لفظون کو نقل کیا ہے پھر یہ
کہا ہے کہ بعضون نے صانع صاد مہملہ اور نون سے صحیح کہا ہے اور بعضون نے دونون کو صحیح کہا ہے تو معلوم
نہین کہ سراج الوہاج میں تیسیر الفظ ضایع صاد مہملہ اور غین معجمہ سے کہان سے نقل کیا ہے اور شاید یہ
سہو ہو واللہ اعلم ف یا مزدوری کر اوس کے لیے جو بے ہنر ہو (یعنی کوئی کام اور پیشہ نہ جانتا ہو اور روٹی
کا محتاج ہو) میں نے کہا یا رسول اللہ اگر میں خود نا توان ہون بعض کام کر سکون آپ نے فرمایا تو کسی سے برائی کرنا
یہی تیرا صدقہ ہے اپنے نفس پر ف جیسے صدقہ دینے سے دوسرے کو فائدہ حاصل ہوتا ہے اسیطرح برائی نکرنے
سے نفس کو فائدہ حاصل ہوتا ہے دنیا میں آرام ملتا ہے اور آخرت میں ثواب ملیگا عن ابی ذر عن
ما بیسر — النبی صلی اللہ علیہ وسلم بنحوہ غیر انہ قال فتعین الصانع او تصنع لاخرق ترجمہ
ابوذر سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے عن عبد اللہ بن مسعود قال سألت رسول اللہ
الاعمال — صلی اللہ علیہ وسلم ای العمل افضل قال الصلوۃ لوقتها قال قلت ثم ای قال بر الوالدین
قال قلت ثم ای قال الجهاد فی سبیل اللہ فما ترکت استزیده الا ارعاء علیه ترجمہ عبد اللہ بن مسعود سے روایت
ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کون سا کام افضل ہے (یعنی سب سے بڑھکر ہے ثواب میں)
آپ نے فرمایا نماز پڑھنا اپنے وقت پر میں نے کہا پھر کون سا آپ نے فرمایا نیکی کرنا ماں باپ سے (اپنی انکو خوش اور
راضی رکھنا اور اون کے ساتھ احسان کرنا اور اونکے دوستون کے ساتھ بھی سلوک کرنا) میں نے کہا پھر کون سا
آپ نے فرمایا جہاد کرنا اللہ کی راہ میں پھر میں نے زیادہ پوچھنا چھوڑ دیا آپ کی رعایت کرکے (تاکہ آپ پا
پر بار نگذرے) عن عبد اللہ بن مسعود قال قلت یا نبی اللہ ای الاعمال اقرب الی
الجنة قال الصلوۃ علی مواقیتها قلت وماذا یا نبی اللہ قال وبر الوالدین قلت وماذا
والجهاد — یا نبی اللہ قال الجهاد فی سبیل اللہ ترجمہ عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے میں نے کہا اے نبی اللہ کے
کون سا کام زیادہ نزدیک کرتا ہے جنت کے آپ نے فرمایا نماز پڑھنا اپنے وقت پر (یعنے اول وقت)
میں نے کہا اور کیا اے نبی اللہ کے آپ نے فرمایا نیکی کرنا ماں باپ سے میں نے کہا اور اے نبی اللہ کے آپ نے
فرمایا جہاد کرنا اللہ کی راہ میں عن ابی عمرو الشیبانی قال حدثنی صاحب هذه الدار

وَاَشَارَ اِلٰی دَارِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ قَالَ الصَّلٰوۃُ عَلٰی وَقْتِہَا قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَیْنِ قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ ثُمَّ الْجِہَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنِیْ بِہِنَّ وَلَوِ اسْتَزَدْتُّہٗ لَزَادَنِیْ ترجمہ ابوعمرو شیبانی سے روایت ہے مجھسے بیان کیا اس گھر والے نے اور اشارہ کیا عبداللہ بن مسعود کے گھر کیطرف کہا پوچھا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کونسا کام بہت پسند ہے اللہ تعالی کو آپنے فرمایا نماز پڑہنا اپنے وقت پر مین نے کہا پھر کونسا آپ نے فرمایا نیکی کرنا مان باپ سے مین نے کہا پہر کون سا آپ نے فرمایا جہاد کرنا اللہ کی راہ مین بیان کیا آپنے انہی کامون کو اور جو مین زیادہ پوچھتا تو آپ اور زیادہ تبلاتے **عَنْ** شُعْبَۃَ بِھٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَہٗ وَزَادَ وَاَشَارَ اِلٰی دَارِ عَبْدِ اللّٰہِ وَمَا سَمَّاہُ لَنَا ترجمہ دوسری روایت بہی ایسی ہی ہے اوسمین یہ ہے کہ ابوعمرو شیبانی نے اشارہ کیا عبداللہ بن مسعود کے گھر کیطرف اور ان کا نام نہ لیا **عَنْ** عَبْدِ اللّٰہِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ اَوِ الْعَمَلِ الصَّلٰوۃُ لِوَقْتِہَا وَبِرُّ الْوَالِدَیْنِ ترجمہ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب کامون پر بڑہ کر یا سب سے بڑھکر کام نماز پڑہنا ہے اپنے وقت پر اور نیکی کرنا ہے مان باپ سے **ف** نووی نے کہا اس مقام پر ایک اشکال ہے وہ یہ ہے کہ بعضی روایتون مین سب سے افضل ایمان کو قرار دیا پہر جہاد کو پہر حج کو اور بعض مین ایمان اور جہاد کو اور بعض مین نماز کو پہر ماں باپ سے سلوک کرنے کو پہر جہاد کو اور بعض مین کہانا کہلانیکو اور ہر ایک کو سلام کرنیکو اور بعض مین اپنی زبان اور ہاتھ سے مسلمانون کو بچانے کو اور بعض مین قرآن سیکہنے اور سکہانے کو اور اسکی مثل بہت سی صحیح حدیثون مین مذکور ہے تو اختلاف کیا ہے علمانے کہ کیونکر جمع ہوگا ان اختلافون کا حلیمی نے قفال شاشی کبیر سے نقل کیا کہ دو طرح سے جمع ہوسکتا ہے ایک تو یہ کہ یہ اختلاف باعتبار اختلاف احوال اور اشخاص کے ہے اور کبھی کہتے ہین یہ بات سب سے بہتر ہے اور یہ مراد نہین ہوتی کہ ہر طرح یا ہر شخص کے لیے بہتر ہے اور دلیل اسکی یہ ہے کہ ابن عباس کے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے حج نہین کیا اس کے لیے حج چالیس جہاد سے بہتر ہے اور جس نے جہاد نہین کیا اسکے لیے ایک جہاد چالیس حج سے بہتر ہے دوسرے یہ کہ افضل الاعمال کے پہلے من کا لفظ مقدر ہو تو ترجمہ یہ ہوگا کہ افضل کامون مین سے ایمان ہے اور جہاد ہے اس صورت مین کوئی اشکال نہین جیسے کہتے ہین فلان شخص ادمیون کا عاقل ہے یا افضل ہے اور مراد یہ ہوتی ہے کہ اُن کے عاقلون یا افضلون مین سے ہے اور ایسی ہی قول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بہتر تم مین کا وہ ہے جو بہتر ہو اپنے گھر کے لوگون کے لیے اور

معلوم ہے یہ بات کہ گہر والون کے لیے بہتر ہونے سے سب لوگون سے بہتر نہین ہو سکتا اور ایسی ہی لوگ ہمیشہ مین سب سے زیادہ عالم سے نفرت کرنیولے اوسکی ہمسایے ہوتے ہین حالانکہ ممکن ہے کہ اور کوئی شخص اوسکے ہمسایون سے بہی زیادہ اوسکی پرواہ نہ رکہتا ہو یہ کلام ہے قفال کا اس صورت مین ایمان سب سے افضل ہوگا اور باقی اعمال اوسکے ہونگے فضیلت مین پر بعضی خاص صورتون مین یا خاص شخصون مین ایک عمل دوسرے سے زیادہ فضیلت رکہیگا اور ثم کا لفظ جو بعضی روایتون مین ہے اوس سے کسی ایک عمل کی دوسرے سے فضیلت مین مقصود نہین بلکہ محض ترتیب ذکری کے لیے ہے جیسے ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا اور قاضی عیاض نے جمع کے لیے دو وجہین بیان کی ہین ایک تو یہی وجہ جو پہلے مذکور ہوئی انہون نے کہا کہ جواب مین اختلاف بوجہ اختلاف احوال کے ہے تو بتلایا آپ نے ہر ایک قوم کو وہ کام جو بہت ضروری تہا اون کے لیے یا جسکو انہون نے حاصل نہین کیا تہا یا پہچانا نہ تہا دوسرے یہ کہ آپنے مقدم کیا جہاد کو حج پر اسلیے کہ جہاد کی بہت ضرورت تہی اوس زمانے مین بوجہ شروع زمانہ اسلام کے اور صاحب تحریر نے ایک وجہ بیان کی ہے اور دوسری یہ کہ ثم کلام عرب مین ترتیب کو مقتضی نہین اور یہ قول شاذ ہے اہل عربیت اور اصول کے نزدیک پہر صاحب تحریر نے کہا صحیح یہ ہے کہ جہاد کو آپنے مقدم کیا اس لیے کہ مراد آپکی وہ زمانہ ہے جب جہاد کی بہت ضرورت ہو اور کافرون کا ہجوم ہو جاوے اوس وقت تو جہاد سب پر فرض ہو جاتا ہے اور جہاد مین فائدہ ہے تمام مسلمانون کا اور حج تو دوسرے وقت مین بہی ادا ہو سکتا ہے انتہی ما قال النووی ملخصًا

## بَابُ بَيَانِ كَوْنِ الشِّرْكِ أَقْبَحَ الذُّنُوبِ وَبَيَانِ أَعْظَمِهَا بَعْدَهُ

شرک سب سے بڑا گناہ ہے اور پہر اوسکے بعد کون سا گناہ ہے اوس کا بیان

**عَنْ** عَبْدِ اللهِ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللهِ قَالَ أَنْ تَجْعَلَ لِلَّهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ قَالَ قُلْتُ لَهُ إِنَّ ذَلِكَ لَعَظِيمٌ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مَخَافَةَ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ ثُمَّ أَنْ تُزَانِيَ حَلِيلَةَ جَارِكَ **ترجمہ** عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچہا کونسا گناہ اللہ کے نزدیک بڑا ہے آپ نے فرمایا یہ کہ تو اللہ کا شریک یا برابر والا کسی اور کو بناوے حالانکہ تجہے اللہ نے پیدا کیا (پہر تو اپنے صاحب پیدا کرنیوالے کو چہوڑ کر دوسرے کو مالک بناوے یہ کتنا بڑا اندہیر ہے اور مالک اس کام سے کیسا ناراض ہوگا) مین نے کہا یہ تو بڑا گناہ ہے اب اس کے بعد کون سا گناہ ہے آپ نے فرمایا تو اپنی اولاد (لڑکا یا لڑکی) کو مار ڈالے اس ڈر سے کہ تیرے ساتہ روٹی کہاویگا **ف** یعنے تو مفلس ہو اور تجہے خود اپنی اور اپنی بی بی کے کہانیکی تکلیف ہو پہر تو یہ خیال کرے کہ

اولاد کو کہان سی کہلاؤن گا اوسکو مار ڈالے تو یہ بڑا گناہ ہی جو شرک کے بعد ہی پر اور سب گناہون سے بڑہکر ہے کس
لیے کہ یہ گناہ کیا ہے مجموعہ ہی گناہون کا اول تو ناحق خون کرنا دوسرے خدا کی نسبت بد اعتقاد ہونا وہ جسکو پیدا کرتا
ہے اوسکا رزق بہی اوتارتا ہے تیسرے حرص کہانے کی چوتہی بخیلی پانچوین بے رحمی چہٹی کمینہ پن اور پاجی پن
اور بیہمتی خدا بچاوے ایسے خیالون سے **ت** مین نے کہا پہر کونسا گناہ آپنے فرمایا تو زنا کرے اپنی ہمسائی
کی عورت سے **ف** اوسکی بی بی یا لونڈی سے ہرچند زنا کرنا مطلقا کسی عورت کی ساتہہ ہو بڑا گناہ ہی پر ہمسائے
کی بی بی کے ساتہہ بڑا اور بہی بڑا گناہ ہے کیونکہ ہمسایہ کو توقع ہوتی ہے کہ اوسکا ہمسایہ اوسکی مدد کرے گا اوس کے
بال بچون کی ضرورت کیوقت حفاظت کرے گا پہر ایسے موقع مین اوسی کی بی بی کے ساتہہ زنا کرنا کتنی بڑی
بیحیائی اور خیانت ہے خدا بچاوے **عن** عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الذَّنْبِ اَكْبَرُ
عِنْدَ اللّٰهِ قَالَ اَنْ تَدْعُوَ لِلّٰهِ نِدًّا وَّهُوَ خَلَقَكَ قَالَ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ اَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مَخَافَةَ
اَنْ يَّطْعَمَ مَعَكَ قَالَ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ اَنْ تُزَانِيَ حَلِيْلَةَ جَارِكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِيْقَهَا وَالَّذِيْنَ
لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ
يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا **ترجمہ** عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہی ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ کون سا گناہ
بڑا ہے اللہ کے نزدیک آپ نے فرمایا یہ کہ تو اللہ کا شریک کرے کسی کو حالانکہ پیدا کیا تجہے اللہ نے اوس نے کہا پہر
کیا آپ نے فرمایا یہ کہ تو قتل کرے اپنی اولاد کو اس ڈر سے کہ وہ کہاویگی تیرے ساتہہ اوس نے کہا پہر کیا آپ
نے فرمایا یہ کہ تو زنا کرے اپنی ہمسائی کی عورت سے پہر اللہ تعالی نے قرآن مین اسیکو موافق اوتارا وَالَّذِيْنَ
لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ اخیر تک یعنی اللہ کے خاص بندے وہ ہین جو نہین پکارتے اللہ کے ساتہہ کسی دوسرے
خدا کو اور نہین قتل کرتے اوس جان کو جسکا قتل کرنا اللہ نے حرام کیا مگر کسی حق کے بدلے اور نہین زنا کرتے
اور جو کوئی یہ کام کرے وہ اسکی سزا پاویگا **بَابُ الْكَبَائِرِ وَاَكْبَرِهَا** باب بیان مین اون
گناہون کے جو کبیرہ ہین پہر اُن مین بڑے کون کون گناہ ہین اونکا بیان **عن** اَبِيْ بَكْرَةَ اَنَّهٗ قَالَ كُنَّا
عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِاَكْبَرِ الْكَبَائِرِ ثَلٰثًا اَلْاِشْرَاكُ
بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ اَوْ قَوْلُ الزُّوْرِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّكِئًا
فَجَلَسَ فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتّٰى قُلْنَا لَيْتَهٗ سَكَتَ **ترجمہ** ابو بکرہ سے روایت ہی کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تہے آپنے فرمایا کیا نہ بتلاؤن مین
تم کو بڑا کبیرہ گناہ تین بار آپ نے یہ فرمایا **ف** نووی نے کہا علما نے اختلاف کیا ہی کبیرہ گناہ کی تعریف مین ابن عباس رضی اللہ

سے مروی ہے جس چیز سے اللہ نے منع کیا ہے اوسکا کرنا کبیرہ ہے اور یہی اختیار کیا ہے استاذ ابو اسحق نے اور
قاضی عیاض نے یہ مذہب محققین کا لکھا ہے اور دلیل اُن کی یہ ہی کہ ہر ایک مخالفت اللہ جل جلالہ کے نظر کرنے
کبیرہ ہے اور جمہور سلف اور خلف اس طرف گئی ہین کہ گناہ دو قسم کے ہین ایک کبیرہ ایک صغیرہ اور یہ بھی
ابن عباس سے مروی ہے اور کتاب اور سنت اور سلف اور خلف کے اقوال سے اس پر بہت دلیلین ہین امام
غزالی نے بسیط مین لکھا ہے کہ صغیرہ اور کبیرہ مین جو فرق ہے اوسکا انکار کرنا فقہ سے بعید ہے کیونکہ شرع کے
مضامین سے یہ امر ثابت ہی اور اور لوگون نے بھی ایسا ہی کہا ہے اور بیشک اللہ جل جلالہ کی مخالفت خواہ کیسی
چھوٹی ہو نہایت بُری ہی بہ نسبت اللہ کی جلال اور بزرگی کے پر بعضی مخالفت بعض سے بڑہکر ہے اور اسیوجہ
سے بعضی گناہ ایسی ہین جو معاف ہوجاتے ہین نماز اور روزہ کے اور حج اور عمرے اور وضو وغیرہ عبادات سے جیسی احادیث
صحیحہ مین وارد ہے اور بعض ایسے ہین جو معاف نہین ہوتے پہر اول قسم کے گناہ صغائر ہین اور دوسری قسم کے
کبائر اب جب یہ ثابت ہوا کہ گناہ دو قسم کے ہین ایک صغائر اور ایک کبائر تو اختلاف کیا علما نے اونکے
ضبط مین بڑا اختلاف ابن عباس رضہ سے مروی ہے کبیرہ وہ گناہ ہے جسپر اللہ نے جہنم یا غضب یا لعنت یا
عذاب یا اور کوئی لفظ مانند اسکے فرمایا ہے اور حسن بصری سی بہی ایسا ہی منقول ہے اور بعضون نے کہا
کبیرہ وہ گناہ ہے جسپر اللہ نے آخرت مین جہنم کا وعدہ کیا یا دنیا مین کسی سزا (حد) کا امام غزالی نے بسیط
مین کہا کہ عمدہ تعریف یہ ہی کہ جو گناہ انسان کرتا ہے اوسکو ہلکا سمجھکر اور اُس سے ڈرتا نہین نہ شرمندہ
ہوتا ہے وہ کبیرہ ہی اور جس سی اوسکو ندامت ہوتی اور آیندہ بچنے کا خیال ہوتا ہے وہ کبیرہ نہین ابن الصلاح
نے کہا کبیرہ کہتے ہین بڑے گناہ کو اور اُسکی کئی نشانیان ہین ایک یہ اوس مین حد ہو (جیسے زنا یا چوری یا
شراب خواری یا تہمت زنا یا راہزنی) دوسری یہ کہ اوسپر وعدہ ہو جہنم کے عذاب کا تیسرے یہ کہ اوسکی کرنے
والی کو فاسق کہا ہو چوتھی یہ کہ اوسپر لعنت کی ہو جیسے لعنت کی ہے اللہ نے اوسپر جو زمین کی نشانی
مٹاوے - امام ابو محمد بن عبد السلام نے کہا جب تو صغیرہ اور کبیرہ کو پہچاننا چاہے تو اُس گناہ کی برائی مین
غور کر اگر اوس کی برائی اون گناہون کی برائی سے جنکو حدیث مین کبیرہ کہا ہے برابر یا زیادہ ہو تو وہ
کبیرہ ہی ورنہ وہ صغیرہ ہے تو جس نے خداوند کریم کو برا کہا یا اوسکے رسول کو برا کہا یا توہین کی کسی پیغمبر کی یا جھٹلایا
کسی پیغمبر کو یا کعبے مین نجاست لگائی یا قرآن کو اُٹھا کر نجس جگہہ مین پہینک دیا تو اوس نے بڑا کبیرہ گناہ کیا
حالانکہ شرع نے ان افعال کو کبیرہ نہین کہا اسی طرح اگر کسی شخص نے ایک پاکدامن عورت کو پکڑا زنا کرنے

کبائر

کے لیے یا کسی مسلمان کو پکڑا خون کرنے کے لیے ترجمہ شک نہین کہ اوسکی برائی یتیم کے مال کہا جانے سے بڑہ گئی اور وہ کبیرہ ہے پس یہ بہی کبیرہ ہوئے اسی طرح اگر کافرون کو مسلمانون کے بال بچے عورتین بتلا دین اور وہ جانتا ہے کہ کافر انکو ستاوینگے اور عورتون کو بیعزت کرینگے تو اسکی برائی میدان جنگ مین بہاگنے سے زیادہ ہے پس یہ بہی کبیرہ ہوا اسیطرح اگر کسی آدمی پر ایسا جہوٹ باندہا جس کی وجہ سے جانتا ہے کہ وہ مارا جاویگا تو یہ ایک کبیرہ ہوا البتہ اگر اوسکی وجہ سے ایک کہجور اُس کی جاتی رہی گی تو وہ کبیرہ نہین ہے اور شرع نے تصریح کر دی کہ جہوٹی گواہی اور یتیم کا مال کہا جانا دونون کبیرہ گناہ ہین پہر اگر ان دونون کامون سے بڑا نقصان ہو تو ظاہر ہے کہ وہ کبیرہ ہین اور جو نقصان بہت قلیل ہو جب بہی وہ کبیرہ ہین تاکہ ان گناہون کی جڑ مٹ جاوے اور لوگ باز آدین جیسے شراب کا ایک قطرہ پینا کبیرہ ہے اگرچہ اُس سے کوئی نشہ نہین ہوتا اسی طرح ناحق فیصلہ کرنا بہی کبیرہ ہے کیونکہ جہوٹی گواہی سبب ہے ناحق فیصلہ کی پہر جب جہوٹی گواہی کبیرہ گناہ ہے تو فیصلہ اور حکم ناحق کرنا ضرور کبیرہ ہوگا اور بعضے علما نے یہ تعریف کی ہے کہ کبیرہ وہ گناہ ہے جسکے ساتہہ کوئی وعید یا حد یا لعنت مذکور ہو پہر جو گناہ برائی مین ایسے گناہ کے برابر ہو وہ بہی کبیرہ ہوگا۔ امام ابو الحسن واحدی نے کہا صحیح یہ ہے کہ کبیرہ کی کوئی تعریف نہین بلکہ بعضی گناہون کو شرع نے کبیرہ کہا اور بعضون کو صغیرہ اور بعض گناہون کا ذکر شرع نے نہین کیا اون مین کبیرہ بہی ہین اور صغیرہ بہی اور حکمت بیان نکرنیکی یہ ہے کہ آدمی اون سب گناہون سے بچے اس ڈر سے کہ کہین کبیرہ نہ ہون اور یہ ایسا ہی جیسے شرع نے شب قدر کو اور ساعت جمعہ کو چہپایا۔ علما نے کہا ہے کہ صغیرہ گناہ بار بار کرنے سے کبیرہ ہوجاتا ہے اور حضرت عمر اور ابن عباس سے منقول ہے کہ توبہ اور استغفار کے ساتہہ کوئی گناہ کبیرہ نہین اور اصرار (یعنے بار بار کرنا) کے ساتہہ کوئی گناہ صغیرہ نہین اسکا مطلب یہ ہے کہ کبیرہ گناہ توبہ اور استغفار سے معاف ہوجاتا ہے اور صغیرہ اصرار سے کبیرہ ہوجاتا ہے ابن عبد السلام نے کہا کہ اصرار کی حد یہ ہے کہ اتنی بار اوس گناہ کو کرے جس سے اوسکی بے پرواہی معلوم ہو اسیطرح جب کئی صغیرہ گناہ ہون کہ وہ سب ملا کر کبیرہ کی برائی کو پہونچ جاوین ابن الصلاح نے کہا اصرار یہ ہے کہ گناہ کو کرے اوس سے باز آنیکا قصد نہ کرے بلکہ پہر کرنے کا یا ہمیشہ اوسکو کرتا رہے مترجم کہتا ہے کہ اصرار کی تعریف یہی صحیح ہے ورنہ بار بار کرنا اصرار نہین اگر بار بار توبہ کرتا رہتا ہو کیا حدیث مین ہے کہ جس نے استغفار کیا اوس نے اصرار نہین کیا اگرچہ دن مین ستر بار وہی گناہ کرے

**ت** شرک کرنا اللہ کے ساتہہ یہ تو ظاہر ہے کہ سب سے بڑا کبیرہ گناہ ہے ) دوسرے نافرمانی کرنا ماں باپ کی **ف**

حدیث مین عقوق کا لفظ ہی جس کے معنے کاٹنا اور نہ ماننا اور عاق اوسکو کہتے ہین جو اپنے باپ کی اطاعت
چہوڑ دے نووی نے کہا جو عقوق شرع مین حرام ہے اوسکی تعریف کم لوگون نے کی ہے شیخ امام ابو
عبد السلام نے کہا مین نے عقوق والدین اور اُن کے حقوق مین کوئی عمدہ قاعدہ نہین پایا اسلیے کہ باتفاق
علما ہر ایک امر اور نہی مین والدین کی اطاعت ضرور اور واجب نہین البتہ جہاد بغیر مان باپ کی اجازت
کے درست نہین کیونکہ ماں باپ پر جہاد بہت گران گذرتا ہے وہ ڈرتے ہین لڑکے کے زخمی ہونے یا مارے
جانے سے اور اس سے انکو بہت رنج ہوتا ہے اسی پر ہر ایک سفر کو قیاس کر لینا چاہیے جسمین جان جانیکا یا
اور کسی صدمہ کا خوف ہو ابن الصلاح نے کہا جو عقوق حرام ہے وہ یہ ہے کہ کوئی کام ایسا کرے جس سے
والدین کو رنج ہو اور رنج بہی کیسا سخت بشرطیکہ وہ کام اسپر شرع کے رو سے واجب اور فرض نہ ہو اور بعضون
نے کہا ہے کہ والدین کی اطاعت ہر ایک امر مین واجب ہے بشرطیکہ وہ امر گناہ نہ ہو اور اُن کا خلاف کرنا عقوق
ہے اور مشتبہ کامون مین بہی اون کی اطاعت بعضی علما نے وجب کی ہے اور ہمارے علما نے طلب علم یا
تجارت کے لیے سفر جائز رکہا ہے بغیر مان باپ کی اجازت کے وہ ہمارے اوس کلام کے خلاف نہین ہو جو ہم نے
بیان کیا۔ مترجم کہتا ہے کہ والدین کی اطاعت فرض ہے مثل اور فرائض کی مگر خدا کی اطاعت اونکی
اطاعت پر مقدم ہے تو نہ ترک کیا جاوے فرض خدا کا اُن کے کہنے سے اور ترک کیا جاوے مباح اور مسنون
اور مستحب کیون کہ فرض کا کرنا مقدم ہے اور جہاد کو جانا فرض عین نہین ہی اسلیے بے مان باپ کی اجازت
کے جانا حرام ہے اور طلب علم فرض عین ہے اسی طرح کسب معیشت واسطے پرورش اہل و عیال کے تو اُس
مین اجازت اونکی ضرور نہین پر جہانتک ہو سکے اگر اون کی خوشی کے ساتہہ علم حاصل کرے اور روٹی
کماوے تو بہتر ہے **ت** تیسری جہوٹی گواہی دینا یا جہوٹ بولنا **ف** نووی نے کہا ہر چند والدین
کی نافرمانی اور جہوٹی گواہی دونون کبیرہ گناہ ہین پر وہ شرک کے برابر نہین ہو سکتی اس صورت مین تاویل
کرنا ہوگی کہ مراد وہ جہوٹا گواہ ہے جو کافر بہی ہو یا مراد وہ شخص ہے جو اس کام کو درست سمجہکر کرے یا
من کا لفظ محذوف ہی یعنے یہ چیزین کبیرہ گناہون مین سے ہین اور یہی تیسری تاویل ٹہیک ہے اس لیے کہ
جہوٹی گواہی کو بیان کرنے سے یہ مقصود ہی کہ لوگ اس سے باز رہین اور کفر کی برائی تو ہر ایک شخص کو معلوم
تہی پہر حدیث کے اطلاق سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جہوٹی گواہی ہر طرح سے کبیرہ گناہ ہے خواہ بڑے حق کے
لیے ہو یا چہوٹے حق کے لیے انتہی **ت** اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ لگائے تہے آپ بیٹہہ گئے اور بار

بار یہ فرمانے لگے (تاکہ لوگ خوب آگاہ ہو جاوین اور ان کاموں سے باز رہین) ہمنے اپنے دل مین کہا کاش آپ چپ ہو رہین (تاکہ آپ کو زیادہ رنج نہ ہو ان گناہون کا خیال کر کے کہ لوگ اُنکو کیا کرتے ہین) **عَنْ** اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْکَبَائِرِ قَالَ الشِّرْکُ بِاللّٰہِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَقَوْلُ الزُّوْرِ **ترجمہ** انس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کبیرہ گناہوں کے باب مین وہ شرک کرنا ہے اللہ کے ساتھہ اور نافرمانی کرنا ماں باپ کی اور خون کرنا (ناحق) اور جھوٹ بولنا **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ ذَکَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْکَبَائِرَ اَوْسُئِلَ عَنِ الْکَبَائِرِ فَقَالَ الشِّرْکُ بِاللّٰہِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ وَقَالَ اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِاَکْبَرِ الْکَبَائِرِ قَالَ قَوْلُ الزُّوْرِ اَوْ شَہَادَۃُ الزُّوْرِ قَالَ شُعْبَۃُ وَاَکْبَرُ ظَنِّیْ اَنَّہٗ قَالَ شَہَادَۃُ الزُّوْرِ **ترجمہ** انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کبیرہ گناہون کا یا آپ سے پوچھا کسی نے کبیرہ گناہون کو آپ نے فرمایا شرک کرنا اللہ کے ساتھہ اور ناحق خون کرنا اور نافرمانی ماں باپ کی اور آپ نے فرمایا مین تمکو بتلاؤن سب کبائر مین بڑا کبیرہ وہ جھوٹھہ بولنا ہے یا جھوٹی گواہی دینا شعبہ نے کہا میرا گمان غالب یہ ہے کہ جھوٹی گواہی کو فرمایا **ف** امام نووی نے جو فائدہ اور پہ تفصیل ہو اوہ اس مقام سے متعلق ہے اور اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے جھوٹی گواہی کو شرک سے کیونکر بڑہایا اور وجہ اسکی یہ ہے کہ اوس محل پر جھوٹی گواہی سے ڈرانا زیادہ منظور تہا کیونکہ خوف ہوگا لوگون کے پڑجانے کا اس گناہ مین اگرچہ جھوٹی گواہی یا جھوٹ بولنا شرک کے برابر نہین کیونکہ شرک سب گناہون سے بڑا گناہ ہے اور ایک بہید یہ بہی ہے کہ شرک درحقیقت ایک قسم ہے جھوٹ کی یا جھوٹی گواہی کی کیونکہ شرک جھوٹی گواہی ہے اللہ پر یا جھوٹ ہے جیسے ایک جھوٹ ہوتا ہے بندون پر ویسے ہی شرک ایک جھوٹ ہے اللہ پر پہر جس شخص نے جھوٹ بولنا روا رکہا یا جھوٹی گواہی دی وہ شرک کرنے مین بہی باک نہ کرے گا اور اکثر ایسا معلوم ہوا ہے کہ جھوٹی گواہی وہی لوگ دیتے ہین جنکے دل مین اللہ کی عظمت مطلق نہین ہوتی تب تو اُسکا نام لیکر معاذ اللہ جھوٹ بولتے ہین اور جھوٹی قسم کہاتے ہین دو پیسے کی طمع مین ایمان کہوتے ہین پس ایسے شخص شرک کرتے ہین یا شرک کی بات کہنے مین کب رکینگے اگر انکو ایک ذرا سی بہی طمع دیجاوے **عَنْ** اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ فَقِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا ہُنَّ قَالَ الشِّرْکُ بِاللّٰہِ

وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ وَاَكْلُ الرِّبٰوا وَالتَّوَلِّيْ يَوْمَ الزَّحْفِ
وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ ترجمہ ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا بچو تم سات گناہون سے جو ایمان کو ہلاک کر ڈالتے ہین اصحاب نے کہا یا رسول اللہ وہ کون سے گناہ
ہین آپ نے فرمایا خدا کے ساتھہ شرک کرنا اور جادو **ف** نووی نے کہا یہ دلیل ہے اس ہمارے مذہب
کی جو صحیح اور مشہور ہے کہ جادو حرام ہے اور کبیرہ گناہ ہے یعنی جادو کا کرنا اور چلانا اور سیکہنا اور سکہانا
حرام ہے اور ہمارے بعض علما نے کہا کہ جادو کا سیکہنا حرام نہین ہے بلکہ جائز ہے تاکہ جادوگر کی شناخت
ہو اور جادو کو توڑنے کے لیے اور جادوگر کو اولیا اللہ سے تمیز دینے کے لیے اور ان لوگون کے نزدیک حدیث محمول
ہے جادو کی چلانے پر **ف** اور اس جان کو مارنا جسکا مارنا خدا نے حرام کیا ہے لیکن حق پر مارنا درست
ہے اور بیاج کہانا اور یتیم کا مال کہا جانا اور لڑائی دن کافرون کے سامنے سے بہاگنا اور خاوند والی ایمان دار
پاک دامن عورتون کو جو بدکاری سے واقف نہین عیب لگانا **ف** یعنی اونپر تہمت کرنا زنا کی نووی نے
کہا اس روایت مین سات گناہ مذکور ہین اور ایک روایت مین تین اور ایک روایت مین چار اس لیے کہ یہ ن باب منہ
بڑے سخت گناہ ہین اور اکثر واقع ہوتے ہین خاصکر جاہلیت کے زمانے مین یہ گناہ بہت واقع ہوتے تہے
اور اسکے بعد کی حدیث مین ایک اور گناہ مذکور ہے اپنے ماں باپ کو گالی دینا اور ایک حدیث مین چغل خوری اور
پیشاب سے پاکی نہ کرنا مذکور ہے اور مسلم کے سوا اور کتابون مین جہوٹی قسم کہانا اور بیت اللہ کی حرمت توڑنا
بہی آیا ہے اور علما نے کہا ہے کہ کبیرہ گناہ ان مین منحصر نہین ہین بلکہ اور بہت گناہ کبیرہ ہین ابن عباس سے
منقول ہے ان سے کسی نے پوچہا کبیرہ گناہ سات ہین انہون نے کہا سات سے ستر تک ہین بلکہ سات سو تک اور
اور تحقیق کبیرہ کی گذر چکی **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ مِنَ الْكَبَائِرِ شَتْمُ الرَّجُلِ وَالِدَيْهِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَهَلْ يَشْتِمُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ ن ان
قَالَ نَعَمْ يَسُبُّ الرَّجُلُ اَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ اَبَاهُ وَيَسُبُّ اُمَّهُ فَيَسُبُّ اُمَّهُ ترجمہ عبد اللہ بن عمرو بن عاص
سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کبیرہ گناہون مین سے ہے گالی دینا اپنے ماں باپ کو
لوگون نے کہا یا رسول اللہ کیا کوئی گالی دیتا ہے اپنی ماں باپ کو آپ نے فرمایا ہان دیتا ہے کوئی گالی دیتا ہے
دوسرے کے باپ کو پہر وہ گالی دیتا ہے اسکے باپ کو اور یہ گالی دیتا ہے اوسکی ماں کو وہ گالی دیتا ہے اسکی
ماں کو **ف** تو جس نے پہلے گالی دی وہی سبب ہوا اپنے ماں باپ کو گالی کہلانیکا تو گویا اوس نے

خود گالی دی اپنی ماں باپ کو انسان کی حرمت اور عزت خود اوس کے ہاتھ میں ہے کسی کو گالی دینا پھر آپ
گالی کہانا کتنی بڑی حماقت ہے نووی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص سبب ہو کسی کام کا تو وہ
کام اوسکی طرف منسوب ہو سکتا ہے اور بد کام کا جو ذریعہ ہو وہ بھی بد ہے تو شیرہ انگور کا بیچنا اوس شخص کے
ہاتھ جو اوسکی شراب بناتا ہے یا ہتیار بیچنا اوس شخص کے ہاتھ جو ڈاکہ مارتا ہے ناجائز ہوگا **باب**
تحریم الکبر و بیانہ کبر (یعنے غرور اور خود پسندی) کی حرمت اور اسکا بیان **عن** عبد اللہ
بن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یدخل الجنۃ من کان فی قلبہ مثقال
ذرۃ من کبر فقال رجل ان الرجل یحب ان یکون ثوبہ حسنا و نعلہ حسنۃ قال
ان اللہ جمیل یحب الجمال الکبر بطر الحق و غمط الناس ترجمہ عبد اللہ بن مسعود سے
روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں نہ جاویگا وہ شخص جس کے دل میں رتی برابر بھی غرور
اور گھمنڈ ہوگا ایک شخص بولا ہر ایک آدمی چاہتا ہے اوسکا کپڑا اچھا ہو اوسکا جوتا اچھا ہو (اور ون سے
تو کیا یہ بھی غرور اور گھمنڈ ہے) آپ نے فرمایا اللہ جمیل ہے دوست رکھتا ہے جمال کو **ف** یعنی اللہ جل جلالہ
سب سے زیادہ پاکیزہ اور خوش اور خوبصورت ہے تو وہ پسند کرتا ہے خوبصورتی اور پاکیزگی اور ستھرائی کو
عمدہ کپڑے عمدہ جوتی جسقدر حلال ہیں وہ پہننا اور زینت کرنا اور خوشبو لگانا یہ امر شرع کے رو سے حلال بلکہ
بہتر ہیں اور یہ چیزیں کبر اور غرور میں داخل نہیں ہیں اگر کسی آدمی کو شوق ہو لباس کا وہ دوسروں سے بہتر کپڑا پہننا
چاہے یا جوتا پہننا تو یہ برا نہیں بلکہ بہتر اور عمدہ ہے کیونکہ صفائی اور ستھرائی اور پاکیزگی اور حسن و جمال یہ
سب صفات ہیں اللہ جل جلالہ کے اور انسان کو بالطبع یہ امر مرغوب ہیں پس انکا حاصل کرنا یا انکا شوق رکھنا
کسی طرح برا نہیں ہو سکتا اور ان کا شوق کبر اور غرور نہیں ہو سکتا بلکہ کبر کے وہ معنی ہیں جو آگے بیان ہونگے
نووی نے کہا یہ جو آپنے فرمایا اللہ جمیل ہے پسند کرتا ہے جمال کو تو علما نے اسکے معنوں میں اختلاف کیا ہے بعضوں
نے کہا اسکا معنی یہ ہے کہ اللہ کی ہر ایک صفت جمیل ہے اور ہر ایک کام جمیل ہے یعنی عمدہ اور بہتر ہے اور اسکے
تمام نام بہتر ہیں اور تمام صفات جمال اور کمال اوسمیں موجود ہیں ابو القاسم قشیری نے کہا جمیل کے معنے جلیل
یعنے بزرگ اور خطابی سے نقل کیا کہ جمیل کے معنے نورانی اور روشن یعنی وہ مالک ہے روشنی اور تازگی کا
اور بعضوں نے کہا اوسکے افعال جمیل ہیں کہ وہ نظر کرتا ہے اپنے بندوں پر رحمت کے ساتھ اور تکلیف دیتا
ہے تھوڑے آسان کاموں کی اور ثواب دیتا ہے بہت اور جمیل ایسا اسم ہے جو صحیح حدیث میں خدا کے

لیے آیا ہے پر یہ حدیث خبر واحد ہے اور اسمار حسنی کی حدیث مین بہی یہ اسم موجود ہے لیکن اسکی اسناد مین
گفتگو ہے اور مختار یہہ ہی کہ اللہ کو جمیل بول سکتے ہین اور بعض علما نے اوس سے منع کیا ہے امام الحرمین نے کہا کہ
اللہ جل جلالہ کے جو اسمار اور صفات شرع مین وارد ہوئے ہین ہم اون کا اطلاق کرینگے اور جن سے شرع نے منع
کیا ہے اون کے اطلاق سے باز رہین گے اور جو اسما اور صفات شرع مین نہین آئے اون کی جواز اور عدم جواز
کسی کا ہم حکم نہ کرینگے اس لیے کہ شرع کے احکام نقل سے معلوم ہوتے ہین اور اگر ہم جواز یا عدم جواز کا حکم کردین
تو ہم نے ایک حکم کیا بغیر شرع کے پہر اطلاق کے جائز ہونیکے لیے یہ ضرور نہین کہ وہ دلیل یقینی ہو (یعنی
آیت یا حدیث متواتر) بلکہ وہ دلیل کافی ہے جو موجب ہوتی ہے عمل کو اگرچہ علم کو موجب نہ ہو (یعنے خبر واحد
کافی ہے) البتہ قیاس کو اسمین دخل نہین ہوسکتا تمام ہوا کلام امام الحرمین کا اور اُن کا درجہ اور رتبہ ہر
ایک علم مین خصوصًا اس فن مین یعنے علم کلام مین تو انتہا درجہ کا ہے اور یہ جو اونہون نے کہا کہ ہم جواز اور
عدم جواز کسیکا حکم نہ کرین گے جب تک دلیل شرعی نہ ہو تو بنا اوسکی اوس مذہب پر ہے جو مختار ہے اور صحیح
ہے محققین کے نزدیک کہ اصل اشیا مین یہہ ہے کہ کوئی حکم نکیا جاوے جب تک شرع وارد نہ ہو نہ حلت نہ حرمت
نہ اباحت کا کیونکہ اہل سنت کے نزدیک حاکم شرع ہے اور ہماری بعض علما نے کہا کہ اصل اشیا مین اباحت
ہے اور بعضون نے کہا کہ اصل حرمت ہے اور بعضون نے کہا کہ اصل توقف ہے اور مختار وہی ہے جو پہلے مذکور ہوا

اصل اشیا مین اباحت ہے

اور اہل سنت نے اختلاف کیا ہے کہ اللہ تعالی پر اون اسما اور صفات کا جو شرع مین وارد نہین ہوئے
اطلاق کیا جاوے یا نہ کیا جاوے بشرطیکہ وہ اسما اور صفات جمال اور جلال اور کمال اور مدح کے ہون
تو بعضون نے اُن کا اطلاق جائز کہا ہے اور بعضون نے منع کیا ہے جب تک کوئی دلیل قطعی جیسے آیت
یا حدیث متواتر یا اجماع نہو اور خبر واحد سے جو اسم یا صفت ثابت ہو اوس کے اطلاق مین اختلاف ہے
قاضی نے کہا صحیح یہ ہے کہ اوسکا اطلاق جائز ہے انتہی ما قال النووی سراج الوہاج مین ہے

اللہ جل جلالہ کے اسما اور صفات مین توقف ہے

کہ اللہ جل جلالہ کے اسمار اور صفات مین توقف صحیح ہے یعنے جو اسما اور صفات شرع مین وارد ہوئے
ہین اونہی کا اطلاق کرنا چاہیے اور اپنی طرف سے نئے نام اور صفات تراشنا بہتر نہین گو اون کے
معنے عمدہ ہون امام بیہقی کی کتاب الاسما والصفات اس باب مین نہایت عمدہ اور جامع کتاب ہے
**ف** غرور اور گہمنڈ یہہ ہے کہ انسان حق کو ناحق کرے (یعنی اپنی بات کی پچ سے یا نفسانیت سے
ایک بات جو حق ہو اور صحیح ہو اوسکو رد کرے اور نہ مانے) اور لوگون کو حقیر سمجہے **ف** اور اپنی

نیکین عالی اور بلند اور معزز خیال کرے یعنی نفس پروری کرے یہ صفت ایسی بری ہے کہ انسان کو بہت
ذلیل کرتی ہے اور لوگ اس سے ناراض ہوجاتے ہین اور اس سے دشمن ہوجاتے ہین اس کم بخت صفت کی
وجہ سے کچھ صرف یہی عذاب نہین کہ جنت سے محروم ہوگا بلکہ دنیا مین بھی بڑی تکلیف اور مصیبت ہوگی جو
شخص گھمنڈ کرتا ہے اور خودسری لوگ اوسکی فکر مین رہتے ہین اور کسی موقع پر اوسکو ایسا ذلیل کرتے ہین
کہ اسکا سارا غرور ناک کی راہ نکل جاتا ہے حدیث مین غمط الناس طا مہملہ سے مروی ہے جسکے معنے لوگون
کو حقیر جاننا اور صحیح مسلم کے سب نسخون مین یہ لفظ یون ہی ہے اور ابوداود نے بھی اسکو اسی طرح
نقل کیا ہے لیکن ترمذی نے غمص صاد مہملہ سے نقل کیا ہے اور معنی اسکا بھی یہی ہے **عن**
عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلُ النَّارَ اَحَدٌ فِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالُ
حَبَّۃِ خَرْدَلٍ مِّنْ اِیْمَانٍ وَّلَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ اَحَدٌ فِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالُ حَبَّۃِ خَرْدَلٍ مِّنْ کِبْرٍ
**ترجمہ** عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہنم مین نہ جاویگا (یعنی ہمیشہ
کے لیے) وہ شخص جسکے دل مین رائی کے دانے برابر ایمان ہو اور جنت مین نہ جاوے گا وہ شخص جسکے
دل مین رائی کے دانے برابر گھمنڈ اور غرور ہو **ف** نووی نے کہا اسکی تاویل مین علما کا اختلاف
ہے خطابی نے دو وجہین بیان کی ہین ایک یہ کہ مراد وہ شخص ہے جو ایمان لانے مین اتنا ذرا سا
بھی غرور کرے اور ایمان نہ لاوے وہ تو جنت مین ہرگز نہ جاویگا جب اسی حالت پر مرے دوسرے یہ
کہ جب لوگ جنت مین جاوینگے تو ان کے دلون مین رائی کے دانے کے برابر بھی غرور نہ ہوگا اس لیے
کہ اللہ نے فرمایا ہمنے نکال لیا بہشتیون کے دلون مین سے جو کچھ کھٹک تھی ان مین اور یہ دونون تاویلین
بعید ہین اسلیے کہ حدیث وارد ہوئی ہے کبر کی ممانعت مین لوگون کو اس بری بات سے بچانے کے لیے
اور ان دونون تاویلون کی وجہ سے وہ مطلب فوت ہوجاتا ہے تو ظاہر وہ ہے جو قاضی عیاض اور اور
محققین نے اختیار کیا ہے یعنی مطلب یہ ہے کہ وہ جنت مین نہ جاویگا جب تک اسکو اس کبر کا بدلہ نہ ملے یا اگر
اوسکو بدلہ ملے تو یہی بدلہ ہے کہ وہ جنت مین نہ جاوے اور بعضون نے کہا ہے کہ وہ پرہیزگارون کے ساتھ
پہلی بار مین جنت نہ جاویگا **عن** عَبْدِ اللّٰہِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَدْخُلُ
الْجَنَّۃَ مَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالُ ذَرَّۃٍ مِّنْ کِبْرٍ **ترجمہ** عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت مین نہ جاویگا وہ شخص جسکے دل مین رتی برابر غرور ہو **باب**

الدلیل علی ان من مات لا یشرک باللہ شیئا دخل الجنۃ وان من مات مشرکا دخل النار
جو شخص شرک سے پاک ہو اور مرے تو وہ جنت میں جاویگا اور جو شرک کی حالت میں مرے وہ جہنم میں جاویگا —

عن عبد اللہ قال وکیع قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال ابن نمیر سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من مات یشرک باللہ شیئا دخل النار وقلت (زور / قلت)
انا ومن مات لا یشرک باللہ شیئا دخل الجنۃ ترجمہ عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور ایک روایت میں ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے
تھے جو شخص مر جاوے اور اللہ کے ساتھ کسیکو شریک کرتا ہو تو وہ جہنم میں جاویگا عبد اللہ بن مسعود نے کہا
میں کہتا ہوں جو شخص مر جاوے اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو تو وہ جنت میں جاوے گا ف
ایسا ہی ہے صحیح مسلم کے اکثر نسخوں میں اور صحیح بخاری میں اور قاضی عیاض نے بھی ایسا ہی نقل کیا
ہے اور بعض نسخوں میں اس کے برعکس ہے یعنے پہلا جملہ کو ابن مسعود کا کلام نقل کیا ہے اور دوسرے جملے
کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور حمیدی نے کتاب الجمع بین الصحیحین میں ایسا ہی نقل کیا ہے ابو عوانہ
نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے اور یہ دونوں جملے مرفوعا جابر سے ثابت ہیں پھر ابن مسعود نے جو ایک
جملہ حضرت کیطرف نسبت کیا اور ایک اپنی طرف تو اس کی وجہ یہ ہوگی کہ انہوں نے حضرت سے ایک ہی
جملہ سنا ہوگا اور دوسرا جملہ قرآن و حدیث سے انہوں نے خود نکالا مگر اوسمیں یہ خرابی ہوتی ہے کہ ابن مسعود
نے خود دوسری روایت میں دونوں جملوں کو حضرت سے نقل کیا تو شاید ابن مسعود کو اس روایت کے
وقت ایک جملہ یاد رہا ہوگا اور دوسرا یاد نہوگا اس لیے انہوں نے اپنی طرف نسبت دیا واللہ اعلم —

عن جابر قال اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم رجل فقال یا رسول اللہ ما الموجبتان
فقال من مات لا یشرک باللہ شیئا دخل الجنۃ ومن مات یشرک باللہ شیئا دخل (قال)
النار ترجمہ جابر سے روایت ہے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور عرض کیا یا رسول
اللہ وہ دو باتیں کون سی ہیں جو واجب کرتی ہیں جنت کو اور جہنم کو آپ نے فرمایا جو شخص مر جاوے اور
وہ اللہ کے ساتھ کسیکو شریک نکرتا ہو تو وہ جنت میں جاویگا اور جو شخص مر جاوے اور وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرتا ہو تو
وہ جہنم میں جاویگا ف نووی نے کہا اس پر اجماع ہے مسلمانوں کا لیکن مشرک کا جہنم میں جانا وہ عموما ہے وہ جہنم میں جاویگا اور ہمیشہ
اسمیں رہیگا اور یہودی اور نصرانی اور بت پرست اور سب قسم کے کافروں کا یہی حکم ہے ان میں کوئی فرق نہیں یعنی

وہ سب ہمیشہ ہمیشہ جہنم مین رہین گے اسیطرح جو کافر ہو عناد سے یا بغیر عناد کے یا جو مخالف ہو ملت اسلام
کے یا جو اسلام کیطرف منسوب ہو یعنی مسلمان کہلاوے پھر حکم کیا جاوے اوسکے کفر کا کسی امر کے
انکار سے اور جو مشرک ہو سو وہ موحد ہو اوسکا جنت مین جانا بہی یقینی ہے پھر اگر اوس سے کبیرہ گناہ پر اصرار
نہین ہوا وہ تو پہلے ہی دفعہ مین جنت مین جاویگا اور جو کبیرہ پر اصرار رہا ہے تو وہ خدا کی مشیت پر
ہی جاہے اوسے معاف کرے اور سیدہا جنت مین لیجاوے اور چاہے چند روز عذاب کرکے پھر جنت
مین لے جاوے لیکن وہ ہمیشہ جہنم مین نرہے گا عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ لَقِيَ اللّٰهَ لَا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ
لَقِيَهُ يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ ترجمہ جابر بن عبداللہ سے روایت ہے مینے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص اللہ سے ملے اوسکے ساتھ کسی کو شریک نکرتا ہو وہ جنت مین جاوے
گا اور جو اس سے ملے اور کسی کو اوسکے ساتھ شریک کرتا ہو وہ جہنم مین جاوے گا عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ یُحَدِّثُ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اَتَانِيْ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَبَشَّرَنِيْ اَنَّهٗ مَنْ
مَاتَ مِنْ اُمَّتِكَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ
زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ ترجمہ ابوذر غفاری سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے
اور مجھکو خوشخبری دی کہ جو شخص تمہاری امت مین سے مریگا اور وہ اللہ کے ساتھ شرک نکرتا ہوگا تو جنت مین جاویگا مینے کہا اگرچہ
وہ زنا کرے یا چوری کرے انہوں نے کہا اگرچہ وہ زنا کرے یا چوری کرے ف نووی نے کہا یہ حدیث دلیل ہے اہل سنت کے مذہب
کہ کبیرہ گناہ کرنیوالا ہمیشہ جہنم مین نہین رہیگا بلکہ جہنم مین یا تو بالکل نجاویگا یا جاویگا تو چند روز کے بعد وہان سے نکلکر پھر جنت
مین جاویگا اور اسکا بیان بتفصیل گذر چکا ہے انتہی زنا اور چوری کو اس لیے خاص کیا کہ یہ دونون بڑے کبیرہ گناہ مین اور زنا
حق اللہ ہے اور چوری حق العباد تو معلوم ہوا کہ جو شخص موحد ہو اور اس گناہ مین مبتلا ہو جو حق العباد ہو تب بہی وہ ہمیشہ جہنم مین
نہین رہیگا بلکہ کبہی نہ کبہی وہان سے نکلکر آخر کو جنت مین ضرور جاویگا عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ
نَائِمٌ عَلَيْهِ ثَوْبٌ اَبْيَضُ ثُمَّ اَتَيْتُهٗ فَاِذَا هُوَ نَائِمٌ ثُمَّ اَتَيْتُهٗ وَقَدِ اسْتَيْقَظَ فَجَلَسْتُ اِلَيْهِ فَقَالَ مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ لَا اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ مَاتَ عَلٰی ذٰلِكَ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ قُلْتُ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ
سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ فِی الرَّابِعَةِ عَلٰی رَغْمِ اَنْفِ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ فَخَرَجَ اَبُوْ ذَرٍّ وَهُوَ یَقُوْلُ وَاِنْ رَغِمَ اَنْفُ
اَبِیْ ذَرٍّ ترجمہ ابوذر سے روایت ہے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا آپ سو رہے تھے ایک سفید کپڑا اوڑھے ہوے پھر مین آیا تو آپ سو رہے تھے پھر مین آیا

تو آپ جاگتے تھے میں بیٹھا آپ کے پاس آپ نے فرمایا جو بندہ لا الہ الا اللہ کہے پھر مر جاوے اسی اعتقاد پر (یعنی اسکی توحید پر) تو وہ جنت میں جاویگا میں نے کہا اگرچہ وہ زنا اور چوری کرے آپ نے فرمایا اگرچہ وہ زنا اور چوری کرے میں نے کہا اگرچہ وہ زنا اور چوری کرے آپ نے فرمایا اگرچہ وہ زنا اور چوری کرے تین بار ایسا ہی فرمایا چوتھی بار میں آپ نے فرمایا اگرچہ ابوذر کی ناک میں خاک لگے ف یعنی ابوذر کی ذلت ہو اس لیے کہ یہ امر اون کی راے اور مرضی کے خلاف تہا وہ گناہوں سے بڑی نفرت کرتے تھے اور گنہگاروں کو اللہ کی رحمت سے دور سمجھتے تھے اور یہ امر اون کی بار بار پوچھنے سے معلوم ہوا کہ زنا اور چوری کرنے پر بھی وہ جنت میں نہ جاویگا گویا اون کو بڑا تعجب ہوا کہ اتنے بڑے بڑے گناہ کرنے پر بھی اسکو جنت ملے گی ف پھر نکلے ابوذر اور وہ کہتے تھے اگرچہ ابوذر کی ناک میں خاک لگے ف یعنی جو لفظ حضرت نے فرمایا تہا اوسکو کہتے جاتے تھے اور یہ انتہا محبت تھی ابوذر کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے ساتھ

باب تحریم قتل الکافر بعد قولہ لا الہ الا اللہ جب کافر لا الہ الا اللہ کہے پھر قتل اوسکا حرام ہے

عن المقداد بن الاسود انہ قال یا رسول اللہ ارأیت ان لقیت (ص أخبرة)
رجلا من الکفار فقاتلنی فضرب احدی یدی بالسیف فقطعها ثم لاذ منی بشجرة فقال اسلمت للہ أفأقتلہ یا رسول اللہ بعد ان قالها قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقتلہ قال فقلت یا رسول اللہ انہ قد قطع یدی ثم قال ذلک بعد ان قطعها أفأقتلہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقتلہ فان قتلتہ فانہ بمنزلتک (ن قال قال)
قبل ان تقتلہ وانک بمنزلتہ قبل ان یقول کلمتہ التی قال

ترجمہ مقداد بن اسود سے روایت ہے انہوں نے کہا یا رسول اللہ اگر میں ایک کافر کو بھڑوں وہ مجھسے لڑے اور میرا ایک ہاتھ تلوار سے کاٹ ڈالے پھر مجھسے بچکر ایک درخت کی آڑ لیوے اور کہنے لگے میں تابع ہو گیا اللہ کا کیا میں اوسکو قتل کروں جب وہ یہ کہہ چکے آپ نے فرمایا مت قتل کر اوسکو میں نے کہا یا رسول اللہ اوس نے میرا ہاتھ کاٹ ڈالا پھر ایسا کہنے لگا کیا میں اوسکو قتل کروں آپ نے فرمایا مت قتل کر اوسکو اگرچہ تجھکو اوس سے صدمہ پہونچا اور زخم لگا (اگر تو اوسکو قتل کرے گا تو اوسکا حال تیرا سا ہوگا قتل سے پہلے اور تیرا حال اوسکا سا ہوگا جبتک اوس نے یہ کلمہ نہیں کہا تہا ف ظاہر حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اگر تو اوسکو قتل کریگا تو وہ تیری مثل ہو جاویگا یعنی وہ مسلمان ہوگا اور تو اوسکی مثل ہو جاویگا یعنی جیسے وہ تہا اسلام لانے سے پہلے یعنی

کافر ہوجاویگا اسمین یہ اشکال ہے کہ مسلمان جہاد کرنے والا اس گناہ سے کافر نہین ہوسکتا خصوصاً اُس
صورت مین جب اوسکو احتمال ہو کہ یہ دل سے مسلمان نہین ہوا ہے بلکہ جان بچانے کے لیے بہانہ کرتا ہے
اور اُس نے مسلمان کو زخمی بہی کیا ہو نودی نے کہا اُس حدیث کے مطلب مین علماء نے اختلاف کیا ہی سب سے
عمدہ معنی یہ ہین جو امام شافعی اور ابن قصار سے منقول ہے کہ جب اوس نے لا آلہ الا اللہ کہا اور اسلام قبول کیا
تو وہ تیری مثل ہوگیا یعنے جان کی حرمت اور حفاظت مین جیسے تو تہا اوس کے قتل سے پہلے اور تو نے جب اسکو
قتل کیا تو تو اوس کی مثل ہوگیا یعنے تیری جان کی حرمت نرہی اور تیرا خون حلال ہوگیا جیسے اسکا حال تہا
اسلام لانے سے پہلے قاضی عیاض نے کہا اسکا معنی یہ ہے کہ تو اسکی مثل ہوگیا حق کی مخالفت مین اور گناہ
کے ارتکاب مین اگرچہ تیری مخالفت اور گناہ اور اوسکی مخالفت اور گناہ مین فرق ہے اُسکا گناہ تو کفر تک
پہونچا تہا اور تیرا گناہ فسق تک پہونچیگا۔ پہر علما نے اختلاف کیا ہے کہ اگر کوئی مسلمان جہاد مین ایسا کرے
یعنے کسی کافر کو لا آلہ الا اللہ کہنے کے بعد مار ڈالے تو اسکا کیا حکم ہے بعضوں نے کہا اوس پر کچہ نہین نہ قصاص
ہے نہ دیت نہ کفارہ کیونکہ آگے کی حدیث مین آویگا کہ اسامہ نے یہ فعل کیا تہا پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم نے نہ اون کو قتل کیا نہ دیت لی اون سے نہ کفارہ اون پر واجب کیا اور بعضون کے نزدیک کفارہ
واجب ہی لیکن قصاص ساقط ہی بوجہ شبہ کے کیونکہ اُسکو کافر سمجہکر مارا اور یہ خیال کیا کہ وہ کلمہ توحید
کہنے سے مسلمان نہین ہوسکتا ایسی حالت مین اور دیت کی وجوب مین امام شافعی کے دو قول ہین
پہر یہ لوگ اسامہ کی حدیث کا جواب دیتے ہین کہ کفارہ فوراً واجب نہین اور دیت بہی اسواسطے نہ لی گئی کہ
اسامہ مفلس ہونگے عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ اَمَّا الْاَوْزَاعِيُّ وَابْنُ جُرَيْجٍ فِيْ حَدِيْثِهِمَا
قَالَ اَسْلَمْتُ لِلّٰهِ كَمَا قَالَ اللَّيْثُ وَاَمَّا مَعْمَرٌ فَفِيْ حَدِيْثِهٖ فَلَمَّا اَهْوَيْتُ لِاَقْتُلَهٗ قَالَ لَا
اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ترجمہ دوسری روایت بہی ایسی ہی ہے اس مین یہ ہی کہ وہ کہے اسلام لایا مین اللہ کے
لیے اور معمر کی روایت مین ہی کہ جب مین جہکوں اوسکے قتل کے لیے تو وہ کہے لا آلہ الا اللہ عَنِ
الْمِقْدَادِ بْنِ عَمْرٍو ابْنِ الْاَسْوَدِ الْكِنْدِيِّ وَكَانَ حَلِيْفًا لِبَنِيْ زُهْرَةَ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا
مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ لَقِيْتُ رَجُلًا
مِنَ الْكُفَّارِ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ اللَّيْثِ ترجمہ مقداد بن عمرو بن اسود کندی سے روایت
ہے وہ حلیف تہی بنی زہرہ کے (یعنی ان کے امان مین آگئے تہے اور اُن سے عہد کر چکے تہے) اور بدر

کی لڑائی مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تہے انہون نے کہا یا رسول اللہ آپ کیا سمجہتے ہین اگر مین بہڑ جاؤن
ایک کافر سے بہر بیان کیا حدیث کو اوسی طرح جیسے اوپر گذری عن اسامۃ بن زید وھذا حدیث
ابن ابی شیبۃ قال بعثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سریۃ فصبحنا الحرکات
من جہینۃ فادرکت رجلا فقال لا الہ الا اللہ فطعنتہ فوقع فی نفسی من ذلک
فذکرتہ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقال
لا الہ الا اللہ وقتلتہ قال قلت یا رسول اللہ انما قالہا خوفا من السلاح قال افلا
شققت عن قلبہ حتی تعلم اقالہا ام لا فما زال یکررہا علی حتی تمنیت انی اسلمت
یومئذ قال فقال سعد وانا واللہ لا اقتل مسلما حتی یقتلہ ذو البطین یعنی اسامۃ
قال قال رجل الم یقل اللہ وقاتلوہم حتی لا تکون فتنۃ ویکون الدین کلہ للہ فقال
سعد قد قاتلنا حتی لا تکون فتنۃ وانت واصحابک تریدون ان تقاتلوا حتی تکون
فتنۃ ترجمہ اسامہ بن زید سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو ایک سریہ مین بہیجا (سریہ
کہتے ہین لشکر کے ایک ٹکڑے کو جسمین چار سو آدمی تک ہوتے ہین) ہم صبح کو لڑے حرکات سے جو جہینہ مین
سے ہے (حرکات بضم حا اور فتح را ایک قبیلہ ہے) پہر مین نے ایک شخص کو پایا اوس نے لا الہ الا اللہ کہا
مین نے برچہہ سے اوسکو مار دیا بعد اوسکے میرے دل مین وہم ہوا (کہ لا الہ الا اللہ کہنے پر مارنا درست تہا)
مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا کیا اوس نے لا الہ الا اللہ کہا تہا اور تو نے
اسے مار ڈالا مین نے عرض کیا یا رسول اللہ اوس نے ہتیار سے ڈر کر کہا تہا آپ نے فرمایا کیا تو نے اسکا
دل چیر کر دیکہا تہا تا تجہے معلوم ہوتا کہ اس کے دل نے یہ کلمہ کہا تہا یا نہین (مطلب یہ ہے کہ دل کا حال تجہے
کہان سے معلوم ہوا) پہر آپ بار بار یہی فرماتے یہانتک کہ مین نے آرزو کی کاش مین اسیدن مسلمان
ہوا ہوتا (تو اسلام لانیکے بعد ایسے گناہ مین مبتلا نہوتا کیونکہ اسلام لانے سے کفر کے اگلے گناہ معاف
ہو جاتے ہین) سعد بن ابی وقاص نے کہا قسم خدا کی مین کسی مسلمان کو نہ مارونگا جب تک اسکو ذو البطین
یعنی اسامہ نہ مارے (بطین تصغیر ہے بطن کی اور بطن کہتے ہین پیٹ کو اسامہ کو ذو البطین اس لیے
کہتے ہین کہ اون کا پیٹ بڑا تہا) ایک شخص بولا اللہ تعالی فرماتا ہے لڑو ان سے جبتک کہ فساد نرہے
اور دین سب اللہ کے لیے ہو جاوے سعد نے کہا ہم تو لڑے (کافرون سے) اس لیے کہ فساد نہ ہو اور

لو اور تیرے ساتھی اس لیے لڑتے ہیں کہ فساد ہو **ف** اللہ تعالیٰ نے فرمایا سورۂ انفال میں وَقَاتِلُوا
هُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ (لڑو کافروں سے یہاں تک کہ فساد نہ رہے یعنی اونکا
زور ٹوٹ جاوے اور وہ ایمان میں خلل نہ ڈال سکیں) اور ہو جاوے کل دین اللہ کا اس شخص کا مطلب اس
آیت کے پڑھنے سے یہ تھا کہ مسلمان بھی اگر فساد کریں تو اون سے لڑنا جائز ہے سعد نے اوسکو الزام دیا
کہ تو لڑا اور فساد بڑھانا ہے آپس میں لڑنا اور ہماری لڑائیاں فساد مٹنے کے لیے تھیں **عَنْ** اُسَامَةَ
بْنِ زَيْدٍ قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْحُرَقَةِ مِنْ جُهَيْنَةَ فَصَبَّحْنَا
الْقَوْمَ فَهَزَمْنَاهُمْ قَالَ وَلَحِقْتُ اَنَا وَرَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ رَجُلًا مِّنْهُمْ فَلَمَّا غَشِيْنَاهُ
قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ فَكَفَّ عَنْهُ الْاَنْصَارِيُّ وَطَعَنْتُهٗ بِرُمْحِيْ حَتّٰى قَتَلْتُهٗ قَالَ فَلَمَّا
قَدِمْنَا بَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِيْ يَا اُسَامَةُ اَقَتَلْتَهٗ بَعْدَ مَا قَالَ لَا
اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا كَانَ مُتَعَوِّذًا قَالَ فَقَالَ اَقَتَلْتَهٗ بَعْدَ مَا قَالَ لَا اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ قَالَ فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا عَلَيَّ حَتّٰى تَمَنَّيْتُ اَنِّيْ لَمْ اَكُنْ اَسْلَمْتُ قَبْلَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ
ترجمہ اسامہ بن زید سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو حرقہ کی طرف بھیجا جو ایک قبیلہ ہے جہینہ
میں سے پھر ہم صبح کو وہاں پہونچے اور اون کو شکست دی میں نے اور ایک انصاری آدمی نے ملکر
ایک شخص کو پکڑا جب اوسکو گھیر لیا تو وہ لا الہ الا اللہ کہنے لگا انصاری تو یہ سنکر اوس سے ہٹ گیا اور
میں نے برچھے سے اوسے مارا یہاں تک کہ وہ مر گیا جب ہم لوٹ کر آئے تو یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو پہونچی (اور پہلی روایت میں ہے کہ اسامہ نے خود ذکر کیا تو شاید آپکو پہلے خبر پہونچ گئی ہوگی پھر اسامہ
نے بھی ذکر کیا ہوگا اوس وقت) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اسامہ تو نے اسکو مار ڈالا لا الہ
الا اللہ کہنے کے بعد میں نے کہا یا رسول اللہ اوس نے اپنے تئیں بچانے کے لیے کہا آپ نے فرمایا تو نے
اوسکو مار ڈالا لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد پھر آپ بار بار یہی فرماتے رہے یہاں تک کہ میں نے آرزو کی کاش میں
مسلمان نہ ہوا ہوتا اوس دن سے پہلے (تو یہ گناہ مجھ پر نہ ہوتا) **عَنْ** صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ اَنَّهٗ حَدَّثَ
اَنَّ جُنْدَبَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيَّ بَعَثَ اِلٰى عَسْعَسِ بْنِ سَلَامَةَ زَمَنَ فِتْنَةِ ابْنِ الزُّبَيْرِ
فَقَالَ اجْمَعْ لِيْ نَفَرًا مِّنْ اِخْوَانِكَ حَتّٰى اُحَدِّثَهُمْ فَبَعَثَ رَسُوْلًا اِلَيْهِمْ فَلَمَّا اجْتَمَعُوْا
جَاءَ جُنْدَبٌ وَعَلَيْهِ بُرْنُسٌ اَصْفَرُ فَقَالَ تَحَدَّثُوْا بِمَا كُنْتُمْ تَحَدَّثُوْنَ بِهٖ حَتّٰى

دار الحدیث کلما دار الحدیث الیه حسر البرنس عن رأسه فقال انی اتیتکم ولا
ارید ان اخبرکم عن نبیکم ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم بعث بعثا من
المسلمین الی قوم من المشرکین وانهم التقوا فکان رجل من المشرکین اذا شاء
ان یقصد الی رجل من المسلمین قصد له فقتله وان رجلا من المسلمین قصد غفلته
قال وکنا نحدث انه اسامة بن زید فلما رفع علیه السیف قال لا اله الا اللہ
فقتله فجاء البشیر الی النبی صلی اللہ علیه وسلم فسأله فاخبره حتی اخبره خبر
الرجل کیف صنع فدعاه فسأله فقال لم قتلته قال یا رسول اللہ اوجع فی المسلمین
وقتل فلانا وفلانا وسمی له نفرا وانی حملت علیه فلما رای السیف قال لا اله الا اللہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم
اقتلته قال نعم قال فکیف تصنع بلا اله الا اللہ اذا جاءت یوم القیمة قال یا رسول اللہ استغفر لی قال
وکیف تصنع بلا اله الا اللہ اذا جاءت یوم القیمة قال فجعل لا یزیده علی ان یقول کیف تصنع بلا
اله الا اللہ اذا جاءت یوم القیمة ترجمہ صفوان بن محرز سے روایت ہے کہ جندب بن عبد اللہ
بجلی نے عسعس بن سلامہ کو کہلا بھیجا جب عبد اللہ بن زبیر کا فتنہ ہوا کہ تم اکٹھا کرو میرے لیے اپنے
چند بھائیوں کو تا میں ان سے باتیں کروں عسعس نے لوگوں کو کہلا بھیجا وے اکٹھے ہوئے تو جندب
آئے ایک زرد برنس اوڑھے تھے (صراح میں ہے برنس وہ ٹوپی جسکو لوگ شروع زمانہ اسلام میں پہنتے
تھے اور نووی نے کہا برنس وہ کپڑا ہے جسکا سر اوسی میں لگا ہوا ہو کرتہ یا جبہ جوہری نے کہا برنس
ایک لمبی ٹوپی تھی جسکو لوگ ابتدائے اسلام میں پہنتے تھے) انہوں نے کہا تم باتیں کرو جو کرتے تھے
یہانتک کہ جندب کی باری آئی جب جندب کی باری آئی (یعنی اُن کو بات کرنا ضرور پڑا) تو انہوں
نے برنس کو اپنے سر سے ہٹا دیا اور کہا میں تمہارے پاس آیا اس ارادے سے کہ بیان کروں تم سے
حدیث تمہارے پیغمبر کی ف حدیث میں یوں ہے وَلَا اُرِیْدُ اَنْ اُخْبِرَکُمْ عَنْ نَبِیِّکُمْ جسکا لفظی ترجمہ یہ
ہوتا ہے کہ میرا ارادہ تھا تم سے حدیث بیان کرنے کا تمہارے پیغمبر کی اور یہ منشا نہیں نووی نے کہا
تمام نسخوں میں یہ عبارت اسی طرح ہے اور میں نے بھی جہانتک نسخے میرے پاس موجود تھے ان میں
یہی پایا نسخہ مطبوعہ مصر اور مطبوعہ دہلی اور مطبوعہ کلکتہ سب میں ایسا ہی ہے پر نسخہ مطبوعہ کلکتہ کے
حاشیہ میں یہ لکھا ہے کہ بعض نسخوں میں الا کا لفظ اور یہ لکھا ہوا ہے یعنی یوں ہے لا ارید الا ان

اخبرکم عن نبیکم اوس صورت مین تو مطلب صاف ہے یعنے میرا ارادہ کچھ تہا سوا اسکی کہ حدیث بیان کرون تم سے تمہارے پیغمبر کی اور نووی کی کلام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی نسخے مین الا کا لفظ نہین ہے تو شاید مراد اون کی وہ نسخے ہین جو اونکو دمشق مین دستیاب ہوئے - نووی نے کہا یہان پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ جندب نے خود عسعس سے کہلا بہیجا کہ تم لوگون کو جمع کرو - مین اُن سے حدیث بیان کرون گا پہر جب آئے تو خود کیسے کہنے لگے کہ میرا ارادہ حدیث بیان کرنیکا نہ تہا اور اس کا رفع دو طرح سے ہو سکتا ہے ایک تو یہ کہ لا کا لفظ زائد ہو اس صورت مین ترجمہ وہ ہوگا جو اوپر مذکور ہوا یعنی مین تمہاری پاس آیا اس ارادے سے کہ بیان کرون تم سے حدیث تمہارے پیغمبر کی اور مطلب صاف ہوجاوے گا جیسے قرآن مین لا کا لفظ لِئَلَّا یَعْلَمَ اَہْلُ الْکِتَابِ - اور مَا مَنَعَکَ اَنْ لَّا تَسْجُدَ مین زائد ہے دوسرے یہ کہ لا کا لفظ زائد نہ ہو اور مطلب یہ ہو کہ مین تمہاری پاس آیا اور میرا ارادہ حدیث بیان کرنیکا نہ تہا بلکہ اور طرف سے باتین کرنیکا پر مین اب اپنے ارادے سے زیادہ حدیث بہی بیان کرتا ہون اور کہتا ہون کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بہیجا اخیر تک خیر جاری مین ہے کہ شاید لا سے پہلے ہمزہ استفہام محذوف ہو یعنے مین تمہارے پاس آیا اور یہ ہو سکتا ہے کہ میرا ارادہ حدیث بیان کرنیکا نہ ہو (یعنے میرا ارادہ ہے) واللہ اعلم **ف** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانون کا ایک لشکر مشرکون کی ایک قوم پر بہیجا اور وہ دونون ملے (یعنے آمنا سامنا ہوا میدان جنگ مین) تو مشرکون مین ایک شخص تہا وہ جس مسلمان پر چاہتا اوسپر حملہ کرتا اور مار لیتا آخر ایک مسلمان نے اوسکی غفلت کو تاکا اور لوگون نے ہم سے کہا کہ وہ مسلمان اسامہ بن زید تہے پہر جب اونہون نے تلوار اوسپر سیدہی کی تو اوس نے کہا لا الہ الا اللہ لیکن انہون نے مار ڈالا اوسکو بعد اوس کے قاصد خوشخبری لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا آپ نے اُس سے حال پوچہا اوس نے سب حال بیان کیا یہانتک کہ اس شخص کا بہی حال کہا (یعنی اسامہ بن زید کا) آپ نے اُنکو بلایا اور پوچہا تم نے کیون اسکو مارا انہون نے کہا یا رسول اللہ اوس نے بہت تکلیف دی مسلمانون کو تو مارا فلانے اور فلانے کو اور نام لیا کئی آدمیون کا پہر مین اوسپر غالب ہوا جب اوس نے تلوار کو دیکہا تو لا الہ الا اللہ کہنے لگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے اوسکو قتل کیا اونہون نے کہا ہان آپ نے فرمایا تم کیا جواب دو گے لا الہ الا اللہ کا جب وہ آویگا قیامت کے دن انہون نے کہا یا رسول اللہ دعا کیجیے میرے لیے بخشش کی آپ نے فرمایا تم

کیا جواب دوگے لا الہ الا اللہ کا جب وہ آوے گا قیامت کے دن پھر آپ نے
اس سے زیادہ کچھ نہ کہا اور یہی کہتے رہے کہ تم کیا جواب دوگے لا الہ الا اللہ کا جب
وہ آوے گا قیامت کے روز **بابُ** قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ
وَسَلَّمَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا جو شخص مسلمانوں پر ہتیار اٹھا وے
وہ مسلمان نہیں ہے **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَنَّهٗ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا **ترجمہ** عبد اللہ بن عمر سے
روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہم پر ہتیار
اوٹھاوے وہ ہم میں سے نہیں ہے **ف** نووی نے کہا جو شخص مسلمانوں
پر ہتیار اوٹھاوے ناحق بغیر کسی قسم کے تاویل کے لیکن اس فعل کو حلال نہ
جانے وہ تو گنہگار ہے اور کافر نہ ہوگا اور جو حلال جانے وہ کافر ہے اور یہ
حدیث محمول ہے حلال جاننے والے پر یا مراد یہ ہے کہ وہ ہمارے عمدہ طریقے
پر نہیں ہے انتہے **عَنْ** سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَ
سَلَّمَ قَالَ مَنْ سَلَّ عَلَيْنَا السَّيْفَ فَلَيْسَ مِنَّا **ترجمہ** سلمہ بن الاکوع سے
روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہم پر تلوار کھینچے
وہ ہم میں سے نہیں ہے **عَنْ** اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا **ترجمہ** ابو موسے سے
روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہم پر ہتیار اٹھاوے
وہ ہم میں سے نہیں ہے **بابُ** قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا **ترجمہ** جو شخص مسلمانوں کو فریب دیوے
وہ مسلمان نہیں ہے **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا وَمَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ
مِنَّا **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا جو شخص ہم پر ہتیار اٹھاوے وہ ہم میں سے نہیں ہے اور جو شخص

ہم کو دہوکا دیوے وہ ہم مین سے نہین ہے عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ
رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَرَّ
عَلٰی صُبْرَۃِ طَعَامٍ فَاَدْخَلَ یَدَہٗ فِیْھَا فَنَالَتْ اَصَابِعُہٗ بَلَلًا فَقَالَ
مَا ھٰذَا یَا صَاحِبَ الطَّعَامِ فَقَالَ اَصَابَتْہُ السَّمَآءُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ
اَفَلَا جَعَلْتَہٗ فَوْقَ الطَّعَامِ کَیْ یَرَاہُ النَّاسُ مَنْ غَشَّ فَلَیْسَ مِنِّیْ مسلم
ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا ایک ڈھیر اناج کا راہ مین آپ نے اپنا
ہاتھہ اُس کے اندر ڈالا تو انگلیون پر تری آگئی آپ نے پوچھا اے اناج
کے مالک یہ کیا ہے وہ بولا پانی پڑ گیا تہا اوس پر یا رسول اللہ آپ
نے فرمایا پھر تونے اوس بہیگی ہوئی اناج کو اوپر کیون نہ رکھا کہ لوگ دیکھہ
لیتے جو شخص فریب کرے دہوکا دیوے وہ مجھہ سے کچھ علاقہ نہین رکھتا
بَابُ تَحْرِیْمِ ضَرْبِ الْخُدُوْدِ وَشَقِّ الْجُیُوْبِ وَالدُّعَآءِ بِدَعْوَی الْجَاھِلِیَّۃِ گال پیٹنا اور گریبان پہاڑنا اور جاہلیۃ کی سی
باتین کرنا حرام ہے عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ
اَوْ شَقَّ الْجُیُوْبَ اَوْ دَعَا بِدَعْوَی الْجَاھِلِیَّۃِ ھٰذَا حَدِیْثُ یَحْیٰی
وَاَمَّا ابْنُ نُمَیْرٍ وَاَبُوْبَکْرٍ فَقَالَا وَشَقَّ وَدَعَا بِغَیْرِ اَلِفٍ ترجمہ عبداللہ
بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم نے فرمایا ہم مین سے نہین ہے وہ شخص جو گالون کو پیٹے یا گریبانون
کو پہاڑے یا جاہلیت (کفر) کے زمانے مین کی باتین کرے اور دوسری
روایت مین آؤ کے بدلے وَ ہے ف یعنی یون ہے جو شخص گالون
کو پیٹے اور گریبانون کو پہاڑے اور جاہلیت کی سی باتین کرے یعنی
مصیبت کے وقت ہماری شریعت مین یہ سب کام حرام ہین انا للہ

وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہنا چاہیے اور صبر کرنا اگر آنسو بے اختیار نکل
آویں تو مضائقہ نہیں جاہلیت کی سے باتیں یہ ہیں کہ خدا کی ناشکری کرے
پکارے چلاوے نوحہ کرے واویلا کرے زبان سے اور کوئی بے
صبری یا بے ادبی کی بات نکالے عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ
وَشَقَّ وَدَعَا ترجمہ دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے عَنْ اَبِیْ بُرْدَۃَ بْنِ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ
وَجِعَ اَبُوْ مُوْسٰی وَجَعًا فَغُشِیَ عَلَیْہِ وَرَاْسُہٗ فِیْ حَجْرِ امْرَاَۃٍ مِّنْ اَھْلِہٖ فَصَاحَتِ امْرَاَۃٌ
مِّنْ اَھْلِہٖ فَلَمْ یَسْتَطِعْ اَنْ یَّرُدَّ عَلَیْھَا شَیْئًا فَلَمَّا اَفَاقَ قَالَ اَنَا بَرِیْءٌ مِّمَّا بَرِئَ مِنْہُ رَسُوْلُ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَرِئَ مِنَ الصَّالِقَۃِ
وَالْحَالِقَۃِ وَالشَّاقَّۃِ ترجمہ ابو بردہ بن ابی موسی سے روایت ہے ابو موسی اشعری بیمار ہوگئے اونکو غش آگیا
اون کا سر ایک عورت کی گود میں تھا اون کے گھر والوں میں سے تو ایک عورت چلائی اون کے گھر
والوں میں سے ابو موسی کو طاقت نہ ہوئی اوسکو منع کرنے کی جب ہوش آیا تو کہا میں بیزار ہوں اوس
سے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیزار ہیں آپ بیزار ہوگئے ہیں چلانیوالی سے (یعنی جو عورت مصیبت
میں چلا کر رووے) اور بال منڈانے والی سے (یعنے جو عورت غمی میں بال منڈاوے) اور کپڑا پھاڑنیوالی
سے ف نووی نے کہا ظاہر اور مشہور معنے یہی ہے اور قاضی عیاض نے ابن اعرابی سے نقل کیا
کہ صالقہ منہ پیٹنے والی کو کہتے ہیں عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ یَزِیْدَ وَاَبِیْ بُرْدَۃَ بْنِ اَبِیْ مُوْسٰی
قَالَا اُغْمِیَ عَلٰی اَبِیْ مُوْسٰی فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُہٗ اُمُّ عَبْدِ اللّٰہِ تَصِیْحُ بِرَنَّۃٍ قَالَا ثُمَّ اَفَاقَ
فَقَالَ اَلَمْ تَعْلَمِیْ وَکَانَ یُحَدِّثُھَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا بَرِیْءٌ مِّمَّنْ
حَلَقَ وَسَلَقَ وَخَرَقَ ترجمہ عبد الرحمن بن یزید اور ابی بردہ سے روایت ہے ابو موسی اشعری بیہوش صلق
ہوگئے تو انکی عورت ام عبد اللہ آئی چلاتی تھی رو رو کر پھر انکو ہوش ہوا تو کہا کیا تو نہیں جانتی اور
حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بیزار ہوں اوس شخص سے جو بال منڈاوے
اور چلا کر رووے اور کپڑے پھاڑے (مصیبت میں کیونکہ یہ کافروں کی رسمیں ہیں) عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی
عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِھٰذَا الْحَدِیْثِ غَیْرَ اَنَّ فِیْ حَدِیْثِ عِیَاضٍ الْاَشْعَرِیِّ
قَالَ لَیْسَ مِنَّا وَلَمْ یَقُلْ بَرِیْءٌ ترجمہ ابو موسی سے دوسری روایت بھی ایسی آئی ہے اوسمیں یوں ہی

ہم مین سے نہین ہے وہ شخص جو یہ کام کرے **باب** بَیَانِ غِلَظِ تَحْرِیْمِ النَّمِیْمَۃِ چغلخوری سخت حرام ہے **عَنْ** حُذَیْفَۃَ اَنَّہٗ بَلَغَہٗ اَنَّ رَجُلًا یَنُمُّ الْحَدِیْثَ فَقَالَ حُذَیْفَۃُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ نَمَّامٌ **ترجمہ** حذیفہ کو خبر پہونچی کہ فلان شخص بات لگا دیتا ہے (یعنی چغلی کہاتا ہے) انہون نے کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا آپ فرماتے تہے چغل خور جنت مین نہ جاویگا **ف** نووی نے کہا چغلی کہتے ہین لوگون کی بات دوسرون کو پہونچانا لڑانے اور فساد کرانے کیلیے امام غزالی نے احیاء العلوم مین کہا اکثر چغلی اُسکو کہتے ہین کہ ایک کی بات دوسرے سے لگا دینا یعنے اُس شخص سے کہنا کہ فلانا تجہے ایسا کہتا تہا اور حالانکہ چغلی کچہہ یہی امر نہین بلکہ ہر بری بات کا بیان کرنا چغلی ہے خواہ اُس سے اُس بات کہنے والے کو رنج ہو یا جسکے لیے کہی جاوے اوسکو رنج ہو یا اور کسی تیسرے کو رنج ہو اور یہ بیان خواہ زبان سے ہو یا اشارے اور کنایے سے سب چغلی مین داخل ہے تو حقیقت چغلی کی راز کا کہولنا ہے اور پردہ فاش کرنا جو کسیکو ناگوار ہو پہر اگر کسی شخص کو دیکہا اپنا روپیہ گاڑتے ہوئے اور ذکر کیا اسکا دوسرون سے تو چغلی کی پہر امام غزالی نے کہا اب جس شخص کے پاس کوئی چغلی کہاوے اوسکو چہہ باتین ضرور ہین ایک تو یہ کہ اس کی بات سچ نہ جانے کیونکہ چغل خور فاسق ہے دوسرے یہ کہ اس کام سے اسکو منع کرے اور برا کہے اُسکو تیسرے یہ کہ اس شخص کو برا جانے کیونکہ وہ اللہ تعالی کے نزدیک بُرا ہے (یعنی چغلی کہانیوالا) چوتہی یہ کہ اپنے بہائی پر جسکی چغلی اوس نے کہائی ہے بدگمانی نہ کرے پانچوین یہ کہ اُس بات کا زیادہ تجسس نہ کرے اور اسکو دریافت نہ کرے چہٹی یہ کہ خود چغل خور نہ بنے یعنے اوس بات کو کسی اور سے نقل نہ کرے ورنہ خود اوسی گناہ مین پہنسیگا جس سے چغل خور کو منع کرتا تہا انتہے۔ امام نووی نے کہا یہ سب اس صورت مین ہے جب اوس بات مین کوئی مصلحت شرعی نہ ہو لیکن اگر اوس کے فاش کرنے مین کوئی مصلحت ہو تو منع نہین مثلا کوئی کسیکو قتل یا عزت ریزی کا ارادہ رکہتا ہو تو اوسکو مطلع کر دیوے یا امام یا حاکم سے کسی شخص کے فساد یا ظلم کو بیان کرے جس مین اور لوگون کا فائدہ ہو تو یہ حرام نہین ہے بلکہ بعضی صورت مین واجب ہے یا مستحب کہی مترجم کہتا ہے اُس بات کو دیکہنا چاہیے اگر اوسکے فاش کرنے مین یا امام یا حاکم سے کہنے مین عام کی بہلائی اور منفعت ہو تو بیشک کہنا چاہیے اور جو کسیکا فائدہ نہین صرف اوس شخص کا ضرر ہے تو اسکا کہنا ضرور نہین ہے پہر نووی نے کہا یہ جو فرمایا چغل خور جنت مین نہ جاویگا

تو اوس مین وہی دو تاویلین ہین ایک یہ کہ مراد وہ شخص ہے جو چغلی کو حرام نسمجھے دوسری یہ کہ مراد یہ ہے
کہ چغل خور اور اچھے جنتیون کے ساتھ جنت مین نجاویگا عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ كَانَ
رَجُلٌ يَنْقُلُ الْحَدِيثَ إِلَى الْأَمِيرِ قَالَ وَكُنَّا جُلُوسًا فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ الْقَوْمُ هٰذَا مِمَّنْ يَنْقُلُ الْحَدِيثَ
إِلَى الْأَمِيرِ قَالَ فَجَاءَ حَتّٰى جَلَسَ إِلَيْنَا فَقَالَ حُذَيْفَةُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ ترجمہ ہمام بن حارث سے روایت ہے
ایک شخص لوگون کی باتین حاکم سے بیان کیا کرتا ایکبار ہم مسجد مین بیٹھے تھے لوگون نے کہا یہ شخص حاکم
تک بات کو پہونچاتا ہے پہر آیا اور بیٹھا ہمارے پاس حذیفہ نے کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے سنا آپ فرماتے تھے جنت مین نجاویگا چغل خور عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا
مَعَ حُذَيْفَةَ فِي الْمَسْجِدِ فَجَاءَ رَجُلٌ حَتّٰى جَلَسَ إِلَيْنَا فَقِيلَ لِحُذَيْفَةَ إِنَّ هٰذَا يَرْفَعُ
إِلَى السُّلْطَانِ أَشْيَاءَ فَقَالَ حُذَيْفَةُ إِرَادَةَ أَنْ يُسْمِعَهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ ترجمہ ہمام بن حارث سے روایت ہے ہم مسجد مین
حذیفہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اتنے مین ایک شخص آیا اور ہمارے پاس آبیٹھا گیا لوگون نے حذیفہ سے
کہا یہ بادشاہ تک بات لگاتا ہے حذیفہ نے اوسکو سنانیکی نیت سے کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جنت مین نجاویگا چغل خور بَابُ بَيَانِ غِلَظِ تَحْرِيمِ إِسْبَالِ الْإِزَارِ
وَالْمَنِّ بِالْعَطِيَّةِ وَتَنْفِيقِ السِّلْعَةِ بِالْحَلِفِ وَبَيَانِ الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ته بند ٹخنون سے زیادہ نیچے رکھنے کی اور احسان کر کر جتانے
کی اور مال کو جہوٹی قسم کہا کر بیچنے کی سخت حرمت کا بیان اور اون تین آدمیون کا بیان جن سے اللہ تعالی
قیامت کے دن بات نہ کرے گا نہ اون کیطرف دیکہیگا نہ ان کو پاک کریگا بلکہ اونکو دکھ کا عذاب ہوگا عَنْ
أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا
يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ قَالَ فَقَرَأَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ نقال
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مِرَارٍ فَقَالَ أَبُو ذَرٍّ خَابُوا وَخَسِرُوا مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ الْمُسْبِلُ مرابت
وَالْمَنَّانُ وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ ترجمہ ابوذر سے روایت ہے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیون سے اللہ تعالی بات نہ کرے گا قیامت کے دن نہ اون کیطرف دیکہیگا

(رحمت کی نگاہ سے) نہ انکو پاک کرے گا گناہون سے اور انکو دکھہ کا عذاب ہوگا آپ نے تین بار یہ فرمایا
تو ابوذر نے کہا برباد ہوگئے وہ لوگ اور نقصان مین پڑے وہ کون ہین یارسول اللہ آپ نے فرمایا ایک تو
لٹکانے والا **ف** یعنی تہبند یا پاجامے کو یا کرتے کو ٹخنون سے نیچے غرور اور تکبر کے راہ سے جیسے دوسری
حدیث مین صاف آیا کہ اللہ تعالی نہ دیکھیگا اوس شخص کیطرف جو کپڑا اپنا لٹکا دے غرور سے اور یہ غرور
کی قید خاص کرتی ہے ازار لٹکانے والے کے عموم کو اور اس سے یہ بات نکلی ہے کہ وعید اسی
کے لیے ہے جو غرور سے لٹکا دے اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رخصت دی ہے حضرت ابوبکر
کو کپڑا لٹکانے کی کیونکہ ان کا یہ فعل غرور کی راہ سے نہ تھا امام محمد بن جریر طبری نے کہا دوسری روایت
مین حضرت م نے صرف ازار لٹکانیوالے کو بیان کیا اس لیے کہ اکثر لباس اسوقت کا ازار ہی تھا
اور قمیص کا بھی یہی حکم ہے اور یہ ایک حدیث مین صاف آگیا ہے جسکو ابوداؤد اور نسائی اور ابن
ماجہ نے بسند حسن سالم سے روایت کیا اونہون نے اپنے باپ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
لٹکانا ازار مین ہے اور قمیص مین اور عمامے مین اور جو کوئی ان مین سے کسیکو لٹکا دے غرور سے تو قیامت
کے روز اللہ تعالی اوس کیطرف نہ دیکھیگا (نووی) **ف** دوسری احسان کرکے اسکو جتانیوالا
**ف** یعنے اوچھا مثل مشہور ہے خدا اوچھے کا احسان نہ کرا دے جب کسی شخص سے کسی قسم کا سلوک
کرے یا احسان تو تہذیب یہ ہے کہ اوس کا ذکر نہ کرے کسی جلسے مین اپنا احسان اوسپر نہ جتا دے ورنہ
نیکی برباد گناہ لازم ہوگا۔ **ف** تیسری جھوٹی قسم کھاکر اپنے مال کی نکاسی کرنے والا **ف** جیسے
بے ایمان تاجرون کی عادت ہوتی ہے کہ اپنے مال کی خواہ مخواہ تعریف کرتے ہین اگر خریدار کو اوس کی
قیمت مین یا خرید مین تردد ہو تو قسم کھا بیٹھتے ہین اور خریدار دھوکے مین آکر خرید لیتا ہے **عَنْ**
اَبِیْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَةٌ لَا یُکَلِّمُهُمُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَلْمَنَّانُ
الَّذِیْ لَا یُعْطِیْ شَیْئًا اِلَّا مَنَّهُ وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْفَاجِرِ وَالْمُسْبِلُ اِزَارَهُ —
**ترجمہ** ابوذر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیون سے اللہ تعالی بات
نہ کرے گا قیامت کے روز ایک تو احسان جتانیوالا جو دیکر احسان جتا دے دوسرے اپنا مال چلانے والا
جھوٹی قسم کھاکر تیسرے ازار لٹکانیوالا **عَنْ** سُلَیْمَانَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ ثَلَاثَةٌ لَا
یُکَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ وَلَا یُزَکِّیْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ **ترجمہ** اس روایت

کہ تین آدمیون سے اللہ بات نکرے گا نہ ان کیطرف دیکھیگا نہ انکو پاک کریگا اور انکو دکھہ کا عذاب ہے
عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَا یُکَلِّمُهُمُ ن عائلٌ مستکبرٌ
اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَلَا یُزَکِّیْهِمْ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ قَالَ اَبُوْمُعَاوِیَةَ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ شَیْخٌ
زَانٍ وَمَلِکٌ کَذَّابٌ وَعَائِلٌ مُسْتَکْبِرٌ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا تین آدمیون سے خدا بات نہ کرے گا قیامت کے روز نہ انکو پاک کرے گا نہ انکی طرف دیکھے
گا اور انکو دکھ کا عذاب ہے ایک تو بوڑھا زنا کرنیوالا دوسرے بادشاہ جھوٹا تیسرے محتاج مغرور ف
ہر چند حرام کاری اور جھوٹھ اور غرور سب کے حق مین برا ہے لیکن ان تینون شخصون کے حق مین نہایت
بے موقع ہے کہ باوجود بڑھاپے کے جب عقل کامل ہوتی ہے اور شہوت کم ہو جاتی ہے زنا اور حرام کاری
کرنا سراسر شقاوت ہے اور باوجود بادشاہی اور حکومت کے جب کسی کا خوف اور ڈر نہین ہوتا جھوٹھ
بولنا بالکل بدبختی ہے اور باوجود کنگالی اور محتاجی کے گھمنڈ کرنا اور فرعون بے سامان بننا نہایت نامناسب
ہے۔ قاضی عیاض نے کہا وجہ انکی تخصیص کی یہ ہے کہ ان لوگون کو ان گناہون کی کوئی ضرورت اور
احتیاج نہین اگرچہ گناہ کرنے مین کوئی معذور نہین پر ان لوگون کو تو بالکل کسیطرح کا عذر نہین ہو سکتا
تو اب گناہ کرنا گویا عمداً خدا کی نافرمانی کرنا ہے اور ضد اور ہٹ دھرمی ہے اور ذلیل سمجھنا ہے خدا کے
احکام کو عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَا یُکَلِّمُهُمُ ن ثلاث
اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ وَلَا یُزَکِّیْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ رَجُلٌ عَلٰی فَضْلِ
مَاءٍ بِالْفَلَاةِ یَمْنَعُهُ مِنَ ابْنِ السَّبِیْلِ وَرَجُلٌ بَایَعَ رَجُلًا بِسِلْعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ فَحَلَفَ لَهُ
بِاللّٰهِ لَاَخَذَهَا بِکَذَا وَکَذَا فَصَدَّقَهُ وَهُوَ عَلٰی غَیْرِ ذٰلِکَ وَرَجُلٌ بَایَعَ اِمَامًا لَا یُبَایِعُهُ
اِلَّا لِدُنْیَا فَاِنْ اَعْطَاهُ مِنْهَا وَفٰی وَاِنْ لَمْ یُعْطِهِ مِنْهَا لَمْ یَفِ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخص ہین جنسے خدا قیامت مین نہ بولے گا نہ انکو دیکھیگا نہ انکو گناہ سے
پاک کرے گا اور انکے لیے بڑے درد کا عذاب ہے ایک تو وہ جو جنگل مین حاجت سے زیادہ پانی رکھتا ہو پھر مسافر
کو اس پانی سے روکے ف اور اور کہین پانی نہو کہ مسافر کے کام آوے نووی نے کہا اس فعل
کی حرمت نہایت سخت ہے اور بہت برا کام ہے اس لیے کہ جانورونکو اس پانی سے نہ روکنا چاہیے جو
ضرورت سے زیادہ ہو پھر آدمیون کو روکنا کیونکر درست ہوگا البتہ اگر کافر مسافر حربی یا مرتد ہو تو اوسکو

یا کوئی دنیا وجب نہین (انتہٰے) ف دوسرے وہ جسنے کسی کے ہاتہہ کوئی مال بیچا عصر کے بعد اور خدا کی قسم کہائی کہ مین نے اتنے کو مول لیا ہے اسکو اور خریدار نے سچ سمجہا اوس کی بات کو حالانکہ اتنے کو اُسنے نہین لیا تہا (یعنے جہوٹی قسم کہائی اور عصر کے بعد کی تخصیص اسوجہ سے ہے کہ وہ متبرک وقت ہے فرشتون کے جمع ہونیکا یا وہ اصل وقت ہے خرید اور فروخت کا) تیسرے وہ جسنے بیعت کی امام سے دنیا کے طمع سے پہر اگر امام نے اوسکو کچہہ دیا دنیا کا مال تو اوسنے اپنی بیعت پوری کی اور جو نہ دیا تو پوری نہ کی (تو اس شخص نے گویا دہوکا دیا مسلمانون کو بیعت کرکے کہ وہ اس کے عہد کے پہر وسہ پر رہے اور یہ دنیا کے فکر مین تہا عہد کی پرواہ نہ تہی) عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ غَيْرَ اَنَّ فِيْ حَدِيْثِ جَرِيْرٍ وَّرَجُلٌ سَاوَمَ رَجُلًا بِسِلْعَةٍ ترجمہ دوسری روایت بہی ایسی ہی ہے اوسمین یہ ہے جسنے نرخ کیا ایک مال کا عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اُرَاهُ مَرْفُوْعًا قَالَ ثَلَاثَةٌ لَّا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ رَجُلٌ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ بَعْدَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ عَلٰى مَالِ مُسْلِمٍ فَاقْتَطَعَهٗ وَبَاقِيْ حَدِيْثِهٖ نَحْوُ حَدِيْثِ الْاَعْمَشِ ترجمہ یہ روایت بہی ایسی ہی ہے اوسمین یہ ہے جسنے قسم کہائی عصر کی نماز کی بعد ایک مسلمان کے مال پر پہر مار لیا اوسکو (یعنے جہوٹی قسم کہاکر) بَابُ بَيَانِ غِلَظِ تَحْرِيْمِ قَتْلِ الْاِنْسَانِ نَفْسَهٗ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهٗ بِشَيْءٍ عُذِّبَ بِهٖ فِي النَّارِ وَاَنَّهٗ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا نَفْسٌ مُّسْلِمَةٌ خودکشی کی سخت حرمت اور خودکشی کرنے والے کا عذاب جہنم مین اور نہ جانا جنت مین سوا مسلمان کے عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَتَلَ نَفْسَهٗ بِحَدِيْدَةٍ فَحَدِيْدَتُهٗ فِيْ يَدِهٖ يَتَوَجَّاُ بِهَا فِيْ بَطْنِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُّخَلَّدًا فِيْهَا اَبَدًا وَمَنْ شَرِبَ سُمًّا فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَهُوَ يَتَحَسَّاهُ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُّخَلَّدًا فِيْهَا اَبَدًا وَمَنْ تَرَدّٰى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَهُوَ يَتَرَدّٰى فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُّخَلَّدًا فِيْهَا اَبَدًا ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے تئین آپ لوہے کے ہتیار سے مار لیوے تو وہ ہتیار اوس کے ہاتہہ مین ہوگا بہونکتا رہیگا اسکو اپنے پیٹ مین جہنم کی آگ مین ہمیشہ ہمیشہ رہیگا اسمین اور جو شخص زہر پیکر اپنی جان لیوے تو وہ جہنم کی آگ مین ہمیشہ ہمیشہ اسمین رہیگا اور جو شخص پہاڑ سے گراکر اپنے تئین مار ڈالے تو وہ ہمیشہ گرے گا جہنم کی آگ مین سدا اُسکا یہی حال ہوگا (کہ اونچے مقام سے نیچے گریگا) ف نووی نے کہا اس مقام پر کئی قول ہین ایک یہ کہ مراد وہ شخص ہے جو خودکشی کو حلال جانکر ایسے کام سے اپنی جان دیوے وہ تو

کافر ہے بیشک ہمیشہ جہنم میں رہیگا دوسرے یہ کہ ہمیشہ رہنے سے مراد بہت مدت تک رہنا ہو تیسرے یہ کہ اوسکی سزا کا بدلہ یہی تہا کہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے پر خدا نے احسان کیا اور حکم دیا کہ جسکا خاتمہ اسلام پر ہوگا وہ ہمیشہ جہنم میں نہ رہیگا عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ اَنَّهُ بَايَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ وَاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ بِمِلَّةٍ غَيْرِ الْاِسْلَامِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عُذِّبَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَيْسَ عَلٰى رَجُلٍ نَذْرٌ فِيْ شَيْءٍ لَا يَمْلِكُهُ ترجمہ ثابت بن ضحاک سے روایت ہے انہوں نے بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شجرہ رضوان کے تلے اور آپ نے فرمایا جو شخص قسم کہاوے کسیات پر اسلام کے سوا اور دین کی (یعنی یوں کہے اگر میں ایسا کام کروں تو نصرانی ہوں یا یہودی ہوں یا ہندو ہوں) جہوٹی قسم تو وہ ویسا ہی ہوگیا جیسا اوس نے کہا **ف** یعنی کافر ہوگیا یہ زجر اور تغلیظ کے طور پر ہے نووی نے کہا اگر اوس کے دل میں اسلام کے سوا اور دین کی عظمت ہے وہ تو بلا شبہ کافر ہے اور جو اور دین کی عظمت نہیں بلکہ اسلام اوس کے دل میں راسخ ہے تو وہ کافر نہ ہوگا اس صورت میں کفر سے مراد ناشکری ہے کیونکہ اسلام کا مقتضی یہ تہا کہ ایسے بد قسم کہا نا تہا **ت** اور جس نے قتل کیا اپنے تئیں کسی چیز سے وہ اسی سے عذاب دیا جاویگا قیامت کے دن اور کسی آدمی پر وہ نذر پوری کرنا واجب نہیں جو اوس کے اختیار میں نہیں یا اوس کے ملک میں نہیں (جیسے نذر کرے اور کسی کا بردہ آزاد کرنے کی) عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ عَلٰى رَجُلٍ نَذْرٌ فِيْمَا لَا يَمْلِكُ وَلَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهٖ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ فِي الدُّنْيَا عُذِّبَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمَنِ ادَّعٰى دَعْوٰى كَاذِبَةً لِيَتَكَثَّرَ بِهَا لَمْ يَزِدْهُ اللّٰهُ اِلَّا قِلَّةً وَمَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنِ صَبْرٍ فَاجِرَةٍ ترجمہ ثابت بن ضحاک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی آدمی پر وہ نذر پورا کرنا واجب نہیں جو اوس کے ملک میں نہیں اور مسلمان پر لعنت کرنا ایسا ہے جیسے اسکو قتل کرنا **ف** نووی نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان پر لعنت کرنا بڑا سخت گناہ ہے امام غزالی نے کہا کسی مسلمان پر یا کسی جانور پر لعنت کرنا درست نہیں اسیطرح اوس مسلمان پر جو فاسق ہو اسی طرح کسی معین کافر پر خواہ وہ زندہ ہو یا مرگیا ہو مگر اوس کافر پر جسکا کفر پر مرنا نص سے ثابت ہو لعنت کرنا درست ہے جیسے ابو لہب اور ابو جہل وغیرہ اور لعنت کرنا کافروں

کے گروہ پر درست ہے جیسے لعنت اللہ کی کافروں پر یا یہودیوں پر یا نصاریٰ پر اور ظاہر حدیث یہ ہے کہ لعنت
اور قتل دونوں حرمت مین برابر ہین اگرچہ قتل بہت سخت ہے یہی اختیار کیا ہے مازری نے **ف**
اور جو شخص اپنی جان لیوے دنیا مین کسی چیز سے تو وہ اوسی سے عذاب دیا جاویگا قیامت کے دن اور جو شخص
جہوٹا دعوی کرے اپنا مال بڑہانے کے لیے تو خدا اوسکا مال اور کم کردیگا اور جو شخص قسم کہاوے حاکم کے حکم سے جہوٹی
**ف** اوسکا مال بہی اللہ تعالی کم کردیگا نووی نے کہا یہان یہ عبارت محذوف ہے یا وہ عطف ہے پہلے جملے
کے ابتدا پر اور یہ مطلب دوسری روایت مین پورا آیا ہے جو شخص قسم کہاوے حاکم کے حکم سے کسی مسلمان کا مال
دبا لینے کو تو وہ اللہ سے ملیگا اور وہ اوس پر غصے ہوگا **عَنْ** ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ سِوٰى مِلَّةِ الْاِسْلَامِ كَاذِبًا مُتَعَمِّدًا فَهُوَ
كَمَا قَالَ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهٗ بِشَيْءٍ عَذَّبَهُ اللّٰهُ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ وَهٰذَا حَدِيْثُ سُفْيَانَ
وَاَمَّا شُعْبَةُ فَحَدِيْثُهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ سِوٰى
الْاِسْلَامِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ وَمَنْ ذَبَحَ نَفْسَهٗ بِشَيْءٍ ذُبِحَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ **ترجمہ** ثابت
بن ضحاک انصاری سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قسم کہاوے کسی اور دین کی سوا اسلام
کے جہوٹہ قصدا تو وہ ویسا ہی ہوگیا اور جو شخص قتل کرے اپنے تئین کسی سے تو خدا عذاب کریگا اوسکو اوسی
چیز سے جہنم کی آگ مین یہ روایت ہے سفیان کی اور شعبہ کی روایت مین ہے جو شخص قسم کہاوے کسی دین
کی سوا اسلام کے جہوٹہ تو وہ ویسا ہی ہوگیا جیسا اوس نے کہا اور جو شخص ذبح کرے اپنے تئین کسی چیز
سے تو وہ اوسی چیز سے ذبح کیا جاوے گا قیامت کے دن **عَنْ** اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ شَهِدْنَا مَعَ رَسُوْلِ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُنَيْنًا فَقَالَ لِرَجُلٍ مِمَّنْ يُدْعٰى بِالْاِسْلَامِ هٰذَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ
فَلَمَّا حَضَرْنَا الْقِتَالَ قَاتَلَ الرَّجُلُ قِتَالًا شَدِيْدًا فَاَصَابَتْهُ جِرَاحَةٌ فَقِيْلَ الرَّجُلُ الَّذِيْ قُلْتَ
لَهٗ اٰنِفًا اِنَّهٗ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَاِنَّهٗ قَاتَلَ الْيَوْمَ قِتَالًا شَدِيْدًا وَقَدْ مَاتَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اِلَى النَّارِ فَكَادَ بَعْضُ الْمُسْلِمِيْنَ اَنْ يَّرْتَابَ فَبَيْنَمَا هُمْ عَلٰى ذٰلِكَ اِذْ قِيْلَ فَاِنَّهٗ لَمْ يَمُتْ
وَلٰكِنَّ بِهٖ جِرَاحًا شَدِيْدًا فَلَمَّا كَانَ مِنَ اللَّيْلِ لَمْ يَصْبِرْ عَلَى الْجِرَاحِ فَقَتَلَ نَفْسَهٗ
فَاُخْبِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ فَقَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ وَ
رَسُوْلُهٗ ثُمَّ اَمَرَ بِلَالًا فَنَادٰى فِي النَّاسِ اِنَّهٗ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ وَاِنَّ اللّٰهَ يُؤَيِّدُ هٰذَا

الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے جنگ
حنین میں (قاضی عیاض نے کہا صحیح خیبر ہے بجائے حنین کے) آپ نے فرمایا ایک شخص کو جو دعوی کرتا تھا
اسلام کا (یعنے اپنے تئین مسلمان کہتا تھا) یہ جہنم والوں میں سے ہے جب لڑائی کا وقت آیا تو یہ شخص خوب
لڑا اور زخمی ہوا لوگوں نے کہا یا رسول اللہ آپ نے جس شخص کو جہنمی فرمایا تھا وہ تو آج خوب لڑا اور مر گیا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہنم میں گیا بعض مسلمانوں کو شک ہونیکو تھے (کیونکہ ظاہر حال
سے اوسکا جنتی ہونا پایا جاتا تھا) اتنے میں خبر آئی کہ وہ مرا نہیں زندہ ہے لیکن بہت سخت زخمی ہے
جب رات ہوئی تو وہ زخموں کی تکلیف برداشت نہ کرسکا اور اُس نے اپنے تئیں آپ مار لیا جب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر پہونچی تو آپ نے فرمایا اللہ بڑا ہے میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ میں
اللہ کا بندہ اور اُسکا بھیجا ہوا ہوں (اسلیے کہ اللہ تعالی نے جو بات آپکو بتلادی تھی وہ سچ نکلی) پھر آپ نے
حکم کیا بلال کو اُس نے منادی کردی لوگوں میں کہ جنت میں نہ جاویگا کوئی شخص مگر وہی جو مسلمان ہو اور
اللہ مدد کرے گا اس دین کی برے آدمی سے **ف** یہ شخص منافق تھا ظاہر میں مسلمان دلمیں کافر اگرچہ
اوس نے اسلام کے لیے بہت کوشش کی لڑا اور زخمی ہوا پھر ایمان نہونے سے کوئی کوشش اوسکی کام نہ آئی
معلوم ہوا کہ بغیر ایمان کے انسان کتنی ہی نیک باتیں کرے مسلمانوں کی مدد کرے اسلام کو فائدہ پہنچاوے
پر وہ جنتی نہیں ہوسکتا **عَنْ** سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ الْتَقٰى هُوَ وَالْمُشْرِكُوْنَ فَاقْتَتَلُوْا فَلَمَّا مَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى عَسْكَرِهٖ
وَمَالَ الْاٰخَرُوْنَ اِلٰى عَسْكَرِهِمْ وَفِيْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ لَا يَدَعُ
لَهُمْ شَاذَّةً وَلَا فَاذَّةً اِلَّا اتَّبَعَهَا يَضْرِبُهَا بِسَيْفِهٖ فَقَالُوْا مَا اَجْزَاَ مِنَّا الْيَوْمَ
اَحَدٌ كَمَا اَجْزَاَ فُلَانٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَا اِنَّهٗ مِنْ اَهْلِ النَّارِ
فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ اَنَا صَاحِبُهٗ اَبَدًا قَالَ فَخَرَجَ مَعَهٗ كُلَّمَا وَقَفَ وَقَفَ مَعَهٗ وَاِذَا
اَسْرَعَ اَسْرَعَ مَعَهٗ قَالَ فَجُرِحَ الرَّجُلُ جُرْحًا شَدِيْدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ سَيْفَهٗ نصل
بِالْاَرْضِ وَذُبَابَهٗ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلٰى سَيْفِهٖ فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَخَرَجَ الرَّجُلُ اِلٰى
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالَ الرَّجُلُ
الَّذِيْ ذَكَرْتَ اٰنِفًا اَنَّهٗ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَاَعْظَمَ النَّاسُ ذٰلِكَ فَقُلْتُ اَنَا لَكُمْ بِهٖ فَخَرَجْتُ

فِي طَلَبِهِ حَتَّى جُرِحَ جُرْحًا شَدِيدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ نَصْلَ سَيْفِهِ بِالْأَرْضِ وَ
ذُبَابَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَيْهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فِيمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ
وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ النَّارِ فِيمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ ترجمہ سہل بن
سعد ساعدی سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکوں کا سامنا ہو جنگ میں تو لڑے پھر جب
آپ اپنے لشکر کی طرف جھکے اور وہ لوگ اپنے لشکر کی طرف گئے تو آپ کے اصحاب میں ایک شخص تھا (اوس کا
نام قزمان تھا اور وہ منافقوں میں سے تھا) اکے دکے کو نہ چھوڑتا بلکہ اوسکا پیچھا کرکے تلوار سے مار ڈالتا
یعنی جس کافر سے بھڑتا اسکو قتل کرتا) تو صحابہ نے کہا آج ہمارے کام جیسے یہ شخص آیا ایسا کوئی نہ آیا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تو جہنمی ہے ایک شخص ہم لوگوں میں سے بولا میں اوسکے ساتھ رہوں گا۔
(اور اسکی خبر رکھوں گا کہ وہ کون سا کام کرتا ہے جہنم میں جائیگا کیونکہ ظاہر میں تو وہ بہت عمدہ کام کررہا
تھا) پھر وہ شخص اسکے ساتھ نکلا جہاں وہ ٹھہرتا یہ بھی ٹھہر جاتا اور جہاں وہ دوڑ کر چلتا یہ بھی اوسکے ساتھ دوڑ جاتا
آخر وہ شخص (یعنی قزمان) سخت زخمی ہوا اور (زخموں کی تکلیف پر صبر نہ کرسکا) جلدی مرنا چاہا اور تلوار
کا قبضہ زمین پر رکھا اور نوک اوسکی دونوں چھاتیوں کے بیچ میں پھر اوس پر زور دیا اور اپنے تئیں مار ڈالا
تب وہ شخص (جو اوسکے ساتھ گیا تھا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور کہا میں گواہی دیتا ہوں اس
بات کی کہ آپ اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں آپنے فرمایا کیا ہوا وہ شخص بولا آپ نے ابھی جس شخص کو جہنمی فرمایا تھا
اور لوگوں نے اوس پر تعجب کیا تھا تو میں نے کہا تھا میں تمہارے واسطے اوسکی خبر رکھوں گا پھر میں اوسکی
تلاش میں نکلا وہ سخت زخمی ہوا اور جلدی مرنے کے لیے اوس نے تلوار کا قبضہ زمین پر رکھا اور نوک اوسکی اپنی
دونوں چھاتیوں کے بیچ میں پھر زور دیا اوس پر یہانتک کہ مار ڈالا اپنے تئیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے یہ سنکر فرمایا کہ آدمی جنتیوں کے کام کرتا ہے لوگوں کے نزدیک اور وہ جہنمی ہوتا ہے اور
جہنمیوں کے سے کام کرتا ہے لوگوں کے نزدیک اور وہ جنتی ہوتا ہے **ف** تو انسان کو چاہیے کہ اپنے
اعمال پر غرہ نہ کرے اور بھروسا نہ رکھے بلکہ خدا سے ڈرتا رہے اور حسن خاتمہ کے لیے دعا کرتا رہے اسیطرح
گنہگار کو نا امید نہ ہونا چاہیے اللہ کی رحمت سے شاید خدا اوسکا خاتمہ عمدہ کردیوے **عَنِ** الْحَسَنِ
يَقُولُ إِنَّ رَجُلًا مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ خَرَجَتْ بِهِ قُرْحَةٌ فَلَمَّا آذَتْهُ انْتَزَعَ سَهْمًا

[illegible]

مِنْ كِنَانَتِهِ فَنَكَأَهَا فَلَمْ يَرْقَأِ الدَّمُ حَتَّى مَاتَ قَالَ رَبُّكُمْ قَدْ حَرَّمْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ ثُمَّ مَدَّ يَدَهُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَقَالَ إِي وَاللَّهِ لَقَدْ حَدَّثَنِي بِهَذَا جُنْدُبٌ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ ترجمہ حسن سے روایت ہے وہ کہتے تھے اگلے لوگوں میں ایک شخص کے پھوڑا نکلا اوسکو جب بہت تکلیف ہوئی تو اپنے ترکش میں سے ایک تیر نکالا اور پھوڑے کو چیر دیا اوس سے پھر خون بند نہ ہوا یہانتک کہ وہ مرگیا تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے حرام کیا اوس پر جنت کو پھر اپنا ہاتھ حسن نے مسجد کیطرف بڑھایا اور کہا قسم خدا کی یہ حدیث مجھ سے جندب نے بیان کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مسجد میں ف قاضی عیاض نے کہا شاید یہ شخص خودکشی کو حلال جانتا ہوگا یا مراد یہ ہے کہ اوسپر جنت حرام ہے اوسوقت جب اچھے اور نیک لوگ جاوینگے یا اوس کے حساب میں طول ہوگا یا وہ رکا رہیگا اعراف میں نووی نے کہا احتمال ہے کہ اوسوقت کی شرع میں کبیرہ گناہ کرنیوالا کافر ہوجاتا ہوا اور یہ حدیث محمول ہے اسپر کہ اوس نے جلد مرنے کے لیے یا بغیر کسی مصلحت کے ایسی حرکت کی اسلیے کہ دوا اور علاج کے لیے پھوڑا چیرنا درست ہے جب گمان غالب ہو فائدے کا عَنِ الْحَسَنِ يَقُولُ حَدَّثَنَا جُنْدُبُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْبَجَلِيُّ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ فَمَا نَسِينَا وَمَا نَخْشَى أَنْ يَكُونَ كَذَبَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ بِرَجُلٍ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ خُرَاجٌ فَذَكَرَ نَحْوَهُ ترجمہ حسن سے روایت ہے ہم سے جندب بن عبداللہ بجلی نے اس مسجد میں حدیث بیان کی پھر ہم اسکو نہیں بھولے اور نہ ہمکو ڈر ہے کہ جندب نے جھوٹھ باندھا ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر انہوں نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم سے پہلے ایک شخص کے پھوڑا نکلا پھر بیان کیا قصہ اوسیطرح جیسے اوپر گزرا

**بَابُ غِلَظِ تَحْرِيمِ الْغُلُولِ وَأَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا الْمُؤْمِنُونَ** مال غنیمت میں چوری کرنا سخت حرام ہے اور جنت میں نجاوینگے مگر وہی جو ایماندار ہیں

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ خَيْبَرَ أَقْبَلَ نَفَرٌ مِنْ صَحَابَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا فُلَانٌ شَهِيدٌ وَفُلَانٌ شَهِيدٌ حَتَّى مَرُّوا عَلَى رَجُلٍ فَقَالُوا فُلَانٌ شَهِيدٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَّا إِنِّي رَأَيْتُهُ فِي النَّارِ فِي بُرْدَةٍ غَلَّهَا أَوْ عَبَاءَةٍ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ اذْهَبْ فَنَادِ فِي النَّاسِ إِنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا الْمُؤْمِنُونَ قَالَ فَخَرَجْتُ فَنَادَيْتُ أَلَا إِنَّهُ لَا يَدْخُلُ

الجنة الا المومنون ترجمہ حضرت عمر بن خطاب سے روایت ہے جب خیبر کا دن ہوا تو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی صحابہ آئے اور کہنے لگے فلانا شہید ہے اور فلانا شہید ہے یہانتک کہ گذرے ایک شخص پر تو کہا
یہ شہید ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہرگز نہیں میں نے اسکو جہنم میں دیکھا ایک چادر یا عبا
کی چوری میں (یعنے چوری کی وجہ سے) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے خطاب کے بیٹے
اوٹھ اور پکار دے لوگون میں کہ جنت میں وہی جائینگے جو ایماندار ہیں (اور چور نجاوینگے)
حضرت عمر نے کہا میں نکلا اور میں نے پکار دیا لوگون میں خبردار ہو جاؤ جنت میں وہی جاوینگے جو ایماندار
ہیں عن ابی ہریرة قال خرجنا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی خیبر ففتح
اللہ علینا فلم نغنم ذهبا ولا ورقا غنمنا المتاع والطعام والثياب ثم انطلقنا الى
الوادی ومع رسول الله صلى الله عليه وسلم عبد له وهبه له رجل من جذام
يدعى رفاعة بن زيد من بني الضبيب فلما نزلنا الوادي قام عبد رسول الله صلى
الله عليه وسلم يحل رحله فرمي بسهم فكان فيه حتفه فقلنا هنيئا له الشهادة
يا رسول الله قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كلا والذي نفس محمد بيده
ان الشملة لتلتهب عليه نارا اخذها من الغنائم يوم خيبر لم تصبها المقاسم
قال ففزع الناس فجاء رجل بشراك او شراكين فقال يا رسول الله اصبت
هذا يوم خيبر فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم شراك من نار او شراكان
من نار ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے خیبر کیطرف پھر اللہ
نے فتح دی ہمکو تو نہیں لوٹا ہم نے چاندی اور سونا (یعنی چاندی اور سونا ہاتھ نہیں آیا) بلکہ لوٹا ہم نے
اسباب اور اناج اور کپڑے پھر ہم چلے وادی کیطرف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپکا ایک
غلام تھا (جسکا نام مدعم تھا) جو بخشا تھا آپ کو ایک شخص نے جذام میں سے جسکا نام رفاعہ بن زید تھا
بنی ضبیب میں سے جب ہم وادی میں اوترے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام کھڑا ہوا آپکا
کجاوہ کھول رہا تھا اتنے میں ایک (غیبی) تیر اسکو لگا جسمیں اوسکی موت تھی ہم لوگون نے
کہا مبارک ہو وہ شہید ہے یا رسول اللہ آپ نے فرمایا ہرگز نہیں قسم اوس شخص کی جسکے ہاتھ میں
محمد کی جان ہے وہ شملہ اوسپر انگار کیطرح سلگ رہا ہے جو اوسنے مال غنیمت میں سے خیبر

کے دن پایا تھا اور اُسوقت تک غنیمت تقسیم نہیں ہوئی تھی یہ سنکر لوگ ڈر گئے اور ایک شخص ایک تسمہ یا دو تسمے لیکر آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ مینے خیبر کے دن انکو پایا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تسمہ یا تسمے انگار کے ہیں (یعنی اگر تو انکو داخل نکرتا تو یہ تسمہ انگار ہو کر قیامت کے دن تجھپر لپٹتا یا تجھے عذاب ہوتا ان تسموں کیوجہ سے) **ف** نووی نے کہا ان دونوں حدیثوں سے یہ احکام نکلتے ہیں ایک تو غلول یعنے چوری کا حرام ہونا مال غنیمت میں دوسرے کوئی فرق نہ ہونا قلیل اور کثیر میں یہانتک کہ ایک تسمہ کی چوری بھی ویسی ہی حرام ہے تیسرے یہ کہ جسنے غلول کیا اسکو شہید نہ کہیں گے چوتھے یہ کہ جو کفر پر مرے وہ جنت میں نہ جاویگا اور اسپر اجماع ہے مسلمانوں کا پانچویں یہ کہ بغیر ضرورت کے قسم کھانا درست ہے کیونکہ حضرت نے خود قسم کھائی چھٹی یہ کہ جس نے کچھ چوری کی غنیمت کے مال میں تو اوسکو وہ چیز پھیر دینا اور داخل کر دینا واجب ہے اور جب وہ پھیر دے تو اسکو لے لیں اور اُسکا مال نہ جلاویں خواہ وہ پھیرے یا نہ پھیرے کیونکہ حضرت نے شملے کے چور کا اور تسمے کے چور کا مال نہ جلایا اور جو یہ واجب ہوتا تو آپ ایسا کرتے اور وہ جو حدیث منقول ہے کہ جو شخص غنیمت کے مال میں چوری کرے اوسکا اسباب جلا دو اور اوسکو مار دو یا اُسکی گردن مارو تو ضعیف ہے اوسکے ضعف کو ابن عبد البر نے بیان کیا ہے طحاوی نے کہا اگر وہ حدیث صحیح بھی ہو تو منسوخ ہوگی اور یہ اوسوقت کا حکم ہے جب مالی سزا جائز تھی اور اب شریعت میں مال کی سزا دینا جیسے جرمانہ ضبطی جائداد وغیرہ نہیں رہی ۱۲

**باب** الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ قَاتِلَ نَفْسِهِ لَا يَكْفُرُ

جو شخص خودکشی کرے وہ کافر نہ ہوگا

**عَنْ** جَابِرٍ أَنَّ الطُّفَيْلَ بْنَ عَمْرٍو الدَّوْسِيَّ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ هَلْ لَكَ فِي حِصْنٍ حَصِينٍ وَمَنَعَةٍ قَالَ حِصْنٌ كَانَ لِدَوْسٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَأَبَى ذَلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلَّذِي ذَخَرَ اللهُ لِلْأَنْصَارِ فَلَمَّا هَاجَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِينَةِ هَاجَرَ إِلَيْهِ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو وَهَاجَرَ مَعَهُ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ فَاجْتَوَوُا الْمَدِينَةَ فَمَرِضَ فَجَزِعَ فَأَخَذَ مَشَاقِصَ لَهُ فَقَطَعَ بِهَا بَرَاجِمَهُ فَشَخَبَتْ يَدَاهُ حَتَّى مَاتَ فَرَآهُ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو فِي مَنَامِهِ فَرَآهُ وَهَيْئَتُهُ حَسَنَةٌ وَرَآهُ مُغَطِّيًا يَدَيْهِ فَقَالَ لَهُ مَا صَنَعَ بِكَ رَبُّكَ فَقَالَ غَفَرَ لِي بِهِجْرَتِي إِلَى نَبِيِّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا لِي أَرَاكَ مُغَطِّيًا يَدَيْكَ قَالَ قِيلَ لِي لَنْ نُصْلِحَ مِنْكَ مَا أَفْسَدْتَ فَقَصَّهَا الطُّفَيْلُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اَللّٰھُمَّ وَلِیَدَیْہِ فَاغْفِرْ ترجمہ جابر سے روایت ہی کہ طفیل بن عمرو دوسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ ایک مضبوط قلعہ اور لشکر چاہتے ہین (اوس قلعے کے لئے جو دوس
کا تہا جاہلیت کے زمانے مین) آپ نے قبول نکیا اوسوجہ سے کہ اللہ تعالی نے انصار کے حصے مین یہ بات لکہہ
دی تہی (کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس رہین اون کی حمایت اور حفاظت مین) توجب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کیطرف ہجرت کی تو طفیل بن عمرو نے بہی ہجرت کی اور انکے ساتہ انکی قوم کے ایک شخص نے بہی ہجرت -
کی پہر مدینہ کی ہوا انکو ناموافق ہوئی (اور انکے پیٹ مین عارضہ پیدا ہوا) وہ شخص جو طفیل کے ساتہ آیا تہا بیمار
ہوا اور تکلیف کے مارے اوس نے چوڑی گانسیان لیکر اپنی انگلیون کے جوڑ کاٹ ڈالے اور خون بہنا شروع
ہوا دونون ہاتہ سے یہانتک کہ وہ مرگیا پہر طفیل بن عمرو نے اوسکو خواب مین دیکہا اور اوسکی شکل اچہی تہی
مگر اپنے دونون ہاتہون کو چہپائے ہوئے تہا طفیل نے پوچہا کہ تیرے رب نے تیرے ساتہ کیا سلوک کیا اوس نے
کہا بخشدیا مجہکو اس لیے کہ مین نے ہجرت کی تہی اوسکے پیغمبر کیطرف طفیل نے کہا کیا وجہ ہے مین دیکہتا ہون
تو دونون ہاتہ اپنے چہپائے ہوئے ہے وہ شخص بولا کہ مجہے حکم ہوا ہم اسکو نہین سنوارین گے جسکو تو نے
خود بگاڑا پہر یہ خواب طفیل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا اللہ اوس کے دونون
ہاتہونکو بہی بخشدے یعنی جیسے تو نے اوس کے سارے بدن پر کرم کیا ہے اوس کے دونون ہاتہون کو بہی درست کردے
**ف** نووی نے کہا اس حدیث مین دلیل ہے اوس بڑے قاعدے کی جو اہل سنت نے قرار دیا ہے کہ جو شخص
اپنے تئین مار ڈالے یا اور کوئی گناہ کرے پہر بغیر توبہ کے مرجاوے تو وہ کافر نہین ہے اور نہ یہ ضرور ہے
کہ وہ جہنم مین جاوے بلکہ وہ خدا کی مشیت پر ہے اور یہ قاعدہ بیان ہوچکا ہے اور اس سے ثابت ہوتا ہی
کہ گنہگارون کو عذاب ہوگا اور گناہون سے نقصان پہونچتا ہے اور رد ہے مرجیہ کا جو کہتے ہین ایمان کے
ساتہ گناہون سے ضرر نہوگا تحفۃ الاحیار مین ہے کہ اس حدیث سے بڑی فضیلت ہجرت کی ثابت ہوئے
اوس شخص کو اپنے مارنیکی نیت نہ ہوگی کہ حرام ہوتی اضطراب سے یہ حرکت ہوئی ہوگی یا شاید بلاکی
نیت ہو مگر ہجرت کی برکت اور حضرت کی دعا سے اوس کی مغفرت ہوگئی **بَابٌ** فِی الرِّیْحِ الَّتِیْ
تَکُوْنُ فِیْ قُرْبِ الْقِیَامَۃِ تَقْبِضُ مَنْ فِیْ قَلْبِہٖ شَیْءٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ اوس ہوا کا بیان جو قیامت کے قریب
چلے گی اور لے جاویگی ہر ایک شخص کو جس کے دل مین رتی برابر بہی ایمان ہوگا **عَنْ** اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ رِیْحًا مِّنَ الْیَمَنِ اَلْیَنَ مِنَ الْحَرِیْرِ

فَلَا تَدَعُ اَحَدًا فِيْ قَلْبِهٖ قَالَ اَبُوْ عَلْقَمَةَ مِثْقَالُ حَبَّةٍ وَقَالَ عَبْدُ الْعَزِيْزِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ اِيْمَانٍ اِلَّا قَبَضَتْهُ ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا البتہ خدا بھیجیگا ایک ہوا یمن کی طرف سے جو ریشم سے بھی زیادہ ملائم ہوگی پھر یہ ہوا نہ چھوڑیگی اس شخص کو جس کے دل میں دانے برابر یا رتی برابر بھی ایمان ہوگا یعنے مار ڈالے گی اسکو ف تو کوئی ایماندار دنیا میں باقی نہ رہے گا اوسوقت قیامت ہوگی نووی نے کہا اس مضمون کی حدیثیں اور بھی آئی ہیں جیسے قیامت قائم نہوگی مگر اسوقت جب کوئی اللہ اللہ کہنیوالا بھی نہ رہیگا یا قیامت قائم نہوگی مگر بدترین خلق پر اور یہہ سب حدیثیں اپنے ظاہر پر محمول ہیں اور وہ جو دوسری حدیث میں آیا ہے کہ ایک گروہ میرے امت کا حق پر قائم رہیگا قیامت کے دن تک اس کے مخالف نہیں کیونکہ مراد اوس سے یہ ہے کہ وہ گروہ قائم رہیگا یہانتک کہ یہ ہوا اوسکو تمام کردیگی پھر قیامت قائم ہوگی اور یہ جو فرمایا جس کے دل میں دانے برابر یا رتی برابر بھی ایمان ہوگا تو اس سے وہ مذہب ثابت ہوا جو صحیح ہے کہ ایمان گھٹتا بڑہتا ہے اور ریشم سے زیادہ ملائم ہونے سے یہ غرض ہے کہ وہ ہوا نرم اور لطیف ہوگی اور ایک دوسری حدیث میں یوں ہے کہ وہ ہوا شام کیطرف سے چلیگی اسکا جواب یہ ہے کہ شاید اوسوقت دو ہوائیں چلیں ایک یمن کیطرف سے اور دوسرے شام کیطرف سے یا ایک ہی ہوا شروع ہو یمن سے پھر پہیل جاوے شام تک واللہ اعلم

باب الْحَثِّ عَلَى الْمُبَادَرَةِ بِالْاَعْمَالِ قَبْلَ تَظَاهُرِ الْفِتَنِ فتنے اور فساد پہیلنے سے پہلے نیک اعمال کو جلد بجالانے کی ترغیب

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَيُمْسِيْ كَافِرًا اَوْ يُمْسِيْ مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا يَبِيْعُ دِيْنَهٗ بِعَرَضٍ مِّنَ الدُّنْيَا ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جلدی جلدی نیک کام کرلو ان فتنوں سے پہلے جو اندھیری رات کے حصوں کیطرح ہونگے صبح کو آدمی ایماندار ہوگا اور شام کو کافر یا شام کو ایماندار اور صبح کو کافر ہوگا اور اپنے دین کو بیچ ڈالے گا دنیا کے مال کے بدلے ف یعنی دنیا کی طمع اوسوقت ایسی غالب ہوگی کہ ایمان کی محبت دل میں نہ رہیگی ذرا سے دنیاوی فایدے کے لیے انسان ایمان کو چھوڑ دیگا اور کفر اختیار کرے گا یہ بات ہمارے زمانے میں بہت پہیل گئی ہے کہ ایمان کی قدر اور منزلت بالکل نہ رہی اور جسکو دیکھو دنیا کا طلب گار ہے بہت لوگوں کو دیکھا جو پہلے مسلمان دیندار تھے پھر دنیا کے طمع سے بے ایمان ہوگئے اور کفر اختیار کیا کوئی نصرانی بنگیا کوئی دہری خدا محفوظ رکھے نووی نے کہا مراد یہ ہے

کہ اوس زمانے مین ایسے ہی درپے فتنے ہونگے کہ ایمان بچانا مشکل ہوگا ایک ہی دن مین ایسا انقلاب آویگا
کہ صبح کو آدمی مومن ہو تو شام کو کافر ہوگا تحفۃ الاخیار مین ہے کہ اس حدیث مین ان فسادون کی خبر ہے جو
یزید اور سلطنت مروانیہ کے زمانے مین واقعہ ہوئی اس حدیث مین ارشاد ہے کہ فرصت کو آدمی غنیمت
جانے اور پریشانی سے پہلے جو نیک عمل ہوسکین سو کر لیوے **باب** مخافۃ المؤمن ان یحبط
عملہ مومن کو اپنے اعمال مٹ جانے سے ڈرنا چاہیے **عن** انس بن مالک انہ لما انزلت
ھذہ الایۃ یایھا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی الی اخر الایۃ
جلس ثابت فی بیتہ وقال انا من اھل النار واحتبس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فسال النبی صلی اللہ علیہ وسلم سعد بن معاذ فقال یا ابا عمرو ما شان ثابت اشتکی
فقال سعد انہ لجاری وما علمت لہ بشکوی قال فاتاہ سعد فذکر لہ قول
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ثابت انزلت ھذہ الایۃ ولقد علمتم انی
من ارفعکم صوتا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانا من اھل النار فذکر
ذلک سعد للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بل ھو
من اھل الجنۃ **ترجمہ** انس بن مالک سے روایت ہے جب یہ آیت اوتری یایھا الذین امنوا لا ترفعوا
اصواتکم فوق صوت النبی اخیر تک **ف** یعنی اے ایمان والو اونچی نہ کرو اپنی آوازین نبی کی آواز سے
اوپر اور نہ بولو اُس سے زور سے جیسے بولتے ہو ایک دوسرے سے کہین اکارت نہو جاوین تمہارے عمل اور
تم کو خبر نہو۔ تو ڈرایا مومنون کو بے ادبی سے حضرت کی صحبت مین ایسا نہو کہ بے ادبی تمام نیک عملون کو
مٹادے **ف** تو ثابت بن قیس بن شماس اپنے گہر مین بیٹھ رہے اور کہنے لگے مین جہنمی ہون کیونکہ اُن
کی آواز بہت بلند تھی اور وہ خطیب تھے انصار کے اس لیے وہ ڈر گئے اور نہ آئے رسول اللہ علیہ وسلم پاس
آپنے سعد بن معاذ سے پوچھا کہ اے ابا عمرو ثابت کا کیا حال ہے کچھ بیمار ہوگیا ہے سعد نے کہا وہ میرا ہمسایہ ہے
مین نہین جانتا کہ وہ بیمار ہے پہر سعد ثابت کے پاس آئے اور ان سے یہ بیان کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا تھا ثابت نے کہا یہ آیت اوتری اور تم جانتے ہو کہ تم سب مین میری آواز اونچی ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم پر تو مین جہنمی ہون پہر سعد نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا نہین
وہ جنتی ہے **تنبیہ** کیونکہ آواز بلند ہونا کچھ بُرا نہین بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بلند آواز

سے باتین کرنا اور چلانا منع ہے نووی نے کہا اس حدیث سے ثابت بن قیس کی بڑی فضیلت معلوم ہوئی کیونکہ
اون کا جنتی ہونا ثابت ہوا اور اس سے یہ بات بہی نکلی کہ امام یا سردار کو اپنے لوگون کا حال پوچھنا چاہیے جو غائب
ہوجاوین **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ خَطِيْبَ الْاَنْصَارِ فَلَمَّا
نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ بِنَحْوِ حَدِيْثِ حَمَّادٍ وَّلَيْسَ فِيْ حَدِيْثِهٖ ذِكْرُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ **ترجمہ**
دوسری روایت مین یون ہی کہ ثابت بن قیس بن شماس انصار کے خطیب تہے پہر جب یہ آیت اوتری اخیر تک
اور اسمین سعد بن معاذ کا ذکر نہین ہے **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَمْ يَذْكُرْ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ فِي الْحَدِيْثِ **ترجمہ** وہی
جو اوپر گزرا **عَنْ** اَنَسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَاقْتَصَّ الْحَدِيْثَ وَلَمْ يَذْكُرْ
سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ وَّزَادَ فَكُنَّا نَرَاهُ يَمْشِيْ بَيْنَ اَظْهُرِنَا رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ
**ترجمہ** اس روایت مین بہی سعد بن معاذ کا ذکر نہین اتنا زیادہ ہے کہ انس نے کہا ثابت ہم لوگون کے بیچ
مین چلتے تہے ہم اونکو دیکہتے تہے ایک شخص جنتی ہم مین جا رہا ہے **بَابٌ** هَلْ يُؤَاخَذُ بِاَعْمَالِ
الْجَاهِلِيَّةِ جب کوئی مسلمان ہوجاوے تو کفر کے وقت کے اعمال کا مواخذہ نہوگا **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ
قَالَ قَالَ اُنَاسٌ لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنُؤَاخَذُ بِمَا عَمِلْنَا فِي
الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ اَمَّا مَنْ اَحْسَنَ مِنْكُمْ فِي الْاِسْلَامِ فَلَا يُؤَاخَذُ بِهَا وَاَمَّا مَنْ اَسَاءَ اُخِذَ
بِعَمَلِهٖ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَالْاِسْلَامِ **ترجمہ** عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کچہ لوگون نے کہا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے یا رسول اللہ کیا ہم سے پوچہ ہوگی اون کامون کی جو ہم نے جاہلیت کے زمانے مین
کیے ہین آپ نے فرمایا تم مین سے جو اچہی طرح اسلام لایا (یعنے سچا مسلمان ہوا دل سے) اوس سے تو پوچہ نہوگی
جاہلیت کے کامون کی اور جو برا ہے (یعنے صرف ظاہر مین مسلمان ہوا اور دل مین اوسکے کفر رہا) اوس
سے پوچہ ہوگی جاہلیت اور اسلام دونون وقت کے کامون کی **ف** کیونکہ وہ کفر پر قائم رہا اور در
حقیقت مسلمان ہی نہین ہوا بلکہ منافق رہا نووی نے کہا دوسری حدیث صحیح مین ہے کہ اسلام گرا دیتا
ہے پیشتر کے گناہون کو یعنے کفر کے زمانے کے سب گناہ معاف ہوجاتے ہین اسلام لانے سے اور
اسپر اجماع ہے مسلمانون کا **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنُؤَاخَذُ بِمَا عَمِلْنَا
فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ مَنْ اَحْسَنَ فِي الْاِسْلَامِ لَمْ يُؤَاخَذْ بِمَا عَمِلَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَمَنْ اَسَاءَ

اَنَسٍ
ن
اٰيَةُ

وَزَادَ رَجُلًا

فی الاسلام اخذ بالاول والآخر ترجمہ عبداللہ بن مسعود سے دوسری روایت ہے ہم نے عرض کیا یا رسول
اللہ کیا ہم سے مواخذہ ہوگا ان کاموں کا جو جاہلیت کے وقت میں کئے ہیں آپ نے فرمایا جس نے نیکی کی اسلام
میں اس سے تو جاہلیت کے کاموں کا مواخذہ نہ ہوگا اور جس نے برائی کی اسلام میں اس سے مواخذہ ہوگا اگلے (یعنی
کفر) اور پچھلے (یعنی اسلام) دونوں وقت کے کاموں کا۔ عن الاعمش بهذا الاسناد مثله
ترجمہ دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے **باب** کون الاسلام یهدم ما قبله وكذا
الحج والهجرة اسلام اور حج اور ہجرت سے اگلے گناہوں کا معاف ہو جانا عن ابن شماسة
المهري قال حضرنا عمرو بن العاص وهو في سياقة الموت يبكي طويلا وحول وجهه تبکی
الى الجدار فجعل ابنه يقول له ما يبكيك يا ابتاه اما بشرك رسول الله صلى الله
عليه وسلم بكذا اما بشرك رسول الله صلى الله عليه وسلم بكذا قال فاقبل بوجهه فقال
ان افضل ما نعد شهادة ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله اني قد كنت على
اطباق ثلاث لقد رأيتني وما احد اشد بغضا لرسول الله صلى الله عليه وسلم مني
ولا احب الي ان اكون قد استمكنت منه فقتلته فلو مت على تلك الحال لكنت من فقتلته منه
اهل النار فلما جعل الله الاسلام في قلبي اتيت النبي صلى الله عليه وسلم من ان
فقلت ابسط يمينك فلابايعك فبسط يمينه قال فقبضت يدي قال ما لك يا عمرو بما
قال قلت اردت ان اشترط قال تشترط ماذا قلت ان يغفر لي قال اما علمت ان علمت یا عمرو
الاسلام يهدم ما كان قبله وان الهجرة تهدم ما كان قبلها وان الحج يهدم ما كان
قبله وما كان احد احب الي من رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا اجل في عيني
منه وما كنت اطيق ان املأ عيني منه اجلالا له ولو سئلت ان اصفه ما اطقت
لاني لم اكن املأ عيني منه ولو مت على تلك الحال لرجوت ان اكون من اهل
الجنة ثم ولينا اشياء ما ادري ما حالي فيها فاذا انا مت فلا تصحبني نائحة
ولا نار فاذا دفنتموني فشنوا على التراب شنا ثم اقيموا حول قبري قدر ما سنا
تنحر جزور ويقسم لحمها حتى استأنس بكم وانظر ماذا اراجع به رسل ربي فسنوا
ترجمہ ابن شماسہ (عبدالرحمن بن شماسہ بن ذئب) مہری سے روایت ہے کہ ہم عمرو بن عاص پاس گئے اور

وہ مرنے کے قریب تھے تو روئے بہت دیر تک اور منہ پھیر لیا اپنا دیوار کیطرف انکے بیٹے کہنے لگے باوا تمکو کیا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خوشخبری نہیں دی تب انہوں نے اپنا منہ سامنے کیا اور کہا کہ سب باتوں یہ خوشخبری نہیں دی
میں افضل ہم سمجھتے ہیں اس بات کی گواہی دینے کو کہ کوئی سچا معبود نہیں سوا خدا کے اور محمد اوس
کے بھیجے ہوئے ہیں اور میرے اوپر تین حال گذرے ہیں ایک حال یہ تھا جو تونے دیکھا کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سے زیادہ میں کسیکو برا نہیں جانتا تھا اور مجھے آرزو تھی کہ کسیطرح میں قابو پاؤں اور
آپکو قتل کروں (معاذ اللہ) پھر اگر میں مرجاتا اس حال میں تو جہنمی ہوتا دوسرا حال یہ تھا کہ اللہ تعالی
نے اسلام کی محبت میرے دلمیں ڈالی اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا میں نے کہا اپنا دا
ہنا ہاتھ بڑھایئے تاکہ میں بیعت کروں آپسے آپ نے ہاتھ بڑھایا میں نے اوسوقت اپنا ہاتھ کھینچ لیا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ہوا تجھکو اے عمرو میں نے کہا میں شرط کرنا چاہتا ہوں
آپنے فرمایا کیا شرط میں نے کہا یہ شرط کہ میرے گناہ معاف ہوں (جواب تک کیے ہیں) آپنے فرمایا
اے عمرو تو نہیں جانتا کہ اسلام گرا دیتا ہے پیشتر کے گناہوں کو اسیطرح ہجرت گرا دیتی ہے پیشتر کے گناہوں
کو اسیطرح حج گرا دیتا ہے پیشتر کے گناہوں کو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مجھکو کسی کی محبت نہ
تھی اور نہ میری نگاہ میں آپسے زیادہ کسی کی شان تھی اور میں آنکھ بھر کر آپ کو نہ دیکھ سکتا تھا
آپکے جلال کی وجہ سے اور اگر کوئی مجھسے آپکی صورت کو پوچھے تو میں بیان نہیں کر سکتا کیونکہ میں
آنکھ بھر کر آپکو دیکھ نہیں سکتا تھا اور اگر میں مرجاتا اس حال میں تو امید تھی کہ جنتی ہوتا بعد اوسکے
(تیسرا حال یہ ہے) چند اور چیزوں میں ہم کو پھنسنا پڑا میں نہیں جانتا میرا حال کیا ہوگا اونکی وجہ سے تو جب میں مرجاؤں
میرے جنازے کے ساتھ کوئی رونے چلانے والی نہ ہو اور نہ آگ ہو اور جب مجھے دفن کرنا تو مٹی ڈالدینا
مجھپر اچھی طرح اور میری قبر کے گرد کھڑے رہنا اتنی دیر تک جتنی دیر میں اونٹ کاٹا جاتا ہے اور اسکا
گوشت بانٹا جاتا ہے تاکہ میرا دل بہلے تم سے (اور میں تنہائی سے گھبرا نہ جاؤں) اور دیکھ لوں پروردگار
کے وکیلوں کو میں کیا جواب دیتا ہوں ف یعنی منکر نکیر کو۔ نووی نے کہا اس حدیث سے کئی باتیں
معلوم ہوئیں ایک تو یہ جو مرنے کے قریب ہو اوسکو تسلی اور تشفی دینا چاہیے اور امید اور عفو اور خوشی
کی آیتیں اور حدیثیں سنانا چاہیے جیسے عمرو کے بیٹے نے کیا اور یہ مستحب ہے بالاتفاق دوسرے یہ کہ صحابہ
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کس قدر عزت اور حرمت کرتے تھے تیسرے یہ کہ جنازے کے ساتھ رونے

والی اور انگار لیجانا منع ہے اور علما نے اسکو مکروہ کہا ہے لیکن نرحصہ کرنا وہ تو حرام ہی اور انگار لیجانا مکروہ ہی
بوجہ دوسری حدیث کے اور سبب کراہت کا یہ ہی کہ وہ عادت ہی جاہلیت کے زمانے کی اور ابن حبیب مالکی نے
کہا کہ انگار رکھنے مین شگون بد ہے مردے کے لیے چوتھی یہ کہ مٹی ڈالنا قبر پر مستحب ہے پانچوین یہ کہ قبر پر بیٹھنا
نہین چاہیے جیسے بعضے ملکون مین دستور ہے چھٹی یہ کہ قبر مین مردے کا امتحان ہوتا ہے اور فرشتے اوس سے
سوال کرتے ہین اور یہی مذہب ہی اہل حق کا ساتوین یہ کہ دفن کے بعد تہوڑی دیر تک قبر پر ٹھہرنا چاہیے
اور یہہ مستحب ہے آٹھوین یہ کہ مردہ اپنی قبر پر حاضر ہونیوالون کی آواز سُنتا ہے نوین یہ کہ مشرک گوشت کا
بانٹ لینا درست ہی اسیطرح ترمیوون کا جیسے انگور وغیرہ اور اسمین ہمارے اصحاب کا اختلاف ہے
جو مشہور ہے انتہی مختصرا **عَنِ** ابنِ عبّاسٍ اَنَّ اُناسًا مِّنْ اَهْلِ الشِّرْكِ قَتَلُوا فَاَكْثَرُوا وَزَنَوْا ناسًا
وَاَكْثَرُوا ثُمَّ اَتَوْا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا اِنَّ الَّذِي تَقُوْلُ وَتَدْعُوْا اِلَيْهِ فَاَتَوْا
لَحَسَنٌ وَلَوْ تُخْبِرُنَا اَنَّ لِمَا عَمِلْنَا كَفَّارَةً فَنَزَلَ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ
وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا وَنَزَلَ نَنَزَلَتْ
يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ الْاٰيَة ترجمہ عبد اللہ بن
عباس سے روایت ہی مشرکون مین چند لوگون نے (شرک کی حالت مین) بہت خون کیے تہے اور بہت زناکی
تہی تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آئے اور عرض کیا آپ جو فرماتے ہین اور جس بات کیطرف بلاتے
ہین وہ خوب ہی اور جو آپ ہمکو بتلاوین ہمارے گناہون کا کفارہ تو ہم اسلام لاوین تب یہ آیت اوتری
وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ اخیر تک یعنی جو لوگ خدا کے ساتھ اور دوسرے خدا کو نہین پکارتے اور جس
جان کا مارنا خدا نے حرام کیا ہے اوسکو نہین مارتے مگر کسی حق کے بدلے اور زنا نہین کرتے اور جو کوئی
ان کامون کو (یعنے خون اور زنا اور شرک) کرے تو وہ بدلہ پاوے گا اور اوسکو دُونا عذاب ہے گا قیامت
کے روز اور ہمیشہ رہے گا عذاب مین ذلت سے پر جو کوئی ایمان لایا اور اوس نے توبہ کی اور نیک کام کیے تو
اسکی برایان مٹ کر نیکیان ہوجاوین گی اور اللہ تعالے مہربان ہے بخشنے والا (اور خدا نے ان لوگون کو
بتلا دیا کہ تم اسلام لاؤ تمہارے اگلے سب گناہ شرک کے زمانے کے معاف ہوجاوین گے) اور یہ آیت اُتری
يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ اخیر تک یعنی اے بندو میرے جنہون نے گناہ کیے ہین مت ناامید ہو اللہ
کی رحمت سے **باب** بیانِ حُکْمِ عَمَلِ الْكَافِرِ اِذَا اَسْلَمَ بَعْدَهٗ کافر اگر کفر کی حالت مین

نیک کام کرے پھر مسلمان ہوجاوے **حدیث** حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ قَالَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَاَيْتَ اُمُوْرًا كُنْتُ اَتَحَنَّثُ بِهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ هَلْ لِّيْ فِيْهَا مِنْ شَيْءٍ فَقَالَ لَهٗ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْلَمْتَ عَلٰى مَا اَسْلَفْتَ مِنْ خَيْرٍ وَالتَّحَنُّثُ التَّعَبُّدُ **ترجمہ** حکیم بن حزام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کیا آپ سمجھتے ہین جاہلیت کے زمانے مین جو مین نے عبادت کے کام کیے (یعنی نیک سمجھ کر گناہ سے نکلنے کے لیے) اُنکا کچھ ثواب مجکو ملے گا (یعنی کفر کے زمانے کے نیک کام بیکار نہ جاوینگے) آپنے فرمایا تو اسلام لایا اگلے اون سب نیکیون پر جو کر چکا ہے **ف** یعنی جب تو مسلمان ہوگیا تو تیرے کفر کے زمانے کی نیکیان بھی بیکار نہ جاوینگی بلکہ اُن سب کا ثواب ملیگا البتہ اگر تو مسلمان نہوتا اور کفر ہی پر مرجاتا تو تیری سب نیکیان مٹ جاتین یہی مطلب ظاہر حدیث سے نکلتا ہے اور یہی قول ہے ابن بطال اور محققین کا کہ کافر اگر مسلمان ہوجاوے تو اُسکو وہ نیک کام جو کفر کے زمانے مین کیے ہین لغو نہونگے اور خدا اونپر ثواب دیگا بدلیل اس حدیث کے کہ جسکو دارقطنی نے ابو سعید خدری سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کافر مسلمان ہوجاوے پھر اُسکا اسلام اچھا ہو اللہ تعالی اوسکی ہر ایک نیکی کو لکھے گا جو کر چکا ہے اور ہر برائی کو مٹا دیگا جو کر چکا ہے اور اسلام کے بعد جو نیکی کرے گا تو ایک کے بدلے دس کا سات سو تک ثواب ملیگا اور برائی کے بدلے ایک ہی برائی لکھی جاویگی جب خدا اوسکو بھی معاف کردے تو ایک بھی نلکھی جاویگی۔ امام ابو عبداللہ مازری نے کہا ظاہر حدیث خلاف ہے اوس قاعدے کے جو مقرر ہوچکا ہے کہ کافر کا تقرب صحیح نہین پھر اوسکو نیکی پر ثواب بھی نہوگا اور ایمان لانا اوسکا اطاعت ہے نہ تقرب اسلیے کہ تقرب کی شرط ہے کہ جس سے تقرب کرتا ہے اوسکو پہچانے اور وہ کفر کی حالت مین خدا کو برابر پہچانتا نہ تھا اس صورت مین حدیث کی تاویل کرنا ضرور ہے یعنی مطلب یہ ہے کہ کفر کے زمانے میں جو تو نے نیکیاں کیں تھیں اُن کی وجہ سے تیری طبیعت نیک ہوگئی اور اچھے کام کرنے کی عادت پیدا ہوئی پھر تو اس عادت اور طبیعت سے اسلام مین بھی فائدہ اٹھاویگا کیونکہ وہ لی جاویگی تجھکو نیک کاموں کی عادت یا یہ مطلب ہے کہ اون نیکیون کی وجہ سے تو مستحق ہوا تعریف کا جو اسلام کی حالت مین بھی باقی ہے یا یہ مطلب ہے کہ اسلام کی حالت مین تجھ کو نیکیون کا ثواب اوروں سے زیادہ ملیگا کیونکہ تو پہلے بھی نیک کام کرچکا ہے اور جب کافر کو نیک اعمال کی وجہ سے عذاب مین تخفیف ہوگی تو ثواب کا زیادہ ہونا بعید نہین تمام ہوا کلام مازری کا قاضی عیاض نے کہا بعضوں نے کہا مطلب حدیث کا یہ ہے کہ اگلی نیکیون ہی کی برکت سے خدا نے تجھے اسلام کی ہدایت کی اور نیکیان اوائل ہین دلیل ہین حسن خاتمت اور

سعادت کی انجام مین انتہے لیکن صحیح وہی ہے جو ابن لبطال وغیرہ نے کہا کہ حدیث محمول ہے ظاہر پر ابن لبطال نے کہا اللہ کو اختیار ہے کہ اپنے بندون پر جتنی چاہے اور جسطرح چاہے عنایت کرے اور کسیکو اوس مین اعتراض کی مجال نہین اور فقہا نے جو کہا ہے کہ کافر کی عبادت صحیح نہین اور اگر وہ اسلام لاوے تو اوس عبادت کا ثواب نہوگا اوسکا مطلب ہے کہ دنیا کے احکام کے رو سے اوسکی عبادت صحیح نہین اور آخرت کا ثواب اللہ کے اختیار ہے اب اگر کوئی یون کہنے لگے کہ آخرت مین بہی اوسپر ثواب نہوگا تو اسکا قول رد کیا جاویگا اس صحیح حدیث سے اور کفار کے بعض افعال کا تو دنیا مین بہی اعتبار ہوتا ہے خود فقہا نے کہا ہے کہ اگر حالت کفر مین کوئی کفارہ جیسے ظہار وغیرہ کا کفارہ واجب ہو پہر وہ اوسکو ادا کردے کفر کی حالت مین تو کافی ہوجاویگا اور اسلام لانے کے بعد دوبارہ کفارہ دینا لازم نہوگا اور اختلاف کیا ہے شافعیہ نے کہ اگر حالت کفر مین جنب ہوا پہر غسل کر لیا کفر ہی کی حالت مین بعد اوس کے مسلمان ہوا تو دوبارہ غسل کرنا ضرور ہے یا نہین اور ہمارے بعض اصحاب نے اس مین مبالغہ کیا ہے اور کہا ہے کہ کافر کی ہر ایک طہارت صحیح ہے غسل ہو یا وضو ہو یا تیمم ہو اور اسلام لانے کے بعد اوسی طہارت سے نماز پڑہنا درست ہے انتہے ما قال النووی مترجم کہتا ہے کہ اسلام لانا ایک ایسی بڑی نعمت ہے خدا کی جس کے مقابلے مین اور کوئی نعمت نہین تو جہان تک اس نعمت کی وجہ سے فوائد حاصل ہون بعید نہین اور کافر کے نیک اعمال جو رہ جاتے ہین تو وہ اسی وجہ سے کہ اوسکی موت کفر پر ہوتی ہے اور اعتبار خاتمہ کا ہے پہر جب خاتمہ نیک ہوا اور انسان کفر کو چہوڑ کر مسلمان ہوگیا تو اللہ تعالی اوسکی محنت کو ضائع نکرے گا اور اوس کے نیک کامون پر ضرور اسے ثواب دیگا دوسرے یہ کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفر کی نیکیون کو اسلام لانیکے بعد لغو کر دیتے تو لوگون کو رنج ہوتا اور اسلام کیطرف رغبت گہٹ جاتی حالانکہ اصلی مقصود آپکا یہ تہا کہ لوگون کو اسلام کا شوق پیدا ہو اسیوجہ سے آپنے فرمایا کہ اسلام لانے سے کفر کے گناہ تو سب مٹ گئے اور نیکیان باقی ہین وہ ہرگز تلف نہونگی سبحان اللہ خداوند کریم کی عنایت اور محبت اپنے بندون کے ساتھ کیسی ہے اللہ تعالی ہر ایک بندے کو ایمان کی ہدایت دیوے اور ہمارا اور سب مسلمانون کا خاتمہ بخیر کرے عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيْ رَسُولَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اُمُورًا كُنْتُ اَتَحَنَّثُ بِهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِنْ صَدَقَةٍ اَوْ عَتَاقَةٍ اَوْ صِلَةِ رَحِمٍ اَفِيهَا اَجْرٌ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْلَمْتَ عَلَى مَا اَسْلَفْتَ مِنْ خَيْرٍ ترجمہ حکیم بن حزام سے روایت ہے انہون نے کہا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم سے یا رسول اللہ آپ کیا سمجھتے ہین جو نیک کام مین نے جاہلیت کے زمانے مین کیے ہین جیسے صدقہ یا بردے کا آزاد کرنا یا ناتا ملانا اون کا ثواب مجھکو ہوگا آپ نے فرمایا تو اسلام لایا اوسی نیکی پر جو پہلے کرچکا ہے (یعنی وہ نیکی قائم ہے اب اسپر اسلام زیادہ ہوا) **عن** حکیم بن حزام قال قلت یا رسول اللہ اشیاء کنت افعلها فی الجاهلیة قال هشام یعنی کنت اتبرر بها فقال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اسلمت علی ما اسلفت لک من الخیر قلت فواللہ لا ادع شیئا صنعته فی الجاهلیة یا رسول اللہ الا فعلت فی الاسلام مثله **ترجمہ** حکیم بن حزام نے کہا یا رسول اللہ کئی کام ہین جنکو مین جاہلیت کے زمانے مین کیا کرتا تھا ہشام نے کہا (یعنی نیک کام) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام لایا تو ان نیکیون پر جو تو نے کین مین نے کہا یا رسول اللہ تو قسم خدا کی پھر جتنے (نیک) کام مین نے اوتنا ہی اسلام کی حالت مین بجالاؤن گا (تاکہ جاہلیت کا زمانہ اسلام سے بڑھ کر نہ رہے نیکیون کی کثرت مین) **عن** عروة عن ابیه ان حکیم بن حزام اعتق فی الجاهلیة مائة رقبة وحمل علی مائة بعیر ثم اعتق فی الاسلام مائة رقبة وحمل علی مائة بعیر ثم اتی النبی صلی اللہ علیه وسلم فذکر نحو حدیثهم **ترجمہ** عروہ بن الزبیر سے روایت ہے حکیم بن حزام نے جاہلیت کے زمانے مین سو بردے آزاد کیے تھے اور سو اونٹ سواری کے لیے خدا کی راہ مین دیے تھے پھر انہون نے اسلام کی حالت مین بھی سو بردے آزاد کیے اور سو اونٹ خدا کی راہ مین سواری کے لیے دیے بعد اوس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے پھر بیان کیا حدیث کو اوسیطرح جیسے اوپر گزری

**ف** نووی نے کہا حکیم بن حزام مشہور صحابی ہین وہ کعبے کے اندر پیدا ہوئے یہ فضیلت اور کسی کو نہین ملی اور ایک عجیب بات یہ ہے کہ وہ ساٹھ برس تک جاہلیت کی حالت مین جیے پھر ساٹھ برس تک اسلام کیحالت مین زندہ رہے اور وہ مسلمان ہوئے جس سال مکہ فتح ہوا اور مرے مدینہ مین سنہ ۵۴ھ مین تو اسلام کی حالت مین ساٹھ برس جینے سے یہ غرض ہے کہ اسلام کے زمانے مین ساٹھ برس جیے

**باب** صدق الایمان واخلاصه ایمان کی سچائی اور خلوص کا بیان **عن** عبد اللہ قال لما نزلت الذین آمنوا ولم یلبسوا ایمانهم بظلم شق ذلک علی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم وقالوا اینا لا یظلم نفسه فقال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم لیس هو کما تظنون انما هو کما قال لقمان لابنه یا بنی لا تشرک باللہ ان الشرک

(حاشیہ: یا رسول اللہ — [illegible] — حدیثہما — اخلاصہ صدقہ — فقالوا)

لَظُلۡمٌ عَظِيۡمٌ ترجمہ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے جب یہ آیت اتری اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ
اخیر تک یعنی جو لوگ ایمان لائے پھر انہوں نے اپنے ایمان کے ساتھ ظلم نہیں کیا (یعنی گناہ میں نہ پھنسے)
انکو امن ہے اور وہی ہیں راہ پانیوالے تو بہت گران گزری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پر انہوں
نے کہا یا رسول اللہ ہم میں سے کون ایسا ہے جو ظلم نہیں کرتا اپنے نفس پر (یعنی گناہ نہیں کرتا) رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس آیت کا یہ مطلب نہیں جیسا تم خیال کرتے ہو بلکہ ظلم سے مراد وہ ہے جو حضرت
لقمان ؑ نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے میرے مت شرک کر اللہ کے ساتھ بیشک شرک بڑا ظلم ہے ف
تو ظلم سے مراد شرک ہے اس صورت میں آیت کا یہ مطلب ہوگا کہ جو لوگ ایمان لائے پھر انہوں نے شرک نہیں کیے
تو انکو امن ہے اگرچہ وہ اور گناہوں میں جو شرک سے کم ہیں پھنس گئے ہوں صحیح بخاری کی روایت میں یوں ہے
کہ جب یہ آیت اتری تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے کہا ہم میں سے کون ایسا ہے جس نے اپنے نفس پر
ظلم نہ کیا ہو تب اللہ تعالے نے یہ آیت اتاری کہ شرک بڑا ظلم ہے تو صحابہ نے ظلم سے مراد ہر ایک گناہ کو سمجھا
تھا اس وجہ سے وہ آیت ان پر بھاری ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمادیا کہ مراد ظلم سے مطلق
نہیں ہے بلکہ خاص ایک ظلم جو سب سے بڑا ہے یعنی شرک جیسے لقمان نے اپنے بیٹے کو کہا کہ شرک بڑا ظلم ہے
خطابی نے کہا صحابہ پر یہ آیت اس وجہ سے گران گذری کہ ظلم کے ظاہری معنی یہی ہیں کہ لوگوں کے حق دبا لینا اور
گناہوں میں مبتلا ہونا انہوں نے خیال کیا کہ یہی ظاہری معنے مراد ہیں اور اصلی معنی ظلم کا یہ ہے کہ ایک
چیز کو اسکی جاے سے چھوڑ کر دوسری جاے میں رکھنا پھر جس شخص نے اللہ کے سوا دوسرے کسی کی پرستش کی
تو وہ بڑھ گیا ظلم میں سب ظالموں سے۔ اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ سوا شرک کے اور گناہ کرنے سے آدمی کافر
نہیں ہوتا اور لقمان ایک بڑے حکیم گذرے ہیں اور اختلاف کیا علما نے کہ وہ نبی تھے یا نہیں امام ابو اسحاق
ثعلبی نے کہا وہ بالاتفاق حکیم تھے مگر عکرمہ نے کہا کہ وہ نبی بھی تھے اور کسی نے انکو نبی نہیں کہا اور لقمان
کے بیٹے کا نام جسکو انہوں نے نصیحت کی تھی انعم تھا اور بعضوں نے کہا مشکم واللہ اعلم (نووی) عن
الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ اَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَ ابْنُ اِدْرِيْسَ حَدَّثَنِيْهِ اَوَّلًا اَبِيْ عَنْ اَبَانَ بْنِ تَغْلِبَ قال
عَنِ الْاَعْمَشِ ثُمَّ سَمِعْتُهُ مِنْهُ ترجمہ اعمش سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے

## باب

بَيَانِ تَجَاوُزِ اللّٰهِ تَعَالٰى عَنْ حَدِيْثِ النَّفْسِ وَالْخَوَاطِرِ بِالْقَلْبِ اِذَا لَمْ تَسْتَقِرَّ وَبَيَانِ اَنَّهُ تَعَالٰى لَمْ
يُكَلِّفْ اِلَّا مَا يُطَاقُ وَبَيَانِ حُكْمِ الْهَمِّ بِالْحَسَنَةِ وَبِالسَّيِّئَةِ دلمیں جو وسوسے آتے ہیں جب تک وہ

ہوتا ہین اونپر مواخذہ نہوگا اور اللہ تعالی نے اوتنی ہی تکلیف دی ہے جتنی طاقت ہو اور نیکی اور گناہ کا
قصد کرنا کیا حکم رکھتا ہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ لَمَّا اُنْزِلَتْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ یُحَاسِبْكُمْ
بِهِ اللّٰهُ فَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ قَالَ فَاشْتَدَّ ذٰلِكَ
عَلٰی اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ
بَرَكُوْا عَلَی الرُّكَبِ فَقَالُوْا اَیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ كُلِّفْنَا مِنَ الْاَعْمَالِ مَا نُطِیْقُ الصَّلَاةَ وَالصِّیَامَ وَالْجِهَادَ
وَالصَّدَقَةَ وَقَدْ اُنْزِلَتْ عَلَیْكَ هٰذِهِ الْاٰیَةُ وَلَا نُطِیْقُهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
اَتُرِیْدُوْنَ اَنْ تَقُوْلُوْا كَمَا قَالَ اَهْلُ الْكِتَابَیْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ سَمِعْنَا وَعَصَیْنَا بَلْ قُوْلُوْا
سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَیْكَ الْمَصِیْرُ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَیْكَ
الْمَصِیْرُ فَلَمَّا اقْتَرَاَهَا الْقَوْمُ ذَلَّتْ بِهَا اَلْسِنَتُهُمْ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِیْ اَثَرِهَا اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا اُنْزِلَ ص عزّوجلّ
اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ
اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَیْكَ الْمَصِیْرُ فَلَمَّا فَعَلُوْا ذٰلِكَ
نَسَخَهَا اللّٰهُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَیْهَا مَا اكْتَسَبَتْ
رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا قَالَ نَعَمْ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَا اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ
عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا قَالَ نَعَمْ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ قَالَ نَعَمْ وَاعْفُ عَنَّا
وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ قَالَ نَعَمْ ترجمہ
ابوہریرہ سے روایت ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت اوتری لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی
الْاَرْضِ اخیر تک یعنی اللہ ہی کا ہے جو کچھ کہ ہے آسمانون اور زمین مین اور اگر تم کھول دو اپنی دل کی بات
کو یا چھپاؤ اُسکو اللہ تعالی حساب کریگا اُسکا تم سے پھر بخش دیگا جسکو چاہیگا اور عذاب کریگا جسکو چاہیگا اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے
تو گران گذری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پر ف امام ابو عبد اللہ مازری نے کہا یہ آیت ان
پر گران گذری کیونکہ وہ سمجھے ہم سے مواخذہ ہوگا ان وسوسونپر جو خود بخود دلمین گذرتے ہین اور ہم کو
اُنکے دور کرنیکی طاقت نہین پھر یہ تکلیف مالایطاق ٹھہری اور وہ جائز ہے عقلاً لیکن اختلاف ہے کہ آیا
شریعت مین اوسکا حکم ہوا یا نہین ف اور وہ آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس پھر بیٹھ گئے

گھٹنون پر اور کہنے لگے یا رسول اللہ ہمکو حکم ہوا ان کامون کے کرنیکا جنکی طاقت ہے جیسے نماز روزہ جہاد صدقہ
اب آپ پر یہ آیت اوتری اور اسپر عمل کرنے کی ہمکو طاقت نہین (یعنی اپنے دل پر ہمارا زور نہین چلتا
کہ برے شیطانی وسوسے بالکل نہ آنے پاوین) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم چاہتے ہو ایسا کہو جیسے
پہلے دونون کتاب والون (یہود اور نصاری) نے کہا (جب اللہ کا حکم سنا) سنا ہمنے اور نافرمانی کی (یعنے ہمنے
تیرا حکم سنا پر ہم اوسپر عمل نہین کرینگے) بلکہ یون کہو سنا ہم نے اور مان لیا بخشدے ہمکو اے ہمارے مالک
تیری ہی طرف ہمکو جانا ہے یہ سنکر صحابہ نے کہا سنا ہم نے اور مان لیا بخشدے ہمکو مالک ہمارے تیری ہی
طرف ہمکو جانا ہے جب لوگون نے یہ کہا اور اپنی زبان سے نکالا اوسکے بعد ہی یہ آیت اوتری اٰمَنَ الرَّسُولُ
بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اخیر تک یعنی ایمان لایا رسول اوسپر جو اوترا اوسکی طرف اوسکے مالک کے پاس سے اور
ایمان لائے مومن بھی سب ایمان لائے اللہ پر اور اوسکے فرشتون پر اور اوسکی کتابون پر اور اوسکے
رسولون پر ہم ایسا نہین کرتے کہ ایک رسول کو مانین اور ایک کو نہ مانین (جیسے یہود اور نصاری نے کیا)
اور کہا اونہون نے ہم نے سنا اور مان لیا بخشدے ہمکو اے ہمارے مالک تیرے ہی پاس ہمکو جانا ہے جب
انہون نے ایسا کیا تو اللہ تعالے نے (اپنے فضل اور کرم سے) اوس آیت کو (یعنی وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْ اَنْفُسِکُمْ
منسوخ کردیا اور یہ آیت اتاری اللہ کسی کو تکلیف نہین دیتا مگر اوسکی طاقت کے موافق ہر کسی کو اوسی کے
نیکیان کام آوینگی اور اوسپر اوسکی برائیون کا بوجھ ہوگا اے مالک ہمارے مت پکڑ ہمکو اگر ہم بہول یا چوک جاوین
مالک نے فرمایا اچھا) اے مالک ہمارے مت لاد ہمپر ایسا بوجھ جیسے لادا تہا تو نے اگلون پر (یہود پر پہر اون
سے نہو سکا انہون نے نافرمانی کی) مالک نے فرمایا اچھا اے مالک ہمارے مت لاد ہمپر وہ بوجھ جسکو اوٹھانیکی ہمکو طاقت
نہین مالک نے فرمایا اچھا۔ اور معاف کردے ہماری خطائین اور بخشدے ہمکو اور رحم کر ہمپر تو ہمارا مالک ہے مدد کر
ہماری اون لوگون پر جو کافر ہین۔ پروردگار نے فرمایا اچھا ف یعنی خداوند کریم نے اپنے فضل سے
اپنے عاجز بندون کی سب دعائین قبول کین اور سخت احکام جو اون سے نہو سکتے اسلام مین اوٹھا دیے اور
دین کو آسان کردیا اور وہ حکم بھی اوٹھا دیا جو پہلے دیا تہا کہ دل کے خیال پر مواخذہ ہوگا اب اگر کسی کے دل
مین گناہ کا خیال آوے تو جب تک اوس گناہ کو کرے نہین وہ لکہا نہ جاویگا امام مازری نے کہا وَاِنْ تُبْدُوْا
مَا فِیْ اَنْفُسِکُمْ الآیۃ کے منسوخ ہونے مین یہ اعتراض ہے کہ نسخ وہان ہوتا ہے جب دوسرے حکم اور پہلے حکم مین جمع
نہو سکے اور یہان جمع ممکن ہے اسطرح سے کہ پہلی آیت عام ہو ہر ایک قسم کے وسوسون اور خیالون کو جو اختیاری

ہون یا نہ ہون اور دوسری آیت سے وہ آیت خاص ہوگئی ان خیالون سے جو اختیار مین نہین مگر جس صورت مین صحابہ نے پہلی آیت سے وہی خیال سمجھے جو اختیار مین نہین اس صورت مین البتہ دوسری آیت اوسکی ناسخ ہے قاضی عیاض نے کہا نسخ سے کوئی امر مانع نہین جب راوی نے خود نسخ کو نقل کیا ہے بعضون نے کہا نسخ سے یہان مراد اونکے شبہ کا دور کرنا ہے جو انکو ہوا تہا پہلی آیت سے اور گران گذری تہی وہ اون پر اب دوسری آیت سے انکو اطمینان ہوگیا کہ مواخذہ طاقت سے زیادہ نہ ہوگا امام واحدی نے کہا آیت کے منسوخ ہونے مین اختلاف ہے اور محققین کا قول یہ ہے کہ وہ محکم ہے منسوخ نہین ہے (نووی مختصرا) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ قَالَ دَخَلَ قُلُوْبَهُمْ مِنْهَا شَيْءٌ لَمْ يَدْخُلْ قُلُوْبَهُمْ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَسَلَّمْنَا قَالَ فَاَلْقَى اللّٰهُ تَعَالَى الْاِيْمَانَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا قَالَ قَدْ فَعَلْتُ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا قَالَ قَدْ فَعَلْتُ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰىنَا قَالَ قَدْ فَعَلْتُ ترجمہ عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے جب یہ آیت اتری وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ تو لوگون کے دلون مین وہ بات سما گئی جو کسی چیز سے نہ سمائی تہی (یعنی بہت ڈر پیدا ہوا) تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہو ہمنے سُنا اور مان لیا اور اطاعت کی پہر اللہ نے ایمان انکے دلون مین ڈالدیا اور اتارا اس آیت کو لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا اخیر تک یعنی اللہ تکلیف نہین دیتا کسیکو مگر اوسکی طاقت کے موافق جو وہ کرے گا اپنے لیے نیک کام اوسکا ثواب اوسیکو ہے اور جو گناہ کرے گا اسکا پاپ اوسی پر ہوگا اے مالک ہمارے مت پکڑ ہم کو بہول چوک مین (مالک نے فرمایا مین ایسا ہی کرون گا) اے مالک ہمارے مت لاد ہم پر بوجہ جیسے تو نے لادا تہا اگلون پر (مالک نے فرمایا ایسا ہی مین کرون گا) اور بخشدے ہم کو اور رحم کر ہم پر تو ہمارا مالک ہے (مالک نے فرمایا مین نے ایسا ہی کیا) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ لِاُمَّتِيْ مَا حَدَّثَتْ بِهٖ اَنْفُسَهَا مَا لَمْ يَتَكَلَّمُوْا اَوْ يَعْمَلُوْا بِهٖ ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے درگذر کی میری امت سے اون خیالون پر (گناہ کے) جو دل مین آوین جب تک انکو زبان سے نہ نکالین یا اون پر عمل نہ کرین ش سراج الوہاج

فی قلوبہم

ہین ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک قسم کا بُرا خیال اور ارادہ جو دل مین پیدا ہو وہ معاف ہے کیونکہ
لفظ حدیث مین عام ہے ہر ایک خیال ارادے کو برابر ہے کہ وہ خیال اور ارادہ دل مین جگہ پا گیا ہو یا نہ جما ہو اور تھوڑی
دیر تک رہا یا بہت دیر تک ہر طرح سے وہ معاف کیا گیا ہے اس امت کے لیے اور یہ تفریق خاص کیا اکثر اس قسم
سے برخلاف اور انکی امتون کے کہ اون سے دل کے خیال پر بہی مواخذہ ہوتا تو جس قسم کا خیال ہو اور وہ دل ہی
مین ہے وہ معاف ہے اور اس خیال کیوجہ سے نہ انسان مرتد ہوگا نہ گنہگار ہوگا نہ کوئی عبادت اوس کی وجہ سے
باطل ہوگی نہ کوئی طلاق یا عتاق اوس سے پڑے گی نہ اور کسی قسم کا کوئی معاملہ نافذ ہوگا اور دلالت کرتی ہین
اسپر وہ حدیثین جو اس باب مین آئی ہین اور اُنکے الفاظ بہت ہین اب جو بعضے علما سے منقول ہے کہ خیال
دو طرح کے ہین ایک تو وہ جو دل مین آیا اور چلا گیا اوسپر مواخذہ نہین اور یہی خیال حدیث سے مقصود ہے اور
ایک وہ خیال جو دل مین جگہ پا گیا اور مضبوط ہو گیا اور عقیدہ کے طور پر جم گیا اوسپر مواخذہ ہوگا اور وہ معفو
نہین اس حدیث سے تو اس فرق کی کوئی دلیل نہین نہ ایسی تاویل کی ضرورت ہے کیونکہ حدیث عام ہے شامل
ہے دونون قسم کے خیالون کو اور اگرچہ خیال دل مین جم جاوے پر آخر وہ خیال ہے رہیگا خارج مین اوس
کا وجود اعمال کیطرح نہ ہوگا پھر اوسکا مواخذہ کس وجہ سے ہوگا تو اس تاویل اور تکلف کی کوئی وجہ نہین اور
کلام نبوی کے خاص کرنے کی کوئی علت نہین اور کوئی ضرورت نہین کہ ہم یہ وہ بات جو شرع مین جو اوس سے
نہین ثابت ہوئی اللہ بندون پر گناہ لازم کرین اور اُنپر مواخذہ رکہین اور اُس امر سے جو شریعت کی رو سے معاف
ہے اور بعض فرق کرنے والون نے یہ کہا کہ جو خیال دل مین جم جاوے اوسپر تو عمل کیا گیا اب وہ عمل ہو گئے
گئے مین کیونکہ داخل ہوگا جو مقصود ہے اس حدیث سے اور یہ قول عقل سے بہت بعید ہے کیونکہ عمل اور تکلم تو
خیال نفسی کے مقابل ہین اور یہ دونون حد مین معقول اور کوئی عرب کا رہنے والا یہ مطلب اس حدیث کا نہ
سمجھے گا جو ان لوگون نے سمجا اور اس سے معلوم ہو گیا کہ جن لوگون نے یہ فرق کیا ہے اونکا قول باطل ہے
اور اُنکے پاس کوئی دلیل نہین بلکہ صرف رائے ہے جس کی کوئی ضرورت نہین اور جب پیغمبر رسول نے ہم سے
بیان کر دیا کہ اللہ جل جلالہ کسی خیال پر مواخذہ نکرے گا جب تک اوسپر عمل نہ کرے تو قصد اور عزم اور اعتقاد
اور نیت اگر فرض کیا جاوے کہ خیال سے زیادہ ہین جب بہی اونپر مواخذہ نہ ہوگا کیونکہ یہ چیزین عمل نہین ہین
اور مواخذہ عمل ہی سے ہوتا ہے اسمین کوئی اہل لسان یا اہل شرع مین سے خلاف نکریگا اور ان حدیثون سے
یہ بات ثابت ہے کہ مواخذہ نہین ہوتا مگر عمل سے اور بڑی دلیل وہ ہے جو ابن عباس کی حدیث مین ہے کہ اگر

سورۂ البقرہ

قصد کرے ایک برائی کا پھر اوسکو نہ کرے تو اللہ اوس کے لیے ایک نیکی لکھیگا اور ابو ہریرہ کی روایت ہی کہ اگر برائی
کو نہ کرے تو اوس کے لیے ایک نیکی لکھو کیونکہ اوس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر برائی کا قصد کرے اور اوس پر عمل نکرے تو
ایک نیکی کا ثواب ملیگا اور یہ امر معلوم ہی کہ جس نے قصد کیا برائی کا یا عزم کیا یا نیت کی یا ارادہ کیا تو اوس نے اوس
برائی پر عمل نہین کیا پہر اوسکو ایک نیکی کا ثواب ملیگا چہ جائیکہ برائی کا مواخذہ ہو اس صورت مین جن لوگون
نے ارادہ اور عزم اور نیت وغیرہ مین فرق کیا ہے اوس سے کوئی فائدہ نہین اور بعضی اہل کلام نے یہ کہا ہی کہ
عزم پر مواخذہ اور عتاب ہوگا مثلاً کوئی عزم کرے کسی پیغمبر کی توہین کا یا کسی کتاب آسمانی کی تحقیر کا تو
وہ عزم کرتے ہی کافر ہو جاویگا اگرچہ کوئی فعل نکرے اور کوئی بات زبان سے نہ نکالے اور یہ گمان انکا
غلط ہی اسپر کوئی دلیل عقلی یا نقلی نہین کیونکہ وہ غایت جو مواخذے کے لیے قرار دی گئی ہے عمل یا تکلم
ہے اور ایسا عزم کرنے والے نے نہ عمل کیا نہ تکلم تو یہ کہنا کہ اس سے مواخذہ ہوگا بلا دلیل ہے بلکہ مخالف
ہے دلیل صریح اور واضح کے اور اون لوگون نے جو ایسا کہا تو انکو ایک شبہ ہوا وہ یہ کہ اس شخص نے عزم
کیا اوس امر کا جو جائز نہین اور یہ سبب ہے مواخذے کا حالانکہ یہی انکی غلطی ہے اسلیے کہ اوس نے بیشک عزم کیا
اوسکا جو جائز نہین لیکن جو جائز نہین وہ وہ کام ہے جسکا اوس نے عزم کیا تھا نہ خود یہ عزم جو ایک شیطانی
وسوسہ ہی اس لیے کہ وہ شریعت کی رو سے معاف ہی جب تک اوس پر عمل یا تکلم نہو اور صرف عزم نہ عمل ہے نہ
تکلم باتفاق اہل لغت و اہل شرع اور یہی معنی سمجھے ہین سلف صالحین اس حدیث کے اور رحم کرے اللہ امام
شافعی پر کیونکہ انہون نے اپنی کتاب مین جسکا نام ام ہے لکہا ہے کہ جس خیال کو زبان بیان نکرے وہ دل
کا وسوسہ ہی جو معاف کیا گیا ہے آدمیون سے اور جس نے تاویل کی ہے اس مین وہ صواب پر نہین جیسے
احادیث مین تاویل کرنے والا صواب پر نہین تو اس سب تقریر سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اس امت کو وہ حرج
معاف ہی جو اگلی امتون پر تہا یعنے دل کے عزم پر اون سے مواخذہ ہوتا تہا اور دل کے خیالون پر خواہ
وہ جم گئی ہون یا نہ جمی ہون اور مدت تک رہین یا تہوڑی دیر رہین یہ سب قسم کے خیالات ہمکو معاف
کیے گئے اور اگلون پر اون کی وجہ سے عذاب ہوگا اور اس مسئلہ مین ہماری تقریر طویل ہوگئی اور پوری
بحث اوسکی کتاب دلیل الطالب علی ارجح المطالب مین ہے اور ویسی کسی دوسری کی کتابون مین تجھکو نہ
ملے گی انتہی نووی نے کہا امام مازری نے کہا قاضی ابوبکر بن الطیب کا مذہب یہ ہی کہ جو شخص کسی گناہ
کا ارادہ دل سے کرے اور اپنے نفس کو اوس پر مضبوط اور مستعد کر دے تو گنہگار ہوگا اور یہ حدیث اور ا[؟]

قسم کی دوسری حدیثین محمول ہین اون ہی خیالون پہ جو دل مین گذرین اور چلے جاوین اور جمی نہین اسکو ہَم کہتے ہین اور ہَم اور عزم مین فرق ہے اور حدیث مین ہَم کا لفظ وارد ہے یہ مذہب ہی قاضی ابو بکر کا اور مخالف ہین اس کے اکثر فقہا اور محدثین اور انکی دلیل ظاہر حدیث ہی قاضی عیاض نے کہا اکثر سلف اور اہل علم فقہا اور محدثین قاضی ابو بکر کے مذہب کیطرف گئی ہین کیونکہ دوسری حدیثون سی معلوم ہوتا ہے کہ اعمال قلب پہ مواخذہ ہوگا لیکن انہون نے کہا ہے کہ یہ مواخذہ اوس برائی پہ نہ ہوگا جسکا قصد کیا تہا کیونکہ وہ برائی تو اوسنے کی ہی نہین بلکہ خود اس عزم پہ ہوگا اس لیے کہ عزم خود ایک برائی ہے پہر اگر وہ اس برائی کو کرتا تو دوسرا گناہ اور لکہا جاتا اب اگر برائی کو چہوڑ دیا تو ایک نیکی لکہی جاویگی جیسے حدیث مین وارد ہے کیونکہ اوسنے چہوڑ دیا اللہ کے ڈر سے اور مجاہدہ کیا نفس امارہ سے اور یہ نیکی ہے لیکن وہ ہَم جو معاف ہے اور جسمین برائی نہین لکہی جاتی ہے وہ وہ وسوسہ ہے جو بے اختیار دلمین گذرتا ہے نہ اوسکا عزم ہوتا ہے نہ نفس مین وہ جمتا ہے اور بعض متکلمین نے اسمین اختلاف لکہا ہے کہ اگر اس نے برائی کو چہوڑ دیا لوگون سے شرم کرکے نہ خدا کے خوف سی تو اوسکو نیکی کا ثواب نہین ملیگا کیونکہ اوسنے برائی کو چہوڑا حیا سی نہ خوف خدا سے اور یہ ضعیف ہی اسکی کوئی دلیل نہین تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا امام نووی نے کہا کہ قاضی عیاض کا کلام بہت اچہا ہے کیونکہ شرع کے اور نصوص دلالت کرتے ہین اسپر کہ جو عزم دل مین جم جاوے اوسپر مواخذہ ہوگا اللہ تعالی فرماتا ہے جو لوگ چاہتے ہین برائی پہیلنا مسلمانون مین انکو دکہہ کی مار ہے اور فرماتا ہے بچو تم گمان سی کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتا ہے اور اس باب مین بہت سی آیات ہین اور نصوص شرع سے اور اجماع علما سے یہ امر مسلم ہے کہ حسد کرنا اور مسلمانون کو حقیر جاننا اور انکی برائی کا خواہان ہونا حرام ہے حالانکہ یہ سب قلب کے اعمال ہین مترجم کہتا ہی مولانا ابو الطیب کی تحقیق بہت عمدہ ہے اور موافق ہے ظاہر حدیث کے اور ایک جماعت سلف کی اوسی طرف گئی ہے اور امام نووی اور اکثر متاخرین نے اسکا خلاف کیا ہے بدلیل دوسری آیات اور احادیث کے اور مین پناہ مانگتا ہون اللہ کی غلط اور باطل خیال سے اور دعا کرتا ہون کہ اللہ عز و جل توفیق دیوے اس مسئلہ مین صواب بیان کرنے کی میرے نزدیک صحیح یہ ہی کہ خیال دو قسم کے ہین ایک تو خیال اوس برائی کا جسکا کہنا زبان سی یا کرنا ہاتہہ پاؤن سے شرع مین منع ہوا ہے جیسے غیبت یا چوری یا زنا یا شراب خمر ان گناہون کا اگر کوئی قصد کرے پہر خواہ وہ قصد دل مین جم جاوے یا نہ جمے ہر طرح اوسپر مواخذہ نہوگا جب تک وہ گناہ نکرے اور جو نکرے گا اللہ کے ڈر سے اوس سی باز رہیگا

تو اوسکو لیے ایک نیکی لکھی جاوے گی اور یہی منطوق ہے ابو ہریرہ کی حدیث کا جو آگے آئی ہے اور ایک وہ خیال جو خود شرع مین ایک گناہ قائم کیا گیا ہے جیسے شرک کا اعتقاد حسد بغض مسلمانون کی بدخواہی کبر نخوت حرص طمع اس قسم کے خیال جب دل مین جم جاوین اور عقیدہ کیطرح ہوجاوین تو وہ گناہ ہین اون پر مواخذہ ہوگا البتہ اگر دل مین گذرین اور گذر کر چلے جاوین تو خداوند کریم سے امید ہے کہ وہ مواخذہ نکریگا اور اگر یہ خیال گناہ نہوتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اون سے پناہ نہ مانگتے اور نفس کے پاک کرنے کی دعا نفرماتے اور ایک بڑی خرابی یہ ہے کہ اگر اس قسم کے خیال گناہ نہون اور ان پر مواخذہ نہ ہو تو مشرک کا اعتقاد رکھنے والا یا صفات اللہ کا انکار کرنے والا یا منافق جسنے زبان سے کوئی بات نہین نکالی مواخذہ دار نہوگا اگرچہ اسکا خاتمہ بھی شرک اور کفر اور نفاق پر ہو حالانکہ اسکا کوئی مسلمان قائل نہین ہوا اور سبب اسمین یہ ہے کہ ایک تو وسوسہ ہے جو دل مین گذرے اور چلا جاوے یہ ایسا ہے جیسے بہتے پانی پر نجاست پڑی اور بہ گئی اس سے پانی کی صفت نہین بدلی اور وہ پاک کا پاک اور صاف کا صاف ہے اور ایک اعتقاد ہے کہ ایک خیال دل مین آوے اور مضبوط ہوجاوے اور جم جاوے خواہ انسان اوسکو منہ سے نکالے یا نہ نکالے پھر یہ خیال نفس کی صفت ہوجاتا ہے اور اعمال قلبیہ مین گنا جاتا ہے اوسکی مثال ایسی ہے جیسے ٹہہرے پانی مین نجاست گرے اور اوسکو ناپاک بدبودار کردے اور یہ خیال بحقیقت جوارح کے اعمال کیطرح خارج مین موجود ہے کیونکہ وہ صفت ہے نفس کی اور نفس خارج مین موجود ہے اور آخر قلب بھی زبان کیطرح ایک عضو ہے پھر زبان سے نکلی ہوئی بات تو خارج مین موجود ہو اور قلب کی صفت موجود نہو یہ کیسے ہوسکتا ہے پس حدیث مین جو لم یعمل کا لفظ وارد ہے اس سے یہ خیال نکل گیا کیونکہ یہ عمل قلب ہے اب اگر کوئی اعتراض کرے کہ اس صورت مین چوری یا زنا کا بھی خیال اگر جم جاوے تو وہ بھی نفس کی صفت ہوجاویگا پھر چاہیے کہ اوسپر بھی مواخذہ ہو حالانکہ اوپر تم کہہ چکے کہ ان گناہون کے خیال پر مواخذہ نہین تو ہم یہ جواب دینگے کہ بیشک اگر یہ خیال نفس مین جم جاوے تو نفس کی ایک صفت ہوگا پر شرع نے زنا اور چوری کا مفہوم یہ خیال نہین رکھا بلکہ جوارح سے جو افعال کیے جاتے ہین انکو زنا اور چوری کہا برخلاف بداعتقادی اور بدبینی اور غرور اور نفاق اور حسد اور بخل کے کہ انکا مفہوم نفس کی صفات کو قائم کیا اور جب زنا اور چوری کا مفہوم عمل جارح ہوا اس صورت مین اس عمل کا انتساب نفس کیطرف نہوگا کیونکہ ایک عمل دو عاملون کے ساتھ قائم نہین ہوسکتا نہ ایک عرض دو موضوع (محل) مین پایا

جا سکتی ہے پس ان گناہون مین کلام یقیل سے انکا عمل مراد ہوگا یعنے عمل جارحہ اور جبتک وہ گناہ جوارح سے نہ کریگا اون کے خیال پر خواہ وہ کسی طرح کا ہو مواخذہ نہوگا اب اگر فرض کیا جاوے کہ ایک شخص اسلام لانے کے بعد گونگا ہوگیا اور اوس نے اپنا دل اسلام کے عقیدون سے پھیر کر کفر کے عقیدون پر جما دیا لیکن کوئی عمل کفر کا نکیا اور زبان تو کام ہی کی نرہی کہ اس سے کفر کا کلمہ نکالتا تو کیا اوس سے مواخذہ نہوگا اور اسکو کفر کے اعتقاد پر عذاب نہوگا حالانکہ ظاہر حدیث سے جو معنے نکلتے ہین اوس کے بموجب چاہیے مواخذہ نہو مگر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خود حدیث ہی اس بات پر ناطق ہے کہ اوس سے مواخذہ ہوگا کیونکہ اُسکا کلام نکرنا خوف خدا کی وجہ سے نہین بلکہ اسوجہ سے کہ زبان اوسکی گونگی ہوگئی اور جو وہ بولتا ہوتا تو کفر کی بات زبان سے نکالتا اللہ تعالی بچاوے ہمکو ہر ایک قسم کے باطل وسوسون اور خیالون سے اور پاک کردے ہمارے نفس کو برے اعتقاد اور بری صفات سے آمین یارب العلمین عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ تَجَاوَزَ لِاُمَّتِیْ عَمَّا حَدَّثَتْ بِهٖ اَنْفُسَهَا مَا لَمْ تَعْمَلْ بِهٖ اَوْ تَکَلَّمْ بِهٖ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جل جلالہ نے بخشدیا میری امت کو دل کی باتون کو جبتک اون پر عمل نکرے یا زبان سے نہ نکالے عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ ترجمہ قتادہ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِذَا هَمَّ عَبْدِیْ بِسَیِّئَةٍ فَلَا تَکْتُبُوْهَا عَلَیْهِ فَاِنْ عَمِلَهَا فَاکْتُبُوْهَا سَیِّئَةً وَاِذَا هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ یَعْمَلْهَا فَاکْتُبُوْهَا حَسَنَةً فَاِنْ عَمِلَهَا فَاکْتُبُوْهَا عَشْرًا ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جل جلالہ نے فرمایا جب میرا بندہ برائی کا قصد کرے (دل مین) تو مت لکھو اسکو پھر اگر وہ برائی کرے تو ایک برائی لکھ لو اور جو نیکی کا قصد کرے لیکن کرے نہین تو ایک نیکی اوس کے لیے لکھ لو اور اگر کرے تو دس نیکیان لکھو۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِذَا هَمَّ عَبْدِیْ بِحَسَنَةٍ وَلَمْ یَعْمَلْهَا کَتَبْتُهَا لَهٗ حَسَنَةً فَاِنْ عَمِلَهَا کَتَبْتُهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ اِلٰی سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ وَاِذَا هَمَّ بِسَیِّئَةٍ وَلَمْ یَعْمَلْهَا لَمْ اَکْتُبْهَا عَلَیْهِ فَاِنْ عَمِلَهَا کَتَبْتُهَا سَیِّئَةً وَاحِدَةً ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جل جلالہ نے فرمایا جب میرا بندہ قصد کرتا ہے نیکی کرنیکا پھر کرتا نہین اوسکو تو مین اوس کے لیے ایک نیکی لکھتا ہون اور جو کرتا ہے اوسے

ما

نیکی کو تو ایک کے بدلے دس نیکیوں سے سات سو نیکیوں تک لکھتا ہوں اور جب قصد کرتا ہے برائی کا لیکن کرتا
نہیں اوسکو تو وہ برائی میں نہیں لکھتا اگر کرتا ہے تو ایک برائی لکھتا ہوں عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ
عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَ اَحَادِیْثَ مِنْهَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِذَا تَحَدَّثَ عَبْدِیْ بِاَنْ یَّعْمَلَ حَسَنَةً فَاَنَا اَکْتُبُهَا لَهٗ حَسَنَةً مَا لَمْ
یَعْمَلْ فَاِذَا عَمِلَهَا فَاَنَا اَکْتُبُهَا لَهٗ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا وَاِذَا تَحَدَّثَ بِاَنْ یَّعْمَلَ سَیِّئَةً فَاَنَا
اَغْفِرُهَا مَا لَمْ یَعْمَلْهَا فَاِذَا عَمِلَهَا فَاَنَا اَکْتُبُهَا لَهٗ بِمِثْلِهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ قَالَتِ الْمَلَائِکَةُ رَبِّ ذَاكَ عَبْدُكَ یُرِیْدُ اَنْ یَّعْمَلَ سَیِّئَةً وَهُوَ اَبْصَرُ بِهٖ فَقَالَ
ارْقُبُوْهُ فَاِنْ عَمِلَهَا فَاکْتُبُوْهَا لَهٗ بِمِثْلِهَا وَاِنْ تَرَکَهَا فَاکْتُبُوْهَا لَهٗ حَسَنَةً اِنَّمَا تَرَکَهَا
مِنْ جَرَّایَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَحْسَنَ اَحَدُکُمْ اِسْلَامَهٗ فَکُلُّ
حَسَنَةٍ یَعْمَلُهَا تُکْتَبُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰی سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ وَکُلُّ سَیِّئَةٍ یَعْمَلُهَا تُکْتَبُ
بِمِثْلِهَا حَتّٰی یَلْقَی اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ ترجمہ ابوہریرہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی حدیثیں
بیان کیں ان میں سے ایک یہ تھی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ جل جلالہ نے فرمایا جب میرا بندہ
دل میں نیت کرتا ہے نیک کام کرنیکا تو میں اس کے لیے ایک نیکی لکھ لیتا ہوں جب تک کہ وہ اس نیکی کو نہیں
پھر اگر کیا اوسکو تو میں اوس کے لیے دس نیکیاں (ایک کے بدلے) لکھتا ہوں اور جب دل میں نیت کرتا
ہے برائی کرنے کی تو میں اوسکو بخشدیتا ہوں جب تک وہ برائی نہ کرے جب کرے تو ایک ہی برائی لکھتا
ہوں اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرشتے کہتے ہیں اے پروردگار یہ تیرا بندہ ہے برائی کرنا چاہتا
ہے (حالانکہ پروردگار اون سے زیادہ دیکھ رہا ہے اپنے بندے کو) اللہ تعالی فرماتا ہے دیکھتے رہو اوسکو اگر وہ
برائی کرے تو ایک برائی ویسی ہی لکھ لو اور اگر نہ کرے (اور باز آوے اوس ارادے سے) تو اس کے لیے ایک
نیکی لکھو کیونکہ اوس نے چھوڑ دیا برائی کو میرے ڈر سے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم میں کسی کا
اسلام بہتر ہو (یعنی خالص اور سچا نفاق سے خالی) پھر وہ جو نیکی کرتا ہے اوسکے لیے ایک کے بدلے دس نیکیاں
سات سو تک لکھی جاتی ہیں اور جو برائی کرتا ہے تو ویسی ہی برائی لکھی جاتی ہے یہانتک کہ مل جاتا ہے اللہ
جل جلالہ سے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ
فَلَمْ یَعْمَلْهَا کُتِبَتْ لَهٗ حَسَنَةً وَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَعَمِلَهَا کُتِبَتْ لَهٗ اِلٰی سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ

تعالیٰ — بعد — ذنب — جرّائی — بمثلها — تعالیٰ

وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ تُكْتَبْ وَاِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قصد کرے نیکی کا اور نہ کرے اسکو تو اوس کے لیے ایک نیکی
لکھی جاتی ہے اور جو شخص قصد کرے نیکی کا اور کرے اسکو تو اوس کے لیے دس سے سات سو نیکیوں تک لکھی
جاتی ہیں اور جو شخص قصد کرے برائی کا پھر نہ کرے اوسکو تو وہ نہیں لکھی جاتی اور جو کرے تو لکھی جاتی ہے
**عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا يَرْوِيْ عَنْ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ اِنَّ
اللّٰهَ تَعَالٰى كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ ثُمَّ بَيَّنَ ذٰلِكَ فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا
اللّٰهُ لَهٗ عِنْدَهٗ حَسَنَةً كَامِلَةً فَاِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ عِنْدَهٗ عَشْرَ حَسَنَاتٍ
اِلٰى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ اِلٰى اَضْعَافٍ كَثِيْرَةٍ وَاِنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ
عِنْدَهٗ حَسَنَةً كَامِلَةً وَاِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ سَيِّئَةً وَّاحِدَةً فَاِنْ
**ترجمہ** عبداللہ بن عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت کی ہے اپنے پروردگار
سے فرمایا تحقیق اللہ نے لکھ لیا نیکیوں اور برائیوں کو پھر بیان کیا اسکو جو کوئی قصد کرے نیکی کا پھر کرے
نہیں اوسکو تو اللہ اوسکے لیے پوری ایک نیکی لکھیگا اگر قصد کرے نیکی کا اور کرے اوسکو تو اسکے لیے دس نیکیوں سے سات سو
تک اور زیادہ لکھی جاوینگی اور اگر قصد کرے برائی کا پھر اوسکو نہ کرے تو اللہ اوس کے لیے ایک پوری نیکی لکھے
گا اور جو کرے تو اللہ اُس کے لیے ایک ہی برائی لکھے گا **ف** اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ نیکی
کے دو چند ہونے کی کوئی انتہا نہیں سات سو تک اور اس سے زیادہ بھی دو چند ہوتی ہے اور یہی مذہب صحیح
اور مختار ہے اور ماوردی نے بعض علما سے نقل کیا ہے کہ یہ دو چند ہونا سات سو سے زیادہ نہیں تو
اس حدیث سے اس قول کی غلطی ثابت ہوئی (نووی) **عَنْ** الْجَعْدِ اَبِيْ عُثْمَانَ فِيْ هٰذَا
الْاِسْنَادِ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ عَبْدِ الْوَارِثِ وَزَادَ اَوْ مَحَاهَا اللّٰهُ وَلَا يَهْلِكُ عَلَى اللّٰهِ اِلَّا هَالِكٌ
**ترجمہ** دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے جیسے اوپر گذری اتنا زیادہ ہے کہ اگر اُس برائی کو کرے تو ایک
برائی لکھی جاوے گی یا اوسکو بھی اللہ تعالی مٹا دیگا اور کوئی تباہ نہوگا خدا کے پاس مگر جس کی قسمت
میں تباہی ہے **بَابُ** بَيَانِ الْوَسْوَسَةِ فِي الْاِيْمَانِ وَمَا يَقُوْلُهٗ مَنْ وَّجَدَهَا وسوسے
کا بیان اور جب وسوسہ آوے تو کیا کہے **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ نَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلُوْهُ اِنَّا نَجِدُ فِيْ اَنْفُسِنَا مَا يَتَعَاظَمُ

لتحدثنا ان یتکلم بہ قال وقد وجدتموہ قالوا نعم قال ذاک صریح الایمان ترجمہ
ابوہریرہ سے روایت ہے کچھ لوگ صحابہ میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے اور آپ سے پوچھا کہ ہمارے
دلوں میں وہ وہ خیال گذرتے ہیں جنکا بیان کرنا ہم بہت ایک بڑا گناہ معلوم ہوتا ہے (یعنی اُس خیال
کو کہہ نہیں سکتے کیونکہ معاذ اللہ وہ خیال کفر یا فسق کا خیال ہے جسکا منہ سے نکالنا مشکل معلوم ہوتا ہے) آپ
نے فرمایا کیا تم کو ایسے وسوسے ہوتے ہیں لوگوں نے کہا ہاں آپ نے فرمایا یہ تو عین ایمان ہے ف یعنی جب
تم اس وسوسے کو برا جانتے ہو اور ایسا برا کہ زبان سے اُسکا نکالنا پسند نہیں کرتے تو معلوم ہوا کہ تمہارا ایمان
کامل ہے اور شیطان کا زور تم پر نہیں چلتا ورنہ اس وسوسے کو دل میں جما دیتا اور رفتہ رفتہ زبان سے بھی اُسکو
نکلوا لیتے اور شیطان وسوسہ اوسی کے دل میں ڈالتا ہے جسکو گمراہ کرنے سے ناامید ہو جاتا ہے اور کافر
کے دل میں وسوسہ ڈالنے کی کیا ضرورت ہے وہ تو اوسکے قابو میں ہے جسطرح چاہتا ہے اس سے کھیلتا ہے
تو مطلب حدیث کا یہ ہے کہ وسوسہ کا سبب ایمان ہے یا وسوسہ نشان ہے خالص ایمان کی اور اسی قول کو
اختیار کیا ہے قاضی عیاض نے (نووی) عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بھذا
الحدیث ترجمہ ابوہریرہ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے عن عبد اللہ قال سئل النبی
صلی اللہ علیہ وسلم عن الوسوسۃ فقال تلک محض الایمان ترجمہ عبداللہ بن مسعود سے
روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا وسوسہ کو آپ نے فرمایا یہ تو نرا ایمان ہے عن ابی
ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال الناس یتساءلون حتی یقال
ھذا خلق اللہ الخلق فمن خلق اللہ فمن وجد من ذلک شیئا فلیقل امنت باللہ ترجمہ
ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ لوگ پوچھتے رہیں گے یہاں تک کہ کہیں گے
کہ اللہ نے تو سب کو پیدا کیا پھر اللہ کو کس نے پیدا کیا پھر جو کوئی اس قسم کا شبہ دل میں پاوے تو کہے ایمان لایا
میں اللہ پر ف اور دوسری روایت میں ہے پناہ مانگے اللہ سے اور باز رہے مطلب یہ ہے کہ اس
وسواس اور شبہ کو دل سے نکال ڈالے اور اُسکا خیال چھوڑ دے اور اللہ سے دعا کرے اُسکے دور ہونے کے
لیے امام مازری نے کہا ظاہر حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ ایسے وسوسوں کو دور کر دیوے اور ان کیطرف
خیال چھوڑ کر اور اللہ سے پناہ مانگ کر اور یہ ضرور نہیں کہ اُس وسوسے کو غور اور فکر کر کے ہم دلیلوں سے باطل کرے
اصل یہ ہے کہ خیالات دو قسم کے ہیں ایک تو وہ جو دل میں جمے نہیں یوں ہی یکایک آگئے ان کا علاج

تو یہی ہے جو حدیث مین مذکور ہوا اور یہی خیال کو وسوسہ کہتے ہین اور ایک وہ جو دل مین جم جاوین وہ
تو دفع نہین ہوتے بغیر غور اور فکر اور نظر اور استدلال کے (نووی) مترجم کہتا ہے کہ جو علاج حدیث
مین مذکور ہوا وہی دونون قسم کے وسوسون کا علاج ہے اور اگر نظر اور استدلال مین پڑین تو اور زیادہ
وسوسے پیدا ہوجاتے ہین جنکا دور کرنا اخیر مین محال ہوجاتا ہے اور اس کلام کی وہ شخص تصدیق کریگا جسنے
فلسفۂ الٰہی اور حکمت اور کلام کو فی الحقیقہ اچھی طرحسے دیکھا ہو اور اسکے دقائق اور حقائق مین ایک مدت تک
نظر اور فکر اور غور و خوض کیا ہو مین نے اپنی عمر سے ایک حصہ کو اسمین صرف کیا اور بعد اسکے معلوم ہوا
کہ جسقدر نظر اور استدلال کو وسعت دو اسیقدر حیرانی اور پریشانی زیادہ ہوتی جاتی ہے اور کوئی دلیل
کسی دعوی پر نقض یا معارضہ سے خالی نہین ہوتی الا ماشاء اللہ اسیواسطے بڑے بڑے متکلمین کے امامون
جیسے امام غزالی امام آمدی ابن خزرک امام فخر الدین رازی وغیرہم نے اپنی آخر عمر مین رجوع کیا طرف کتاب
وسنت کی اور اعراض کیا اُن وساوس اور خیالات عقلی سے جنمین شیطان نے پھنسا دیا تہا پہر بچاوے خدا
نے جسکو چاہا اپنے بندون مین سے اور اللہ قادر ہے ہر شے پر اور اسی کی پناہ مانگنا چاہیے شیطان کے
شر سے امام فخر الدین رازی نے کہا کہ نہایت عقل دوڑانے کی یہ ہے کہ اخیر مین عقل رُک جاتی ہے اور اوسکو
حیرت ہوجاتی ہے اور بہت لوگون نے جو اس مین کوشش کی وہ آخر گمراہ ہوگئے اب اسی شبہ کو دیکھو جو حدیث
مین مذکور ہوا کہ اللہ نے سب کو پیدا کیا پھر اللہ کو معاذ اللہ کس نے پیدا کیا یہ کتنا بڑا شبہ شیطان کا ہے
جسکا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالی واجب ہے یا ممکن اگر ممکن ہے تو اوسکے واسطے بہی ایک خالق ضرور ہے اور جو
واجب ہے تو اوسکے وجوب کو ثابت کرنا چاہیے پھر جب اسکا وجوب ثابت ہوا تو اوسکی توحید کو ثابت کرنا
چاہیے اب حکما اور متکلمین کو جو دقتین خدا کے وجوب اور وحدت کے ثابت کرنے مین پیش آئی ہین وہ
حکمت اور کلام کی کتابون کو دیکھنے سے معلوم ہوسکتی ہین اور جب انکو دیکھو اور اون مین خوب غور کرو
تو یہی نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ کوئی بات دل مین نہین جمتی اور چار طرف سے شبہات اور شکوک گھیر لیتے
ہین آخر پھر عمدہ طریقہ یہی معلوم ہوتا ہے کہ خداوند کریم کے وجوب اور وجود اور وحدت کو اون فطری دلائل
سے ثابت کرین جو خدا نے اپنی عنایت سے ہر آدمی کے دلمین رکھے ہین اور اُن بے بنیاد دلائل کو جو متکلمین
اور حکما نے قائم کیے ہین یک قلم چہوڑ دین حکما اور متکلمین کے دلائل ایسے ہین جیسے مصنوعی پہول
کہ ظاہر مین خوشنما پر تاثیر پہول کی انمین نہین بعوض اوس تفریح اور بے انتہا خوشی کے جو پہول سونگہنے

اقوال متکلمین

فطری دلائل

سے حاصل ہوتی ہے اس صنعتون ہی سے ایک طرح کی تشویش اور حیرت پیدا ہوتی ہے بہت فطری دلائل
خدا کے پہچاننے کے ہین جنہین ذرا سی غور کرنے کے بعد خدا کا یقین ہو جاتا ہے اور اس کے تمام صفات
کا ثبوت بھی اچھی طرح سے حاصل ہوتا ہے اور ان دلائل مخدوشہ عقلیہ کی احتیاج نہین رہتی جنکو
فلاسفہ اور متکلمین نے قائم کیا ہے اور ہم نے ان دلائل مین سے کچھ دلیلون کا بیان اوپر کیا ہے اور جو خدا
چاہے تو ہم اس باب مین ایک جداگانہ مفصل رسالہ لکھین گے بڑی عمدہ دلیل خدا کے پہچاننے کی یہ ہے
کہ کسی کارخانے یا باغ یا مکان کا عمدہ کیا خراب انتظام بھی بدون ایک منتظم کے نہین ہوتا پھر اتنی
بڑی دنیا کا انتظام جسمین ہزارون عالم مثل ہماری زمین کے ہین اور اون سب کی حرکات اور سکنات
اور پیداوار اور لیل و نہار کا بدون ایک حاکم زبردست منتظم کے جو کسی کا محتاج نہ ہو کیونکر ہو سکتا ہے اور جو
شخص یہ سمجھتا ہے کہ یہ انتظام خود بخود ہو رہا ہے وہ اپنی عقل اور بصیرت سے کام نہین لیتا وَمَن لَّمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا
فَمَا لَهُ مِن نُّورٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
يَأْتِي الشَّيْطَانُ أَحَدَكُمْ فَيَقُولُ مَنْ خَلَقَ السَّمَاءَ مَنْ خَلَقَ الْأَرْضَ فَيَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ
ذَكَرَ بِمِثْلِهِ وَ زَ ا دَ وَرُسُلِهِ ترجمہ ہشام بن عروہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا شیطان تم مین سے ایک کے پاس آتا ہے پھر کہتا ہے کس نے آسمان پیدا کیا کس نے زمین پیدا کی تو وہ
کہتا ہے اللہ نے پیدا کیا پھر شیطان کہتا ہے اللہ کو کس نے پیدا کیا جب ایسا شبہ تم مین سے کسیکو ہو تو کہے مین
ایمان لایا اللہ پر اور اوس کے رسولون پر ف اس کہنے سے شیطان مایوس ہو کر چلا جاویگا کیونکہ اوس کے
بہکانے سے کچھ نقصان نہین ہوا اگر یہ شبہ دل مین آوے تو اسکا ایک علاج اور ہے وہ یہ ہے کہ اوس مردود
شیطان سے کہے کہ خدا تو سب کا پیدا کرنیوالا ہے اور خدا اوسی کو کہتے ہین جو سب کا پیدا کرنے والا اور کوئی خ
نہ ہو پھر ایسا پوچھنا کہ خدا کو کس نے پیدا کیا بڑی نادانی اور حماقت ہے عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي الشَّيْطَانُ أَحَدَكُمْ فَيَقُولُ مَنْ خَلَقَ كَذَا وَكَذَا
حَتَّى يَقُولَ لَهُ مَنْ خَلَقَ رَبَّكَ فَإِذَا بَلَغَ ذَلِكَ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللَّهِ وَلْيَنْتَهِ
ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان تم مین سے ایک کے پاس آتا ہے
پھر کہتا ہے کس نے یہ پیدا کیا کس نے یہ پیدا کیا یہانتک کہ یون کہتا ہے کہ اچھا تیرے خدا کو کس نے پیدا کیا جب
تم مین سے کسی کو ایسا شبہ ہو تو پناہ مانگے اللہ کی شیطان سے اور باز رہے ایسے خیال سے ف

یعنی یہ خیال چھوڑ دے اور کسی کام میں مصروف ہو جاوے اور سمجھ لے کہ یہ شیطان کا وسوسہ ہے اور وہ گمراہ کرنا چاہتا ہے
(راوی) عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاتی العبد الشیطان
فیقول من خلق کذا وکذا بمثل حدیث ابن اخی ابن شہاب ۔ ترجمہ
ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان بندہ کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے
کس نے پیدا کیا کس نے پیدا کیا پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گذری عن ابی ھریرۃ
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یزال الناس یسالونکم عن العلم حتی یقولوا ھذا اللہ یسألونک
خلقنا فمن خلق اللہ قال وھو آخذ بید رجل فقال صدق اللہ ورسولہ قد سالنی اثنان
وھذا الثالث او قال سالنی واحد وھذا الثانی ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ تم سے علم کی باتیں پوچھتے رہیں گے یہاں تک کہ یہ کہیں گے اللہ نے ہم
کو پیدا کیا پھر اللہ کو کس نے پیدا کیا راوی نے کہا ابو ہریرہ اس حدیث کو بیان کرتے وقت ایک کا ہاتھ پکڑے
ہوئے تھے انہوں نے کہا سچ کہا اللہ اور اس کے رسول نے مجھ سے دو آدمی یہی پوچھ چکے ہیں اور یہ تیسرا ہے
یا یوں کہا ایک آدمی پوچھ چکا ہے اور یہ دوسرا ہے عن محمد قال قال ابو ھریرۃ لا یزال
الناس بمثل حدیث عبد الوارث غیر انہ لم یذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الاسناد
ولکن قد قال فی آخر الحدیث صدق اللہ ورسولہ ترجمہ محمد سے یہ حدیث موقوفاً ابو ہریرہ پر
مروی ہے اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اسناد میں نہیں ہے لیکن اخیر حدیث میں یوں ہے
کہ سچ کہا اللہ اور اس کے رسول نے عن ابی ھریرۃ قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم لا یزالون یسألونک یا ابا ھریرۃ حتی یقولوا ھذا اللہ فمن خلق اللہ قال فبینا انا فی
المسجد اذ جاءنی ناس من الاعراب فقالوا یا ابا ھریرۃ ھذا اللہ فمن خلق اللہ قال فاخذ حصی
بکفہ فرماھم ثم قال قوموا قوموا صدق خلیلی صلی اللہ علیہ وسلم ترجمہ ابو ہریرہ
سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا اے ابو ہریرہ لوگ تجھ سے پوچھتے رہیں گے (دین کی باتیں)
یہاں تک کہ یوں کہیں گے بھلا اللہ تو یہ ہے اب اللہ کو کس نے پیدا کیا ایک بار ہم مسجد میں بیٹھے تھے اتنے
میں کچھ لوگ گنوار آئے اور کہنے لگے اے ابو ہریرہ بھلا اللہ تو یہ ہے اب اللہ کو کس نے پیدا کیا یہ سنکر ابو ہریرہ
نے ایک مٹھی بھر کنکریاں اٹھا ماریں اور کہا اٹھو اٹھو سچ کہا تھا میرے دوست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

حتی یقول من خلق ربک فاذا بلغہ فلیستعذ باللہ ولینتہ

اور جنت حرام ہونے سے یہ غرض ہے کہ اول وہلہ مین جب اور جنتی جنت مین جاوینگے تو اسکو جانا نہ ملیگا اور یہ
جو قید لگائی کہ مسلمان کا حق مار لیوے تو اس سے یہ غرض نہین کہ کافر ذمی کا حق مار لینا حرام نہین بلکہ مطابقت
ہے کہ ایسے سخت وعید اوسی کے حق مین ہے جو مسلمان کا حق مارے اور کافر ذمی کا حق مارنا بھی حرام ہے لیکن
یہ ضرور نہین کہ اوسمین اتنا سخت عذاب ہو یہ تفسیر اوس شخص کے مذہب پر ہے جو مفہوم مخالف کا قائل ہے لیکن
جو مفہوم مخالف کا قائل نہین اوسکو تاویل کی احتیاج نہین ہے اور قاضی عیاض نے کہا مسلمان کی قید اس
واسطے لگائی کہ اکثر معاملے مسلمانون کے مسلمانون سے ہی ہوا کرتے ہین نہ اس لیے کہ کافر کا حق مارنا درست
ہے بلکہ کافر اور مسلمان دونون کے حق کا ایک حکم ہے پھر یہ عذاب اوس شخص کے لیے ہے جو مسلمان کا حق
مارے اور توبہ سے پہلے مرجاوے لیکن جو توبہ کرے اور شرمندہ ہوا اپنے کیے ہوئے پر اور وہ حق جو اوسنے مار لیا
تھا پھیر دیوے تو اس سے گناہ ساقط ہو جاویگا اور اس حدیث سے تائید ہوتی ہے مالک اور شافعی اور جمہور علماء
کے مذہب کی کہ حاکم کا حکم مباح نہین کرتا اوس حق کو جو اوسکا نہین ہے مگر ابوحنیفہ کے نزدیک مباح کر دیتا
ہے (نووی) عن ابی امامۃ الحارثی انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمثلہ
ترجمہ ابو امامہ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے ف نووی نے کہا جن لوگون نے صحابہ کے حال
مین کتابین لکھی ہین وہ اکثر کہتے ہین کہ ابو امامہ حارثی یعنے اس حدیث کے راوی نے وفات پائی جب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ احد سے لوٹے پھر آپ نے اونپر نماز پڑھی اس صورت مین مسلم کی روایت منقطع ہوگی
کیونکہ عبد اللہ بن کعب تابعی ہے اور وہ کیونکر سن سکتا ہے اوس شخص سے جس نے وفات پائی سنہ ۹۷ ہجری
مین لیکن یہ نقل ابو امامہ کی وفات کی صحیح نہین کیونکہ عبد اللہ بن کعب سے بہ صحت منقول ہے کہ حدیث بیان
کی مجھسے ابو امامہ نے جیسے خود مسلم نے دوسری روایت مین کیا ہے پھر یہ تصریح ہے عبد اللہ بن کعب کے سماع کی
ابو امامہ سے اور اس سے باطل ہوا وہ جو کہا گیا کہ ابو امامہ نے وفات پائی سنہ ۳ھ مین اور اگر یہ تاریخ وفات صحیح ہوتی
تو مسلم اس سند کو نقل نہ کرتے امام ابن الاثیر نے اپنی کتاب معرفۃ الصحابہ مین انکار کیا ہے اس تاریخ وفات
کا انتہی عن عبد اللہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من حلف علی یمین صبر
یقتطع بہا مال امرئ مسلم ہو فیہا فاجر لقی اللہ عز وجل وہو علیہ غضبان قال فدخل
الاشعث بن قیس فقال ما یحدثکم ابو عبد الرحمن قالوا کذا وکذا قال صدق ابو عبد الرحمن
فی نزلت کانت بینی وبین رجل ارض بالیمن فخاصمتہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال

هَلْ لَكَ بَيِّنَةٌ فَقُلْتُ لَا قَالَ فَيَمِينُهُ قُلْتُ إِذَنْ يَحْلِفُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذَلِكَ مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينِ صَبْرٍ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ هُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ فَنَزَلَتْ إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا إِلَى آخِرِ الْآيَةِ ترجمہ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قسم کھاوے حاکم کے حکم سے ایک مسلمان کا مال مارنے کے لیے اور وہ جھوٹا ہو تو ملے گا اللہ سے اور وہ اوس پر غصے ہوگا ف نووی نے کہا علما نے کہا غصے سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالی اوسکو اپنی رحمت سے دور کرنا چاہیے گا اور اوسکو عذاب کرے گا اور اوسکے کام کو برا جانیگا مترجم کہتا ہے کہ یہ تاویل ہے ایک صفت الٰہی یعنی غضب کی علما سلف نے صفات اللہ میں تاویل نہیں کی جاری کیا اون کو ظاہر پر اور باز رہے انکی کیفیت بیان کرنے سے اور یہی راہ سلامتی اور احتیاط کی ہے اور تاویل میں بہت خطرے ہیں اور نووی نے اس مقام پر متاخرین متکلمین کی پیروی کی ہے ف جب عبداللہ بن مسعود نے یہ حدیث بیان کی تو اشعث بن قیس آئے اور کہا ابو عبد الرحمن (کنیت ہے ابن مسعود کی) کیا حدیث بیان کرتے ہیں تم سے لوگون نے کہا ایسی ایسی حدیث اشعث نے کہا وہ سچ کہتے ہیں یہ میرے باب میں اوتری ہمیری اور ایک شخص کی شرکت میں کچھ زمین تھی یمن میں تو ستا ہوا مجھ سے اور اوس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آپ نے مجھ سے فرمایا کیا تیرے پاس گواہ ہیں میں نے عرض کیا نہیں آپ نے فرمایا اچھا تو پھر اوس سے قسم لے لی میں نے کہا وہ تو قسم کھالیگا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجبور ہو کر قسم کھالے کسی مسلمان کا مال مارنے کے لیے اور وہ جھوٹا ہو تو اللہ سے ملیگا اور وہ غصے ہوگا اوس پر پھر یہ آیت اوتری إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا اخیر تک یعنی جو لوگ اللہ کا عہد اور قسم دیکر ذرا سا مال خریدتے ہیں اونکو آخرت میں کچھ حصہ نہیں اور خدا اون سے بات نکرے گا اور انکو پاک نکریگا اور ان کی طرف نہ دیکھے گا اور انکو دکھ کا عذاب ہوگا

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ يَسْتَحِقُّ بِهَا مَالًا هُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ الْأَعْمَشِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ كَانَتْ بَيْنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ خُصُومَةٌ فِي بِئْرٍ فَاخْتَصَمْنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ شَاهِدَاكَ أَوْ يَمِينُهُ ترجمہ عبداللہ بن مسعود نے کہا جو شخص قسم کھاوے ایک مال مارنے کے لیے اور وہ جھوٹا ہو اوس میں تو اللہ جل جلالہ سے ملیگا غصے کی حالت میں (یعنے خدا اوس پر غصے ہوگا) پھر بیان کیا اوسی طرح جیسے اوپر گذرا اس میں اتنا ہے کہ میرے اور ایک شخص کے بیچ میں تکرار تھی ایک کنوئیں میں ہم دونون نے جھگڑا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

پاس آپ نے فرمایا تیرے واسطے تیرے دو گواہ ہیں یا اوس کی قسم ہے عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ يَقُولُ سَمِعْتُ
رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ حَلَفَ عَلَى مَالِ امْرِئٍ مُسْلِمٍ بِغَيْرِ حَقِّهِ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ
غَضْبَانُ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ثُمَّ قَرَأَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِصْدَاقَهُ مِنْ كِتَابِ فی
اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا إِلَى آخِرِ الْآيَةِ ترجمہ عبد اللہ
بن مسعود سے روایت ہے میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو شخص قسم کھاوے کسی مسلمان
کے مال پر ناحق تو ملیگا اللہ سے اور وہ اوس پر غصے ہوگا عبد اللہ نے کہا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی تصدیق
میں یہ آیت پڑھی اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۔ اخیر تک عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ
جَاءَ رَجُلٌ مِنْ حَضْرَمَوْتَ وَرَجُلٌ مِنْ كِنْدَةَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الْحَضْرَمِيُّ
يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ هٰذَا قَدْ غَلَبَنِي عَلَى أَرْضٍ لِي كَانَتْ لِأَبِي فَقَالَ الْكِنْدِيُّ هِيَ أَرْضِي فِي ارض
يَدِي أَزْرَعُهَا لَيْسَ لَهُ فِيهَا حَقٌّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْحَضْرَمِيِّ أَلَكَ بَيِّنَةٌ قَالَ
لَا قَالَ فَلَكَ يَمِينُهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ الرَّجُلَ فَاجِرٌ لَا يُبَالِي عَلَى مَا حَلَفَ عَلَيْهِ وَلَيْسَ يَتَوَرَّعُ
مِنْ شَيْءٍ فَقَالَ لَيْسَ لَكَ مِنْهُ إِلَّا ذٰلِكَ فَانْطَلَقَ لِيَحْلِفَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ لَمَّا أَدْبَرَ أَمَا لَئِنْ حَلَفَ عَلَى مَالِهِ لِيَأْكُلَهُ ظُلْمًا لَيَلْقَيَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَهُوَ عَنْهُ مُعْرِضٌ ترجمہ
وائل بن حجر سے روایت ہے ایک شخص حضرموت (ایک ملک کا نام ہے عرب میں) کا اور ایک شخص کندہ کا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا حضرموت والے نے کہا یا رسول اللہ اس شخص نے میری ایک زمین دبالی ہے
جو میرے باپ کی تھی کندہ والے نے کہا وہ میری زمین ہے میرے قبضہ میں ہے میں اوسمیں کھیتی کرتا ہوں اسکو
کچھ حق نہیں اوسمیں تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرموت والے سے کہا تیرے پاس گواہ ہیں وہ بولا نہیں
آپ نے فرمایا تو پھر اوس سے قسم لے وہ بولا یا رسول اللہ وہ تو فاجر ہے قسم کھانے میں اسکو باک نہیں اور وہ
پرہیز نہیں کرتا کسی بات سے آپ نے فرمایا بس تیرا اور کچھ بس اوس پر نہیں چلتا سوا قسم کے پھر وہ چلا قسم کھانیکو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اوس نے پیٹھ موڑی دیکھو اگر اوس نے قسم کھائی دوسرے کا مال اڑالینے
کو ناحق تو وہ خدا سے ملے گا اور خدا اوس کی طرف سے منہ پھیر لیگا عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ كُنْتُ
عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَاهُ رَجُلَانِ يَخْتَصِمَانِ فِي أَرْضٍ فَقَالَ أَحَدُهُمَا إِنَّ
هٰذَا انْتَزَى عَلَى أَرْضِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَهُوَ امْرُؤُ الْقَيْسِ بْنُ عَابِسٍ الْكِنْدِيُّ

وَخَصْمُہٗ رَبِیْعَۃُ بْنُ عِبْدَانَ قَالَ لَیْسَ لِیْ بَیِّنَۃٌ قَالَ یَمِیْنُہٗ قَالَ اِذًا یَّذْھَبُ بِھَا قَالَ لَیْسَ ہ قَالَ بَیِّنَتُکَ
لَکَ اِلَّا ذَالِکَ قَالَ فَلَمَّا قَامَ لِیَحْلِفَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنِ اقْتَطَعَ اَرْضًا
ظَالِمًا لَقِیَ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ وَھُوَ عَلَیْہِ غَضْبَانُ قَالَ اِسْحَاقُ فِیْ رِوَایَتِہٖ رَبِیْعَۃُ بْنُ عَیْدَانَ

ترجمہ وائل بن حجر سے روایت ہے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تہا اتنے مین دو شخص آئے لڑتے ہوئے ایک زمین کے لیے ایک بولا اس نے میری زمین چہین لی ہے جاہلیت کے زمانے مین اور وہ امرء القیس بن عابس کندی تہا اور اسکا حریف ربیعہ بن عبدان تہا آپ نے فرمایا تیرے پاس گواہ ہین وہ بولا نہین آپ نے فرمایا تو پہر اوس کی قسم ہے وہ بولا یا رسول اللہ جب تو وہ میرا مال اوڑا لیگا (قسم کہاکر) آپ نے فرمایا بس یہی ہو سکتا ہے تیرے لیے جب وہ اوٹہا قسم کہانیکو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی کی زمین ظلم سے مار لیوے تو خدا اوسپر غصے ہوگا جب وہ اس سے ملیگا اسحاق کی روایت مین ربیعہ بن عیدان ہے ف یا مثناۃ سے اور زہیر کی روایت مین باء موحدہ سے قاضی عیاض نے کہا صحیح اسحاق کی روایت ہے یعنی عیدان یائے مثناۃ سے اور یہی قول ہے دارقطنی اور عبد الغنی بن سعید اور ابو نصر بن ماکولا کا اور ابن یونس نے تاریخ مین ایسا ہی لکہا ہے لیکن ایک جماعت حفاظ نے اُن مین سے ہین حافظ ابو القاسم بن عساکر دمشقی اوسکو عبِدّان بکسر باء موحدہ اور عین اور تشدید دال روایت کیا ہے۔ نووی نے کہا ان حدیثوں سے کئی مسائل معلوم ہوئے ایک تو یہ کہ قابض زیادہ حقدار ہے بہ نسبت غیر قابض کے دوسرے یہ کہ جب مدعی علیہ منکر اور مدعی پاس گواہ نہون تو مدعی علیہ پر قسم ہے تیسری یہ کہ گواہ مقدم ہین قبضے پر اور جس کے پاس گواہ ہون چیز اوسکو دلا دی جاویگی بغیر قسم کے چوتھی یہ کہ مدعی علیہ اگر فاسق ہو تب بہی اُس کی قسم مقبول ہے اور مطالبہ اوس سے ساقط ہو جاویگا پانچوین یہ اگر مدعی یا مدعی علیہ ایک دوسرے کو خصومت کے وقت ظالم یا فاجر کہین تو مواخذہ نہوگا۔ چہٹی یہ کہ اگر وارث کسی چیز کا دعوی کرے اپنے مورث کی طرف سے اور حاکم کو یہ بات معلوم ہو کہ اسکا مورث مرگیا ہے اور سوا مدعی کے اور کوئی اسکا وارث نہین ہے تو اوسکو فیصلہ کرنا درست ہے اور اس بات پر کہ مدعی اوسکا وارث ہے اور مورث مرگیا ہے گواہ لینا ضرور نہین اور جو حاکم کو یہ امر معلوم نہو تو پہلے وراثت کے ثبوت پر گواہ لینا چاہیے پہر دعوی کے ثبوت پر انتہی مختصراً

**بَابُ** الدَّلِیْلِ عَلٰی اَنَّ مَنْ قَصَدَ اَخْذَ مَالِ غَیْرِہٖ بِغَیْرِ حَقٍّ کَانَ الْقَاصِدُ مُھْدَرَ الدَّمِ فِیْ حَقِّہٖ وَاِنْ قُتِلَ کَانَ فِی النَّارِ وَاَنَّ مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِہٖ فَھُوَ شَھِیْدٌ جو شخص پرایا

مال ناحق چھینا چاہے تو اوس کا خون لغو ہے اور جو مارا جاوے تو جہنم مین جاویگا اور مالم الا اگر اپنے مال بچانے
مین مارا جاوے وہ شہید ہے عن ابی ھریرۃ قال جاء رجل الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فقال یا رسول اللہ ارأیت ان جاء رجل یرید اخذ مالی قال فلا تعطہ مالک قال
ارأیت ان قاتلنی قال قاتلہ قال ارأیت ان قتلنی قال فانت شہید قال ارأیت ان قتلتہ
قال فھو فی النار ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور عرض کیا
یا رسول اللہ آپ کیا فرماتے ہین اگر کوئی شخص آوے میرا مال (ناحق) لینے کو آپ نے فرمایا مت دے اپنا
مال اوسکو پھر اوس نے کہا اگر وہ لڑے مجھ سے آپ نے فرمایا تو بھی اس سے لڑ پھر اوس نے کہا اگر وہ مجھکو مار ڈالے
آپ نے فرمایا تو شہید ہے پھر اوس نے کہا اگر مین اسکو مار ڈالون آپ نے فرمایا وہ جہنم مین جاویگا **ف**
یعنے وہ مستحق ہوا جہنم کا کیونکہ وہ ظالم تھا پھر یا اسکو بدلا ملیگا اس ظلم کا اور جہنم مین جاویگا یا اللہ تعالے
معاف کردیگا اور جو اس فعل کو حلال جانتا ہوگا تو وہ کافر ہے وہ تو بیشک جہنم ہی مین جاویگا اور یہ جو آپ نے
فرمایا اگر تو مارا جاوے تو تو شہید ہے یعنی تجھکو ثواب شہیدون کا سا ملیگا اگرچہ دنیا کے احکام مین شہید نہ ہوگا
کیونکہ شہید تین قسم کے ہین **ایک** تو وہ جو کافرون کے ساتھ جہاد مین مارا جاوے کسی سبب سے تو شہید
ہے دنیا اور آخرت دونون کے احکام کے رو سے یعنے دنیا مین یہ حکم ہے کہ اوسکو غسل نہ دینگے نہ اوسپر نماز پڑھینگے
اور آخرت مین اوسکو درجہ شہیدون کا ملیگا **دوسری** وہ جو آخرت کے ثواب کی رو سے شہید ہے
پر دنیا کے احکام مین شہید نہین جیسے طاعون سے مرنے والا یا پیٹ کی بیماری سے یا مکان گر کر یا جو اپنے
مال کے بچانے مین مارا جاوے جنپر شہید کا لفظ احادیث مین وارد ہوا ہے تو ایسے شہید کو غسل
دینگے اور اوسپر نماز پڑھینگے اور آخرت مین اوسکو ثواب شہیدون کا سا ملیگا پر یہ ضرور نہین کہ پہلی
قسم کے شہیدون کے برابر ملے **تیسری** وہ جو دنیا کے احکام کے رو سے شہید ہے پر اوسکو آخرت مین
شہادت کا ثواب یا پورا ثواب نہ ملیگا جیسے وہ شہید جو غنیمت کے مال مین خیانت کرے اور مثل اوس کے
جنکو کہا کہ وہ شہید نہین ہین پھر چونکہ اس قسم کا شہید کافرون کے جنگ مین مارا گیا اوسکا حکم دنیا
مین شہیدون کا سا ہوگا نہ اوسکو غسل دینگے نہ اوسپر نماز پڑھینگے پر آخرت مین اوسکو پورا ثواب
نہ ملیگا۔ شہید کو شہید اس لیے کہتے ہین کہ وہ زندہ ہے اور اوسکی روح جنت مین حاضر ہے برخلاف
اور اموات کی وہ قیامت کے دن جنت مین جاوینگے یہ قول نضر بن شمیل کا ہے اور ابن الانباری نے

کہا اس لیے کہ شہید کے لیے اللہ تعالی اور فرشتوں نے شہادت یعنی گواہی دی ہے جنت کی اور بعضون نے کہا اس لیے کہ شہید جان نکلنے وقت اپنے درجے اور مرتبے کو دیکھ لیتا ہے اور بعضون نے کہا اس لیے کہ فرشتے حاضر ہوتے ہین اوسکی روح لیجانے کو اور بعضون نے کہا اس لیے کہ اوسکی ایمان اور حسن خاتمہ پر لوگ گواہ ہین ظاہر کے روسے اور بعضون نے کہا اس لیے کہ اوسکا خون اور زخم اوسپر گواہ ہے کیونکہ وہ اوٹھے گا قیامت کے دن اور اوسکا زخم تازہ ہوگا خون بہتا ہوگا اور ازہری وغیرہ نے ایک اور قول نقل کیا کہ اوسکو شہید اس لیے کہتے ہین کہ وہ گواہ ہوگا قیامت کے دن اور امتون پر اس صورت مین اوسکی تخصیص کی کوئی وجہ نہین کیونکہ ہمارے پیغمبر کی ساری امت گواہ ہوگی اور امتون پر انتہے ما قال النووی رح عَنْ ثَابِتٍ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهُ لَمَّا كَانَ بَيْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَبَيْنَ عَنْبَسَةَ بْنِ اَبِيْ سُفْيَانَ مَا كَانَ تَيَسَّرُوْا لِلْقِتَالِ فَرَكِبَ خَالِدُ بْنُ الْعَاصِ اِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو فَوَعَظَهُ خَالِدٌ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ ترجمہ ثابت سے روایت ہے جو مولے تھے عمرو بن عبد الرحمن کے جب عبد اللہ بن عمرو اور عنبسہ بن ابی سفیان مین فساد ہوا تو دونون مستعد ہوے لڑنے کو خالد بن العاص سنکر سوار ہوے اور عبد اللہ بن عمرو پاس گئے اور انکو سمجھایا عبد اللہ بن عمرو نے کہا تجھے معلوم نہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مارا جاوے اپنا مال بچانے کے لیے وہ شہید ہے ف یعنی کوئی ظالم ظلم سے اسکا مال ناحق چھینا چاہے پھر وہ لڑے اوس سے اور مارا جاوے تو وہ شہید ہے اور اگر اوس ظالم کو مار ڈالے تو وہ جہنم مین جاویگا جیسے اگلی روایت مین گزرا نووی نے کہا ان حدیثون سے اس شخص کا قتل کرنا درست ہوتا ہے جو ناحق مال چھینا چاہے اب چاہے وہ مال تھوڑا ہو یا بہت کیونکہ حدیث عام ہے اور بعضے مالکیہ نے یہ کہا ہے کہ تھوڑے مال کے چھیننے مین جیسے کپڑا یا کھانا قتل درست نہین پر یہ مذہب کچھ نہین کیونکہ حدیث کے خلاف ہے اور ٹھیک وہی ہے جو حدیث سے ثابت ہوتا ہے اور اسی کو اختیار کیا ہے جمہور علما نے اور اپنے مال کو بچانے کے لیے لڑنا جائز ہے واجب نہین اگر چاہے تو نہ لڑے اور مال لٹنا گوارا کر لیوے لیکن اپنی جورو کی عزت بچانا واجب ہے اور اس کے لیے لڑنا ضرور ہے اور اپنی جان بچانے کے لیے لڑنا اور دوسرے کو مار ڈالنا اس مین اختلاف ہے باب اِسْتِحْقَاقِ الْوَالِي الْغَاشِّ لِرَعِيَّتِهِ النَّارَ ترجمہ جو حاکم اپنی رعیت

کے حقوق مین خیانت کرے اوسکے لیے جہنم ہے **عَنِ** الْحَسَنِ قَالَ عَادَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ زِيَادٍ مَّعْقِلَ
بْنَ يَسَارٍ الْمُزَنِيَّ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ فَقَالَ مَعْقِلٌ اِنِّي مُحَدِّثُكَ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ
مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ عَلِمْتُ اَنَّ لِي حَيَاةً مَا حَدَّثْتُكَ اِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يَسْتَرْعِيهِ اللّٰهُ رَعِيَّةً يَمُوتُ يَوْمَ يَمُوتُ وَهُوَ
غَاشٌّ لِرَعِيَّتِهِ اِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ **ترجمہ** حسن سے روایت ہے عبید اللہ بن زیاد معقل بن
یسار کے پوچھنے کو آیا جس بیماری مین وہ مرگئے تو معقل نے کہا مین ایک حدیث تجہ سے بیان کرتا ہون
جو مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے اور اگر مین جانتا کہ ابہی زندہ رہونگا تو تجہ سے بیان نکرتا
مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تہے کوئی بندہ ایسا نہین جسکو اللہ تعالیٰ ایک رعیت دیوے
پہر وہ مرے اور جسدن وہ مرے وہ خیانت کرتا ہو اپنی رعیت کے حقوق مین مگر خدا حرام کر دیگا اوسپر جنت کو
**ف** یہ حدیث معقل نے عبید اللہ بن زیاد سے مرتے وقت بیان کی کیونکہ اون کو معلوم تہا کہ عبید اللہ بن
زیاد کو یہ حدیث فائدہ ندیگی پہر اونہون نے خیال کیا کہ حدیث کا چہپانا بہتر نہین اور نیک بات کو بتلا دینا
ضرور ہے اگرچہ وہ مانے یا نہ مانے یا اس وجہ سے انہون نے اپنی زندگی مین بیان نکی کہ ایسا نہو اس حدیث
سے ایک مفسدہ پہیلے لوگ عبید اللہ بن زیاد کو برا جانکر اوسکی اطاعت سے پہر جاوین یا عبید اللہ بن زیاد
معقل کو ایذا پہونچاوے کیونکہ وہ مردود ظالم اور جابر تہا اور اس نے اہل بیت نبوی کی حرمت نہین کی تو اور
کسی کو اوس سے کیا توقع تہی۔ رعیت کے حقوق مین خیانت کرنے یہ مراد ہے کہ حاکم پر اپنی رعیت کو دین اور دنیا
دونون کی اصلاح ضرور ہے پہر اگر اوس نے لوگون کا دین خراب کیا اور حدود شرعیہ کو ترک کیا یا اون کی جان
اور مال پر ناحق زیادتی کی یا اور کسی قسم کی ناانصافی کی یا اون کی حق تلفی کی تو اوس نے اپنی فرض منصبی مین
خیانت کی اب وہ جہنمی ہوا اگر اس کام کو حلال جانتا تہا ہمیشہ کے لیے جنت سے محروم ہوا ورنہ اول دفعہ مین جب
اور جنتی جنت مین جاوینگے یہ جانے سے محروم رہیگا (نووی) **عَنِ** الْحَسَنِ قَالَ دَخَلَ عُبَيْدُ اللّٰهِ
بْنُ زِيَادٍ عَلٰى مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ وَّهُوَ وَجِعٌ فَسَاَلَهُ فَقَالَ اِنِّي مُحَدِّثُكَ حَدِيثًا لَمْ اَكُنْ حَدَّثْتُكَهُ
اِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَسْتَرْعِي اللّٰهُ عَبْدًا رَعِيَّةً يَمُوتُ
حِينَ يَمُوتُ وَهُوَ غَاشٌّ لَهَا اِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ قَالَ اَلَّا كُنْتَ حَدَّثْتَنِي هٰذَا قَبْلَ الْيَوْمِ قَالَ
مَا حَدَّثْتُكَ اَوْ لَمْ اَكُنْ لِاُحَدِّثَكَ **ترجمہ** حسن سے روایت ہے عبید اللہ بن زیاد معقل بن یسار

بِهٰذَا
الْيَوْمِ

پاس گیا اور وہ بیمار تہے اونکو پوچہا معقل نے کہا مین تجہ سے ایک حدیث بیان کرتا ہون جو مین نے بیان
نہین کی تہی تجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کسی بندے کو رعیت نہین دیتا پہر وہ مرتے وقت انکے
حقوق مین خیانت کرتا ہوا مرتا ہے مگر اللہ حرام کرتا ہے اوس پر جنت کو ابن زیاد نے کہا کیا تمنے یہ حدیث مجہہ
سے بیان نہین کی اس سے پہلے معقل نے کہا مین نے بیان نہین کی تجہسے یا مین کاہیکو پہلا تجہہ سے بیان
کرتا (اور اپنی جان پر مصیبت لیتا اب تو مرتا ہون اب مجہی تیرا ڈر نہین سو واسطے بیان کر دے عَنْ
هِشَامٍ قَالَ قَالَ الْحَسَنُ كُنَّا عِنْدَ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ نَعُودُهُ فَجَاءَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ زِيَادٍ فَقَالَ لَهُ
مَعْقِلٌ إِنِّي سَأُحَدِّثُكَ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ذَكَرَ بِمَعْنَى
حَدِيثِهِمَا ترجمہ ہشام سے روایت ہے حسن نے کہا ہم معقل بن یسار کے پاس تہے انکی بیمار پرسی کے لیے
اتنے مین عبید اللہ بن زیاد آیا معقل نے اس سے کہا مین تجہ سے ایک حدیث بیان کرتا ہون جو مین نے
سنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہر بیان کیا حدیث کو اوسی طرح جیسے اوپر گذری عَنْ أَبِي
الْمَلِيحِ أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ زِيَادٍ عَادَ مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ فِي مَرَضِهِ فَقَالَ لَهُ مَعْقِلٌ إِنِّي مُحَدِّثُكَ
بِحَدِيثٍ لَوْلَا أَنِّي فِي الْمَوْتِ لَمْ أُحَدِّثْكَ بِهِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُولُ مَا مِنْ أَمِيرٍ يَلِي أَمْرَ الْمُسْلِمِينَ ثُمَّ لَا يَجْهَدُ لَهُمْ وَيَنْصَحُ إِلَّا لَمْ يَدْخُلْ مَعَهُمُ
الْجَنَّةَ ترجمہ ابو الملیح (عامر یا زید بن اسامہ ہذلی بصری) سے روایت ہے عبید اللہ بن زیاد نے بیمار پرسی
کی معقل کے اونکی بیماری مین تو معقل نے کہا مین تجہسے ایک حدیث بیان کرتا ہون مرنے والا نہوتا تو تجہسے
بیان نکرتا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تہے جو حاکم ہو مسلمانون کا پہر انکی بہلائی
مین کوشش نکرے اور خالص نیت سے انکی بہتری نچاہے تو وہ ان کے ساتہہ جنت مین نہ جاویگا (بلکہ پیچہے رہ
جاویگا اور اپنی نا انصافی کا عذاب بہگتیگا **بَاب** رَفْعِ الْأَمَانَةِ وَالْإِيمَانِ مِنْ بَعْضِ الْقُلُوبِ
وَعَرْضِ الْفِتَنِ عَلَى الْقُلُوبِ بعضے دلون سے امانت اوٹہہ جانیکا بیان اور فتنون کا آنا دلون میں عَنْ
حُذَيْفَةَ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثَيْنِ قَدْ رَأَيْتُ أَحَدَهُمَا وَأَنْتَظِرُ
الْآخَرَ حَدَّثَنَا أَنَّ الْأَمَانَةَ نَزَلَتْ فِي جَذْرِ قُلُوبِ الرِّجَالِ ثُمَّ نَزَلَ الْقُرْآنُ فَعَلِمُوا مِنَ الْقُرْآنِ
وَعَلِمُوا مِنَ السُّنَّةِ ثُمَّ حَدَّثَنَا عَنْ رَفْعِ الْأَمَانَةِ قَالَ يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْأَمَانَةُ
مِنْ قَلْبِهِ فَيَظَلُّ أَثَرُهَا مِثْلَ الْوَكْتِ ثُمَّ يَنَامُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ فَيَظَلُّ أَثَرُهَا

ت حتی

مِثْلَ اَثَرِ الْمَجْلِ كَجَمْرٍ دَحْرَجْتَهُ عَلٰى رِجْلِكَ فَنَفِطَ فَتَرَاهُ مُنْتَبِرًا وَلَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ اَخَذَ حَصَاةً فَدَحْرَجَهُ عَلٰى رِجْلِهِ فَيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُوْنَ لَا يَكَادُ اَحَدٌ يُؤَدِّي الْاَمَانَةَ حَتّٰى يُقَالَ اِنَّ فِيْ بَنِيْ فُلَانٍ رَجُلًا اَمِيْنًا حَتّٰى يُقَالَ لِلرَّجُلِ مَا اَجْلَدَهُ مَا اَظْرَفَهُ مَا اَعْقَلَهُ وَمَا فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ اِيْمَانٍ وَلَقَدْ اَتٰى عَلَيَّ زَمَانٌ وَمَا اُبَالِيْ اَيَّكُمْ بَايَعْتُ لَئِنْ كَانَ مُسْلِمًا لَيَرُدَّنَّهُ عَلَيَّ دِيْنُهُ وَلَئِنْ كَانَ نَصْرَانِيًّا اَوْ يَهُوْدِيًّا لَيَرُدَّنَّهُ عَلَيَّ سَاعِيْهِ وَاَمَّا الْيَوْمَ فَمَا كُنْتُ لِاُبَايِعَ مِنْكُمْ اِلَّا فُلَانًا وَفُلَانًا ترجمہ حذیفہ بن الیمان سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے (امانت کے باب مین) دو حدیثین بیان کین ایک تو مین نے دیکھہ لی اور دوسری کا انتظار کر رہا ہون حدیث بیان کی ہم سے (یہ پہلی حدیث ہی) کہ امانت لوگون کے دلون کی جڑ پر اوتری پہر اونہون نے حاصل کیا قرآن کو اور حاصل کیا حدیث **ف** نووی نے کہا ظاہر یہ ہے کہ امانت سے وہ تکلیف مراد ہے جو اللہ تعالے نے اپنے بندون کو دی اور وہ اقرار جو اون سے لیا امام ابو الحسن واحدی نے اس آیت اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ کی تفسیر مین کہا ابن عباس نے کہا امانت اللہ تعالی کے وہ فرائض ہین جو اوس نے فرض کیے اپنے بندون پر اور حسن نے کہا امانت سے مراد دین ہے اور دین سب امانت ہی اور ابو العالیہ نے کہا امانت سے اوامر اور نواہی مراد ہین اور مقاتل نے کہا امانت سے عبادات مراد ہین واحدی نے کہا اکثر مفسرین کا یہی قول ہے تو امانت اون سب کے نزدیک عبادات اور فرائض ہین جنکے ادا کرنے سے ثواب ہوتا ہے اور نہ کرنے سے عذاب ہوتا ہی اور صاحب تحریر نے کہا کہ حدیث مین امانت سے مراد وہی ہے جو اس آیت مین ہی اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ اور وہ عین ایمان ہے تو جب ایمان انسان کے دل مین خوب جما ہوگا اوسیوقت وہ تکالیف کو پورا کریگا اور اون کے ادا کرنے مین کوشش کریگا انتہے مترجم کہتا ہے کہ امانت اور ایمان کا مادہ ایک ہی اور شرع مین ایمان اور امانت لازم ملزوم ہین جسکے دلمین ایمان ہی اوسکے دلمین امانت بھی ہی اور جسکے دل مین ایمان نہین امانت بھی نہین اور مراد امانت سے یہ ہے کہ دل مین ایک طرح کی پاکیزگی اور صفائی اور سچائی ہو اور انصاف و راستی کوٹ کوٹ کر بہری گئی ہو جو دل زمانہ جاہلیت مین ایسے تہے اونہون ہی نے اسلام کو سمجھکر قبول کیا اور شرک و کفر کو چہوڑا پہر قرآن اور حدیث کے حاصل کرنے سے اونپر اور زیادہ نور چڑہ گیا آئینہ کہ صاف تہا اور بہی صیقل ہوئی اور جن دلون مین امانت نہتی مکر اور خیانت سے اونکا خمیر ہوا تہا اور پہر شرک اور کفر کی تاریکی چہائی ہوئی تہی جیسے ابو جہل

کا دل ایسے دلون کو قرآن اور حدیث سے کچھ فائدہ نہوا وہ ہرگز مسلمان نہ ہوئے بلکہ اپنی شیطنت اور مکر اور
خیانت کی وجہ سے اور زیادہ کفر مین مضبوط ہو گئے یہانتک کہ اللہ تعالی نے انکو ہلاک کیا اوس کے سوا
اور کچھ انکا علاج نہتا **ت** پھر حدیث بیان کی آپ نے ہم سے (یہ دوسری حدیث ہے) کہ یہ امانت اوٹھ
جاویگی تو فرمایا ایک شخص تہوڑی دیر سو ویگا پہر اوس کے دل سے امانت اٹہالی جاویگی **ف** سونے سے یا
تو ہی ظاہری معنی مراد ہین یا سونے سے یہ مقصود ہے کہ تہوڑی دیر خدا کی یاد سے غافل ہوگا اور بری صحبت
مین بیٹہے گا بے ایمانون کے ساتہہ یا تہوڑی دیر تک دنیا کے کام کاج ہیچ کہوچ مین مصروف ہوگا ۔
**ت** اور اسکا نشان ایک پہیکے رنگ کیطرح رہ جاوے گا **ف** یعنی نور اوڑ جاویگا اور تاریکی
رہ جاوے گی جیسے ایک عمدہ رنگ کو دہوڈالو تو سیاہ سا دہبہ رہ جاتا ہے حدیث مین وکت کا لفظ
ہے جسکے معنے ہلکا داغ اور بعضون نے کہا پہیکی سیاہی اور بعضون نے کہا وہ رنگ جو پہلے رنگ کے خلاف ہو
**ت** پہر ایک نیند لیگا تو امانت دل سے اوٹھہ جاوے گی اور اوسکا نشان ایک چہالے کیطرح رہ جاویگا
جیسے تو ایک انگارہ اپنے پاؤن پر لڑکہاوے پہر کہال پہول کر ایک چہالہ (آبلہ) نکل آوے اوس کے اندر
کچہ نہین پہر آپ نے ایک کنکری لیکر اپنے پاؤن پر لڑہکائے **ف** نووی نے صاحب تحریر سے
نقل کیا اسکا مطلب یہ ہے کہ امانت تہوڑا تہوڑا دل سے اٹہنا شروع ہو گی جب پہلا حصہ اوسکا اٹہہ جاویگا تو اسکا نور جاتا
رہیگا اور ایک سیاہ دہبہ رہ جاویگا پہیکے رنگ کا گویا پہلے رنگ کے خلاف یہ رنگ پیدا ہوگا پہر جب دوسرا ایک
حصہ اوٹہیگا تو چہالے کیطرح نشان ہو جاویگا اور یہ ایک مضبوط داغ ہے جو مدت مین جاتا ہے اور اس مین
سیاہی اول سے زیادہ ہو گی تو امانت کے نور جانیکو اور بے ایمانی کی تاریکی چہانے کو مشابہت دی ایک
انگارہ پاؤن پر چلانے سے کہ آگ کا نور تو جہٹ چلا جاتا ہے اور ایک سیاہی کا داغ کہال پہ چہوڑ جاتا ہے
اور کنکری چلا کر آپ نے اس تشبیہ کو اور واضح کر دیا تا لوگ بخوبی سمجہ جاوین حاصل یہ ہے کہ ایمان کا نور
آہستہ آہستہ دل سے اٹہتا جاوے گا اور کفر کی تاریکی چہاتی جاوے گی پہلے ایک ہلکا سا دہبہ ہوگا پہر اور
زیادہ پہر اور یہانتک کہ بالکل دل کالا ہو جاویگا اور ایمان کے بدل کفر چہا جاوے گا خدا کی پناہ **ت**
اور فرمایا لوگ بیچ کہوچ کرینگے اور ان مین سے کوئی ایسا نہو گا جو امانت کو ادا کرے ۔ یہانتک کہ لوگ کہینگے
کہ فلانی قوم مین ایک شخص امانت دار ہے **ف** یعنی اس زمانے مین جیسے ہر شخص امانت دار ہے کوئی کسی کا
حق نہین مارتا ہر ایک کو دوسرے پر بہروسا ہے یہ بات بالکل جاتی رہے گی اور امانت کا نام و نشان دنیا

سے اوٹھہ جاوے گا مگر کہین کہین ہزارون لاکھون مین ایک آدہ شخص ایماندار خدا ترس رہ جاویگا جو امانت
دار ہوگا لوگ اسکو مشہور کرینگے کہ ایک وہ شخص امانت دار ہے ایسا زمانہ اب موجود ہے کہ کوئی کسیپر بہروسا
نہین کرتا جسکو روپیہ دو وہ ہضم کرجاتا ہے امانت کا ادا کرنا تو کیا **ف** اور یہانتک کہ لوگ ایک شخص
کو کہینگے وہ کیسا ہوشیار اور خوش مزاج اور عقلمند ہے (یعنے اس کی تعریف کرینگے) اور اسکے دل مین
رائی کے دانے برابر بھی ایمان نہ ہوگا **ف** یعنے جونکہ ساری دنیا مین بے ایمانی پہیل جاویگی تو ایمان
کی قدر اور منزلت بہی دل سے نکل جاوے گی تعریف بہی کرینگے تو بے ایمانون کی مین نے اپنی آنکہون سے
یہ حال حیدرآباد مین دیکہا ہے وہ لوگ جو مومن مسلمان کہلاتے ہین ذرے ذرے فائدے کے واسطے بدینر
بے ایمان لوگون کی تعریف کرتے ہین انکی خوشامد کرتے ہین اور جو شخص دین کی تائید کرے اسکو ان بے ایمانون
کے خوش کرنے کے لیے برا کہتے ہین لاحول ولا قوۃ عجب تو خدا کی مار ایسے نام کے مسلمانون پر پڑی ہے کہ
وہ علاوہ کلمہ گوئی حکومت مین رہنے کے اُسکی نگاہ مین ایسے ذلیل اور خوار ہوگئے ہین کہ سوا باورچی گری خدمتگاری
خانسامانی کے اور کوئی کام اون سے نہین لیا جاتا اور ایک زمانے مین مسلمان تمام قومون کے
سرتاج تہے انکا رعب اور دہاک ایسا تہا کہ کافر اُن کے نام سے لرزتے تہے ہر ایک مسلمان خدا کے
احکام پر اپنی جان نثار کرنے کو فخر جانتا تہا۔ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ **ف** پہر حذیفہ
نے کہا میرے اوپر ایک زمانہ گذر چکا ہے جب مین بے کہٹکے ہر ایک سے معاملہ کرتا (یعنے لین دین) اس لیے کہ
اگر وہ مسلمان ہوتا تو اسکا دین اُسکو بے ایمانی سے باز رکہتا اور جو نصرانی یا یہودی ہوتا تو حاکم اوسکو ایمانداری
سے باز رکہتا **ف** چونکہ امانت اور ایمانداری کا زمانہ تہا اس لیے مسلمان تو سب امانت دار تہے
اون سے بخوف وخطر معاملہ اور لین دین کرتا پیسہ مار لینے کا تو ڈر رہتا ہی نہین اور یہودی یا نصرانی بہی
بے ایمانی نکرتے ڈر کے مارے اور جو کرتے تو ایماندار حاکم موجود تہے جو اُنکو سزا دیتے اور بے ایمانی سے
باز رکہتے اور میرا پیسہ مجہکو دلا دیتے وہ ہرگز نہ ڈوبتا **ف** لیکن آج کے دن تو مین تم لوگون سے
کبہی معاملہ نکرونگا البتہ فلان اور فلان شخص سے کرونگا **ف** چند لوگون کا نام لیا جو
ایماندار ہونگے باقی لوگون کا بہروسا نہین اور جب لوگ بے ایمان ہوگئے تو حاکم بہی ویسے ہی ہونگے بلکہ
وہ رشوت خوار اور ظالم ہونگے علاوہ حق کو ناحق کرتے ہین اور غریب رعایا کو ستاتے اور انکا حق تلف
کرنے مین اس وجہ سے حاکم سے بہی امید نہین رہتی کہ وہ بے ایمان کو سزا دیگا اور حق نہ ڈوبنے دیگا۔ قاضی عیاض

نے کہا بعضوں نے سابیعت سے جو حذیفہ کے قول میں ہے خلافت کی بیعت مراد لی اور یہ خطا ہے کیونکہ یہود اور نصرانی سے خلافت کی بیعت نہیں ہو سکتی تو سابیعت سے وہی بیچ کھوچ اور معاملہ اور لین دین مراد ہے

عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ مِثْلَهٗ ترجمہ اعمش سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ عُمَرَ فَقَالَ أَيُّكُمْ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ الْفِتَنَ فَقَالَ قَوْمٌ نَحْنُ سَمِعْنَاهُ فَقَالَ لَعَلَّكُمْ تَعْنُوْنَ فِتْنَةَ الرَّجُلِ فِيْ أَهْلِهٖ وَجَارِهٖ قَالُوْا أَجَلْ قَالَ تِلْكَ تُكَفِّرُهَا الصَّلٰوةُ وَالصِّيَامُ وَالصَّدَقَةُ وَلٰكِنْ أَيُّكُمْ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ الْفِتَنَ الَّتِيْ تَمُوْجُ مَوْجَ الْبَحْرِ قَالَ حُذَيْفَةُ فَأَسْكَتَ الْقَوْمُ فَقُلْتُ أَنَا قَالَ أَنْتَ لِلّٰهِ أَبُوْكَ قَالَ حُذَيْفَةُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ تُعْرَضُ الْفِتَنُ عَلَى الْقُلُوْبِ كَالْحَصِيْرِ عُوْدًا عُوْدًا فَأَيُّ قَلْبٍ أُشْرِبَهَا نُكِتَتْ فِيْهِ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ وَأَيُّ قَلْبٍ أَنْكَرَهَا نُكِتَتْ فِيْهِ نُكْتَةٌ بَيْضَاءُ حَتّٰى يَصِيْرَ عَلٰى قَلْبَيْنِ عَلٰى أَبْيَضَ مِثْلِ الصَّفَا فَلَا تَضُرُّهُ فِتْنَةٌ مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْأَرْضُ وَالْآخَرُ أَسْوَدُ مُرْبَادًّا كَالْكُوْزِ مُجَخِّيًا لَا يَعْرِفُ مَعْرُوْفًا وَلَا يُنْكِرُ مُنْكَرًا إِلَّا مَا أُشْرِبَ مِنْ هَوَاهُ قَالَ حُذَيْفَةُ وَحَدَّثْتُهٗ أَنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابًا مُغْلَقًا يُوْشِكُ أَنْ يُكْسَرَ قَالَ عُمَرُ أَكَسْرًا لَا أَبَا لَكَ فَلَوْ أَنَّهٗ فُتِحَ لَعَلَّهٗ كَانَ يُعَادُ قُلْتُ لَا بَلْ يُكْسَرُ وَحَدَّثْتُهٗ أَنَّ ذٰلِكَ الْبَابَ رَجُلٌ يُقْتَلُ أَوْ يَمُوْتُ حَدِيْثًا لَيْسَ بِالْأَغَالِيْطِ قَالَ أَبُوْ خَالِدٍ فَقُلْتُ لِسَعْدٍ يَا أَبَا مَالِكٍ مَا أَسْوَدُ مُرْبَادًّا قَالَ شِدَّةُ الْبَيَاضِ فِيْ سَوَادٍ قَالَ قُلْتُ فَمَا الْكُوْزُ مُجَخِّيًا قَالَ مَنْكُوْسًا ترجمہ حذیفہ سے روایت ہے ہم امیر المومنین عمر رض کے پاس بیٹھے تھے انہوں نے کہا تم میں سے کس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فتنوں کا ذکر کرتے ہوئے سنا ہے ف فتنہ کے اصل معنی آزمایش اور امتحان ہے پھر عرف میں اسکو کہنے لگے جس سے ایک قسم کی برائی پیدا ہو ابوزید نے کہا یوں کہتے ہیں وہ شخص فتنہ میں پڑ گیا جب اسکا حال بدل جاوے اور اچھے سے برا ہو جاوے اور فتنہ اہل اور مال میں یہ ہے کہ انکی محبت بہت غالب ہو جاوے اور خدا کے احکام کو فراموش کرے انکو بجا نہ لاوے جیسے اللہ تعالی نے فرمایا تمہارے مال اور اولاد فتنہ ہیں یا اولاد کا فتنہ یہ ہے کہ انکی تعلیم اور تربیت نہ کرے اور وہ آوارہ ہو جاویں ایسا ہی فتنہ ہمسایہ کا یہ ہے کہ اوسکا حق ادا نہ کرے تو یہ سب فتنے ایک قسم کے گناہ ہیں جنکا کفارہ نیکیوں سے ہو جاتا ہے فرمایا اللہ تعالی نے

ن عُوذاً عُوذاً
ن عَوداً عَوداً
ن مُرْبَدّاً
ن مُرْبَئِدّاً

نیکیوں میں سستی اور برائیوں کو ف بعض لوگوں نے کہا ہاں ہم نے سنا ہے حضرت عمر نے کہا شاید
تم فتنوں سے وہ فتنہ سمجھتے ہو جو آدمی کو اسکے گھر بار اور مال اور ہمسایہ میں ہوتا ہے انہوں نے کہا ہاں
حضرت عمر نے کہا ان فتنوں کا کفارہ تو نماز اور روزہ اور زکوٰۃ سے ہو جاتا ہے لیکن تم میں سے کس نے
سنا ہے ان فتنوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو دریا کی موجوں کی طرح امنڈ کر آئیں گے ف
حضرت عمر کی مراد فتنوں سے وہ فساد تھے جو آپ کی امت میں پھیلیں گے اور آپس میں
مسلمانوں کے کشت و خون ہوگا اور گمراہی پھیلے گی ف حذیفہ نے کہا یہ سن کر سب لوگ چپ
ہو رہے میں نے کہا میں سنتا ہوں حضرت عمر نے کہا تو نے سنا ہے تیرا باپ بہت اچھا تھا ف
مدح کے لئے ہے تعجب سا ترجمہ ہے اور حدیث میں للہ ابوک ہے اور یہ ایک محاورہ ہے عرب لوگوں کی
عادت ہے جب کسی کی تعریف کرتے ہیں تو اسکو کہتے ہیں کیونکہ اللہ کی طرف باپ کی نسبت کرنے سے تعریف
کی بزرگی بیان کرتا ہے جیسے کہتے ہیں بیت اللہ ناقۃ اللہ ہے جب کسی بڑے آدمی کی کوئی
اچھی بات دیکھتے ہیں تو یہ کلمہ کہتے ہیں یعنی تیرا باپ اچھا تھا جس سے ایسا بچہ پیدا ہوا ( )
ف حذیفہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے فتنے دلوں
پر ایسے آئیں گے ایک کے بعد ایک جیسے بوریے کی تیلیاں ایک کے بعد ایک ہوتی ہیں ف حدیث میں
کالحصیر عودا عودا ہے اسکو تین طرح پڑھا ہے ایک عُوداً عُوداً ضمہ عین اور دال مہملہ سے دوسری عَوداً
عَوداً فتحہ عین اور دال مہملہ سے تیسری عَوذاً عَوذاً فتحہ عین اور ذال معجمہ سے اور صاحب تحریر نے اول
وجہ کو پسند کیا ہے اور معنی وہی ہیں جو اوپر ذکر ہوئے نووی نے کہا اسی وجہ کو قاضی نے پسند کیا ہے
اور شیخ ابو الحسین بن سراج نے دوسری وجہ کو پسند کیا ہے اور معنی اس کے یہ بیان کئے ہیں کہ
فتنے بار بار آئیں گے اور پہلی وجہ کا ترجمہ یہ ہے کہ فتنے دلوں میں ایسے بیٹھیں گے جیسے
بوریے کی تیلیاں بنتی ہیں ایک کے بعد ایک [illegible] جیسے
[illegible] دوسری وجہ [illegible]
[illegible] دوسری وجہ [illegible]
[illegible] دوسری وجہ کا ترجمہ یہ ہے کہ [illegible]
[illegible]

تیسری وجہ کا ترجمہ یہ ہے کہ فتنے دلون پر آوینگے اور چپکین گے بوریے کیطرح خدا کی پناہ خدا کی پناہ
ادن فتنون سے الہی خدا ہمکو بچاوے ان فتنون سے (نووی) پہر جس دل مین وہ فتنہ رچ جاویگا (یعنی سما جاوے
گا اور بیٹھ جاویگا) تو اسمین ایک کالا داغ پیدا ہوگا اور جو دل اُسکو نہ مانیگا (اور قرآن اور حدیث پر قائم رہیگا)
اوسمین ایک سفید نورانی دہبہ ہوگا یہانتک کہ اسی طرح کالے اور سفید دہبے ہوتے ہوتے دو قسم کے دل ہو جاوین
گے ایک تو خالص سفید دل چکنے پتہر کیطرح (جس مین کوئی چیز رنگ نہین سکتی یہ تشبیہ ہے اوس دل کی صفائی چکنے پتہر
سے یعنی جیسے اس قسم کا پتہر صاف داغون سے پاک ہوتا ہے ویسا ہی یہ دل ہی ان فتنون کی آلایش سے
پاک اور صاف ہوگا) دوسرے کالا سفیدی مائل (یعنے بہورا) اوندہے کوزے کیطرح جو نہ کسی اچہی بات کو اچہا
سمجہیگا نہ برے کو برا اپنی خواہش کی تابع ہوگا **ف** حدیث مین مرباداً کا لفظ ہے اور بعضون نے اس کو
مربدًا پڑہا ہے راوی نے خود اسکی تفسیر آگے بیان کی ہے اور کہا ہے کہ اسود مرباد سے یہ مراد ہے کہ سفیدی
کا غالب ہونا سیاہی مین قاضی عیاض نے کہا ہمارے بعض مشائخ کہتے تہے کہ اسمین غلطی ہوئی ہے یعنی شدۃ
البیاض فی سواد مین اور بجاے شدت کے شبہ کا لفظ صحیح ہے یعنی سیاہی مائل سفیدی کے کیونکہ جو سیاہی
مین سفیدی غالب ہو اوسکو ربدہ نہین کہتے بلکہ بلق کہتے ہین اگر بدن مین ہو اور آنکہ مین ہو تو حور کہتے
ہین اور ربدہ تو وہ ذری سی سفیدی ہے جو سیاہی مین ملی ہوئی ہے جیسے شتر مرغ کا رنگ ہوتا ہے
اوسکو ربدا کہتے ہین ابو عبید نے ابو عمرو سے نقل کیا کہ ربدہ وہ رنگ ہے جو سیاہی اور خاکی کے بیچ مین ہوتا ہے
ابن درید نے کہا ربدہ تیرہ رنگ کو کہتے ہین اور بعضون نے کہا کہ جس سیاہی مین تیرگی ملجاوے اور مجخیا
کے معنے اوندہا اوسکی تفسیر بہی آگے آتی ہے قاضی عیاض نے کہا مجہسے ابن سراج نے کہا کہ کالکوز مجخیا یہ اوسکی سیاہی
کی تشبیہ نہین ہے بلکہ ایک دوسرے وصف کا بیان ہے اوسکے اوصاف مین سے یعنے وہ دل اوندہا ہوگیا ہے جیسے
کوزہ اوندہا جاتا ہے پہر اوسمین پانی نہین رہ سکتا اسیطرح اس دل مین کوئی بہتری اور بہلائی اور حکمت
کی بات نہ رہیگی اور اُسکا بیان کیا یہ کہکر نہ وہ بہلی بات کو بہلی سمجہے گا نہ بری کو بری قاضی عیاض نے کہا جو دل
بہلی بات کو نہ جمنے دے اوسکو مشابہت دی اوندہے کوزے کی جسمین پانی نہین ٹہرتا صاحب تحریر نے
کہا حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب آدمی اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے یا گناہون کا مرتکب ہوتا ہے تو ہر ایک
گناہ کے کرنے سے اوسکے دل مین تاریکی آتی جاتی ہے پہر وہ فتنے مین پڑجاتا ہے اور اسلام کا نور بالکل اوسکے
دلمین ضعیف ہوجاتا ہے اور دل مثل اوندہے کوزے کی اولٹ جاتا ہے یعنی جیسے کوزے کو اوندہا دو تو اوس

مین جو کچھ ہوتا ہے نکل جاتا ہے پہر کچھ نہین سماتا اسی طرح اوس کے دل سے سارا اسلام کا نور نکل جاتا ہے اور پہر بالکل نہین آتا (نووی) **ف** حذیفہ نے کہا پہر مین نے حضرت عمر رض سے حدیث بیان کی کہ تمہارے اور اُس فتنے کے بیچ مین ایک دروازہ ہے جو بند ہے مگر نزدیک ہے کہ وہ ٹوٹ جاوے حضرت عمر نے کہا کیا ٹوٹ جاوے گا تیرا باپ نہین اگر کہل جاتا تو شاید پہر بند ہو جاتا مین نے کہا نہین ٹوٹ جاویگا **ف** تو اب فتنون کا روکنا ممکن نہ ہوگا اور وہ امنڈ امنڈ کر موجون کیطرح آنے لگین گے یہ جو حضرت عمر نے حذیفہ سے کہا تیرا باپ نہین یہ ایک کلمہ ہے جو عرب کی زبان مین کسی کام پر مستعد کرنیکو کہتے مین یعنی سمجھے کوئی بچانیوالا نہین اگر خیر تیرا باپ زندہ ہوتا تو وہ مصیبت مین تیرا شریک ہوتا اور تجہے اتنی تکلیف نہ اوٹہانا پڑتی پر باپ تو گیا ہے پہر کوشش کر اور مستعدی کر اپنے بچانے مین (نووی) **ف** اور مین نے اون سے حدیث بیان کی کہ یہ دروازہ ایک شخص ہے جو مارا جاویگا یا مرجاویگا پہر یہ حدیث کوئی غلط (دل سے بنائی ہوئی بات) نہ تہی

**ف** یعنی وہ دروازہ جو ابہی بند ہے اور فتنون کو روکے ہوئے ہے ایک شخص کی ذات ہے جس کے سبب سے تمام فساد رکے ہوئے ہین پہر جب وہ مارا جاوے گا یا مرجاوے گا تو گویا دروازہ ٹوٹ گیا اور فتنون کی بند اب وہ پہر اوٹہہ فتنون کی موجین امنڈ امنڈ کر آوین گی اور سب لوگ تلاطم مین پڑ جاوین گے دوسری روایت مین ہے کہ وہ ذات حضرت عمر کی ہے اور شاید حذیفہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یون ہی سنا ہو شک کے طور پر کہ وہ مارے جاوین گے یا مرجاوین گے یا حذیفہ یہ جانتے ہون گے کہ حضرت عمر مارے جاوین گے لیکن انہون نے اسکا صاف بیان کرنا اون کے روبرو برا سمجہا دوسری روایت مین ہے کہ عمر خود بہی اس دروازے کو جانتے تہے جیسے یہ بات جانتے تہے کہ آج کی رات کل کے دن سے پہلے ہے اور یہ جو حذیفہ نے کہا یہ حدیث غلط نہتی یعنی دل کی تراشی ہوئی نہتی نہ اہل کتاب کی کتابون سے نکالی گئی تہی بلکہ خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے پہر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تہا ویسا ہی ہوا اور حضرت عمر جو فتنون کی روک تہے شہید ہوگئے اور ان کے بعد سے برابر فتنون کا دروازہ کہل گیا حضرت عمر کی شہادت حضرت عثمان کی شہادت جنگ جمل جنگ صفین قتل خوارج حضرت علی کی شہادت حضرت امام حسن کی شہادت واقعہ ہائلہ کربلا امام حسین علیہ السلام کی شہادت اہل بیت نبوی کی بیحرمتی مختار بن عبید ثقفی کی جنگ مصعب کی جنگ مختار سے عبداللہ بن زبیر کا قتل مکہ معظمہ مین اہل مدینہ کی بربادی یزید پلید کے ہاتہہ سے اسیطرح سے ہزارون خرابیان اور فتنے جو اب تک اہل اسلام کے آپس مین واقع ہوئے سبحان اللہ حضرت عمر کی فضیلت اور بزرگی کے لیے عقلمند آدمی کے نزدیک ایک یہی حدیث کافی ہے

بیان فتنون کا

بودسری حدیثون کی حاجت نہین جسکی ذات مقدس آفتون اور بلاؤن کی روک اسلام کی اپشت پناہ کا فرون
پر دنک مسلمانون مین اتفاق تہے اُس ذات کو بشر بذات شریر کس مُنہ سے برا کہتے ہین اور خدا اور اس کے رسول
سے نہین شرماتے **ف** ابو خالد نے کہا مین نے سعد بن طارق سے پوچہا (جو اس حدیث کے راوی ہین) اسود مرباد
سے کیا مراد ہے انہون نے کہا سفیدی کی شدت سیاہی مین مین نے کہا الکوز مجخیا سے کیا مراد ہے انہون نے کہا
کوزہ اُلٹا ہوا **حَدَّثَنِي** رِبْعِيٌّ قَالَ لَمَّا قَدِمَ حُذَيْفَةُ مِنْ عِنْدِ عُمَرَ جَلَسَ فَحَدَّثَنَا فَقَالَ إِنَّ أَمِيرَ
الْمُؤْمِنِينَ أَمْسِ لَمَّا جَلَسْتُ إِلَيْهِ سَأَلَ أَصْحَابَهُ أَيُّكُمْ يَحْفَظُ قَوْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فِي الْفِتَنِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي خَالِدٍ وَلَمْ يَذْكُرْ تَفْسِيرَ أَبِي مَالِكٍ
لِقَوْلِهِ مُرْبَدًّا وَمُجَخِّيًا **ترجمہ** ربعی بن حراش سے روایت ہے جب حذیفہ حضرت عمر کے پاس سے آئے تو
تو بیٹھے ہم سے حدیثین بیان کرتے تہے انہون نے کہا کل امیر المؤمنین نے جب مین انکے پاس بیٹھا آپ نے
لوگون سے پوچھا تم مین کس کو یاد ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فتنون کے باب مین پہر بیان کیا
حدیث کو اوسی طرح جیسے گزرے اس مین مرباداً اور مجخیا کی تفسیر نہین ہے (جیسے اوپر کی روایت مین ہے
**حَدَّثَنِي** رِبْعِيُّ بْنُ حِرَاشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ عُمَرَ قَالَ مَنْ يُحَدِّثُنَا أَوْ قَالَ أَيُّكُمْ يُحَدِّثُنَا وَفِيهِمْ
حُذَيْفَةُ مَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتْنَةِ قَالَ حُذَيْفَةُ أَنَا وَسَاقَ الْحَدِيثَ
كَنَحْوِ حَدِيثِ أَبِي مَالِكٍ عَنْ رِبْعِيٍّ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ قَالَ حُذَيْفَةُ حَدَّثْتُهُ حَدِيثًا لَيْسَ بِالْأَغَالِيطِ
وَقَالَ يَعْنِي أَنَّهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **ترجمہ** ربعی بن حراش سے روایت ہے انہون نے
سنا حذیفہ سے کہ حضرت عمر نے کہا تم مین سے کون ہم سے حدیث بیان کرتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فتنون
مین وہان حذیفہ بھی تہے انھون نے کہا مین بیان کرتا ہون پہر بیان کیا حدیث کو اوسی طرح جیسے اوپر گذری
اس روایت مین یہ ہے کہ حذیفہ نے کہا مین نے اون سے ایک حدیث بیان کی جو غلط نتھی (یعنے سنی سنائی ادہر
اودہر کی بات نہ تہی) بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تہی **باب** بَيَانِ أَنَّ الْإِسْلَامَ
بَدَأَ غَرِيبًا وَسَيَعُودُ غَرِيبًا وَأَنَّهُ يَأْرِزُ بَيْنَ الْمَسْجِدَيْنِ اسلام شروع ہوا غربت کے ساتھ اور پھر
غریب ہو جاویگا اور سمٹ آویگا دونون مسجدون کے بیچ مین **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَدَأَ الْإِسْلَامُ غَرِيبًا وَسَيَعُودُ كَمَا بَدَأَ غَرِيبًا فَطُوبَى لِلْغُرَبَاءِ
**ترجمہ** ابو ہریرہ سے روایت ہے اسلام شروع ہوا غربت سے (مدینہ مین) اور پھر ایسا ہی لوٹ آویگا جیسا

يُحَدِّثُنَا

مُرْبَادًّا

شروع ہوا تہا (مدینہ کو) تو خوشی ہو غریبون کے لیے **ف** اسلام شروع ہوا مدینہ سے یعنی پہلے اون لوگون سے شروع ہوا جو مدینہ منورہ مین مکہ معظمہ سے ہجرت کرکے آئے تہے اور وہ غریب مسافر تہے اپنے وطن چہوڑ کر آئے تہے اور پہر ایسا ہی ہوجاویگا یعنی اخیر زمانے مین اسلام سمٹتے سمٹتے پہر مدینہ مین آجاویگا اور ساری دنیا مین کفر کا زور ہوگا جو مسلمان ہون گے وہ کافرون کے ڈر سے مدینہ مین بہاگ کر آجاوین گے قاضی عیاض نے کہا مطلب حدیث کا یہ ہے کہ پہلے اسلام شروع ہوا تہا چند معدود لوگون سے پہر آخر زمانے مین بہی اسیطرح گہٹ کر تہوڑے لوگون مین رہ جاویگا اب یہ جو فرمایا طوبیٰ ہو غربا کے لیے تو طوبیٰ کے معنی خوشی اور سرور اور بعضون نے طوبیٰ سے جنت کو مراد لیا ہے بعضون نے اوس درخت کو جو جنت مین ہے اور یہ سب معنی بن سکتے ہین (نووی) **عن** ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الاسلام بدا غریبا وسیعود غریبا کما بدا وھو یارز بین المسجدین کما تارز الحیۃ فی جحرھا **ترجمہ** عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام شروع ہوا غربت مین اور پہر غریب ہوجاویگا جیسے شروع مین تہا اور وہ سمٹ کر دونون مسجدون (مکے اور مدینے) کے بیچ مین آجاویگا جیسے سانپ سمٹ کر اپنی سوراخ مین (بلہین) چلا جاتا ہے **ف** قاضی عیاض نے کہا اسکا مطلب یہ ہے کہ ایمان اول اور آخر دونون زمانون مین اسی حال پر ہوگا کیونکہ اول زمانے مین جو سچا ایمان دار تہا وہ مدینے مین چلا آیا یا تو ہجرت کرکے اسکو وطن بنانیکو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کو اور آپ سے علم حاصل کرنیکو ایسا ہی خلفا کے زمانے مین رہا اور ایسا ہی اوس کے بعد جو عالم اپنے وقت کے پیشوا اور امام گزرے ہین وہ حدیث حاصل کرنیکے لیے مدینہ مین آئے اور ہمارے زمانے تک بہی لوگ ہمیشہ جاتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کے لیے اور وہان کے مشاہد اور آثار سے برکت حاصل کرنے کے لیے تو مدینہ مین نہ آویگا مگر وہی جو مومن ہوگا انتہے سراج الوہاج مین ہے کہ شاید یہ واقعہ قیامت کے قریب ہوگا اور اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اسلام اخیر زمانے تک رہیگا اور وہ غریب ہو جاویگا اور حرمین مین سمٹ کر آجاویگا اور یہ وقت ابہی تک نہین آیا باوجود اسکے اسلام غریب ہوگیا ہے اور کیسی غربت دوسری روایت مین ہے عمرو بن عوف سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دین سمٹ کر حجاز مین آجاویگا جیسے سانپ اپنی بل مین سما جاتا ہے اور دین حجاز سے اس طرح بندہ جاویگا جیسے بکری پہاڑ کی چوٹی سے اور دین شروع ہوا ہے غربت سے اور پہر ایسا ہی ہوجاویگا جیسے شروع ہوا تہا تو خوشی ہو غربا کے لیے اور غربا

وہ ہین جو سدہارینگے میری سنت کو جب لوگ بگاڑینگے اوسکو روایت کیا اوسکو ترمذی نے مرقاۃ مین ہے
کہ حجاز عرب کے اوس ٹکڑے کا نام ہے جس مین مکہ اور مدینہ ہے اور اس کے گرد کی بستیان اور یہ بات تو بعضون نے
کہا کہ پائی جاتی ہے اس زمانے مین اسلیے کہ تمام دنیا کے شہر بہر گئے ہین بدعتی سے اور اسوقت مین وہ سمٹ
گیا ہے حجاز کیطرف اور حجاز سے اوس مبارک ٹکڑے کیطرف جسکو یمن کہتے ہین کیونکہ یمن سے ایک جماعت
پیدا ہوئی اہل حدیث کی جنہون نے سدہارا اُن سنتون کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جنکو لوگون نے
بگاڑ دیا تہا اور اب تک بعضے لوگ اُن مین کے یمن مین باقی رہین یا توہم کو اون مین سے کر اور ہمارا حشر اون کے
ساتہہ کر مترجم کہتا ہے کہ مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ اخیر زمانے
مین اسلام کو تنزل شروع ہوگا اور جابجا کافر مسلمانون کے اوپر غالب ہوتے جاوینگے یہانتک کہ تمام ممالک
اور بلاد کافرون کی حکومت مین آجاوینگے اور سب جگہ کافرون کا زور ہوجاویگا اور آخر یہی دو شہر یعنی مکہ اور
مدینہ جہان سے اسلام شروع ہوا تہا مسلمانون کے پناہ کی جگہہ ہوگی اور یہ امر کچہ ظاہر ہوچکا ہے اور کچہ باقی
ہے سب سے پہلے جو ملک مسلمانون کے قبضے سے گیا وہ اندلس کا ملک تہا جہان کی مسجدین اور مدرسے مسلمانون
کے بنوائے ہوئے اب تک یادگار ہین اور ایک مسجد قرطبہ مین اتنی بڑی ہے کہ ویسی مسجد دنیا مین اور کہین
نہین ہے افسوس ہے کہ نصاری نے غالب آکر اوس مسجد کو گرجا کر دیا ہے اور گذشتہ پچاس سال سے تو اسقدر جلد
جلد مسلمانون کا تنزل ہو رہا ہے اور انکی حکومتین برباد ہوتی جاتی ہین کہ اگر ایسا ہی رہا خدا نخواستہ تو
بہت قریب زمانے مین مسلمانون کی حکومت صرف مکہ معظمہ اور مدینہ مین رہ جاویگی وہ ملک جہان سینکڑون برس سے
مسلمان بستے اور رہتے تہے اور کافرون کا نام و نشان تک نہ تہا اب وہان پکے فرمانروا ہین اور مسلمان
ذلیل اور خوار پہلے ہندوستان کی سی بڑی وسیع اور زرخیز ولایت مسلمانون کے قبضے سے نکلکر نصاری کے
قبضے مین آئی پہر ابہی چند ہی روز گذرے کہ کاشغر کو چین کے بت پرستون نے چہین لیا اور بخارا اور خیوا
اور وسط ایشیا کے ملک کو روس کے نصاری نے دبا لیا اور بلقان اور ابرسینیا اور سرویا اور جبل اسود جو
روم کے سلطان کے زیرنگین تہے وہ خود مختار ہوگئے اسی طرح یونان کا حاکم نصرانی بادشاہ خود مختار
ہوگیا اب اسوقت مین جب مین اس حدیث کی تفسیر لکہہ رہا ہون مرو اور ترکمانون کا ملک بہی روس کے نصاری نے
دبا لیا ہے اور اس کی نظر افغانستان پر بہی ہے اور ادہر ہندوستان کے نصاری افغانستان پہ
دعوی کر رہے ہین اور ولایت مصر کو سلطان روم کے اختیار سے نکالکر وہان اپنا اقتدار جما رہے ہین اور

جزیرہ عرب کے کئی بنادر مثل عدن اور سواکن وغیرہ کے انکو قبضے مین کیے ہین اب جو دو سلطنتین نام کے لیو باقی ہین یعنے روم اور ایران کی وہ بہی نصاری سی خائف اور لرزان ہین اور انہی کی مرضی کے موافق انتظام کرتے ہین حدود شرعیہ کا نام و نشان نہین فسق و فجور کا علی الاعلان بازار گرم ہے اب وہ زمانہ بہت قریب معلوم ہوتا ہے جب نام کے لیو بہی مسلمانون کی سلطنت اور حکومت نرہیگی اور وہ سب کفار کی رعایا بن کر رہینگے اور جو سچے مسلمان ہونگے وہ ان کی حکومت سی بہاگ کر مکہ اور مدینہ مین دم لین گے اوسوقت اس حدیث کا پوری طور سی ظہور ہوجاویگا اگر کوئی کہے کہ مکہ اور مدینہ مین تو اسوقت خود بدعات کا زور ہے اور قرآن و حدیث کی نشر سی وہان کچہ شیاطین ہین جو مانع ہوتے ہین پہر اسلام کے سمٹنے سی مکہ اور مدینہ کیطرف کیا مراد ہوگا تو اوسکا جواب یہ ہی کہ ان شیاطین کا زور مکہ اور مدینہ مین فے الحال ہی جبکہ سچے اور پکے مسلمان ساری دنیا مین پہیلے ہوئے ہین پہر جب یہ سب سچے مسلمان کافرون سی ڈر کر مکہ اور مدینہ مین جا کر جمع ہونگے تو ان شیاطین کی اچہی طرح خبر لینگے اور اسوقت مین بڑی آزادی کے ساتہہ کتاب اور سنت کی پیروی حرمین مین ہوگی اور بدعات کی سرکوبی بخوبی ہوجاویگی جو کوئی زندہ رہیگا وہ اوسکو دیکھیگا انشاء اللہ تعالی عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْاِیْمَانَ لَیَاْرِزُ اِلَی الْمَدِیْنَةِ کَمَا تَاْرِزُ الْحَیَّةُ اِلٰی جُحْرِهَا ترجمہ ابوہریرہ سی روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان سمٹ کر مدینے مین اسطرح سی آجاویگا جیسے سانپ سمٹ کر اپنی بل مین سما جاتا ہے

## بَابُ ذِهَابِ الْاِیْمَانِ اٰخِرَ الزَّمَانِ

اخیر زمانے مین ایمان کا مٹ جانا عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی لَا یُقَالَ فِی الْاَرْضِ اَللّٰهُ اَللّٰهُ ترجمہ انس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت نہوگی جب تک زمین مین اللہ اللہ کہا جاتا ہے ف پہر جب کوئی اللہ کا نام لینے والا نہ رہیگا اوسوقت قیامت قائم ہوگی نووی نے کہا مراد یہ ہی کہ قیامت اوسی وقت ہوگی جب لوگ بدترین رہ جاوینگے جیسے دوسری روایت مین ہے اور یمن کیطرف سی ایک ہوا آویگی قیامت کی قریب تو سب مومن مر جاوینگے اوس ہوا سے۔ یہ بات کہ زمین مین کوئی اللہ کا نام لینیوالا نہ رہیگا مجہکو قیاس سے بعید معلوم ہوتی تہی پر اس زمانے مین اوسکی تصدیق ہوگئی اور حدیث پر کامل الیقین ہوگیا ہمارے زمانے مین اللہ کے منکر بہت پہیلتے جاتے ہین اور کوئی اللہ کا نام لیوے تو اوسپر ہنستے ہین پہر قیامت کی قریب کم بخت اسی قسم کے منکر یعنے دہری اور نیچری رہ جاوینگے اور اللہ کو ماننے والے سب اوٹہ جاوینگے

عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقوم الساعۃ علی احد یقول
اللہ اللہ ترجمہ انس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہوگی اوس شخص
پر جو اللہ اللہ کہتا ہوگا (بلکہ جب یہ مر لیگا اوسوقت قیامت ہوگی) باب جواز الاستسرار بالایمان
للخائف جو شخص ڈرتا ہو اپنی عزت یا جان جانے سے تو وہ اپنے ایمان کو چھپا سکتا ہے عن حذیفۃ
قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال احصوا لی کم یلفظ الاسلام قال فقلنا
یا رسول اللہ اتخاف علینا ونحن ما بین الستمائۃ الی السبعمائۃ فقال انکم لا تدرون لعلکم
ان تبتلوا قال فابتلینا حتی جعل الرجل منا لا یصلی الا سرا ترجمہ حذیفہ سے روایت ہے ہم رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے آپ نے فرمایا گنو کتنے آدمی اسلام کے قائل ہیں ہم نے کہا یا رسول اللہ کیا
آپ ڈرتے ہیں ہم پر (کوئی آفت آنے سے دشمنوں کی وجہ سے) اور ہم چھ سو آدمیوں سے لیکر سات سو تک ہیں
ف یعنی ہماری تعداد اس قدر ہے پھر ہم کو دشمنوں سے کیا خوف ہے آپ کیوں ڈرتے ہیں بخاری کی
روایت میں ایک ہزار پانسو ہیں اور ایک روایت میں پانسو ہیں اور اس اختلاف کو یوں رفع کیا
ہے کہ عورتیں بچے سب ملا کر ایک ہزار پانسو ہوں گے اور مرد چھ سو سات سو ہونگے اور لڑنے کے قابل
پانسو ہوں گے سبحان اللہ صحابہ کرام کے دل ایسے مضبوط تھے کہ صرف چھ سو سات سو آدمیوں
پر ان کو دشمنوں کا ڈر نہ تھا اور ایک یہ زمانہ ہے کہ صرف ہندوستان میں سات کروڑ مسلمان ہیں اور ساری
دنیا میں تو بیس کروڑ سے کم نہ ہونگے پھر بھی اپنے دشمنوں سے ایسا ڈرتے ہیں جس کی انتہا نہیں ف آپ
نے فرمایا تم نہیں جانتے شاید بلا میں پڑ جاؤ حذیفہ نے کہا پھر ایسا ہی ہوا ہم بلا میں پڑ گئے یہاں تک کہ بعضے ہم میں
سے نماز بھی چپکے سے پڑھتے ف یہ اون فتنوں میں ہوا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات کے
بعد ظاہر ہوئے اور مسلمان آپس میں لڑنے لگے پھر ایسی مصیبت آئی کہ نماز پڑھنا دشوار ہوگیا ایک کے ایک فکر
میں تھا آخر گھر ہی میں پڑھنے لگے اور مسجد میں جماعت موقوف ہوگئی ۔ ہمارے زمانے میں بھی مسلمان ایک دوسرے
کے ایسے دشمن ہوگئے ہیں کہ ایک جماعت کی مسجد میں دوسری جماعت والا نماز نہیں پڑھ سکتا حالانکہ نماز ایسی
عبادت ہے کہ یہود اور نصاری بھی اوس سے منع نہیں کرتے اور ہمیں نے ایک یہودی سے پوچھا کہ ہم تمہارے گرجا میں
نماز پڑھیں اوس نے کہا شوق سے پڑھو کیونکہ گرجا خدا کا گھر ہے کسی کے ملک نہیں پھر جو چاہے اسمیں خدا کو یاد
کرے اور اوسکی بندگی کرے افسوس ہے کہ یہودیوں کا تو یہ خیال ہو اور مسلمانوں کی یہ کیفیت کہ اگر ایک مسئلہ

مین کوئی ان سے خلاف کرے تو پہر اسکو اپنی مسجد مین آنے نہین دیتے لاحول ولا قوۃ الا باللہ اللہ تعالی فرماتا ہے اوس سے
زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ کی مسجدون مین اللہ کی یاد سے کسی کو روکے تمام اہل قبلہ کو لازم ہے کہ کسی شخص کو خواہ
وہ کتنا ہی مخالف ہو مسجد مین آنے سے اور اسمین نماز پڑہنے سے منع نکرین یہانتک کہ شیعہ اور خارجی اور
معتزلے کو بہی منع کرنا اور نماز سے روکنا نادرست ہے **باب** تالف قلب من یخاف علی ایمانہ
لضعفہ والنہی عن القطع بالایمان من غیر دلیل قاطع جو شخص ضعیف الایمان ہو اسکا دل ملانا
اور جب تک ایمان کا یقین نہو کسی شخص کو مومن نکہنا عن سعد بن ابی وقاص قال قسم رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قسما فقلت یا رسول اللہ اعط فلانا فانہ مومن فقال النبی
صلی اللہ علیہ وسلم او مسلم اقولہا ثلاثا ویرددہا علی ثلاثا او مسلم ثم قال انی لاعطی
الرجل وغیرہ احب الی منہ مخافۃ ان یکبہ اللہ عز وجل فی النار **ترجمہ** سعد بن
ابی وقاص سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچہ مال بانٹا تو مین نے عرض کیا یا رسول اللہ فلانے
کو دیجیے وہ مومن ہے آپ نے فرمایا یا مسلمان ہے **ف** یعنی تو اسکو یقینا مومن کیسے کہتا ہے شاید مسلم ہو
تو یون کہہ وہ مومن ہے یا مسلم ہے تو اس سے اوس کے ایمان کا انکار نہین نکلتا بلکہ منع کیا آپ نے اوسکو
یقینا مومن کہنے سے اسوجہ سے کہ اسکا ایمان دلیل یقینی سے ثابت نہوا ہوگا دوسرے یہ کہ ایمان ایک فعل
قلبی ہے اوسکا حال اللہ ہی خوب جانتا ہے برخلاف اسلام کے کہ وہ ظاہر ہی زبان سے اقرار کرنے سے اور صاحب
تحریر نے کہا کہ اس مین اشارہ ہے اوس شخص کے مومن نہونے کا حالانکہ اس مین اشارہ ہے اسکے مومن ہونے
کا کیونکہ آگے آپ نے فرمایا کہ بعضے شخص کو مین زیادہ چاہتا ہون پر دیتا اور کو ہون ایسا نہو وہ جہنم مین اوندہا
گرایا جاوے اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ایمان اور اسلام مین فرق ہے اور اس مسئلہ مین بڑا
اختلاف ہے اور کچہ بیان اسکا اوپر گذر چکا اور اس مین اشارہ ہے اوس مذہب کیطرف جو حق ہے کہ فقط زبان
سے اقرار کر لینا کافی نہین جب تک دل سے یقین نہو اور کرامیہ اور بعضے مرجیہ یہ کہتے ہین کہ صرف زبان
سے اقرار کر لینا کافی ہے حالانکہ یہ صاف غلطی ہے اور خلاف ہے مسلمانون کے اجماع کے اور خلاف ہے اون آیات
اور احادیث کے جن سے منافقون کا کفر ثابت ہوتا ہے حالانکہ منافقون کا یہی حال تہا کہ وہ دل سے یقین نہ
رکہتے تہے پر زبان سے اقرار کرتے تہے (نووی) **ف** مین نے تین بار یہی کہا کہ وہ مومن ہے آپ نے
ہر بار یہی فرمایا مسلمان ہے پہر آپ نے فرمایا مین ایک شخص کو دیتا ہون حالانکہ دوسرا کو اس سے زیادہ چاہتا ہون

اس ڈرسے کہ کہین خدا اوسکو اوندہے منہ جہنم مین نہ گرادے ف یعنی بعض آدمی ضعیف الایمان ہوتا
ہے اور مین اوسکو دنیا کا مال دیتا ہون تو اسوجہ سے نہین دیتا کہ مین اوسکو زیادہ چاہتا ہون چاہتا تو مین
دوسرے کو ہون جسکا ایمان قوی ہے پر ضعیف الایمان کو اوسکا ایمان بچانے کے لیے دیتا ہون ایسا نہو کہ
وہ دنیا کا مال نہ ملنے سے خفا ہوجاوے اور اسلام سے پھر جاوے پھر جہنم مین اوندہے منہ گرے اور جسکا ایمان قوی
ہے اوسکو اتنی ضرورت مال دینے کی نہین کیونکہ وہ ایمان سے پھرنے والا نہین نووی نے کہا اس حدیث سے
یہ بات ثابت ہوئی کہ حاکم سے سفارش کرنا درست ہے جائز کام مین اور بار بار وہی بات کہنا بھی جائز ہے
اور مفضول فاضل کو وہ بات بتا سکتا ہے جس مین کوئی مصلحت ہو اور فاضل کو ضرور نہین کہ ہر مشورہ قبول کرے
بلکہ اوسمین غور اور فکر کرے اگر مصلحت کے خلاف ہو تو اوسکو رد کرسکتا ہے اور کسی کو یقیناً مومن کہنا
نہین چاہیے جب تک دلیل یقینی نہو اور امام اپنی راے کے موافق مال کو صرف کرسکتا ہے ضروری کام
مین پھر جو اوس کے بعد ضروری ہو اسی طرح اور کسی کے جنت مین جانیکا یقین نہین مگر جنکے لیے نص آگیا جیسے
عشرہ مبشرہ وغیرہم اور اسپر اجماع ہے اہل سنت کا عن سعد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اعطی رھطا وسعد جالس فیھم قال فترک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منھم من لم ٥ سعد
یعطہ وھو اعجبھم الی فقلت یا رسول اللہ ما لک عن فلان فواللہ انی لاراہ مومنا فقال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او مسلما قال فسکت قلیلا ثم غلبنی ما اعلم منہ
فقلت یا رسول اللہ ما لک عن فلان فواللہ انی لاراہ مومنا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم او مسلما انی لاعطی الرجل وغیرہ احب الی منہ خشیۃ ان یکب فی النار علی وجھہ خشیۃ
ترجمہ سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگون کو مال دیا اور مین وہان بیٹھا تھا
تو آپنے بعضون کو نہین دیا حالانکہ وہ میرے نزدیک اون سب مین بہتر تھے مین نے کہا یا رسول اللہ آپنے
فلانے کو کیون نہین دیا مین تو قسم خدا کی اوسکو مومن جانتا ہون آپنے فرمایا یا مسلم پھر تھوڑی دیر تک
مین چپکا ہو رہا بعد اوس کے وہی خیال نے زور کیا اور مین نے کہا یا رسول اللہ آپنے فلانے کو کیون نہین دیا
قسم خدا کی مین اوسکو مومن جانتا ہون آپنے فرمایا یا مسلم تھوڑی دیر مین چپکا ہو رہا بعد اوس کے وہی خیال نے زور کیا ١٩ صحیح مسلم
اور مین نے کہا یا رسول اللہ آپنے فلانے کو کیون نہین دیا قسم خدا کی مین تو اسکو مومن جانتا ہون آپنے فرمایا
یا مسلم مین دیتا ہون ایک شخص کو اور مجھے دوسرے سے زیادہ محبت ہوتی ہے اس ڈر سے کہ کہین اوندہے منہ جہنم مین گرے

٢ قال فسکت قلیلا ثم غلبنی ما علمت منہ فقلت یا رسول اللہ ما لک عن فلان فواللہ انی لاراہ مومنا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او مسلما

عَنْ سَعْدٍ اَنَّهٗ قَالَ اَعْطٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَھْطًا وَاَنَا جَالِسٌ فِیْھِمْ بِمِثْلِ حَدِیْثِ ابْنِ اَخِی ابْنِ شِھَابٍ عَنْ عَمِّہٖ وَزَادَ فَقُمْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَارَرْتُہٗ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَالَکَ عَنْ فُلَانٍ **ترجمہ** سعد سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو دیا اور مین بیٹھا تھا پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گذری اتنا زیادہ ہے آخر مین اوٹھا اور مین نے چپکے سے کہا یا رسول اللہ آپ نے فلانے کو کیون چھوڑ دیا۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ یُحَدِّثُ ھٰذَا الْحَدِیْثَ فَقَالَ فِیْ حَدِیْثِہٖ فَضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِیَدِہٖ بَیْنَ عُنُقِیْ وَکَتِفِیْ ثُمَّ قَالَ اَقِتَالًا اَیْ سَعْدُ اِنِّیْ لَاُعْطِی الرَّجُلَ **ترجمہ** محمد بن سعد سے یہی حدیث روایت کی گئی ہے اسمین یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ میری گردن اور مونڈھے کے بیچ مین مارا اور فرمایا کیا لڑتا ہے ای سعد مین دیتا ہون ایک آدمی کو آخر تک

## باب زِیَادَۃِ طُمَانِیْنَۃِ الْقَلْبِ بِتَظَاھُرِ الْاَدِلَّۃِ جب دلیلین خوب پہونچ جاوین تو دل کو زیادہ اطمینان حاصل ہوتا ہے

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ نَحْنُ اَحَقُّ بِالشَّکِّ مِنْ اِبْرٰھِیْمَ اِذْ قَالَ رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِی الْمَوْتٰی قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰی وَلٰکِنْ لِیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ قَالَ وَیَرْحَمُ اللّٰہُ لُوْطًا لَقَدْ کَانَ یَاْوِیْ اِلٰی رُکْنٍ شَدِیْدٍ وَلَوْ لَبِثْتُ فِی السِّجْنِ طُوْلَ لُبْثِ یُوْسُفَ لَاَجَبْتُ الدَّاعِیَ **ترجمہ** ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمکو شک کیون نہ ہو جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو شک ہوئی اونہون نے کہا ای پروردگار مجکو دکھلادے تو کس طرح جلاویگا مردون کو پروردگار نے فرمایا کیا تجھے یقین نہین اس بات کا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کیون نہین مجہکو یقین ہے پر مین چاہتا ہون کہ میرے دل کو اور زیادہ اطمینان ہو جاوی

**ف** نووی نے کہا علماء نے اختلاف کیا ہے اس عبارت کو مطلب مین کہ ہمکو شک کیون نہ ہو جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ہوئی کئی اقوال پر سب سے بہتر اور صحیح وہ ہے جو امام ابو ابراہیم مزنی اور ایک جماعت علماء نے بیان کیا ہے یعنی مطلب اسکا یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو شک ہونا محال تہا اور جو انکو شک ہوتی باوجود پیغمبر ہونے کے تو اور پیغمبرون کو بہی شک ہوتی حالانکہ تم جانتے ہو کہ مجہکو شک نہین تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بہی شک نہی اور یہ آپ نے اسو اسطے فرمایا کہ جب یہ آیت اوتری وَاِذْ قَالَ اِبْرَاھِیْمُ رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِی الْمَوْتٰی الآیۃ تو بعضے لوگون نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر غلط گمان کیا اور یہ کہا کہ انکو شک ہوئی مردون

کے جی اوٹھنے مین اور ہمارے پیغمبر کو شک نہین ہوئی تب آپنے اون کا گمان غلط کرنے کے فرمایا کہ حضرت
ابرہیم علیہ السلام پیغمبر تہے اور پیغمبر بہی کیسے خلیل اللہ پہر اگر انکو شک ہوئی تو مجھکو بہی ضرور شک ہوتی اور حضرت
ابراہیم علیہ السلام کو آپ نے اپنے اوپر مقدم کیا بطریق تواضع اور ادب کے اور شاید اسوقت تک آپکو معلوم نہوا
ہوگا کہ آپ سب پیغمبرون سے درجہ مین زیادہ ہین پہر اختلاف کیا ہے علمانے کہ جب حضرت ابرہیم کو شک نہ تہی تو
اونہون نے خدا سے درخواست کیون کی کہ مجھکو دکہلا دے تو کیونکر جلا دیگا مردون کو بیان کیا ہے کئی وجہون
کو لیکن ظاہر یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مردون کے جی اوٹھنے پر یقین تہا پر انہون نے چاہا کہ اور
زیادہ دل کو اطمینان ہو جاوے اور یہ اس طرح سے ہے کہ پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دلائل سے علم حاصل ہو چکا
تہا کہ اللہ تعالی مردون کو جلا دیگا لیکن انہون نے اپنی آنکھہ سے اس امر کو نہ دیکہا تہا اسواسطے انہون نے چاہا کہ
علم استدلالی سے بڑہکر یقین حاصل ہو اور وہ مشاہدہ سے ہوتا ہے کیونکہ علم استدلالی مین شکوک باقی رہتے
ہین پہر مشاہدہ سے وہ سب شکوک مٹ جاتے ہین یہ مذہب ہے امام ابو منصور ازہری کا دوسری وجہ یہ ہے کہ
حضرت ابرہیم علیہ السلام نے اپنا درجہ خدا کے پاس آزمانا چاہا کہ خدا انکی درخواست قبول کرتا ہے یا نہین اور
اس صورت مین اولم تؤمن کے یہ معنی ہون گے کیا تجھکو یقین نہین اس بات کا کہ تو میرا دوست ہے اور
تیرا مرتبہ اور درجہ میرے نزدیک بڑا ہے تیسری وجہ یہ ہے کہ حضرت ابرہیم علیہ السلام نے اپنے یقین کو بڑہانا
چاہا اگرچہ پہلے بہی انکو یقین تہا اور شک بالکل نہ تہی پر وہ علم الیقین تہا انہون نے چاہا کہ اس سے بڑہکر عین
الیقین کا درجہ حاصل ہو چوتہی وجہ یہ ہے کہ جب انہون نے مشرکون پر دلیل قائم کی کہ میرا معبود مارتا جلاتا ہے
اور مارتا ہے تو خدا سے چاہا کہ اس امر کو دکہلا دے تا انکی دلیل صاف ثابت ہو جاوے اور بعضون نے اور وجہین
بیان کی ہین پر وہ ظاہر نہین ہین امام ابو الحسن واحدی نے کہا اختلاف کیا ہے لوگون نے کہ حضرت ابرہیم علیہ السلام
نے یہ سوال کیون کیا تو اکثر لوگون نے کہا ہے کہ انہون نے ایک مردار جانور دریا کے کنارے دیکہا جس کو
دریا کے جانور اور پرندے اور درندے کہا رہے تہے انکو یہ خیال آیا کہ اس جانور کے ٹکڑے کیونکر اکٹہا ہونگے
اور ان کے دلکو شوق ہوا کہ مردے کا جی اٹہنا دیکہین انکو شک نہ تہی لیکن اونہون نے یہ بات
چاہی کہ اوسکو دیکہہ لین جیسے مومنین چاہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جنت کو دیکہین اور خدا کے
دیدار کی طالب ہین حالانکہ انکو یقین ہے ان سب کا اور شک نہین ہے اون مین انتہے ف
اور رحم کرے اللہ تعالے حضرت لوط علیہ السلام پر وہ پناہ چاہتے تہے مضبوط سخت کی ف حبب

فرشتے اللہ کا عذاب لیکر حضرت لوط علیہ السلام پاس آئے تو خوب صورت لڑکون کی بہیس مین آئے تب حضرت
لوط نے اُنکو مہمان سمجھکر اونکی مہمانی کرنا چاہے پر اونکی قوم کے لوگ جو لواطت اور لونڈی بازی مین مبتلا تہے
جمع ہوکر آئے اور ان مہمانون کو ستانا چاہا حضرت لوط نے کوئی دقیقہ ان مہمانون کی خاطرداری اور اونکا
چہڑانے مین نہ چہوڑا اور اپنی قوم کے لوگون سے کہا خدا سے ڈرو اور مجھکو رسوا مت کرو مہمانون کے روبرو اگر
تمکو ایسی ہی خواہش ہے تو میری بیٹیان حاضر ہین اسپر بہی اونہون نے نہ مانا تب حضرت لوط نے
فرمایا کاش مجھے زور ہوتا تو تمکو روکتا یا پناہ لیتا کسی مضبوط سخت کی یعنے میرے کنبے والے ہوتے تو ان
کی پناہ لیتا اور یہ جو اونہون نے اپنی قوت کا اور اپنے کنبے والون کی پناہ کا ذکر کیا تو اسوجہ سے نہ تہا کہ وہ
خدا سے غافل تہے بلکہ اونہون نے اپنے مہمانون کے دل کو خوش کرنا چاہا کہ ہیر البتہ جہانتک چلتا مین تم کو
بچاتا اور شاید اسوقت رنج مین اللہ تعالی کی پناہ لینا بہول گئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
خدا اونپر رحم کرے **ف** اور اگر مین قیدخانے مین اتنے دنون رہتا جتنے دن حضرت یوسف علیہ السلام
رہے تو مین تو فورًا بلانے والے کے ساتھ چلا جاتا **ف** جب زلیخا کی تہمت سے حضرت یوسف
علیہ السلام قید ہوئے تو مدت تک یعنی کئی برس تک قیدخانے مین رہے آخر عزیز مصر کیطرف سے ایک بلانے
والا آیا کہ چلکر اسکی خواب کی تعبیر بیان کرین پر حضرت یوسف نے نہ مانا اور فرمایا جب تک عورتون کے مکر کی تحقیقات
ہوگی اور میری صفائی بالکل نہ ہوجاویگی اوسوقت تک مین نہ آؤنگا تو ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے
حضرت یوسف کی فضیلت بیان کی کہ اون مین کسقدر صبر اور استقلال تہا کہ ایسا دوسرے مین ہونا مشکل
ہے ورنہ انسان جب مصیبت مین گرفتار رہتا ہے تو جسطرح ہوسکے اوس سے چہوٹنے مین جلدی کرتا ہے ۔
**عن** ابی ھریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمثل حدیث یونس عن الزھری و
فی حدیث مالک قال لکن لیطمئن قلبی قال ثم قرأ ھذہ الایۃ حتی جازھا **ترجمہ** دوسری
روایت بہی ابوہریرہ سے ایسی ہی ہے اس مین یہ ہے کہ پڑہا آپنے اس آیت کو یہانتک کہ پورا کیا اوسکو ۔
**عن** الزھری کروایۃ مالک باسنادہ وقال ثم قرأ ھذہ الایۃ حتی انجزھا
**ترجمہ** وہی جو اوپر گذرا **باب** وجوب الایمان برسالۃ نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم
الی جمیع الناس ونسخ الملل ہمارے پیغمبر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری کا یقین کرنا اور تمام شریعتون
کو آپکی شریعت سے منسوخ سمجھنا واجب ہے **عن** ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال

مَا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا قَدْ أُعْطِيَ مِنَ الْآيَاتِ مَا مِثْلُهُ آمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ وَإِنَّمَا كَانَ الَّذِي أُوتِيتُ وَحْيًا أَوْحَى اللَّهُ إِلَيَّ عَزَّ وَجَلَّ وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ترجمہ

ن فآمنوا ن اوتيته

ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ایک پیغمبر کو وہی معجزے ملے ہیں جو اس سے پہلے دوسرے پیغمبر کو مل چکے تھے پھر ایمان لائے اس پر آدمی لیکن مجھکو جو معجزہ ملا وہ قرآن ہے جو اللہ نے بھیجا میرے پاس (ایسا معجزہ کسی پیغمبر کو نہیں ملا) اس لیے میں امید کرتا ہوں کہ میری پیروی کرنیوالے اور پیغمبروں کی پیروی کرنیوالوں سے زیادہ ہونگے قیامت کے دن ف یعنی میرا معجزہ قرآن ایسا کھلا معجزہ ہے جو پہلے کسی پیغمبر کو نہیں ملا اسلیے میری تابع زیادہ ہوں گے یا قرآن ایسا معجزہ ہے جسمیں سحر وغیرہ کا شبہہ نہیں ہو سکتا برخلاف اور معجزوں کے کہ انمیں سحر وغیرہ کا شبہ ہو سکتا تھا اس لیے میری پیروی کرنے والے زیادہ ہونگے یا اور پیغمبروں کے معجزے گذر گئے جیسے انکا زمانہ گذر گیا اور میرا معجزہ جو قرآن ہے قیامت تک باقی ہے اور وہ معجزہ اسواسطے ہے کہ قرآن کے طرز بیان اور اسکی فصاحت اور بلاغت اور غیب کے حالات کی نسبت آدمیوں کو عاجز کر دیا کہ کوئی اسکی مثل ایک سورہ بھی بنا سکے اگرچہ وہ سب جمع ہوں تب بھی نہیں ہو سکتا اور آج تیرہ سو برس گذرے ہزاروں قرآن کے مخالفین ہوئے پر کسی سے یہ نہو سکا کہ اس کے مقابل کی ایک سطر بناتا ہمارے زمانے میں بعض بیوقوف عقل کے دشمن ہندی بھائی ایسے نکلے ہیں جو قرآن کی عربیت کو صحیح نہیں جانتے اور اسپر اعتراض کرتے ہیں کوئی ان سے پوچھے کہ تمنے عربی زبان میں کیا لیاقت پیدا کی ہے اور صرف و نحو بھی جانتے ہو یا نہیں تو جواب ملتا ہے کہ نہیں سبحان اللہ مینڈکی کو بھی زکام ہوا بڑے بڑے عرب کے اہل زبان تو قرآن کو سنکر حیران ہو گئے اور ایمان لائے اور آجتک اسکی فصاحت اور بلاغت اور طرز بیان بیمثل ہونیکا اقرار کرتے ہیں پر بنگال کے لونڈے یا ہندی بوڑھے کھوسٹ جنکو کوئی مسلمان کی حکومت میں ٹکے کو نہ پوچھے مسلمانوں کے مصلح بنکر بیٹھے ہیں اللہ یہ اصلاح کرتے ہیں کہ حدیث اور قرآن کو مٹاتے ہیں لاحول ولا قوۃ - پھر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ میری پیروی کرنے والے زیادہ ہونگے قیامت کے دن یہ بھی آپ کا ایک معجزہ ہے کیونکہ آپ کی وفات کے بعد اللہ تعالی نے اسلام کو ایسی رونق بخشی کہ مغرب سے مشرق تک پھیل گیا اور بڑی بڑی ولایتیں مسلمانوں نے فتح کیں اور جیسی امید آپ کو تھی ویسے ہی اللہ تعالی نے کر دکھایا خدا کا شکر ہے اور اسکی نعمتوں پر جو بے انتہا ہیں - اے خدا جیسے تو نے پہلے اسلام کو ترقی بخشی تھی اور مخالفین کو زیر کیا تھا ویسی ہی اس زمانہ میں بھی اسلام کی مدد کر اور اپنے سچے دین اور سچے پیغمبر کی طفیل سے مسلمانوں

کے دونون کو مضبوط کرتا دی پہر تیرے دین کی ترقی مین مصروف ہون اور دنیا مین نیکنامی اور عزت اور آخرت مین ثواب اور جنت حاصل کرین آمین یارب العلمین **عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَا یَسْمَعُ بِیْ اَحَدٌ مِّنْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ یَھُوْدِیٌّ وَّلَا نَصْرَانِیٌّ ثُمَّ یَمُوْتُ وَلَمْ یُؤْمِنْ بِالَّذِیْ اُرْسِلْتُ بِہٖ اِلَّا کَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّارِ** ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اسکی جسکے ہاتہہ مین محمدؐ کی جان ہے اس امت کا (یعنی میرے وقت اور میرے بعد قیامت تک) کوئی یہودی یا نصرانی (یا اور کوئی دین والا) میرا حال سنے پہر ایمان نلاوے اوس پر جسکو مین دیکر بہیجا گیا ہون (یعنی قرآن پر) تو جہنم مین جاویگا **ف** نووی نے کہا اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگلی شریعتین سب منسوخ ہوگئین ہمارے پیغمبر کی شریعت سے اور یہ بات نکلی کہ جسکو اسلام کی دعوت نہ پہونچی وہ معذور ہے کیونکہ یہ قاعدہ اصول مین ثابت ہوچکا ہے کہ شریعت آنے سے پیشتر کوئی حکم انسان پر نہین ہوتا انتہے۔ اگرچہ اس زمانہ مین مسلمان ہر ایک ملک اور ولایت مین پہیل گئے ہین پر وہ کب کے سب اپنی دنیا کے کامون مین مصروف ہین اور دین کو انہون نے بالائے طاق رکہہ دیا ہے الا ماشاءاللہ دین کی دعوت کا فرون کو تو کیا وہ عام مسلمانون کو بہی دین کے احکام نہین بتلاتے یہانتک کہ اکثر مسلمان شریعت کے احکام سے بالکل ناواقف ہوگئے ہین اور صرف نام کے لیے مسلمان کہے جاتے ہین حالانکہ یہ دعوت دین کی ایسی ضروری چیز ہے کہ ہر ایک پیغمبر نے اپنی ساری عمر اسمین صرف کی ہے اور اسکا فائدہ بیحد اور بے شمار ہے جب حضرت عیسی علیہ السلام خدا تعالے کے پاس تشریف لیگئے تو ان کے حوارین نے دین کی دعوت پہیلانا شروع کی اور باوجودیکہ ان کے مخالف زور آور اور دنیا کے حاکم تہے پر آخر اس دعوت نے رفتہ رفتہ ایسا اثر کیا کہ مخالفین کی قوت ٹوٹ گئی اور ہزارون لاکھون ان مین کے عیسوی ہوگئے اور آخر عیسویون کی قوت یہانتک بڑہی کہ ساری دنیا مین ان کا دین پہیل گیا چنانچہ ہمارے زمانے تک اوس دعوت کا اثر باقی ہے اور ابتک عیسوی عالم دعوت کو نہین چہوڑتے اور رات دن تحریر اور تقریر سے عیسوی مذہب کو تائید اور مدد دیتے ہین اور جس ملک کے لوگون کو سنتے ہین کہ وہ دین عیسوی سے ناواقف ہین وہان فورًا جیسے ہوسکتا ہے پہونچتے ہین اس کام مین جان جاوے جائے عزت سب قبول ہے وہ دین پہیلانیکے لیے سب گوارا کرلیتے ہین بڑا افسوس ہے کہ مسلمان اس سے بالکل غافل ہین اور انکے ملا اور مولوی اور درویش سوا آرام سے روٹیان کہانیکے دین کا کوئی کام نہین کرتے نہ سفر کرتے ہین نہ اور کہ

کی اقوام کی زبانین سیکہتے ہین نہ اور زبانون مین اسلام کی کتابون کا اور قرآن کا ترجمہ پہیلاتے ہین ہاے کس
بڑے رنج کی بات ہی کہ نصاری نے اپنی وقعت کیواسطے قرآن کا ترجمہ انگریزی اور فرانسیسی اور جرمنی زبانون
مین کیا پر مسلمانون کو یہ توفیق نہین کہ وہ قرآن کا اور دین کی کتابون کا ترجمہ غیر زبانون مین خصوصًا
کافرون کی زبانون مین کرکے اوسکے ہزارون لاکہون نسخے کافرون مین پہیلا دین تاکہ وہ سچے دین شریعت سے
واقف ہون نصاری نے اپنا دین ایسا خراب کر لیا ہے کہ عاقل آدمی اگر ذرا بہی اپنے عقل سے کام لیوے تو اسکو
یہ دین لغو معلوم ہوتا ہے تین خدا کا ایک خدا اور ایک کے تین ایسی واہی بات ہی جو کسی کے ذہن مین نہین
آتی پہر یہ کہنا کہ عیسی خدا کے بیٹے ہین باوجودیکہ عیسیٰ کہاتے تہے اور پیتے تہے اور ہگتے تہے اور موتتے تہے اوس سے
بہی زیادہ خلاف قیاس اور بعید از عقل ہے تو بہی وہ دعوت کی زور سے کم عقلون اور بیوقوفون مین بہی
پہیلایا جاتا ہے اسلام کا تو دین ایسا صاف اور کہرا اور بے لوث ہی جسمین سواے ایک سچے خدا برحق کے جس نے
ہمکو اور آسمان اور زمین اور سب مخلوقات کو پیدا کیا کسی اور کی پرستش نہین اور اسمین کوئی بات
عقل سلیم کے خلاف نہین جیسے اور دینون مین پائی جاتی ہے پہر یقین ہے کہ اگر مسلمان نصاری
کی نسبت اپنے پیارے دین کے پہیلانے مین عشر عشیر بہی کوشش کرین تو اسکا اثر نصاری کی کوشش سے
کہین زیادہ ہوگا اور چونکہ اس زمانے مین لوگون کا رجحان عقل کیطرف زیادہ ہے پس ہمین کوئی شک نہین
کہ وہ سب دینون مین اسلام کو ترجیح دینگے اور شرک و کفر کو چہوڑ کر خداے برحق کی توحید کے قائل ہونگے جو سب
سے اعلی رکن اسلام کا ہے اب یہ دعوت مختلف طور پر ہو سکتی ہے کچہ لوگ قرآن اور حدیث کا ترجمہ کافرون
کی زبانون مین کرین کچہ اسلام کی حقیت کو دلائل بمقابلے اور مذہب کے نہایت صاف طور سے لکہکر ہر ایک
قوم کے کافرون مین پہیلا دین کچہ کافرون کی زبان سیکہکر اون کے ملک مین جاکر زبانی پند اور نصیحت
اور دعوت کرین وہکذا عَنِ الشَّعْبِیِّ قَالَ رَأَیْتُ رَجُلًا مِّنْ اَھْلِ خُرَاسَانَ سَأَلَ الشَّعْبِیَّ فَقَالَ
یَا اَبَا عَمْرٍو اِنَّ مَنْ قِبَلَنَا مِنْ اَھْلِ خُرَاسَانَ یَقُوْلُوْنَ فِی الرَّجُلِ اِذَا اَعْتَقَ اَمَتَهٗ ثُمَّ تَزَوَّجَهَا فَهُوَ کَالرَّاکِبِ
بَدَنَتَهٗ فَقَالَ الشَّعْبِیُّ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ بُرْدَةَ بْنُ اَبِیْ مُوْسٰی عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَةٌ یُّؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَرَّتَیْنِ رَجُلٌ مِّنْ اَھْلِ الْکِتَابِ اٰمَنَ بِنَبِیِّهٖ وَاَدْرَكَ النَّبِیَّ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاٰمَنَ بِهٖ وَاتَّبَعَهٗ وَصَدَّقَهٗ فَلَهٗ اَجْرَانِ وَعَبْدٌ مَّمْلُوْكٌ اَدّٰی حَقَّ اللّٰهِ تَعَالٰی
عَلَیْهِ وَحَقَّ سَیِّدِهٖ فَلَهٗ اَجْرَانِ وَرَجُلٌ کَانَتْ لَهٗ اَمَةٌ فَغَذَاهَا فَاَحْسَنَ غِذَاءَهَا ثُمَّ اَدَّبَهَا

فَاَحْسَنَ اَدَبَهَا ثُمَّ اَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَلَهٗ اَجْرَانِ ثُمَّ قَالَ الشَّعْبِيُّ لِلْخُرَاسَانِيِّ خُذْ هٰذَا الْحَدِيْثَ بِغَيْرِ شَيْءٍ فَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يَرْحَلُ فِيْمَا دُوْنَ هٰذَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ ترجمہ ایک شخص جو خراسان کا رہنے والا تھا شعبی سے پوچھا کہ ہماری ملک کے لوگ کہتے ہین جو شخص اپنی لونڈی کو آزاد کرے پھر اس سے نکاح کر لیوے تو اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی ہدی کے جانور پر سواری کرے شعبی نے کہا مجسے بیان کیا ابو بردہ بن ابی موسی نے انہون نے ابو موسی اشعری اپنی باپ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیون کو دوہرا ثواب ملیگا ایک تو اس شخص کو جو اہل کتاب مین سے ہو (یعنے یہودی یا نصرانی) ایمان لایا ہو اپنے پیغمبر پر پھر میرا زمانہ پاوے اور مجھپر بھی ایمان لاوے اور میری پیروی کرے اور مجھکو سچا جانے تو اوسکو دوہرا ثواب ہی اور ایک اس غلام کو جو اللہ کا حق ادا کرے اور اپنے میان کا بھی اوسکو دوہرا ثواب ہے اور ایک اوس شخص کو جسکی پاس ایک لونڈی ہو پھر اچھی طرح اوسکو کھلاوے اور پلاوے بعد اوسکے اچھی طرح تعلیم اور تربیت کرے پھر اوسکو آزاد کرے اور اس سے نکاح کر لیوے تو اسکو بھی دوہرا ثواب ہے پھر شعبی نے خراسانی سے کہا تو یہ حدیث بے محنت لے لے نہین تو ایک شخص اس سے چھوٹی حدیث کیلیے مدینے تک سفر کرتا **ف** شعبی نے اسواسطے کہا کہ خراسانی کو حدیث کی قدر ہو اور وہ اوسکو یاد رکھے سبحان اللہ اگلے لوگون نے دین کیواسطے کیسی کیسی بے انتہا کوششین کی ہین کہ ایک ایک حدیث سننے کے واسطے مہینون کا سفر کیا اور تکلیفین اٹھائین اللہ انکو جزائے خیر دیوے تمام مسلمانون کیطرف سے اس لیے کہ انکا احسان سب کا اوپر ہے نووی نے کہا اس حدیث سے بڑی فضیلت نکلی اوس اہل کتاب کی جو مسلمان ہو جاوے اور اس غلام کی جو خدا کے اور میان کے دونون کے حقوق ادا کرے اور اس شخص کی جو اپنی لونڈی کو آزاد کرکے اوس سے نکاح کر لیوے **عَنْ** صَالِحِ بْنِ صَالِحٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ ترجمہ دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے

**بَابُ** بَيَانِ نُزُوْلِ عِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ حَاكِمًا بِشَرِيْعَةِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَاِكْرَامِ اللّٰهِ هٰذِهِ الْاُمَّةَ زَادَهَا اللّٰهُ شَرَفًا وَبَيَانِ الدَّلِيْلِ عَلٰى اَنَّ هٰذِهِ الْمِلَّةَ لَا تُنْسَخُ وَاَنَّهٗ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْهَا ظَاهِرِيْنَ عَلَى الْحَقِّ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

حضرت عیسی علیہ السلام کے اترنے کا بیان اور شریعت محمدی کے موافق چلنے کا **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَيُوْشِكَنَّ اَنْ يَّنْزِلَ فِيْكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ حَكَمًا مُقْسِطًا فَيَكْسِرَ الصَّلِيْبَ وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيْرَ وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ وَيَفِيْضَ الْمَالُ حَتّٰى لَا يَقْبَلَهٗ اَحَدٌ ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اسکی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے البتہ قریب ہے جب اوترینگے عیسی

مریم کے بیٹے تم لوگوں میں اور حکم کرینگے موافق اس شریعت کے اور انصاف کریں گے اور توڑ ڈالیں گے ترسول کو (جو نصاریٰ نے بنا رکھی ہے اور اسکی پرستش کرتے ہیں) اور مار ڈالینگے سور کو اور موقوف کر دیں گے جزیے کو اور بہت دینگے مال کو یہانتک کہ کوئی نہ لیگا ف نووی نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام توڑ ڈالیں گے ترسول کو اس سے یہ نکلتا ہے کہ منکرات اور لہو و لعب اور باطل کے آلات جیسے باجے اور تنبورے وغیرہ توڑ ڈالنا چاہیے اور سور کا مارنا بھی اسی قسم میں سے ہے اور اس میں دلیل ہے اوس مذہب کی جو مختار ہے کہ سور کو ہم جہاں پاویں اگرچہ دار الکفر میں ہو اور ہم قادر ہوں اوس کے قتل پر تو قتل کریں اسکو اور یہ قول شاذ ہے کہ اوسکو چھوڑ دیں اور یہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ موقوف کر دیں گے جزیے کو یہی صحیح معنے ہیں حدیث کا یعنی اوس زمانے میں کافروں کو حکم ہوگا یا مسلمان ہوں یا قتل کیے جاویں جزیہ لینا موقوف کیا جاویگا ایسا ہی کہا ہے امام ابو سلیمان خطابی نے اور قاضی عیاض نے نقل کیا بعض علماء سے کہ حضرت عیسیٰ جزیہ مقرر کرینگے سب کافروں پر اور اسی وجہ سے مال کی زیادتی ہوگی پر یہ صحیح نہیں ہے اور ٹھیک معنے وہی ہے جو خطابی نے کہا اور اسیطرف گئے ہیں جمہور علماء مگر اس صورت میں یہ اعتراض ہوتا ہے کہ یہ حکم تو خلاف شریعت محمدی ہے اور حدیث میں یہ آیا ہے کہ حضرت عیسیٰ موافق شریعت محمدی کے حکم کرینگے اوسکا جواب یہ ہے کہ یہ حکم شریعت محمدی کے خلاف نہیں ہے اس لیے کہ جزیہ لینے کا حکم اوسی وقت تک ہے جب تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام اوتریں اور جب یہ امر حدیث میں مصرح ہے تو یہ حکم ہماری شریعت محمدی کا ہوا نہ عیسیٰ علیہ السلام کا۔ اور یہ جو فرمایا بہت دینگے مال کو تو مطلب یہ ہے کہ عدل و انصاف کی وجہ سے برکت بہت ہوگی اور مال بڑھ جاویگا یا زمین اپنے خزانے نکالیگی جیسے دوسری حدیث میں آیا ہے یا لوگوں کی رغبت مال کیطرف کم ہوگی بوجہ قرب قیامت کے اسوجہ سے مال بہت پڑا رہیگا اور اللہ خوب جانتا ہے اصل حال کو۔ عن الزهري بهذا الاسناد وفي رواية ابن عيينة إماما مقسطا وحكما عدلا وفي رواية يونس حكما عادلا ولم يذكر إماما مقسطا وفي حديث صالح حكما مقسطا كما قال الليث وفي حديثه من الزيادة وحتى تكون السجدة الواحدة خيرا من الدنيا وما فيها ثم يقول أبو هريرة اقرؤوا إن شئتم وإن من أهل الكتاب إلا ليؤمنن به قبل موته الآية ترجمہ زہری سے دوسری اسنادوں سے بھی ایسی ہی ہے ابن عیینہ کی روایت میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام امام ہونگے انصاف کرنیوالے اور حاکم ہونگے عدل کرنے والے اور یونس کی روایت میں ہے کہ حاکم ہوں گے عدل کرنیوالے اور اسمیں یہ نہیں ہے کہ امام ہونگے انصاف کرنے

والے جیسے لیث کی روایت مین ہے اوس مین اتنا زیادہ ہی کہ حضرت عیسی علیہ السلام اتنا بہت مال بہاوینگے کہ ایک
سجدہ اوس زمانے مین ساری دنیا سے بہتر ہوگا **ف** یعنے لوگون کی رغبت اوس زمانے مین عبادت کی
طرف زیادہ ہوگی بوجہ قرب قیامت کے اور مال سے نفرت ہوگی تو ایک سجدہ اونکے نزدیک دنیا ومافیہا سے بہتر
ہوگا اور قاضی عیاض نے کہا ایک سجدے کا ثواب اوس زمانے مین ساری دنیا کا مال تصدق کرنے سے زیادہ
ہوگا کیونکہ مال کی اوسوقت احتیاج نہ ہوگی بسبب کثرت کے اور سجدے سے مراد یہی ظاہری معنی ہے سجدے
کا یا نماز مقصود ہے **ف** پھر ابو ہریرہ کہتے تھے اگر تمہارا جی چاہے تو یہ آیت پڑھو کوئی ایسا نہین اہل
کتاب مین سے جو ایمان نہ لاوے عیسے پر اون کے مرنے سے پہلے **ف** یعنے حضرت عیسی علیہ السلام جب
اوترین گے تو ان کے زمانے مین جو اہل کتاب ہونگے وہ ایمان لاوین گے اون پر اور یقین کرینگے
اپنی غلطی کا اور جانین گے کہ وہ اللہ کے بندے ہین اور اسکی لونڈی کے بیٹے ہین اس سے معلوم ہوتا ہے
کہ ابو ہریرہ کا مذہب یہی تہا کہ قرآن مین جو قبل موتہ کی ضمیر ہے وہ حضرت عیسی کیطرف پہرتی ہے اور
یہی قول ہے ایک جماعت مفسرین کا اور اکثر مفسرین کا یہ قول ہی کہ وہ ضمیر اہل کتاب کیطرف پہرتی ہی
اور معنی آیت کا یہ ہی کوئی اہل کتاب مین سے ایسا نہین جو اپنے مرنے سے پہلے عیسی پر ایمان نہ لاوے یعنے جان
نکلنے کیوقت اوسکو حق بات کہل جاتی ہے کہ مین جو عیسی کو معاذ اللہ خدا کا بیٹا جانتا تہا یہ غلط ہے پر اوس
وقت کا ایمان فائدہ نہ دیگا اسواسطے کہ وہ حالت نزع اور سکرات ہی اور ایسی حالت مین قول اور فعل کسی کا
اعتبار نہین اور ایسی حالت مین نہ اسلام صحیح ہے نہ کفر نہ وصیت نہ بیع نہ عتاق نہ اور کسی قسم کا کوئی عقد
کیونکہ اللہ تعالے نے فرمایا اون لوگون کی توبہ کچہ نہین جو برائی کیا کرتے ہین جب موت آن پڑتی ہی کہتے
ہین اب ہم نے توبہ کی اور یہ مذہب زیادہ ظاہر ہے کیونکہ پہلے مذہب کے موافق آیت خاص ہوجاتی ہے اوس
کتابی سے جو حضرت عیسے کے زمانے مین ہوگا اور دوسرے مذہب کے موافق ہر ایک کتابی کیلیے عام رہتی ہے اور مؤید ہی
اسکی قرارت قبل موتہم کی اور بعضون نے یہ کہا کہ بہ کی ضمیر ہمارے پیغمبر کیطرف پہرتی ہے اور موتہ کی کتابی کی
طرف اور معنی آیت کا یہ ہی کہ ہر ایک کتابی ایمان لاویگا ہمارے پیغمبر پر اپنے مرنے سے پہلے واللہ اعلم
(نووی) **عن** ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واللہ لینزلن ابن مریم
حکما عادلا فلیکسرن الصلیب ولیقتلن الخنزیر ولیضعن الجزیۃ ولیترکن
القلاص فلا یسعی علیہا ولتذہبن الشحناء والتباغض والتحاسد ولیدعون الی المال

فَلَا يَقْبَلُهُ أَحَدٌ ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم خدا کی مریم کے بیٹے اتریں گے (آسمان سے) اور وہ حاکم ہونگے عدل کرینگے تو توڑ ڈالیں گے صلیب کو اور مار ڈالینگے سور کو اور موقوف کر دیں گے جزیے کو اور چھوڑ دینگے جوان اونٹ کو پھر کوئی محنت نہ کرے گا اوس پر **ف** یعنی کوئی اس کی پرواہ نکریگا نہ اوسکی خدمت کریگا اسوجہ سے کہ دنیا کے مال بے حد پڑے ہونگے لوگوں کو حاجت نہ ہوگی اور دوسرے قیامت قریب ہوگی لوگ جلدی جلدی اپنی عقبے کی فکر کریں گے قاضی عیاض نے اور صاحب مطالع نے کہا لَا يُسْعَى عَلَيْهَا کے معنے یہ ہیں کہ اوسکی زکوۃ نہ مانگیں گے اسوجہ سے کہ زکوۃ لینے والا کوئی نہ ہوگا اور یہ تاویل باطل ہے کئی وجوہ سے اور ثواب وہی ہے جو معنے ہمنے بیان کیے (نووی) **ف** اور لوگوں کے دلوں میں سے کپٹ اور دشمنی اور جلن جاتی رہے گی اور بلاوینگے وہ لوگوں کو مال دینے کے لیے لیکن کوئی قبول نہ کرے گا اسوجہ سے کہ حاجت نہ ہوگی اور مال کثرت سے ہر ایک کے پاس ہوگا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیسے ہوگے تم جب مریم کا بیٹا اترے گا تم لوگوں میں اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ فَأَمَّكُمْ ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہارا کیا حال ہوگا جب مریم کے بیٹے اتریں گے تم میں اور امامت کرینگے تمہاری عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ فِيكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ فَأَمَّكُمْ مِنْكُمْ فَقُلْتُ لِابْنِ أَبِي ذِئْبٍ إِنَّ الْأَوْزَاعِيَّ حَدَّثَنَا عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ قَالَ ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ تَدْرِي مَا أَمَّكُمْ مِنْكُمْ قُلْتُ تُخْبِرُنِي قَالَ فَأَمَّكُمْ بِكِتَابِ رَبِّكُمْ عَزَّ وَجَلَّ وَسُنَّةِ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا کیا حال ہوگا جب مریم کے بیٹے اتریں گے تم لوگوں میں پھر امامت کرینگے تمہاری تم ہی میں سے ولید بن مسلم نے کہا میں نے ابن ابی ذئب سے کہا مجھ سے اوزاعی نے حدیث بیان کی زہری سے اونہوں نے نافع سے اونہوں نے ابو ہریرہ سے اوس میں یہ ہے کہ امام تمہارا تم ہی میں سے ہوگا ابن ابی ذئب نے کہا تو جانتا ہے اسکا مطلب کیا ہے امامت کرینگے تمہاری تم ہی میں سے میں نے کہا بتلاؤ اونہوں نے کہا امامت کرینگے حضرت عیسی تمہاری تمہارے رب کی کتاب سے اور تمہارے پیغمبر کی سنت سے **ف** یعنی تابع ہوں گے

شریعت محمدی کے اور پیروی کرینگے قرآن اور حدیث کی تو حضرت عیسی علیہ السلام اگرچہ پیغمبر ہین پر اون کی
پیغمبری کا زمانہ ہمارے پیغمبر کے ظہور پر ختم ہو گیا اب جو وہ دنیا مین آوین گے تو ہمارے پیغمبر کی امت ہین شریک ہو کر
قرآن اور حدیث کے موافق عمل کرینگے ۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ حضرت عیسی علیہ السلام خود مجتہد مطلق
ہونگے اور قرآن اور حدیث سے احکام نکالین گے اور کسی مجتہد کے تابع نہونگے اور یہ بات بعید از عقل ہے کہ
پیغمبر کہ ایک مجتہد کا مقلد ہو اور باطل ہے وہ خیال حنفیہ کا کہ عیسی علیہ السلام امام ابو حنیفہ کے مذہب چلاینگے
بلکہ ایسے خیال مین توہین حضرت عیسی علیہ السلام کی نکلتی ہے اور جن حنفیہ نے ایسا خیال کیا ہے اون کو علما
محققین نے رد کیا ہے اور خود حنفی مذہب کی علماء نے اسکو باطل قرار دیا ہے اسیطرح یہ قول کہ امام مہدی
علیہ السلام ابو حنیفہ کے مقلد ہونگے یا حضرت خضر علیہ السلام ابو حنیفہ کے شاگرد تھے یہ سب خرافات ہین جنپر
ایک دلیل بھی کتاب و سنت یا عقل سلیم سے نہین اور تعجب ہی اون علماء سے جنہون نے بے سمجھے بوجھے ایسی واہی
باتون کو اپنی کتابون مین نقل کیا ہے اور جاہل ان باتون پر فریفتہ ہو جاتے ہین اور ہمکو اللہ سے امید ہی کہ حضرت
مہدی علیہ السلام اور حضرت عیسی علیہ السلام دونون قرآن اور حدیث کے پیرو اور تابع ہون گے اور اہلحدیث
کے مدد اور معاون ہونگے اور مجتہدین کے اختلافات بالکل اوٹھا دینگے اور جو متعصب مقلد اونکا کہنا نمانینگے
وہ ذلیل اور خوار ہونگے اور انکی تلوار سے قتل کیے جاوین گے اور سب مسلمان ایک ہی راہ پر ہو جاوینگے جو
زندہ رہیگا وہ انشاء اللہ تعالی ہماری اس کلام کی تصدیق کرے گا اور ہمارا سلام اندونون حضرت کی خدمت
مین پہونچا دیگا اور ہماری سعی اور کوشش اونکی دعاے خیر سے آخرت مین نیک ثمرہ دکھلاویگی اور ہمارا
بھروسا تو بالکل ہمارے خداوند پر ہے جو ہمارا مالک ہے زندگی اور موت کے بعد اور ہمکو اسکی غلامی اور بندگی کا فخر
ہے دنیا اور آخرت مین ای ہمارے صاحب مالک خداوند ہمکو اپنی غلامی مین قبول فرما اور ہمارا دل اپنی یاد
مین لگا دے اور ہمکو فنا کر دے اپنے عشق اور محبت مین آمین یا رب العالمین ❊ عَنْ جَابِرِ بْنِ
عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِيْ يُقَاتِلُوْنَ
عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ قَالَ فَيَنْزِلُ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ فَيَقُوْلُ اَمِيْرُهُمْ تَعَالَ صَلِّ
لَنَا فَيَقُوْلُ لَا اِنَّ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ اُمَرَاءُ تَكْرِمَةَ اللّٰهِ هٰذِهِ الْاُمَّةَ ❊ ترجمہ جابر بن عبد اللہ
سے روایت ہی مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے ہمیشہ ایک گروہ میری امت کا
لڑتا رہیگا (کافرون اور مخالفون سے) حق پر قیامت تک وہ غالب ہوگا پھر عیسی بن مریم علیہ السلام اتریں گے

اوراس گروہ کا امام کہے گا آئے نماز پڑہا یے (حضرت عیسی سی کہیگا) وہ کہینگے نہین تم مین سی ایک دوسرے پر حاکم رہین یہ وہ بزرگی ہے جو اللہ تعالی عنایت فرماوے گا اس امت کو فٹ کہ اتنے بڑے پیغمبر روح اللہ مسلمانون کے امام کی امامت قبول فرماوینگے اوراُن کے پیچہے نماز پڑہین گے سبحان اللہ حضرت عیسی علیہ السلام ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرینگے ہمارے پیغمبر نے بہی ایک بار عبدالرحمن بن عوف کے پیچہے نماز پڑہی ہے دوسرے یہ کہ اس زمانے مین مسلمانون کے امام مہدی علیہ السلام ہونگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بڑے فضیلت اور بزرگی والے ہونگے (رضی ہو اللہ ان سی) **باب**

بَیَانِ الزَّمَنِ الَّذِیْ لَا یُقْبَلُ فِیْہِ الْاِیْمَانُ اوس زمانیکا بیان جب ایمان مقبول نہ ہوگا عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَاِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا اٰمَنَ النَّاسُ کُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ فَیَوْمَئِذٍ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا لَمْ تَکُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ کَسَبَتْ فِیْ اِیْمَانِهَا خَیْرًا **تر** جمہ ابوہریرہ سی روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی جب تک آفتاب پچہم سے نہ نکلے پہر جب آفتاب پچہم سے نکلے اسوقت سب آدمی ایمان لاوین گے (خدا پر اتنی بڑی نشانی دیکہکر) لیکن اس دن کا ایمان فائدہ نہ دیگا اوس شخص کو جو پہلے ایمان نہین لایا یا اوس نے ایمان کے ساتہہ نیکی نہین کی **ف** اس لیے کہ خدا تو اس ایمان کو منظور کرتا ہے جو غیب پر ہو اور جب سب نشان کہل گئین اور قیامت آگئی اسوقت تو کافر اور مومن سب ہی کو خدا پر یقین ہو جاوے گا - قاضی عیاض نے کہا یہ حدیث اپنی ظاہر پر محمول ہے اہلحدیث اور فقہا اور متکلمین اہلسنت کے نزدیک مگر باطنیہ نے (باطنیہ ایک فرقہ ہے صوفیون مین سے جو ساری آیتون اور حدیثون کو ظاہری معنے سی پہیر کر ایک دوسرا ہی مطلب نکالتا ہے اور مخالف ہے صحابہ اور تابعین اور ائمہ دین کی روش کے اور یہ فرقہ چہوٹا بچہ ہے نیچری اور فلسفی اور دوسری حکیمون کا) اس مین تاویل کی ہے انتہی مترجم کہتا ہے کہ مین نے اہل ظل کی تاویلات پر ایک مدت تک غور کیا اور ان کے عقل اور اسباب کو دیکہا تو اکثر تاویلات اس قسم کی ہا ہین کہ وہ تاویل کرنیوالون کے لیے مفید نہ ہوئین بلکہ جو قباحتین اونہون نے اپنی سوء فہم سے ظاہری معنی مین خیال کیے تہے اوس سے کہین زیادہ مفاسد تاویلی معنی مین پیدا ہو گئے باوجود اس کے وہ لوگ اپنے تاویل ہی پر اڑے رہے اور یہ ایک وسوسہ ہے شیطان کا خدا اس سے بچاوے مین نے کہا اسی قسم کی ہے تاویل استوار کے ساتہہ استیلا کے اور تاویل نزول کی ساتہہ

نزول رحمت کی اور تاویل سمع اور بصر وغیرہ صفات اللہ کی اور بعضی تاویلات ایسی دیکھین کہ اون مین تاویل کی
علت موافق عقیدہ صاحب تاویل کے معلوم نہین ہوتی اب اوسکا تاویل کرنا دو وجہ سے خالی نہین یا وہ تو وہ
درحقیقت اوس عقیدے پر نہین جسکو ظاہر کرتا ہے بلکہ وہ عقیدہ اپنے تئین ذلیل اور رسوا ہونیکی آفت
سے بچنے کے لیے اوس نے صرف زبان سے اپنی طرف منسوب کیا ہے یا وہ دیدہ و دانستہ حماقت اور سفاہت مین مبتلا
ہے کہ تاویل ضرور نہ ہونے کی صورت مین بہی تاویل کرتا ہے — اس حدیث مین جو یہ آیا ہے کہ قیامت قائم نہ
ہوگی جب تک آفتاب پچہم سے نہ نکلے تو اہلسنت نے اسکو اپنے ظاہری معنے پر محمول کیا ہے کیونکہ آفتاب کا
پچہم سے نکلنا نہ محال ہے نہ خلاف عقل ہے نہ خداوند کریم کی قدرت کاملہ سے کچہ بعید ہے اس لیے کہ جسنے زمین
کو مغرب سے مشرق کیطرف متحرک رکہا ہے وہ دنیا کو ختم کرتے وقت اگر اوسکو مشرق سے مغرب کیطرف متحرک
کردیوے تو کیا مشکل ہے اب باطنیہ نے جو اس حدیث مین تاویل کی تو دو حال سے خالی نہین یا یہ تو یہ وہ باطنیہ
ہین جو درحقیقت دہری اور طبعی اور نیچری ہین اور خداوند کریم کے انکار کرنیوالے اس صورت مین تو اونکو
تاویل کی ضرورت ہی کیا ہے جو معاذ اللہ اس قسم کا بد اعتقاد ہو کہ خداوند کریم یا اوسکی صفات کاملہ جیسے علم اور قدرت
وغیرہ کا منکر ہو تو اوسکو ضرورت ہی کیا ہے کہ پہلے حدیث اور قرآن کو تسلیم کرے اور بعد اوسکی تاویل کے
درپے ہو اوس کے نزدیک تو دین اور ملت کوئی چیز ہے نہین اور اس نے جو جڑ کاٹ دی معاذ اللہ خدائی اور
پیغمبری کی پہر ایسے لوگون سے جب آیات یا احادیث مین تاویلات مسموع ہوتی ہین تو اور زیادہ انکی حماقت
اور نادانی کا ثبوت ہوتا ہے اسی قبیل سے ہے وہ جو بعض باطنیہ اہل الحاد سے ہمارے زمانے مین معجزات
اور وحی اور حشر و نشر وغیرہ مین تاویل کی ہے اور فرشتون اور شیاطین مین اور جنون کا انکار کیا ہے
یا یہ وہ باطنیہ ہین جو خداوند کریم اور اوسکی صفات کاملہ اور اصول دین کے قائل اور معترف ہین پہر ایسے
لوگون کو کونسی ضرورت آن پڑی ہے جو اس حدیث مین تاویل کرین اور یہ امر یعنے آفتاب کا پچہم سے
نکلنا ایسا ہی ہے جیسے آفتاب کا پورب سے نکلنا پہر جیسے آفتاب کو پورب سے نکلنے مین کسی قسم کا استبعاد نہین
اسی طرح سے پچہم سے نکلنے مین بہی کوئی استبعاد نہین اور پورب و پچہم اور شمال و جنوب یہ چارون جہتین اعتباری
ہین اور ہر ایک ملک اور قطعہ زمین کے لحاظ سے ان مین تبدل اور تغیر ہوتا رہتا ہے غرض قطبین مین نہ مشرق
ہے نہ مغرب بلکہ آفتاب چہ مہینے تک افق کے قریب اوسکے اوپر رہتا ہے اور چہ مہینے تک اوس کے نیچے علاوہ
اسکے طلوع اور غروب آفتاب کو اگر موافق قواعد فلسفہ قدیم کے دیکہین تو زمین کے ایک دورے سے حرکت غیر معمولی

سے جو فنائے عالم کے وقت قیاس سے بعید نہین نقطہ مشرق مغرب اور نقطہ مغرب مشرق ہو سکتا ہے اور اگر موافق فلسفہ جدید کے دیکھین تو زمین کی حرکت ذاتی جو اپنے محور پر ہے اور حرکت مداری جو گرد آفتاب کے ہے دونون معلول ہین جذب اور کشش آفتاب اور ثقل ذاتی زمین کی پھر جب فنای عالم کے قریب اس نظام شمسی کے تمام نسبتون اور حالتون مین تغیر پیدا ہو تو بدلنا نقطہ مشرق اور مغرب کا کیا بعید ہے دوسرے یہ کہ اگر نظام شمسی اپنی حالت پر باقی رہے تب بھی حرکت ذاتی زمین کی دونون طرف سے جائز الوقوع ہے جیسے ایک گولی کو ادھر سے ادھر پھیر دین یا ادھر سے ادھر وہ ہر حالت مین اپنی محور پر پھرے گی اور یہ کچھ بعید از عقل نہین عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ ترجمہ ابوہریرہ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثٌ اِذَا خَرَجْنَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِیْ اِیْمَانِهَا خَیْرًا طُلُوْعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَالدَّجَّالُ وَدَابَّةُ الْاَرْضِ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین باتین جب ظاہر نہ لایا یا نیک کام نہین کیا ایک تو نکلنا آفتاب کا جدھر سے ڈوبتا ہے دوسرے دجال کا نکلنا تیسرے دابۃ الارض کا نکلنا ف یعنی زمین مین سے ایک جانور پیدا ہوگا جو مومنون اور کافرون مین تمیز کر دے گا عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَوْمًا اَتَدْرُوْنَ اَیْنَ تَذْهَبُ هٰذِهِ الشَّمْسُ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ اِنَّ هٰذِهٖ تَجْرِیْ حَتّٰی تَنْتَهِیَ اِلٰی مُسْتَقَرِّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَخِرُّ سَاجِدَةً فَلَا تَزَالُ كَذٰلِكَ حَتّٰی یُقَالَ لَهَا ارْتَفِعِیْ ارْجِعِیْ مِنْ حَیْثُ جِئْتِ فَتَرْجِعُ فَتُصْبِحُ طَالِعَةً مِنْ مَطْلِعِهَا ثُمَّ تَجْرِیْ حَتّٰی تَنْتَهِیَ اِلٰی مُسْتَقَرِّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَخِرُّ سَاجِدَةً فَلَا تَزَالُ كَذٰلِكَ حَتّٰی یُقَالَ لَهَا ارْتَفِعِیْ ارْجِعِیْ مِنْ حَیْثُ جِئْتِ فَتَرْجِعُ فَتُصْبِحُ طَالِعَةً مِنْ مَطْلِعِهَا ثُمَّ تَجْرِیْ لَا یَسْتَنْكِرُ النَّاسُ مِنْهَا شَیْئًا حَتّٰی تَنْتَهِیَ اِلٰی مُسْتَقَرِّهَا ذٰلِكَ تَحْتَ الْعَرْشِ فَیُقَالُ لَهَا ارْتَفِعِیْ اَصْبِحِیْ طَالِعَةً مِنْ مَغْرِبِكِ فَتُصْبِحُ طَالِعَةً مِنْ مَغْرِبِهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَتَدْرُوْنَ مَتٰی ذَاكُمْ ذَاكَ حِیْنَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِیْ اِیْمَانِهَا خَیْرًا ترجمہ ابوذر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے ایک دن فرمایا تم جانتے ہو کہ یہ سورج کہان جاتا ہے ف ظاہر حدیث سے تائید ہوتی ہے فلسفہ قدیم کے خیال کی کہ زمین ساکن ہے اور آفتاب حرکت کرتا ہے مگر حقیقت ایسا نہین کیونکہ مراد یہان آفتاب کے جانے سے روزمرہ کا طلوع اور غروب نہین جو

زمین کی حرکت سے پیدا ہوتا ہے۔ بلکہ مقصود وہ حرکت ہے آفتاب کی جو اوس کے منازل مین ہے جیسے کلبی سے منقول ہے اور قتادہ اور مقاتل نے کہا کہ آفتاب چلا جارہا ہے ایک میعاد معین تک واحدی نے کہا پھر اسکا ٹھہرنا اوسوقت ہوگا جب دنیا ختم ہوگی پر اس صورت مین حدیث کا مطلب خوب ذہن نشین نہین ہوتا کیونکہ حدیث سے روز تحت العرش جانا اور سجدہ کرنا ثابت ہوتا ہے نووی نے کہا ایک جماعت مفسرین ظاہر حدیث کیطرف گئی ہے واحدی نے کہا اس صورت مین ہر روز جب آفتاب ڈوبتا ہے تو تحت العرش ٹھہرتا ہے یہانتک کہ وہ طلوع کرے گا مغرب سے مگر اس مین یہ اشکال ہے کہ آفتاب کا غروب تو ہر ساعت اور ہر لحظہ جاری ہے اس لیے کہ زمین مشکل کرہ ہے اور اسکے اطراف وجوانب کے رہنے والون کے لحاظ سے ہر ایک کے افق مختلف ہین پھر غروب ہوتا ہے ایک قوم پر اور طلوع ہوتا ہے دوسری قوم پر اور ایک جگہہ غروب ہوتا ہے اور دوسری جگہہ نہین ہوتا اور اگر افق سے افق حقیقی مراد ہو جسکی وجہ سے زمین کے برابر دو حصے ہو جاتے ہین ایک فوقانی اور ایک تحتانی تو یہ اشکال رفع ہو جاوے گا واللہ اعلم پھر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۔۔۔ اونہون نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے آپنے فرمایا یہ چلا جاتا ہے یہانتک کہ اپنے ٹھہرنے کی جگہہ پر عرش کے تلے آتا ہے وہان سجدہ مین گرتا ہے (اس سجدہ کا مفہوم اللہ ہی جانتا ہے) پھر اسی حال مین رہتا ہے یہانتک کہ اسکو حکم ہوتا ہے اونچا ہوجا اور جا جہان سے آیا ہے وہ لوٹ آتا ہے اور اپنے نکلنے کی جگہہ سے نکلتا ہے پھر چلتا رہتا ہے یہانتک کہ اپنے ٹھہرنے کی جگہہ پر عرش کے تلے آتا ہے اور سجدہ کرتا ہے پھر اسی حال مین رہتا ہے یہان تک کہ اوس سے کہا جاتا ہے اونچا ہوجا اور لوٹ جا جہان سے آیا ہے وہ نکلتا ہے اپنے نکلنے کی جگہہ سے پھر چلتا ہے اسی طرح ایک بار اسی طرح چلیگا اور لوگون کو کوئی فرق اوس کی چال مین معلوم نہ ہوگا یہانتک کہ اپنے ٹھہرنے کی جگہہ پر آوے گا عرش کے تلے اسوقت اوس سے کہا جاوے گا اونچا ہوجا اور نکل پچھم کی طرف سے جدھر تو ڈوبتا ہے وہ نکلیگا پچھم کیطرف سے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جانتے ہو یہ کب ہوگا (یعنے آفتاب کا پچھم سے نکلنا) یہ اسوقت ہوگا جب کسی کو ایمان لانا فائدہ نہ دیگا جو پہلے سے ایمان نہ لایا ہو یا اوسنے نیک کام نہ کیے ہون اپنے ایمان مین عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَوْمًا اَتَدْرُوْنَ اَیْنَ تَذْھَبُ ھٰذِہِ الشَّمْسُ بِمِثْلِ مَعْنٰی حَدِیْثِ ابْنِ عُلَیَّۃَ ترجمہ ابوذر سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے جیسے اوپر گزری عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فَلَمَّا غَابَتِ الشَّمْسُ قَالَ یَا اَبَا ذَرٍّ ھَلْ تَدْرِیْ اَیْنَ

تذهب هذه الشمس قال قلت الله ورسوله اعلم قال فانها تذهب فتستاذن في
السجود فيؤذن لها وكانها قد قيل لها ارجعي من حيث جئت قال فتطلع من مغربها
قال ثم قرأ في قراءة عبد الله وذلك مستقر لها ترجمہ ابوذر سے روایت ہے میں مسجد میں گیا
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے جب آفتاب ڈوب گیا تو آپ نے فرمایا اے ابوذر تو جانتا
ہے یہ آفتاب کہاں جاتا ہے میں نے کہا اللہ اور اسکا رسول خوب جانتا ہے آپ نے فرمایا وہ جاتا ہے
اور اجازت مانگتا ہے سجدہ کی پھر اوسکو اجازت ملتی ہے ایکبار اس سے کہا جاویگا لوٹ جا جہاں سے آیا
ہے تو وہ نکل آوے گا پچھان کیطرف سے پھر عبد اللہ کی قرات کے موافق یوں پڑھا وذلک مستقر لہا یعنے
مقام ٹھہرنیکا ہے آفتاب کے عن ابی ذر قال سالت رسول الله صلى الله عليه وسلم عن
قول الله جل وعلا والشمس تجري لمستقر لها قال مستقرها تحت العرش ترجمہ ابوذر سے روایت
ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اس آیت کو آفتاب چلا جارہا ہے اپنے ٹھہرنے کی جگہہ پر
جانے کے لیے آپ نے فرمایا اوس کے ٹھہرنے کی جگہہ عرش کے تلے ہے ف یہ آفتاب کا چلا جانا ایک
فضا میں جو بعید وسیع ہے اور جسکی مقدار کو سوا خدا کے کوئی نہیں جانتا فلسفہ جدید کے موافق ہے وہ یہ
کہتے ہیں کہ آفتاب جو ہمارے نظام کا مرکز ہے مع اپنے سب سیاروں کے ایک حرکت تدریجی کر رہا ہے ایک نقطہ
کیطرف جسکی بعد کو سوا اللہ تعالی کے کوئی نہیں جانتا اور جب یہ حرکت ختم ہوگی تو ضرور ایک انقلاب عظیم
اس نظام شمسی میں واقع ہوگا اور شاید وہی انقلاب لسان شرع میں قیامت سے تعبیر کیا گیا ہو واللہ اعلم

**باب بدء الوحي الى رسول الله صلى الله عليه وسلم** اب اس بات کا بیان شروع ہو
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی (اللہ کا پیام) اوترنا عن عائشة انها قالت كان اول ما
بدئ به رسول الله صلى الله عليه وسلم من الوحي الرؤيا الصادقة في النوم فكان لا يرى
رؤيا الا جاءت مثل فلق الصبح ثم حبب اليه الخلاء فكان يخلو بغار حراء يتحنث
فيه وهو التعبد الليالي اولات العدد قبل ان يرجع الى اهله ويتزود لذلك ثم يرجع الى
خديجة فيتزود لمثلها حتى فجئه الحق وهو في غار حراء فجاءه الملك فقال اقرأ قال
ما انا بقارئ قال فاخذني فغطني حتى بلغ مني الجهد ثم ارسلني فقال اقرأ فقلت ما انا
بقارئ قال فاخذني فغطني الثانية حتى بلغ مني الجهد ثم ارسلني فقال اقرأ باسم ربك الذي

خلق الانسان من علق اقرأ وربك الاكرم الذي علم بالقلم علم الانسان ما لم يعلم فرجع بها رسول الله صلى الله عليه وسلم ترجف بوادره حتى دخل على خديجة فقال زملوني زملوني فزملوه حتى ذهب عنه الروع ثم قال لخديجة اي خديجة ما لي واخبرها الخبر قال لقد خشيت على نفسي قالت له خديجة كلا ابشر فوالله لا يخزيك الله ابدا والله انك لتصل الرحم وتصدق الحديث وتحمل الكل وتكسب المعدوم وتقري الضيف وتعين على نوائب الحق فانطلقت به خديجة حتى اتت به ورقة بن نوفل بن اسد بن عبد العزى وهو ابن عم خديجة اخي ابيها وكان امرأ تنصر في الجاهلية وكان يكتب الكتاب العربي ويكتب من الانجيل بالعربية ما شاء الله ان يكتب وكان شيخا كبيرا قد عمي فقالت له خديجة اي عم اسمع من ابن اخيك قال ورقة بن نوفل يا ابن اخي ماذا ترى فاخبره رسول الله صلى الله عليه وسلم خبر ما راه فقال له ورقة هذا الناموس الذي انزل على موسى يا ليتني فيها جذعا يا ليتني اكون حيا حين يخرجك قومك قال رسول الله صلى الله عليه وسلم او مخرجي هم قال ورقة نعم لم يات رجل قط بما جئت به الا عودي وان يدركني يومك انصرك نصرا مؤزرا

ترجمہ ام المومنین عائشہ سے روایت ہے انہوں نے کہا پہلے پہل جو وحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر شروع ہوئی وہ یہ تھی کہ آپ کا خواب سچا ہونے لگا تو آپ جب کوئی خواب دیکھتے وہ صبح کی روشنی کی طرح نمودار ہوتا ف یعنی اس کی تعبیر بھی ہوتی صاف اور کھلی کھلی ہر قسم کا شبہ اوس میں نہ ہوتا علماء نے کہا ہے کہ یہ حالت چھ مہینہ تک رہی نبوت ہونے سے پیشتر اس کے بعد یکایک حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ پاس تشریف لائے اور بھید اس میں یہ تھا کہ اگر دفعۃً پہلے ہی سے حضرت جبرئیل آپ پاس آجاتے تو شاید آپ گھبرا جاتے اور بشریت کی وجہ سے ایک ہی بار نبوت کا بار اوٹھ نہ سکتا۔ یہ حدیث صحابہ کی مراسیل میں سے ہے کیونکہ حضرت عائشہ کی عمر اتنی نہ تھی کہ انہوں نے خود یہ قصہ دیکھا ہو شاید انہوں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی صحابی سے سنا ہوگا اور مرسل صحابی کی باتفاق علماء حجت ہے اور نہیں خلاف کیا اس میں کسی نے سوا ابو اسحاق اسفرائنی کے ف پھر آپ کو تنہائی کا شوق ہوا ف یعنی خلوت اور عزلت کا اور یہ وہ امر ہے جو مدار ہے انسانی ترقیات کا اور وظیفہ ہے ہر ایک ولی اور نبی اور صالح اور حکیم اور فیلسوف کا کوئی شخص دنیا میں اعلیٰ درجہ کا نہیں گذرا جس نے خلوت اور عزلت کو اختیار نکیا ہو اور ایک مدت تک تنہا نہ گذارا ہو اور

مراقبہ نہ کیا ہو اور حبس کی یہ ہی کہ تنہائی مین فکر خوب ہوتا ہے کیونکہ دل خالی ہوتا ہے مشاغل سے تو اسکو موقع ملتا ہے ایک مطلب کیطرف بخوبی متوجہ ہونیکا اور ہر ایک مبتدی کو حالت استغراق پیدا کرنیکے لیے اول تنہائی ضرور ہے پھر جب قوت حاصل ہو جاتی ہے اور اسکا ملکہ ہو جاتا ہے تو تنہائی کی ضرورت نہین رہتی وہ لوگون مین بیٹھ کر بھی ایک ہی مطلب کیطرف اپنے دلکو پوری طرح لگا سکتا ہے اسیلیے بعد از نبوت تک ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو تنہائی کی ضرورت نہ تھی ف آپ حرا کی غار مین ایسی الفت رکہتی ف حری یا حرا بکسر جاے حطی ایک پہاڑ ہے مکہ سے تین میل پہ جو شخص مکہ سے منا کو جاوے تو بائین ہاتھ پر پڑتا ہے اب وہان ایک قبہ بنا ہوا ہے اور اس پہاڑ کو جبل نور کہتے ہین ف وہان عبادت کیا کرتے کبھی کبھی راتون تک اور گھر مین نہ آتے اپنا توشہ ساتھ لیجاتے پھر حضرت ام المومنین خدیجہ پاس لوٹ کر آتے وہ اور توشہ ادتنا ہی تیار کر دیتین یہانتک کہ ایک ہی ایکا آپ پر وحی اوتری (اور آپ کو وحی کی توقع نہ تھی) آپ اسی حرا کی غار مین تھے کہ فرشتہ آپ پاس آیا اور اس نے کہا پڑہو آپ نے فرمایا مین پڑہا ہوا نہین آپ نے فرمایا اس فرشتہ نے مجھے پکڑ کر دبوچا اتنا کہ وہ تھک گیا یا مین تھک گیا ف یعنی خوب ہی دبوچا زور سے اور ظاہر یہی ہی کہ حضرت تھک گئے ہونگے کیونکہ فرشتون کو خداوند تعالی نے بہت طاقت دی ہے اور وہ تھکتے نہین علماء نے اختلاف کیا ہے کہ یہ فرشتہ کون تھا اکثر یہ کہتے ہین کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تھے کیونکہ وحی کا کام انہی کو ہے اور بعضون نے کہا اسرافیل تھے اور یہ جو حضرت صلعم نے فرمایا مین پڑہا ہوا نہین اس سے یہ غرض ہے کہ مین نے کوئی کتاب نہین پڑہی یا مین اچھی طرح پڑہ نہین سکتا کیونکہ امی ہونا دوسرے کے پڑہانے سے پڑہنے کا مانع نہین اور بعضون نے کہا کہ اس فرشتے نے ایک صحیفہ حریر کا آپکے ہاتھ مین دیا تھا جب آپ نے فرمایا ف پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا پڑہ مین نے کہا مین پڑہا ہوا نہین اوس نے پھر مجھے پکڑا اور دبوچا یہانتک کہ تھک گیا پھر چھوڑ دیا اور کہا پڑہ مین نے کہا مین پڑہا نہین پھر اس نے پھر مجھکو پکڑا اور دبوچا یہانتک کہ تھک گیا ف اس دبوچنے سے یہ مقصود تھا کہ نور ملکی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تمام جسم شریف مین سرایت کرے اور آپکا دل خوب متوجہ ہو اور اسی وجہ سے بار بار دبایا گیا ف پھر چھوڑ دیا اور کہا اقرا باسم ربک الذی خلق اخیر تک یعنی پڑہ اپنے مالک کا نام لیکر جسنے تجھکو پیدا کیا آدمی کو خون کی پھٹکی سے پڑہ اور تیرا مالک بڑی عزت والا ہے جس نے سکھلایا قلم سے سکھلایا آدمی کو وہ جو نہین جانتا تھا ف اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ سب سے پہلے جو سورت قرآن کی

اوتری وہ بھی سورت ہو اور یہی صحیح ہے اور اتفاق ہے اسپر جمہور سلف اور خلف کا اور بعضون نے کہا
کہ سب سے پہلے سورہ مدثر اوتری ہے پر وہ قول صحیح نہین ہے اور بعضون نے اس حدیث سے دلیل کی ہے
کہ بسم اللہ سورت کا جز نہین کیونکہ یہان بسم اللہ کو ذکر نہین کیا اوسکا جواب یہ ہو کہ شاید بسم اللہ بعد
کو اوتری ہو جیسے باقی سورت بعد کو اوتری (نووی) ف یہ سنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوٹے
اور آپکے مونڈہے اور گردن کے بیچ کا گوشت پھڑک رہا تھا ڈر اور خوف سے چونکہ یہ وحی کا پہلا مرتبہ
تھا اور آپ کو عادت نہ تھی اسواسطے ہیبت چھا گئی) یہانتک کہ پہونچے حضرت خدیجہ کے پاس اور آپنے
فرمایا مجھے ڈھانپ ڈھانپ دو (کپڑون سے) انہون نے ڈھانپ دیا یہانتک کہ آپکا ڈر جاتا رہا اسر
وقت آپنے بی بی خدیجہ سے فرمایا اے خدیجہ مجھے کیا ہو گیا اور سب حال بیان کیا اور کہا مجھے اپنی جان
کا ڈر ہے ف قاضی عیاض نے کہا یہ فرمانا آپ کا اسوجہ سے تھا کہ آپ کو شک تھی اللہ کے پیغام
مین بلکہ آپ ڈرے کہ شاید اتنا بڑا بوجھ آپ سے اوٹھ نہ سکے اور جان نکل جاوے کیونکہ وحی کی سختی
سے بہت مشقت ہوتی ہے یا یہ خیال اسوقت تک ہو جبتک خواب مین نبوت کی بشارتین ہوئین
اور فرشتے کی آواز آپ نے سنی پر اوس سے ملاقات نہین کی تو آپ کو خوف ہوا شیطان کا جب
فرشتے سے ملاقات ہو گئی اوسوقت تو کسی طرح کا شک نہین رہ سکتا اور نہ شیطان کے غلبہ کا ڈر رہ سکتا
ہے - نووی نے کہا دوسری تاویل ضعیف ہو کیونکہ حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے یہ
فرشتے کی ملاقات کے بعد فرمایا ف خدیجہ نے کہا ہرگز نہین آپ خوش ہو جیے قسم اللہ کی اللہ
تعالی آپکو کبھی رسوا نہ کرے گا یا کبھی رنجیدہ نہ کرے گا آپ تو اللہ کی قسم ناتے کو جوڑتے ہین سچ
بولتے ہین بوجھ اوٹھاتے ہین (یعنے عیال اور اطفال و یتیم اور مسکین کے ساتھ سلوک کرتے ہین انکا
بار اوٹھاتے ہین) اور نادار کے لیے کمائی کرتے ہو اور خاطرداری کرتے ہو مہمان کی اور سچی آفتون مین
(جیسے کوئی قرضدار ہو گیا یا مفلس ہو گیا یا اور کوئی تباہی آئی) مدد کرتے ہو لوگون کی ف سچی
آفتین کہین اسلیے کہ جو آفتین ناحق کی وجہ سے آوین جیسے کوئی فضول خرچی سے مفلس ہو جاوے یا ظلم
کرے اور بلا مین پہنس جاوے تو اوسکی مدد کرنا ضرور نہین سبحان اللہ بی بی ہو تو ایسے جیسے حضرت
خدیجہ کبری رضی اللہ عنہا تہین جو اپنے خاوند کو مصیبت کیوقت مین تسلی اور تشفی دیوے اور ہر ایک
معاملہ مین صلاح نیک دیوے حضرت خدیجہ کی عقلمندی اور دانائی اور لیاقت اور استعداد کے ثبوت

کے لیے صرف یہی ایک حدیث کافی ہے مطلب انکی گفتگو کا یہہ کہ آپکے اخلاق اور عادات اور خصائل تو
نہایت عمدہ ہین جنکی وجہ سے خدا بھی آپسے خوش ہے اور خلق خدا بھی راضی ہے پھر آپ پر آفت آنا عقل
کے خلاف ہے ـ ظاہر ہے کہ ہماری شریعت مین اور نیز اگلی شریعتون مین جب غور اور خوض کرو تو معلوم
ہوتا ہے کہ گناہ دو قسم کے ہین ایک قسم تو وہ جو خلق سے تعلق نہین رکھتی صرف خدا سی تعلق رکھتے ہین جیسے
شرک کرنا کفر کا اعتقاد رکھنا دوسرے وہ جو خلق سے تعلق رکھتے ہین جنکی وجہ سی خدا کی مخلوق کو تکلیف
ہوتی ہے رنج پہونچتا ہے تقریباً اکثر گناہ بلکہ ساری اسی قسم کے ہین جیسے زنا اور چوری اور ظلم اور سود
خواری غیبت اور حسد اور نفاق بخیلی وغیرہ پھر جو شخص دونون قسم کے گناہون سی پرہیز کرتا ہو اور بعوض
اسکے وہ نیکیان کرتا ہو جنسے خدا خوش ہوتا ہے اور خدا کی مخلوق بھی خوش ہوئی ہو وہ کاہیکو مصیبت
مین پھنسیگا اوسکو تو روز بروز خوشی بڑھتی جاوے گی اور وہ ہمیشہ اپنے نیک اعمال کے اثر سے اور انکے
تصور سے پھولا ہوا مگن بنا رہے گا تو درحقیقت ہر ایک گناہ ایک رنج ہے جو انسان کی زندگی کو خراب کر دیتا
ہے اور عیش کو کڑوا اور تلخ بنا دیتا ہے اسیوجہ سی تمام شریعتون نے باتفاق گناہ سی منع کیا ہے مثلاً جو شخص بخیلی
کریگا اور اپنی جورو بچون ناتے والون دوستون کے حق اچھی طرح ادا نکریگا تو سب اوسکے دشمن
بنجاوینگے اور جہانتک ہوسکیگا اوسکے جان اور مال کو نقصان پہونچاوینگے جو شخص حسد کریگا وہ اپنے
ہاتھہ سی اپنے تئین نقصان پہونچاویگا جو ظلم کریگا لوگ اوسکے دشمن ہوکر اوس سے بدلا لینگے اسی طرح سارے
گناہون کا حال ہے کہ انجام اون کا اندوہ اور رنج ہے پھر جو شخص گناہ کو لذت سمجھ کر کر بیٹھتا ہے وہ انجام مین
اور باریک بین نہین ہے اگر وہ خوب فکر کرتا تو اوسکو یہ بات معلوم ہوجاتی ہے کہ یہ گھڑی بھر کی لذت اوس
بے انتہا تکلیف کے سامنے جو آگے آنیوالی ہے کچھ حقیقت نہین رکھتی زنا کے وقت جو ایک آدہ لحظہ لذت
ہوتی ہے اوسکی کیا بساط ہے معاذ اللہ ان آفتون کے سامنے جو زنا کرنیوالے کو آگے چلکر پیش آتی ہین کوئی
شریف آدمی اوسکے آنیکا اپنے گھر مین روادار نہین ہوتا کوئی اوسکے ہمسایہ رہنے کو پسند نہین کرتا جسے
زناکی اوس عورت کا اگر شوہر ہے تو وہ اسکے خون کا پیاسا بن جاتا ہے اور جب قابو پاتا ہے اوسکو قتل کرتا ہے
اور جو شوہر نہین تو اوسکے اور عزیز و اقارب ناتے رشتے والے دشمن ہوتے ہین اسکے مارنے کی فکر مین رہتے
ہین اور اگر فرض کرین کہ وہ عورت خود زانیہ ہو اور اسکے ناتے رشتے والے ہی نہ ہون یا ہون پر برا نہ مانین تب
بھی یہ نقصان ہے کہ اس شخص کو زنا کی عادت پڑجاتی ہے پھر ہر ایک عورت سے اس فعل کے کرنے پر مستعد رہتا

ہے اور نقصان پاتا ہے دوسرے اسکی بی بی اور بی بی کے عزیز واقارب اوسکو دشمن بنجاتے ہین اور اکثر ایسے
بدکردار خاوند اپنی بی بی کے ہاتہون جان دیتے ہین اور اگر یہ بھی نہو تو زانیہ عورتون کے ساتہہ برا کام کرنے
سے انسان کو طرح طرح کی بیماریان جیسے آتشک سوزاک جذام وغیرہ امراض خبیثہ لاحق ہوتے ہین جنکا اثر
کئی پشت تک اولاد مین بہی چلا جاتا ہے اور جسکو یہ بیماریان لاحق ہوتی ہین اوسکی تو زندگی سے موت بہتر
معلوم ہوتی ہے معاذ اللہ ایک آن کے مزے جو حلال طور سے بہی ممکن ہے ساری عمر کے لیے ایسی سخت تکلیف
اوٹہانا عاقل کا کام نہین آپ اس سے کوئی یہ نہ سمجہے کہ گناہ سے بچنے کا فائدہ صرف دنیا کی زندگی ہی میں ہے
نہین بلکہ آخرت کے فائدے اسکے سوا ہین اور جو بیان اوپر ہم نے کیا اوس سے یہ غرض ہے کہ بعض لوگ جو
کو پوری سمجہ نہین وہ خیال کرتے ہین کہ گناہون سے بچنا دنیا مین کوئی مفید نہین بلکہ اوسمین صرف آخرت
ہی کا فائدہ ہے حالانکہ یہ خیال نری حماقت اور سفاہت کا خیال ہے شریعت اور مذہب پر چلنا اور بری
باتون سے بچنا اور نیک کامون کو کرنا دنیا اور آخرت دونون کو درست کرتا ہے اور جیسے انبیا اور شریعت
پر چلنے سے انسان آخرت کے عذابون سے بچیگا ویسے ہی دنیا کی آفتون اور رنجون سے بہی محفوظ رہیگا
اگر کوئی یہ کہے کہ دنیا مین اچہے آدمیون پر بڑی بڑی مصیبتین اور تکلیفین ہوتی ہین اور بہت سے بد
کارون نے ساری عمر چین اڑایا ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ یہ چین اور مصیبت ظاہر بینون کی نظر مین
ہے درحقیقت بدکارون کو کوئی چین نہین اور نیکون کو کوئی رنج نہین نیک شخص پر کیسی ہی آفت آوے پر
اوسکا دل اپنی بے قصوری اور پاکی کا تصور کرکے خوش ہے اور انجام اوس آفت کا راحت ہے اور بدکار کا دل ہر
وقت قلق مین ہے کیسے ہی عیش کے سامان اسکو ہاتہ آئے ہون پر جب دل مین اطمینان اور سکون نہین گناہون
کی فکر سوا خدا کا خوف لگا ہوا ہے تو یہ سامان سب ہیچ ہے هٰذَا مَا أَلْهَمَنِي رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ف
پہر خدیجہ آپ کو ورقہ بن نوفل پاس لے گئین اور وہ خدیجہ کے چچازاد بہائی تہے (کیونکہ ورقہ نوفل کے بیٹے تہے
اور نوفل اسد کے اور خدیجہ خویلد کی بیٹی تہین اور خویلد اسد کے بیٹے تہے تو ورقہ اور خدیجہ کے باپ بہائی بہائی
تہے) اور جاہلیت کے زمانے مین وہ نصرانی ہو گئے تہے اور عربی لکہنا جانتے تہے تو انجیل کو عربی مین لکہتے تہے
جتنا اللہ کو منظور تہا ف صحیح بخاری مین ہے کہ عبرانی لکہنا جانتے تہے اور انجیل کو عبرانی مین لکہتے تہے
نووی نے کہا دونون صحیح ہین اور حاصل یہ ہے کہ وہ نصاری کے دین سے خوب واقف تہے اور انجیل کو خوب سمجہتے
تہے کبہی اوسکو عبرانی مین لکہتے تہے کبہی عربی مین ف اور بہت بوڑہے تہے اونکی بینائی جاتی رہی تہی

(بڑھاپے کی وجہ سے) خدیجہ نے اُن سے کہا اے چچا (وہ چچا کے بیٹے تھے پر بزرگی کے لیے اُنکو چچا کہا اور ایک روایت میں چچا کے بیٹے ہیں) اپنے بھتیجے کی سنو ورقہ نے کہا اے بھتیجے میرے تم کیا دیکھتے ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ کیفیت دیکھی تھی سب بیان کی ورقہ نے کہا یہ تو وہ ناموس ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اُترا تھا **ف** ناموس سے مراد جبریل علیہ السلام ہیں اور اصل معنی ناموس کے بھلی بات چھپانیوالا جیسے جاسوس بری بات چھپانیوالا جبرئیل کو ناموس اسلیے کہتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے راز کو یعنے وحی کو بندوں تک پہونچاتے ہیں **ت** کاش میں اُس زمانے میں جوان ہوتا کاش میں زندہ رہتا اُس وقت تک جب تمہاری قوم تمکو نکالدیگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا وہ مجھے نکالدینگے ورقہ نے کہا ہاں جب کوئی شخص دنیا میں وہ لیکر آیا جسکو تم لائے ہو (یعنے شریعت اور دین) تو لوگ اس کے دشمن ہو گئے اور جو میں اُس دن کو پاؤنگا تو اچھی طرح تمہاری مدد کرونگا **ف** پر افسوس ورقہ کی زندگی نے وفا نہ کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکوں نے کے سے نکالدیا جیسے ورقہ نے کہا تھا عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِ حَدِيثِ يُونُسَ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَوَاللهِ لَا يُحْزِنُكَ اللهُ أَبَدًا وَقَالَ فَقَالَتْ خَدِيجَةُ أَيِ ابْنَ عَمِّ اسْمَعْ مِنِ ابْنِ أَخِيكَ **ترجمہ** ام المومنین عائشہ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے اسمین اتنا فرق ہے کہ خدیجہ نے کہا قسم اللہ کی اللہ تمکو کبھی رنجیدہ نہ کریگا (اور اگلی روایت میں یوں تھا رسوا نہ کریگا) اور خدیجہ نے ورقہ سے کہا اے چچا کے بیٹے سن اپنے بھتیجے کی بات (اور اگلی روایت میں یوں تھا اے چچا سن اپنے بھتیجے کی بات) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ يَقُولُ عَائِشَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَجَعَ إِلَى خَدِيجَةَ يَرْجُفُ فُؤَادُهُ وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ بِمِثْلِ حَدِيثِ يُونُسَ وَمَعْمَرٍ وَلَمْ يَذْكُرْ أَوَّلَ حَدِيثِهِمَا مِنْ قَوْلِهِ أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ وَتَابَعَ يُونُسَ عَلَى قَوْلِهِ فَوَاللهِ لَا يُخْزِيكَ اللهُ أَبَدًا وَذَكَرَ قَوْلَ خَدِيجَةَ أَيِ ابْنَ عَمِّ اسْمَعْ مِنِ ابْنِ أَخِيكَ **ترجمہ** اس روایت میں یوں ہے کہ آپ لوٹے خدیجہ کیطرف اور آپکا دل کانپ رہا تھا اور اس میں یہ ذکر نہیں کہ سب سے پہلے جو وحی آپ پر شروع ہوئی وہ سچا خواب تھا اور پہلی روایت کی طرح اس میں یہ ہے کہ قسم کی اللہ آپ کو کبھی رسوا نہ کرے گا اور خدیجہ نے ورقہ سے کہا کہ اے چچا کی بیٹے سن اپنے بھتیجے کی عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيِّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُحَدِّثُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قالت

يرادهم
فانه

وهو يحدث عن فترة الوحي قال في حديثه بينا انا امشي سمعت صوتا من السماء فرفعت
راسي فاذا الملك الذي جاءني بحراء جالسا على كرسي بين السماء والارض قال رسول
الله صلى الله عليه وسلم فجثثت منه فرقا فرجعت فقلت زملوني زملوني فدثروني فانزل
الله تبارك وتعالى يا ايها المدثر قم فانذر وربك فكبر وثيابك فطهر والرجز فاهجر وهي
الاوثان قال ثم تتابع الوحي ترجمہ جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت ہے اور وہ صحابہ میں سے تھے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ ذکر کرتے تھے وحی موقوف ہوجانیکا ایک
بار میں جا رہا تھا میں نے آسمان سے آواز سنی تو میں نے سر اٹھایا دیکھا تو وہی فرشتہ جو حرا میں میرے پاس آیا
تھا ایک کرسی پر بیٹھا ہے آسمان اور زمین کے بیچ میں یہ دیکھکر میں کہم گیا ڈر کے مارے اور لوٹ کر گھر میں
آیا میں نے کہا مجھے کپڑا اوڑھا دو کپڑا اڑھا دو انہوں نے کپڑا اڑھا دیا تب اللہ تعالی نے یہ سورت اوتاری
یاایہا المدثر اخیر تک یعنی اے کپڑا اوڑھنے والے اوٹھ اور ڈرا لوگوں کو اور اپنے مالک کی بڑائی کر اور اپنے
کپڑوں کو پاک کر اور پلیدی کو چھوڑ دے پلیدی سے مراد بت ہیں پھر وحی برابر آنے لگی ف سب سے پہلے
اب یہ وہ آیتیں اتریں جو اوپر کی حدیث میں بیان ہوئیں یعنی اقرا باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق
اقرا وربک الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان ما لم یعلم بعد اسکے ایک مدت تک جسکی تعیین میں اختلاف ہے وحی
موقوف رہی پھر یہ آیتیں اتریں سورہ مدثر کے شروع کی بعد اسکی وحی کا تار بندھ گیا اور برابر آنے لگی نووی
نے کہا اب جو بعض لوگ کہتے ہیں سب سے پہلے سورہ مدثر اتری یہ ضعیف بلکہ باطل ہے اسی طرح جو لوگ کہتے
ہیں سب سے پہلے سورہ فاتحہ اتری عن جابر بن عبد الله انه سمع رسول الله صلى الله عليه و
سلم يقول ثم فتر الوحي عني فترة فبينا انا امشي ثم ذكر بمثل حديث يونس غير
انه قال فجثثت منه فرقا حتى هويت الى الارض قال وقال ابو سلمة والرجز الاوثان
قال ثم حمي الوحي بعد وتتابع ترجمہ وہی جو اوپر گذرا اسمیں یہ ہے کہ میں ڈر کے مارے سہم گیا یہاں تک
کہ زمین پر گر پڑا اور ابوسلمہ نے کہا کہ پلیدی سے مراد بت ہیں پھر وحی برابر آنے لگی اور تار لگ گیا۔
عن الزهري بهذا الاسناد نحو حديث يونس وقال فانزل الله تبارك وتعالى يا ايها
المدثر قم فانذر وربك فكبر الى والرجز فاهجر قبل ان تفرض الصلوة وهي الاوثان
قال فجثثت منه كما قال عقيل ترجمہ وہی جو اوپر گذرا اسمیں اتنا زیادہ ہے کہ اسوقت نماز فرض

م اَبَا سَلَمَۃ ن فَقَالَ

نہین ہوئی تہی **عَنْ** یَحْیٰی یَقُوْلُ سَاَلْتُ اَیُّ الْقُرْاٰنِ اُنْزِلَ قَبْلُ قَالَ یٰاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ
فَقُلْتُ اَوِ اقْرَأْ فَقَالَ سَاَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰہِ اَیُّ الْقُرْاٰنِ اُنْزِلَ قَبْلُ قَالَ یٰاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ
فَقُلْتُ اَوِ اقْرَأْ قَالَ جَابِرٌ اُحَدِّثُکُمْ مَا حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ
جَاوَرْتُ بِحِرَاءٍ شَھْرًا فَلَمَّا قَضَیْتُ جِوَارِیْ نَزَلْتُ فَاسْتَبْطَنْتُ بَطْنَ الْوَادِیْ فَنُوْدِیْتُ
فَنَظَرْتُ اَمَامِیْ وَخَلْفِیْ وَعَنْ یَمِیْنِیْ وَعَنْ شِمَالِیْ فَلَمْ اَرَ اَحَدًا ثُمَّ نُوْدِیْتُ فَنَظَرْتُ فَلَمْ اَرَ
اَحَدًا ثُمَّ نُوْدِیْتُ فَرَفَعْتُ رَاْسِیْ فَاِذَا ھُوَ عَلَی الْعَرْشِ فِی الْھَوَاءِ یَعْنِیْ جِبْرِیْلَ فَاَخَذَتْنِیْ
رَجْفَۃٌ شَدِیْدَۃٌ فَاَتَیْتُ خَدِیْجَۃَ فَقُلْتُ دَثِّرُوْنِیْ فَدَثَّرُوْنِیْ فَصَبُّوْا عَلَیَّ مَاءً فَاَنْزَلَ اللّٰہُ
تَعَالٰی یٰاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّکَ فَکَبِّرْ وَثِیَابَکَ فَطَہِّرْ **ترجمہ** یحییٰ سے روایت ہے مین نے ابو سلمہ
سے پوچھا سب سے پہلے قرآن مین سے کیا اوترا انہون نے کہا یٰاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ مین نے کہا یا اِقْرَأْ انہون نے کہا مین
نے جابر بن عبد اللہ سے پوچھا قرآن مین سے پہلے کیا اوترا اونہون نے کہا یاایہا المدثر مین نے کہا یا اقرأ جابر نے
کہا مین تم سے وہ حدیث بیان کرتا ہون جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیان کی تہی آپ نے فرمایا
مین حرا مین ایک مہینے تک رہا جب میری مدت منت کی پوری ہوگئی تو مین اوترا اور وادی کے اندر چلا
کسی نے مجہے آواز دی مین نے سامنے اور پیچہے اور داہنے اور بائین دیکہا کوئی نظر نہ آیا پہر کسی نے مجہے آواز
دی مین نے دیکہا کسی کو نہ پایا پہر کسی نے مجہے آواز دی تو مین نے سر اوپر اٹہایا دیکہا تو وہ ہوا مین ایک تخت
پر مین یعنی جبرئیل علیہ السلام مجہے یہ دیکہکر لرزہ چڑہ آیا سخت (ہیبت کے مارے) تب مین خدیجہ پاس
آیا اور مین نے کہا مجہے کپڑا اوڑہا دو کپڑا اوڑہا دو انہون نے کپڑا اوڑہایا اور پانی میرے اوپر ڈالا (ہیبت
دور کرنے کے لیے) تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیتین اوتارین یٰاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّکَ فَکَبِّرْ وَثِیَابَکَ فَطَہِّرْ
(انکا ترجمہ اوپر گزرا) **عَنْ** یَحْیَی بْنِ اَبِیْ کَثِیْرٍ بِھٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ فَاِذَا ھُوَ جَالِسٌ عَلٰی عَرْشٍ
بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ **ترجمہ** یحییٰ بن ابی کثیر سے اسی اسناد سے روایت ہے ترجمہ وہی جو اوپر گزرا اسمین
یہ ہے کہ وہ ایک تخت پر تہے زمین اور آسمان کے بیچ مین **بَابُ** الْاِسْرَاءِ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ اِلَی السَّمٰوٰتِ وَفَرْضِ الصَّلَوٰتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آسمانون پر تشریف لیجانا (یعنی معراج)
اور نمازون کا فرض ہونا **ف** نووی نے کہا یہ بہت بڑا باب ہے اور مین اسباب مین مختصر مطالب
انکے اپنے موقع پر بیان کرونگا اور قاضی عیاض نے معراج کے بارہ مین چند فقرے بہت عمدہ لکہے ہین انہون

نے کہا لوگون نے اختلاف کیا ہے کہ یہ معراج کسی حالت مین تہا تو بعضون نے کہا کہ یہ سب خواب تہا اور جو حق
ہے اور اکثر سلف اور متاخرین نے اوسکو اختیار کیا ہے فقہا اور محدثین اور متکلمین مین سے وہ یہ ہی کہ معراج
بیداری کی حالت مین تہا اور آپ اپنے جسم کے ساتہہ تشریف لے گئے تہے اور حدیثین اس امر پر دلالت کرتی ہین
اور ظاہر سے عدول کرنے کے لیے کوئی وجہ نہین اور نہ یہ محال ہے تاکہ تاویل کی احتیاج ہو اور شریک نے معراج
کی روایت مین کئی جگہہ وہم کیا ہے جنپر انکار کیا ہے علمار نے اور امام مسلم نے اسپر تنبیہ کی ہے اور کہا کہ شریک
نے اس روایت مین تقدیم اور تاخیر اور کمی اور بیشی کی ہے ایک ان مین سے یہ ہے کہ وہ معراج کو نبوت سے پہلے
نقل کرتا ہے حالانکہ یہ غلط ہے معراج کم سے کم نبوت کے پندرہ مہینے کے بعد واقع ہوا اور حربی نے کہا
معراج ستائیسوین شب کو ربیع الثانی مین ہجرت سے ایک سال پہلے ہوا اور زہری نے کہا معراج نبوت
کے پانچ برس بعد ہوا اور ابن اسحاق نے کہا معراج اوسوقت ہوا جب اسلام مکہ مین پہیل گیا تہا اور عرب
کے قبیلون مین اور ان سب قولون مین زہری اور ابن اسحاق کا قول زیادہ ٹہیک ہے اس لیے کہ سب نے
باتفاق کہا ہے کہ حضرت خدیجہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ نماز پڑہی نماز فرض ہونے کے
بعد اور اس بات مین اختلاف نہین کہ حضرت خدیجہ ہجرت سے تین سال پہلے گذر گئین اور بعضون نے
کہا پانچ سال پہلے دوسرے یہ کہ علمار نے اتفاق کیا ہے اس امر پر کہ نماز معراج کی رات کو فرض ہوئی پہر
معراج نبوت سے پہلے کیونکر ہو سکتا ہے اور یہ جو شریک کی روایت مین ہے آپ سوتے تہے اور دوسری
روایت مین ہے کہ مین سونے اور جاگنے کے بیچ مین تہا خانہ کعبہ پاس تو اس سے یہ بات ثابت نہین ہوتی کہ
معراج خواب مین تہا کیونکہ یہ حالت اوسوقت کی ہے جب آپ پاس فرشتہ آیا اور حدیث مین اسکا
کہان ذکر ہے کہ سارا قصہ خواب مین گزرا تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا نووی نے کہا شریک کے سوا معراج
کی حدیثکو اور حافظون اور عالمون نے روایت کیا ہے جیسے ابن شہاب اور ثابت بنانی اور قتادہ نے انس
سے اور انہون نے شریک کی باتین بیان نہین کین اور شریک اہل حدیث کے نزدیک حافظ نہین ہے مترجم
کہتا ہے کہ جن لوگون نے معراج کا حالت بیداری مین جسم کے ساتہہ انکار کیا ہے اونکا انکار دو وجہ سے ہے
ایک تو یہ کہ اسقدر تیز حرکت قیاس مین نہین آتی کہ لاکہون کروڑون میل کا فاصلہ ایک جسم تہوڑے زمانے
مین طے کرے اور پہر اسکے اجزا مین اتصال قائم رہے دوسری یہ کہ آسمان مثل پیاز کے چہلکون کے ایک
پرت دوسرے پرت سے ملے ہوئے ہین اور وہ پہٹنے اور جڑنے کے قابل نہین ہین دوسرا شبہ تو صرف لطلیموس

کی تقلید سی پیدا ہو گیا تہا کیونکہ اوسنے نو آسمان ٹہوس اور سخت ایک سے ایک ملے ہوئے نکالے اور یہی کا نکالا ہوا نظام مسلمانون نے عربی زبان مین نقل کیا اور وہی مسلمانون مین شایع ہوا حالانکہ خود حکماہی نے اس نظام کو باطل کر دیا اور آسمانون کا جسم ایسا سخت کہ جس مین کوئی چیز پہر نہ سکے غلط ہوا اور ثابت ہوا یہ امر کہ ہزارہا تارے اور اجسام ان آسمانون مین جو فضا کیطرح معلوم ہوتا ہے پہرا کرتے ہین اور اگر یہ امر مان لیا جاوے کہ آسمان ٹہوس اور سخت اجسام ہین تو یہ کہان سی معلوم ہوا کہ اون مین دروازے اور رستے نہین ہین اور جو یہ بھی فرض کیا جاوے تو یہ کہان سی ثابت ہوا کہ وہ پہٹنے اور جڑنے کے لائق نہین ہین جو دلیل اگلے حکما نے آسمانون کے نہ پہٹنے پر قائم کی ہے وہ کئی جگہہ سی مخدوش ہے اور اسکے مقدمات ممنوع ہین اب رہا پہلا امر تو اوسکا جواب یہ ہی کہ صرف قیاس مین نہ آنے سی کوئی امر محال نہین ہو سکتا خود زمین کی حرکت کو دیکہو اٹہارہ ہزار میل ایک گہنٹے مین طے کرتی ہے یعنی توپ کے گولے سی ایک سو بیس گنا جلد جا رہی ہے پر نہ زمین کے اجزا مین تفرق ہوتا ہے اور نہ ہمکو کسی قسم کی پریشانی اسی تیز حرکت سی حاصل ہوتی ہے اور جن لوگون کے نزدیک آفتاب متحرک ہی اور زمین ساکن ہے تو آفتاب زمین سی دس کروڑ میل کے فاصلہ پر ہونے سی اوسکا مدار ساٹہہ کروڑ میل کا ہوا اور ساٹہہ کو ہم بیس پر تقسیم کرین تو ہر ایک ساعت مین اڑہائی کروڑ میل آفتاب کی حرکت ہوئی حالانکہ اسقدر تیز حرکت سی بہی نہ آفتاب کا جرم پہٹتا ہے نہ اوس کے اجزا مین تفرق ہوتا ہے اب اس سی بہی زیادہ تیز حرکت کو دیکہو روشنی جو آفتاب سی ہم تک آپہونچتی ہے اوسکی حرکت ایک دقیقہ یعنی منٹ مین ایک کروڑ بیس لاکہہ میل ہے اگر کوئی کہے کہ روشنی ایک عرض ہے جو دوسرے جسم سے قائم ہے اور کلام جواہر کی حرکات مین ہے تو اسکا جواب یہ ہی کہ یہ خیال ہی غلط ہے کہ روشنی عرض ہی بلکہ روشنی ایک جسم ہے جو چہوٹے چہوٹے اجزا سے مرکب ہی اور وہ اجزا نہایت تیزی کے ساتہہ روشن جسم سی سب طرف پہیل جاتے ہین پہر جب حرکت کی تیزی کی کوئی انتہا نہ نکلی اور نہ جسم کی سختی کی اس صورت مین خداوند کریم قادر مطلق کی قدرت کاملہ سی کچہہ بعید نہین ہے کہ وہ ایک جسم کو جتنی چاہے ایسے تیز روی عنایت فرما دے گو ہماری قیاس اور عادت سی بعید ہو ابو جہل نے اپنی ہی قیاس سے معراج کو بعید سمجہ کر اوسکا انکار کیا اور حضرت صدیق رض نے عقل سلیم سے کام لیا اور معراج کی تصدیق کی وَذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اُتِیْتُ بِالْبُرَاقِ وَھُوَ دَآبَّۃٌ اَبْیَضُ طَوِیْلٌ فَوْقَ الْحِمَارِ وَدُوْنَ الْبَغْلِ یَضَعُ حَافِرَہٗ عِنْدَ

منتهى طرفه قال فركبته حتى اتيت بيت المقدس قال فربطته بالحلقة التى يربط بها (به)
الانبياء قال ثم دخلت المسجد فصليت فيه ركعتين ثم خرجت فجاءنى جبريل عليه
السلام باناء من خمر واناء من لبن فاخترت اللبن فقال جبريل اخترت الفطرة قال ثم
عرج بنا الى السماء فاستفتح جبريل عليه السلام فقيل من انت قال جبريل قيل ومن معك
قال محمد صلى الله عليه وسلم قيل وقد بعث اليه قال قد بعث اليه قال ففتح لنا فاذا
انا بآدم صلى الله عليه وسلم فرحب بى ودعا لى بخير ثم عرج بنا الى السماء الثانية فاستفتح
جبريل عليه السلام فقيل من انت قال جبريل قيل ومن معك قال محمد صلى الله عليه و
سلم قيل وقد بعث اليه (قال قد بعث اليه) قال ففتح لنا فاذا انا بابنى الخالة عيسى ابن مريم ويحيى بن زكريا
صلوات الله وسلامه عليهما فرحبا ودعوا لى بخير ثم عرج بنا الى السماء الثالثة فاستفتح جبريل
عليه السلام فقيل من انت قال جبريل قيل ومن معك قال محمد صلى الله عليه وسلم قيل
وقد بعث اليه قال قد بعث اليه ففتح لنا فاذا انا بيوسف صلى الله عليه وسلم واذا هو قد
اعطى شطر الحسن قال فرحب بى ودعا لى بخير ثم عرج بنا الى السماء الرابعة فاستفتح جبريل عليه
السلام فقيل من هذا قال جبريل قيل ومن معك قال محمد صلى الله عليه وسلم قال وقد
بعث اليه قال قد بعث اليه ففتح لنا فاذا انا بادريس عليه السلام فرحب بى ودعا لى بخير قال (صلى الله عليه وسلم)
الله عز وجل ورفعناه مكانا عليا ثم عرج بنا الى السماء الخامسة فاستفتح جبريل عليه السلام
قيل من هذا قال جبريل قيل ومن معك قال محمد صلى الله عليه وسلم قيل وقد بعث اليه
قال قد بعث قال ففتح لنا فاذا انا بهرون عليه السلام فرحب ودعا لى بخير ثم عرج بنا الى (صلى الله عليه وسلم)
السماء السادسة فاستفتح جبريل عليه السلام قيل من هذا قال جبريل قيل ومن معك قال
محمد صلى الله عليه وسلم قيل وقد بعث اليه قال قد بعث اليه ففتح لنا فاذا انا بموسى عليه
السلام فرحب ودعا لى بخير ثم عرج بنا الى السماء السابعة فاستفتح جبريل عليه السلام فقيل (قيل)
من هذا قال جبريل قيل ومن معك قال محمد صلى الله عليه وسلم قيل وقد بعث اليه
قال قد بعث اليه ففتح لنا فاذا انا بابراهيم عليه السلام مسندا ظهره الى البيت المعمور واذا
هو يدخله كل يوم سبعون الف ملك لا يعودون اليه ثم ذهب بى الى السدرة المنتهى واذا (فاذا)

وَاِذَا وَرَقُهَا كَاٰذَانِ الْفِيَلَةِ وَاِذَا ثَمَرُهَا كَالْقِلَالِ قَالَ فَلَمَّا غَشِيَهَا مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ مَا غَشِيَ تَغَيَّرَتْ فَمَا اَحَدٌ مِّنْ خَلْقِ اللّٰهِ يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَّنْعَتَهَا مِنْ حُسْنِهَا فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلَيَّ مَا اَوْحٰى فَفَرَضَ عَلَيَّ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ فَنَزَلْتُ اِلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ مَا فَرَضَ رَبُّكَ عَلٰى اُمَّتِكَ قُلْتُ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسَلْهُ التَّخْفِيْفَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا يُطِيْقُوْنَ ذٰلِكَ فَاِنِّيْ قَدْ بَلَوْتُ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ وَخَبَرْتُهُمْ قَالَ فَرَجَعْتُ اِلٰى رَبِّيْ فَقُلْتُ يَا رَبِّ خَفِّفْ عَلٰى اُمَّتِيْ فَحَطَّ عَنِّيْ خَمْسًا فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقُلْتُ حَطَّ عَنِّيْ خَمْسًا قَالَ اِنَّ اُمَّتَكَ لَا يُطِيْقُوْنَ ذٰلِكَ فَارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسَلْهُ التَّخْفِيْفَ قَالَ فَلَمْ اَزَلْ اَرْجِعُ بَيْنَ رَبِّيْ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَبَيْنَ مُوْسٰى حَتّٰى قَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّهُنَّ خَمْسُ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ لِكُلِّ صَلٰوةٍ عَشْرٌ فَذٰلِكَ خَمْسُوْنَ صَلٰوةً وَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهٗ حَسَنَةً فَاِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهٗ عَشْرًا وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ تُكْتَبْ شَيْئًا فَاِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ سَيِّئَةً وَّاحِدَةً قَالَ فَنَزَلْتُ حَتّٰى انْتَهَيْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسَلْهُ التَّخْفِيْفَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ قَدْ رَجَعْتُ اِلٰى رَبِّيْ حَتّٰى اسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ

**ترجمہ** انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے سامنے براق لایا گیا **ف** براق بضم با اوس جانور کا نام ہے جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات کو سوار ہوئے تھے زبیدی اور صاحب تحریر نے کہا کہ براق وہ جانور ہے جس پر تمام پیغمبروں نے سواری کی ہے اور پیغمبروں کا سواری کرنا اسپر دلیل چاہتا ہے ابن درید نے کہا براق برق سے نکلا ہے برق کہتے ہیں بجلی کو اوس جانور کا نام براق ہوا اس لیے کہ اس کی چال بجلی کیطرح تیز تھی اور بعضوں نے کہا اسلیے کہ وہ بجلی کیطرح صاف اور ستھرا اور چمکدار تھا اور بعضوں نے کہا اسلیے کہ وہ سفید تھا قاضی عیاض نے کہا احتمال ہے کہ اس جانور میں دو رنگ ہوں کیونکہ برقا اوس بکری کو کہتے ہیں جسکی سفیدی میں سیاہ دھاریاں ہوں اور حدیث میں خود موجود ہے کہ وہ جانور سفید رنگ تھا تو برقا بھی سفید میں داخل ہے (نووی) **ف** اور وہ ایک جانور ہے سفید رنگ کا لنبا گدھے سے اونچا اور خچر سے چھوٹا اپنے سم وہاں رکھتا ہے جہانتک اوسکی نگاہ پہونچتی ہے (تو ایک لمحہ میں آسمان تک جاسکتا ہے) میں اوسپر سوار ہوا اور بیت المقدس تک آیا **ف** مقدس یا مُقَدَّس دونوں صحیح ہیں اور مشہور معنی اس کے یہیں پاکی کا گھر کیونکہ وہاں انسان گناہوں سے پاک ہوتا ہے یا وہ مکان خود پاک ہے بتوں کی نجاست سے **ف** وہاں اس جانور کو حلقہ سے باندھ دیا جس سے اور پیغمبر اپنے اپنے جانوروں کو باندھا کرتے تھے (یہ حلقہ مسجد

کے دروازے پر ہے اور باندہ دینے سے یہ معلوم ہوا کہ انسان کو اپنی چیزون کی احتیاط اور حفاظت ضرور ہے
اور یہ توکل کے خلاف نہین) پہر مین مسجد کے اندر گیا اور دو رکعتین نماز کی پڑہین بعد اوسکی باہر نکلا تو حضرت
جبرئیل علیہ السلام دو برتن لیکر آئے ایک مین شراب تہا اور ایک مین دودہ مینے دودہ پسند کیا حضرت جبرئیل نے
کہا تم نے فطرت کو اختیار کیا **ف** نووی نے کہا اس روایت مین اختصار ہے اور مراد یہ ہے کہ جبرئیل علیہ السلام
نے آپ کو اختیار دیا کہ ان دونون برتنون مین سے جسکو چاہین اختیار کرین آپ نے دودہ پسند کیا جیسے دوسری
روایت مین ابو ہریرہ کے صاف موجود ہے کہ آپکو الہام ہوا دودہ کے اختیار کرنیکا اور فطرت سے مراد اسلام اور
استقامت ہے اور مطلب یہ ہے کہ تمنے اسلام کی علامت کو اور اسپر استقامت کو اختیار کیا اور دودہ اسلام کی
علامت اسوجہ سے ہوا کہ وہ پاکیزہ خوشگوار نیک انجام ہے اور شراب تو سب ناپاکیون کی جڑ ہے اور حال اور مآل
دونون مین برائیان پیدا کرنے والا ہے انتہے مترجم کہتا ہے کہ ممکن ہے کہ فطرت سے مراد یہان لغوی معنی فطرت کا ہو
یعنے پیدایش اور آفرینش اور مقصود یہ ہو کہ دودہ فطری غذا ہے انسان کی جب آدمی پیدا ہوتا ہے تو اوسکی پرورش
بغیر دودہ کے مشکل ہے اور دودہ وہ غذا ہے جو نہایت مقوی سریع الہضم اعضا کو بڑہانے والا جسم کو پرورش کرنے
والا ہے اور اسمین غذائیت اور مائیت دونون موجود ہین اور وہ فطری ہے یعنی پیدایشی ہے خداوند کریم نے اس
کو بنایا انسان کی صنعت کو اس مین دخل نہین برخلاف شراب کے کہ نہ اس مین غذائیت ہے جو انسان کے جسم کی
پرورش کے لیے کافی ہو نہ وہ فطری ہے بلکہ انسان کی ترکیب اور صنعت سے تیار ہوتا ہے اور جسقدر منفعت اس
سے حاصل ہوتی ہے اوس سے زیادہ ضرر اور نقصان پیدا ہوتا ہے **ف** پہر جبرئیل ہمارے ساتہ آسمان پر چڑہے
(جب وہان پہونچے) تو فرشتون سے کہا دروازہ کہولنے کے لیے انہون نے پوچہا کون ہے جبرائیل نے کہا جبرئیل
ہے انہون نے کہا تمہارے ساتہ دوسرا کون ہے جبرئیل نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین فرشتون نے پوچہا
کیا وہ بلائے گئے تہے جبرئیل نے کہا ہان بلائے گئے ہین **ف** نووی نے کہا یہان سے کئی باتین معلوم ہوئین
ایک یہ کہ جب مکان والا اندر سے پوچہے کون ہے تو اوسکے جواب مین اپنا نام بیان کرے نہ یہ کہ مین کہے کیونکہ
اسکی مخالفت آئی ہے اور مین کہنا بے فائدہ ہے دوسرے یہ کہ آسمان مین دروازے ہین تیسرے یہ کہ دروازون پر
محافظ اور چوکیدار ہین **ف** پہر دروازہ کہولا گیا ہمارے لیے اور ہمنے آدم علیہ السلام کو دیکہا انہون نے
مرحبا کہا اور میرے لیے دعا کی بہتری کی **ف** مرحبا وہ لفظ ہے جسکو عرب کے لوگ مہمان کے آنیکے وقت بولتے
ہین یعنے تم اچہے فراخ اور کشادہ جگہہ مین آئے اس سے معلوم ہوا کہ جب کوئی شخص ملاقات کو آئے اوسکی خاطرداری

کرنا اور کشادہ پیشانی سے ملنا اور اسکی تعریف کرنا بشرطیکہ وہ مغرور نہ ہو درست ہے اور یہ طریقہ ہے انبیا کا (ف)
پہر جبرئیل ہمارے ساتہہ چڑہے دوسرے آسمان پر اور دروازہ کہلوایا فرشتوں نے پوچھا کون ہے اونہوں نے کہا جبرئیل
فرشتوں نے پوچھا تمہارے ساتہہ دوسرا کون شخص ہے اونہوں نے کہا محمد ہین فرشتوں نے کہا کیا انکو
حکم ہوا تہا بلانیکا جبرئیل نے کہا ہان انکو حکم ہوا ہے پہر دروازہ کہلا تو مین نے دونون خالہ زاد بہائیونکو
دیکہا یعنے حضرت عیسی بن مریم اور یحیی بن زکریا علیہما السلام کو ان دونون نے مرحبا کہا اور میرے لیے بہتری
کی دعا کی پہر جبرئیل ہمارے ساتہہ تیسرے آسمان پر چڑہے اور دروازہ کہلوایا فرشتوں نے کہا کون ہے جبرئیل
نے کہا جبرئیل فرشتوں نے کہا تمہارے ساتہہ دوسرا کون ہے جبرئیل نے کہا محمد ہین فرشتوں نے کہا کیا انکو
پیغام کیا گیا تہا بلانے کے لیے جبرئیل نے کہا ہان انکو پیغام کیا گیا تہا پہر دروازہ کہلا تو مین نے حضرت یوسف
علیہ السلام کو دیکہا اللہ نے حسن (خوبصورتی) کا آدہا حصہ انکو دیا تہا اونہوں نے مرحبا کہا مجہکو اور نیک دعا
کی پہر جبرئیل ہمکو لیکر چوتہے آسمان پر چڑہے اور دروازہ کہلوایا فرشتوں نے پوچھا کون ہے کہا جبرئیل پوچھا
تمہارے ساتہہ دوسرا کون ہے کہا محمد ہین فرشتوں نے کہا کیا وہ بلوائے گئے ہین جبرئیل نے کہا ہان بلائے
گئے ہین پہر دروازہ کہلا تو مین نے ادریس علیہ السلام کو دیکہا اونہوں نے مرحبا کہا اور اچہی دعا دی مجہکو
اللہ جل جلالہ نے فرمایا ہم نے اوٹہا لیا ادریس کو اونچی جگہہ پر (تو اونچی جگہہ سے یہی چوتہا آسمان مراد ہے)
پہر جبرئیل ہماری ساتہہ پانچوین آسمان پر چڑہے انہوں نے دروازہ کہلوایا فرشتوں نے پوچھا کون کہا
جبرئیل پوچھا تمہارے ساتہہ کون ہے کہا محمد ہین فرشتوں نے کہا کیا وہ بلائے گئے ہین جبرئیل نے
کہا ہان بلائے گئے ہین پہر دروازہ کہلا تو مین نے حضرت ہارون علیہ السلام کو دیکہا اونہوں نے مرحبا کہا اور مجہکو
نیک دعا دی پہر جبرئیل ہمارے ساتہہ چہٹے آسمان پر چڑہے اور دروازہ کہلوایا فرشتوں نے پوچھا کون ہے
کہا جبرئیل پوچھا اور کون ہے تمہارے ساتہہ اونہوں نے کہا محمد ہین فرشتوں نے کہا کیا خدا نے انکو پیام
بہیجا آنے کے لیے جبرئیل نے کہا ہان بہیجا پہر دروازہ کہلا تو مین نے حضرت موسی علیہ السلام کو دیکہا
اونہوں نے کہا مرحبا اور اچہی دعا دی مجہکو پہر جبرئیل ہمارے ساتہہ ساتوین آسمان پر چڑہے اور دروازہ
کہلوایا فرشتوں نے پوچھا کون ہے کہا جبرئیل پوچھا تمہارے ساتہہ اور کون ہے کہا محمد ہین فرشتوں نے
پوچھا کیا بلوائے گئے ہین اونہوں نے کہا ہان بلوائے گئے ہین پہر دروازہ کہلا تو مین نے حضرت ابراہیم
علیہ السلام کو دیکہا وہ تکیہ لگائے ہوئے تہے اپنی پیٹہ کا بیت المعمور کیطرف اس سے یہ معلوم ہوا کہ قبلہ کیطرف پیٹہہ کرنا

بچھونا درست ہو) اور اوسمین ہر روز ستر ہزار فرشتے جاتے ہین جو پہر کبہی نہین آتے ف بیت المعمور ایک
گہر ہے کعبہ کے برابر آسمانون کے اوپر اوسکو معمور اسلیے کہتے ہین کہ وہ ہمیشہ آباد رہتا ہے ہر روز نئے ستر ہزار فرشتے
وہان عبادت کیلیے آتے ہین جو پہر کبہی نہین آتے اس سے معلوم کرنا چاہیے کہ فرشتے کتنے بے حساب ہین
ف پہر جبرئیل مجھکو سدرۃ المنتہی پاس لیگئے ف سدرۃ المنتہی ایک درخت ہے بیر کا ساتون آسمانون
کے اوپر وہ حد ہے فرشتون کے جانے کی یا حد ہے ان کے علم کی اوس سے آگے کا علم سوا خدا کے کسیکو نہین ہے
ابن عباس نے کہا اسکا نام سدرۃ المنتہی اسلیے ہوا کہ ملائکہ کا علم وہان تک ختم ہوگیا اور اس سے آگے کوئی
نہین بڑہا سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور عبد اللہ بن مسعود سے منقول ہے کہ اوسکو منتہی اسلیے کہتے ہین
کہ جو اوپر سے اترتا ہے وہ وہان آکر ٹہر جاتا ہے اور جو نیچے سے چڑہتا ہے وہ بہی وہین رک جاتا ہے یعنی خدا
کا حکم ف اوسکے پتے اتنے اتنے بڑے تہے جیسے ہاتہی کے کان اور اوسکے بیر جیسے قلہ (ایک بڑا گہڑا
جس مین دو مشک یا زیادہ پانی آتا ہے) پہر جب اوس درخت کو اللہ کے حکم نے ڈہانکا تو اسکا حال ایسا ہو
گیا کہ کوئی مخلوق اسکی خوبصورتی بیان نہین کرسکتا ف یعنی جب اللہ جل جلالہ کی خاص تجلی اس درخت
پر ہوئی تو اس کا رنگ روپ ہی بدل گیا اور حسن وجمال اسکا بے نظیر ہوگیا جسکی تعریف بیان نہین ہوسکتی پہر
مخلوق کی کیا مجال جو اپنے خالق ذو الجلال کی تعریف کرسکے ف پہر اللہ جل جلالہ نے ڈالا میرے دل
مین جو کچھ ڈالا اور پچاس نمازین ہر رات اور دن مین مجہپر فرض کین جب مین وہان سے اوترا اور حضرت موسی
علیہ السلام تک پہنچا تو اونہون نے پوچہا تمہارے پروردگار نے کیا فرض کیا تمہاری امت پر مین نے کہا پچاس
نمازین فرض کین انہون نے کہا پہر لوٹ جاؤ اپنے پروردگار کے پاس ف اس سے صاف
ثابت ہوتا ہے عقیدہ سلف امت کا کہ خدا تعالے اپنے عرش پر آسمانون کے اوپر ہے ورنہ لوٹ جانے کے
کیا معنے ہونگے ف اور تخفیف چاہو کیونکہ تمہاری امت کو اتنی طاقت نہوگی اور مین نے بنی
اسرائیل کو آزمایا ہے اور انکا امتحان لیا ہے مین لوٹ گیا اپنے پروردگار کے پاس ف نووی
نے اس مقام پر یہ تاویل کی ہے کہ مین لوٹ گیا اوس مقام پر جہان مین نے خداوند کریم سے باتین کی تہین
اور پہر عرض کیا دوبارہ اور نقل کیا اسکو مولانا ابو الطیب نے سراج الوہاج مین اور نہین رد کیا اس تاویل کو حالانکہ
یہ تاویل مردود ہے اور نووی نے متاخرین متکلمین کی تقلید کرکے یہ تاویل کی جو خداوند کریم کو جہت اور
مکان سے منزہ خیال کرتے ہین اور علما حدیث اور سلف صالحین کے مذہب پر اس حدیث مین کوئی

تاویل کی ضرورت نہین اسلیے کہ اونکے نزدیک منتہا الامکان عرش ہے اور وہ جہت فوق ہی ہی پس مطلب حدیث کا صاف ہی کہ مین خداوند کریم کے پاس پھر گیا اور جن لوگون نے یہ خیال کیا ہے کہ معاذاللہ خدا کی ذات ہر جگہہ ہے اور عرش سے ذات کو کوئی خصوصیت نہین اون کے طریقہ پر معراج کی کوئی فضیلت نہین نکلتی ہے اور نہ اتنی تکلیف کی کوئی ضرورت معلوم ہوتی ہے کہ رات کیوقت ساتون آسمانون کا سفر آپکو درپیش ہو کیونکہ اون کے نزدیک تو خدا زمین پر بھی ذاتا موجود ہے پھر ساتون آسمانون کے اوپر جانے سے کیا مقصود تھا لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ یہ کم بخت عقیدہ جہم بن صفوان سے پہیلا جس نے ہزارون مسلمانونکو گمراہ کیا اور ابتک یہ گمراہی اوسکی قائم ہے اور نجات دی اللہ جل جلالہ نے اس شیطان کے شر سے علماء حدیث اور سلف صالحین کو اور جنھون نے اونکی راہ اختیار کی اللہ تعالی ہمکو سلف کی پیروی نصیب کرے اور ہمارا حشر اونہی کے ساتھہ کرے آمین یارب العالمین ت اور عرض کیا اے پروردگار تخفیف کر میری امت پر اللہ تعالی نے پانچ نمازین گھٹا دین ف اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ جل جلالہ سے بلا واسطہ کلام کیا اور خدا تعالی نے آپکو جواب دیا اب وہ لوگ جو کہتے ہین مَعَاذَ اللّٰہ خدا بات نہین کرتا نہ اوسکی بات مین آواز اور حروف ہین وہ گویا حدیثون اور آیتون کا رد کرتے ہین جنسے صاف اللہ تعالی کا بات کرنا اور سمین آواز ہونا ثابت ہو ت مین لوٹ کر حضرت موسی علیہ السلام پاس آیا اور کہا کہ پانچ نمازین اللہ تعالی نے مجھے معاف کر دین انہون نے کہا تمہاری امت کو اتنی طاقت نہوگی تم پھر جاؤ اپنے رب کے پاس اور تخفیف کراؤ آپ نے فرمایا مین اسیطرح برابر اپنے پروردگار اور حضرت موسی کے بیچ مین پھرا کیا یہانتک کہ اللہ جل جلالہ نے فرمایا اے محمد وہ پانچ نمازین ہین ہر دن اور ہر رات مین اور ہر ایک نماز مین دس نماز کا ثواب ہے تو وہی پچاس نمازین ہوئین (سبحان اللہ مالک کی کیسی عنایت اپنے غلامون پر ہے کہ پڑہین تو پانچ نمازین اور ثواب ملے پچاس کا) اور جو کوئی شخص نیت کرے نیک کام کرنے کی پھر اوسکو نکرے تو اسکو ایک نیکی کا ثواب ملیگا اور جو کرے تو دس نیکیونکا اور جو شخص نیت کرے برائی کی پھر اوسکو نکرے تو کچھ نہ لکھا جاویگا اور اگر کر بیٹھے تو ایک ہی برائی لکھی جاویگی۔ آپ نے فرمایا پھر مین اوترا اور حضرت موسی علیہ السلام پاس آیا انہون نے کہا پھر جاؤ اپنے پروردگار پاس اور تخفیف چاہو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین اپنے پروردگار پاس پھر پھر کر گیا یہانتک کہ مین شرما گیا اوس سے ف اپنی

بار بار عرض کرنے سے اور تخفیف چاہنے سے اب مجھکو شرم آگئی اب نہیں جاسکتا کہ آپ کو یہ خیال ہوا کہ میری امت ان پانچ نمازون کو بھی ہر روز ادا نکر سکے گی پر جو منظور الٰہی تہا وہ ہوا۔ یہ جو بار بار تخفیف ہوئی تو علما نے اختلاف کیا ہے اس مین کہ آیا پہلے پچاس نمازون کا جو حکم ہوا تہا وہ وجوبی تہا یا غیر وجوبی خطابی نے کہا کہ وہ حکم غیر وجوبی تہا ورنہ تخفیف کیسی ہوتی اور صحیح یہ ہے کہ وہ حکم وجوبی تہا کیونکہ اگر غیر وجوبی ہوتا تو تخفیف چاہنے کی ضرورت نہ پڑتی اب یہ تخفیف نسخ ہے قبل عمل کے اور وہ جائز ہے عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيْتُ فَانْطَلَقُوْا بِيْ اِلٰى زَمْزَمَ فَشُرِحَ عَنْ صَدْرِيْ ثُمَّ غُسِلَ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ اُنْزِلْتُ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس فرشتے آئے اور مجھے لیگئے زمزم کے پاس پھر چیرا گیا سینہ میرا اور دہویا گیا زمزم کے پانی سے پھر چھوڑ دیا گیا مین اپنی جگہ پر ف یعنی اسی جگہہ جہان سے لے گئے تہے یعنی اوس صورت مین ہے جب حدیث مین انزلت بضم تا صیغہ واحد متکلم مجہول ہو اور جو بسکون تا ہو صیغہ واحد مونث مجہول تو اس صورت مین اوسکا مفعول ما لم یسم فاعلہ محذوف ہوگا اور وہ مذکور ہے برقانی کی روایت مین اس طرح ثم انزلت علی طست من ذہب مملوءۃ حکمۃ یعنے پھر اوتارا گیا مجھپر ایک طشت سونیکا جس مین حکمت بہری ہوئی تہی عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَاهُ جِبْرِيْلُ وَهُوَ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فَاَخَذَهٗ فَصَرَعَهٗ فَشَقَّ عَنْ قَلْبِهٖ فَاسْتَخْرَجَ الْقَلْبَ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ عَلَقَةً فَقَالَ هٰذَا حَظُّ الشَّيْطَانِ مِنْكَ ثُمَّ غَسَلَهٗ فِيْ طَسْتٍ مِّنْ ذَهَبٍ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ لَاَمَهٗ ثُمَّ اَعَادَهٗ فِيْ مَكَانِهٖ وَجَاءَ الْغِلْمَانُ يَسْعَوْنَ اِلٰى اُمِّهٖ يَعْنِيْ ظِئْرَهٗ فَقَالُوْا اِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قُتِلَ فَاسْتَقْبَلُوْهُ وَهُوَ مُنْتَقِعُ اللَّوْنِ قَالَ اَنَسٌ وَقَدْ كُنْتُ اَرٰى اَثَرَ ذٰلِكَ الْمِخْيَطِ فِيْ صَدْرِهٖ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس جبریل علیہ السلام آئے اور آپ لڑکون کے ساتھہ کہیل رہے تہے اونہون نے آپکو پکڑا اور پچھاڑا اور دلکو چیر کر نکالا پھر اس مین سے ایک پھٹکی جدا کرڈالے اور کہا کہ اتنا حصہ شیطان کا تہا تم مین پھر اس دلکو دہویا سونیکے طشت مین زمزم کے پانی سے (اس سے یہ نہین نکلتا کہ ہمکو سونیکے برتن کا استعمال درست ہے کیونکہ یہ فرشتون کا فعل تہا اور ممکن ہے کہ انکی شریعت ہمارے شریعت کے مغایر ہو دوسرے یہ کہ اوس وقت تک سونیکا استعمال حرام نہین ہوا تہا) پھر جوڑا اوسکو اور اپنی جگہہ مین رکہا اور لڑکے دوڑے ہوے آپکی مان پاس آئے یعنے آنحضرت کی انا پاس اور کہا کہ محمد مار ڈالے گئے یہ سنکر لوگ دوڑے دیکہا تو آپکا

صحیح اور سالم ہیں اور) آپ کا رنگ بدل گیا ہے (ڈر اور خوف سے) انس نے کہا ہیں اس سلائی کا (جو حضرت جبرائیل
علیہ السلام نے کی تھی) آپ کے سینہ پر نشان دیکھتا تھا عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ قَالَ سَمِعْتُ
أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُنَا عَنْ لَيْلَةِ أُسْرِيَ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ مِنْ مَسْجِدِ الْكَعْبَةِ أَنَّهُ جَاءَهُ
ثَلَاثَةُ نَفَرٍ قَبْلَ أَنْ يُوحَى إِلَيْهِ وَهُوَ نَائِمٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِقِصَّتِهِ نَحْوَ حَدِيثِ
ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ وَقَدَّمَ فِيهِ شَيْئًا وَأَخَّرَ وَزَادَ وَنَقَصَ ترجمہ شریک بن عبد اللہ سے روایت ہے میں نے سنا
انس بن مالک سے وہ بیان کرتے تھے اس رات کا جس میں معراج ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبہ کی مسجد
سے آپ پاس تین فرشتے آئے وحی آنے سے پہلے اور آپ مسجد میں سو رہے تھے پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح
جیسے ثابت نے روایت کیا انس سے لیکن آگے بیان کیا بعضی باتوں کو اور پیچھے بیان کیا بعضی باتوں کو
اور زیادہ کیا اور کم کیا عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ أَبُو ذَرٍّ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ فُرِجَ سَقْفُ بَيْتِي وَأَنَا بِمَكَّةَ فَنَزَلَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَفَرَجَ صَدْرِي ثُمَّ غَسَلَهُ مِنْ مَاءِ
زَمْزَمَ ثُمَّ جَاءَ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِئٍ حِكْمَةً وَإِيمَانًا فَأَفْرَغَهَا فِي صَدْرِي ثُمَّ أَطْبَقَهُ ثُمَّ أَخَذَ
بِيَدِي فَعَرَجَ بِي إِلَى السَّمَاءِ فَلَمَّا جِئْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا قَالَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِخَازِنِ السَّمَاءِ الدُّنْيَا قَالَ
افْتَحْ قَالَ مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا جِبْرِيلُ قَالَ هَلْ مَعَكَ أَحَدٌ قَالَ نَعَمْ مَعِيَ مُحَمَّدٌ قَالَ فَأُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ
نَعَمْ فَافْتَحْ فَفَتَحَ قَالَ فَلَمَّا عَلَوْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا فَإِذَا رَجُلٌ عَنْ يَمِينِهِ أَسْوِدَةٌ وَعَنْ يَسَارِهِ أَسْوِدَةٌ قَالَ
إِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِينِهِ ضَحِكَ وَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهِ بَكَى قَالَ فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالِابْنِ الصَّالِحِ
قَالَ قُلْتُ يَا جِبْرِيلُ مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا آدَمُ وَهَذِهِ الْأَسْوِدَةُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ نَسَمُ بَنِيهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَأَهْلُ الْيَمِينِ أَهْلُ الْجَنَّةِ وَالْأَسْوِدَةُ الَّتِي عَنْ شِمَالِهِ أَهْلُ النَّارِ فَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِينِهِ ضَحِكَ وَإِذَا عِنْدَهُ
نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهِ بَكَى قَالَ ثُمَّ عَرَجَ بِي جِبْرِيلُ حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الثَّانِيَةَ فَقَالَ لِخَازِنِهَا افْتَحْ قَالَ فَقَالَ لَهُ
خَازِنُهَا مِثْلَ مَا قَالَ خَازِنُ السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَفَتَحَ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ فَذَكَرَ أَنَّهُ وَجَدَ فِي السَّمَاوَاتِ فَقَالَ
آدَمَ وَإِدْرِيسَ وَعِيسَى وَمُوسَى وَإِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَلَمْ يُثْبِتْ كَيْفَ مَنَازِلُهُمْ غَيْرَ
أَنَّهُ ذَكَرَ أَنَّهُ قَدْ وَجَدَ آدَمَ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا وَإِبْرَاهِيمَ فِي السَّمَاءِ السَّادِسَةِ قَالَ فَلَمَّا مَرَّ جِبْرِيلُ وَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
رَسُولُ اللهِ بِإِدْرِيسَ قَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْأَخِ الصَّالِحِ قَالَ ثُمَّ مَرَّ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا
إِدْرِيسُ قَالَ ثُمَّ مَرَرْتُ بِمُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْأَخِ الصَّالِحِ قَالَ قُلْتُ مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا مُوسَى قَالَ ثُمَّ مَرَرْتُ

عليه السلام بعيسى فقال مرحبا بالنبي الصالح والأخ الصالح قلت من هذا قال هذا عيسى ابن مريم ثم مررت بابرهيم فقال مرحبا بالنبي الصالح
والابن الصالح قلت من هذا قال هذا ابراهيم عليه السلام قال ابن شهاب واخبرني ابن
حزم ان ابن عباس وابا حبة الانصاري كانا يقولان قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم عرج
بي حتى ظهرت لمستوى اسمع فيه صريف الاقلام قال ابن حزم وانس بن مالك قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم ففرض الله على امتي خمسين صلوة قال فرجعت بذلك حتى امر بموسى فقال موسى
ماذا فرض ربك على امتك قال قلت فرض عليهم خمسين صلوة قال لي موسى فراجع ربك فان
امتك لا تطيق ذلك قال فراجعت ربي فوضع شطرها قال فرجعت الى موسى عليه السلام
فاخبرته فقال راجع ربك فان امتك لا تطيق ذلك قال فراجعت ربي فقال هي خمس وهي
خمسون لا يبدل القول لدي قال فرجعت الى موسى فقال راجع ربك فقلت قد استحييت من ربك
ربي قال ثم انطلق بي جبرئيل حتى اتى سدرة المنتهى فغشيها الوان لا ادري ما هي قال ثم ادخلت
الجنة فاذا فيها جنابذ اللؤلؤ واذا ترابها المسك ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے کہ ابوذر غفاری
حدیث بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا توڑا گیا چھت میرے مکان کا اور میں مکے میں تھا
اور جبرئیل علیہ السلام اترے اونہوں نے میرا سینہ چیرا پھر اسکو دھویا زمزم کے پانی سے پھر ایک طشت لائے سونے
کا جس میں حکمت اور ایمان بھرا ہوا تھا اور اونڈیل دیا اوسکو میرے سینے میں **ف** یہ سینہ چیرنا اور دل
کو دھونا اور صاف کرنا کچھ خلاف قیاس نہیں نہ محال ہے خداوند کریم کی قدرت سے یہ امر بالکل بعید معلوم
نہیں ہوتا بلکہ زمانہ حال میں خود انسان نے جراحی میں ایسی ترقی کی ہے کہ اگلے زمانہ میں لوگ اسکو خلاف
قیاس سمجھتے اور طشت میں ایمان اور حکمت بھرے ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اس طشت میں کوئی ایسی چیز بھری
تھی جسکے دل میں ڈالنے سے دل روشن ہو گیا اور بھر گیا اور ایمان اور حکمت سے یہ تاویل نووی نے کی ہے
اور میرے نزدیک اس تاویل کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ طشت بھی جنت کا تھا اور جنت کے طشت میں ایمان اور
حکمت کا بھرا جانا بعید نہیں اسلیے کہ جنت عالم آخرت میں سے ہے اور عالم آخرت کے احکام اور ہیں وہاں بہت
سی چیزیں جنکو ہم یہاں جسمانی اور موجود بالذات خیال نہیں کر سکتے جسمانی اور موجود بالذات ہونگی اسی قبیل
سے ہے اعمال کا تولا جانا موت کا ذبح کیا جانا قرآن کی سورتوں کا شفاعت کرنا واللہ اعلم ف بعد اسکے
ملا دیا سینے کو اور میرا ہاتھ پکڑا اور ہم آسمان پر چڑھے مجھے ساتھ لیکر جب دنیا کے آسمان پر پہونچے تو جبرئیل علیہ السلام

شتہ وہان کے کلیدبردار سے کہا کھول اوس نے پوچھا کون ہے جبرئیل نے کہا جبرئیل پوچھا اور بھی کوئی تیرے ساتھ ہے
جبرئیل نے کہا ہان محمد ہین پوچھا کیا وہ بلائے گئے کہا ہان تب اوس نے دروازہ کھولا جب ہم آسمان کے اوپر
گئے تو ایک شخص کو دیکھا جسکی داہنی طرف بھی جھنڈ تھے (روحون کے) اور بائین طرف بھی جھنڈ تھے
جب وہ اپنی داہنی طرف دیکھتے تو ہنستے اور جب بائین طرف دیکھتے تو روتے اوس نے مجھے دیکھکر کہا مرحبا ای نیکبخت
نبی اور نیک بیٹے مین نے جبرئیل سے پوچھا یہ کون ہے اونہون نے کہا یہ آدم علیہ السلام ہین اور یہ جو لوگون کے
جھنڈ اون کے داہنے اور بائین ہین یہ اونکی اولاد ہے تو داہنی طرف والے لوگ ہین جو جنت مین جاوینگے
اور بائین طرف والے لوگ ہین جو جہنم مین جاوینگے اسلیے وہ جب داہنی طرف دیکھتے ہین تو خوشی کے
مارے ہنس دیتے ہین اور جب بائین طرف دیکھتے ہین تو رنج کے مارے رو دیتے ہین ف قاضی عیاض
نے کہا اس مقام پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ کافرون کی روحین تو سجین مین رہتی ہین جو ساتوین زمین مین ہے
یا اس کے نیچے ہے یا قید مین رہتی ہین اور مومنون کی روحین جنت مین آرام پاتی ہین پھر یہ روحین آدم
علیہ السلام کے پاس کیونکر جمع تھین اور اسکا جواب یہ ہے کہ شاید حضرت آدم علیہ السلام کے پاس اون کے روحون
پیش ہونیکا ایک وقت معین ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتفاق سے اوسی وقت وہان پہونچے تو ان روحون
کو دیکھا اور یہ بھی احتمال ہے کہ کافر ارواح کا جہنم مین اور مومن ارواح کا جنت مین رہنا ہمیشہ نہ ہو بلکہ خاص
ایک وقت مین ہوتا ہو جیسے قرآن مین ہے کہ صبح اور شام جہنم کے سامنے وہ کیے جاوین گے اور حدیث مین ہے
مومن کے سامنے اسکا ٹھکانا جنت مین پیش کیا جاویگا اور اس سے کہا جاویگا کہ تیرا یہ ٹھکانا ہے یہانتک کہ
اللہ تعالی پھر بھیجے تجھکو اس جگہہ اور یہ بھی احتمال ہے کہ جنت حضرت آدم علیہ السلام کی داہنی طرف ہو
اور جہنم بائین طرف واللہ تعالی اعلم ف پھر آپ نے فرمایا جبرئیل علیہ السلام مجھکو لیکر چڑھے یہانتک کہ
دوسرے آسمان پر پہونچے اور اسکے چوکیدار سے کہا دروازہ کھول اوس نے بھی ایسا ہی کہا جیسے پہلے آسمان کے
چوکیدار نے کہا تھا پھر دروازہ کھولا انس بن مالک نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمانون پر حضرت آدم
اور ادریس اور عیسی اور موسی اور ابراہیم علیہم السلام سے ملاقات کی اور یہ بیان نہین کیا کہ ان مین سے ہر ایک
کون سے آسمان پر ملا پر اتنا کہا کہ آدم سے پہلے آسمان پر ملاقات ہوئی اور ابراہیم سے چھٹے آسمان پر پھر
جب جبرئیل اور آپ حضرت ادریس کے پاس سے گذرے تو انہون نے کہا مرحبا ای نبی صالح اور بھائی صالح آپ
نے پوچھا یہ کون ہین جبرئیل نے کہا یہ ادریس علیہ السلام ہین پھر مین حضرت موسی علیہ السلام پر سے گذرا اونہون

نے کہا مرحبا ای نبی صالح اور بہائی صالح مین نے پوچہا یہ کون ہین اونہون نے کہا یہ موسی علیہ السلام ہین
پہر مین حضرت عیسی پر سے گذرا اونہون نے کہا مرحبا ای نبی صالح اور بہائی صالح مین نے پوچہا یہ کون ہین انہون
نے کہا یہ عیسی بن مریم کے بیٹے ہین پہر مین حضرت ابراہیم پر سے گزرا اونہون نے کہا مرحبا ای نبی صالح اور بیٹے صالح
مین نے پوچہا یہ کون ہین اونہون نے کہا یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہین **ف** نووی نے کہا اس روایت
مین جو ابراہیم علیہ السلام کی ملاقات چہٹے آسمان پر مذکور ہے یہ مخالف ہے اس روایت کے جو پہلے گزری جسمین
مین ابراہیم علیہ السلام کی ملاقات ساتوین آسمان پر مذکور ہے تو اگر معراج دو بار ہوا ہو اس صورت
مین کوئی اشکال نہین اسلیے کہ ایک بار چہٹے آسمان پر ملے ہون اور دوسری بار ساتوین آسمان پر اور
جو ایک ہی بار ہوا ہو تو شاید ابراہیم علیہ السلام چہٹے آسمان پر ملکر پہر ساتوین پر بہی آپ کے ساتہہ چلے گئے
ہون واللہ اعلم **ف** ابن شہاب نے کہا مجہہ سے ابن حزم نے بیان کیا کہ ابن عباس اور ابو حبہ انصاری
(عامر یا مالک یا ثابت) دونون کہتے تہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہر مین چڑہایا گیا ایک ہموار
بلند مقام پر وہان مین سنتا تہا قلمون کی آواز **ف** جو فرشتون کے لکہنے سے نکلتی تہی اور یہ لکہنا
فرشتون کا یا تو اللہ کے احکام اور وحی کو تہا یا وہ لوح محفوظ سے نقل کرتے تہے قاضی عیاض نے کہا یہ
دلیل ہے اہلسنت کے مذہب کی کہ وحی اور مقادیر سب اللہ تعالی کی کتاب لوح محفوظ مین لکہے ہین اور لکہتے جاتے ہین قلمون
سے ۔ اور وہی جانتا ہے اسکی کیفیت کو جو آیات اور احادیث صحیحہ مین وارد ہین وہ اپنے ظاہر پر محمول ہین
پر اوسکی کیفیت اور صورت اور جنس کو خدا ہی خوب جانتا ہے یا وہ شخص جانتا ہے جسکو خدا بتلا دے اپنے
فرشتون اور پیغمبرون مین سے اور جو لوگ اس قسم کی آیتون یا حدیثون کی تاویل کرتے ہین اور ظاہر سے انکو
پہیرتے ہین وہ ضعیف النظر ہین اور ضعیف الایمان اسلیے کہ جب شریعت مقدسہ مین یہ امور وارد ہین اور
عقلا محال نہین ہین تو ان مین تاویل کی کیا ضرورت ہے اور اللہ تعالی کرتا ہے جو چاہتا ہے اور حکم کرتا ہے
جیسے چاہتا ہے اور یہ لکہنا ایک حکمت الہی ہے جس سے وہ غیب کی باتین اپنے بندون کو بتانا چاہتا ہے
ورنہ وہ خود بے پرواہ ہے کتابون سے اور اسکو یاد رکہنے کے لیے لکہنے کی ضرورت نہین ۔ قاضی نے کہا ہمارے
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا اس مقام تک جانا اور ساری پیغمبرون کے مقامون سے آگے بڑہ جانا دلیل ہے ہمارے
پیغمبر کی فضیلت کی اور پیغمبرون پر اور بزار نے ایک روایت حضرت علی سے معراج مین کی ہے اوسمین یہ ہے
کہ جبرئیل علیہ السلام آپ کے ساتہہ چلے یہانتک کہ پردے کے پاس پہنچے وہان سے ایک فرشتہ نکلا جبرئیل نے کہا

اتم اوسکی جس نے تجھے سچا پیغمبر کرکے بھیجا مین جب سے پیدا ہوا مین نے اس فرشتہ کو نہین دیکھا حالانکہ مین سب مخلوقات مین خدا سے زیادہ نزدیک ہون اور دوسری روایت مین ہے کہ پھر جبرئیل مجھسے جدا ہوگئے اور آوازین سب موقوف ہوگئین تمام ہوا کلام قاضی کا ف ابن حزم نے کہا اور انس بن مالک نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر اللہ تعالی نے میری امت پر پچاس نمازین فرض کین مین لوٹ کر آیا جب موسی پاس پہونچا تو اونہون نے پوچھا اللہ نے کیا فرض کیا تمہاری امت پر مین نے کہا پچاس نمازین اون پر فرض کین موسی نے کہا تم پھر لوٹ جاؤ اپنے رب کے پاس کیونکہ تمہاری امت مین اسقدر طاقت نہین مین لوٹ کر گیا اپنے پروردگار کے پاس اوس نے ایک حصہ معاف کر دیا ف حدیث مین شطر کا لفظ وارد ہے جسکے معنے نصف کے ہین یعنے پچیس نمازین معاف کر دین اس صورت مین یہ مخالف نہ ہوگا پہلی روایت کے جس مین پانچ پانچ نمازون کا معاف ہونا مذکور ہے کیونکہ شطر کے معاف ہونے سے یہ غرض نہین کہ ایک ہی بار مین شطر معاف ہوگیا بلکہ کئی بار مین معاف ہوا اور قاضی عیاض نے کہا کہ شطر سے ایک حصہ مراد ہے یعنے پانچ نمازین اور نصف مراد نہین ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے پر اسکی ضرورت نہین کیونکہ یہ حدیث مختصر ہے ہمین کئی بار لوٹنے کو بیان نہین کیا واللہ اعلم ف پھر مین لوٹ کر حضرت موسی پاس آیا اور ان سے بیان کیا اونہون نے کہا لوٹ جاؤ اپنے پروردگار کے پاس کیونکہ تمہاری امت کو اتنی طاقت نہین ہے مین پھر لوٹا اپنے رب کے پاس اوس نے فرمایا پانچ نمازین ہین اور وہ پچاس کے برابر ہین میری بات نہین بدلتی آپ نے فرمایا مین پھر لوٹ کر آیا موسی علیہ السلام پاس انہون نے کہا پھر جاؤ اپنے پروردگار کے پاس مین نے کہا مجھے شرم آئی اپنے پروردگار سے (بار بار عرض کرنے سے) پھر جبرئیل مجھکو لیکر چلے سدرۃ المنتہی پاس اوس پر ایسے رنگ چڑھ گئے جنکو مین نہین سمجھتا وہ کیا تھے پھر مجھے جنت مین لے گئے وہان موتیون کے گنبد تھے اور مٹی اوس کی مشک تھی

**عن** انس بن مالك لعله قال عن مالك بن صعصعة رجل من قومه قال قال النبي صلى الله عليه وسلم بينا انا عند البيت بين النائم واليقظان اذ سمعت قائلا يقول احد الثلاثة بين الرجلين فأتيت فانطلق بي فأتيت بطست من ذهب فيها من ماء زمزم فشرح صدري الى كذا وكذا قال قتادة فقلت للذي معي ما يعني قال الى اسفل بطنه فاستخرج قلبي فغسل بماء زمزم ثم اعيد مكانه ثم حشي ايمانا وحكمة ثم اتيت بدابة ابيض يقال له البراق فوق

الحمار ودون البغل يقع خطوه عند اقصى طرفه فحملت عليه ثم انطلقنا حتى اتينا السماء
الدنيا فاستفتح جبريل عليه السلام فقيل من هذا قال جبريل قيل ومن معك قال محمد
صلى الله عليه وسلم قيل وقد بعث اليه قال نعم قال ففتح لنا وقال مرحبا ولنعم المجيء جاء
قال فاتينا على آدم عليه السلام وساق الحديث بقصته وذكر انه لقي في السماء الثانية
عيسى ويحيى عليهما السلام وفي الثالثة يوسف وفي الرابعة ادريس وفي الخامسة يوسف
هارون قال ثم انطلقنا حتى انتهينا الى السماء السادسة فاتيت على موسى فسلمت انتهيت
عليه فقال مرحبا بالاخ الصالح والنبي الصالح فلما جاوزته بكى فنودي ما يبكيك قال يا
رب هذا غلام بعثته بعدي يدخل من امته الجنة اكثر مما يدخل من امتي قال انتهيت
ثم انطلقنا حتى انتهينا الى السماء السابعة فاتيت على ابراهيم وقال في الحديث و
حدث نبي الله صلى الله عليه وسلم انه رأى اربعة انهار يخرج من اصلها نهران
ظاهران ونهران باطنان فقلت يا جبريل ما هذه الانهار قال اما النهران الباطنان فنهران
في الجنة واما الظاهران فالنيل والفرات ثم رفع لي البيت المعمور فقلت يا جبريل ما هذا
قال هذا البيت المعمور يدخله كل يوم سبعون الف ملك اذا خرجوا منه لم يعودوا فيه اليه
اخر ما عليهم ثم اتيت باناءين احدهما خمر والاخر لبن فعرضا علي فاخترت اللبن فقيل فقيل لي
اصبت اصاب الله بك امتك على الفطرة ثم فرضت علي كل يوم خمسون صلوة
ثم ذكر قصتها الى اخر الحديث ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے انہوں نے شاید سنا
مالک بن صعصعہ سے جو ایک شخص تھے انکی قوم میں سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں خانہ کعبہ پاس
تھا اور میری حالت خواب اور بیداری کے بیچ میں تھی اتنے میں میں نے سنا ایک شخص کو جو کہتا تھا کہ ہم تین
میں تیسرے ہیں یعنی رسول صلی اللہ علیہ وسلم پھر میرے پاس آئے اور مجھکو لے گئے پھر میرے پاس ایک طشت لایا گیا سونے
کا اسمیں پانی تھا زمزم کا اور میرا سینہ چیرا گیا یہاں تک اور یہاں تک قتادہ نے کہا جو راوی ہے اس حدیث
کا میں نے اپنے ساتھی سے پوچھا اس سے کیا مراد ہے انہوں نے کہا یعنی چیرا گیا پیٹ کے نیچے تک اور دل
نکالا گیا اس میں کو پھر دھویا گیا زمزم کے پانی سے پھر رکھا گیا اپنی جگہہ پھر بھر دیا گیا ایمان اور حکمت سے پھر
ایک جانور کو لائے جسکا رنگ سفید تھا اسکو براق کہتے تھے گدھے سے اونچا اور خچر سے نیچا وہ اپنا قدم رکھتا

رکھتا تھا جہان تک اوسکی نگاہ پہونچتی تھی مجھکو اوسپر سوار کیا پھر ہم چلے یہان تک کہ پہلے آسمان پر آئے جبرئیل
نے دروازہ کھلوایا فرشتون نے پوچھا کون ہے کہا جبرئیل کہا تمہارے ساتھ کون ہے کہا محمد کہا اونہون نے
کیا بلوائے گئے ہین وہ جبرئیل نے کہا ہان پھر دروازہ کھلا اور فرشتون نے کہا مرحبا مبارک ہو آپکا تشریف لانا
پھر ہم آئے آدم علیہ السلام پاس اور بیان کیا حدیث کا پورا قصہ اور ذکر کیا کہ آپ نے دوسرے آسمان پر ملاقات کی عیسیٰ
اور یحییٰ علیہما السلام سے اور تیسرے آسمان پر یوسف علیہ السلام سے اور چوتھے آسمان پر ادریس علیہ السلام سے اور پانچوین
آسمان پر ہارون علیہ السلام سے پھر کہا کہ ہم چلے یہان تک کہ چھٹے آسمان پر پہونچے وہان حضرت موسیٰ سے ملے اونکو
مین نے سلام کیا اونہون نے کہا مرحبا نیک بھائی اور نیک نبی جب مین آگے بڑھا تو وہ رونے لگے آواز آئی ای
موسیٰ کیون روتے ہو اونہون نے کہا ای پروردگار اس لڑکے کو تو نے میرے بعد پیغمبر کیا اور اسکی امت مین سے بہشت مین
زیادہ لوگ جاوینگے میری امت سے (تو حضرت موسیٰ کو رنج ہوا اپنی قوم پر حالانکہ اونکی تعداد بہت تھی پر جنتی
اون مین کم تھے ہمارے پیغمبر کی امت سے) پھر آپ نے فرمایا ہم چلے یہان تک کہ ساتوین آسمان پر پہونچے وہان
مین نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا اور بیان کیا اس حدیث مین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین نے
چار نہرین دیکھین جو سدرۃ المنتہیٰ کی جڑ سے نکلتی تھین دو نہرین تو کھلی تھین اور دو نہرین ڈھپی تھین
مین نے کہا اے جبرئیل یہ نہرین کیسی ہین اونہون نے کہا ڈھپی ہوئی دو نہرین تو جنت مین گئی ہین اور
کھلی ہوئین نیل اور فرات ہین ف نیل ایک دریا ہے ملک افریقہ مین جسکا طول تین ہزار میل کے قریب ہے
اور قاہرہ پایۂ تخت مصر اسی دریا کے کنارے واقعہ ہے ملک مصر کی شادابی اور سرسبزی اسی دریا سے ہے
جب یہ دریا ابلتا ہے اور پانی اسکا چڑھتا ہے تو تمام ملک سیراب ہوجاتا ہے اور فرات وہ دریا ہے جو عراق
عرب مین واقعہ ہے شہر کوفہ جو اب بالکل اوجاڑ ہے اسی دریا کے کنارے واقعہ تھا اور واقعہ کربلا اسی دریا کے کنارے
واقعہ ہوا تھا پانی اسکا نہایت شیرین اور صاف اور ہاضم ہے - قاضی عیاض نے کہا اس حدیث سے معلوم
ہوتا ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ کی جڑ زمین ہے کیونکہ نیل اور فرات اسکی جڑ سے نکلے ہین نووی نے کہا یہ کچھ ضرور نہین
اسلیے کہ احتمال ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ کی جڑ سے بہے دونون دریا نکلے ہون پھر چلے گئے ہون جہانتک اللہ نے
چاہا اور زمین پر نمودار ہوئے ہون اور یہ امر نہ خلاف شرع ہے نہ خلاف عقل ہے اور ظاہر حدیث سے بھی یہی معلوم
ہوتا ہے تو اسی کیطرف جانا چاہیے ف پھر اٹھایا گیا میرے لیے بیت معمور مین نے کہا ای جبرئیل یہ کیا ہے اونہون
نے کہا یہ بیت المعمور ہے اسمین ہر روز ستر ہزار فرشتے جاتے ہین جو پھر کبھی اوسمین نہین آتے بس یہی اون کا

اخیر آنا ہو پھر میرے پاس دو برتن لائے گئے ایک میں شراب تھا اور ایک میں دودھ دونوں میرے سامنے کیے گئے
میں نے دودھ کو پسند کیا آواز آئی ٹھیک کیا تم نے خدا نے تمہیں ٹھیک رستے پر لگایا اور تمہاری امت بھی
تمہارے رستے پر چلے گی پھر میرے اوپر پچاس نمازیں فرض ہوئیں روز پھر بیان کیا سارا قصہ اخیر تک عَنْ
مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَزَادَ فِيْهِ فَاُتِيْتُ
بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِئٍ حِكْمَةً وَاِيْمَانًا فَشُقَّ مِنَ النَّحْرِ اِلٰى مَرَاقِّ الْبَطْنِ فَغُسِلَ بِمَاءِ زَمْزَمَ
ثُمَّ مُلِئَ حِكْمَةً وَاِيْمَانًا ترجمہ مالک بن صعصعہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
وہی حدیث جو اوپر گذری اتنا زیادہ ہے کہ میرے پاس ایک طشت لایا گیا سونے کا جو بھرا ہوا تھا حکمت اور
ایمان سے پھر چیرا گیا سینے سے لیکر پیٹ کے نیچے تک اور دھویا گیا زمزم کے پانی سے اور بھر گیا حکمت اور ایمان سے
عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الْعَالِيَةِ يَقُوْلُ حَدَّثَنِيْ ابْنُ عَمِّ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اُسْرِيَ بِهٖ فَقَالَ مُوْسٰى اٰدَمُ
طُوَالٌ كَاَنَّهٗ مِنْ رِجَالِ شَنُوْءَةَ وَقَالَ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ جَعْدٌ مَرْبُوْعٌ وَذَكَرَ مَالِكًا
خَازِنَ جَهَنَّمَ وَذَكَرَ الدَّجَّالَ ترجمہ قتادہ سے روایت ہے میں نے ابوعالیہ سے سنا وہ کہتے تھے مجھ سے
حدیث بیان کی تمہارے پیغمبر کے چچازاد بھائی نے یعنی عبداللہ بن عباس نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ذکر کیا معراج کا تو فرمایا موسی علیہ السلام ایک لنبے آدمی تھے گویا شنوءہ (ایک قبیلہ ہے عرب میں) کے آدمی اور
عیسی علیہ السلام گھونگر بال والے میانہ قد اور بیان کیا مالک کا جو داروغہ ہے جہنم کا اور ذکر کیا دجال کا عَنْ
قَتَادَةَ عَنْ اَبِي الْعَالِيَةِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَمِّ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَرْتُ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِيْ عَلٰى مُوْسَى بْنِ عِمْرَانَ رَجُلٌ
اٰدَمُ طُوَالٌ جَعْدٌ كَاَنَّهٗ مِنْ رِجَالِ شَنُوْءَةَ وَرَاَيْتُ عِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ مَرْبُوْعَ الْخَلْقِ اِلَى الْحُمْرَةِ
وَالْبَيَاضِ سَبِطَ الرَّاْسِ وَاُرِيَ مَالِكًا خَازِنَ النَّارِ وَالدَّجَّالَ فِيْ اٰيَاتٍ اَرَاهُنَّ اللّٰهُ اِيَّاهُ فَلَا تَكُنْ
فِيْ مِرْيَةٍ مِنْ لِقَائِهٖ قَالَ كَانَ قَتَادَةُ يُفَسِّرُهَا اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ لَقِيَ مُوْسٰى
عَلَيْهِ السَّلَامُ ترجمہ قتادہ سے روایت ہے اس نے سنا ابوالعالیہ سے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے
تمہارے نبی کے چچا کے بیٹے نے ابن عباس نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس رات مجھ کو معراج ہوا
میں موسی بن عمران پر گزرا وہ ایک لنبے آدمی تھے گھونگر بال والے جیسے شنوءہ کے آدمی ہوتے ہیں اور میں نے دیکھا

عیسی بن مریم کو وہ میانہ قد تہے اور رنگ ان کا سرخ اور سفید تہا اور بال ان کے سبط چہٹی ہوئے تہے **ف**
سبط کے معنی سیدہے اور صاف جسمین خمیدگی نہو اور اوپر کی روایت مین ہی کہ ان کے بال گہونگر تہے تو جواب
اسکا یہ ہی کہ گہونگر دو قسم کے ہین ایک تو سخت گہونگر جیسے حبشیون کے بال ہوتے ہین اوسکو عربی مین قطط
بولتے ہین اور ایک ہلکی گہونگر جو سیدہے اور صاف ہوتے ہین اور صرف کنارون سے ذرا خمیدہ ایسے بالون کو
سبط کہہ سکتے ہین اور بعضون نے کہا کہ پہلی حدیث مین جعد کے لفظ سے گہونگر بال مراد نہین ہین بلکہ جعد
جعودت جسم سے مشتق ہے یعنے بدن کا گٹہا او سخت اور ٹہوس ہونا اور دلیل اسکی یہ ہے کہ حضرت موسے
کی صفت مین ایک روایت مین جعد کا لفظ آیا ہے حالانکہ دوسری روایت مین ہی کہ ان کے بال سیدہے
صاف تہے **ف** اور دکہلائے گئے آپکو مالک جہنم کے داروغہ اور دجال ان نشانیون مین جو اللہ نے
دکہلائین تو مت شک کر آپ کی ملاقات مین موسی علیہ السلام سے **ف** یہ استشہاد ہی آیہ کریمہ فَلَا
تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِّن لِّقَائِهِ سے جسکی تفسیر قتادہ نے یہی کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسی سے بیشک
ملے ہین اور یہی اختیار کیا ہے ایک جماعت نے جیسے مجاہد اور کلبی اور سدی وغیرہ نے تو آیت کے معنی انکے
مذہب پر یہ ہون گے کہ شک مت کر تو اپنی ملاقات مین موسی علیہ السلام سے اور جمہور علماء کے نزدیک آیۃ
کے یہ معنی ہین کہ مت شک کر موسی کو کتاب ملنے مین اور یہی مذہب ہی ابن عباس اور مقاتل اور زجاج کا۔ یہ
آیت سورہ الم تنزیل السجدہ پارہ (۲۱) مین ہی اور شروع اس آیت کا یہ ہے وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ
اخیر تک **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِوَادِي الْأَزْرَقِ فَقَالَ
أَيُّ وَادٍ هٰذَا فَقَالُوا هٰذَا وَادِي الْأَزْرَقِ قَالَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ هَابِطًا مِنَ
الثَّنِيَّةِ وَلَهُ جُؤَارٌ إِلَى اللّٰهِ بِالتَّلْبِيَةِ ثُمَّ أَتَى عَلَى ثَنِيَّةِ هَرْشَى فَقَالَ أَيُّ ثَنِيَّةٍ هٰذِهِ قَالُوا ثَنِيَّةُ
هَرْشَى قَالَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى يُونُسَ بْنِ مَتَّى عَلَى نَاقَةٍ حَمْرَاءَ جَعْدَةٍ عَلَيْهِ جُبَّةٌ مِنْ صُوفٍ
خِطَامُ نَاقَتِهِ خُلْبَةٌ وَهُوَ يُلَبِّي قَالَ ابْنُ حَنْبَلٍ فِي حَدِيثِهِ قَالَ هُشَيْمٌ يَعْنِي لِيفًا **ترجمہ**
عبد اللہ بن عباس سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وادی ازرق پر گذرے تو پوچہا یہ کون سی وادی ہے
لوگون نے کہا وادی ازرق آپ نے فرمایا گویا مین موسی علیہ السلام کو دیکہہ رہا ہون وہ اُتر رہے ہین چوٹی سے
اور آواز سے لبیک پکار رہے ہین پہر آپ ہرشا کی چوٹی ٹیکری) پر آئے (وہ ایک پہاڑ ہے شام اور مدینہ کے
رستے پر جحفہ کے قریب) آپنے پوچہا یہ کونسی ٹیکری ہے لوگون نے کہا یہ ہرشا کی ٹیکری ہی آپ نے فرمایا گویا مین دیکہہ رہا ہون یونس ع

بن متی علیہ السلام کو وہ ایک سرخ اونٹنی گٹھی ہوئی پر سوار ہین اور ایک جبہ پہنے ہین بالون کا اونکی اونٹنی خلبہ کی تکمیل
کی ہے اور وہ لبیک کہتے ہین ہشیم نے کہا خلبہ سے مراد لیف ہے (یعنے کہجور کے درخت کی چہال) **ف**
قاضی عیاض نے کہا اکثر روایتون سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پیغمبرون کو معراج
کی رات دیکہا اور یہ امر تصریح کے ساتہہ ابو العالیہ کی روایت مین ابن عباس سے موجود ہے اور ابن مسیب
کی روایت مین ابو ہریرہ سے مگر اوسمین لبیک کہنے کا ذکر نہین ہے اب اگر کوئی کہے کہ یہ پیغمبر تو مر گئے اور
وہ آخرت مین گئے اب لبیک کیسے کہتے ہین اور حج کیسے کرتے ہین وہ تو عمل کرنیکا مقام نہین تو ہمارے مشایخ اور
ہم نے اوس کے کئی جواب نکالے ہین ایک تو یہ کہ پیغمبر شہیدون کی مثل ہین بلکہ اون سے بہی افضل ہین
اور شہید زندہ ہین اپنے پروردگار کے پاس تو کیا بعید ہے کہ وہ حج کرین یا نماز پڑہین جیسے دوسری
حدیث مین وارد ہے اور جہانتک ان سے ہو سکے خدا سے اور نزدیکی حاصل کرین اور گو وہ مر گئے پر ابہی تک
دنیا ہی مین ہین جو عمل کا مقام ہے البتہ جب قیامت ہو جاویگی اور دنیا کی میعاد ختم ہو جاویگی اوسوقت بہی
ختم ہو جاویگا دوسرے یہ کہ آخرت کا عمل ذکر اور دعا ہے فرمایا اللہ تعالےٰ نے دَعْوٰهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا
سَلَامٌ تیسرے یہ کہ شاید یہ خواب ہو کسی اور رات مین سوا معراج کی رات کے جیسے ابن عمر کی روایت مین ہے میرے
رہا تہا کہ مینے اپنے تئین دیکہا کعبہ کا طواف کرتے ہوئے اور بیان کیا قصہ عیسی علیہ السلام کا چوتہی یہ کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پیغمبرون کی زندگی کا حال دکہلایا گیا بطور تمثیل کے کہ انکا حج کیسا تہا اور لبیک کیونکر
تہی اسلیے کہ خود آپ نے فرمایا کہ گویا مین دیکہہ رہا ہون موسے علیہ السلام اور گویا مین دیکہہ رہا ہون عیسی
علیہ السلام کو اور گویا مین دیکہہ رہا ہون یونس علیہ السلام کو پانچوین یہ کہ اپنی بیان کیا اس بات کو جو وحی
کی گئی آپ کیطرف ان پیغمبرون کی کیفیت اور حالت سے اگرچہ آپ نے اپنی آنکہہ سے انکو نہ دیکہا ہو تمام ہوا
کلام قاضی عیاض کا (نووی) **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سِرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ فَمَرَرْنَا بِوَادٍ فَقَالَ اَيُّ وَادٍ هٰذَا فَقَالُوْا وَادِي الْاَزْرَقِ قَالَ فَقَالَ كَاَنِّيْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَنْظُرُ اِلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَذَكَرَ مِنْ لَوْنِهِ وَشَعْرِهِ شَيْئًا لَمْ يَحْفَظْهُ دَاوُدُ وَاضِعًا اِصْبَعَيْهِ
فِيْ اُذُنَيْهِ لَهُ جُؤَارٌ اِلَى اللّٰهِ بِالتَّلْبِيَةِ مَارًّا بِهٰذَا الْوَادِيْ قَالَ ثُمَّ سِرْنَا حَتّٰى اَتَيْنَا عَلٰى ثَنِيَّةٍ
فَقَالَ اَيُّ ثَنِيَّةٍ هٰذِهِ قَالُوْا هَرْشٰى اَوْ لِفْتٌ فَقَالَ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى يُوْنُسَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلٰى
نَاقَةٍ حَمْرَاءَ عَلَيْهِ جُبَّةُ صُوْفٍ خِطَامُ نَاقَتِهِ لِيْفٌ خُلْبَةٌ مَارًّا بِهٰذَا الْوَادِيْ مُلَبِّيًا **ترجمہ**

عبداللہ بن عباس سے روایت ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ چلے مکہ اور مدینہ کے بیچمین ایک وادی پر گذری آپنے پوچھا یہ کون سی وادی ہے لوگون نے کہا وادی ازرق آپنے فرمایا گویا مین دیکھہ رہا ہون موسے علیہ السلام کو پھر بیان کیا ان کا رنگ اور بالون کا حال جو یاد نرہا داؤد بن ابی ہند کو (جو راوی ہے اس حدیث کا) اور انگلیان اپنے کانون مین رکھے ہین اور خدا کو پکار رہے ہین آواز سے لبیک کہکر اس وادی مین سے جا رہے ہین عبداللہ نے کہا پھر ہم چلے یہان تک کہ ایک ٹیکری پر آئے آپنے فرمایا یہ کون سا ٹیکرہ ہے لوگون نے کہا ہرشا کا یا لفت کا آپ نے فرمایا گویا مین دیکھہ رہا ہون یونس علیہ السلام کو ایک سرخ اونٹنی پر ایک جبہ صوف کا پہنے ہوے اور انکی اونٹنی کی نکیل کھجور کے چھال کی ہے اس وادی مین لبیک کہتے ہوے جا رہے ہین عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَذَكَرُوا الدَّجَّالَ فَقَالَ إِنَّهُ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ قَالَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَمْ أَسْمَعْهُ قَالَ ذَاكَ وَلَكِنَّهُ قَالَ أَمَّا إِبْرَاهِيمُ فَانْظُرُوا إِلَى صَاحِبِكُمْ وَأَمَّا مُوسَى فَرَجُلٌ آدَمُ جَعْدٌ عَلَى جَمَلٍ أَحْمَرَ مَخْطُومٍ بِخُلْبَةٍ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ إِذَا انْحَدَرَ فِي الْوَادِي يُلَبِّي ترجمہ مجاہد سے روایت ہے ہم عبداللہ بن عباس کے پاس بیٹھے تھے لوگون نے ذکر کیا دجال کا اور کہا کہ اس کے دونون آنکھون کے بیچ مین کافر کا لفظ لکھا ہوگا ابن عباس نے کہا یہ تو مین نے نہین سنا لیکن آپنے فرمایا ابراہیم تو ایسے ہین جیسے تم اپنے صاحب کو دیکھتے ہو (یعنی میری مشابہ ہین صورت مین) اور موسی ایک شخص ہین گندم رنگ گھونگر بال والے یا گٹھے ہوئے بدن کے سرخ اونٹ پر سوار ہین جسکی نکیل کھجور کی چھال کی ہے گویا مین انکو دیکھہ رہا ہون جب اوترتے ہین وادی مین تو لبیک کہتے ہین عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُرِضَ عَلَيَّ الْأَنْبِيَاءُ فَإِذَا مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ ضَرْبٌ مِنَ الرِّجَالِ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ وَرَأَيْتُ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُودٍ وَرَأَيْتُ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا صَاحِبُكُمْ يَعْنِي نَفْسَهُ وَرَأَيْتُ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا دِحْيَةُ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ رُمْحٍ دِحْيَةُ بْنُ خَلِيفَةَ ترجمہ جابر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے سامنے لائے گئے پیغمبر تو موسی علیہ السلام تو بیچ بیچ کے آدمی تھے (یعنی نہ بہت موٹے نہ بہت دبلے گول بدن کے تھے) یا ہلکے بدن کے کم گوشت جیسے شنوءہ (ایک قبیلہ ہے) کے لوگ ہوتے ہین اور مین نے دیکھا عیسی بن مریم علیہ السلام کو مین سب سے زیادہ انکے

مشابہ عروہ بن مسعود کو پاتا ہون اور مین نے دیکھا ابراہیم علیہ السلام کو سب سے زیادہ ان کے مشابہ تمہارے
صاحب ہین (آپ نے اپنے تئین فرمایا) اور مین نے دیکھا جبرئیل علیہ السلام کو (آدمی کی صورت مین)
سب سے زیادہ مشابہ ان کے دحیہ ہین اور ابن رمحہ کی روایت مین ہے دحیہ بن خلیفہ عن ابی ھریرۃ
قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین اسری بی لقیت موسی علیہ السلام فنعتہ النبی صلی
اللہ علیہ وسلم فاذا رجل حسبتہ قال مضطرب رجل الراس کانہ من رجال شنوءۃ قال و
لقیت عیسی علیہ السلام فنعتہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فاذا ربعۃ احمر کانما خرج
من دیماس یعنی الحمام قال ورایت ابراہیم علیہ السلام وانا اشبہ ولدہ بہ قال فاتیت
باناءین فی احدہما لبن وفی الاخر خمر فقیل لی خذ ایہما شئت فاخذت اللبن فشربتہ
فقال ہدیت الفطرۃ او اصبت الفطرۃ اما انک لو اخذت الخمر غوت امتک ترجمہ
ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آپ کو معراج ہوا کہ مین موسی علیہ السلام سے ملا پھر آپ
نے اونکی صورت بیان کی مین خیال کرتا ہون آپ نے یون فرمایا (یہ شک ہے راوی کو) وہ لنبی چھریرے تھے
سیدھے بال والے جیسے شنوءۃ کے لوگ ہوتے ہین اور فرمایا کہ مین عیسی علیہ السلام سے ملا پھر آپ نے
انکی صورت بیان کی وہ میانہ قامت تھے سرخ رنگ جیسے ابھی کوئی حمام سے نکلا (یعنے ایسے تروتازہ اور خوش رنگ
تھے) اور آپ نے فرمایا مین ابراہیم علیہ السلام سے ملا تو مین انکی اولاد مین سب سے زیادہ اون سے مشابہ ہون
**ف** ایک روایت مین موسی علیہ السلام کی نسبت ضرب کا لفظ آیا ہے یعنی پر گوشت اور دوسری
روایت مین مضطرب کا یعنی کم گوشت تو دونون مین تعارض ہوا قاضی عیاض نے کہا کہ مضطرب کی تشدید
مین راوی کو شک ہے تو صحیح وہی ضرب کی روایت ہے اور نووی نے کہا تعارض نہین اسلیے کہ ضرب کے معنی لغت مین
ہلکے کم گوشت کے بھی آئے ہین ایسا ہی ابن سکیت اور صاحب مجمل اور زبیدی اور جوہری نے کہا ہے اور
عیسی علیہ السلام کی نسبت اس روایت مین ہے کہ انکا رنگ سرخ تھا اور ابن عمر کی روایت مین ہے کہ وہ
گندم رنگ تھے اور بخاری نے ابن عمر سے نقل کیا کہ انہون نے سرخ رنگ کا انکار کیا بلکہ قسم کھائی کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسی کو سرخ رنگ نہین فرمایا اور یہ راوی کا شبہ ہے تو شاید احمر کے لفظ کو
حضرت آدم مراد ہو اور گندمی صرف نہ ہو بلکہ گندمی اور سرخ کے بیچ مین ہو اور یہ جو حدیث مین ہے جیسے
حمام سے ابھی کوئی نکلا تو یہ دیماس کے لفظ کا ترجمہ ہے اور دیماس دمس سے مشتق ہے جس کے معنی خاک

مین چهپانا اور یہان یا حمام مراد ہے یا غار اور تہ خانہ اور مطلب یہ ہی کہ ان کا رنگ روپ ایسا تہا جیسے ابہی
کسی چیز کے اندر سے نکالیں جسپر دہوپ نہ پڑی ہو اور گرد وغبار نہ لگا ہو **ف** آپ نے فرمایا پہر میرے پاس دو
برتن لائے گئے ایک مین دودہ تہا اور ایک مین شراب اور مجہہ سے کہا گیا جسکو چاہو پسند کرو مین نے دودہ
کا برتن لے لیا اور دودہ پیا اوسنے کہا (یعنے اوس فرشتے نے جو یہ دونون برتن لیکر آیا تہا) تمکو راہ ملی
فطرت کی یا تم پہونچ گئے فطرت کو (اوسکی تفسیر اوپر گزر چکی) اور جو تم شراب کو اختیار کرتے تو تمہاری
امت گمراہ ہو جاتی ہے **ف** یعنی ساری امت جیسے یہود اور نصاری سب کے سب گمراہ ہو گئی اب نصاری
کا یہ حال ہے کہ اون مین بہت فرقے ہین پر جو فرقہ سب مین اچہا خیال کیا جاتا ہے یعنی پروٹسٹنٹ وہ
بہی حماقت مین گرفتار ہے اور دین کی پہلی اصل یعنی توحید ہی کو نہین سمجہتا مسلمانون مین اگرچہ بہت
گمراہ فرقے ہین اور ہزارون لاکہون اونمین نصاری کیطرح سچی توحید پر قائم نہین شرک مین گرفتار ہین
پر ایک فرقہ انکا توحید اور اتباع سنت مین نہایت مضبوط ہے اور وہ ہمیشہ قائم رہیگا حق پر اگرچہ دین کے دشمن اس
فرقہ کے بہی دشمن ہین پر خدا انکا مددگار ہے **عن** عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
اَرَانِيْ لَيْلَةً عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَرَاَيْتُ رَجُلًا اٰدَمَ كَاَحْسَنِ مَا اَنْتَ رَاءٍ مِنْ اُدْمِ الرِّجَالِ لَهٗ لِمَّةٌ
كَاَحْسَنِ مَا اَنْتَ رَاءٍ مِنَ اللِّمَمِ قَدْ رَجَّلَهَا فَهِيَ تَقْطُرُ مَاءً مُتَّكِئًا عَلٰى رَجُلَيْنِ اَوْ عَلٰى عَوَاتِقِ
رَجُلَيْنِ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ فَسَاَلْتُ مَنْ هٰذَا فَقِيْلَ هٰذَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ اِذَا اَنَا
بِرَجُلٍ جَعْدٍ قَطَطٍ اَعْوَرِ الْعَيْنِ الْيُمْنٰى كَاَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ فَسَاَلْتُ مَنْ هٰذَا فَقِيْلَ هٰذَا
الْمَسِيْحُ الدَّجَّالُ **ترجمہ** عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ السلام نے فرمایا مجہکو ایک رات
دکہلائی دیا کہ مین کعبے کے پاس ہون مینے ایک آدمی دیکہا گیہوان رنگ جیسے کہ تونے بہت اچہے گیہوان رنگ
کے آدمی دیکہے ہون اوسکے کندہون تک بال ہین جیسے تونے بہت اچہے کندہون تک کے بال دیکہے ہون اور بالون
مین کنگہی کی ہے اون مین سے پانی ٹپک رہا ہے (یعنے اون مین تری اور تازگی ایسی ہے جیسے ان بالون مین
ہوتی ہے جو پانی سے بہرے ہون یا در حقیقت اون مین سے پانی ٹپکتا ہے) اور تکیہ دیے ہے دو آدمیون پر یا دو آدمیون
کے کندہون پر اور طواف کر رہا ہے کعبے کا مین نے پوچہا یہ کون ہے لوگون نے کہا یہ مسیح ہین بیٹے مریم کے
علیہما السلام **ف** قاضی عیاض نے کہا اگر یہ قصہ بیداری کا ہے تو بہی کوئی اشکال نہین اسلیے کہ حضرت
عیسی علیہ السلام زندہ اور سلامت ہین پہر طواف کرنے مین کیا استبعاد ہے اور اگر یہ خواب کا قصہ ہے جیسے ابن

ابن عمر کی اور مریبا روایت تو معلوم ہوتا ہے تو اس میں وہی تاویلات ہیں جو اوپر گذریں اور ظاہر یہی ہے کہ یہ
خواب دیکھنے میں ہو اس لیے کہ اس میں دجال کو طواف کرنا بھی مذکور ہے حالانکہ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ دجال مکہ
اور مدینہ میں نہیں جاویگا اور مالک کی روایت میں جو دجال کے طواف کا ذکر نہیں اور شاید کہ حرمت مکہ اور مدینہ
کی دجال پر اوس زمانے کے ساتھ خاص ہو جب وہ فساد کرے گا اور مسیح حضرت عیسی کو بھی کہتے ہیں اور دجال کو
بھی لیکن حضرت عیسی کو مسیح کہنے کی وجہ میں علماء کو اختلاف ہے واحدی نے کہا ابوعبید اور لیث نے کہا کہ مسیح
کی اصل عبرانی زبان میں مشیحا ہے پھر عربوں نے اسکو بدل کر مسیح کر لیا جیسے موسی کی اصل اسکی عبرانی زبان میں موشی
یا میشا ہے اس صورت میں یہ لفظ مشتق نہ ہوگا لیکن جمہور علماء کے نزدیک مشتق ہے ابن عباس سے منقول ہے
کہ انکو مسیح اس لیے کہتے تھے کہ جب وہ کسی بیمار پر مسح کرتے یعنی ہاتھ پھیرتے تو وہ تندرست ہو جاتا اور ابراہیم
اور ابن اعرابی نے کہا مسیح کہتے ہیں صدیق کو اور بعضوں نے کہا اسلیے کہ انکے تلوے دونوں پاؤں کے صاف اور
برابر تھے بیچ میں گہراؤ نہ تھا اور بعضوں نے کہا اسلیے کہ وہ اپنی ماں کے پیٹ سے تیل لگے ہوئے پیدا ہوئے تھے اور بعضوں
نے کہا اسلیے کہ برکت کیساتھ پھیری گئی تھی جب وہ پیدا ہوئے اور بعضوں نے کہا اسلیے کہ اللہ نے اونپر ہاتھ پھیرا تھا
یعنی خوب صورت پیدا کیا تھا اور بہت سوا اور وجہیں بھی بیان کی ہیں - اور دجال کو اسلیے مسیح کہتے ہیں کہ اس کی
آنکھ مٹی ہوئی ہے یا اسلیے کہ وہ کانا ہے اور کانے کو مسیح کہتے ہیں یا اسلیے کہ وہ ساری زمین پر پھریگا اپنے نکلنے کے
وقت میں (نووی) ف پھر میں نے ایک شخص دیکھا گھونگریالے بال والا بہت گھونگر داہنی آنکھ کا کانا اسکی
کانی آنکھ جیسے پھولا انگور میں نے پوچھا یہ کون ہے لوگوں نے کہا یہ مسیح دجال ہے (خدا اسکے شر سے ہر مسلمان کو بچاوے)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ذَكَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بَيْنَ ظَهْرَانَيِ النَّاسِ
الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَيْسَ بِأَعْوَرَ أَلَا إِنَّ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ أَعْوَرُ عَيْنِ
الْيُمْنَى كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِئَةٌ قَالَ وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَانِي اللَّيْلَةَ
فِي الْمَنَامِ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَإِذَا رَجُلٌ آدَمُ كَأَحْسَنِ مَا تَرَى مِنْ أُدْمِ الرِّجَالِ تَضْرِبُ لِمَّتُهُ بَيْنَ
مَنْكِبَيْهِ رَجِلُ الشَّعْرِ يَقْطُرُ رَأْسُهُ مَاءً وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلَى مَنْكِبَيْ رَجُلَيْنِ وَهُوَ بَيْنَهُمَا يَطُوفُ
بِالْبَيْتِ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا قَالُوا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَرَأَيْتُ وَرَاءَهُ رَجُلًا جَعْدًا قَطَطًا أَعْوَرَ عَيْنِ
الْيُمْنَى كَأَشْبَهِ مَنْ رَأَيْتُ مِنَ النَّاسِ بِابْنِ قَطَنٍ وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلَى مَنْكِبَيْ رَجُلَيْنِ يَطُوفُ
بِالْبَيْتِ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا قَالُوا هَذَا الْمَسِيحُ الدَّجَّالُ ترجمہ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے ایکدن لوگون کے بیچ مین مسیح دجال کا ذکر کیا تو فرمایا کہ اللہ جل جلالہ کانا نہین ہے ترجمہ
معاذ اللہ اوسکی تو آنکھین صحیح اور سالم مین اور ہر طرح کے عیب اور نقص سے اور وہ پاک ہے ہر طرح کے خلل اور
نقصان سے ف اور مسیح دجال کانا ہے داہنی آنکھ کا اوسکی کانی آنکھ جیسے پہولا انگور (بس یہی ایک کہلی
نشانی ہے اس بات کی کہ وہ مردود جہوٹا ہے خدائی کے دعوی مین) آپنے فرمایا ایک رات خواب مین مین نے کعبے
کے پاس دیکھا ایک شخص گیہوان رنگ جیسے بہت اچہا کوئی گیہوان رنگ کا آدمی اوس کے پٹے مونڈہون تک تہے
اور بالون مین کنگہی کی ہوئی تہی سر مین سے پانی ٹپک رہا تہا اور اپنے دونون ہاتہ آدمیون کے مونڈہون پر
رکہے ہوئے طواف کر رہا تہا خانہ کعبہ کا مین نے پوچہا یہ شخص کون ہے لوگون نے کہا یہ مسیح ہین مریم کے بیٹے علیہما السلام
اور ان کے پیچہے مین نے اور ایک شخص دیکہا جو سخت گہونگربال والا داہنی آنکھ کا کانا تہا مین نے جو لوگ دیکہے
ہین اون سب مین ابن قطن اوس سے زیادہ مشابہ ہے وہ بہی اپنے دونون ہاتہ دو آدمیون کے مونڈہون پر رکہے
ہوئے طواف کر رہا تہا مین نے پوچہا یہ کون ہے لوگون نے کہا کہ یہ مسیح دجال ہے عن ابن عمر
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ رَاَیْتُ عِنْدَ الْکَعْبَۃِ رَجُلًا اٰدَمَ سَبْطَ الرَّاْسِ وَاضِعًا
یَدَیْہِ عَلٰی رَجُلَیْنِ یَسْکُبُ رَاْسُہٗ اَوْ یَقْطُرُ رَاْسُہٗ فَسَاَلْتُ مَنْ ھٰذَا فَقَالُوْا عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ
اَوِ الْمَسِیْحُ بْنُ مَرْیَمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَا یَدْرِیْ اَیَّ ذٰلِکَ قَالَ قَالَ وَرَاَیْتُ وَرَاءَہٗ رَجُلًا اَحْمَرَ جَعْدَ الرَّاْسِ
اَعْوَرَ الْعَیْنِ الْیُمْنٰی اَشْبَہُ مَنْ رَاَیْتُ بِہٖ ابْنُ قَطَنٍ فَسَاَلْتُ مَنْ ھٰذَا فَقَالُوا الْمَسِیْحُ الدَّجَّالُ ترجمہ
عبد اللہ بن عمر رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین نے کعبے کے پاس ایک شخص کو دیکہا جو گندم
رنگ تہا اوسکے بال لٹکے ہوئے تہے دونون ہاتہ دو آدمیون کے مونڈہون پر رکہے تہا اور اسکے سر مین سے پانی
بہ رہا تہا مین نے پوچہا یہ کون ہے لوگون نے کہا عیسی ابن مریم کے بیٹے یا یون کہا مسیح ابن مریم کے بیٹے معلوم
نہین کون سا لفظ کہا پہر اسکے پیچہے مین نے اور ایک شخص دیکہا سرخ رنگ گہونگربال والا داہنی آنکہ کا
کانا سب سے زیادہ مشابہ اوس سے قطن کا بیٹا ہے مین نے پوچہا یہ کون ہے انہون نے کہا یہ مسیح دجال ہے عن
جابر بن عبد اللہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا کَذَّبَتْنِیْ قُرَیْشٌ قُمْتُ فِی الْحِجْرِ فَجَلَّی اللّٰہُ لِیْ
بَیْتَ الْمَقْدِسِ فَطَفِقْتُ اُخْبِرُھُمْ عَنْ اٰیَاتِہٖ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْہِ ترجمہ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قریش کے لوگون نے مجہے جہٹلایا تو مین حطیم مین کہڑا ہوا اور اللہ تعالے
نے میرے سامنے کر دیا بیت المقدس کو مین نے اوسکی نشانیان قریش کو بتلانی شروع کین اور مین دیکہہ رہا تہا

اور سکو (یعنے بیت المقدس کو) عن عبد اللہ بن عمر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول بینا انا نائم رأیتنی اطوف بالکعبۃ فاذا رجل آدم سبط الشعر بین رجلین ینطف رأسہ ماء او یہراق رأسہ ماء قلت من ہذا قالوا ہذا ابن مریم ثم ذہبت التفت فاذا رجل احمر جسیم جعد الرأس اعور العین کأن عینہ عنبۃ طافیۃ قلت من ہذا قالوا الدجال اقرب الناس بہ شبہا ابن قطن ترجمہ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے میں سو رہا تھا اتنے میں میں نے اپنے تئیں دیکھا طواف کر رہا ہوں خانہ کعبہ کا اور ایک شخص کو دیکھا جو گندم رنگ تھا اوسکے بال چپٹے ہوئے تھے سر سے پانی ٹپک رہا ہے یا بہ رہا تھا میں نے پوچھا یہ کون ہے لوگوں نے کہا یہ مریم کے بیٹے ہیں پھر میں چلا اور طرف دیکھنے لگا تو ایک شخص کو دیکھا سرخ رنگ موٹا داہنی آنکھ کا کانا گویا اوسکی آنکھ پھولا انگور ہے میں نے کہا یہ کون ہے انہوں نے کہا یہ دجال ہے سب لوگوں میں اوس سے زیادہ مشابہ ابن قطن ہے

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقد رأیتنی فی الحجر وقریش تسألنی عن مسرای فسألتنی عن اشیاء من بیت المقدس لم اثبتہا فکربت کربۃ ما کربت مثلہ قط قال فرفعہ اللہ لی انظر الیہ ما یسألونی عن شیء الا انبأتہم بہ وقد رأیتنی فی جماعۃ من الانبیاء فاذا موسی علیہ السلام قائم یصلی فاذا رجل ضرب جعد کأنہ من رجال شنوءۃ واذا عیسی ابن مریم علیہ السلام قائم یصلی اقرب الناس بہ شبہا عروۃ بن مسعود الثقفی واذا ابراہیم علیہ السلام قائم یصلی اشبہ الناس بہ صاحبکم یعنی نفسہ فحانت الصلوۃ فأممتہم فلما فرغت من الصلوۃ قال لی قائل یا محمد ہذا مالک صاحب النار فسلم علیہ فالتفت الیہ فبدأنی بالسلام ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے تئیں دیکھا حطیم میں اور قریش مجھ سے میرے سیر کا حال پوچھ رہے تھے (یعنے معراج کا) تو اونہوں نے بیت المقدس کی کئی چیزیں پوچھیں جن کو میں بیان نہ کر سکا مجھے بڑا رنج ہوا ایسا رنج کبھی نہیں ہوا تھا پھر اللہ تعالی نے بیت المقدس کو اوٹھا کر میرے سامنے کر دیا میں اسکو دیکھنے لگا اب جو بات وہ پوچھتے تھے میں بتا دیتا تھا اور میں نے اپنے تئیں پیغمبروں کی جماعت میں پایا دیکھا تو موسی علیہ السلام کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں وہ ایک شخص ہیں میانہ تن و توش کے اور گٹھے ہوئے جسم کے جیسے شنوءہ کے لوگ ہوتے ہیں اور دیکھا عیسی بن مریم علیہ السلام کو وہ بھی کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں سب سے زیادہ مشابہ اونکے عروہ بن مسعود ثقفی کو

ن: بینا
ن: فقلت
ن: کہا
ن: نفسہ صلی اللہ علیہ وسلم

پایا ہون اور دیکہا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کہڑے ہوے نماز پڑہ رہے ہین سب سے زیادہ مشابہ اون کے تمہاری صاحب ہین آپ نے اپنے تئین فرمایا پہر نماز کا وقت آیا تو مین نے امامت کی (اور سب پیغمبرون نے میرے پیچہے نماز پڑہی) جب مین نماز سے فارغ ہوا تو ایک بولنے والا بولا اے محمد یہ مالک ہے جہنم کا داروغہ اس کو سلام کرو مین نے اوس کیطرف دیکہا تو اس نے خود پہلے سلام کیا ف قاضی عیاض نے کہا ان پیغمبرون کو نماز مین جو گفتگو تہی اوسکا اوپر ہم بیان کر چکے ہین اور کبہی نماز سے ذکر اور دعا مراد ہوتی ہے یا اور کوئی آخرت کا عمل اب اگر کوئی کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسی کو قبر مین نماز پڑہتے دیکہا اور پہر بیت المقدس مین انکے ساتھہ نماز پڑہی پہر آسمان پر اون سے ملے یہ کیسے ہو سکتا ہے تو اسکا جواب یہ ہے قبر مین جو آپ نے دیکہا یہ تو معراج سے پہلے تہا اور بیت المقدس مین انکے ساتھہ نماز پڑہی معراج کی رات مین پہر حضرت موسی آپ سے پہلے آسمان پر چلے گئے یا یہ نماز آسمانون سے لوٹنے کے بعد پڑہی ہو واللہ اعلم عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا اُسْرِيَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُنْتُهِيَ بِهٖ اِلٰى سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى وَهِيَ فِي السَّمَاءِ السَّادِسَةِ اِلَيْهَا يَنْتَهِي مَا يُعْرَجُ بِهٖ مِنَ الْاَرْضِ فَيُقْبَضُ مِنْهَا وَاِلَيْهَا يَنْتَهِي مَا يُهْبَطُ بِهٖ مِنْ فَوْقِهَا فَيُقْبَضُ مِنْهَا قَالَ اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى قَالَ فَرَاشٌ مِّنْ ذَهَبٍ قَالَ فَاُعْطِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا اُعْطِيَ الصَّلَوٰتِ الْخَمْسَ وَاُعْطِيَ خَوَاتِيْمَ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ وَغُفِرَ لِمَنْ لَّمْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ مِنْ اُمَّتِهٖ شَيْئًا الْمُقْحِمَاتُ ترجمہ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوا تو آپ سدرۃ المنتہی تک پہونچے اور وہ چہٹے آسمان مین ہے ف نووی نے کہا سب نسخون مین یون ہی ہے کہ سدرۃ المنتہی چہٹے آسمان مین ہے لیکن اوپر گذرا انس کی روایات مین کہ سدرۃ المنتہی ساتوین آسمان کے اوپر ہے قاضی عیاض نے کہا یہی صحیح ہے اور اکثر کا قول یہی ہے اور ممکن ہے جمع کرنا دونون روایتون مین اس طرح کہ سدرۃ المنتہی کی جڑ چہٹے آسمان مین ہو اور ڈالیان اوسکی ساتوین آسمان کے اوپر ہون اسلیے کہ وہ نہایت بڑا درخت ہے اور خلیل نے کہا سدرۃ المنتہی ایک درخت ہے ساتوین آسمان مین جو سایہ کیے ہے آسمانون پر اور جنت پر ت زمین سے جو چڑہتا ہے وہ یہین آکر ٹہر جاتا ہے پہر لیا جاتا ہے اور جو اوپر سے اوترتا ہے وہ بہی یہین ٹہر جاتا ہے پہر لیا جاتا ہے فرمایا اللہ تعالی نے جب سدرۃ المنتہی کو ڈہانپ رہی تہین وہ چیزین جو ڈہانپتی تہین عبداللہ نے کہا یعنی پتنگے سونیکی پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہان تین چیزین دی گئین ایک تو پانچ نمازین دوسرے سورہ بقر کی اخیر آیتین تیسرے اللہ نے بخشدیا آپکی امت مین سے اس

شخص کو شرک کرے اللہ کے ساتھ باقی تمام تباہ کر ڈالے گناہوں کو ف یعنے اور بڑے بڑے کبیرہ گناہوں کو اور مطلب یہ ہے کہ جو شخص اس امت میں سے مرے اور وہ شرک میں گرفتار نہو تو وہ ہمیشہ جہنم میں نرہیگا لیکن کبھی نہ کبھی ضرور بخش جاویگا اور یہ مراد نہیں ہے کہ اسکو عذاب بالکل نہ ہوگا کیونکہ اور نصوص شرعیہ اور اجماع امت سے یہ امر ثابت ہوچکا ہے کہ بعض موحدین کو جو گنہگار ہونگے عذاب ہوا جاویگا اور احتمال ہے کہ یہاں بعضے خاص لوگ مراد ہوں جنکے سب گناہ بخشدیے جاوینگے اور انکو بالکل عذاب نہ ہوگا۔ یا اللہ تو اپنی عنایت اور کرم سے ہمکو ان لوگوں میں کردے اور ہمارے گناہوں کو بخشدے اور جیسا تو نے ابتک ہمکو شرک سے بچا لیا ہے ویسا ہی خاتمہ بھی ہمارا توحید پر کر اور مت مبتلا کر ہمکو شرک میں بیشک تو سب اختیار رکھتا ہے

**باب** معنى قول الله عز وجل ولقد رآه نزلة اخرى وهل رأى النبي صلى الله عليه وسلم ربه ليلة الاسراء ترجمہ اس باب میں یہ بیان ہے کہ ولقد رآہ نزلۃ اخری سے کیا مراد ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حقتعالی جلشانہ کو معراج کی رات میں دیکھا تھا یا نہیں ف قاضی عیاض نے کہا سلف اور خلف نے اختلاف کیا ہے اس امر میں کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی جلشانہ کو معراج کی رات میں دیکھا تھا یا نہیں تو حضرت عائشہ نے انکار کیا ہے دیکھنے کا جیسے خود اس کتاب میں انسے روایت ہے اور ایسا ہی منقول ہے ابوہریرہ اور ایک جماعت صحابہ سے اور وہی مشہور ہے ابن مسعود سے اور اسیطرف گئی ہے ایک جماعت محدثین کی اور متکلمین کی اور ابن عباس سے یوں روایت ہے کہ آپ نے اللہ تعالی کو اپنی آنکھ سے دیکھا اور ایسا ہی منقول ہے ابوذر اور کعب سے اور حسن بصری اس بات کی قسم کھاتے تھے اور ایسا ہی مروی ہے ابن مسعود اور ابوہریرہ اور امام احمد بن حنبل سے اور اصحاب مقالات نے امام ابو الحسن اشعری اور انکے اصحاب سے نقل کیا ہے کہ آپ نے اللہ کو دیکھا اور ہمارے بعضے مشایخ نے اس مسئلہ میں توقف کیا ہے اور کہا ہے کہ دیکھنے پر کوئی صاف دلیل نہیں لیکن دیکھنا جائز ہے کیونکہ اللہ تعالی کا دیدار دنیا میں ممکن ہے اور حضرت موسی کا درخواست کرنا دیدار کے لیے یہی دلیل ہے امکان کی اسلیے کہ نبی اس امر کی درخواست کیونکر کریگا جو اللہ تعالی کی نسبت محال ہو اور اختلاف کیا ہے علما نے کہ حضرت موسی علیہ السلام نے حقتعالی کو دیکھا یا نہیں اور قاضی ابوبکر نے کہا کہ حضرت موسی اور ہمارے پیغمبر علیہما السلام دونوں نے حق تعالی کو دیکھا اور اسیطرح علما نے اختلاف کیا ہے اس مسئلہ میں کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے حق تعالی سے کلام کیا ہے معراج کی رات کو بلا واسطہ یا نہیں اور اشعری اور ایک جماعت متکلمین

کے نزدیک کلام کیا ہے اور بعضوں نے اس قول کی نسبت دی جعفر بن محمد اور ابن مسعود اور ابن عباس کیطرف
اسی طرح علماء نے اختلاف کیا ہے اس آیت کے معنون مین ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی یعنے پہر نزدیک ہوا اور اوترآیا
اور بعضون نے کہا یہ نزدیک ہو جبریل علیہ السلام سی ہے یا سدرۃ المنتہی سے اور ابن عباس اور حسن اور محمد
بن کعب اور جعفر بن محمد وغیرھم سے منقول ہی کہ یہ نزدیک ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خدای عز وجل سے
ہے اس صورت مین نزدیک ہونے کی تاویل کرنا پڑے گی اور مراد قرب سے یہ ہوگی کہ خدا کی بزرگی آپ پر ظاہر
ہوئی اور انوار معرفت کہل گئے اور غیب کے اسرار معلوم ہو گئے اور قاب قوسین او ادنی کی بہی تاویل
کرنا ہوگی اور ایسی ہی تاویل کیجاوے گی اس حدیث مین کہ جو شخص ایک بالشت مجہسے نزدیک ہوتا ہے
مین ایک ہاتہ اس سی نزدیک ہو جاتا ہون تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا اور لیکن صاحب تحریر نے تو یہی اختیار کیا
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدای عز وجل کو دیکہا اور کہا کہ اس امر پر بہت سی دلیلین ہین پر ہم اونہی
حجت لاتے مین جو قوی ہین ایک حدیث ہی ابن عباس کی انہون نے کہا کیا تم تعجب کرتے ہو اس بات سی
کہ خلت ابراہیم کیلی ہو اور کلام موسی کو اور دیدار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اور عکرمہ سی روایت ہی ابن عباس سے
سوال ہوا کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکہا ہی انہون نے کہا ہان اور شعبہ سی باسناد منقول ہی
اونہون نے قتادہ سی اونہون نے انس سی کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رب کو دیکہا اور حسن قسم کہاتے
تہے اس بات پر کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکہا ہے اور اصل اس باب مین حدیث ہی ابن عباس کی
اور ابن عباس عالم ہین اس امت کے اور مشکل مسائل مین لوگ ان کیطرف رجوع کرتے تہی ابن عمر نے اس
مسئلے مین انہی کیطرف رجوع کیا اور اون سے پوچہوا بہیجا کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رب کو دیکہا ہی اونہون
نے کہا ہان دیکہا ہے اور حدیث حضرت عائشہ کی ضرر نہین کرتی کیونکہ حضرت عائشہ نے یون نہین کہا کہ
مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی سنا آپ فرماتے تہی مین نے نہین دیکہا اپنے پروردگار کو بلکہ اونہون نے
اپنی رائے بیان کی ان آیتون پر خیال کر کے وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ
رَسُوْلًا اور لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ اور صحابی جب کوئی بات کہی اور دوسرے صحابہ اسکی مخالف ہون تو اسکا قول حجت
نہین ہے اور جب صحیح ہو گئین روایتین ابن عباس سے دیدار کے اثبات مین تو ضرور ہی ثابت کرنا اسکا اسلیے
کہ یہ امر عقل سے معلوم نہین ہو سکتا بلکہ ضرور ہی سننا شارع سی اور یہ کوئی نہ سمجہی کہ ابن عباس نے یہی اپنی رای سی یا اجتہاد
سی دیدار کا ثبوت کیا معمر بن راشد نے کہا جب اختلاف بیان کیا گیا حضرت عائشہ اور ابن عباس کا رویت الہی مین

کہ ہمارے نزدیک حضرت عائشہ ابن عباس سے علم مین زیادہ نہین ہین اور ابن عباس ثابت کرتے ہین ایک امر کو جسکو
غیر کی اور دن نے اور ثابت کرنیوالا مقدم ہے نفی کرنیوالے پر تمام ہوا کلام صاحب التحریر کا اور حاصل یہ ہے کہ اکثر علماء کے نزدیک ترجیح اسی کو ہے کہ رسول اللہ صلعم
نے اپنے رب کو اپنی دونون آنکہون سے دیکہا معراج کی رات کو اور دلیل اسکی یہی حدیث ہے ابن عباس وغیرہ کی اور یہ ثابت ہے کہ ابن عباس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے سنکر یہہ کہا ہوگا اس مین کوئی شک نہین ہے پر حضرت عائشہ نے جو اسکی نفی کی تو وہ کسی حدیث سے نہین کی اور اگر انکے پاس کوئی حدیث ہوتی
تو وہ بیان کرتین بلکہ انہون نے استنباط کیا آیات سے اور ان کا مطلب آگے ہم بیان کرینگے یہ جو حضرت عائشہ
دلیل لائین اس آیت سے لا تدرکہ الابصار اسکا جواب تو ظاہر ہے کیونکہ ادراک کہتے ہین احاطہ کو اور اللہ تعالی
کا احاطہ کوئی نہین کرسکتا اور جب نص سے احاطہ کی نفی نکلی تو اس سے رویت کی نفی نہین نکلتی جو بغیر احاطہ
کے ہو اور لوگون نے بہی جواب دیے ہین اس آیت کے مگر ان کے بیان کرنے کی ضرورت نہین یہ جواب مختصر
اور عمدہ ہے جو ہم نے بیان کیا اور دوسری دلیل انکی اس آیت سے وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من
وراء حجاب پر اسکا جواب کئی طرح سے ہے ایک تو یہ کہ رویت کے وقت کلام کا ہونا ضرور نہین تو جائز ہے رویت
بغیر کلام کے دوسرے یہ کہ اس عام مین سے ہمارے پیغمبر خاص کیے گئے ہین تیسرے یہ کہ وحی سے مراد کلام
ہے بغیر واسطے کے اگرچہ جمہور یون کہتے ہین کہ وحی سے اسجگہ الہام یا خواب مراد ہے اور حجاب کے یہ معنی ہین کہ خدا
تعالی صاف کہلم کہلا ثابت نہین کرتا بلکہ وہ خدا کا کلام سنتے ہین اور اسکو دیکہتے نہین حجاب سے یہ غرض
نہین کہ وہان کوئی پردہ ہے جو جدا کرتا ہے ایک مقام کو دوسرے مقام سے انتہی ما قال النووی مختصرا مولانا
ابو الطیب نے سراج الوہاج مین لکہا ہے کہ مجہے جو اس مقام مین معلوم ہوا وہ یہ ہے کہ اس مسئلہ مین خاموشی بہتر
ہے اور غور و خوض کرنا اچہا نہین اسلیے کہ قرآن کی آیتین محتمل ہین اور جب احتمال ہو تو استدلال نہین
ہوسکتا اور جس نے رویت کو ثابت کیا ہے وہ قرآن سے ثابت کرتا ہے حالانکہ قرآن کا حال یہ ہے کہ وہ مجمل ہے اور
ابن عباس کوئی مرفوع حدیث اس باب مین نہین لائے بلکہ انہون نے استدلال کیا آیات سے تو یہ بہی ان کا
اجتہاد ہوا اور اجتہاد کسی کا حجت نہین جب تک اوسپر دلیل نہ ہو اور حضرت عائشہ بہی دلیل لائین اجتہاد سے
اور ان کا استدلال زیادہ واضح ہے اور ایک روایت مین صراحتا یہ امر ثابت ہے مسروق
سے کہ حضرت عائشہ نے کہا مین نے سب سے پہلے اس آیت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچہا
آپ نے فرمایا مراد اوس سے جبرئیل امین ہین اس سے صاف معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اس آیت کی تفسیر کی ساتہہ جبرئیل علیہ السلام کے تو اب اس سے پہیرنے کے لیے کوئی دلیل چاہیے

اس لیے ٹھیک یہی ہے کہ توقف کیا جاوے جب تک دلیل قائم نہ ہو اور میں یہ نہیں کہتا کہ دیدار الٰہی جائز نہیں بلکہ کلام اسمیں ہو کہ آیا دیدار ہوا یا نہیں اور حدیث موقوف اس باب میں حجت نہیں ہو سکتی جب اسکے خلاف دوسری حدیث موقوف ہو اور یہ مسئلہ عقل اور اجتہاد سے معلوم نہیں ہو سکتا بلکہ سماع چاہیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور یہاں پر کوئی سماع مرفوع نہیں ہے انتہی مختصراً **عَن** الشَّیبَانِیِّ قَالَ سَأَلتُ زِرَّ بنَ حُبَیشٍ عَن قَولِ اللّٰہِ تعالے فَکَانَ قَابَ قَوسَینِ اَو اَدنٰی قَالَ اَخبَرَنِی ابنُ مَسعُودٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ رَاٰی جِبرِیلَ عَلَیہِ السَّلَامُ لَہٗ سِتُّمِائَۃِ جَنَاحٍ **ترجمہ** سلیمان شیبانی سے روایت ہے میں نے زر بن حبیش سے پوچھا اس آیت کو فکان قاب قوسین او ادنٰی یعنی پھر رہ گیا فرق دو کمان کا یا اس سے بھی نزدیک اونہوں نے کہا مجھ سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو دیکھا اُن کے چھ سو بازو تھے **ف** یعنی اُن کی اصلی صورت پر دیکھا ورنہ اور شکلوں سے تو ان کو اکثر آپ دیکھا کرتے تھے عبداللہ بن مسعود بھی جو اس حدیث کے راوی ہیں بڑے عالم ہیں اس امت کے معارض ہو انکا قول عبداللہ بن عباس کے قول سے نووی نے کہا عبداللہ بن مسعود کا یہی مذہب ہے کہ مراد اس آیت سے جبرئیل ہیں لیکن اکثر مفسرین اسطرف گئے ہیں کہ مراد دیکھنے سے دیکھنا حق سبحانہ وتعالی کا ہے پھر ان لوگوں نے اختلاف کیا ہے بعضوں نے کہا آپنے پروردگار کو اپنے دل کی آنکھ سے دیکھا اور بعضوں نے کہا ظاہری دونوں آنکھوں سے دیکھا امام ابو الحسن واحدی نے کہا یہ بیان ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار الٰہی کا معراج کی رات میں ابن عباس اور ابوذر اور ابراہیم تیمی نے کہا کہ آنحضرت خداتعالی کو اپنے دل سے دیکھا اور یہ دیکھنا درحقیقت صحیح دیکھنا تھا اسطرح کہ اللہ تعالی نے ایک آنکھ آپکے دل میں پیدا کر دی یا دیکھنے کی قوت دل میں ڈالدی اور آپنے دیکھ لیا جیسے آنکھ سے دیکھتے ہیں اور ایک جماعت مفسرین کی اسطرف گئی ہے کہ آپ نے انہی ظاہری آنکھوں سے خداتعالی کو دیکھا اور یہی قول ہے انس اور عکرمہ اور حسن اور ربیع کا (نووی) **عَن** عَبدِ اللّٰہِ قَالَ مَا کَذَبَ الفُؤَادُ مَا رَاٰی قَالَ رَاٰی جِبرِیلَ لَہٗ سِتُّ مِائَۃِ جَنَاحٍ **ترجمہ** عبداللہ بن مسعود نے کہا یہ جو حق تعالے نے فرمایا ماکذب الفؤاد ما رای یعنی جھوٹھ نہ دیکھا دل نے جو دیکھا مراد اس سے جبرئیل علیہ السلام کا دیکھنا ہے آپ نے دیکھا اون کو اون کے چھ سو (۶۰۰) پنکھ تھے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی قَالَ رَاٰی جِبْرِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ
فِیْ صُوْرَتِہٖ لَہٗ سِتُّمِائَۃِ جَنَاحٍ ترجمہ عبداللہ بن مسعود نے کہا یہ جو حق تعالی نے فرمایا لَقَدْ رَاٰی مِنْ
اٰیٰتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی بیشک دیکھین اپنے رب کی بڑی نشانیان مراد اس سے یہہ کہ آپ نے دیکھا جبرئیل
علیہ السلام کو اونکی اصلی صورت مین چھ سو بازو تھے اون کے عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ
وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَۃً اُخْرٰی قَالَ رَاٰی جِبْرِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت
ہے اس آیت کی تفسیر مین وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَۃً اُخْرٰی یعنے دیکھا انکو دوسرے اوتار مین کہ دیکھا آپ نے
جبرئیل علیہ السلام کو ف نووی نے کہا یہ جو عبداللہ بن مسعود اور ابوہریرہ نے کہا ایسا ہی منقول
ہے بہت سلف سے اور یہی روایت ہے ابن عباس اور ابن زید اور محمد بن کعب اور مقاتل بن حیان
سے اور ضحاک نے کہا کہ مراد سدرۃ المنتہی کا دیکھنا ہے اور بعضون نے کہا کہ رفرف سبز کا اور داودی
نے کہا کہ اکثر علماء نے یون کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل کو اون کی اصلی صورت
مین دیکھا اور یہی مراد ہے آیت سے عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَاٰہُ بِقَلْبِہٖ ترجمہ ابن عباس
سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی کو دیکھا اپنے دل سے عَنْ ابْنِ
عَبَّاسٍ قَالَ مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَۃً اُخْرٰی قَالَ رَاٰہُ بِفُؤَادِہٖ مَرَّتَیْنِ
ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَۃً اُخْرٰی کی تفسیر مین کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی کو اپنے دل سے دوبار دیکھا ف تو ابن عباس کا یہی
قول ہے کہ مراد ان آیتون مین دیدار الہی ہے اور اوپر اسکی تفصیل گذر چکی عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ
کُنْتُ مُتَّکِئًا عِنْدَ عَائِشَۃَ فَقَالَتْ یَا اَبَا عَائِشَۃَ ثَلٰثٌ مَنْ تَکَلَّمَ بِوَاحِدَۃٍ مِنْھُنَّ فَقَدْ
اَعْظَمَ عَلَی اللّٰہِ الْفِرْیَۃَ قُلْتُ مَا ھُنَّ قَالَتْ مَنْ زَعَمَ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاٰی رَبَّہٗ
فَقَدْ اَعْظَمَ عَلَی اللّٰہِ الْفِرْیَۃَ قَالَ وَکُنْتُ مُتَّکِئًا فَجَلَسْتُ فَقُلْتُ یَا اُمَّ
الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْظِرِیْنِیْ وَلَا تُعْجِلِیْنِیْ اَلَمْ یَقُلِ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ وَلَقَدْ رَاٰہُ بِالْاُفُقِ الْمُبِیْنِ وَلَقَدْ
رَاٰہُ نَزْلَۃً اُخْرٰی فَقَالَتْ اَنَا اَوَّلُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ سَاَلَ عَنْ ذٰلِکَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّمَا ھُوَ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَمْ اَرَہٗ عَلٰی صُوْرَتِہِ الَّتِیْ خُلِقَ عَلَیْھَا
غَیْرَ ھَاتَیْنِ الْمَرَّتَیْنِ رَاَیْتُہٗ مُنْھَبِطًا مِنَ السَّمَاءِ سَادًّا عِظَمُ خَلْقِہٖ مَا بَیْنَ السَّمَاءِ اِلَی الْاَرْضِ

فقالت اولم تسمع ان الله عز وجل يقول لا تدركه الابصار وهو يدرك
الابصار وهو اللطيف الخبير اولم تسمع ان الله يقول وما كان لبشر ان يكلمه الله عز وجل
الله الا وحيا او من وراء حجاب او يرسل رسولا الى قوله انه علي حكيم
قالت ومن زعم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كتم شيئا من كتاب الله
فقد اعظم على الله الفرية والله يقول يايها الرسول بلغ ما انزل اليك من
ربك وان لم تفعل فما بلغت رسالته قالت ومن زعم انه يخبر بما يكون
في غد فقد اعظم على الله الفرية والله يقول قل لا يعلم من في السموات
والارض الغيب الا الله ترجمہ مسروق سے روایت ہے میں تکیہ لگائے ہوئے تھا حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا کے پاس انہوں نے کہا اے ابو عائشہ (یہ کنیت ہے مسروق کی) تین باتیں ہیں
جو کوئی ان کا قائل ہوا اس نے بڑا جھوٹ باندھا خدا پر میں نے کہا وہ تین باتیں کون سی ہیں
انہوں نے کہا (ایک یہ ہے) جو کوئی سمجھے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا
اس نے بڑا جھوٹ باندھا مسروق نے کہا میں تکیہ لگائے تھا یہ سنکر میں بیٹھ گیا اور میں
نے کہا اے ام المومنین ذرا مجھے بات کرنے دو اور جلدی مت کرو کیا اللہ تعالے نے نہیں
فرمایا ولقد راٰه بالافق المبين ولقد راٰه نزلة اخرى حضرت عائشہ نے کہا اس امت میں سب
سے پہلے میں نے ان آیتوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ نے فرمایا مراد ان
آیتوں میں حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں میں نے ان کو انکی اصلی صورت پر نہیں دیکھا سوا دو
بار کے جنکا ذکر ان آیتوں میں ہے میں نے دیکھا انکو وہ اتر رہے تھے آسمان سے اور ان کے
تن و توش کی بڑائی نے آسمان سے زمین تک روک دیا تھا پھر حضرت عائشہ نے کہا کیا تو نے
نہیں سنا اللہ تعالی فرماتا ہے لا تدركه الابصار وهو يدرك الابصار وهو اللطيف الخبير کیا تو نے
نہیں سنا اللہ تعالے فرماتا ہے ما كان لبشر ان يكلمه الله الا وحيا او من وراء حجاب او يرسل رسولا
علي حكيم تک ف پہلی آیت سورۂ انعام میں ہے (۱۳) رکوع میں ترجمہ اسکا یہ ہے اسکو
نہیں پا سکتیں آنکھیں اور وہ پا سکتا ہے آنکھوں کو اور وہ بھید جانتا ہے خبردار - اور دوسری
آیت شوری (۵) رکوع میں ہے ترجمہ پوری آیت کا یہ ہے اور کسی آدمی کی حد نہیں کہ

اوس سے باتین کرے اللہ مگر اشارہ سے یا پردہ کے پیچھے سے یا بھیجے کوئی پیغام لانیوالا پہر پہونچا دے وہ اس کے حکم سے جو چاہے وہ سب سے اوپر ہے حکمتون والا ۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یون کہنا درست ہے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے اور مطرف بن عبد اللہ نے ایسا کہنا مکروہ جانا ہے اور کہا ہے یون کہو اللہ تعالی نے فرمایا اور درست کہو اللہ تعالی فرماتا ہے پر مطرف کا یہ قول مخالف ہے صحابہ اور تابعین کے فعل کے اور صحیح اور مختار یہی ہے کہ دونون طرح کہنا درست ہے اور یہی قول ہے ائمہ سلف اور خلف کا اور خود قرآن مین موجود ہے وَاللّٰہُ یَقُوْلُ الْحَقَّ وَھُوَ یَھْدِی السَّبِیْلَ اور صحیح مسلم مین ابوذر سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی فرماتا ہے مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا اور جس نے اسکا انکار کیا اوسکے پاس کوئی دلیل نہین ہے (نووی) ف (دوسری یہ ہے) جو کوئی خیال کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی کتاب مین سے کچہ چھپا لیا تو اس نے بڑا جھوٹ باندہا خدا پر اللہ فرمایا ہے یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ یعنے اے پیغام پہونچانے والے پہونچا دے جو اترا تجہپر تیرے رب کے پاس سے اور جو تو ایسا نہ کرے تو تو نے پیغام نہین پہونچایا (تیسرے یہ ہے) جو کوئی کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل ہونیوالی بات جانتے تہے یعنی آئندہ کا حال) تو اس نے بڑا جھوٹ باندہا اللہ پر اللہ خود فرماتا ہے کہدو اے محمد آسمانون اور زمین مین کوئی غیب کی بات نہین جانتا سوا خدا کے ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غیب کا علم خدا ہی سے خاص ہے اور سوا خدا کے کسی اور کو غیب کا علم نہین پیغمبر ہو یا فرشتہ یا ولی یا صالح یا سلطان یا عارف اور خود اللہ تعالے نے اپنی کتاب مین ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی بیان کی وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ وَمَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ وَّبَشِیْرٌ یعنے اگر مجہے غیب کا علم ہوتا تو مین بڑی بہلائی حاصل کر لیتا اور مجہے دکہہ نہ پہونچتا مین تو ایک کہلا ڈرانیوالا ہون اور حبیب اللہ اور رسول کے بیان سے معلوم ہوگیا کہ غیب کا علم سوا خدا کے کسی کو نہین اب دوسرے کے بیان کی کیا حاجت ہے اللہ تعالی ہدایت کرے اون بدبختون کو جو غیب کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اور اولیاء اور مشائخ کے لیے ثابت کرتے ہین اور اسپر کوئی دلیل نہین بلکہ دلیل اوس کے خلاف مین موجود ہے خدا جانے اون کی عقلون پر کیسا مار پڑی ہے اور شیطان اون کو

کہان اونکا گرتا ہے خدا تعالی ہمکو اور سب اہل طریقہ کے لوگون کو ایسے خیالون سے بچا دے (سراج الوہاج) عن داود بھذا الاسناد نحو حدیث ابن علیۃ وزاد قالت ولو کان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کاتما شیئا مما انزل علیہ لکتم ھذہ الایۃ واذ تقول للذی انعم اللہ علیہ وانعمت علیہ امسک علیک زوجک واتق اللہ وتخفی فی نفسک ما اللہ مبدیہ وتخشی الناس واللہ احق ان تخشاہ ترجمہ داود نے اسی حدیث کو روایت کیا جیسے اوپر گذری اتنا زیادہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھپانے والے ہوتے تو چھپاتے اس آیت کو واذ تقول للذی انعم اللہ علیہ اخیر تک ف یہ آیت سورہ احزاب کے پانچوین رکوع مین ہے ترجمہ اسکا یہ ہے اور جب تو کہنے لگا اس شخص کو جسپر اللہ نے احسان کیا اور تو نے احسان کیا رہنے دے اپنے پاس اپنی جورو اور ڈر اللہ سے اور تو چھپاتا تھا اپنے دلمین ایک چیز جو اللہ اسکو کھولا چاہتا ہے اور ڈرتا تھا لوگون سے اور چاہیے اللہ سے زیادہ ڈرنا پھر جب زید تمام کر چکا اوس عورت سے اپنی غرض ہمنے وہ تیرے نکاح مین دی اسلیے کہ مسلمانون پر حرج نہو اپنی لے پالکون کی جورون سے نکاح کرنے مین جب وہ تمام کرین ان سے اپنی غرض اور ہے اللہ کا حکم کرنا۔ مراد اس شخص سے زید بن حارثہ ہ ہے جو لے پالک تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انکی بی بی زینب تھین جو آپ کی پھوپھی کی بیٹی تھین جب زید سے انکی نہ بنی تو پہلے آپنے زید کو نصیحت کی پر دل مین آپ کے یہ خیال تھا کہ اگر زید انکو چھوڑ دے گا تو مین ان سے نکاح کرلون گا آپنے یہ خیال اپنے دل مین رکھا اسلیے کہ کافر اور منافق بد گوئی کرینگے کہ محمد اپنے بہو سے نکاح کرنے کے ذکر مین ہین اللہ تعالی نے اس ارادے کو ظاہر کردیا اور نکاح زینب کا آپ سے کردیا اور کافرون کی طعن وتشنیع کو لغو کردیا اور فرمایا کہ لے پالک درحقیقت بیٹا نہین ہے جو اوسکی جورو پالنے والے پر حرام ہو۔ اس آیت مین چونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے نصیحت کی اور الزام دیا کہ تو لوگون سے ڈرتا ہے حالانکہ اللہ سے زیادہ ڈرنا چاہیے اور آپکے دل کی بات کو جسکو آپ چھپانا چاہتے تھے فاش کردیا پس اگر آپ کوئی آیت معاذ اللہ چھپاتے تو اسکو چھپاتے عن مسروق قال سألت عائشۃ ھل

رَأَى مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهُ فَقَالَتْ سُبْحَانَ اللّٰهِ لَقَدْ قَفَّ شَعْرِي لِمَا قُلْتَ
وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِقِصَّتِهِ وَحَدِيثُ دَاوُدَ أَتَمُّ وَأَطْوَلُ ترجمہ مسروق سے روایت ہے میں نے
ام المؤمنین عائشہ سے پوچھا کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے انہوں نے کہا سبحان اللہ
میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے (اس بات کے سننے سے) اور بیان کیا حدیث کو اسی طرح لیکن روایت
داؤد کی (جو اوپر گزری) بڑی اور پوری ہے عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ فَأَيْنَ
قَوْلُهُ تَعَالَى ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى قَالَتْ
إِنَّمَا ذَاكَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَأْتِيهِ فِي صُورَةِ الرِّجَالِ وَإِنَّهُ أَتَاهُ فِي
هَذِهِ الْمَرَّةِ فِي صُورَتِهِ الَّتِي هِيَ صُورَتُهُ فَسَدَّ أُفُقَ السَّمَاءِ ترجمہ مسروق سے
روایت ہے میں نے حضرت عائشہ سے کہا تم تو کہتی ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب
کو نہیں دیکھا پھر اللہ تعالی کا یہ قول کیسے ہے ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى فَأَوْحَى
إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى انہوں نے کہا اس آیت سے تو جبرئیل مراد ہیں وہ ہمیشہ آپ کے پاس مردوں
کی صورت میں آتے تھے اور اس مرتبہ خاص اپنی اصلی صورت میں آئے تو سارا کنارہ آسمان
کا بھر گیا تھا **ف** اس صورت میں آیت کے معنے یہ ہونگے کہ پھر نزدیک ہوا جبرئیل اور قریب
آگیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور رہ گیا فاصلہ دو کمانوں کا یا اس سے بھی نزدیک اور بعضوں نے
قوس سے ذراع مراد لیا ہے تو معنے یہ ہوگا رہ گیا فاصلہ دو ہاتھ کا یا اس سے بھی کم یعنے آپ
میں اور جبرئیل میں اتنا قرب ہو گیا بعد اسکے اللہ نے اپنے بندے کی طرف وحی کی جو وحی
کی عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ رَأَيْتَ
رَبَّكَ قَالَ نُورٌ أَنَّى أَرَاهُ ترجمہ ابوذر سے روایت ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے پوچھا کیا آپ نے اپنے پروردگار کو دیکھا آپ نے فرمایا وہ تو نور ہے میں اوسکو کیسے دیکھتا
**ف** نووی نے کہا یعنے حجاب اوسکا نور ہے اور معنے یہ ہے کہ نور کی وجہ سے میں اسکو
دیکھ نہ سکا کیونکہ جب نور بہت ہوتا ہے تو آنکھ چکاچوندھ ہو جاتی ہے اور کچھ دکھائی نہیں دیتا
عرفا کے نزدیک اس حدیث کے یہ معنے ہیں کہ اللہ تعالی جل شانہ نور ہے اور ظہور ہے یعنے اسی کی وجہ
سے سب کی ہستی اور نمایش ہے جیسے قرآن میں ہے اَللّٰهُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اگر یہ نور نہ

ہو تو نری نیستی ہو اور کسی چیز کا وجود نہ ہو پہر جیسے نور کیو جسے اور چیزین دکہلا ئے
دیتی ہین اسیطرح اللہ جلشانہ کی اور مخلوقات کو ہم دیکہتے ہین پر اسکا دیکہنا دشوار ہے اس لیے
کہ ہم مادے اور جسم کی کسافات سے بہری ہوئی ہین البتہ اللہ تعالے جب اپنے بندون کو ان علائق
جسمانی سے صاف کرکے اون کو نورانی کرے گا اوس وقت اپنا نور اون کو دکہا دے گا واللہ
اعلم **عَنْ** عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ شَقِیْقٍ قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ لَوْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَسَاَلْتُہٗ فَقَالَ عَنْ اَیِّ شَیْءٍ کُنْتَ تَسْاَلُہٗ قَالَ کُنْتُ اَسْاَلُہٗ ھَلْ رَاَیْتَ رَبَّکَ
قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ قَدْ سَاَلْتُہٗ فَقَالَ رَاَیْتُہٗ نُوْرًا **ترجمہ** عبداللہ بن شقیق سے روایت ہو سالت
مین نے ابوذر سے کہا اگر مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکہتا تو آپ سے کچہ پوچہتا ابوذر نے کہا
تو کیا پوچہتا عبداللہ نے کہا مین یہ پوچہتا آپ نے اپنے پروردگار کو دیکہا یا نہین ابوذر نے کہا مین
نے یہ پوچہا تہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا مین نے ایک نور دیکہا **ف**
یعنے صرف ایک نور مجہے دکہلائی دیا اور کچہ مین نے نہین دیکہا قاضی عیاض نے کہا یہ بات
محال ہے کہ اللہ کی ذات نور ہو کیونکہ نور ایک جسم ہے اور اللہ سبحانہ وتعالی پاک ہے جسمیت
سے یہی مذہب ہے تمام اماموں کا اور یہ جو اللہ نے فرمایا اللہ نور ہے آسمانون اور زمین کا اور حدیث
مین نور کا اطلاق ذات الٰہی پر کیا ہے تو اس سے مراد یہ ہے کہ وہ نور کا خالق ہے اور صاحب
ہے نور کا یا ہادی ہے تمام آسمان اور زمین کے لوگون کا یا نورانی کرنے والا ہے مومنون کے
دلون کا **مترجم** کہتا ہے قاضی عیاض کی یہ تقریر مسلم نہین اور نہ سلف کی یہ چال ہے بلکہ اللہ
تعالی حقیقۃً نور ہے اور نور کا لفظ متعدد نصوص مین اوسپر وارد ہے پہر اوسمین تاویل کرنے کی
ضرورت نہین اب رہا جسم کا اطلاق تو وہ خدا پر نہ کیا جاوے گا کس لیے کہ شریعت مین یہ لفظ
خدا کے واسطے نہین آیا اسی طرح ہر جسم سے تنزیہ اس کی بہی کوئی اصل نہین **عَنْ**
اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَامَ فِیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِخَمْسِ کَلِمَاتٍ
فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنَامُ وَلَا یَنْبَغِیْ لَہٗ اَنْ یَّنَامَ یَخْفِضُ الْقِسْطَ وَیَرْفَعُہٗ یُرْفَعُ اِلَیْہِ عَمَلُ
اللَّیْلِ قَبْلَ عَمَلِ النَّھَارِ وَعَمَلُ النَّھَارِ قَبْلَ عَمَلِ اللَّیْلِ حِجَابُہُ النُّوْرُ وَفِیْ رِوَایَۃِ اَبِیْ بَکْرٍ
النَّارُ لَوْ کَشَفَہَا لَاَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْہِہٖ مَا انْتَہٰی اِلَیْہِ بَصَرُہٗ مِنْ خَلْقِہٖ وَفِیْ کشفہ

اَبِي بَكْرٍ عَنِ الْاَعْمَشِ وَلَمْ يَقُلْ حَدَّثَنَا ترجمہ ابو موسے سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
ہمکو کہڑے ہوکر پانچ باتین سنائین آپنے فرمایا اللہ جل جلالہ نہین سوتا اور سونا اوس کے لائق نہین دکیونکہ
سونا الآت اور اعضا کے بدن کی تہکاوٹ سی ہوتا ہے اور خدا تعالے پاک ہے تہکن سے دوسرے یہ کہ سونا
غفلت ہے اور وہ مثل موت کے ہے اور حقتعالی پاک ہے اس سے ) جہکاتا ہے ترازو کو اور اونچا کرتا ہے
اوسکو ف بندون کے اعمال اور ارزاق کے تولنے مین نووی نے کہا یہ تمثیل ہے خدا کی تقدیر
کے ترازو سے تولنے کے ساتہہ سراج الوہاج مین ہے کہ یہ تمثیل نہین ہے بلکہ حقیقۃً خدا تعالی ایسا
ہی کرتا ہے اور یہی ہے مذہب سلف کا اس قسم کی آیات اور احادیث مین اور تمثیل کے لائق پچہلے
لوگ ہوئے ہین جنکی بات کا کچہ اعتبار نہین ف اوٹہایا جاتا ہے اوسکی طرف رات کا عمل دن
کے عمل سے پہلے اور دن کا عمل رات کے عمل سے پہلے ف یعنی رات مین جو اوسکے بندے
نیک کام کرتے ہین وہ دوسرا دن گذرنے سی پہلے فرشتے اوس کے پاس اوٹہا لے جاتے ہین اسیطرح
دن مین جو کام کرتے ہین وہ رات گذرنے سے پہلے شام ہے کو خدا کے پاس لے جاتے ہین۔ اس
حدیث سی صاف یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ خدا تعالے جہت فوق مین ہے اور یہی مذہب ہے اہل
سلف کا رضی اللہ عنہم ف اوسکا پردہ نور ہے ف نووی نے کہا پردہ لغت مین
آڑ اور اوٹ کو کہتے ہین اور یہ شان ہے اون اجسام کی جو محاذی ہین اور خدا تعالے پاک ہے جسمیت
اور محدودیت سے اس صورت مین پردے سی مراد روکنے والا ہے اوسکے دیدار سے یعنی نور اوس کے دیکہنے
کا مانع ہے کس لیے کہ نور سے آنکہہ چکا چوند ہوجاتی ہے سراج الوہاج مین ہے کہ اس تاویل کی ضرورت
نہین بلکہ سلف کا یہ قول ہے کہ جو کچہ شریعت مین آیا ہے اوس کو جاننا اوسی طرح جیسے آیا اور اوسکی
کیفیت بیان نہ کرنا نہ اوس مین تاویل اور تعطیل اور تمثیل اور تشبیہ کرنا مترجم کہتا ہے کہ متاخرین
جیسے نووی اور سیوطی اور ابن حجر عسقلانی اور ملا علی قاری اور شیخ عبدالحق دہلوی نے پچہلے
متکلمین کی تقلید کرکے اس قسم کی آیات اور احادیث مین اکثر ایسی تاویلات کی ہین جو سلف کے
طریقے کے خلاف ہین اسی حدیث مین دیکہیے حجاب کی جو تاویل کی ہے وہ اس بناپر کہ حجاب
شان ہے اجسام کی حالانکہ ابہی تک یہ امر ہے شریعت سی ثابت نہین ہوا کہ خدا تعالے جسمیت سے
پاک ہے پہر اور آثار اور لوازم جسمیت کا کیا ذکر ہے ف ابو بکر کی روایت مین ہے کہ پردہ اوسکا

آگ ہی اگر وہ کہول دیوے اوس پردے کو البتہ اوس منہ کی شعاعین جلادین مخلوق کو جہانتک اوسکی نگاہ پہونچتی
ہے **ف** اوسکی نگاہ تو تمام مخلوق تک پہونچتی ہے پہر اگر وہ اپنا حجاب اٹھالے تو اوس کے روے
مبارک کے تجلے کے سامنے کچہ نہ ٹہرے اور سب جلکر خاک ہو جاوین لزوی نے اس مقام پر پچہلے متکلمین
کی تقلید سے وجہ کی تاویل ذات سے کی ہے اور یہ غلط ہے حقتعالی کے لیے وجہ اور ید اور عین اور قدم
وغیرہ حقیقۃً ثابت ہین آیات اور احادیث سے اور سلف نے ان مین کسی قسم کی تاویل نہین کی نہ تحریف
بلکہ تاویل طریقہ ہے جہمیہ مبتدعہ اور معتزلہ کا خذلہم اللّٰہ تعالی اور بعض علماے اہل سنت خدا اونپر رحم کرے
اس گمراہی مین پہنس گئے وہ بہی لگے تاویل کرنے اور سلف کے طریقہ کو بہول گئے اللہ تعالی اون کی
خطا معاف کرے **عَنِ** الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِاَرْبَعِ كَلِمَاتٍ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ اَبِيْ مُعَاوِيَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ مِنْ خَلْقِهٖ
وَقَالَ حِجَابُهُ النُّوْرُ **ترجمہ** اعمش سے اسی طرح دوسری روایت ہے مگر اسمین پانچ باتون کے بدلے
چار باتین ہین اور مخلوق کا ذکر نہین اور کہا کہ حجاب اسکا نور ہے **عَنْ** اَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ
عَنْهُ قَالَ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَرْبَعٍ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَنَامُ وَلَا بِاَرْبَعٍ فَقَالَ
يَنْبَغِيْ لَهٗ اَنْ يَّنَامَ يَرْفَعُ الْقِسْطَ وَيَخْفِضُهٗ وَيُرْفَعُ اِلَيْهِ عَمَلُ النَّهَارِ بِاللَّيْلِ وَعَمَلُ اللَّيْلِ
بِالنَّهَارِ **ترجمہ** ابو موسی رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم مین کہڑے ہو کر چار
باتین بیان کین یہ کہ اللہ تعالی نہین سوتا اور نہ اوس کے لائق ہے سونا اوٹہاتا ہے ترازو کو اور جہکاتا
ہے اوٹہایا جاتا ہے اوسکی طرف دن کا عمل رات کو اور رات کا عمل دنکو **بَابُ** اِثْبَاتِ
رُؤْيَةِ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الْاٰخِرَةِ لِرَبِّهِمْ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى اللہ تعالی کا دیدار مومنون کو آخرت وَقَامَ
مین ہوگا اسکا ثبوت **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ اَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ اٰنِيَتُهُمَا وَمَا فِيْهِمَا وَجَنَّتَانِ مِنْ ذَهَبٍ
اٰنِيَتُهُمَا وَمَا فِيْهِمَا وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ اَنْ يَّنْظُرُوْا اِلٰى رَبِّهِمْ اِلَّا رِدَاءُ
الْكِبْرِيَاءِ عَلٰى وَجْهِهٖ فِيْ جَنَّةِ عَدْنٍ **ترجمہ** عبد اللہ بن قیس سے روایت ہے رسول اللہ صلی الْكِبْرِ
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو جنتین چاندی کی ہونگی اوسکے برتن اور سب چیزین چاندی کی ہون گی
اور دو جنتین سونے کی ہون گی اوس کے برتن اور سب چیزین سونے کی ہون گی اور لوگون کو اپنے پروردگا

کے دیکھنے مین کوئی آڑ نہ ہوگی جنت العدن مین سوا ایک بزرگی کی چادر کے جو خدا کے مونہ پر ہوگی
**ف** پہر جب خدا تعالی اوس چادر کو اپنے مونہہ سے اوٹہا دے گا تو سب مومن اوسکے روی مبارک
کو دیکہین گے اور اس دیدار سے ایسی خوشی حاصل ہوگی جسکی حد نہین نہ اسکا بیان ہو سکتا ہے
نووی نے کہا تمام اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ خدا تعالی کا دیکہنا ممکن ہے محال نہین ہے
اور انہون نے اتفاق کیا ہے اس پر کہ آخرت مین مومنین اوسکو دیکہین گے اور کافر اس نعمت
سے محروم رہین گے اور معتزلہ اور خوارج اور بعض مرجیہ نے یہ گمان کیا ہے کہ خدا کو اس کے
مخلوق مین سے کوئی نہ دیکہے گا بلکہ خدا کا دیکہنا محال ہے عقلاً اور یہ ایک خطا ہے صریح اور جہل
قبیح ہے کتاب اور سنت اور اجماع صحابہ اور سلف امت سے یہ امر ثابت ہے کہ آخرت مین مومنون
کو خدا کا دیدار حاصل ہوگا اور اس حدیث کو قریب بیس صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
روایت کیا ہے اور قرآن کی آیتین اس باب مین مشہور ہین اور بدعتیون نے جو اون پر اعتراض
کیے ہین وہ بہی اہلسنت کی کلام کی کتابون مین ان کے جواب سمیت مذکور ہین اور ہمکو
ان کے بیان کرنے کی ضرورت یہان معلوم نہین ہوتی لیکن دنیا مین اللہ تعالی کا دیکہنا
تو ہم بیان کر چکے کہ وہ ممکن ہے پر جمہور سلف اور خلف کا یہ قول ہے کہ یہ دنیا مین واقع نہوگا اور
امام ابو القاسم قشیری نے ابوبکر بن فورک سے نقل کیا ہے کہ اس مسئلہ مین امام ابو الحسن اشعری کے
دو قول ہین ایک تو یہ کہ دنیا مین خدا کا دیدار واقع ہوا دوسرے یہ کہ اوسکا وقوع نہین ہوا پہر اہل
حق کا مذہب یہ ہے کہ رویت الٰہی (خدا کا دیدار) ایک قوت ہے جسکو اللہ تعالے اپنی مخلوق مین
مین پیدا کر دیگا اور اوس کے لیے اتصال اور مقابلہ وغیرہ ضرور نہین اور ہمارے دیکہنے مین
یہ باتین اتفاقاً پائی جاتی ہین نہ یہ کہ دیکہنے کی شرط ہین اور متکلمین نے اوس کے کہلے دلائل خوب
بیان کیے ہین اور اللہ تعالے کے دیدار سے یہ لازم نہین آتا کہ خدا تعالے ایک جہت مین ہو بلکہ
مومنین اوسکو دیکہین گے بغیر جہت کے جیسے اوسکو جانتے ہین بے جہت انتہی مولانا ابو الطیب سلمہ
اللہ تعالے نے سراج الوہاج مین لکہا ہے کہ بدعتیون نے جو کچہ شبہہ خدا کی رویت مین کیے ہین
ان سب کے جوابات دونون امامون کی تصانیف مین موجود ہین (یعنے امام حافظ شیخ الاسلام
ابن تیمیہ اور امام حافظ شیخ الاسلام ابن قیم قدس سرہما کی تصانیف مین) اور ہم نے بہی

اون کو اپنی بعض کتابون مین بیان کیا ہے لیکن اللہ تعالی کا دیدار دنیا مین تو وہ ممکن ہے پر واقع
نہین ہوا یعنے یعنی بیداری مین البتہ خواب مین واقع ہوا ہے جیسے ہم نے ریاض المرتاض اور تقصار
مین ایک جماعت علماء اور ائمہ سے نقل کیا ہے یا اللہ تو ہمکو بہی مشرف کر اپنے دیدار سے اور یہ جو
نووی نے کہا کہ خدا کا دیدار بغیر جہت کے ہوگا جیسے اسکا علم بے جہت کے ہے یہ متکلمین کا طریق ہے
اور اہل حق کا یہ مسلک نہین ان کے نزدیک تو اس قسم کے نصوص کو ظاہر معنے پر رکہنا چاہیے بغیر
تاویل اور تعطیل کے اور حدیث صحیح مین یہ امر موجود ہے کہ خدا کہان ہے آپ نے پوچہا یہ لونڈی سے اور
ایک حدیث مین ہے کہ آپ نے اشارہ کیا انگلی سے آسمان کیطرف اسی طرح اس باب مین بہت
آیات اور احادیث ہین جن سے خدا کا علو اور فوقیت علی العرش اور آسمان مین ہونا پایا جاتا
ہے پہر یہ قول نووی کا ان سے کیا مناسبت رکہتا ہے اللہ تعالی رحم کرے اوس آدمی پر جو انصاف کرے
اور تاویل اور تکلف کو دے پہر وہ مختصر حکم کہتا ہے کہ خدا تعالی کو بے جہت خیال کرنا یہ جہمیہ اور
مبتدعہ اور معتزلہ کا طفیل ہے ورنہ سلف علماء اور اہل حدیث سب خدا کو جہت فوق مین سمجہتے
رہے اور حنابلہ رحمہم اللہ کا یہی قول ہے پہر جب خدا تعالی ایک جہت مین ہوا تو اوسکی رویت بہی
ایک جہت مین ہو سکتی ہے اور متکلمین نے جو ایک رویت بلا جہت بلا مکان نکالی ہے یہ درحقیقت
نفی رویت ہے اور ان کے عقیدے اور منکرین رویت کے عقیدے مین غور کرنے سے کچہ فرق نہین
نکلتا کیونکہ منکرین رویت نے اوسی رویت کی نفی کی ہے جو ظاہر متعارف ہے یعنے ایک چیز کا ایک چیز
کے سامنے ہونا ایک مکان مین ہونا رائی اور مرئی مین اسطرح کی نسبت مقابلہ ہونا مرئی کا ایک جہت
مین ہونا رائی سے نہ اس رویت کی جسکو متکلمین نے اختراع کیا ہے اور ان متکلمین نے بہت سے
مسائل مین اسی قسم کی تاویلات کی ہین جو درحقیقت انکار ہین نصوص سے خدا اون لوگون کی خطا
معاف کرے اور ہم نے ان مین سے مسئلہ استوا کو بہت تفصیل سے اپنی کتاب انتہاء الاستوا
مین بیان کیا ہے عَنْ صُهَيْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ قَالَ يَقُولُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى تُرِيدُونَ شَيْئًا عَزَّ وَجَلَّ
أَزِيدُكُمْ فَيَقُولُونَ أَلَمْ تُبَيِّضْ وُجُوهَنَا أَلَمْ تُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَتُنَجِّنَا مِنَ النَّارِ قَالَ أَلَمْ تُنَجِّنَا
فَيَكْشِفُ الْحِجَابَ فَمَا أُعْطُوا شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ إِلَى رَبِّهِمْ عَزَّ وَجَلَّ

ترجمہ صہیب سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جنتی جنت میں جا چکیں گے اوسوقت اللہ تعالی فرماوے گا تم اور کچھ زیادہ چاہتے ہو وہ کہیں گے تو نے مونہہ ہمارے سفید کیے ہمکو جنت دی جہنم سے بچایا (اب اور کیا چاہیے) پھر پردہ اوٹھہ جاویگا اوس وقت جنتیوں کو کوئی چیز اس سے بھلی معلوم نہ ہوگی یعنے اپنے پروردگار کیطرف دیکھنے سے عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَزَادَ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ترجمہ حماد بن سلمہ سے اسی اسناد سے یہی حدیث مروی ہے اتنا زیادہ ہے کہ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ یعنے نیکوں کیواسطے نیکی ہے اور زیادہ زیادہ سے مراد دیدار الٰہی ہے جو سب نعمتوں سے بڑھ کر لذت دیگا عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَخْبَرَهُ اَنَّ نَاسًا قَالُوْا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ نَرٰى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تُضَارُّوْنَ فِي الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ قَالُوْا لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ هَلْ تُضَارُّوْنَ فِي الشَّمْسِ لَيْسَ دُوْنَهَا سَحَابٌ قَالُوْا لَا قَالَ فَاِنَّكُمْ تَرَوْنَهُ كَذٰلِكَ يَجْمَعُ اللّٰهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَقُوْلُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ شَيْئًا فَلْيَتَّبِعْهُ فَيَتَّبِعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الشَّمْسَ الشَّمْسَ فَلْيَتَّبِعْهُ وَيَتَّبِعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الْقَمَرَ الْقَمَرَ وَيَتَّبِعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الطَّوَاغِيْتَ الطَّوَاغِيْتَ وَتَبْقٰى هٰذِهِ الْاُمَّةُ فِيْهَا مُنَافِقُوْهَا فَيَاْتِيْهِمُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِيْ صُوْرَةٍ غَيْرِ صُوْرَتِهِ الَّتِيْ يَعْرِفُوْنَ فَيَقُوْلُ اَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ هٰذَا مَكَانُنَا حَتّٰى يَاْتِيَنَا رَبُّنَا فَاِذَا جَاءَ رَبُّنَا عَرَفْنَاهُ فَيَاْتِيْهِمُ اللّٰهُ فِيْ صُوْرَتِهِ الَّتِيْ يَعْرِفُوْنَ فَيَقُوْلُ اَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ اَنْتَ رَبُّنَا فَيَتَّبِعُوْنَهُ وَيُضْرَبُ الصِّرَاطُ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ جَهَنَّمَ فَاَكُوْنُ اَنَا وَاُمَّتِيْ اَوَّلَ مَنْ يُجِيْزُ وَلَا يَتَكَلَّمُ يَوْمَئِذٍ اِلَّا الرُّسُلُ وَدَعْوَى الرُّسُلِ يَوْمَئِذٍ اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ وَفِيْ جَهَنَّمَ كَلَالِيْبُ مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ هَلْ رَاَيْتُمُ السَّعْدَانَ قَالُوْا نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَاِنَّهَا مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ غَيْرَ اَنَّهُ لَا يَعْلَمُ مَا قَدْرُ عِظَمِهَا اِلَّا اللّٰهُ تَخْطَفُ النَّاسَ بِاَعْمَالِهِمْ فَمِنْهُمُ الْمُؤْمِنُ بَقِيَ بِعَمَلِهِ وَمِنْهُمُ الْمُجَازٰى حَتّٰى يُنَجّٰى حَتّٰى اِذَا فَرَغَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ الْعِبَادِ وَاَرَادَ اَنْ يُخْرِجَ بِرَحْمَتِهِ مَنْ اَرَادَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ اَمَرَ الْمَلٰئِكَةَ اَنْ يُخْرِجُوْا

فَلْيَتْبَعْهُ

ظَهْرَانَيْ

الْمُوْبَقُ بِعَمَلِهِ

الْمُؤْمِنُ بَقِيَ بِعَمَلِهِ

مِنَ النَّارِ مَنْ كَانَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا مِمَّنْ أَرَادَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يَرْحَمَهُ مِمَّنْ
يَقُولُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَيَعْرِفُونَهُمْ فِي النَّارِ يَعْرِفُونَهُمْ بِأَثَرِ السُّجُودِ تَأْكُلُ النَّارُ مِنِ ابْنِ
آدَمَ إِلَّا أَثَرَ السُّجُودِ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ أَنْ تَأْكُلَ أَثَرَ السُّجُودِ فَيَخْرُجُونَ مِنَ النَّارِ
قَدِ امْتَحَشُوا فَيُصَبُّ عَلَيْهِمْ مَاءُ الْحَيَاةِ فَيَنْبُتُونَ مِنْهُ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِي حَمِيلِ
السَّيْلِ ثُمَّ يَفْرُغُ اللّٰهُ مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ الْعِبَادِ وَيَبْقَى رَجُلٌ مُقْبِلٌ بِوَجْهِهِ عَلَى النَّارِ وَهُوَ
آخِرُ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا الْجَنَّةَ فَيَقُولُ أَيْ رَبِّ اصْرِفْ وَجْهِي عَنِ النَّارِ فَإِنَّهُ قَدْ
قَشَبَنِي رِيحُهَا وَأَحْرَقَنِي ذَكَاؤُهَا فَيَدْعُو اللّٰهَ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَدْعُوَهُ ثُمَّ يَقُولُ
اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى هَلْ عَسَيْتَ إِنْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ بِكَ أَنْ تَسْأَلَ غَيْرَهُ فَيَقُولُ لَا أَسْأَلُكَ تعالیٰ
غَيْرَهُ وَيُعْطِي رَبَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ عُهُودٍ وَمَوَاثِيقَ مَا شَاءَ اللّٰهُ فَيَصْرِفُ اللّٰهُ وَجْهَهُ عَنِ
النَّارِ فَإِذَا أَقْبَلَ عَلَى الْجَنَّةِ وَرَآهَا سَكَتَ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَسْكُتَ ثُمَّ يَقُولُ أَيْ رَبِّ
قَدِّمْنِي إِلَى بَابِ الْجَنَّةِ فَيَقُولُ اللّٰهُ لَهُ أَلَيْسَ قَدْ أَعْطَيْتَ عُهُودَكَ وَمَوَاثِيقَكَ لَا تَسْأَلُنِي
غَيْرَ الَّذِي أَعْطَيْتُكَ وَيْلَكَ يَا ابْنَ آدَمَ مَا أَغْدَرَكَ فَيَقُولُ أَيْ رَبِّ يَدْعُو اللّٰهَ
حَتَّى يَقُولَ لَهُ فَهَلْ عَسَيْتَ إِنْ أَعْطَيْتُكَ ذٰلِكَ أَنْ تَسْأَلَ غَيْرَهُ فَيَقُولُ لَا وَعِزَّتِكَ
فَيُعْطِي رَبَّهُ مَا شَاءَ اللّٰهُ مِنْ عُهُودٍ وَمَوَاثِيقَ فَيُقَدِّمُهُ إِلَى بَابِ الْجَنَّةِ فَإِذَا قَامَ عَلَى
بَابِ الْجَنَّةِ انْفَهَقَتْ لَهُ الْجَنَّةُ فَرَأَى مَا فِيهَا مِنَ الْخَيْرِ وَالسُّرُورِ فَيَسْكُتُ مَا شَاءَ اللّٰهُ
أَنْ يَسْكُتَ ثُمَّ يَقُولُ أَيْ رَبِّ أَدْخِلْنِي الْجَنَّةَ فَيَقُولُ اللّٰهُ تَعَالَى لَهُ أَلَيْسَ قَدْ أَعْطَيْتَ الست
عُهُودَكَ وَمَوَاثِيقَكَ لَا تَسْأَلَ غَيْرَ مَا أُعْطِيتَ وَيْلَكَ يَا ابْنَ آدَمَ مَا أَغْدَرَكَ فَيَقُولُ
أَيْ رَبِّ لَا أَكُونَنَّ أَشْقَى خَلْقِكَ قَالَ فَلَا يَزَالُ يَدْعُو اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ حَتَّى يَضْحَكَ لا اکونن
اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى مِنْهُ فَإِذَا ضَحِكَ اللّٰهُ مِنْهُ قَالَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ فَإِذَا دَخَلَهَا قَالَ عزوجل
اللّٰهُ لَهُ تَمَنَّهْ فَيَسْأَلُ رَبَّهُ وَيَتَمَنَّى حَتَّى إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَيُذَكِّرُهُ مِنْ كَذَا وَكَذَا
حَتَّى إِذَا انْقَطَعَتْ بِهِ الْأَمَانِيُّ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ذٰلِكَ لَكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ قَالَ عَطَاءُ بْنُ
يَزِيدَ وَأَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ لَا يَرُدُّ عَلَيْهِ مِنْ حَدِيثِهِ شَيْئًا حَتَّى إِذَا حَدَّثَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ اللّٰهَ قَالَ لِذٰلِكَ الرَّجُلِ
ذٰلِكَ لَكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ مَعَهُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ مَا حَفِظْتُ إِلَّا قَوْلَهُ ذٰلِكَ لَكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ

اشهد ان حفظت من رسول الله صلى الله عليه وسلم قوله ذلك لك وعشرة امثاله قال
ابو هريرة وذلك الرجل آخر اهل الجنة دخولا الجنة ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ
لوگون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کیا ہم اپنے پروردگار کو دیکھینگے قیامت کے روز رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم ایک دوسرے کو تکلیف دیتے ہو چودھوین رات کے چاند دیکھنے مین
(یعنے ازدحام اور ہجوم کیوجہ سے) یا تم کو کچھ تکلیف ہوتی ہے چودھوین رات کے چاند دیکھنے مین لوگون
نے کہا نہین یا رسول اللہ آپ نے فرمایا بھلا تمکو کچھ مشقت ہوتی ہے یا ایک دوسرے کو صدمہ پہونچاتے
ہو سورج کے دیکھنے مین جس وقت کہ بادل نہو (اور آسمان صاف ہو) لوگون نے کہا نہین آپ نے
فرمایا پھر اسیطرح (یعنے بغیر تکلیف اور مشقت اور زحمت اور ازدحام کے) تم اپنے پروردگار کو دیکھوگے
ف یہ تشبیہ ہے دیکھنے کی سورج کے خدا کے دیکھنے کے ساتھہ نہ تشبیہ سورج کی خدا کے ساتھ
کیونکہ سورج ایک مخلوق ہے خدا کا اور مخلوق کسیبات مین خالق کی مثل نہین ہوسکتا فرمایا اللہ تعالی
نے لیس کمثله شیء وهو السمیع البصیر اوسکے جوڑ کی کوئی چیز نہین اور وہ سنتا ہے دیکھتا اور مقصود
یہ ہے کہ خدا کے دیدار مین اسیطرح کا ہجوم معلوم نہ ہوگا نہ دیکھنے والے ایک پہ ایک گر کر صدمہ پہونچاوینگے
بلکہ ہر ایک اپنی جگہہ پر کمال فراغت اور راحت کے ساتھہ خدا کو دیکھیگا جیسے دنیا مین چودھوین رات
کے چاند دیکھنے مین یا سورج کے دیکھنے مین کوئی تکلیف نہین ہوتی ف حقتعالی لوگون کو
قیامت کے دن جمع کریگا تو فرماویگا جو کوئی جسکو پوجتا تہا اوس کے ساتھہ ہو جاوے پھر جو شخص
آفتاب کو پوجتا تہا وہ سورج کے ساتھہ ہوگا اور جو چاند کو پوجتا تہا وہ چاند کے ساتھہ اور جو طاغوت کو
پوجتا تہا وہ طاغوت کے ساتھہ ف طاغوت کہتے ہین اوس چیز کو جسکا پوجا کیا جاوے سوا خدا کے
یہی قول ہے لیث اور ابو عبیدہ اور کسائی اور جمہور اہل لغت کا اور ابن عباس اور مقاتل اور کلبی وغیرہم
نے کہا کہ طاغوت شیطان کو کہتے ہین اور بعضون نے کہا بت کو (نووی) سراج الوہاج مین ہے
کہ پہلا معنے اچہا ہے اور وہ شامل ہے اولیا اور انبیا کی قبر پوجنے والون کو اور درویشون اور عالمون کی
تقلید کرنے والون کو (جو اون کی تقلید خدا اور رسول کے ارشاد پر مقدم رکہین) اور تمام مشرکین اور
مبتدعین کو ف اور یہ امت محمدی باقی رہ جاویگی اوسمین منافق لوگ بھی ہونگے ف
منافق مومنین مین شریک رہینگے اس لیے کہ دنیا مین بھی بظاہر مومنون مین شریک تھے اور اپنی

لیکن ایمان کے قالب مین چھپاے ہوے ہین تو وہان بھی مومنون کے ساتھہ ملے رہین گے اور ان کے ساتھہ
چلین گے انکی روشنی سے فائدہ اٹھاوینگے یہانتک کہ ان کے اور مومنون کے بیچ مین ایک دیوار ہو جاوے
گا اوس کے اندر رحمت ہوگی اور سامنے سے عذاب معلوم ہوگا تب منافق علیحدہ ہو جاوینگے اور مومنون کی روشنی
اون سے جاتی رہے گی اور بعضون نے کہا یہ لوگ حوض پر ہانک دیے جاوین گے اور ان سے کہا جاویگا دور ہو دور
ہو (نووی) **ف** پھر اللہ تعالی ان کے پاس آویگا ایسی صورت مین جسکو وہ نہ پہچانین گے اور کہیگا
مین تمہارا پروردگار ہون وہ کہین گے اللہ کی پناہ مانگتے ہین ہم تجھ سے اور ہم اسی جگہہ ٹھہرے ہین یہان
تک کہ ہمارا پروردگار ہمارے پاس آوے اور جب ہمارا پروردگار آویگا تو ہم اوسکو پہچان لین گے پھر اللہ تعالی
ان کے پاس آویگا اوس صورت مین جسکو وہ پہچانتے ہونگے اور کہیگا مین تمہارا رب ہون وہ کہین گے
تو ہمارا رب ہے پھر اوسکے ساتھہ ہو جاوینگے **ف** یہ معرفت حق سبحانہ وتعالی کی یا تو اس طرح سے ہوگی
کہ خدا تعالی اپنی قدرت کاملہ سے ہر مومن کے دل مین اپنا جمال اس طرح ذہن نشین کر دیگا کہ وہ پہلی صورت
کو خدا کی صورت سے مغایر اور مباین سمجھین گے یا یہ معرفت ان صفات کی وجہ سے ہوگی جو خدا تعالی نے اپنے
لیے بیان کی ہین کہ وہ کسی کی مثل نہین اوسکا جوڑا کوئی نہین وہ پاک ہے ہر عیب سے پھر جب پہلی صورت
نمود ہوگی تو وہ ان صفات سے خالی ہوگی اس لیے مومنین اوسکو خدا نہ کہین گے جب خدا اپنی اصلی صورت
مین ظاہر ہوگا تو وہ تمام صفات مقدسہ پر مشتمل ہوگی اور مومنین اوسکو پہچان کر اپنا خدا مانین گے اور اس
کے ساتھہ ہو نگے ۔ اس حدیث مین خدا کے لیے کئی باتین ثابت کی ہین ایک تو صورت دوسرے آنا تیسرے ہنسنا
چوتھی باتین کرنا اور علماے اہلسنت کو اس قسم کی آیتون اور حدیثون مین دو مذہب ہین ایک حق ہے اور
اور ایک حق نہ وہ ہے جو اکثر سلف کا قول ہے بلکہ کل کا کہ ان کے معنون مین زیادہ گفتگو نہ کرنا چاہیے بلکہ ان پر
ایمان لانا چاہیے اور ان کے ظاہر معنی کو قبول کرنا چاہیے اور جسطرح یہ آیتین اور حدیثین آئی ہین اوسی
طرح انکو چلانا چاہیے اور ایسا اعتقاد رکھنا چاہیے جو خدا کی بزرگی اور جلال کے لائق ہے اور یہ سمجھنا چاہیے
کہ خدا کی مثل کوئی شے نہین ہے اور یہی قول ہے ایک جماعت متکلمین کا بھی جو محققین ہین اور اس مین سلامتی ہے
ہر ایک آفت سے اور اسی پر چلتی رہی تمام امت کو سلف اور امام اور اس باب مین بڑی عمدہ کتاب کتاب الجوائز
والصلات ہے سید ابو الخیر الطیب قنوجی کی شیخ محمد بن محسن عطاس نے کتاب تنزیہ الذات والصفات مین خدا
کے آنے کی بحث مین لکہا ہے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وہ منتظر ہین خدا کے آنے کی ابر کے سایے مین اور

فرمایا آیا تیرا رب یا آوے تیرا رب اور صفات کے باب میں ہمارا قول یہ ہے کہ ہم ایمان لاتے ہیں اون پر اور
اون کے وجود کو سچ جانتے ہیں اور کسیقدر اونکو جانتے ہیں پر نہ اونکی کیفیت بیان کرتے ہیں نہ مثال نہ مشابہت دیتے
ہیں نہ اون کو بیکار کرتے ہیں اور سلف کیطرح یون کہتے ہیں ایمان لائے ہم اللہ پر اللہ کی مراد کے موافق اور اسکی
مثل کوئی چیز نہیں پھر بیان کیا ہر ایک صفت کو جیسے استوا اور علو اور وجہ اور ید اور یمین اور کف اور اصبع
اور شمال اور قدم اور رجل اور نزول اور قول اور کلام اور رویت اور کشف ساق اور فوق اور نفس اور عین
اور ضحک اور دلیل لائے اونپر آیات اور احادیث سے اور قوی کیا سلف کے مذہب کو اور رد کیا اوس تاویل کو جو
متکلمین نے کی ہے اور جسپر بہتیرے لوگ جمے ہیں۔ اور خطابی جو اکثر متکلمین کے مذہب پر ہیں انکی تاویل کرنا چاہی
ہر ایک موقع کے موافق جیسے وہ اس حدیث میں کہتے ہیں کہ آنے سے مراد یہ ہے کہ مومنین اسکو دیکھینگے اور
یہ آنے کے معنی مجازی ہیں یا اوس سے فرشتون کا آنا مقصود ہے قاضی عیاض نے کہا ہمارے نزدیک یہ معنی
بہتر ہے حالانکہ یہ معنی غلط ہے اہل حق کے نزدیک اور دراصل یہ ہے کہ یہ مومنین کا اخیر امتحان ہوگا پھر جب
وہ ان سے کہے گا میں تمہارا رب ہون تو یہ انکار کرینگے اور اس سے پناہ مانگین گے پھر اللہ جل جلالہ اپنی
اس صورت پر تجلی کرے گا جس طرح سے مومنین اسکو جانتے ہیں اور جن صفات سے اسکو پہچانتے ہیں اور مومنین
نے اگرچہ پہلے خدا کو نہیں دیکھا ہوگا پر اسکی صفات سے اوسکو پہچان لین گے کہ یہ ہمارا رب ہے اور کہین گے
تو ہمارا رب ہے خطابی نے کہا شاید پناہ مانگنا خاص منافقون کا قول ہو اور قاضی عیاض نے اسکا انکار کیا
نووی نے کہا قاضی عیاض کا قول صحیح ہے اور ظاہر حدیث سے یہی نکلتا ہے یعنی یہ کہ انکار منافقین سے خاص
نہیں ہوگا اور اسکے ساتھ ہو جانے سے یہ غرض ہے کہ اسکے حکم کی پیروی کرین گے اور جنت میں جاوینگے یا اسکے
فرشتون کے ساتھ ہو کر جنت میں جاوین گے اور یہ بھی ایک قسم کی تاویل ہے جس کی کوئی ضرورت
نہیں ہے (سراج الوہاج) ف اور دوزخ کی پشت پر پل رکھا جاوے گا ف جسکو لوگ پل
صراط کہتے ہیں اور اہل حق نے اوسکو ثابت کیا ہے اور سلف نے اوسپر اجماع کیا ہے اور وہ ایک پل ہوگا جہنم
کی پشت پر سب لوگون کو اوس کے اوپر سے گذرنا ہوگا تو مومن اپنے اپنے درجے کے موافق اوسپر سے گذر کرین
گے اور کافر اوسپر سے گر کر جہنم میں چلے جاوین گے اللہ تعالی سبکو بچاوے اور بہتیرے اصحاب سلف سے منقول
ہے کہ یہ پل بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہوگا جیسے ابوسعید خدری سے روایت ہے ف
تو میں اور میری امت سب سے پہلے پار ہونگی اور سوائے پیغمبرون کے اور کوئی اسدن بات نہ کر سکیگا ف یعنی پل سے گذرتے

وقت بوجہ ہول اور خوف کے لیکن قیامت کے دن اور وقت تو لوگ باتین کرینگے اور ایک دوسرے سے جھگڑین گے اور ایک دوسرے کو ملامت کرین گے اور مرید اپنے مرشدون سے لڑین گے (نووی) ف اور پیغمبرون کا بول اُسوقت یہ ہوگا یا اللہ بچائیو یا اللہ بچائیو (یہ شفقت کی راہ سے کہین گے اور خلق پر) اور دوزخ مین آنکڑے ہین (لوہے کے جنکا سر ٹیڑھا ہوتا ہے اور تنور مین گوشت جب ڈالتے ہین توان کڑون مین لگا کر ڈالتے ہین) جیسے سعدان کے کانٹے (سعدان ایک جھاڑ ہے کانٹون دار) حضرت نے فرمایا صحابہ سے تم نے سعدان کو دیکھا ہے اونہون نے کہا ہان دیکھا ہے یا رسول اللہ آپ نے فرمایا پس وہ آنکڑے سعدان کے کانٹون کی وضع پر ہونگے (یعنی سر خم) پر یہ کوئی نہین جانتا سوا اللہ کے کہ وہ آنکڑے کتنے بڑے بڑے ہونگے وہ لوگون کو دوزخ مین دہر گھسیٹین گے (یعنی فرشتے ان آنکڑون سے گھسیٹ لین گے دوزخیون کو) اون کے بد عملون کی وجہ سے اب بعضے اون مین مومن ہونگے جو بچ جاوین گے اپنے عمل کے سبب سے ف حدیث مین یون ہے فمنہم المؤمن بقی بعملہ اوسکا ترجمہ یہی ہے جو بیان ہوا اور بعض نسخون مین یون ہے المؤمن یعنی بعملہ یعنی بعض اُن مین کا حکم اجاویگا اپنے عمل کی وجہ سے اور بعض نسخون مین یون ہے المؤبق یعنی بعملہ یعنی بعض ان مین کا تو ہلاک ہو جاویگا اپنے عمل سے اور بعض نسخون مین یون ہے فمنہم المؤمن بقی بعملہ یعنی بعض ان مین سے مومن ہونگے جو باقی رہ جاوین گے (دہر گھسیٹنے سے) اپنے عمل کی وجہ سے نووی نے کہا ہمارے شہر مین اکثر نسخون مین ایسا ہی ہے ف اور بعضے ان مین سے بدلہ دیے جاوین گے اپنے عمل کا ف یہ ترجمہ ہے مجازی کا جیسا حدیث مین گزرا اور بعض نسخون مین مخردل ہے یعنی کاٹا جاویگا اسکا گوشت یا گرایا جاوے گا اور بعض نسخون مین مجردل ہے یعنی قریب ہلاکت کے ف یہانتک کہ جب اللہ تعالیٰ بندون کے فیصلے سے فراغت کریگا اور چاہے گا کہ نکالے دوزخ والون مین سے اپنی رحمت سے جسکو کہ چاہے تو فرشتون کو حکم کریگا نکالین دوزخ سے اوسکو جس نے خدا کے ساتھ کسی چیز کو شریک نکیا ہو جسپر خدا نے رحمت کرنا چاہا ہو جو کہ لا الہ الا اللہ کہتا ہو تو فرشتے ایسے لوگون کو دوزخ مین پہچان لیوین گے اُنکو پہچانین گے سجدہ کی نشانی سے آگ آدمی کو جلا ڈالے گی مگر سجدے کے نشان کو خدا تعالیٰ نے اسکا جلانا آگ پر حرام کیا ہے ف نووی نے کہا ظاہر حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ جہنم کی آگ سجدے کے اعضا کو نہ جلاوے گی جنکو لگا کر آدمی سجدہ کرتا ہے یعنی مونہہ اور دونون ہاتھ اور دونون گھٹنے اور دونون پاؤن ایسا ہی کہا ہے بعض علما نے اور قاضی عیاض نے اسکا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ سجدے کے

نشان سے صرف پیشانی مراد ہے لیکن اوّل قول مختار ہے اب اگر کوئی کہے کہ مسلم نے آگے خود روایت
کی ہے کہ بعض لوگ جہنم سے نکلیں گے بالکل جلے ہوئے سوا منہ کے تو اوس کا جواب یہ ہے کہ یہ کچھ خاص
لوگ ہونگے اور لیکن سوا ان کے اور لوگ ان کے سب اعضا سجدے کے سالم ہوں گے بنظر عموم اس
حدیث کے اور وہ حدیث خاص ہے اونہی لوگوں سے انتہا ف پہر وہ دوزخ سے نکالے جاوینگے
جلے بہنے جب اونپر آب حیات چہڑکا جاوے گا وے تازے ہو کر ایسے جم اٹھیں گے جیسے دانہ کیچڑ کے
کے بہاؤ میں جم اوٹہتا ہے (پانی جہان پر کوڑا کچرا مٹی بہا کر لاتا ہے وہاں دانہ خوب اوگتا ہے اور جلد
شاداب اور سرسبز ہو جاتا ہے اسی طرح وہ جہنمی بہی آب حیات ڈالتے ہی تازے ہو جاوینگے
اور جلن بہلس کے نشان بالکل جاتے رہیں گے) بعد اوس کے اللہ تعالی بندوں کے فیصلے سے فراغت
کرے گا اور ایک مرد باقی رہ جاویگا جسکا مونہہ دوزخ کیطرف ہوگا اور یہ بہشت والوں میں سب سے
پیچہے بہشت میں جاوے گا وہ کہیگا اے رب میرا مونہہ جہنم کیطرف سے پہیر دے اوس کی بو نے مجہے
مار ڈالا اور اوسکی لپٹ نے مجہے جلا ڈالا پہر خدا سے دعا کیا کرے گا جب تک خدا تعالی کو منظور ہوگا
بعد اوس کے اللہ تعم فرماوے گا اگر میں یہ تیرا سوال پورا کروں تو تو اور سوال کرے گا وہ کہیگا نہیں میں
پہر کچہہ نہیں سوال کروں گا اور جیسے خدا کو منظور ہیں وہ قول قرار کرے گا تب اللہ تعالی اوس کا
مونہہ دوزخ کیطرف سے پہیر دیگا (جنت کیطرف) جب جنت کیطرف اوسکا مونہہ ہوگا تو چپ رہیگا
جبتک خدا کو منظور ہوگا پہر کہیگا اے رب مجہے جنت کے دروازے تک پہونچا دے اللہ تعم فرماویگا تو کیا کیا
قول قرار کر چکا تہا کہ میں پہر دوسرا سوال نہ کروں گا برا ہو تیرا اے آدمی کیسا دغاباز ہے وہ کہے گا اے
رب اور دعا کرے گا یہانتک کہ پروردگار فرماوے گا اچہا اگر میں تیرا یہ سوال پورا کردوں تو پہر تو اور
کچہہ نہ مانگے گا وہ کہے گا نہیں قسم تیری عزت کی اور کیا کیا قول اور قرار کرے گا جیسے اللہ کو منظور
ہوگا آخر اللہ تعالی اوسکو جنت کے دروازے تک پہونچا دیگا جب وہاں کہڑا ہوگا تو ساری بہشت اسکو
دکہلائی دیگی اور جو کچہہ اوس میں نعمت یا خوشی اور فرحت ہے وہ سب پہر ایک مدت تک جبتک خدا کو منظور
ہوگا وہ چپ رہیگا بعد اوس کے عرض کرے گا اے رب مجہے جنت کے اندر لیجا اللہ تعم فرماویگا تو نے کیا قرار
کیا تہا تو بولا تہا کہ اب میں کچہہ سوال نہ کرونگا برا ہو تیرا اے آدم کے بیٹے کیسا مکار ہے وہ عرض کریگا اے میرے
رب تیری مخلوقات میں بدنصیب نہیں ہونگا اور دعا کرتا رہیگا یہانتک کہ اللہ جلشانہ ہنس دیگا اور جب خدا ہنس دیگا

کہ ہنسی آجاویگی تو فرماوے گا اچھا جا جنت میں ف نووی نے کہا خدا کے ہنسنے کا معنی اسکا راضی ہونا
مقصود ہے اور اپنی نعمت کا ظاہر کرنا اور یہ تاویل غلط ہے اور نووی نے بھی متکلمین کی تقلید سے اسکو لکھ
دیا ہے اصل یہ ہے کہ جیسے سمع اور بصر اور کلام وغیرہ اللہ سبحانہ کی صفات ہیں اور وہ محمول ہیں اپنے حقیقی
معنوں پر اسیطرح ضحک یعنی ہنسنا بھی اوسکی ایک صفت ہے اور جیسے خدا کا سننا اور دیکھنا اور بات کرنا
مخلوق کے دیکھنے اور سننے اور بات کرنے کیطرح نہیں ہے ویسے ہی اوسکا ہنسنا بھی مخلوق کے ہنسنے کی
طرح نہیں ہے اور وہ پاک ہے اپنی ذات اور صفات میں مخلوق کی مشابہت سے یہی اعتقاد ہے صحابہ اور
تابعین اور سلف ائمہ اور علما کا جیسا کئی بار اوپر گذر چکا ف جب وہ جنت کے اندر جاویگا تو خدای
تعالے اوس سے فرماوے گا اب تو کوئی آرزو کر وہ آرزو کرے گا اور مانگیگا یہانتک کہ اللہ تعالی خود
اوسکو یاد دلاوے گا فلانی چیز مانگ فلانی چیز مانگ جب اوسکی سب آرزوئیں ختم ہو جاوینگی تو حق تعالے
فرماویگا ہم نے یہ سب تجھکو دیں اور ان کے ساتھ اوتنی ہی اور دیں یعنی تیری خواہشوں سے دوچند (سبحان
اللہ کیا کرم اور رحمت ہے اللہ تعالی کو اپنے بندوں پر اور جو وہ کرم نہ کرے تو اور کون کرے وہی مالک ہے وہی
خالق ہے وہی رازق ہے وہی پالنے والا ہے) عطاء بن یزید نے کہا جو اس حدیث کا راوی ہے کہ ابوسعید
خدری بھی اس حدیث کی روایت کرنے میں ابوہریرہ کے موافق تھے کہیں خلاف نہ تھے پر جب ابوہریرہ
نے کہا کہ اللہ تعالی اوس سے فرماویگا ہمنے یہ سب تجھے دیں اور اتنی ہی اور دیں تو ابوسعید نے کہا دس حصے
زیادہ دیں ابوہریرہ نے کہا مجھے تو یہی یاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا ہم نے یہ سب
تجھے دیں اور اوتنی ہی اور دیں ابوسعید نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں
فرمایا ہم نے یہ سب تجھکو دیں اور دس حصے زیادہ دیں۔ ابوہریرہ نے کہا یہ وہ شخص ہے جو سب سے اخیر میں
جنت میں جاویگا (تو اور جنتیوں کو معلوم نہیں کیا کیا نعمتیں ملیں گی) عن ابی ھریرۃ رض
ان الناس قالوا للنبی صلی اللہ علیہ وسلم یا رسول اللہ ھل نری ربنا یوم القیمۃ و
ساق الحدیث بمثل حدیث ابراھیم بن سعد ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے لوگوں نے عرض کیا بمثل معنی
یا رسول اللہ کیا ہم اپنے پروردگار کو دیکھیں گے قیامت کے دن اور بیان کیا حدیث کو اوسی طرح
جیسے اوپر گذری عن ھمام بن منبہ قال ھذا ما حدثنا بہ ابوھریرۃ عن رسول اللہ
فذکر احادیث منھا وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ادنی مقعد احدکم من الجنۃ ان یقول لہ تمن فیتمنی و یتمنی

يسجد لله عز وجل من تلقاء نفسه الا اذن الله تعالى له بالسجود ولا يبقى من كان يسجد اتقاء
ورياء الا جعل الله ظهره طبقة واحدة كلما اراد ان يسجد خر على قفاه ثم
يرفعون رؤسهم وقد تحول في صورته التي راوه فيها اول مرة فقال انا ربكم الصورة
فيقولون انت ربنا ثم يضرب الجسر على جهنم وتحل الشفاعة ويقولون اللهم
سلم سلم قيل يا رسول الله ما الجسر قال دحض مزلة فيه خطاطيف وكلاليب وحسكة حسك
تكون بنجد فيها شويكة يقال لها السعدان فيمر المؤمنون كطرف العين وكالبرق
وكالريح وكالطير وكاجاويد الخيل والركاب فناج مسلم ومخدوش مرسل ومكدوس مكدوس
في نار جهنم حتى اذا خلص المؤمنون من النار فوالذي نفسي بيده ما من احد منكم
باشد مناشدة لله في استقصاء الحق من المؤمنين لله عز وجل يوم القيمة لاخوانهم استيفاء
الذين في النار يقولون ربنا كانوا يصومون معنا ويصلون ويحجون فيقال
لهم اخرجوا من عرفتم فتحرم صورهم على النار فيخرجون خلقا كثيرا قد اخذت
النار الى نصف ساقيه والى ركبتيه ثم يقولون ربنا ما بقي فيها احد ممن امرتنا به
فيقول عز وجل ارجعوا فمن وجدتم في قلبه مثقال دينار من خير فاخرجوه فيخرجون
خلقا كثيرا ثم يقولون ربنا لم نذر فيها احدا ممن امرتنا به ثم يقول ارجعوا
فمن وجدتم في قلبه مثقال نصف دينار من خير فاخرجوه فيخرجون خلقا كثيرا ثم
يقولون ربنا لم نذر فيها ممن امرتنا احدا ثم يقول ارجعوا فمن وجدتم في قلبه مثقال ذرة
من خير فاخرجوه فيخرجون خلقا كثيرا ثم يقولون ربنا لم نذر فيها خيرا وكان ابو سعيد
الخدري يقول ان لم تصدقوني بهذا الحديث فاقرؤا ان شئتم ان الله لا يظلم مثقال ذرة
وان تك حسنة يضاعفها ويؤت من لدنه اجرا عظيما فيقول الله عز وجل شفعت الملئكة تعالى
وشفع النبيون وشفع المؤمنون ولم يبق الا ارحم الراحمين فيقبض قبضة من النار فيخرج منها
قوما لم يعملوا خيرا قط قد عادوا حمما فيلقيهم في نهر في افواه الجنة يقال له نهر الحياة
فيخرجون كما تخرج الحبة في حميل السيل الا ترونها تكون الى الحجر او الى الشجر ما
يكون الى الشمس اصيفر واخيضر وما يكون منها الى الظل يكون ابيض فقالوا يا رسول الله كانك

كُنْتَ تَرْعىٰ بِالْبَادِيَةِ قَالَ فَيَخْرُجُوْنَ كَاللُّؤْلُؤِ فِيْ رِقَابِهِمُ الْخَوَاتِمُ يَعْرِفُهُمْ اَهْلُ الْجَنَّةِ هٰؤُلَاءِ عُتَقَاءُ اللّٰهِ الَّذِيْنَ
اَدْخَلَهُمُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ عَمَلٍ عَمِلُوْهُ وَلَا خَيْرٍ قَدَّمُوْهُ ثُمَّ يَقُوْلُ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ فَمَا رَاَيْتُمُوْهُ فَهُوَ لَكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ
رَبَّنَا اَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ فَيَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ اَفْضَلُ مِنْ هٰذَا فَيَقُوْلُوْنَ يَا رَبَّنَا اَيُّ شَيْءٍ
اَفْضَلُ مِنْ هٰذَا فَيَقُوْلُ رِضَايَ فَلَا اَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهٗ اَبَدًا **ترجمہ** ابوسعید خدری رض سے روایت ہے کچھ لوگوں
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین کہا یا رسول اللہ کیا ہم دیکھین گے اپنے پروردگار کو قیامت کے دن آپ نے
فرمایا ہان دیکھو گے تمکو کچھ تکلیف ہوتی ہے سورج کے دیکھنے مین دوپہر کے وقت جب کھلا ہوا ہو اور ابر نہو تمکو کچھ
تکلیف ہوتی ہے چاند کے دیکھنے مین چودھوین رات کو جب کھلا ہوا ہو اور ابر نہو انہوں نے فرمایا بس تمکو اتنی ہی تکلیف ہوگی اللہ تعالیٰ کے دیکھنے مین
قیامت کے دن جتنی چاند یا سورج کے دیکھنے مین ہوتی ہے **ف** یعنی بالکل تکلیف نہوگی کیونکہ آفتاب اور ماہتاب کے دیکھنے مین کسی طرح
کی تکلیف بہجوم اور انبوہ عام کی نہین ہوتی اور یہ کلام بطریق مبالغہ کے ہے یعنی اگر بفرض محال کچھ تکلیف ہو تو
اتنی ہی ہوگی اسیقدر بعض علما نے کہا کہ یہ روایت منافی ہے اوس روایت کے جو خاص مومنین کو جنت مین ہوگی اور یہ رویت
امتحان اور تمیز کے لیے ہوگی درمیان مومنین اور مشرکین کے (طیبی) **ف** جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک
پکارنیوالا پکارے گا ہر ایک گروہ ساتھ ہو جاوے اپنے اپنے معبود کے پھر جتنے لوگ سوا خدا کے اور کسی کو پوجتے تھے جیسے
بتون کو اور تہانون کو ان مین سے کوئی نہ بچیگا سب کے سب آگ مین گر پڑین گے اور باقی رہ جاوینگے وہی لوگ جو اللہ کو
پوجتے تھے نیک ہون یا بد مسلمانون مین سے اور کچھ اہل کتاب مین سے پھر یہودی بلائے جاوین گے اور ان سے کہا
جاویگا تم کس کو پوجتے تھے وہ کہین گے ہم پوجتے تھے حضرت عزیر علیہ السلام کو جو اللہ کے بیٹے ہین اونکو جواب ملے گا تم
جھوٹے تھے اللہ جل جلالہ نے کوئی بی بی کی نہ اسکا بیٹا ہوا اب تم کیا چاہتے ہو وہ کہین گے ای رب ہمارے ہم پیاسے
ہین ہمکو پانی پلا حکم ہوگا جاؤ پیو پھر وہ ہانکے جاوینگے جہنم کیطرف انکو ایسا معلوم ہوگا جیسے سراب ہے
**ف** سراب کہتے ہین اوس ریتی کی زمین کو جو دور سے دوپہر کے وقت گرمی مین پانی کیطرح دکھلائی دیتی ہے
جب پاس جاؤ تو پانی وانی کچھ نہین ہوتا اور پیاسا ہاتھ مل کے رہ جاتا ہے ایسا ہی حال ان جہنمیون کا ہوگا کہ
پیاس کی شدت مین جہنم کو جو سراب کیطرح معلوم ہوگا پانی سمجھ کر اوسمین گھس جاوینگے خدا کی پناہ **ف**
اور وہ ایسے شعلے مار رہا ہوگا گویا ایک کو ایک کھا رہا ہو وہ سب گر پڑین گے آگ مین بعد اوس کے نصاری بلائے
جاوین گے اور ان سے سوال ہوگا تم کس کو پوجتے تھے وہ کہین گے ہم پوجتے حضرت مسیح کو جو اللہ کے
بیٹے ہین اون کو جواب ملیگا تم جھوٹے تھے اللہ جل جلالہ کی نہ کوئی جورو ہے نہ اوسکا کوئی بیٹا ہے **ف** پھر وہ

اور نصاری کا اصلی دین عمدہ اور سچا تہا اور خدا کیطرف سی آیا تہا جیسے اسلام کا دین پر اون دونون مذہبوا
کے عالمون اور پیشواؤن نے اپنی نادانی اور بے عقلی سے ایسی باتین دین مین شریک کر لین جو سراسر عقل کے
خلاف ہین اور انہون نے یہ سمجہا کہ اگر ہم اپنے اپنے پیغمبرون کو خدا کا بیٹا بنا دینگے تو لوگ ہمارے پیغمبر کو سب سے
بڑا سمجہکر ہمارے دین مین شریک ہونگے اور قیامت تک دین اور پیغمبرون کے آنے سے منسوخ نہ ہوگا حالانکہ اگر اون
لوگون مین ذرا بہی عقل ہوتی اور کچہ بہی سمجہ رکہتے اور غور کرتے تو وہ ایسی لغو اور بیہودہ باتون کو دین مین شریک
کر کر اپنے دین کو بدنام نہ کرتے یہود کا حال جو اس بیوقوفی کے طفیل ہوا وہ ظاہر ہے کہ تمام دنیا مین انکی تعداد نہایت
ہی قلیل رہ گئی اور انکی شوکت اور حشمت خاک مین مل گئی اور نصاری کی بہی فروغ کو عربون نے اسلام کے زور سے
مٹا دیا اب اس زمانے مین گو نصاری دنیاوی علوم اور فنون کی وجہ سے مسلمانون پر غالب ہوگئے ہین اور بظاہر
بہت کچہ دہوم دہام رکہتے ہین پر اون کے دین اور مذہب کو اسلام کے دین اور مذہب پر ہرگز غلبہ نہین ہے بلکہ
یہ زمانہ ایسا ہے جسمین علوم عقلیہ کی روز بروز ترقی ہو رہی ہے اور لوگ سمجہتے جاتے ہین کہ نصاری کا یہ بے
دلیل دعوی کہ حضرت مسیح خدا کے بیٹے تہے کتنی وقعت رکہتا ہے افسوس صد افسوس اگر نصاری اسوقت
بہی اپنی عقل سے کام لیوین اور جیسے دنیا کے کامون مین غور اور فکر کر رہے ہین اسی طرح اپنے دین
کے اصول کو بہی جانچین تو یہ سب ملمع کاری اور دغابازی جو اون کے پچہلے پادریون نے کی ہے اون پر
کہلجاوے اور وہ بہی مسلمانون کیطرح سچی توحید کے نور سے مشرف ہون اگر نصاری اس لغو اور بیہودہ اور
خلاف عقل بات یعنی تثلیث کو چہوڑکر توحید پر آجاوین تو پہر ان مین اور مسلمانون مین بہت ہی تہوڑا فرق
رہجاوے گا اور یہ دونون قومین مل جل کر دنیا مین بسر کرنے لگین اور کشت اور خون کا دروازہ بند ہو
جاوے بلکہ کیا عجب ہے کہ چند روز مین اور باقی قومین بہی اونکی مطیع ہوجاوین اور بعوض نا اتفاقی اور اختلاف
اور فساد کے اتفاق اور اتحاد اور امن و امان پیدا ہو خیر یہ سب خدا کی مرضی پر موقوف ہے پر وہ مسلمان جو اپنے
تئین مسلمان کہتے ہین اور مشرکون کیطرح سوا خدا کے پیرون یا پیغمبرون کی نذر نیاز کرتے ہین مصیبت کے
وقت انکو پکارتے ہین اون سے دعا کرتے ہین ہر امر پر اون کو قادر متصرف خیال کرتے ہین وہ در
حقیقت نصاری سے بہی بدتر ہین خاک پڑے اون کے عقل پر انہون نے نصاری کو اعتراض کی جگہہ
دے رکہی ہے **قال** پہر ان سے کہا جاوے گا اب تم کیا چاہتے ہو وہ کہین گے ای
رب ہمارے ہم پیاسے ہین ہم کو پانی پلا حکم ہوگا جاؤ پہر وہ سب ہانکے جاوین گے جہنم کیطرف

گویا وہ سراب ہوگا اور پیٹ کے مارے وہ آپہی آپ ایک ایک کو کہاتا ہوگا پہر وہ سب گر پڑینگے جہنم مین یہانتک
کہ جب کوئی باقی نرہیگا سوا ان لوگون کے جو اللہ کو پوجتے تھے نیک ہون یا بد اوسوقت مالک سارے جہان کا اونکے پاس آویگا ایک
ایسی صورت مین جو مشابہ ہوگی اوس صورت سے جسکو وہ جانتے ہین ف یعنے اوسکی صفات سے جو اوسنے بیان کی ہین اُسکو پہچانتے
ہین اور یہین کی ایک صفت یہ بہی ہے کہ وہ دنیا کی کسی مخلوق کے مشابہ نہین ہے نہ کسی کے جوڑ کا ہے پاک ہے ہر عیب اور نقص سے
ف اور فرماویگا تم کس بات کے منتظر ہو ہر ایک گروہ ساتہہ ہوگیا اپنے اپنے معبود کے وہ کہینگے اے ہمارے رب ہمنے تو دنیا مین ان
لوگونکا ساتھ نہ دیا (یعنے مشرکونکا) جب ہم اونکے بہت محتاج تہے نہ اونکی صحبت مین رہے ف یعنے دنیا مین جب ہمکو اپنی معاش
کے واسطے ان لوگون سے ملنے کی اور دوستی کرنیکی ضرورت تھی اوسوقت تو ہم ملے نہین نہ اونکا ساتہہ دیا بلکہ فقر و فاقہ قبول
کیا اور انکی مخالفت کرتے رہے اور انکار رد کرتے رہے پہر آج جب ہمکو انکی کچہہ احتیاج نہین ہے ہم اونکے ساتہہ کیونکر جاوین
اور غرض یہ ہے کہ مومنین حقتعالے سے عاجزی اور دعا کرینگے کہ اس مشکل مین ہماری مدد کر مہاجرین و انصار کا دنیا مین یہی حال ہوا
کہ اونہون نے قرابت اور عزیزداری کا بہی خیال نہ کیا اور مشرکون سے علیحدہ ہوگئے اور مصیبت گوارا کی اور یہی حال ہا ہمیشہ
اُن سچے موحدونکا ہر زمانے مین جنہون نے مشرکونکے ہاتہہ سے تکلیفین اُٹہائین رضی اللہ تعالی عنہم اور ہمارا حشر اونکے
ساتہہ کرے آمین یا رب العلمین ف پہر وہ فرماویگا مین تمہارا رب ہون وہ کہینگے ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہین تجہہ سے اور
اللہ کے ساتہہ کسی کو شریک نہین کرتے دو یا تین بار یہی کہینگے یہانتک کہ انمین سے بعض لوگ پہر جانے کے قریب ہونگے
(کیونکہ یہ امتحان بہت سخت ہوگا اور شبہ دلمین ور کریگا) پہر وہ فرماویگا اچہا تم اپنے رب کی کوئی نشانی جانتے ہو جس سے اسکو
پہچانو وہ کہینگے ہان پہر خدا کی پنڈلی کہل جاویگی ف قرآن مین ہے یَوْمَ یُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ یعنے جسدن کہولا جاویگا
ساق سے ساق کہتے ہین پنڈلی کو نووی نے کہا ابن عباس اور اکثر اہل لغت نے ساق کے معنے یہان شدت اور زور کیلئے ہین یعنے ایک
امر شدید ہوگا اور یہ مثل ہے جسکو عرب لوگ کہا کرتے ہین کہتے ہین لڑائی قائم ہوئی ساق پر اور اصل یہ ہے کہ انسان جب کسی سخت امر مین
پڑجاتا ہے تو اپنی باہین چڑہاتا ہے اور پنڈلی کہولتا ہے کوشش کے لئے قاضی عیاض نے کہا بعضون نے کہا ساق سے یہان ایک
بڑا نور مراد ہے اور یہ ایک حدیث مین بہی وارد ہے ابن فورک نے کہا مراد اس سے وہ فوائد اور الطاف ہین جو مومنون کو ملینگے خدا کے
دیدار کے وقت اور بعضون نے کہا ساق ایک نشانی ہوگی درمیان خدا اور مومنین کے اور کچہہ فرشتے ظاہر ہونگے اور
بعضون نے کہا احتمال ہے کہ ساق ایک مخلوق ہو خدا کی جسکو خدا نے نشانی بنائی ہو اوسوقت کیلئے اور یہ ساقون سے
الگ صورت کی ہو اور بعضون نے کہا اوسکا معنے یہ ہے کہ اونکا ڈر جاتا رہے گا اور رعب اوٹہہ جاویگا۔ اور جو ہول انکے
دلون پر تہا وہ جاتا رہے گا۔ اور اطمینان حاصل ہوگا تب وہ سجدہ کرینگے خطابی نے کہا یہ دیدار اور ہے اور وہ جو

کہتے ہین مومن اوسپر سے پار ہون گے بعضے پل مارنے مین بعضے بجلی کیطرح بعضے ہوا کیطرح بعضے
پرند کیطرح بعضے تیز گہوڑون کیطرح بعضے اونٹون کیطرح اور بعضے بالکل جہنم سے بچ کر پار ہوجاوین گے
(یعنے اون کو کسی قسم کا صدمہ نہین پہونچے گا) اور بعضے کچہہ صدمہ اوٹہاوین گے لیکن پار ہوجاوین گے
اور بعضے صدمہ اوٹہاکر جہنم مین گر جاوین گے جب مومنون کو جہنم سے چہٹکارا ہوگا تو قسم اوسکی جسکے ہاتہہ مین
میری جان ہے کوئی تم مین سے اپنے حق کے لیے اتنا جہگڑنے والا نہین ہے جتنے وہ جہگڑنے والی ہون گے
خدا سے قیامت کے دن اپنے ان بہائیون کے لیے جو جہنم مین ہونگے (خدا سے جہگڑنے والے یعنے
خدا سے بار بار عرض کرنے والے اپنے بہائیون کے چہڑانے کے لیے) وہ کہین گے ای رب ہمارے
وہ لوگ (جو اب جہنم مین ہین) روزہ رکہتے تہے ہمارے ساتہہ اور نماز پڑہتے تہے اور حج کرتے
تہے حکم ہوگا اچہا جاؤ اور نکال لو جہنم سے جنکو تم پہچانو پہر ان کی صورتین جہنم پر حرام ہوجاوین گی
(یعنے جہنم کی آگ انکی صورت کو بدل نہ سکے گی اور چہرہ انکا محفوظ رہیگا تاکہ مومنین ان کو
پہچان لیوین) اور مومنین بہت سے آدمیون کو جہنم سے نکالین گے اون مین سے بعضون کو آگ نے
آدہی پنڈلیون تک کہایا ہوگا بعضون کو گہٹنون تک پہر وہ کہین گے ای رب ہمارے اب تو جہنم مین
کوئی باقی نہین رہا اون آدمیون سے جن کے نکالنے کا تو نے ہمین حکم دیا تہا (یعنے روزہ نماز
اور حج کرنے والون مین سے اب کوئی نہین رہا) حکم ہوگا پہر جاؤ اور جس کے دل مین ایک دینار برابر
بہلائی پاؤ اوسکو بہی نکال لو پہر وہ نکالین گے بہت سے آدمیون کو اور کہین اے رب ہمارے
ہم نے نہین چہوڑا کسی کو ان لوگون مین سے جنکے نکالنے کا تو نے حکم دیا تہا حکم ہوگا پہر جاؤ اور جس کے
دل مین آدہے دینار برابر بہی بہلائی پاؤ اوسکو بہی نکال لو وہ پہر بہت سے آدمیون کو نکالین گے
اور کہین گے ای پروردگار اب تو اسمین کوئی باقی نہین رہا اون لوگون مین سے جنکے نکالنے کا تو نے حکم
دیا تہا حکم ہوگا پہر جاؤ اور جس کے دل مین ایک رتی برابر بہلائی ہو اوسکو بہی نکال لو ف قاضی
عیاض نے کہا بہلائی سے مراد یہان یقین ہے اور صحیح یہ ہے کہ بہلائی وہ شئے ہے جو ایمان
کے علاوہ ہے اسلیے کہ ایمان کے حصے نہین ہوسکتے بلکہ یہ حصے اس شئے کے ہین جو ایمان
پر زائد ہو جیسے نیک عمل یا ذکر خفی یا اور کوئی دل کا عمل جیسے شفقت مسکینون پر یا خوف الٰہی یا
نیت صادق وغیرہ اور دلالت کرتی ہے اوسپر دوسری حدیث کہ جہنم سے نکلے گا وہ شخص بہی جس نے

لا الٰہ الا اللہ کہا ہوگا اور اوسکی دل مین ایک رتی برابر بھلائی ہوگی (نووی) ف پھر وہ نکالینگے بہت سی آدمیون کو اور کہین گے ای رب ہمارے اب تو اوس مین کوئی نہین رہا جسمین ذرا بھی بھلائی تہی (بلکہ اب سب اوسی قسم کے لوگ مین جو بدکار اور کافر تہے اور رتی برابر بھی بھلائی اُن مین نہ تھی) ابوسعید خدری جب اس حدیث کو بیان کرتے تہے تو کہتے تہے اگر تم مجھکو سچا نہ جانو اس حدیث مین تو پڑھو اس آیت کو اگر چاہتے ہو اِنَّ اللّٰہَ لَا یَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ اخیر تک یعنی اللہ تعالیٰ ظلم نہین کرے گا رتی برابر اور جو نیکی ہو تو اوسکو دونا کر دیگا اور اپنے پاس سے بہت کچھ ثواب دیگا پھر اللہ فرماوے گا فرشتے سفارش کر چکے اور پیغمبر سفارش کر چکے اور مومنین سفارش کر چکے اب کوئی باقی نہین رہا پر وہ باقی ہے جو سب رحم کرنے والون سے زیادہ رحم کرنے والا ہے (قربان اسکی ذات مقدس کے) پھر ایک مٹھی آدمیون کی جہنم سے نکالے گا ف جنکی تعداد کو کوئی نہین جانتا سوای خدا کریم کے پر خدا تعالےٰ کی مٹھی اسقدر بڑی ہے کہ ساری زمین اوس کی ایک مٹھی مین آجاویگی قیامت کے دن سبحان اللہ کیا مبارک ہین وے لوگ جو اپنے مالک کی خاص مٹھی سے نکالے جاوین گے اور ان پر کسیکا احسان نہ ہوگا سوائے خدای کریم کے ف اور اس مین وہ لوگ ہون گے جنہون نے کوئی بھلائی نہین کی کبھی ف پر صرف خدا کی توحید پر یقین رکھتے تہے ان کا سفارش کرنے والا کوئی فرشتہ یا پیغمبر یا مومن نہ ہوگا آخر اللہ تعالےٰ خود اپنے مبارک ہاتھ سے اون کو نکالے گا ف وہ جل کر کوئلہ ہو گئے ہون گے پھر خدائے تعالےٰ ان لوگون کو ایک نہر مین ڈالدے گا جو جنت کے دروازون پر ہوگی جسکا نام نہر الحیوۃ ہے وہ اوسمین ایسا جلد تر و تازہ ہون گے جیسے دانہ پانی کے بہاؤ مین کوڑے کچرے کی جگہہ پر اگ آتا ہے (زور سے بہہ کر) تم دیکھتے ہو وہ دانہ کبھی پتھر کے پاس ہوتا ہے کبھی درخت کے پاس اور جو آفتاب کے رخ پر ہوتا ہے وہ زرد یا سبز اوگتا ہے اور جو سایہ مین ہوتا ہے وہ سفید رہتا ہے لوگون نے کہا یا رسول اللہ آپ تو گویا جنگل مین جانورون کو چرایا کیے ہین (کہ وہان کا سب حال جانتے ہین) پھر آپ نے فرمایا وہ لوگ اوس نہر سے موتی کیطرح چمکتے ہوئے نکلین گے اون کے گلون مین پٹے ہون گے جنت والے اور ان کو پہچان لین گے اور کہین گے یہ اللہ تعالےٰ کے آزاد کیے ہوئے ہین اون کو خدا نے جنت دی بغیر کسی عمل یا بھلائی کے پھر فرماوے گا جنت مین جاؤ اور جس چیز کو دیکھو

دیکھو وہ تمہاری ہے وہ کہیں گے اے رب ہمارے تو نے ہم کو اتنا کچھ دیا کہ اتنا کسی کو نہیں دیا سارے
جہان والوں میں اللہ تعالیٰ فرماویگا ابھی میرے پاس تمہارے لیے اس سے بڑھ کر ہے وہ کہیں گے اے
رب ہمارے اب اس سے بڑھ کر کیا ہے اللہ تعالیٰ فرماوے گا میری رضامندی اب میں تم پر کبھی غصہ نہ ہونگا
ف سبحان اللہ مالک کی رضامندی اتنی بڑی نعمت ہے کہ بہشت کی سب نعمتیں اوس کے سامنے
ہے حقیقت میں جوان مرد وہی ہے جو اپنے مالک کی رضامندی کا طلبگار ہو اور ہر حال میں اوس کا
شکرگذار ہو **عَنْ** أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ قُلْنَا يَا
رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَرَى رَبَّنَا قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
هَلْ تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَةِ الشَّمْسِ إِذَا كَانَ يَوْمٌ صَحْوٌ قُلْنَا لَا وَسُقْتُ الْحَدِيثَ حَتَّى
انْقَضَى آخِرُهُ وَهُوَ نَحْوُ حَدِيثِ حَفْصِ بْنِ مَيْسَرَةَ وَزَادَ بَعْدَ قَوْلِهِ بِغَيْرِ عَمَلٍ
عَمِلُوهُ وَلَا قَدَمٍ قَدَّمُوهُ فَيُقَالُ لَهُمْ لَكُمْ مَا رَأَيْتُمْ وَمِثْلُهُ مَعَهُ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ
بَلَغَنِي أَنَّ الْجِسْرَ أَدَقُّ مِنَ الشَّعْرَةِ وَأَحَدُّ مِنَ السَّيْفِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ اللَّيْثِ فَيَقُولُونَ
رَبَّنَا أَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ وَمَا بَعْدَهُ فَأَقَرَّ بِهِ عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ
ترجمہ دوسری روایت بھی ابو سعید خدری سے ایسی ہی ہے اس میں یہ ہے کہ ہم نے کہا یا رسول
اللہ کیا ہم اپنے مالک کو دیکھیں گے آپ نے فرمایا تم کو کچھ حرج ہوتا ہے سورج کے دیکھنے میں جب صاف
دن ہو ہم نے کہا نہیں اور بیان کیا حدیث کو اخیر تک اتنا زیادہ ہے اس عبارت کے بعد اون کو خدا
نے جنت دی بغیر کسی عمل یا بھلائی کے اون سے کہا جاوے گا جو تم دیکھو وہ تمہارا ہے اور اوتنا
ہے اور ابو سعید نے کہا مجھے یہ حدیث پہونچی کہ پل بال سے زیادہ باریک ہوگا اور تلوار سے زیادہ
تیز ہوگا اور لیث کی روایت میں یہ نہیں ہے کہ وہ کہیں گے اے رب ہمارے تو نے ہم کو وہ دیا جو
سارے جہان والوں میں کسی کو نہیں دیا **عَنْ** زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ بِإِسْنَادِهِمَا نَحْوَ حَدِيثِ
حَفْصِ بْنِ مَيْسَرَةَ إِلَى آخِرِهِ وَقَدْ زَادَ وَنَقَصَ شَيْئًا ترجمہ اس روایت کا بھی
وہی ہے جو اوپر گزرا مگر کچھ کمی بیشی ہے **بَابُ** إِثْبَاتِ الشَّفَاعَةِ
وَإِخْرَاجِ الْمُوَحِّدِينَ مِنَ النَّارِ شفاعت کا ثبوت اور موحدوں کا جہنم سے نکالا جانا **ف**
قاضی عیاض نے کہا اہلسنت کا مذہب یہ ہے کہ شفاعت عقلاً جائز ہے اور شرعاً اوسکا ثبوت اس آیت سے ہے

يَوْمَئِذٍ لَّا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا اور اس آیت کا لَا يَشْفَعُونَ إِلَّا
لِمَنِ ارْتَضَىٰ اور حدیثین شفاعت کے باب مین بہت آئی ہین اور آثار صحابہ بھی بہت ہین ان سب کے ملانے سے
شفاعت کا ثبوت متواتر ہوجاتا ہے گنہگار مومنین کے واسطے اور اجماع کیا ہے سلف اور خلف اور تمام اہل
سنت نے شفاعت کے ثبوت پر اور انکار کیا ہے خوارج اور بعض معتزلہ نے شفاعت کا اور ان کے نزدیک گنہگار ہمیشہ
ہمیشہ جہنم مین رہینگے دلیل انکی یہ آیت ہے فَمَا تَنفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ اور یہ آیت مَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ حَمِيمٍ وَلَا
شَفِيعٍ يُطَاعُ حالانکہ یہ آیتین کافرون کے حق مین ہین اور انہون نے جو شفاعت کی آیتون کی تاویل کی ہے
کہ مراد اس سے درجون کی زیادتی ہے تو یہ باطل ہے اور حدیث کے الفاظ سے صاف انکی تاویل باطل ہوتی
ہے کیونکہ حدیث مین یہ ہے کہ جہنمی شفاعت کیوجہ سے جہنم سے نکل جاوینگے لیکن شفاعت پانچ قسم ہے ایک
تو وہ جو خاص ہے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے اور وہ تسکین دینا ہے میدان حشر کے ہول سے اور حساب
کتاب جلدی شروع کرا دینا جیسا کہ اسکا بیان آگے آویگا **دوسری** بعضے لوگون کو بغیر حساب اور کتاب
کے جنت مین لے جانا یہ بھی ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہے **تیسری** شفاعت ان لوگون کی
لیے جو مستحق ہو گئے ہون جہنم کے اون کی شفاعت ہمارے پیغمبر اور اور لوگ کرینگے **چوتھی** شفاعت
ان لوگون کی جو جہنم مین جا چکے ہون گنہگارون مین سے اور ان کا نکالا جانا ہمارے پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم اور فرشتون اور مومنین کے شفاعت سے ثابت ہے جیسے ایک حدیث مین ہے کہ پھر اللہ تعالی نکالے
گا جہنم سے ہر ایک لا الہ الا اللہ کہنے والے کو اور صرف کافر اوسمین رہ جاوینگے **پانچوین** وہ شفاعت
جو جنت مین درجے بڑھانے کے لیے ہو اس شفاعت کا معتزلہ بھی انکار نہین کرتے نہ پہلی شفاعت کا قاضی
عیاض نے کہا مشہور روایتون سے سلف صالحین کا شفاعت کے لیے دعا کرنا ثابت ہوا ہے اس صورت مین
جو کہتا کہ اللہ تعالی سے ہماری پیغمبر کی شفاعت مانگنا مکروہ ہے اوسکی بات کیطرف خیال نہ کرنا چاہیے
اس لیے کہ شفاعت انکی کچھ گناہگارون سے مخصوص نہین ہے بلکہ تخفیف حساب اور زیادتی درجات
کے لیے بھی ہوگی اور ہر ایک عاقل کو ڈر لگا ہوا ہے کہ کہین وہ گنہگارون مین سے نہ ہو جاوے اور
اپنے عمل پر بھروسا نہین ہے اور جس شخص نے اسکو مکروہ سمجھا ہے چاہیے کہ وہ مغفرت اور بخشش کے لیے بھی
دعا نہ کرے اور یہ خلاف ہے سلف اور خلف کے طریقے کے تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا عَنْ
أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُدْخِلُ اللَّهُ أَهْلَ الْجَنَّةِ

الجنة يدخل من يشاء برحمته ويدخل اهل النار النار ثم يقول انظروا من وجدتم في قلبه
مثقال حبة من خردل من ايمان فاخرجوه فيخرجون منها حمما قد امتحشوا فيلقون
في نهر الحيوة او الحياء فينبتون فيه كما تنبت الحبة الى جانب السيل الم تروها
كيف تخرج صفراء ملتوية ترجمہ ابو سعید خدری رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اللہ جنت والوں کو جنت میں لیجاوے گا جسکو چاہیگا اپنی رحمت سے اور دوزخ والوں کو دوزخ میں لے جاویگا پھر
فرماویگا دیکھو جسکے دل میں رائی کے دانے برابر بھی ایمان ہو اسکو دوزخ سے نکال لو وہ لوگ نکلیں گے کوئلہ
کیطرح جلے ہوئے پھر ڈالے جاوینگے نہر الحیوۃ یا نہر الحیاء میں (یہ شک ہے امام مالک کا جو راوی ہیں اس
حدیث کے اوروں کی روایت میں نہر الحیوۃ ہے بغیر شک کے) اور ایسا اوگیں گے جیسے دانہ بہیا کے ایک
طرف اوگ آتا ہے کیا تم نے اسکو نہیں دیکھا کیسا زرد لپیٹا ہوا اوگتا ہے عن عمرو بن يحيى بهذا
الاسناد وقالا فيلقون في نهر يقال له الحياة ولم يشكا وفي حديث خالد كما تنبت
الغثاءة في جانب السيل وفي حديث وهيب كما تنبت الحبة في حمئة او حميلة السيل
ترجمہ اس روایت کا بھی وہی جو اوپر گزرا اسمیں یہ ہے کہ وہ لوگ ڈالے جاوینگے ایک نہر میں
جسکا نام حیاۃ ہوگا اور شک نہیں کی اور خالد کی روایت میں ہے جیسے کوڑا کچرا بہیا کے ایک طرف اوگ
آتا ہے اور وہیب کی روایت میں جیسے دانہ کالی مٹی میں جو بہیا میں ہوتی ہے اوگ آتا ہے یا اوس مٹی
میں جسکو پانی بہا کر لاتا ہے عن ابي سعيد الخدري قال قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم اما اهل النار الذين هم اهلها فانهم لا يموتون فيها ولا يحيون ولكن ناس اصابتهم
النار بذنوبهم او قال بخطاياهم فاماتهم الله اماتة حتى اذا كانوا فحما اذن با
لشفاعة فجيء بهم ضبائر ضبائر فبثوا على انهار الجنة ثم قيل يا اهل الجنة افيضوا
عليهم فينبتون نبات الحبة تكون في حميل السيل فقال رجل من القوم كان رسول الله
صلى الله عليه وسلم قد كان في البادية ترجمہ ابو سعید رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا وہ لوگ جو جہنم والے ہیں (یعنی ہمیشہ وہاں رہنے کے لیے ہیں جیسے کافر اور مشرک) وہ تو نہ مرینگے نہ جئیں گے
لیکن کچھ لوگ جو گنہگار ہوں کیوجہ سے دوزخ میں جاوینگے انگار انکو مار کر کوئلہ بنا دیگی پھر اجازت ہوگی
شفاعت کی ف نووی نے کہا معنے حدیث کا یہ ہے کہ جو لوگ کافر ہیں اور جہنم میں ہمیشہ رہنے کے مستحق ہیں

وہ نو نہ مرینگے نہ جیین گے یعنی کسی طرح انکو عذاب سے چھٹکارا نہ ہوگا اور راحت حاصل نہ ہوگی جیسے اللہ تعالے
نے فرمایا انکا کچھ فیصلہ نہ ہوگا کہ مرجاویں اور عذاب ہلکا ہوگا اور جیسے فرمایا پھر نہ اوسمین مریگا نہ جیے گا اور اہل
حق کا مذہب یہی ہے کہ جنت کا آرام اور جہنم کا عذاب دونوں ہمیشہ کے لیے ہوں گے اور یہ لوگ جو گنہ
گار ہوکر جہنم مین جاوین گے یہ وہ لوگ جو مومن تھے پر گناہوں مین مبتلا ہوگئے تھے اللہ تعالی انکو جہنم
کی آگ سے مارکر کوئلہ کردے گا ایک مدت تک عذاب دینے کے بعد اور یہ مرنا حقیقۃً ہوگا یعنے احساس جاتا
رہیگا پھر جہنم سے نکالے جاوینگے مردہ کوئلہ کیطرح ف اور یہ لوگ لائے جاوین گے گروہ گروہ اور
پھیلائے جاوین گے جنت کی نہروں پر اور حکم ہوگا اے جنت کے لوگوں انپر پانی ڈالو تب وہ اس
طرح سے جمین گے جیسے دانہ اوس مٹی مین جمتا ہے جسکو پانی بہا کر لاتا ہے ایک شخص بولا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم معلوم ہوتا ہے جنگل مین رہے ہین (جب تو آپ کو یہ معلوم ہے کہ بہاؤ مین جو مٹی
جمع ہوتی ہے اوسمین دانہ خوب اوگتا ہے عَنْ اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ اِلٰى قَوْلِهِ فِيْ حَمِيْلِ السَّيْلِ وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ ترجمہ
دوسری روایت کا بھی وہی ہے جو اوپر گذرا اس مین یہین تک ہے جیسے دانہ اوگتا ہے اوس مٹی
مین جسکو پانی بہا کر لاتا ہے عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَاَعْلَمُ اٰخِرَ اَهْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِّنْهَا وَاٰخِرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا الْجَنَّةَ
رَجُلٌ يَّخْرُجُ مِنَ النَّارِ حَبْوًا فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهٗ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ فَيَاْتِيْهَا
فَيُخَيَّلُ اِلَيْهِ اَنَّهَا مَلْاٰى فَيَرْجِعُ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ وَجَدْتُهَا مَلْاٰى فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهٗ
اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ فَيَاْتِيْهَا فَيُخَيَّلُ اِلَيْهِ اَنَّهَا مَلْاٰى فَيَرْجِعُ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ وَجَدْتُهَا
مَلْاٰى فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لَهٗ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَاِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْيَا وَعَشَرَةَ اَمْثَالِهَا
اَوْ اِنَّ لَكَ عَشَرَةَ اَمْثَالِ الدُّنْيَا قَالَ فَيَقُوْلُ اَتَسْخَرُ بِيْ اَوْ تَضْحَكُ بِيْ وَاَنْتَ الْمَلِكُ قَالَ
لَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ قَالَ فَكَانَ
يُقَالُ ذَاكَ اَدْنٰى اَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً ترجمہ عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم نے فرمایا مین جانتا ہوں اوس شخص کو جو سب کے بعد جہنم سے نکلے گا اور سب کے بعد جنت مین جاویگا یہ وہ شخص
ہے جو جہنم سے گھٹنوں کے بل گھسٹتا ہوا نکلیگا اللہ تعالی اوس سے فرماویگا جا جنت مین جا تیرے لیے دنیا کی برابر جگہ ہے یا دس دنیا کے برابر

اور دس گنا دنیا

نہ ہنسیگا کیا تو مجہسے ٹہٹا کرتا ہے یا ہنسی کرتا ہے بادشاہ ہوکر **ف** سخر یا ضحک مین شک ہے راوی کو اور ضحک دوسری روایتوں مین ہی وارد ہے اور وہ عیب نہین ہے نہ نقص پھر ضحک خدا کی صفت ہونے مین کوئی مانع نہین اور وہ مثل اور صفات الٰہی کے مشابہ نہین مخلوق کی صفات کو نووی نے کہا ٹہٹا کرنیکے معنون مین اختلاف ہے اور تین کئی قول مین ایک یہ ہے جو امام مازری سے منقول ہے کہ یہ بطریق مقابلہ کے ہے اسلیے کہ اس نے اللہ تعالیٰ سے کئی بار عہد کیا اب کچہ نہ مانگونگا پہر اپنے اقرار کے خلاف کیا اور لگا مانگنے تو یہ مثل ٹہٹے کے ہوا اب وہ شخص یہ سمجہا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا تو جنت مین جا اور تیری لیے یہ نعمتین ہین ایک قسم کا ٹہٹا ہے یعنی اس کے ٹہٹے کا بدلہ ہے تو ٹہٹے کے بدلے کو مجازًا ٹہٹا کہا اور مطلب یہ ہے کہ کیا تو بدلہ دیتا ہے میرے ٹہٹے کا بادشاہ ہوکر دوسرا قول یہ ہے کہ مراد اوس سے نفی ہے یعنی مین جانتا ہون کہ تو ٹہٹا نہ کریگا بادشاہ ہوکر لیکن تعجب یہ ہے کہ مجہ نالائق کو اتنی بڑی بڑی نعمتین ملین تیسرا قول یہ ہے کہ اوس شخص کے زبان قابو مین نرہی اور وہ خوشی سے ایسا بہول گیا کہ لگا وہ باتین کرنے جیسی دنیا مین ایسے محل مین کرتا تہا اور خدا کیطرف ٹہٹے کی نسبت کر دی اور یہ ایسا ہے جیسے آپنے دوسرے شخص کے حق مین فرمایا کہ وہ خوشی کے مارے اپنے تئین روک نسکا اور کہنے لگا تو میرا بندہ ہے اور مین تیرا رب ہون اور چاہیے تہا یہ کہنا کہ مین تیرا بندہ ہون اور تو میرا رب ہے اور خوشی کے وقت بے اختیاری مین اکثر ایسی بے موقع اور غلط باتین زبان سے نکل جاتین ہین انتہے **ف** عبداللہ بن مسعود نے کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکہا آپ ہنسے یہانتک کہ آپکے دانت مبارک کہل گئے اور آپنے فرمایا یہ سب سے کم درجے کا جنتی ہوگا **عَن** عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَاَعْرِفُ اٰخِرَ اَهْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِنَ النَّارِ رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنْهَا زَحْفًا فَيُقَالُ لَهُ انْطَلِقْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ فَيَذْهَبُ فَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ فَيَجِدُ النَّاسَ قَدْ اَخَذُوا الْمَنَازِلَ فَيُقَالُ لَهُ اَتَذْكُرُ الزَّمَانَ الَّذِيْ كُنْتَ فِيْهِ فَيَقُوْلُ نَعَمْ فَيُقَالُ لَهُ تَمَنَّ فَيَتَمَنّٰى فَيُقَالُ لَهُ لَكَ الَّذِيْ تَمَنَّيْتَ وَعَشْرَةُ اَضْعَافِ الدُّنْيَا قَالَ فَيَقُوْلُ اَتَسْخَرُ بِيْ وَاَنْتَ الْمَلِكُ قَالَ فَلَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ **ترجمہ** عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مین پہچانتا ہون اوس شخص کو جو سب کے آخر جہنم سے نکلیگا وہ ایک شخص ہوگا جو گہسٹتا ہوا چوتڑون کے بل دوزخ سے نکلیگا اوس سے کہا جاوے گا جا جنت مین جا وہ جاویگا دیکہیگا تو سب مکانون مین جنتی ہین اور کوئی مکان خالی نہین چہوٹا سا بہی اوس سے کہا جاویگا تجہے یاد ہے وہ زمانہ جس مین تو تہا یعنے وہ دوزخ کی تکلیف اور تنگی وہ کہیگا ہان یاد ہے پہر اوس سے کہا جاویگا

اچھا اب کوئی اور آرزو کر وہ آرزو کریگا حکم ہوگا یہ لے اور دس دنیا کے برابر اور لے اور وہ کہیگا
اے پروردگار کیا تو مجھ سے ہنسی ٹھٹھا کرتا ہے بادشاہ ہو کر (یعنے دس دنیا کے برابر مجھکو دیتا ہے اور
وہاں تو ایک چھوٹا سا مکان بھی خالی نہیں) راوی نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو دیکھا آپ ہنسے یہانتک کہ آپ کے دانت کھل گئے **ف** حدیث مین نواجذ کا لفظ ہے
اور نواجذ اون دانتون کو کہتے ہین جو سب کے آخر مین نکلتے ہین جن کو عوام عقل کے دانت کہتے
ہین اور یہ دانت اوسی وقت کھلتے ہین جب آدمی زور سے ہنسے **عن** ابن مسعود ان رسول
الله صلی الله علیه وسلم قال آخر من یدخل الجنة رجل فهو یمشی مرة ویکبو مرة وتسفعه
النار مرة فاذا ما جاوزها التفت الیها فقال تبارک الذی نجانی منک لقد اعطانی
الله شیئا ما اعطاه احدا من الاولین والآخرین فترفع له شجرة فیقول ای رب
ادننی من هذه الشجرة فلاستظل بظلها واشرب من مائها فیقول الله عز وجل
یا ابن آدم لعلی ان اعطیتکها سألتنی غیرها فیقول لا یا رب ویعاهده ان
لا یسأله غیرها وربه تعالی یعذره لانه یری ما لا صبر له علیه فیدنیه منها
فیستظل بظلها ویشرب من مائها ثم ترفع له شجرة هی احسن من الاولی
فیقول ای رب ادننی من هذه الشجرة لاشرب من مائها واستظل
بظلها لا اسألک غیرها فیقول یا ابن آدم الم تعاهدنی ان لا تسألنی غیرها
فیعاهده ان لا یسأله غیرها وربه تعالی یعذره لانه یری ما لا صبر له علیه فیدنیه
منها فیستظل بظلها ویشرب من مائها ثم ترفع له شجرة عند باب الجنة هی احسن
من الاولیین فیقول ای رب ادننی من هذه الشجرة لاستظل بظلها واشرب من
مائها لا اسألک غیرها فیقول یا ابن آدم الم تعاهدنی ان لا تسألنی غیرها قال بلی
یا رب هذه لا اسألک غیرها وربه تعالی یعذره لانه یری ما لا صبر له علیه فیدنیه منها
فاذا ادناه منها فیسمع اصوات اهل الجنة فیقول ای رب ادخلنیها فیقول یا ابن آدم ما یصرینی
منک ایرضیک ان اعطیک الدنیا ومثلها معها فیقول یا رب اتستهزئ منی وانت رب العالمین فضحک
ابن مسعود فقال الا تسألونی مم اضحک فقالوا مم تضحک فقال هکذا ضحک رسول الله صلی الله علیه وسلم

فقالوا مم تضحك يا رسول الله قال من ضحك رب العالمين حين قال أتستهزئ مني وأنت رب العالمين نقال
حين قال أتستهزئ مني وأنت رب العالمين يقول إني لا أستهزئ منك ولكني على ما أشاء قادر ترجمه تفسیر کبیر

عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے آخر جو جنت مین جاویگا وہ ایک شخص ہوگا جو چلیگا پہر
اوندہا گریگا اور جہنم کی آگ اسکو جلاتی جاویگی جب دوزخ سے پار ہو جاویگا تو پیٹھ موڑ کر اسکو دیکہیگا اور کہیگا بڑی برکت والا ہی
وہ صاحب جسنے نجات دی مجہکو تجہسے بیشک اللہ تعالی نے مجہکو اتنا دیا کہ ویسا کسی کو نہین دیا نہ اگلون مین نہ پچہلون مین
پہر اسکو ایک درخت دکہلائی دیگا وہ کہیگا ای رب مجہکو نزدیک کر دی اس درخت سے مین اسکے تلے سایہ مین رہون اور اسکا
پانی پیون اللہ تعالی فرماویگا ای آدم کے بیٹے اگر مین تیرا یہ سوال پورا کرون تو اور سوال کریگا کہیگا نہین ای رب میرے اور
عہد کریگا کہ پہر مین کوئی سوال نہ کرونگا اور اللہ تعالی اسکا عذر قبول کریگا اسلیے کہ وہ ایسی نعمت کو دیکہیگا جسپر اس سے
صبر نہین ہو سکتا (یعنی انسان بے صبر ہے وہ جب تکلیف مین مبتلا ہو اور عیش کی بات دیکہے تو بے اختیار اسکی خواہش
کرتا ہے) آخر اللہ تعالی اسکو اس درخت کی نزدیک کر دیگا وہ اسکے سایہ مین رہیگا اور وہان کا پانی پئے گا پہر اسکو
ایک درخت دکہلائی دیگا جو اس سے بہی اچہا ہوگا وہ کہیگا ای پروردگار مجہکو اس درخت کے نزدیک پہنچا دی مین اسکا
پانی پیون اسکے سایہ مین آرام پاؤن اور مین اور کچہ سوال نکرونگا اللہ تعالی فرماویگا ای آدم کے بیٹے تو نے عہد نہین کیا
تہا کہ مین پہر سوال نکرونگا اور جو مین تجہے اس درخت تک پہنچا دون تو پہر تو اور سوال کریگا وہ اقرار کریگا کہ نہین
پہر مین اور کچہ سوال نہ کرونگا اور اللہ تعالی اسکو معذور رکہیگا اس لیے کہ اوسکو صبر نہین اس نعمت پر جو دیکہتا ہی
تب اللہ تعالی اوسکو اس درخت کی نزدیک کر دیگا وہ اسکے سایہ مین رہیگا اور وہان کا پانی پئے گا پہر اسکو ایک درخت
دکہلائی دیگا جو جنت کی دروازہ پر ہوگا اور وہ پہلے کی دونون درختون سے بہتر ہوگا وہ کہیگا ای رب میرے مجہکو اس
درخت کے پاس پہنچا دی تا کہ مین اسکے سایہ تلے رہون اور وہان کا پانی پیون اب مین اور کچہ سوال نہ کرونگا اللہ تعالی فرماوے
گا ای آدم کے بیٹے کیا تو اقرار نہین کر چکا تہا کہ اب مین اور کچہ سوال نہ کرونگا وہ کہیگا بیشک مین اقرار کر چکا تہا
لیکن اب میرا یہ سوال پورا کر دے پہر مین اور کچہ سوال نہ کرونگا اور اللہ تعالی اسکو معذور رکہیگا اسلیے کہ وہ دیکہیگا
ان نعمتون کو جنپر صبر نہین کر سکتا آخر اللہ تعالی اسکو اس درخت کے پاس کر دیگا جب وہ اس درخت کے پاس جاویگا تو جنت
والون کی آوازین سنیگا اور کہیگا ای رب میرے مجہکو جنت کی اندر پہونچا دے اللہ تعالی فرماویگا ای آدم کے بیٹے
تیری سوال کو کون چیز تمام کریگی (یعنی تیری خواہش کب موقوف ہوگی اور یہ بار بار سوال کرنا کیونکر بند ہوگا) بہلا تو راضی
ہے کہ مین تجہکو ساری دنیا کے برابر دون اور اتنا ہی اور دون وہ کہیگا ای رب میرے تو مجہسے ٹہٹہا کرتا ہی سارے جہان کا مالک

پہر عبد اللہ بن مسعودؓ ہنسنے لگے اور لوگون سے کہا تم پوچہتے نہین مجہسے مین کیون ہنستا ہون لوگون نے پوچہا کیون ہنستے ہو تم انہون
نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہی اسیطرح (اس حدیث کو بیان کرکے) ہنستے تہے لوگون نے پوچہا آپ کیون ہنستے ہیر یا
رسول اللہ آپنے فرمایا رب العالمین کے ہنسنے سے مین بہی ہنستا ہون جب وہ بندہ یہ کہیگا کہ تو مجہسے ٹہٹہا کرتا ہے سارے
جہان کا مالک ہوکر تو پروردگار ہنس دیگا (اوس کی نادانی اور بیوقوفی پر) اور فرمادیگا مین ٹہٹہا نہین کرتا (ٹہٹہا اور
مذاق میرے لائق نہین یہ تو بندون کو لائق ہے) بلکہ مین جو چاہتا ہون کرسکتا ہون **ف** پہر دو دنیا کے
برابر دینا کون سا مشکل کام ہے جسپر تو نے التعجب کیا اور اسکو ہنسی اور مذاق سمجہا وہ خدای کریم ایسا قادر مطلق ہے
کہ لاکہون کروڑون دنیا اس دنیا کے مثل ایک دم مین بنا سکتا ہے بلکہ اب ہزارون لاکہون دنیا ہماری زمین کے
برابر اور اس سے لاکہون حصے بڑی اسکی سلطنت مین موجود مین – یہ حدیث اگرچہ جنتیون کے حال مین وارد ہے
پر دنیا مین اسحدیث پر غور کرنے سے بڑے بڑے فائدے حاصل ہوسکتے ہین ادن مین سے ایک فائدہ یہ ہے کہ طمع اور حرص اور
بے صبری کی کوئی انتہا نہین اگر خزانہ قارون بہی انسان کو ملجاوے یا ہفت کشور کی سلطنت بہی پاجاوے
تب بہی اوس سے زیادہ کی حرص رہیگی اسلیے انسان کو لازم ہے کہ اول ہی سے طمع اور حرص کی جڑ کاٹ دیوے اور
جسقدر خدا دیوے اوسی کو بہت خیال کرکے اوسمین خوش اور مگن رہے ورنہ مفت زندگی برباد ہوگی اور ساری عمر
رنج اور تکلیف مین گرفتار رہیگا **عن** ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان
ادنی اهل الجنة منزلة رجل صرف الله وجهه عن النار قبل الجنة ومثل له شجرة ذات ظل فقال
ای رب قدمنی الی هذه الشجرة اكون فی ظلها وساق الحديث بنحو حديث ابن مسعود ولم يذكر
فيقول يا ابن ادم ما يصرينی منك الی اخر الحديث وزاد فيه ويذكره الله عز وجل سل كذا وكذا اذا ن تعالیٰ
انقطعت به الامانی قال الله عز وجل هو لك وعشرة امثاله قال ثم يدخل بيته فتدخل عليه
زوجتاه من الحور العين فتقولان الحمد لله الذی احياك لنا واحيانا لك قال فيقول ما اعطی احد
مثل ما اعطيت **ترجمہ** ابو سعید خدری سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب
سے کم درجہ کا جنتی وہ ہے جسکا مونہہ اللہ تعالی جہنم کیطرف سے پہیر کر جنت کیطرف کردیگا اور اسکو ایک درخت دکہلاوے
گا سایہ دار وہ کہیگا اے رب میرے مجہے اس درخت کے پاس لیچا مین اسکے سایے مین ہونگا اور بیان کیا حدیث کو
اوسی طرح جیسے عبد اللہ بن مسعود نے بیان کیا مگر اوسمین یہ نہین ہے کہ اللہ تعالی فرماویگا ای آدم کے بیٹے تیرے سوال کو کون
چیز تمام کریگی آخر تک تنا زیادہ ہے کہ اللہ تعالی اوسکو یاد دلاویگا فلان چیز فلان چیز کی آرزو کر یہان تک کہ

جب اوس کی سب آرزوئیں ختم ہو جاوینگی تو اللہ تعالے فرماوے گا تو یہ سب اور دس حصے ان سے
زیادہ لے پھر وہ اپنے گھر میں جاوے گا اور حوروں میں سے دونوں حوریں اوس کے پاس آوینگی
اور کہیں گی شکر خدا کا جس نے تجھکو جلایا ہمارے لیے اور ہمکو جلایا تیرے لیے پھر وہ کہیگا کہ
کسی کو اللہ نے اتنا نہیں دیا جتنا مجھکو دیا عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ يَرْفَعُهُ إِلَى رَسُولِ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَأَلَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ رَبَّهُ مَا أَدْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً
قَالَ هُوَ رَجُلٌ يَجِيءُ بَعْدَ مَا أُدْخِلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ فَيُقَالُ لَهُ ادْخُلِ الْجَنَّةَ فَيَقُولُ
أَيْ رَبِّ كَيْفَ وَقَدْ نَزَلَ النَّاسُ مَنَازِلَهُمْ وَأَخَذُوا أَخَذَاتِهِمْ فَيُقَالُ لَهُ أَتَرْضَى
أَنْ يَكُونَ لَكَ مِثْلُ مُلْكِ مَلِكٍ مِنْ مُلُوكِ الدُّنْيَا فَيَقُولُ رَضِيتُ رَبِّ فَيَقُولُ لَكَ
ذَلِكَ وَمِثْلُهُ وَمِثْلُهُ وَمِثْلُهُ وَمِثْلُهُ فَقَالَ فِي الْخَامِسَةِ رَضِيتُ رَبِّ
فَيَقُولُ هَذَا لَكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ وَلَكَ مَا اشْتَهَتْ نَفْسُكَ وَلَذَّتْ عَيْنُكَ
فَيَقُولُ رَضِيتُ رَبِّ قَالَ رَبِّ فَأَعْلَاهُمْ مَنْزِلَةً قَالَ أُولَئِكَ الَّذِينَ أَرَدْتُ غَرَسْتُ
كَرَامَتَهُمْ بِيَدِي وَخَتَمْتُ عَلَيْهَا فَلَمْ تَرَ عَيْنٌ وَلَمْ تَسْمَعْ أُذُنٌ وَلَمْ يَخْطُرْ
عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ قَالَ وَمِصْدَاقُهُ فِي كِتَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ
مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ الْآيَة

## ترجمہ

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ
تعالے علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حضرت موسی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار سے پوچھا
سب سے کم درجہ والا جنتی کون ہے اللہ تعالے نے فرمایا وہ شخص ہے جو آوے گا سب
جنتیوں کے جنت میں جانے کے بعد اوس سے کہا جاوے گا جا جنت میں جا وہ کہے
گا اے رب میرے کیسے جاؤں وہاں تو سب لوگوں نے اپنے ٹھکانے کر لیے اور
اپنی اپنی جگہیں بنا لیں اوس سے کہا جاوے گا کیا تو راضی ہے اس بات پر کہ تجھ کو اتنا
ملک ملے جتنا دنیا کے ایک بادشاہ پاس تھا وہ کہے گا میں راضی ہوں اے رب میرے
حکم ہوگا جا اتنا ملک ہم نے تجھے دیا اور اوتنا ہی اور اور اوتنا ہی اور اور اوتنا ہی اور
اور اوتنا ہی اور اور اوتنا ہی اور پانچویں بار میں وہ کہے گا میں راضی ہوں اے رب

میرے اللہ تعالے فرماویگا تو یہ بھی لے اور دس حصے اس سے زیادہ لے اور جو تیرا جی چاہے اور
تجھے بھلا لگے دیکھنے مین وہ لے وہ کہیگا مین راضی ہوگیا ای رب تیرے پھر حضرت موسی نے پوچھا سب سے
بڑا درجے والا جنتی کون ہے اللہ تعالے نے فرمایا وہ تو وہ لوگ ہے جنکو مین نے خود چُنا اور انکی بزرگی
اور عزت کو مین نے اپنے ہاتھ سے جمایا اور اسپر مہر کردی کسی آنکھ نے نہین دیکھا نہ کسی کان نے سنا
نہ کسی کے دل پر گذرا (جو انکے لیے تیار ہے) اور اسکی تصدیق کرتا ہے وہ جو کلام اللہ مین ہے فَلَا
تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ الآيَة یعنے کوئی نہین جانتا جو چھپا کر رکھا گیا ہے انکے
لیے انکی آنکھون کی ٹھنڈک اخیر تک عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ يَقُولُ عَلَى الْمِنْبَرِ إِنَّ مُوسَى عَلَيْهِ
السَّلَامُ سَأَلَ اللهَ تَعَالَى عَنْ أَخَسِّ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنْهَا حَظًّا وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِهِ ترجمہ مغیرہ بن
شعبہ منبر پر کہتے تھے کہ حضرت موسے علیہ السلام نے اللہ تعالے سے پوچھا سب سے کم درجے کے جنتی کو پھر بیان کیا
حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گزری عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي
لَأَعْلَمُ آخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا الْجَنَّةَ وَآخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا مِنْهَا رَجُلٌ يُؤْتَى بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
فَيُقَالُ اعْرِضُوا عَلَيْهِ صِغَارَ ذُنُوبِهِ وَارْفَعُوا عَنْهُ كِبَارَهَا فَتُعْرَضُ عَلَيْهِ صِغَارُ ذُنُوبِهِ فَيُقَالُ عَمِلْتَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا كَذَا وَ
كَذَا وَعَمِلْتَ كَذَا وَكَذَا كَذَا وَكَذَا فَيَقُولُ نَعَمْ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يُنْكِرَ وَهُوَ مُشْفِقٌ مِنْ كِبَارِ ذُنُوبِهِ أَنْ تُعْرَضَ عَلَيْهِ فَيُقَالُ لَهُ فَإِنَّ
لَكَ مَكَانَ كُلِّ سَيِّئَةٍ حَسَنَةً فَيَقُولُ رَبِّ قَدْ عَمِلْتُ أَشْيَاءَ لَا أَرَاهَا هَا هُنَا فَلَقَدْ رَأَيْتُ
رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ ترجمہ ابوذر رض سے روایت
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین جانتا ہون اُس شخص کو جو سب کے بعد جنت مین جاویگا
اور سب کے بعد دوزخ سے نکلیگا وہ ایک شخص ہوگا جو لایا جاویگا قیامت کے دن پھر حکم ہوگا پیش کرو
اُسپر اُسکے ہلکے گناہ اور مت پیش کرو اسکے بھاری گناہ تو پیش کیے جاوینگے اسپر ہلکے گناہ
اسکے اور کہا جاویگا فلانے روز تو نے ایسا کام کیا فلان روز یہ کام کیا وہ قبول کریگا انکار نہ کر سکے
گا اور ڈریگا اپنے بھاری گناہون سے لیکن وہ پیش نہ ہون حکم ہوگا ہمنے تجھے ہر ایک گناہ کے بدلے
ایک نیکی دی وہ کہے گا مالک میرے مین نے اور بھی کچھ کام کیے ہین گناہ کے جنکو مین یہان نہین پاتا
راوی نے کہا مین نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ ہنسے یہان تک کہ آپکی داڑہین کھل
کھل گئین عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ ترجمہ اعمش سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے

جیسے اوپر گذری عن ابی الزبیر انہ سمع جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ یسأل عن الورود فقال نجیٔ
نحن یوم القیمۃ عن کذا وکذا انظر ای ذلک فوق الناس قال فتدعی الامم باوثانہا وما
کانت تعبد الاول فالاول ثم یأتینا ربنا بعد ذلک فیقول من تنظرون فیقولون ننظر تنظرون
ربنا عز وجل فیقول انا ربکم فیقولون حتی ننظر الیک فیتجلی لہم یضحک قال فینطلق
بہم فیتبعونہ ویعطی کل انسان منہم منافق او مؤمن نورا ثم یتبعونہ وعلی جسر جہنم فیتبعون
کلالیب وحسک تاخذ من شاء اللہ ثم یطفأ نور المنافقین ثم ینجو المؤمنون فتنجو اول اللہ تعالی
زمرۃ وجوہہم کالقمر لیلۃ البدر سبعون الفا لا یحاسبون ثم الذین یلونہم کاضوأ نجم یطفأ
فی السماء ثم کذلک ثم تحل الشفاعۃ ویشفعون حتی یخرج من النار من قال لا الہ الا اللہ
وکان فی قلبہ من الخیر ما یزن شعیرۃ فیجعلون بفناء الجنۃ ویجعل اہل الجنۃ یرشون
علیہم الماء حتی ینبتوا نبات الشیٔ فی السیل ویذہب حراقہ ثم یسأل حتی تجعل
لہ الدنیا وعشرۃ امثالہا معہا ۔ ترجمہ ابو الزبیر نے سنا جابر بن عبد اللہ انصاری سے ف یہ
روایت موقوف ہے جابر پر اور مسلم کی شرط پر نہیں مگر انہوں نے بیان کیا اسکو اسلیے کہ وہ مسند مروی ہے
دوسرے طریقے سے اور خود امام مسلم نے اوسکے رفع پر تنبیہ کی ہے ابن ابی شیبہ کی روایت میں اور بیان کیا ہے اسکا
اسناد اور سماع رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ف انسے پوچھا گیا لوگوں کے آنیکا حال قیامت کے دن انہوں
نے کہا ہم آوینگے قیامت کے دن اسطرح سے اسطرح سے دیکھ یعنی اوپر سب آدمیوں کے ف نووی
نے کہا اس مقام پر راوی نے غلطی اور تحریف اور خبط کیا ہو اور اتفاق کیا ہے سب متقدمین اور متاخرین نے اوپر
یہ غلطی ہے لکھنے والے کی قاضی عیاض نے کہا حدیث کی عبارت تمام نسخوں میں یہی ہے یعنی عن کذا وکذا
انظر ای ذلک فوق الناس جسکا ترجمہ بیان ہوا لیکن مطلب معلوم نہیں ہوتا اور صحیح عبارت یوں ہے علی کوم ایسا
ہی روایت کیا بعض اہل حدیث نے اور ابن ابی خیثمہ کی کتاب میں کعب بن مالک سے مروی ہے یحشر الناس یوم
القیمۃ علی تل وامتی علی تل یعنی جمع کیے جاوینگے لوگ قیامت کے دن ٹیلہ پر اور میری امت ایک ٹیلے پر
اور کوم بھی ٹیلے کو کہتے ہیں اور اونچی زمین کو جو گرد کی طرح ہوتی ہیں طبری نے اپنی تفسیر میں ابن عمر کی روایت
سے بیان کیا کہ پھر چڑھینگے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکی امت ایک ٹیلے پر سب لوگوں کے اوپر قاضی عیاض
نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ راوی سے کوم کا لفظ پڑھا نہ گیا یا مٹ گیا ہوگا تو اسنے کذا وکذا اسکے بدلے

لکہا پہر اُسکی تفسیر کی ای فوق الناس سے اور انظر کا لفظ تنبیہ کے لیے وہان لکہدیا اب نقل کرنے والون
نے بعینہ اس عبارت کو نقل کر دیا اور انظر کو بھی حدیث مین شریک کر دیا واللہ اعلم ف پہر بلائی جاوینگی
امتین اپنی اپنی بتون اور معبودون کے ساتھ پہلی امت پہر دوسری امت بعد اُسکے ہمارا پروردگار آویگا
اور فرماویگا تم کسکو دیکھہ رہے ہو (یعنے امت محمدی سے مخاطب ہوکر ارشاد فرماویگا) وہ کہین گے ہم اپنے
پروردگار کو دیکھہ رہے ہین (یعنے اُسکے منتظر ہین) پروردگار فرماویگا مین تمہارا مالک ہون وہ کہین گے
ہم تجکو دیکھین (تو معلوم ہو) پہر دکہلائی دیگا پروردگار اون کو ہنستا ہوا اور اُنکے ساتھ چلیگا اور
لوگ سب اُسکے پیچہے ہون گے اور ہر ایک آدمی کو خواہ وہ منافق ہو یا مومن ایک نور ملیگا لوگ اُسکے ساتھ
ہون گے اور جہنم کے پل پر آنکڑے اور کانٹے ہون گے وہ پکڑ لین گے جنکو خدا چاہیگا بعد اُسکے منافقون
کا نور بجہہ جاویگا اور مومن نجات پاوین گے تو پہلا گروہ مومنون کا اُنکے موںہہ چودہوین رات کے چاندکے
سے ہون گے ستر ہزار آدمی ہونگا ہوگا جن سے نہ حساب ہوگا نہ کتاب ف اور وہ بے پوچہہ پاچہہ
کے جنت مین داخل ہون گے بخاری کی روایت مین ہے یہ وہ لوگ ہون گے جو نہ منتر کرتے ہین اور نہ بدفال
لیتے ہین اپنے پروردگار پر بہروسا کرتے ہین ف اونکے بعد کا گروہ خوب چمکتے تارے کیطرح ہون گے پہر
اُنکے بعد کا اُس سے اُتر کر یہانتک کہ شفاعت کا وقت آویگا اور لوگ شفاعت کرین گے اور جہنم
سے نکالا جاویگا وہ شخص بھی جس نے لا الہ الا اللہ کہا تہا اور اُسکے دل مین ایک جو برابر بھی نیکی اور بہتر
تہے یہ لوگ جنت کی آنگن مین ڈالدیے جاوینگے اور جنتی لوگ اُنپر پانی چہڑکین گے وہ اسطرح پہنپین گے
جیسے جہاڑ پانی کے بہاؤ مین پہنپتا ہے اور اون کی سوزش اور جلن بالکل جاتی رہیگی پہر
وہ سوال کرینگے خدا سے اور ہر ایک کو اتنا ملیگا جیسے ساری دنیا بلکہ دس دنیا برابر عَنْ جَابِرٍ رض
سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاُذُنَيْهِ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُخْرِجُ نَاسًا مِّنَ النَّارِ فَيُدْخِلُهُمُ
الْجَنَّةَ ترجمہ جابر رض سے روایت ہے انہون نے سنا اپنے کانون سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تہے بیشک
اللہ تعالے چند لوگون کو دوزخ سے نکالکر جنت مین لیجاویگا عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قُلْتُ لِعَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ اَسَمِعْتَ
جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَوْمًا مِّنَ النَّاسِ بِالشَّفَاعَةِ قَالَ نَعَمْ ترجمہ حماد
بن زید سے روایت ہے کہ مین نے عمرو بن دینار سے پوچہا کیا تم نے سنا ہے جابر بن عبد اللہ کو حدیث بیان کرتے
ہوئے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اللہ تعالے کچہہ لوگون کو جہنم سے نکالیگا شفاعت کیوجہ سے انہون نے کہا ہان

سنا ہے عن جابر بن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن قوما يخرجون من
النار يحترقون فيها إلا دارات وجوههم حتى يدخلون الجنة ترجمہ جابر بن عبد اللہ سے روایت
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ لوگ جہنم میں جلکر وہاں سے نکلیں گے اور جنت میں جاویں
گے انکے سب بدن جل گیا ہوگا سوا منہ کے چکر کے ف کیونکہ منہ سے سجدہ کیا جاتا ہے دوسری حدیث
میں ہے کہ تمام اعضاء سجدے کے انگارے سے بچے رہیں گے جیسے اوپر گذر چکا عن یزید الفقیر قال کنت
قد شغفني رأي من رأي الخوارج فخرجنا في عصابة ذوي عدد نريد أن نحج ثم نخرج
على الناس قال فمررنا على المدينة فإذا جابر بن عبد الله يحدث القوم جالس إلى سارية
عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال وإذا هو قد ذكر الجهنميين قال فقلت له يا فاذا
صاحب رسول الله ما هذا الذي تحدثون والله يقول إنك من تدخل النار فقد أخزيته و
كلما أرادوا أن يخرجوا منها أعيدوا فيها فما هذا الذي تقولون قال فقال أتقرأ القرآن قلت
نعم قال فهل سمعت بمقام محمد صلى الله عليه وسلم يعني الذي يبعثه الله فيه قلت نعم قال
فإنه مقام محمد صلى الله عليه وسلم المحمود الذي يخرج الله به من يخرج قال ثم نعت
وضع الصراط ومر الناس عليه قال وأخاف أن لا أكون أحفظ ذاك قال غير أنه قد ذاك
زعم أن قوما يخرجون من النار بعد أن يكونوا فيها قال يعني فيخرجون كأنهم كانهم
عيدان السماسم قال فيدخلون نهرا من أنهار الجنة فيغتسلون فيه فيخرجون كأنهم فقلنا
القراطيس فرجعنا قلنا ويحكم أترون الشيخ يكذب على رسول الله صلى الله عليه وسلم
فرجعنا فلا والله ما خرج منا غير رجل واحد أو كما قال أبو نعيم ترجمہ یزید بن صہیب ابو
عثمان فقیر سے روایت ہے میرے دل میں خارجیوں کی ایک بات کھب گئی تھی (وہ یہ کہ کبیرہ گناہ کرنے
والا ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا اور جو جہنم میں جاویگا وہ پھر وہاں سے نہ نکلے گا) تو ہم نکلے ایک بڑی
جماعت کے ساتھ اس ارادہ سے کہ حج کریں پھر خارجیوں کا مذہب پھیلاویں جب ہم مدینہ میں
پہنچے دیکھا تو جابر بن عبد اللہ ایک ستون کے پاس بیٹھے ہوئے لوگوں کو حدیثیں سنا رہے ہیں رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انہوں نے بیان ایک ذکر کیا دوزخیوں کا میں نے کہا اے صحابی رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کے تم کیا حدیث بیان کرتے ہو اللہ تعالے تو فرماتا ہے۔ اے رب ہمارے جسکو

تو جہنم میں لے گیا تو نے ہمکو رسوا کیا اور فرماتا ہے جہنم کے لوگ جب وہاں سے نکلنا چاہیں گے تو پھر
اسی میں ڈالدیے جاوینگے ف یہ دونوں آیتیں خارجیوں کی دلیل ہیں کہتے ہیں دوزخ میں جاکر پھر کوئی نہ
سے نہ نکلیگا حالانکہ یہ آیتیں اُن کافروں اور مشرکوں کے باب میں ہیں جو ہمیشہ جہنم میں رہیں گے
ف امام کیا کہتے ہو انہوں نے کہا تو نے قرآن پڑھا ہے میں نے کہا ہاں انہوں نے کہا پھر تو نے حضرت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام سنا ہے یعنے وہ مقام جو اللہ تعالے انکو قیامت کے روز عنایت فرماویگا
(جسکا بیان اس آیت میں ہے عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا) میں نے کہا ہاں میں نے سنا ہے انہوں
نے کہا پھر وہی مقام محمود ہے جسکی وجہ سے اللہ تعالی نکالیگا جہنم سے اُن لوگوں کو جنکو چاہیگا
پھر بیان کیا انہوں نے پلصراط کا حال اور لوگوں کے گذرنے کا اس پل پر سے اور مجھے ڈر ہے یاد
نہ رہا ہو یہ مگر انہوں نے یہ کہا کہ کچھ لوگ دوزخ سے نکالے جاوینگے اسمیں جانے کے بعد اور وہ
اسطرح سے نکلیں گے جیسے آبنوس کی لکڑیاں (سیاہ جل بھن کر) ف حدیث میں سماسم کا لفظ ہے
جو جمع ہے سمسم کی اور سمسم کہتے ہیں تل کو اسکی لکڑیاں بھی ہوتی ہیں کہ ٹوٹکر کالی ہو جاتی ہیں اور بعضوں نے کہا
یہ لفظ اصل میں ساسم تھا پھر تحریف ہو کر سماسم ہو گیا اور ساسم کہتے ہیں ایک سیاہ لکڑی کو مثل آبنوس
کے اور بعضوں نے کہا ساسم کہتے ہیں آبنوس کو (نووی مختصرا) ف پھر جنت کی ایک نہر میں جاوینگے
اور وہاں غسل کرینگے اور کاغذ کیطرح سفید ہو کر نکلیں گے ... یہ سنکر ہم لوٹے اور ہم نے کہا خرابی
ہو تمہاری کیا یہ بوڑھا جھوٹ باندھتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر (یعنے وہ ہرگز
جھوٹ نہیں بولتا پھر تمہارا مذہب غلط نکلا) اور ہم سب پھر گئے اپنے مذہب سے مگر ایک شخص
پھرا نہ ایسا ہی کہا ابونعیم فضل بن دکین نے عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ اَرْبَعَةٌ فَيُعْرَضُوْنَ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى فَيَلْتَفِتُ اَحَدُهُمْ فَيَقُوْلُ اَيْ رَبِّ اِذَا
اَخْرَجْتَنِيْ مِنْهَا فَلَا تُعِدْنِيْ فِيْهَا فَيُنْجِيْهِ اللّٰهُ مِنْهَا ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ فَلَا تُعِيْدُنِيْ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ سے چار آدمی نکالے جاوینگے پھر وہ پیش کیے جاوینگے خدا کے سامنے
اُنمیں سے ایک جہنم کیطرف دیکھیگا کہیگا اے مالک میرے جب تو نے مجھکو نجات دی اس سے تو اب پھر مت لیجا اُسمیں
اللہ تعالے اسکو نجات دیگا جہنم سے عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ
اللّٰهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَهْتَمُّوْنَ لِذٰلِكَ وَقَالَ ابْنُ عُبَيْدٍ فَيُلْهَمُوْنَ لِذٰلِكَ فَيَقُوْلُوْنَ

لو استشفعنا الى ربنا حتى يريحنا من مكاننا هذا قال فيأتون آدم عليه الصلاة والسلام فيقولون على ربنا عز وجل
انت آدم ابو الخلق خلقك الله بيده ونفخ فيك من روحه وامر الملئكة فسجدوا لك اشفع لنا عند
ربك حتى يريحنا من مكاننا هذا فيقول لست هناكم فيذكر خطيئته التي اصاب فيستحيي ربه
عز وجل منها ولكن ائتوا نوحا اول رسول بعثه الله قال فيأتون نوحا عليه الصلاة والسلام
فيقول لست هناكم فيذكر خطيئته التي اصاب فيستحيي ربه منها ولكن ائتوا ابراهيم
عليه الصلوة والسلام الذي اتخذه الله خليلا فيأتون ابراهيم عليه الصلوة والسلام فيقول
لست هناكم ويذكر خطيئته التي اصاب فيستحيي ربه منها ولكن ائتوا موسى عليه الصلوة الله تعالى
والسلام الذي كلمه الله عز وجل واعطاه التوراة قال فيأتون موسى عليه الصلوة والسلام
فيقول لست هناكم ويذكر خطيئته التي اصاب فيستحيي ربه منها ولكن ائتوا عيسى عليه
الصلوة والسلام روح الله وكلمته فيأتون عيسى عليه الصلوة والسلام روح الله وكلمته
فيقول لست هناكم ولكن ائتوا محمدا صلى الله عليه وسلم عبدا قد غفر له ما تقدم من ذنبه
وما تاخر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فيأتوني فاستاذن على ربي فيؤذن ربي تعالى
لي فاذا انا رايته وقعت ساجدا فيدعني ما شاء الله ان يدعني فيقال يا محمد ارفع راسك
قل تسمع سل تعطه اشفع تشفع فارفع راسي فاحمد ربي بتحميد يعلمنيه ربي عز ربي تعالى
وجل ثم اشفع فيحد لي حدا فاخرجهم من النار وادخلهم الجنة ثم اعود فاقع ساجدا
فيدعني ما شاء الله ان يدعني ثم يقال ارفع يا محمد قل تسمع سل تعطه اشفع تشفع يا محمد راسك
فارفع راسي فاحمد ربي بتحميد يعلمنيه ثم اشفع فيحد لي حدا فاخرجهم من النار وادخلهم
الجنة قال فلا ادري في الثالثة او في الرابعة قال فاقول يا رب ما بقي في النار الا من حبسه القرآن
من وجب عليه الخلود وقال ابن عبيد في روايته قال قتادة اي وجب عليه الخلود

ترجمہ انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی قیامت کے دن لوگوں کو
اکٹھا کریگا پھر وہ کوشش کریں گے اس مصیبت کو دور کرنے کی یا ان کے دل میں خدا اسکا فکر ڈالیگا وہ کہیں
گے اگر ہم کسی کی سفارش کراویں اپنے مالک کے پاس یہاں سے آرام پانے کیلئے تو بہتر ہے اور آویں گے حضرت آدم علیہ
السلام کے پاس اور کہیں گے تم سب آدمیوں کے باپ ہو اللہ تعالی نے تمکو اپنے ہاتھ سے بنایا اور

چند چیزون کو اللہ تعالے نے اپنے خاص ہاتھ مبارک سے بنایا ہے انکو بزرگی دینے کو ایک آنمین سے حضرت آدم علیہ السلام ہین دوسرے توریت کو تختیون پر اپنے ہاتھ سے لکھا تھا تیسرے جنۃ العدن مین درخت اپنے ہاتھ سے لگائے یون تو سب چیزین خدا کے حکم سے پیدا ہوئین پر ان چیزون کو خدا نے اپنے خاص ہاتھ سے بنایا جیسے حدیثین وارد ہین پر خدا کا ہاتھ ویسا ہی مقدس اور بے شبہہ اور بے نظیر ہے جیسے اسکی ذات مقدس جل شانہ ف اور اپنی روح (یعنے اپنی پیدا کی ہوئی روح) تم مین پہونکی اور فرشتون کو حکم کیا تمکو سجدہ کرین انہون نے سجدہ کیا تمکو تو آج ہم لوگون کی سفارش کرو اللہ تعالے کے پاس وہ آرام دیوے ہمکو اسجگہ کی تکلیف سے وہ کہین گے مین اس لائق نہین اور اپنے گناہ کو یاد کر کے خدا تعالے سے شرماوین گے ف وہ گناہ کیا تہا اس درخت مین سے کھانا جس سے اللہ تعالی نے انکو منع کیا تھا۔ نووی نے کہا علمار نے اختلاف کیا ہے کہ پیغمبرون سے گناہ صادر ہوتے ہین یا نہین اور قاضی عیاض نے اس بحث مین ایک مختصر تقریر کی ہے وہ یہہ ہے کہ نبوت کے بعد انسے کفر سرزد نہین ہو سکتا بلکہ وہ معصوم ہین کفر سے لیکن نبوت سے پہلے تو اس مین اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ نبوت سے پہلے بھی وہ کفر سے معصوم ہوتے ہین اب رہے اور گناہ جو کفر سے کم ہین تو کبیرہ گناہ سے بالاتفاق وہ معصوم ہین اور اسیطرح ان غلطیون سے جو تبلیغ رسالت مین ہون قولاً یا فعلاً یہ مذہب ہے استاد ابو منظفر اسفرائنی اور ائمہ خراسان اور مشائخ صوفیہ کا اور بعضون کے نزدیک فعل مین غلطی ہو سکتی ہے جیسے ہمارے پیغمبر کو سہو ہوا نماز مین لیکن ضرور ہے کہ وہ مطلع ہو جاوین اپنی غلطی سے یا اسی وقت یا وفات سے پہلے اور یہی مذہب ہے جمہور علمار اور اکثر متقدمین کا اب رہے صغیرہ گناہ تو جو صغیرہ گناہ اس قسم کے ہین کہ انسے دنارت اور خست اور کمینہ پن نکلتا ہے ان سے بالاتفاق معصوم ہوتے ہین اور باقی صغیرہ گناہون مین اختلاف ہے اکثر فقہا اور محدثین اور متکلمین سلف اور خلف اسطرف گئے ہین کہ اس قسم کے صغیرہ گناہ انسے ہو سکتے ہین اور دلیل انکی قرآن کی آیتین اور حدیثین ہین اور ایک جماعت محققین کی فقہا اور متکلمین مین سے اسطرف گئی ہین کہ وہ پاک ہین صغائر سے بھی جیسے کبائر سے پاک ہین اور نبوت کا منصب بالاتر ہے ایسے گناہون کے کرنے سے اور قصداً خدا کی مخالفت کرنے سے اور جو آیات اور احادیث اس قسم کی وارد ہوئی ہین جن سے پیغمبرون کا گنہگار ہونا نکلتا ہے وہ تاویل کی گئی ہین یا محمول ہین سہو پر یا اللہ کا اذن تھا بعض چیزون مین لیکن انکو ڈر ہوا ان مین مواخذے کا اور بعضی چیزین ایسی ہین جو نبوت سے پہلے انسے سرزد ہوئین اور یہی مذہب

حق ہے اسلیئے کہ انبیا کے افعال اور اقوال کی ہمکو پیروی کرنا لازم ہے پھر اگر وہ خطا وار ہوں تو بہت سے افعال میں انکی پیروی لازم نہ ہو قاضی عیاض نے لکھا ہے اس مطلب کو اپنی کتاب شفا میں خوب بیان کیا ہے کہ ویسا دوسری کتابوں میں نہیں ملتا اور تو اس بات سے ڈر کہ یہ مذہب منسوب ہے خوارج اور معتزلہ اور مبتدعہ کے گروہوں کی طرف اس لیے کہ انکا مطلب اس مذہب سے دوسرا ہے وہ کیا صغیرہ گناہ سے کافر ہو جانا اور ہم پاک ہیں اس خیال سے اور یہہ جو خطائیں انبیا کی بیان کی گئیں ہیں جیسے آدم علیہ السلام کا بھولکر اس درخت میں سے کھالینا اور نوح علیہ السلام بد دعا کرنا کافروں پر اور قتل کرنا موسے علیہ السلام کا ایک کافر کو اور بچانا ابراہیم علیہ السلام کا اپنے تئیں کافروں کے شر سے ایک بات کہکر جو ایک طرح سے سچ ہو سکتی تہی یہ در حقیقت اوروں کے حق میں گناہ نہیں ہیں مگر انبیا پر عتاب ہوا یا وہ ڈرے ان باتوں سے بسبب بوجہ قرب اور علو منزلت کے تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا ف لیکن تم جاؤ نوح علیہ السلام کے پاس وہ پہلے پیغمبر ہیں جنکو بھیجا اللہ تعالی نے ف امام ابو عبد اللہ مازری نے کہا مورخین نے لکھا ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام نوح کے دادا تھے پھر اگر یہہ بات ثابت ہو کہ ادریس پیغمبر تھے تو مورخین کا یہہ قول صحیح نہیں کہ وہ نوح کے دادا تھے اسلیے کہ حدیث سے صاف یہ امر نکلتا ہے کہ نوح سب سے پہلے پیغمبر ہیں جو دنیا میں آئے اور بعضوں نے کہا کہ حدیث میں رسول کا لفظ ہے اور شاید ادریس نبی ہوں رسول نہ ہوں قاضی عیاض نے کہا بعضوں نے کہا کہ ادریس الیاس علیہ السلام کو کہتے ہیں اور وہ پیغمبر تھے بنی اسرائیل کے یوشع بن نون کے ساتھ اس صورت میں کوئی اعتراض نہ ہوگا اسیطرح یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ آدم اور شیث دونو پیغمبر تھے اور وہ نوح سے پہلے تھے کیونکہ آدم کو اپنی اولاد کی تعلیم کا حکم ہوا تھا اور وہ کافر نہ تھے اسیطرح شیث کو وہ خلیفہ تھے آدم کے لیکن کافروں کی ہدایت کے لیے بھیجا جانا تو یہ امر سب سے پہلے نوح کے لیے ہوا قاضی نے کہا ابو الحسن بن بطال کا مذہب یہ ہے کہ آدم رسول نہ تھے اور ابوذر کی حدیث سے صاف یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آدم اور ادریس دونو رسول تھے (نووی) ف وہ آوینگے نوح کے پاس تو نوح کہینگے میں اس لائق نہیں اور اپنی خطا کو جو دنیا میں انسے ہوئی تھی یاد کریں گے اور شرماوینگے اپنے پروردگار سے اور کہینگے تم جاؤ ابراہیم علیہ السلام کے پاس جنکو اللہ تعالے نے اپنا دوست بنایا تھا ف یعنے خلیل قاضی عیاض نے کہا خلت کی اصل میں معنے خاص کر لینا اور چن لینا اور صفا کر لینا اور بعضوں نے کہا خلت کے معنے قطع کرنا اور ابراہیم کو خلیل کہا اسلیے کہ انہوں نے قطع کیا اپنی حاجتوں کو سب لوگوں سے اور چھوڑ دیا انکو اپنے

رب ہیں اور بعضون نے کہا خلت کے معنے یہی اور صفا دوستی جو باعث ہوتی ہے اسرار اور رموز کے تخلل کے یعنی بھیدون
کے آنے کی اور بعضون نے کہا خلت کے معنے محبت تمام ہے اکلا قاضی کا ابن انباری نے کہا خلیل کہتے ہین دوست
کو جسکی دوستی اور محبت پوری ہو اور محبوب کو جسکی محبت مین کوئی نقص اور خلل نہو واحدی نے کہا
یہی قول مختار ہے کیونکہ اللہ خلیل ہے ابراہیم کا اور ابراہیم خلیل ہین اللہ کے اور جس صورت مین خلت کے معنے
قطع حاجت کے ہونگے تو اللہ تعالے کو ابراہیم کا خلیل نہین کہہ سکتے (نووی) ف وے سب لوگ ابراہیم علیہ
السلام کے پاس آوینگے وہ کہین گے مین اس لائق نہین اور اپنے خطا کو جو اُنسے ہوئی تھی یاد کرکے خدا سے
شرماوینگے لیکن تم جاؤ موسی علیہ السلام کے پاس جنسے اللہ تعالے نے بات کی اور انکو توریت شریف عنایت کی
وے سب موسی علیہ السلام پاس آوینگے وہ کہین گے مین اس لائق نہین اور اپنی خطا کو جو اُنسے ہوئی تھی
یاد کرکے خدا سے شرماوین گے ف نووی نے کہا موسی علیہ السلام سے اللہ تعالی نے بات کی اسپر
اجماع کیا اہلسنت نے کہ یہ کلام اپنے ظاہر پر محمول ہے اور اللہ تعالے نے حقیقۃً حضرت موسی علیہ السلام سے کلام کیا
جسکو حضرت موسی نے سنا بلا واسطہ اور کلام اللہ کی ایک صفت ہے جو مخلوق کے کلام کے مشابہ نہین ف
لیکن تم جاؤ عیسی علیہ السلام پاس جو اللہ کے روح ہین اور اسکے حکم سے پیدا ہوئے ہین وہ آوینگے عیسی
روح اللہ پاس وہ کہین گے مین اس لائق نہین لیکن تم جاؤ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پاس وہ ایسے بندے ہین اللہ کے
جنکے اگلے اور پچھلے گناہ بخشدیے گئے ہین ف مراد اگلون سے وہ گناہ جو نبوت سے پہلے ہوئے اور پچھلون
سے جو بعد نبوت کے ہوئے اور بعضون نے کہا کہ مراد امت کے اگلے اور پچھلے گناہ ہین اس صورت مین بخشش
سے مراد بعضون کی بخشش ہوگی یا ہمیشہ کے لیے جہنم سے بچنا اور بعضون نے کہا کہ مراد اُن گناہون سے وہ
بھول چوک ہے جو آپ سے ہوئی اور بعضون نے کہا کہ مراد اگلے گناہون سے آدم کی خطا ہے اور پچھلے سے امت کے
گناہ اور بعضون نے کہا یہ بتقدیر فرض ہے یعنی اگر تمہارے کچھ گناہ ہون تو وہ سب معاف اور مغفور ہین اور بعضون
نے کہا کہ مقصود اس سے پاکی ہے آپ کی گناہون سے (نووی) نصاری اس آیت سے لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ
ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ ہمارے پیغمبر پر اعتراض کرتے ہین کہ جب وہ خود گنہگار رہے تو اورون کو گناہون سے کیونکر پاک
کرینگے انکا جواب یہ ہے کہ انکی کتب سماوی سے اور پیغمبرون کا بھی گناہون مین مبتلا ہونا نکلتا ہے پھر جو جواب انکے
طرف سے دیا جاویگا وہی جواب ہمارے پیغمبر کی طرف سے بھی ہو سکتا ہے دوسرے یہ گناہ اور تقصیر عام بندون کے اعتبار
اور خاص بندون کے اور دنیا مین یہ بھی مسئلہ مسلم ہے کہ حاکم لوگون سے بہتیری اُن باتون کی نسبت [illegible] ہوتی

جو خاص بندون کے لیے بڑی تقصیرین سمجھی جاتی ہین اسیطرح پیغمبرون اور مقربون کے گناہ ایسے ہین جو ہمارے حق مین گناہ ہی نہین لیکن قرب کی وجہ سے وہ گناہ سمجھے جاتے ہین اور چونکہ انبیا بشر ہین اور محال ہے کہ بشر لوازم بشریت سے پاک ہو اسلیے خواہ نخواہ کوئی نہ کوئی تقصیر یا غفلت کسی وقت مین اُنسے واقع ہو جاتی ہے پھر اگر مالک اپنے کسی بندے کی ایسی تقصیرون کو بھی یک قلم معاف کردیوے تو یہ اُسکی کمال محبت ہے اُس بندے کے ساتھ اور یہی عظمت اور بزرگی ہے اُس بندے کی اور بندہ نوازی تو یہ آیت در حقیقت ایک شرف ہے ہمارے پیغمبر کے لیے نہ نقصان جیسا مخالفین خیال کرتے ہین خدا انکو ہدایت کرے البتہ انکا اعتراض اس صورت مین درست ہوتا کہ ہم اپنے پیغمبر معاذ اللہ بندگی سے بڑھا کر خدائی تک پہونچا دیتے جیسے انہون نے اپنے پیغمبر کے ساتھ کیا ہے یہ ایسی بے وقوفی اور بے عقلی کی بات ہے کہ تمام مذہب والے نصاریٰ کے اس خیال پر قہقہہ لگاتے ہین اور اس خیال کے وجہ سے انکا سارا مذہب عقلا کے نزدیک لغو ہو گیا ہے لا حول و لا قوۃ **ف** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر وہ سب لوگ میرے پاس آوینگے **ف** یعنی جب اور سب پیغمبر اُن کو جواب دیدینگے اور کہین گے کہ ہم اتنے بڑے کام کے لائق نہین تو وہ میرے پاس آوین گے قاضی عیاض نے کہا اور پیغمبرون کا یہ کہنا براہ تواضع اور انکسار ہوگا اور شاید اشارہ ہو اس بات کا کہ یہ درجہ یعنی شفاعت کبریٰ میرا درجہ نہین بلکہ اُسکے بعد والے کا ہے اور شاید یہ معلوم ہو کہ یہ درجہ ہمارے پیغمبر کا ہے لیکن ہر ایک نے اپنے بعد والے پر حوالہ کیا تاکہ آہستہ آہستہ یہ سلسلہ ہمارے پیغمبر تک پہونچے اور آپ کی فضیلت سب پیغمبرون پر ظاہر ہو دوسرے اس حدیث سے یہ بات بھی نکلتی ہے کہ بڑے بڑے کامون مین پہلے سن اور بزرگ لوگون کی طرف رجوع کرنا چاہیے اور ہمارے پیغمبر جو اس کام سے انکار نہ کرین گے اور مستعد ہو جاوینگے وہ اس وجہ سے کہ آپ جانتے ہونگے کہ یہ میرا ہی کام ہے اور یہ عزت خدا نے میرے لیے ہی رکھی ہے نووی نے کہا اللہ تعالیٰ جو اُن لوگون کے دل مین ڈالیگا کہ پہلے آدم علیہ السلام کے پاس جاوینگے پھر نوح ع کے پاس پھر ابراہیم ع کے پاس اسیطرح اخیر تک اس مین یہ حکمت ہے کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت سب پیغمبرون پر معلوم ہو جاوے کیونکہ اگر پہلے ہی سے وہ آپ پاس آجاتے تو اس بات کا احتمال رہتا کہ اور پیغمبرون سے بھی یہ کام ممکن تھا لیکن جب وہ سب سے سوال کر چکے اور کسی نے قبول نہ کیا اور آپ نے قبول کر لیا تو آپ کی بزرگی سب پر ظاہر ہوئی اور جناب الوہیت سے انکا کمال قرب ظاہر ہوا اس حدیث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت تمام مخلوقات پر خواہ وہ پیغمبر ہون آدمی ہون یا جن یا فرشتے ظاہر ہوتی ہے کیونکہ اتنا بڑا کام یعنی شفاعت عظمیٰ کسی اور سے نہ ہو سکیگا اور آپ اسکو قبول کر لین گے

یا اللہ تو ہمکو اور سب مسلمان بھائیون کو آپ کی شفاعت نصیب کر آمین یا رب العالمین ف مین اپنے پروردگار
سے اجازت چاہونگا (اور یاس آنے کی) مجھکو اجازت ملیگی جب مین اوسکو دیکھونگا تو سجدے مین گر پڑونگا
پھر وہ مجھکو رہنے دیگا سجدے مین جبتک چاہیگا اور بعد اوسکے کہا جاویگا ای محمد اوٹھا اپنے سر کو اور کہہ
جو کہتا ہے سنا جاویگا اور مانگ جو مانگتا ہے دیا جاویگا اور شفاعت کر تیری شفاعت قبول کیجاویگی ف
اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ شفاعت کا اذن آپکے لیے قیامت کے روز ہوگا اگرچہ درجہ اللہ تعالی
نے خاص آپکے لیے رکھا ہے پر اوسکے اجازت قیامت کو دیگا اب جو لوگ خیال کرتے ہین کہ شفاعت کا
اذن آپ کو ہوچکا ہے انکا خیال غلط ہے اور مخالف ہے قرآن کے قرآن مین خود موجود ہے کہ وہان کسی
کی شفاعت کارگر نہ ہوگی مگر جسکو خدا اذن دیگا اب یہ شفاعت بھی انہی لوگون کے لیے ہوگی جنکا نجات
دینا خدا کو منظور ہوگا تو درحقیقت نجات دینے والا اور عذاب سے بچانیوالا سوا خدا کے کوئی نہین بظاہر مین
پیغمبرونکا رتبہ بڑھانے کے لیے اور انکو خوش کرنے کے لیے انسے سفارش کراویگا اور ان کی سفارش قبول
کریگا یون نہ سمجھنا چاہیے کہ یہ پیغمبر خدا کی درگاہ مین کسی قسم کا معاذ اللہ زور یا دباو رکھتے ہون گے کہ خدا
تعالی اسوجہ سے انکی سفارش مان لیگا کیونکہ خدا تعالے کی وہ شان ہے کہ اسپر رتی برابر کسی کا زور یا دباو
نہین اور بڑے سے بڑے پیغمبر اور مقرب فرشتے بھی ہر ایک بات اوس سے یون ہی مانگیں گے جیسے بندہ اپنا مالک
سے اور غلام اپنے صاحب سے مانگتا ہے ف پھر مین سر اوٹھاونگا اور اپنے پروردگار کی تعریف
کرونگا اوس طرح سے جیسے وہ مجھکو سکھا دیگا پھر سفارش کرونگا تو ایک حد میرے لیے مقرر کیجاویگی مین اس حد
کے موافق لوگون کو دوزخ سے نکالونگا اور جنت مین لیجاونگا اور دوبارہ اپنے پروردگار پاس آکر پھر
سجدے مین گرونگا وہ جبتک چاہیگا رہنے دیگا سجدہ مین جبتک اوسکو منظور ہوگا پھر حکم ہوگا ای محمد اپنے سر کو اوٹھا
اور کہہ سنا جاویگا مانگ دیا جاویگا سفارش کر قبول کیجاویگی مین اپنے سر کو اوٹھاونگا اور اپنے مالک کی
تعریف کرونگا جسطرح وہ مجھکو سکھاویگا پھر سفارش کرونگا تو ایک حد باندہی جاویگی مین اوس حد کے موافق لوگون
کو دوزخ سے نکالونگا اور جنت مین داخل کرونگا راوی نے کہا مجھے یاد نہین آپنے تیسری بار یا چوتھی
بار یون فرمایا مین کہونگا ای مالک میرے اب تو کوئی دوزخ مین نہین رہا مگر وہ جو قرآن کے بموجب ہمیشہ
دوزخ مین رہنے کے لائق ہے قتادہ نے کہا یعنی جنکا ہمیشہ رہنا وہان ضرور ہے ف یعنی کافر
اور مشرک جیسے اللہ تعالے نے فرمایا اللہ نہین بخشیگا شرک اور اس سے ثابت ہوتا ہے مذہب اہل حق کا

جسپر اجماع کیا سلف نے کہ جو شخص توحید پر مرے وہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں نہ رہیگا (نووی) عن انس قال
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يجتمع المؤمنون يوم القيمة فيهتمون بذلك او يلهمون
ذلك بمثل حديث ابي عوانة وقال في الحديث ثم اتيه الرابعة او اعود الرابعة فاقول يا رب
ما بقي الا من حبسه القران ترجمہ انس سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے اسمیں یہ ہے کہ میں اپنے پروردگار
کے پاس چوتھی مرتبہ آؤنگا اور عرض کرونگا ای پروردگار اب تو دوزخ میں کوئی باقی نہیں رہا مگر جسکو قرآن
نے روک رکھا (یعنے قرآن کے موجب ہمیشہ دوزخ میں رہنے کے سزاوار ہے) عن انس بن مالك
رضي الله تعالى عنه ان نبي الله صلى الله عليه وسلم قال يجمع الله المؤمنين يوم القيمة فيلهمون لذلك بمثل
حديثهما وذكر في الرابعة فاقول يا رب ما بقي في النار الا من حبسه القران اي وجب عليه الخلود
ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی اکٹھا کریگا مومنوں کو قیامت کے دن
انکو خیال آوے گا اخیر تک جیسے اوپر حدیث گذری اسمیں یہ ہے کہ آپ چوتھی بار میں عرض کرینگے ای پروردگار
اب تو جہنم میں کوئی نہ رہا مگر جو قرآن کے حکم سے رکا ہوا ہے یعنے جو ہمیشہ رہنے کا مستحق ہے عن انس
بن مالك ان النبي صلى الله عليه وسلم قال يخرج من النار من قال لا اله الا الله وكان في قلبه من
الخير ما يزن شعيرة ثم يخرج من النار من قال لا اله الا الله وكان في قلبه من الخير ما يزن برة
ثم يخرج من النار من قال لا اله الا الله وكان في قلبه من الخير ما يزن ذرة زاد ابن منهال في روايته
قال يزيد فلقيت شعبة فحدثته بالحديث فقال شعبة ثنا به قتادة عن انس بن مالك عن
النبي صلى الله عليه وسلم بالحديث الا ان شعبة جعل مكان الذرة ذرة قال يزيد
صحف فيها ابو بسطام ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نکلے
گا دوزخ سے وہ شخص جس نے لا اله الا الله کہا ہوگا اور اسکے دل میں ایک جو برابر بھلائی ہوگی پھر نکلے گا دوزخ
سے وہ شخص جس نے لا اله الا الله کہا ہوگا اور اسکے دلمیں ایک گیہوں برابر بھلائی ہوگی پھر نکلے گا دوزخ سے
وہ شخص جسنے لا اله الا الله کہا ہوگا اور اسکے دلمیں چیونٹی برابر بھلائی ہوگی شعبہ نے اس حدیث میں تصحیف
کی اور بجائے ذرہ کے (جسکے معنی چیونٹی کے ہیں) انہوں نے ذُرہ روایت کیا (جو ایک اناج ہے جسکو
چینا کہتے ہیں) عن معبد بن هلال العنزي قال انطلقنا الى انس بن مالك وتشفعنا بثابت
فانتهينا اليه وهو يصلي الضحى فاستاذن لنا ثابت فدخلنا عليه واجلس ثابتا معه على سريره

فقال له يا أبا حمزة إن إخوانك من أهل البصرة يسألونك أن تحدثهم حديث الشفاعة قال
حدثنا محمد صلى الله عليه وسلم قال إذا كان يوم القيامة ماج الناس بعضهم إلى بعض فيأتون آدم
عليه الصلوة والسلام فيقولون له اشفع لذريتك فيقول لست لها ولكن عليكم بإبراهيم
فإنه خليل الله فيأتون إبراهيم عليه السلام فيقول لست لها ولكن عليكم بموسى فإنه كليم الله [نسخة: الله تعالى]
عز وجل فيؤتى موسى عليه السلام فيقول لست لها ولكن عليكم بعيسى فإنه روح الله
وكلمته فيؤتى عيسى عليه السلام فيقول لست لها ولكن عليكم بمحمد صلى الله عليه
وسلم فأوتى فأقول أنا لها فأنطلق فأستأذن على ربي فيؤذن لي فأقوم بين يديه فأحمده بمحامد
لا أقدر عليه الآن إلا أن يلهمنيه الله عز وجل ثم أخر له ساجدا فيقال لي يا محمد ارفع رأسك [نسخة: تعالى]
وقل يسمع لك وسل تعطه واشفع تشفع فأقول رب أمتي أمتي فيقال انطلق فمن كان في
قلبه مثقال حبة من برة أو شعيرة من إيمان فأخرجه منها فأنطلق فأفعل ثم أرجع إلى [نسخة: فأخرجه]
ربي عز وجل فأحمده بتلك المحامد ثم أخر له ساجدا فيقال لي يا محمد ارفع رأسك وقل
يسمع وسل تعطه واشفع تشفع فأقول يا رب أمتي أمتي فيقال لي انطلق فمن كان في قلبه
مثقال حبة من خردل من إيمان فأخرجه منها فأنطلق فأفعل ثم أعود إلى ربي فأحمده بتلك
المحامد ثم أخر له ساجدا فيقال لي يا محمد ارفع رأسك وقل يسمع لك وسل تعطه واشفع تشفع
فأقول يا رب أمتي أمتي فيقال لي انطلق فمن كان في قلبه أدنى أدنى أدنى من مثقال حبة من
خردل من إيمان فأخرجه من النار فأنطلق فأفعل هذا حديث أنس الذي أنبأنا به فخرجنا [نسخة: قال]
من عنده فلما كنا بظهر الجبان قلنا لو ملنا إلى الحسن فسلمنا عليه وهو مستخف في دار أبي خليفة
قال فدخلنا عليه فسلمنا عليه قلنا يا أبا سعيد جئنا من عند أخيك أبي حمزة فلم نسمع
بمثل حديث حدثناه في الشفاعة فقال هيه فحدثناه الحديث فقال هيه قلنا ما زادنا
قال قد حدثنا به منذ عشرين سنة وهو يومئذ جميع ولقد ترك شيئا ما أدري أنسي
الشيخ أم كره أن يحدثكم فتتكلوا قلنا له حدثنا فضحك وقال خلق الإنسان من عجل
ما ذكرت لكم هذا إلا وأنا أريد أن أحدثكموه ثم أرجع إلى ربي عز وجل في الرابعة
فأحمده بتلك المحامد ثم أخر له ساجدا فيقول لي يا محمد ارفع رأسك وقل يسمع لك [نسخة: فيقال]

وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَقُولُ يَارَبِّ ائْذَنْ لِي فِيْمَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَيَقُولُ لَيْسَ ذَاكَ
لَكَ اَوْ قَالَ لَيْسَ ذٰلِكَ اِلَيْكَ وَلٰكِنْ وَعِزَّتِيْ وَجَلَالِيْ وَكِبْرِيَائِيْ وَعَظَمَتِيْ وَجِبْرِيَائِيْ لَاُخْرِجَنَّ
مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ فَاَشْهَدُ عَلَى الْحَسَنِ اَنَّهٗ حَدَّثَنَا بِهٖ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ
اَرَاهُ قَالَ قَبْلَ عِشْرِيْنَ سَنَةً وَهُوَ يَوْمَئِذٍ جَمِيْعٌ ترجمہ معبد بن ہلال عنزی سے روایت ہے ہم انس رض
بن مالک کے پاس گئے اور ثابت کی سفارش چاہی (انسے ملنے کے لیے) آخر ہم ان تک پہونچے وہ چاشت کی
نماز پڑھ رہے تھے ثابت نے ہمارے لیے اجازت مانگی اندر آنے کی ہم اندر گئے انھون نے ثابت کو اپنے
ساتھ بٹھایا تخت پر ثابت نے کہا ای ابوحمزہ (یہ کنیت ہے انس کی) تمہارے بھائی بصرہ والے چاہتے ہین
تم ان کو شفاعت کی حدیث سناؤ انہون نے کہا ہمسے بیان کیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
جب قیامت کا دن ہوگا تو لوگ گھبرا کر ایک دوسرے کے پاس جاوینگے پہلے حضرت آدم علیہ السلام
پاس آوینگے اور کہین گے تم اپنی اولاد کی سفارش کرو (خدا کے پاس تا وہ نجات دیوے اس آفت سے)
وہ کہین گے مین اس لائق نہین لیکن تم حضرت ابرہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ اللہ کے دوست
ہین لوگ انکے پاس جاوینگے وہ کہین گے مین اس لائق نہین لیکن تم حضرت موسی علیہ السلام کے
پاس جاؤ وہ کلیم اللہ ہین (یعنے اللہ نے انسے کلام کیا بلا واسطہ) لوگ انکے پاس جاوینگے وہ کہین گے مین
اس لائق نہین لیکن تم حضرت عیسی علیہ السلام پاس جاؤ وہ روح اللہ ہین اور اس کا کلمہ ہین (یعنے
بن باپکے اللہ کے حکم سے پیدا ہوئے ہین) لوگ انکے پاس جاوینگے وہ کہین گے مین اس لائق نہین لیکن
تم حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ وہ سب لوگ میرے پاس آوینگے مین کہونگا اچھا یہ میرا
کام ہے اور مین چلونگا اور خدا تعالے سے اجازت مانگونگا (بارہیاب ہونے کی) مجھکو اجازت ملیگی مین
اسکے سامنے کھڑا ہونگا اور ایسی ایسی تعریفین اسکی بیان کرونگا جو اب مین نہین بیان کر سکتا
اسوقت اللہ میرے دل مین ڈالدے گا بعد اسکے سجدے مین گر پڑونگا آخر حکم ہوگا ای محمد اپنا سر اٹھا
اور کہہ ہم سنین گے مانگ ہم دین گے سفارش کر ہم قبول کرینگے مین عرض کرونگا مالک میری امت
میری امت میری حکم ہوگا جا اور جسکے دل مین گیہون یا جو کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو اسکو نکالدے دوزخ
سے مین ایسے سب لوگون کو نکال لونگا اور پھر اپنے مالک کے پاس آنکر ویسی ہی تعریفین کرونگا پھر سجدے
مین گر پڑونگا حکم ہوگا اے محمد اپنا سر اٹھا اور کہہ جو کہتا ہے تیری بات سنی جاویگی مانگ جو مانگتا ہے

جائیگی سفارش کر تیری سفارش قبول ہوگی مین عرض کرونگا مالک میرے امت میری امت میری (یعنے
میری امت کی بخشش چاہتا ہون) حکم ہوگا جا اور جسکے دل مین رائی کے دانے برابر ایمان ہو اسکو جہنم سے
نکال پس مین ایسا ہی کرونگا اور پھر لوٹ کر اپنے پروردگار کے پاس آونگا اور ویسی ہی تعریفین کرونگا
اور سجدے مین گر پڑونگا حکم ہوگا اے محمد اپنا سر اوٹھا اور کہہ ہم سنین گے مانگ دیوین گے سفارش کر قبول
کرینگے مین عرض کرونگا اے مالک میرے امت میری امت میری حکم ہوگا جا اور جسکے دل مین رائی کے
دانے سے بھی کم بہت کم بہت کم ایمان ہو اوسکو جہنم سے نکال لے مین جا کر ایسا ہی کرونگا ف نووی نے
کہا اس حدیث سے سلف اور اہلسنت کا مذہب ثابت ہوتا ہے کہ ایمان گھٹتا اور بڑھتا ہے اور اسکا بیان
اوپر گذر چکا ف معبد بن ہلال نے کہا یہ انس رض کی حدیث ہے جو انہون نے ہم سے بیان کی پھر ہم انکے
پاس سے نکلے جب جبان (قبرستان) کی بلندی پر پہونچے تو ہم نے کہا کاش ہم حسن بصری کے
طرف چلین اور اونکو سلام کرین وہ ابو خلیفہ کے گھر مین چھپے ہوئے تھے (حجاج بن یوسف ظالم
کے ڈر سے) خیر ہم اونکے پاس گئے اور انکو سلام کیا ہم نے کہا اے ابو سعید ہم تمہارے بھائی ابو حمزہ
(انس) کے پاس سے آرہے ہین انہون نے شفاعت کے باب مین ایک حدیث ہم سے بیان کی ویسی
حدیث ہم نے نہین سنی انہون نے کہا بیان کرو ہم نے وہ حدیث انسے بیان کی انہون نے کہا اور بیان
کرو ہم نے کہا بس اس سے زیادہ انہون نے بیان نہین کی انہون نے کہا یہ حدیث تو انہون نے ہم سے
بیس برس پہلے بیان کی تھی جب وہ تانٹھے تھے (یعنے اتنے بوڑھے نہ تھے جیسے اب ہین) اب انہون نے اس مین سے کچھ چھوڑ
دیا مین نہین جانتا وہ بھول گئے یا تم سے بیان کرنا مناسب نہ جانا ایسا نہ ہو تم بھروسا کر بیٹھو (اور
نیک اعمال مین سستی کرنے لگو) ہم نے اونسے کہا وہ کیا ہے ہم سے بیان کر یہ سنکر ہنسے اور کہا انسان کی پیدائش
مین جلدی ہے مین نے تم سے یہ قصہ اسی لیے ذکر کیا تھا کہ مین تم سے بیان کرون اس ٹکڑے کو (جو
انس نے چھوڑ دیا یعنے تم جلدی کرکے درخواست کرتے ہو بیان کرنے کی اگر درخواست نہ کرتے تب
بھی مین بیان کرتا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مین پھر لوٹونگا اپنے پروردگار کی طرف چوتھی
بار اور اسی طرح تعریف و توصیف کرونگا پھر سجدے مین گرونگا مجکو حکم ہوگا اے محمد سر اوٹھاؤ اور کہو ہم سنینگے
مانگو ہم دینگے سفارش کرو ہم قبول کرینگے اوس وقت مین عرض کرونگا مالک میرے مجکو اجازت دے
اس شخص کو بھی جہنم سے نکالنے کی جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہو (یعنے صرف توحید پر یقین رکھتا ہو) اللہ تعالے

فرما دے گا یہ تمہارا کام نہیں لیکن قسم ہے میری عزت اور بزرگی اور جاہ و جلال کی میں جہنم سے
نکالوں گا اُس شخص کو جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہو معبد نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ جس نے یہ حدیث
ہم سے بیان کی اور کہا کہ انہوں نے اسکو انس رضی اللہ عنہ سے سنا ہے میں سمجھتا ہوں یوں کہا بیس برس پہلے
جبکہ وہ زوردار تھے یعنے انکا حافظہ اچھا تھا بدن میں طاقت تھی **عن** ابی هريرة قال اُتی
رسول الله صلى الله عليه وسلم يوما بلحم فرفع اليه الذراع وكانت تعجبه فنهس منها — تنهس
نهسة فقال انا سيد الناس يوم القيمة وهل تدرون بم ذاك يجمع الله عز وجل — نهسة
يوم القيمة الاولين والاخرين في صعيد واحد فيسمعهم الداعي وينفذهم البصر — ذلك
وتدنو الشمس فيبلغ الناس من الغم والكرب ما لا يطيقون وما لا يحتملون فيقول
بعض الناس لبعض الا ترون ما انتم فيه الا ترون ما قد بلغكم الا تنظرون الى من يشفع لكم
الى ربكم فيقول بعض الناس لبعض ائتوا ادم فياتون ادم فيقولون يا ادم انت ابو البشر خلقك — يشفع الى ربكم
الله بيده ونفخ فيك من روحه وامر الملئكة فسجدوا لك اشفع لنا الى ربك الا ترى ما نحن
فيه الا ترى ما قد بلغنا فيقول ادم ان ربي غضب اليوم غضبا لم يغضب قبله مثله ولن يغضب
بعده مثله وانه نهاني عن الشجرة فعصيته نفسي نفسي اذهبوا الى غيري اذهبوا الى
نوح فياتون نوحا فيقولون يا نوح انت اول الرسل الى الارض وسماك الله عبدا شكورا — نوحا عليه السلام / الله تعالى
اشفع لنا الى ربك الا ترى ما نحن فيه الا ترى الى ما قد بلغنا فيقول لهم ان ربي قد
غضب اليوم غضبا لم يغضب قبله مثله ولن يغضب بعده مثله وانه قد كانت لي دعوة
دعوت بها على قومي نفسي نفسي اذهبوا الى ابراهيم فياتون ابراهيم فيقولون انت
نبي الله وخليله من اهل الارض اشفع لنا الى ربك الا ترى ما نحن فيه الا ترى ما قد — الله تعالى
بلغنا فيقول لهم ابراهيم ان ربي قد غضب اليوم غضبا لم يغضب قبله مثله ولا يغضب بعده
مثله وذكر كذباته نفسي نفسي اذهبوا الى غيري اذهبوا الى موسى فياتون موسى
عليه السلام فيقولون يا موسى انت رسول الله فضلك الله برسالاته وبتكليمه على الناس اشفع — الله تعالى
لنا الى ربك الا ترى ما نحن فيه الا ترى ما قد بلغنا فيقول لهم موسى عليه الصلوة و
السلام ان ربي قد غضب اليوم غضبا لم يغضب قبله مثله ولن يغضب بعده مثله واني قد قتلت نفسا

لم اؤمر بقتلها نفسي نفسي اذهبوا الى عيسى فياتون عيسى عليه السلام فيقولون يا عيسى انت
رسول الله وكلمت الناس في المهد وكلمة منه القاها الى مريم وروح منه فاشفع لنا الى
ربك الا ترى ما نحن فيه الا ترى ما قد بلغنا فيقول لهم عيسى ان ربي قد غضب اليوم
غضبا لم يغضب قبله مثله ولن يغضب بعده مثله ولم يذكر له ذنبا نفسي نفسي اذهبوا
الى غيري اذهبوا الى محمد صلى الله عليه وسلم فياتوني فيقولون يا محمد انت رسول الله
وخاتم الانبياء وغفر الله لك ما تقدم من ذنبك وما تاخر اشفع لنا الى ربك الا
ترى ما نحن فيه الا ترى ما قد بلغنا فانطلق فاتي تحت العرش فاقع ساجدا لربي عز وجل
ثم يفتح الله علي ويلهمني من محامده وحسن الثناء عليه شيئا لم يفتحه لاحد قبلي
ثم يقال يا محمد ارفع راسك سل تعطه اشفع تشفع فارفع راسي فاقول يا رب امتي
الباب امتي فيقال يا محمد ادخل الجنة من امتك من لا حساب عليه من الباب الايمن من ابواب
الجنة وهم شركاء الناس فيما سوى ذلك من الابواب والذي نفس محمد بيده ان ما
بين المصراعين من مصاريع الجنة لكما بين مكة وهجر او كما بين مكة وبصرى ترجمہ

ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس گوشت لایا گیا تو آپکو دست دیا
گیا اور دست کا گوشت آپکو بہت پسند تھا ف اسلیے کہ وہ بے ریشہ ہوتا ہے اور جلدی گل جاتا ہے
اور اسکا ذائقہ بھی عمدہ ہوتا ہے ترمذی نے حضرت عائشہ سے روایت کیا کہ دست کا گوشت آپکو
پسند نہ تھا بلکہ آپ کو گوشت ایک دن آڑ ملتا تو آپ دست لیتے تاکہ جلدی پک جاوے ف آپنے
دانتوں سے اوسکو نوچا پھر فرمایا میں سردار ہونگا سب آدمیوں کا قیامت کے دن ف آپنے یہ فرمایا اللہ کا احسان
ظاہر کرنے کے لیے اور اسکا حکم ہوا ہے آپکو اور اپنا درجہ بتلانے کے لیے ہمارے فائدہ کے لیے قاضی
عیاض نے کہا سردار وہ ہے جو سب لوگوں سے درجے میں زیادہ ہو اور جسکی طرف لوگ سختی کے وقت پناہ
لیویں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو سردار ہیں آدمیوں کے دنیا اور آخرت دونوں میں پر آپنے خاص کیا
قیامت کو اسلیے کہ وہاں کی سرداری عمدہ ہے اور وہاں سب لوگ اگلے اور پچھلے اکٹھا ہوں گے اور آدم اور انکی
اولاد سب آپ کے جھنڈے کے تلے ہوں گے جیسے اللہ تعالی نے فرمایا اس دن کسی کی سلطنت ہوگی اللہ کی جو اکیلا ہے
زبردست حالانکہ اللہ کی سلطنت دنیا میں بھی ہے پر قیامت کے دن پوری سلطنت ہوگی کسیلیے کہ اور کوئی دعوے

کرنے والا نہین ہے گا (نووی) ف اور تم جانتے ہو کس وجہ سے اللہ تعالی اکٹھا کریگا قیامت کے دن
اگلون اور پچھلون کو ایک ہی میدان مین یہانتک کہ پکارنے والے کی آواز ان سب کو سنائی دیگی اور دیکھنے والے کی
نگاہ ان سب پر پہونچے گی ف یعنے وہ میدان ایسا صاف اور ہموار ہو گا کہ دیکھنے مین نگاہ سب تک جا سکے
گی برخلاف دنیا کے کہ یہان زمین کی گولائی کی وجہ سے نگاہ سب طرف نہین جا سکتی بعضون نے کہا مراد خدا
کی نگاہ ہے پر خدا کی نگاہ تو ہر طرح سب پر پہونچتی ہے خواہ میدان ہموار ہو یا نہ ہو ف اور آفتاب نزدیک
ہو جاویگا اور لوگون پر وہ مصیبت اور سختی ہو گی کہ اسکو سہہ سکین گے اور برداشت کر نہ سکین گے آخر آپس مین
ایکدوسرے سے کہین دیکھتے نہین تم کس حال مین ہو دیکھتے نہین تمکو کیا صدمہ پہونچا اب تم تلاش نہین
کرتے اس شخص کی جو سفارش کرے تمہاری خدا کے پاس پھر وہ ایکدوسرے سے کہین جاؤ آدم علیہ السلام
کے پاس اور انکے پاس جاوینگے اور کہین گے ای آدم تم سب آدمیون کے باپ ہو اللہ تعالے نے
تمکو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنی روح تم مین پھونکی اور فرشتون کو حکم کیا انہون نے سجدہ کیا تمکو ہماری سفارش
کرو اپنے پروردگار سے کیا تم نہین دیکھتے ہم کس حال مین ہین کیا تم نہین دیکھتے جو ہمپر مصیبت ہی آدم علیہ
السلام کہین گے آج میرا پروردگار غصہ ہو اور ایسا غصہ ہو کہ کبھی ایسا غصہ نہین ہوا تھا نہ ہو گا اور اس نے مجھے منع
کیا تھا درخت سے لیکن مین نے اسکی نافرمانی کی (اور درخت مین سے کھالیا) اب مجھے خود اپنی فکر ہے تم اور کسی کے
پاس جاؤ نوح کے پاس جاؤ پھر وہ سب لوگ نوح علیہ السلام کے پاس جاوینگے اور کہین گے ای نوح تم
سب پیغمبرون سے پہلے زمین پر آئے اور اللہ تعالے نے تمہین شکرگذار بندہ کہا تم ہماری سفارش کرو
اپنے رب کے پاس کیا تم نہین دیکھتے ہم جس حال مین ہین اور جو مصیبت ہمپر آئی ہے وہ کہین گے میرا رب آج
ایسا غصہ ہے کہ ویسا کبھی نہین ہوا تھا نہ ہو گا اور مین نے اپنی قوم پر بددعا کی تھی اسلیے مجھے خود اپنی فکر ہے
تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ پھر وہ سب ملکر ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاوین گے اور کہین گے
ای ابراہیم تم اللہ کے نبی ہو اور اسکے دوست ہو زمین والون مین سے تم ہماری سفارش کرو اپنے پروردگار کے پاس
کیا تم نہین دیکھتے ہم جس حال مین ہین اور جو مصیبت ہم پر پڑی ہے وہ کہین گے میرا پروردگار آج اتنا غصے
ہے کہ ویسا کبھی نہین ہوا تھا نہ ہو گا اور اپنی جھوٹ باتون کو بیان کرینگے یعنے جو دنیا مین ہوا انہون نے تین
جھوٹ بولا تھا) اسلیے مجھے خود اپنی فکر ہے اور کسی کے پاس جاؤ موسے کے پاس جاؤ وہ لوگ موسی علیہ السلام
کے پاس آوین گے اور کہین گے ای موسی تم اللہ کے رسول ہو اللہ نے تمہین بزرگی دی اپنے پیامون سے اور

اپنی کلام سے سب لوگون پر تم ہماری سفارش کرو اپنے پروردگار کے پاس کیا تم نہین دیکھتے ہم جس حال مین ہین
اور جو مصیبت ہمپر پڑی ہے موسی کہین گے میرا پروردگار آج ایسے غصے مین ہے کہ اتنا کبھی غصے نہین ہوا
تھا نہ ہوگا اور مین نے دنیا مین ایک خون کیا تھا جسکا مجھے حکم نہ تھا اسلیے مجھے خود اپنی فکر ہے نفسی نفسی تم عیسی
کے پاس جاؤ وہ سب لوگ عیسی علیہ السلام کے پاس آوینگے اور کہین گے ای عیسی تم اللہ کے رسول
ہو تم نے لوگون سے بات کی منہہ ڈولے مین (جھولی مین دودہ پیتے وقت) تم اللہ کی ایک بات ہو
جو اوسنے ڈالدی مریم مین اور اُسکی روح ہو تو سفارش کرو ہماری اپنے رب کے پاس کیا تم نہین دیکھتے
ہم جس حال مین ہین اور جو مصیبت ہمپر پڑی ہے عیسے علیہ السلام کہین گے میرا پروردگار آج اسقدر
غصہ ہو کہ اتنا غصے کبھی نہین ہوا تھا اور نہ کبھی ہوگا ف نووی نے کہا مراد غصے سی یہ ہے کہ اللہ
تعالی بدلہ لینے والا ہوگا نافرمانون سے اور اسکا عذاب سامنی موجود ہوگا اور طرح طرح کے ہول اور ڈر
جو محشر والون کو ہونگے اور یہ باتین نہ پہلے ہوئین ہین اور نہ آیندہ ہونگی تو اللہ کے غضب سے یہی مراد
ہے اسواسطے کہ محال ہے تغیر اوسکے حق مین غضب یا رضا سے سراج الوہاج مین ہے کہ نووی نے اس
مقام پر اللہ کی ایک صفت کی تاویل کی ہے اور اوپر یہ بات گذر چکی کہ سلف کا مذہب صفات مین یہ ہے
کہ جو صفات کتاب اور سنت مین وارد ہین اونکو روایت کرنا اور انپر یقین کرنا ظاہر پر روان کرنا بغیر تاویل
اور تکییف اور تعطیل اور تشبیہ کے اور یہ جو امر نووی نے بیان کیا یہ غایت ہے غضب کی نہ اوسکا معنی لغوی
ف اور کوئی گناہ اونکا بیان نہین کیا جیسے اور پیغمبرون کی خطائین بیان کین کیونکہ حضرت
عیسی کا کوئی گناہ منقول نہین ہے) تو مجھے اپنی فکر ہے نفسی نفسی تم اور کسیکے پاس جاؤ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس
جاؤ وہ سب میرے پاس آوینگے اور کہین گے ای محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) تم اللہ کے رسول ہو خاتم الانبیا ہو اللہ
نے تمہارے اگلے اور پچھلے سب گناہ بخشدیے ہین تم سفارش کرو ہماری اپنے رب کے پاس کیا تم ہمارا
حال نہین دیکھتے کیا تم نہین دیکھتے ہم کس مصیبت مین ہین مین یہ سنکر چلونگا اور عرش کے تلے
آکر اپنے پروردگار کو سجدہ کرونگا پھر اللہ تعالے میرا دل کھولدیگا اور وہ تعریفین اپنی مجھے بتلادیگا
جو مجھسے پہلے کسی کو نہین بتلائین (مین اُسکی خوب تعریف اور حمد کرونگا) پھر فرماویگا اے محمد اپنا
سر اوٹھا مانگ جو مانگتا ہے دیا جاویگا سفارش کر قبول کیجاوے گی مین سر اوٹھاونگا اور کہونگا ای
پروردگار امت میری امت میری ف یہانسے ہماری پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم اور اور پیغمبرون کا درجہ

چھوڑ دینا چاہیے وہ سب نفسی نفسی کہین گے اور اپنی جان کی فکر مین سرگردان ہونگے اور ہمارے پیغمبر
عام کی بھلائی کے خواہان اور امت کے چھوڑانے کے جویان ہون گے سبحان اللہ اس مقام پر یہ آیت
صادق ہے وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ آپ کی ذات رحمت اور کرم ہے تمام دنیا کے لیے دنیا
اور آخرت میں اس سے بڑھکر کونسا شرف ہے اور اس سے زیادہ کونسا درجہ ہے یہی فرق ہے مرتبے کا
اس شخص مین جو دنیا مین اپنی بھلائی چاہتا ہے اور اس شخص مین جو عالم لوگون کی بھلائی چاہتا ہو
اول کو ثانی سے کچھ نسبت نہین ہو جو شخص عام مسلمانون کی فائدہ رسانی کا کام کرے جیسے مدرسہ
بناوے سر بنواوے مسلمانون کے دین یا حکومت کی مدد کرے ایسا کام کرے جس سے مسلمان تباہی
اور ذلت سے بچین دین کی کتاب یا دین کی تعلیم پھیلاوے تجارت یا صنعت یا حرب کے آلات و اسباب شائع
کرے اسکا درجہ اس مسلمان سے کہین فائق ہے جو صرف اپنے نفس کو بچانے کے لیے عبادت مین مصروف رہے
ف حکم ہوگا ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت مین سے ان لوگون کو جن سے حساب کتاب نہ ہوگا باب ایمن
مین سے جنت مین داخل کر اور وہ اور لوگون کے شریک ہین باقی دروازون مین جنت کے یعنے انمین سے
بھی جا سکتے ہین پر یہہ دروازہ انکے لیے مخصوص ہے) قسم اسکی جسکے ہاتھ مین محمد کی جان ہے جنت کے
دروازے کے دونون بازوؤن مین اتنا فاصلہ ہے جیسے مکہ اور ہجر (ہجر ایک شہر ہے بحرین مین) یا جیسے
مکہ اور بصرے مین (بصرے ایک شہر ہے دمشق سے تین منزل پر) ف یہ شہر مکہ سے ایک مہینے کی راہ
پر ہے تو جنت کا پھاٹک اسقدر بڑا ہے کہ چوکھٹ کا ایک کونا دوسرے کونے سے اتنا مسافت رکھتا ہو
اللہ اکبر جل شانہ اس سے قیاس کر لینا چاہیے کہ جنت اندر سے کتنی بڑی ہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ
قَالَ وُضِعَتْ بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَصْعَۃٌ مِّنْ ثَرِیْدٍ وَّلَحْمٍ فَتَنَاوَلَ
الذِّرَاعَ وَکَانَتْ اَحَبَّ الشَّاۃِ اِلَیْہِ فَنَهَسَ نَهْسَۃً فَقَالَ اَنَا سَیِّدُ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ثُمَّ نہسۃ
نَهَسَ نَهْسَۃً اُخْرٰی فَقَالَ اَنَا سَیِّدُ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَلَمَّا رَاٰی اَصْحَابَہٗ لَا یَسْئَلُوْنَہٗ قَالَ نہسۃ
اَلَا تَقُوْلُوْنَ کَیْفَہٗ قَالُوْا کَیْفَہٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ یَوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَسَاقَ الْحَدِیْثَ کیف ھو
بِمَعْنٰی حَدِیْثِ اَبِیْ حَیَّانَ عَنْ اَبِیْ زُرْعَۃَ وَزَادَ فِیْ قِصَّۃِ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ قَالَ فقال
وَذَکَرَ قَوْلَہٗ فِی الْکَوْکَبِ هٰذَا رَبِّیْ وَقَوْلَہٗ لِاٰلِهَتِهِمْ بَلْ فَعَلَہٗ کَبِیْرُهُمْ هٰذَا وَقَوْلَہٗ اِنِّیْ
سَقِیْمٌ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ اِنَّ مَا بَیْنَ الْمِصْرَاعَیْنِ مِنْ مَصَارِیْعِ الْجَنَّۃِ اِلٰی عِضَادَتَیِ

الْبَابِ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَهَجَرَ اَوْ هَجَرَ وَمَكَّةَ قَالَ لَا اَدْرِیْ اَیَّ ذٰلِكَ قَالَ ترجمہ ابوہریرہ رضہ سے روایت
ہے میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک پیالہ رکھا ثرید کا (ثرید ایک کھانا ہے جو روٹی اور شوربا
ملا کر بناتے ہیں) اور گوشت آپ نے دست کا گوشت لیا اور وہ بہت پسند تھا آپ کو ساری بکری میں آپ
نے ایک بار منہ سے اسکو نوچا پھر فرمایا میں لوگوں کا سردار ہوں گا قیامت کے دن پھر دوبارہ نوچا اور
فرمایا میں لوگوں کا سردار ہونگا قیامت کے دن جب اپنے دیکھا آپکے یار کچھ نہیں پوچھتے تو خود ہی فرمایا تم یہ
نہیں پوچھتے کیونکر انہوں نے کہا کیونکر یا رسول اللہ آپنے فرمایا لوگ سب کھڑے ہونگے خدا کے سامنے
اور بیان کیا حدیث کو اسیطرح جیسے اوپر گذری حضرت ابراہیم کے قصے میں اتنا زیادہ ہے کہ اونہوں نے
بیان کیا (ان جھوٹ باتوں کو جو دنیا میں کہیں تھیں) ستارے کو کہا تھا یہ میرا رب ہے (اگرچہ حضرت ابراہیم
کا یہ اعتقاد نہ تھا کیونکہ پیغمبروں سے شرک صادر نہیں ہوتی پر کافروں کے الزام دینے کے لیے پہلے تارے کو
خدا قرار دیا پھر چاند کو پھر سورج کو جب یہ سب ڈوب گئے تو کہا یہ خدا نہیں ہو سکتے خدا وہی ہے جس نے ان سب کو پیدا
کیا) بتوں کو آپنے توڑا تھا اور کہا تھا بڑے بت نے توڑا۔ بیمار نہ تھے اور کہا تھا میں بیمار ہوں قسم اوسکی جس کے ہاتھ
میں محمد کی جان ہے جنت کے دونوں پٹوں میں دروازوں کی چوکھٹ تک اتنا فاصلہ ہے جتنا مکہ اور ہجر میں ہے
یا یوں کہا جتنا ہجر اور مکہ میں ہے مجھے یاد نہیں کیونکر کہا (یعنے ہجر کو پہلے کہا یا مکے کو) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ
وَحُذَیْفَةَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَجْمَعُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی النَّاسَ فَیَقُوْمُ
الْمُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی تُزْلَفَ لَهُمُ الْجَنَّةُ فَیَاْتُوْنَ اٰدَمَ فَیَقُوْلُوْنَ یَا اَبَانَا اسْتَفْتِحْ لَنَا الْجَنَّةَ فَیَقُوْلُ وَ آدم علیہ السلام
هَلْ اَخْرَجَكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ اِلَّا خَطِیْئَةُ اَبِیْكُمْ اٰدَمَ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ اِذْهَبُوْا اِلٰی اِبْنِیْ اِبْرَاهِیْمَ خَلِیْلِ
اللّٰهِ قَالَ فَیَقُوْلُ اِبْرَاهِیْمُ عَلَیْهِ السَّلَامُ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ اِنَّمَا كُنْتُ خَلِیْلًا مِنْ وَّرَاءَ وَرَاءَ اِعْمَدُوْا
اِلٰی مُوْسَی الَّذِیْ كَلَّمَهُ اللّٰهُ تَكْلِیْمًا فَیَاْتُوْنَ مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ فَیَقُوْلُ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ اِذْهَبُوْا
اِلٰی عِیْسٰی كَلِمَةِ اللّٰهِ وَرُوْحِهٖ فَیَقُوْلُ عِیْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ فَیَاْتُوْنَ مُحَمَّدًا صَلَّی
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیَقُوْمُ وَیُؤْذَنُ لَهٗ وَتُرْسَلُ الْاَمَانَةُ وَالرَّحِمُ فَتَقُوْمَانِ جَنَبَتَیِ الصِّرَاطِ یَمِیْنًا وَشِمَالًا
فَیَمُرُّ اَوَّلُكُمْ كَالْبَرْقِ قَالَ قُلْتُ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ اَیُّ شَیْءٍ كَمَرِّ الْبَرْقِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ اَلَمْ تَرَوْا اِلَی الْبَرْقِ كَیْفَ یَمُرُّ وَیَرْجِعُ فِیْ طَرْفَةِ عَیْنٍ ثُمَّ كَمَرِّ الرِّیْحِ ثُمَّ كَمَرِّ الطَّیْرِ وَشَدِّ الرِّجَالِ تَجْرِیْ
بِهِمْ اَعْمَالُهُمْ وَنَبِیُّكُمْ قَائِمٌ عَلَی الصِّرَاطِ یَقُوْلُ رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ حَتّٰی تَعْجِزَ اَعْمَالُ الْعِبَادِ حَتّٰی یَجِیْءَ

الرِّجَالُ | الرَّجُلُ فَلَا يَسْتَطِيعُ السَّيْرَ إِلَّا زَحْفًا قَالَ وَفِي حَافَتَيِ الصِّرَاطِ كَلَالِيبُ مُعَلَّقَةٌ مَأْمُورَةٌ تَأْخُذُ مَنْ
مُكَرْدَسٌ | أُمِرَتْ بِهِ فَمَخْدُوشٌ نَاجٍ وَمَكْدُوسٌ فِي النَّارِ وَالَّذِي نَفْسُ أَبِي هُرَيْرَةَ بِيَدِهِ إِنَّ قَعْرَ جَهَنَّمَ لَسَبْعِينَ

خَرِيفًا ترجمہ ابوہریرہ اور حذیفہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو جمع کریگا تو مسلمان کھڑے رہیں گے یہانتک کہ جنت اُن کے پاس آجاویگی پھر وہ آدم علیہ السلام پاس آوینگے اور کہیں گے باوا ہمارے جنت کو کھلوا دو ہمارے لیے وہ کہیں گے جنت سے تمکو نکالا کس نے تمہارے ہی گناہ نے تو نکالا اب مجھسے یہ کام نہیں ہوسکتا البتہ تم میرے بیٹے ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ ابراہیم علیہ السلام کہیں گے مجھسے یہ کام نہیں ہوسکتا میں اللہ کا دوست تھا لیکن پرے پرے (یعنے مجھے اللہ جل جلالہ سے اتنی نزدیکی نہیں ہوئی کہ کوئی آڑ نہ رہے بلکہ دو حجاب تھے میں نے اُس سے بات کی بلا واسطہ نہ اوسکو دیکھا) تم جاؤ موسیٰ کے پاس جنسے اللہ تعالیٰ نے بات کی وہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آوینگے وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں تم عیسیٰ کے پاس جاؤ جو اللہ کا کلمہ ہیں اور اوسکی روح ہیں عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے میرا یہ کام نہیں پھر وہ سب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آوینگے آپ کھڑے ہونگے اور آپ کو اجازت ملیگی (جنت کھولنے کی) اور امانت اور ناتے کو بھیجدیا جاویگا وہ پلصراط کے داہنے اور بائیں کھڑے ہوجاوینگے **ف** کیونکہ یہ دونو بڑے کام ہیں جنکا خیال مومن کو ہمیشہ رکھنا چاہیے امانت یعنی خلوص اور سچائی صداقت اور راستبازی بات چیت اور ہر کام کاج میں اور ناتا یعنے رشتہ داروں سے جو محتاج ہوں سلوک کرنا انکی خبر لینا **ت** تم میں سے پہلا شخص پلصراط سے اسطرح پار ہوگا جیسے بجلی انہوں نے کہا آپ پر ہماری ماں باپ صدقے ہوں بجلی کیطرح کونسی چیز گذرتی ہے آپنے فرمایا تمنے بجلی کو نہیں دیکھا وہ کیسی گذر جاتی ہے اور پھر لوٹ آتی ہے پل مارنے میں پھر جیسے ہوا جاتی ہے پھر جیسے پرندہ اڑتا ہے پھر جیسے آدمی دوڑتا ہے اپنے اپنے اعمال کے موافق اور تمہارے پیغمبر پل پر کھڑے ہونگے وہ کہیں گے بچا یا اللہ بچا یہانتک کہ اعمال کا زور گھٹ جاویگا (یعنے عمدہ اعمال والے نکل جاوینگے اور وہ لوگ رہجاوینگے جنکے نیک عمل کم ہیں انکو پار ہونا دشوار ہوگا) اور ایک شخص آویگا وہ چل نہ سکیگا مگر گھسٹتا ہوا اور اس پل کے دونوں طرف آنکڑے ہونگے لٹکتے ہوئے جسکو حکم ہوگا اسکو پکڑ لینگے پھر بعضا آدمی چھل چھلا کر نجات پاجاویگا اور بعضا آدمی الٹ پلٹ کر جہنم میں گریگا قسم ہے اسکی جسکے ہاتھ میں ابوہریرہ کی جان ہے جہنم کی گہرائی ستر برس کی راہ **ف** یعنے اگر کوئی چیز اسمیں گرے تو ستر برس تک تہ کو پہنچے معاذ اللہ

عن [illegible]

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا اول الناس یشفع فی الجنة وانا اکثر الانبیاء
تبعا ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین سب سے پہلے جنت
مین شفاعت کرونگا اور سب پیغمبرونسے زیادہ میرے لوگ ہون گے قیامت کے دن عن انس
بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا اکثر الانبیاء تبعا یوم القیمة وانا
اول من یقرع باب الجنة ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب
پیغمبرون سے زیادہ میری تابع ہونگے قیامت کے روز اور مین سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھڑکھڑاؤنگا
(یعنے کھلواونگا) عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا اول
شفیع فی الجنة لم یصدق نبی من الانبیاء ما صدقت وان من الانبیاء نبیا ما یصدقه
من امته الا رجل واحد ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
مین سب سے پہلے جنت مین شفاعت کرونگا اور کسی پیغمبر کو اتنے لوگون نے نہین مانا جتنے لوگون نے
مجکو مانا اور بعضا پیغمبر تو ایسا ہے کہ اوسکا ماننے والا ایک ہی شخص ہے عن انس بن مالک
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتی باب الجنة یوم القیمة فاستفتح فیقول
الخازن من انت فاقول محمد فیقول بک امرت لا افتح لاحد قبلک ترجمہ انس بن
مالک سے روایت ہے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین قیامت کے دن جنت کے دروازے پر آؤنگا
اور دروازہ کھلواؤنگا چوکیدار پوچھے گا تم کون ہو مین کہونگا محمد وہ کہے گا آپ ہی کے واسطے مجھے حکم
ہوا تھا کہ آپ سے پہلے کسی کے لیے دروازہ نہ کھولنا عن ابی ہریرة ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قال لکل نبی دعوة یدعو بها فارید ان اختبی دعوتی شفاعة لامتی یوم یدعو بها
القیمة ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کی ایک دعا
ہوتی ہے (جسکو خداوند تعالے ضرور قبول کرتا ہے اور باقی دعائین قبول بھی ہوتی ہین اور نہین بھی
ہوتین) تو مین چاہتا ہون اپنی دعا کو چھپا رکھون قیامت کے دن تک اپنی امت کی شفاعت کے لیے
ف یعنے دنیا مین اس دعا کو نہ مانگون بلکہ آخرت کے لیے اوٹھا رکھون اور اپنی امت کی نجات کے
لیے صرف کرون سبحان اللہ ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت سے کیسی محبت تھی اور الفت کہ باپکو بیٹے
سے ویسی الفت نہین ہوتی اور یہی وجہ ہے کہ آپ اپنی امت کی اوسوقت مدد کرینگے جب باپ بیٹے سے

بیٹا باپ سے خاوند جورو سے جورو خاوند سے ہر ایک عزیز اپنے سے بیزار ہوگا اور سب کو اپنی اپنی جان
بچانے کی فکر ہوگی عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لکل
نبی دعوۃ واردت ان شاء اللہ ان اختبی دعوۃ شفاعۃ لامتی یوم القیمۃ ترجمہ
ابوہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کی ایک دعا ضرور قبول ہوتی
ہے تو میرا ارادہ ہے اگر خدا چاہے تو اپنی دعا اوٹھا رکھوں اور قیامت کے دن اپنی امت کی
شفاعت کروں عن ابی ہریرۃ قال لکعب الاحبار ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لکل نبی دعوۃ
یدعو بہا فانا ارید ان شاء اللہ ان اختبی دعوتی شفاعۃ لامتی یوم القیمۃ فقال
کعب لابی ہریرۃ انت سمعت ہذا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ابوہریرۃ نعم
ترجمہ ابوہریرہ رض نے کعب احبار سے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کے لیے ایک دعا ہوتی
ہے جسکو وہ مانگتا ہے میرا ارادہ یہ ہے بشرطیکہ خدا چاہے کہ میں اس دعا کو چھپا رکھوں اپنی امت کے
لیے قیامت کے دن کعب نے ابوہریرہ سے کہا تم نے یہ سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ابوہریرہ
نے کہا ہاں عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکل نبی دعوۃ
مستجابۃ فتعجل کل نبی دعوتہ وانی اختبأت دعوتی شفاعۃ لامتی یوم القیمۃ
فہی نائلۃ ان شاء اللہ من مات من امتی لا یشرک باللہ شیئا ترجمہ ابوہریرۃ رض سے
روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کی ایک دعا ہے جو ضرور قبول ہوتی ہے تو
ہر ایک نبی نے جلدی کر کے وہ دعا مانگ لی (دنیا ہی میں) اور میں اپنی دعا کو چھپا رکھتا ہوں قیامت
کے دن کے واسطے اپنی امت کی شفاعت کے لئے اور خدا چاہے تو میری شفاعت ہر ایک امتی کے لیے ہوگی بشرطیکہ
وہ شرک پر مرا ہو ف یعنی خاتمہ کے وقت وہ مشرک نہ ہو اگرچہ کتنا ہی گنہگار ہو۔ نووی نے
کہا اس حدیث سے اہل حق کا مذہب ثابت ہوتا ہے کہ جو شخص مر جاوے شرک سے پاک ہو کر وہ ہمیشہ کے لیے
جہنم میں نہیں رہیگا اگرچہ کبیرہ گناہ کرتا ہو اور اسکے دلائل اوپر بیان ہو چکے سراج الوہاج میں ہے
کہ شرک عام ہے خواہ دوسرا کوئی خدا ثابت کرے یا اسکی کسی صفت کو اسکی کسی مخلوق کے لیے خواہ وہ
کوئی ہو ثابت کرے اور شرک ایک جلی ہے اور ایک خفی اور اس سے بچنا نہایت دشوار ہے اسواسطے اللہ
تعالے نے فرمایا اکثر لوگ اللہ پر ایمان لاتے ہیں لیکن وہ مشرک ہیں اور یہ آیت صادق ہے ان مقلدوں پر

نسخہ: یدعوہا / نسخہ: انت / فقال

جنہون نے اپنے عالمون اور مجتہدون کو خدا بنا رکھا ہے اور ان لوگون پیر جو قبر و پیر وغیرہ کا نام کرتے ہین جو نذر
مین اللہ کے اور کاٹتے ہین جانورون کو سوا اللہ کے اور اونکے نام پر وہ سب مشرک ہین امید با وجود اسکے
امید رکھتے ہین نبی کی شفاعت کی بلکہ اپنی بزرگون کی شفاعت کی حالانکہ شفاعت اسی کے لیے ہو جو اللہ
کے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کرے نہ کھلا نہ چھپا اور جو شرک کرے اوسکی شفاعت نہ ہوگی بلکہ وہ ہمیشہ جہنم
مین رہیگا خواہ کوئی ہو کہین ہو سنتے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ لِکُلِّ نَبِیٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ یَدْعُوْ بِهَا فَیُسْتَجَابُ لَهٗ فَیُؤْتَاهَا وَاِنِّی اخْتَبَأْتُ
دَعْوَتِیْ شَفَاعَةً لِاُمَّتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہر پیغمبر کی ایک دعا ہوتی ہے قبول ہونے والی جسکو وہ مانگتا ہے اور قبول ہوتی ہے اور
دیجاتی ہے اور مین نے اپنی دعا اٹھا رکھی ہے اپنی امت کی شفاعت کے لیے قیامت کے دن۔
عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِکُلِّ نَبِیٍّ دَعْوَةٌ دَعَا
بِهَا فِیْ اُمَّتِهٖ فَاسْتُجِیْبَ لَهٗ وَاِنِّیْ اُرِیْدُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ اَنْ اَدَّخِرَ دَعْوَتِیْ شَفَاعَةً لِاُمَّتِیْ ان اُقبرہ
یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا ہر پیغمبر کی ایک
دعا ہوتی ہے اوسکی امت کے حق مین اور وہ قبول ہوتی ہے لیکن میرا قصد یہ ہے خدا چاہے تو مین
اپنی دعا کو اٹھا رکھون اپنی امت کی شفاعت کے لیے قیامت کے دن عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ
رض اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِکُلِّ نَبِیٍّ دَعْوَةٌ دَعَاهَا لِاُمَّتِهٖ وَاِنِّی اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِیْ
شَفَاعَةً لِاُمَّتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہر پیغمبر کی ایک دعا ہے جو اوسنے مانگی اپنے امت کی لیے اور مین اپنی دعا چھپا رکھی ہو اپنی امت
کی شفاعت کے لیے قیامت کے دن عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ یَقُوْلُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
لِکُلِّ نَبِیٍّ دَعْوَةٌ قَدْ دَعَا بِهَا فِیْ اُمَّتِهٖ وَخَبَأْتُ دَعْوَتِیْ شَفَاعَةً لِاُمَّتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ
ترجمہ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہو رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر پیغمبر کی ایک دعا ہے
جسکو اونسے مانگا اپنی امت کی حق مین اور مین نے اپنی دعا کو اوٹھا رکھا ہے قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت
کے لیے بَابُ دُعَاءِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِاُمَّتِهٖ وَبُکَائِهٖ شَفَقَةً عَلَیْهِمْ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کا دعا کرنا اپنی امت کے لیے اور رونا اونکے حال پر شفقت سے عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو

بن العاص ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم تلی قول اللہ تعالی فی ابراہیم رب انہن اضللن کثیرا ابراہیم
من الناس فمن تبعنی فانہ منی ومن عصانی فانک غفور رحیم الآیۃ وقال عیسی علیہ السلام علیہ السلام
ان تعذبہم فانہم عبادک وان تغفر لہم فانک انت العزیز الحکیم فرفع یدیہ وقال اللہم
امتی امتی وبکی فقال اللہ عز وجل یا جبریل اذہب الی محمد وربک اعلم فسئلہ ما تا سالہ
یبکیک فاتاہ جبریل علیہ السلام فسالہ فاخبرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بما قال و
ہو اعلم فقال اللہ عز وجل یا جبریل اذہب الی محمد فقل انا سنرضیک فی امتک
ولا نسوءک ترجمہ عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت
پڑھی جسمیں حضرت ابراہیم کا قول ہے ای رب انہوں نے بہکایا یعنے بتوں نے بہت لوگوں کو سو جو
کوئی میری راہ پر چلا وہ تو میرا ہے اور جس نے میرا کہا نہ مانا سو تو بخشنے والا مہربان ہے اور یہ آیت جسمیں
حضرت عیسی علیہ السلام کا قول ہے اگر تو انکو عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور جو تو انکو بخش دیوے تو
تو مالک ہے حکمت والا پھر اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور کہا ای پروردگار میری امت میری امت اور رونے لگے
اللہ تعالی نے فرمایا ای جبرائیل تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور میں خوب جانتا ہوں لیکن تم جا کر انسے
پوچھو وہ کیوں روتے ہیں جبرائیل آپکے پاس آئے اور پوچھا آپ کیوں روتے ہیں آپنے سب حال بیان کیا
جبرائیل نے اللہ تعالی سے جا کر عرض کیا حالانکہ وہ خوب جانتا تھا اللہ تعالے نے فرمایا ای جبرائیل محمد کے پاس
جاؤ اور کہو ہم تمکو خوش کر دینگے تمہاری امت میں اور ناراض نہیں کرینگے ف نووی نے کہا
اس حدیث میں کئی فائدے ہیں ایک تو یہ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت پر بہت شفقت
اور مہربانی تھی دوسری یہ کہ دعا میں ہاتھ اوٹھانا مستحب ہے تیسری بشارت عظیم ہے اس امت کے لیے
اور وہ اور زیادہ ہو گئی خداوند کریم کے وعدہ سے جو اوسنے کیا کہ ہم تمکو راضی کر دینگے تمہاری امت میں
اور ناراض نہیں کرینگے اور یہ حدیث بڑی امید کی ہے امت کے لوگوں کے لیے چوتھی بیان ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی کمال بزرگی اور علو درجہ کا اور اللہ تعالے کی جو عنایت آپ پر تھی اسکا اور جبرائیل کے بھیجنے میں
یہی حکمت تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بزرگی کھل جاوے اور معلوم ہو جاوے کہ آپکا درجہ بہت عالی ہے اور خدا تعالی
آپکی رضامندی چاہتا ہے اور یہ حدیث مطابق اس آیت کے ولسوف یعطیک ربک فترضی یعنے اللہ تعالے تمکو دیگا پھر
تم راضی ہو جاؤگے اور یہ جو فرمایا ہم تمکو ناراض نہیں کرینگے اس سے بڑی امید نکلتی ہے اسلیے کہ رضامندی جب

بھی ہو جاتی کہ اللہ تعالیٰ بعضوں کو معاف کرتا اور بعضوں کو جہنم میں لیجاتا مگر آپ کو رنج رہتا اُن لوگوں کا جو جہنم میں
جاتے تو فرمایا میں تمکو رنج نہیں دونگا بلکہ سب لوگوں کو تمہاری اُمت کی نجات دونگا **باب** بیان
اَنَّ مَنْ مَاتَ عَلَى الْكُفْرِ فَهُوَ فِي النَّارِ وَلَا تَنَالُهُ شَفَاعَةٌ وَلَا تَنْفَعُهُ قَرَابَةُ الْمُقَرَّبِيْنَ جو شخص کفر پر مرے
وہ جہنم میں جاویگا اور اُسکی شفاعت نہوگی اور بزرگوں کی عزیز داری کچھ کام نہ آویگی **عَنْ** اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا
قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيْنَ اَبِيْ قَالَ فِي النَّارِ قَالَ فَلَمَّا قَفَّا الرَّجُلُ دَعَاهُ فَقَالَ اِنَّ اَبِيْ وَاَبَاكَ فِي النَّارِ ترجمہ
انس سے روایت ہے ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ میرا باپ کہاں ہے آپنے فرمایا دوزخ میں جب وہ پیٹھ موڑکر چلا تو آپنے اُسکو
بلایا اور فرمایا میرا باپ اور تیرا باپ دونوں جہنم میں ہیں **ف** اسلیے کہ وہ کفر پر مرے تھے اور جو کفر پر مرے
وہ جہنم میں جاویگا اور اُسکو کسی کا ناتا رشتہ کام نہ آویگا۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عرب کے لوگ
جو بعثت سے پہلے مرے ہیں اور وہ بتوں کی پرستش کرتے تھے وہ سب جہنمی ہیں اور اُس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ
دعوت سے پہلے یہ مواخذہ ہے کیونکہ انکو اور پیغمبروں کی دعوت پہونچ چکی تھی جیسے حضرت ابراہیم علیہ
السلام کی اور یہ جو آپنے اُس شخص کو بلاکر کہا کہ میرا باپ بھی جہنم میں ہے اس سے یہ غرض تھی کہ اُس شخص
کا رنج کم ہو جاوے اور وہ یہ معلوم کرلے کہ خدا کے یہاں سب برابر ہیں جو قاعدہ اُس نے ٹھہرا دیا اُسکا خلاف
نہیں ہو سکتا کافر کا ٹھکانا جہنم ہے خواہ وہ نبی کا باپ ہو یا بیٹا۔ جلال الدین سیوطی رح نے کئی
حدیثوں سے یہ ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کو آپ کے والدین
کے حق میں قبول کیا اور وہ دوبارہ جلائے گئے اور اسلام لائے پر اکثر علما اور محدثین نے اسکا انکار کیا ہے
اور ان حدیثوں کو موضوع بتلایا ہے اور اللہ خوب جانتا ہے حقیقت حال کو **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ
لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرَيْشًا
فَاجْتَمَعُوْا فَعَمَّ وَخَصَّ فَقَالَ يَا بَنِيْ كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِيْ مُرَّةَ بْنِ كَعْبٍ اَنْقِذُوْا
اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِيْ عَبْدِ شَمْسٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ يَا بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِيْ هَاشِمٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ
النَّارِ يَا بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا فَاطِمَةُ اَنْقِذِيْ نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ فَاِنِّيْ لَا اَمْلِكُ
لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا غَيْرَ اَنَّ لَكُمْ رَحِمًا سَاَبُلُّهَا بِبِلَالِهَا ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے جب یہ آیت
اُتری ڈرا تو اپنے کنبے والوں کو تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے لوگوں کو بلا بھیجا وہ سب اکٹھا ہوئے
آپنے تام سب کو ڈرایا پھر خاص کیا اور فرمایا اے کعب بن لوی کے بیٹو چھڑاؤ اپنے تئیں جہنم سے اے مرہ بن

کعب کے بیٹو چھوڑاو اپنے تئین جہنم سے اے عبد شمس کے بیٹو چھوڑاو اپنے تئین جہنم سے اے عبد مناف کے بیٹو چھوڑاو
اپنے تئین جہنم سے اے ہاشم کے بیٹو چھوڑاو اپنے تئین جہنم سے اے عبد المطلب کے بیٹو چھوڑاو اپنے تئین جہنم
سے اے فاطمہ چھوڑا اپنے تئین جہنم سے اسلیے کہ مین خدا کے سامنے کچھ اختیار نہین رکھتا (یعنے اگر وہ
تمکو عذاب کرنا چاہے تو مین بچا نہین سکتا) البتہ تم مجھسے ناتا رکھتے ہو اسکو مین جوڑتا رہون گا یعنی
دنیا مین تمہارے ساتھ احسان کرتا رہون گا عَن عَائِشَۃَ قَالَتْ لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ
الْاَقْرَبِیْنَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الصَّفَا فَقَالَ یَا فَاطِمَۃُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ یَا صَفِیَّۃُ بِنْتَ
عَبْدِ الْمُطَّلِبِ یَا بَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا اَمْلِکُ لَکُمْ مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا سَلُوْنِیْ مِنْ مَالِیْ مَا شِئْتُمْ ترجمہ
ام المؤمنین عائشہ رض سے روایت ہے جب یہ آیت اتری ڈرا تو اپنے کنبے والون کو تو رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم صفا پہاڑ پر کھڑے ہوئے اور فرمایا اے فاطمہ محمد کی بیٹی اور اے صفیہ عبد المطلب کی بیٹی اور
اے عبد المطلب کے بیٹو مین خدا کے سامنے تمکو بچا نہین سکتا البتہ میرے مال مین سے تم جو جی چاہے
مانگ لو عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ اُنْزِلَ عَلَیْہِ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ
الْاَقْرَبِیْنَ یَا مَعْشَرَ قُرَیْشٍ اشْتَرُوْا اَنْفُسَکُمْ مِنَ اللّٰہِ لَا اُغْنِیْ عَنْکُمْ مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا یَا بَنِیْ عَبْدِ
الْمُطَّلِبِ لَا اُغْنِیْ عَنْکُمْ مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا یَا عَبَّاسُ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا اُغْنِیْ عَنْکَ مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا
یَا صَفِیَّۃُ عَمَّۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا اُغْنِیْ عَنْکِ مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا یَا فَاطِمَۃُ بِنْتَ
مُحَمَّدٍ سَلِیْنِیْ مَا شِئْتِ لَا اُغْنِیْ عَنْکِ مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا ترجمہ ابو ہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم پر جب یہ آیت اتری ڈرا تو اپنے نزدیک کے ناتے والون کو تو آپنے فرمایا اے قریش کے لوگو
تم اپنی جانون کو اللہ سے مول لو (نیک اعمال کے بدلے) مین اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہین آسکتا
اے عبد المطلب کے بیٹو مین تمہارے کچھ کام نہین آسکتا اللہ کے سامنے اے عباس عبد المطلب کے بیٹے مین تمہارے کچھ کام نہین آسکتا اللہ کے سامنے اے صفیہ
پھوپھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مین تمہارے کچھ کام نہین آسکتا اللہ کے سامنے اے فاطمہ محمد کی بیٹی تو میرے
مال مین سے جو چاہے مانگ لے پر خدا کے سامنے مین تیرے کچھ کام نہین آسکتا عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ عَنِ
النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هٰذَا ترجمہ ابو ہریرہ رض سے دوسری روایت بھی ایسی ہی آئی ہے جیسے اوپر گذری
عَنْ قَبِیْصَۃَ بْنِ الْمُخَارِقِ وَزُهَیْرِ بْنِ عَمْرٍو قَالَا لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ
قَالَ انْطَلَقَ نَبِیُّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی رَضْمَۃٍ مِنْ جَبَلٍ فَعَلَا اَعْلَاهَا حَجَرًا ثُمَّ نَادٰی

يا بني عبد مناف إني نذير إنما مثلي ومثلكم كمثل رجل رأى العدو فانطلق يربأ أهله
فخشي أن يسبقوه فجعل يهتف يا صباحاه ترجمہ قبیصہ بن مخارق اور زہیر بن عمرو سے روایت
ہے دونوں نے کہا جب یہ آیت اتری ڈرا تو اپنے نزدیک کے ناتے والوں کو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پہاڑ کے ایک پتھر پر گئے اور سب سے اونچے پتھر پر کھڑے ہوئے پھر آواز دی اے عبد مناف کے بیٹو میں ڈرانے
والا ہوں میری مثال اور تمہاری مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے دشمن کو دیکھا پھر وہ چلا اونکے بچانے
کو اور ڈرا کہیں دشمن اس سے پہلے نہ پہونچ جاوے تو لگا پکارنے یا صباحاہ ف یا صباحاہ ایک
کلمہ ہے جسکو عرب لوگ کسی بڑے واقعہ پر کہتے ہیں اور اکثر عرب میں لوٹ مار صبح کے وقت ہوا
کرتی ہے تو اس کلمہ کو کہنے سے یہ غرض ہوتی ہے کہ لوگ خبردار ہو جاویں اور اپنا بچاؤ کریں عن
زهير بن عمرو وقبيصة بن مخارق عن النبي صلى الله عليه وسلم نحوه ترجمہ دوسری روایت
بھی ایسی ہی ہے عن ابن عباس قال لما نزلت هذه الآية وأنذر عشيرتك الأقربين
ورهطك منهم المخلصين خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى صعد الصفا فهتف
يا صباحاه فقالوا من هذا الذي يهتف قالوا محمد فاجتمعوا إليه فقال يا بني فلان يا
بني فلان يا بني فلان يا بني عبد مناف يا بني عبد المطلب فاجتمعوا إليه فقال أرأيتكم لو أخبرتكم
أن خيلا تخرج بسفح هذا الجبل أكنتم مصدقي قالوا ما جربنا عليك كذبا قال فإني
نذير لكم بين يدي عذاب شديد قال فقال أبو لهب تبا لك أما جمعتنا إلا لهذا
ثم قام فنزلت هذه السورة تبت يدا أبي لهب وقد تب كذا قرأ الأعمش إلى آخر السورة
ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے جب یہ آیت اتری ڈرا تو اپنے نزدیک رشتہ والوں کو اور اپنی قوم کے مخلص
(سچے) لوگوں کو ف نووی نے کہا اب قرآن میں صرف اسی قدر ہے وأنذر عشيرتك الأقربين
یعنی ڈرا اپنے نزدیک کے رشتہ داروں کو اور یہ عبارت نہیں ہے ورهطك منهم المخلصين شاید اسکی
تلاوت منسوخ ہو گئی ف تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نکلے یہانتک کہ صفا پہاڑ پر چڑھ گئے اور پکارا یا
صباحاہ لوگوں نے کہا یہ کون پکارتا ہے انہوں نے کہا محمد ہیں پھر سب لوگ آپ پاس اکٹھے ہوئے آپ نے
فرمایا اے فلانے کے بیٹو اے فلانے کے بیٹو اے عبد مناف کے بیٹو اے عبد المطلب کے بیٹو وہ سب
اکٹھے ہوئے آپ نے فرمایا تم کیا سمجھتے ہو اگر میں تم سے کہوں کہ اس پہاڑ کے نیچے سوار ہیں تو تم میری بات مانوگے

انہون نے کہا ہمنے تو کبھی تمہاری کوئی بات جھوٹ نہیں پائی آپنے فرمایا تو پھر مین تمکو ڈراتا ہون سخت
عذاب سے ابولہب نے کہا خرابی ہو تمہاری تم نے ہم سب کو اسی لیے جمع کیا پھر آپ کھڑے ہوئے اسوقت یہ سورت
اتری تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَقَدْ تَبَّ یعنے ہلاک ہون دونو ہاتھ ابولہب کے اور ہلاک ہوا اور اعمش نے اس سورت کو
یون ہی پڑھا اخیر تک یعنے قد کا حرف زیادہ کیا اور مشہور قرأت تب ہی بغیر قد کے عَنِ الْأَعْمَشِ
بِهٰذَا الْإِسْنَادِ صَعِدَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ الصَّفَا فَقَالَ يَا صَبَاحَاهُ
بِنَحْوِ حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ نُزُولَ الْآيَةِ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ترجمہ اعمش سے
اسی سند سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ صفا پہاڑ پر چڑھے ایک روز اور فرمایا یا صباحاہ اخیر تک بیان
کیا جیسے ابو اسامہ کی روایت اوپر گذری اور ذکر نہیں کیا آیت وانذر عشیرتک الاقربین کے اترنے کا

باب شَفَاعَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي طَالِبٍ وَالتَّخْفِيفِ عَنْهُ بِسَبَبِهِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
سفارش ابوطالب کے لیے اور انکا عذاب ہلکا ہونا اس سفارش کی وجہ سے عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ
الْمُطَّلِبِ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلْ نَفَعْتَ أَبَا طَالِبٍ بِشَيْءٍ فَإِنَّهُ كَانَ يَحُوطُكَ وَيَغْضَبُ لَكَ
قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ هُوَ فِي ضَحْضَاحٍ مِنْ نَارٍ وَلَوْلَا أَنَا لَكَانَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ
مِنَ النَّارِ ترجمہ حضرت عباس رض نے کہا یا رسول اللہ کیا آپنے ابوطالب کو بھی کچھ فائدہ پہونچایا وہ تو آپ کی
حفاظت کرتے تھے اور آپ کے واسطے غصے ہوتے تھے (یعنے جو کوئی آپ کو ستاتا تو اسپر غصے ہوتے) رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہان وہ جہنم کے اوپر کے درجے مین ہین اور اگر مین نہ ہوتا (یعنے مین انکے
لیے دعا نہ کرتا) تو وہ جہنم کے نیچے کے درجے مین ہوتے (جہان عذاب بہت سخت ہے) اس حدیث سے
معلوم ہوا کہ آپکی دعا سے کافرون کو بھی فائدہ پہونچا گو وہ اسی قدر ہو کہ انکا عذاب ہلکا ہوا ایک شخص
نے خواب مین ابولہب کو دیکھا اسنے کہا کہ مین سخت عذاب مین گرفتار ہون پر پیر کے دن کچھ عذاب
ہلکا ہو جاتا ہے اس وجہ سے کہ مین نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدایش کی خوشی مین اس روز ثویبہ کو آزاد
کیا تھا سبحان اللہ ہمارے پیغمبر کی خاطر کسقدر اللہ تعالی کو منظور ہے کہ آپکی وجہ سے کافرون کا عذاب
بھی ہلکا ہو جاتا ہے ابوطالب حضرت علی کے باپ اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا تھے اور
انکا احسان آپ پر بہت تھا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ سَمِعْتُ الْعَبَّاسَ يَقُولُ قُلْتُ يَا رَسُولَ
اللّٰهِ إِنَّ أَبَا طَالِبٍ كَانَ يَحُوطُكَ وَيَنْصُرُكَ وَيَغْضَبُ لَكَ فَهَلْ نَفَعَهُ ذٰلِكَ قَالَ نَعَمْ وَجَدْتُهُ فِي غَمَرَاتٍ مِنَ

النَّارِ فَأَخْرَجْتُهُ إِلَى ضَحْضَاحٍ ترجمہ عبد اللہ بن حارث سے روایت ہے میں نے سنا عباس سے وہ کہتے
تھے میں نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو طالب آپکا بچاؤ کرتے تھے اور آپکی مدد کرتے تھے
اور آپکے لیے لوگوں پر غصہ کرتے تھے تو ان کو کچھ فایدہ ہوا ان باتوں سے آپنے فرمایا ہاں میں نے
اُن کو سخت انگاروں میں پایا تو میں نکال لایا انکو ہلکی آگ میں عَنْ سُفْيَانَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ حَدِيثِ أَبِي عَوَانَةَ ترجمہ دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے
جیسے اوپر گذری عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذُكِرَ عِنْدَهُ
عَمُّهُ أَبُو طَالِبٍ فَقَالَ لَعَلَّهُ تَنْفَعُهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُجْعَلُ فِي ضَحْضَاحٍ مِنَ النَّارِ يَبْلُغُ
كَعْبَيْهِ يَغْلِي مِنْهُ دِمَاغُهُ ترجمہ ابو سعید خدری سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مِنْهَا
آپکے چچا ابو طالب کا ذکر ہوا آپنے فرمایا شاید انکو فائدہ ہو میری شفاعت سے قیامت کے دن اور وہ ہلکی
آگ میں رکھے جاویں جو انکے ٹخنوں تک ہو لیکن بھیجا پکتا رہے اس سے (معاذ اللہ جہنم کی آگ کیسی سخت
ہوگی) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَدْنَى أَهْلِ النَّارِ
عَذَابًا يَنْتَعِلُ بِنَعْلَيْنِ مِنْ نَارٍ يَغْلِي دِمَاغُهُ مِنْ حَرَارَةِ نَعْلَيْهِ ترجمہ ابو سعید خدری سے
روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے کم درجے کا عذاب اسکو ہوگا جسکو دو جوتیاں آگ
کی پہنائی جاوینگی پھر اوسکا بھیجا گرمی کے مارے پکیگا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ أَهْوَنُ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا أَبُو طَالِبٍ وَهُوَ مُنْتَعِلٌ بِنَعْلَيْنِ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاغُهُ ترجمہ
ابن عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے ہلکا عذاب جہنم کا ابو طالب
کو ہوگا وہ دو جوتیاں پہنے ہونگے ایسی جنسے انکا بھیجا پکیگا عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ يَخْطُبُ وَيَقُولُ
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَرَجُلٌ
تُوضَعُ فِي أَخْمَصِ قَدَمَيْهِ جَمْرَتَانِ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاغُهُ نعمان بن بشیر سے روایت ہے وہ
خطبہ پڑھ رہے تھے انھوں نے کہا میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے ہیں سب سے
کم درجے کا عذاب قیامت کے دن اسکو ہوگا جسکے بیچ تلووں میں دو انگارے رکھدیے جاوینگے اور بھیجا
پکنے لگیگا ان کی وجہ سے عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ
أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا مَنْ لَهُ نَعْلَانِ وَشِرَاكَانِ مِنْ نَارٍ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاغُهُ كَمَا يَغْلِي الْمِرْجَلُ

مَا يَرَىٰ أَنَّ أَحَدًا أَشَدُّ مِنْهُ عَذَابًا وَإِنَّهُ لَأَهْوَنُهُمْ عَذَابًا ترجمہ نعمان بن بشیر سے روایت ہے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے ہلکا عذاب اوسکو ہوگا جو دو جوتیان اور دو تسمہ انگار کی پہنے ہوگا اوسکا
بھیجا اسطرح پکتا ہوگا جیسے ہانڈی بھد بھد پکتی ہے وہ سمجھے گا اس سے زیادہ سخت عذاب کسی کو نہیں حالانکہ
اوسکو سب سے ہلکا عذاب ہوگا باب الدَّلِيلِ عَلَىٰ أَنَّ مَنْ مَاتَ عَلَى الْكُفْرِ لَا يَنْفَعُهُ عَمَلٌ جو شخص کفر کی
حالت مین مرے اوسکو کوئی عمل کام نہین آویگا عَنْ عَائِشَةَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ابْنُ جُدْعَانَ كَانَ
فِي الْجَاهِلِيَّةِ يَصِلُ الرَّحِمَ وَيُطْعِمُ الْمِسْكِينَ فَهَلْ ذَاكَ نَافِعُهُ قَالَ لَا يَنْفَعُهُ إِنَّهُ لَمْ يَقُلْ يَوْمًا
رَبِّ اغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ ترجمہ ام المومنین عائشہؓ نے کہا یا رسول اللہ جدعان کا بیٹا جاہلیت کے
زمانے مین ناتے کو جوڑتا تھا (یعنے ناتے والون سے سلوک کرتا تھا) اور مسکینون کو کھانا کھلاتا تھا کیا یہ کام
اسکو فائدہ دینگے (قیامت کے دن) آپنے فرمایا کچھ فائدہ نہ دین گے اوسنے کبھی یون نہ کہا اے مالک میرے بخشدے
میری خطا قیامت کے دن ف یعنے اوسکو قیامت کا یقین نہ تھا اور جو شخص قیامت پر ایمان نہ لاوے
وہ کافر ہے اسکو کوئی عمل فائدہ نہ دیگا قاضی عیاض نے کہا اس بات پر اجماع ہے کہ کافرون کو انکے نیک اعمال
فائدہ نہ دین گے اور انکو کسی قسم کا اجر نہین ملیگا نہ آرام ہوگا نہ عذاب ہلکا ہوگا البتہ یہ ہوگا کہ بعضے کافرون
پر دوسرے کافرون کی نسبت اونکے اعمال کے موافق عذاب سخت یا ہلکا ہوگا تمام ہوا کلام قاضی کا امام
حافظ فقیہ ابو بکر بیہقی نے کتاب البعث والنشور مین بعض اہل علم سے ایسا ہی نقل کیا ہے بیہقی نے کہا یہ بات ممکن ہے
کہ ابن جدعان کی حدیث اور جو اس قسم کی آیتین اور حدیثین ہین اس کافر کی نیکیون مین جو کفر پر مرے
مراد انسے یہ ہو کہ اس کافر کو عذاب سے کبھی رہائی نہ ہوگی لیکن اسکا عذاب ان نیکیون کی وجہ سے ہلکا ہو سکتا
ہے اگر وہ یہہ نیکیان نہ کرتا تو اسکا عذاب اوسکی خطاؤن پر سخت ہوتا علما نے کہا ہے کہ جدعان کا بیٹا لوگون
کو کھانا بہت کھلاتا تھا اور اس نے مہمانون کے لیے ایک پیالہ بنایا تھا جسپر سیڑھی سے چڑہتے تھے اور وہ
بنی تیم بن مرہ کی قوم مین سے تھا جو حضرت عائشہ کے عزیز تھے اور قریش کے رئیسون مین سے تھا اسکا نام
عبد اللہ تھا اور جدعان بضم جیم اوسکے باپ کا نام تھا (نووی) باب مُوَالَاةِ الْمُؤْمِنِينَ وَمُقَاطَعَةِ غَيْرِهِمْ وَالْبَرَاءَةِ مِنْهُمْ
باب بیان مین مومنین کے ساتھ دوستی رکھنی ہین اور جو مومن نہ ہون انسے دوستی قطع کرنا اور انسے جدا رہنا ہا
عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِهَارًا غَيْرَ سِرٍّ يَقُولُ أَلَا إِنَّ آلَ أَبِي
يَعْنِي فُلَانًا لَيْسُوا لِي بِأَوْلِيَاءَ إِنَّمَا وَلِيِّيَ اللّٰهُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ ترجمہ عمرو بن عاص سے روایت ہے مین نے فلان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ پکار کر فرماتے تھے چپکے سے نہیں فلان کی اولاد میری عزیز نہیں بلکہ میرا
مالک اللہ ہے اور میرے عزیز وہ مومن ہیں جو نیک ہوں ف راوی نے اس شخص کا نام نہیں لیا خوف کی وجہ
سے اپنے تئین یا دوسرے کو ضرر سے بچانے کے لیے اور مقصود باب کا اس عبارت سے حاصل ہوتا ہے کہ میرے
عزیز اور رشتہ دار وہی مومن ہیں جو نیک ہوں اگرچہ اونکا رشتہ دور کا ہو اور جو شخص نیک نہ ہو وہ میرا عزیز
نہیں اگرچہ کتنا ہی نزدیک کا رشتہ رکھتا ہو قاضی عیاض نے لکھا ہے بعضوں نے کہا مراد فلان سے حکم بن
ابی العاص ہے اور یہ آپ نے کھلم کھلا فرمایا چپکے سے نہیں اس سے معلوم ہوا کہ مخالفین اور اعداے دین سے کھلے
طور سے بیزار رہنا چاہیے اور نیک لوگوں سے محبت کرنا چاہیے اگر فساد کا ڈر نہ ہو (نووی) کا کا
بَابُ الدَّلِيلِ عَلٰى دُخُوْلِ طَوَائِفَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَّلَا عَذَابٍ مسلمانوں کا ایک گروہ بغیر حساب
اور کتاب کے جاویگا عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَدْخُلُ مِنْ اُمَّتِي الْجَنَّةَ سَبْعُوْنَ
اَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ رضی اللہ تعالیٰ
ثُمَّ قَامَ اٰخَرُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ لِيْ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ ترجمہ ابو ہریرہ رضہ
سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں سے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت
مین جاوینگے ایک شخص بولا یا رسول اللہ اللہ سے دعا کیجیے مجھکو ان لوگوں میں کرے آپ نے دعا کی یا اللہ
اسکو ان لوگوں میں سے کردے پھر دوسرا اوٹھا اور بولا یا رسول اللہ دعا کیجیے خدا مجھکو ان لوگوں میں کر
دے آپ نے فرمایا عکاشہ تجھ سے پہلے یہ کام کر چکا ف یعنی اس نے دعا کی درخواست کی سب سے پہلے اور پیر
نے کر دی اب ہر شخص کو یہ مرتبہ حاصل نہیں ہو سکتا قاضی عیاض نے کہا بعضوں نے کہا ہے کہ دوسرا شخص اس مرتبہ
کے لائق نہ تھا اور عکاشہ اوسکے لائق تھا اور بعضوں نے کہا وہ منافق تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو
گول گول جواب دیا اور یہ اخلاق کے خلاف تھا کہ آپ صاف فرماتے تو ان میں سے نہیں ہے اور بعضوں نے
کہا کہ آپ کو وحی سے معلوم ہو گیا ہو گا کہ میری دعا عکاشہ کے باب مین قبول ہو گی اور دوسرے شخص کے باب مین
قبول ہونے والی نہیں اس لیے آپ نے دوسرے کے لیے دعا نہیں کی اور خطیب بغدادی نے کہا کہ یہ دوسرا شخص
سعد بن عبادہ تھا (انصار کا رئیس) اگر یہ بات سچ ہو تو انکا منافق قرار دینا غلط ہو گا لیکن اخیر قول ظاہر ہے
اور اسیکو علما نے اختیار کیا ہے۔ اس حدیث میں امت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی فضیلت ہے اور اللہ جل جلالہ
کے بڑے احسان کا بیان ہے ہمارے پیغمبر پر صحیح مسلم کی ایک روایت میں یون ہے کہ ان ستر ہزار آدمیوں کا مین ہر ایک

آدمی کے ساتھ ستر ہزار آدمی اور ہونگے اس صورت میں کل آدمیوں کی تعداد جو بے حساب جنت میں جاوینگے
چار عرب اور نوی کروڑ ستر ہزار ہوئے اللہ تعالی اپنے فضل سے ہمکو بھی اُن لوگوں میں کرے (نووی میں زیادہ
عن ابی ہریرۃ یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول بمثل حدیث الربیع ؂
ترجمہ دوسری روایت بھی ابوہریرہ رضہ سے ایسی ہی ہے جیسے اوپر گذری عن ابی ہریرۃ قال سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یدخل الجنۃ من امتی زمرۃ ہم سبعون الفا تضیٔ
وجوہہم اضاءۃ القمر لیلۃ البدر قال ابوہریرۃ فقام عکاشۃ بن محصن الاسدی یرفع
نمرۃ علیہ فقال یا رسول اللہ ادع اللہ ان یجعلنی منہم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اللہم اجعلہ منہم ثم قام رجل من الانصار فقال یا رسول اللہ ادع اللہ ان یجعلنی منہم
فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبقک بہا عکاشۃ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے میں نے سنا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے میری امت میں سے ایک جماعت جنت میں جاویگی جنکے منہ
چودھویں رات کے چاند کیطرح چمکتے ہونگے ابوہریرہ نے کہا یہ سنکر عکاشہ بن محصن اسدی کھڑا ہوا اپنا کمل اٹھاتا
ہوا اور کہا یا رسول اللہ دعا کیجیے اللہ مجھکو ان لوگوں میں سے کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا اللہ
اسکو ان لوگوں میں سے کردے پھر ایک شخص اور انصار میں سے کھڑا ہوا اور بولا یا رسول اللہ دعا فرمایئے اللہ مجھکو
ان لوگوں میں سے کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بات تجھسے پہلے عکاشہ کر چکا عن ابی ہریرۃ
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یدخل الجنۃ من امتی سبعون الفا زمرۃ واحدۃ
منہم علی صورۃ القمر ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا میری امت میں
ستر ہزار آدمی جنت میں جاوینگے ان میں سے بعضوں کی صورت چاند کیطرح چمکتی ہوگی عن عمران
قال قال نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدخل الجنۃ من امتی سبعون الفا بغیر حساب
قالوا من ہم یا رسول اللہ قال ہم الذین لا یکتوون ولا یسترقون وعلی ربہم یتوکلون فقام
عکاشۃ فقال ادع اللہ یا نبی اللہ ان یجعلنی منہم قال انت منہم فقام رجل فقال یا نبی اللہ ادع
اللہ ان یجعلنی منہم قال سبقک بہا عکاشۃ ترجمہ عمران سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں سے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت میں جاوینگے لوگوں نے پوچھا وہ کون
لوگ ہونگے یا رسول اللہ آپنے فرمایا وہ لوگ جو داغ نہیں دیتے اور منتر نہیں کرتے (شفا کیلیے) بیمار

مین دوا علاج اور جھاڑ پھونک نہین کرتے اس خیال سے کہ صحت اور تندرستی خدا کے اختیار مین ہے
دوا اور علاج بغیر اوسکی مرضی کے کچھ فائدہ نہین دیتا پس سارا بھروسا انکا خدا پر ہوتا ہے - نووی نے کہا
علمارنے اس حدیث کے مطلب مین اختلاف کیا امام ابو عبد اللہ مازری نے کہا بعضی لوگون نے اس حدیث سے
استدلال کیا ہے دوا اور علاج کی ممانعت پر حالانکہ اکثر علما اسکے خلاف مین ہین اور دلیل انکی وہ حدیثین
ہین جنہین خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دواؤن اور غذاؤن کے فائدے بیان کیے ہین جیسے
کلونجی اور قسط اور ایلوے وغیرہ کے اور خود آپنے بیماری مین دوا کی ہے اور حضرت عائشہ نے آپکی دوا
کو نقل کیا ہے اور آپنے منتر بتلایا ہے اور اُس سے شفا ہوئی ہے اور ایک حدیث مین کہ بعضے صحابہ نے سورۂ
فاتحہ کا منتر کیا تھا اور اسپر اجر لیا تھا جب یہ سب حدیثین ثابت ہین تو اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ دواؤن
کو بالطبع مفید جانتے ہین اور خدا کے اختیار اور مرضی کے قائل نہین ہین جنت مین نہ جاوین گے قاضی
عیاض نے کہا اس تاویل کے طرف بہت لوگ گئے ہین حالانکہ یہ تاویل ٹھیک نہین کیونکہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے اُن لوگون کی فضیلت بیان کی کہ بے جنت مین بغیر حساب اور کتاب کے جاوین گے اور انکے
منہ چاند کیطرح چمکتے ہونگے پھر اگر یہ تاویل کیجاوے جو اُن لوگون نے کی ہے تو یہ فضیلت انکے ساتھ خاص
نہوگی اس وجہ سے کہ تمام مسلمانونکا عقیدہ یہی ہے اور جو اسکے خلاف اعتقاد رکھے (یعنے دوا کو بالطبع
اور بالذات موثر سمجھے) وہ تو کافر ہے دوسرے علمار نے بھی اس حدیث کا مطلب بیان کیا ہے ابو سلیمان
خطابی نے کہا مراد دوا کی ترک سے یہ ہے کہ وہ بھروسا اللہ ہی پر رکھتے ہین اور اسکی قضا اور امتحان پر
راضی ہین انکو قسم کہا یہ درجہ بہت بلند ہے اور اسیطرف ایک جماعت گئی ہے قاضی نے کہا ظاہر حدیث
بھی یہی ہے اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ داغ دینے مین اور منتر کرنے مین اور قسم کے علاج کرنے مین
کوئی فرق نہین اور داؤدی نے کہا حدیث سے مقصود یہ ہے کہ وہ لوگ تندرستی کی حالت مین یہ کام
نہین کرتے اسلیے کہ مکروہ ہے حالت صحت مین تعویذ اور منتر لیکن بیماری کیحالت مین تو درست ہے اور بعضون
نے کہا کہ حدیث سے بھی دو قسم کے علاج مقصود ہین یعنے منتر کرنا اور داغ دینا اور باقی معالجہ توکل کے خلاف نہین
ہے اسلیے کہ علاج خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے اور سلف کے علمار اور فضلار نے کیا ہے اور جس
سبب پر یقین ہے جیسے کھانا اور پینا سیری کے لیے وہ توکل کو نہین بگاڑتا اسی لیے انہون علاج کرنا نہین
چھوڑا اور روٹی کھانے کو اپنے لیے اور بال بچون کے لیے توکل کے خلاف خیال کیا مگر یہ سبب ہے کہ اسکا بھروسا

کہا توکل یہ ہے کہ کم اور بیش سبکو برابر سمجھے واللہ اعلم **ف** اسوقت عکاشہ کھڑا ہوا
اور عرض کیا یا رسول اللہ دعا فرمایئے خدا مجکو اُن لوگون مین سے کرے آپنے فرمایا تو اُن مین سے ہی پھر ایک
اور شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا اللہ کے نبی دعا کرو خدا مجھکو اُن لوگون مین سے کرے آپنے فرمایا تجھ سے پہلے
عکاشہ کہہ چکا **عن** عمران بن حصین ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یدخل الجنۃ
من امتی سبعون الفا بغیر حساب قالوا من ہم یا رسول اللہ قال ہم الذین لا یسترقون
ولا یتطیرون ولا یکتوون وعلی ربہم یتوکلون **ترجمہ** عمران بن حصین سے روایت ہے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت مین سے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت مین جاوینگے لوگون نے کہا
یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہون گے آپنے فرمایا وہ لوگ جو نہ منتر کرتے ہین نہ بدشگون لیتے ہین نہ داغ لگاتے
ہین اور اپنے پروردگار پر بھروسا کرتے ہین **عن** سہل بن سعد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال لیدخلن الجنۃ من امتی سبعون الفا او سبع مائۃ الف لا یدری ابو حازم ایہما قال
متماسکین اخذ بعضہم بعضا لا یدخل اولہم حتی یدخل اخرہم وجوہہم علی صورۃ
القمر لیلۃ البدر **ترجمہ** سہل بن سعد سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت
مین سے ستر ہزار یا سات لاکھ (ابو حازم جو راوی ہے اس حدیث کا اسکو یاد نہین رہا کہ سہل نے ستر ہزار کہا یا
سات لاکھ) آدمی جنت مین جاوینگے ایک دوسرے کو پکڑے ہوئے (یعنی ایک کا ہاتھ دوسرے کے ہاتھ
مین ہوگا صف باندھے ہوئے تا ایک ساتھ سب جنت مین جاوین اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ جنت کا
دروازہ کتنا چوڑا ہے) کوئی انمین سے پہلے جنت مین نہ گھسیگا جب تک اخیر کا شخص نہ گھسے اور
انکے مونہہ چودھوین رات کے چاند کیطرح ہونگے **عن** حصین بن عبد الرحمن قال کنت عند سعید بن
جبیر فقال ایکم رای الکوکب الذی انقض البارحۃ قلت انا ثم قلت اما انی لم اکن فی صلوۃ
ولکنی لدغت فقال فماذا صنعت قلت استرقیت قال فما حملک علی ذلک قلت حدیث
حدثناہ الشعبی قال وما حدثکم الشعبی قلت حدثنا عن بریدۃ بن حصیب الاسلمی
انہ قال لا رقیۃ الا من عین او حمۃ فقال قد احسن من انتہی الی ما سمع ولکن حدثنا
ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال عرضت علی الامم فرایت النبی ومعہ الرہیط
والنبی ومعہ الرجل والرجلان والنبی ولیس معہ احد اذ رفع لی سواد عظیم فظننت

انتم من امتی فقیل لی هذا موسی وقومه ولکن انظر الی الافق فنظرت فاذا سواد عظیم فقیل لی انظر الی الافق الاخر فنظرت فاذا سواد عظیم فقیل لی هذه امتک ومعهم سبعون الفا یدخلون الجنة بغیر حساب ولا عذاب ثم نهض فدخل منزله فخاض الناس فی اولئک الذین یدخلون الجنة بغیر حساب ولا عذاب فقال بعضهم فلعلهم الذین صحبوا رسول الله صلی الله علیه وسلم وقال بعضهم فلعلهم الذین ولدوا فی الاسلام ولم یشرکوا بالله وذکروا اشیاء فخرج علیهم رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال ما الذی تخوضون فیه فاخبروه فقال هم الذین لا یرقون ولا یسترقون ولا یتطیرون وعلی ربهم یتوکلون فقام عکاشة بن محصن فقال ادع الله ان یجعلنی منهم فقال انت منهم ثم قام رجل اخر فقال ادع الله ان یجعلنی منهم فقال سبقک بها عکاشة

ترجمہ حصین بن عبدالرحمن سے روایت ہے میں سعید بن جبیر کے پاس تھا انہوں نے کہا تم میں سے کس نے اس تارے کو دیکھا کل رات کو ٹوٹا تھا میں نے کہا میں نے دیکھا میں کچھ نماز میں مشغول نہ تھا (اس سے غرض یہ ہے کہ کوئی مجھکو عابد شب بیدار نہ خیال کرے) بلکہ مجھے بچھو نے ڈنک مارا تھا (تو میں سو نہ سکا اور تارا ٹوٹتے ہوئے دیکھا) سعید نے کہا پھر تو نے کیا کیا میں نے کہا منتر کرایا انہوں نے کہا کیوں تو نے منتر کرایا میں نے کہا اس حدیث کی وجہ سے جو شعبی نے ہم سے بیان کی انہوں نے کہا شعبی نے کونسی حدیث بیان کی میں نے کہا انہوں نے ہم سے حدیث بیان کی بریدہ بن حصیب اسلمی سے انہوں نے کہا منتر نہیں فائدہ دیتا مگر نظر کے لیے یا ڈنک کے لیے (یعنے بدنظر کے اثر کو دور کرنے کے لیے یا بچھو اور سانپ وغیرہ کے کاٹے کے لیے مفید ہے) سعید نے کہا جس نے جو سنا اور اس پر عمل کیا تو اچھا کیا ف خطابی نے کہا بریدہ کی روایت کا یہ مطلب ہے کہ کوئی منتر زیادہ فائدہ دینے والا اور جلد اثر کرنیوالا نظر اور ڈنک کے منتر سے نہیں ہے اور نظر کی تاثیر میں کوئی شک نہیں اور وہ سچ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منتر کیا ہے اور دوسروں کو منتر کا حکم بھی دیا ہے پھر اگر منتر قرآن کی آیتوں سے یا اللہ کے ناموں سے ہو تو اسکا کرنا مباح ہے اور کراہت اس منتر میں ہے جو عربی زبان میں نہ ہو اور جس کا مطلب معلوم نہ ہو اس احتمال سے کہ شاید اس میں کفر کے الفاظ ہوں یا کوئی بات ایسی ہو جس سے شرک لازم آوے اور احتمال ہے کہ منتر وہ مکروہ ہو جو جاہلیت کی طرز پر ہو ان لوگوں کا یہ خیال تھا کہ جنات ہماری مدد کرتے ہیں اور آفتوں کو دور کرتے ہیں تمام ہوا کلام خطابی کا (نووی) ف لیکن ہم سے تو عبداللہ بن عباس نے حدیث بیان کی انہوں نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے میرے سامنے پیغمبروں کی امتیں لائی گئیں بعضا پیغمبر
ایسا تھا کہ اوسکی امت کے لوگ دس سے بھی کم تھے اور بعضے پیغمبر کے ساتھ ایک یا دو ہی آدمی تھے اور بعض کے
ساتھ ایک بھی نہ تھا اتنے میں ایک بڑی امت آئی مین سمجھا کہ یہ میری امت ہے لوگون نے کہا یہ موسے
ہیں اور انکی امت ہے تم آسمان کے کنارے کو دیکھو مین نے دیکھا تو ایک اور بڑا گروہ ہے پھر مجھہ سے
کہا گیا اب دوسرے کنارے کیطرف دیکھو دیکھا تو ایک اور بڑا گروہ ہے مجھسے کہا گیا یہ تمہاری امت ہے
اور ان لوگون مین ستر ہزار آدمی ایسے ہین جو بغیر حساب اور عذاب کے جنت مین جاوینگے بعضون نے کہا
شاید یہ وہ لوگ ہین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت مین رہے ہے بعضون نے کہا نہین شاید یہ لوگ ہین
جو اسلام کی حالت مین پیدا ہوئے ہین اور انہون نے اللہ کے ساتھ شریک نہین کیا بعضون نے کہا
کچھ اور کہا تب آپنے فرمایا یہ وہ لوگ ہین جو نہ منتر کرتے ہین نہ منتر کراتے ہین نہ بدشگون لیتے ہین اور
اپنے پروردگار پر بھروسا رکھتے ہین یہ سنکر عکاشہ محصن کا بیٹا کھڑا ہوا اور اس نے کہا آپ اللہ سے
دعا کیجیے کہ وہ مجھکو ان لوگون مین سے کرے آپنے فرمایا تو ان لوگون مین سے ہے پھر ایک اور شخص کھڑا ہوا
اور کہنے لگا دعا کیجیے اللہ مجکو بھی ان لوگون مین کرے آپنے فرمایا عکاشہ تجھسے پہلے یہ کام کر چکا عَنِ ابْنِ
عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَیَّ الْاُمَمُ ثُمَّ ذَکَرَ بَاقِیَ الْحَدِیْثِ نَحْوَ حَدِیْثِ
هُشَیْمٍ وَلَمْ یَذْکُرْ اَوَّلَ حَدِیْثِہٖ ترجمہ ابن عباس سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے لیکن
اسمین وہ شروع حدیث کا نہین جو پہلی روایت مین ہے (یعنے سعید اور حصین کی گفتگو) ط

بَابُ بَیَانِ کَوْنِ ہٰذِہِ الْاُمَّۃِ نِصْفَ اَہْلِ الْجَنَّۃِ اس امت مین سے جنت کے آدھے
لوگ ہونگے عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَا تَرْضَوْنَ اَنْ تَکُوْنُوْا
رُبُعَ اَہْلِ الْجَنَّۃِ قَالَ فَکَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ اَمَا تَرْضَوْنَ اَنْ تَکُوْنُوْا ثُلُثَ اَہْلِ الْجَنَّۃِ قَالَ فَکَبَّرْنَا ثُمَّ
قَالَ اِنِّیْ لَاَرْجُوْ اَنْ تَکُوْنُوْا شَطْرَ اَہْلِ الْجَنَّۃِ وَسَاُخْبِرُکُمْ عَنْ ذٰلِکَ مَا الْمُسْلِمُوْنَ فِی الْکُفَّارِ اِلَّا
کَشَعْرَۃٍ بَیْضَاءَ فِیْ ثَوْرٍ اَسْوَدَ اَوْ کَشَعْرَۃٍ سَوْدَاءَ فِیْ ثَوْرٍ اَبْیَضَ ترجمہ عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اس بات سے خوش نہین ہو کہ جنتیون کی چوتھائی تم مین سے ہونگے
یہ سنکر ہم نے تکبیر کہی (خوشی کے مارے) پھر آپنے فرمایا کیا تم اس بات سے خوش نہین ہوتے کہ تہائی جنتیون کے
تم ہو گے یہ سنکر ہم نے تکبیر کہی پھر آپنے فرمایا مجھے امید ہے کہ جنتیون مین آدھے تم لوگ ہو گے اور اسکی وجہ یہ ہے

جو مین بیان کرتا ہون مسلمان کافرون مین ایسے مین جیسے ایک سفید بال سیاہ بیل مین ہو یا ایک سیاہ بال سفید بیل مین ہو **ف** یعنے دنیا مین ہر ایک زمانے مین کافرون کی تعداد بڑھی رہی ہے اسو جہ سے جنتی لوگ بہت کم ہون گے اور اس امت کے لوگ جنتیون سے آدہی عدد کو گھیر لین گے اگر جنتی بہت ہوتے تو البتہ ان کے آدہے لوگ اس امت مین سے ہونا قیاس سے بعید تھا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ قُبَّةٍ نَحْوًا مِنْ اَرْبَعِيْنَ رَجُلًا فَقَالَ اَتَرْضَوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا رُبُعَ اَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ اَتَرْضَوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَقُلْنَا نَعَمْ فَقَالَ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ اِنِّيْ لَاَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنُوْا نِصْفَ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَذَالِكَ اَنَّ الْجَنَّةَ لَا يَدْخُلُهَا اِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ وَمَا اَنْتُمْ فِيْ اَهْلِ الشِّرْكِ اِلَّا كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِيْ جِلْدِ الثَّوْرِ الْاَسْوَدِ اَوْ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِيْ جِلْدِ الثَّوْرِ الْاَحْمَرِ ترجمہ عبد اللہ بن مسعود رض سے روایت ہے ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ایک خیمے مین جسمین قریب چالیس آدمیون کے ہونگے آپ نے فرمایا کیا تم اس بات سے خوش ہو کہ جنتیون کے چوتھائی تم لوگ ہو ہم نے کہا ہان پھر آپ نے فرمایا کیا تم اس بات سے خوش ہو کہ جنتیون کی ایک تہائی تم ہو ہمنے کہا ہان آپ نے فرمایا قسم اسکی جسکے ہاتھ مین محمد کی جان ہے مجھے امید ہے کہ تم مین سے آدہی جنتی ہونگے اور یہ اسلیے کہ جنت مین وہی جاویگا جو مسلمان ہے اور مسلمان مشرکون کے اندر ایسے ہین جیسے ایک سفید بال سیاہ بیل کی کھال مین ہو یا ایک سیاہ بال لال بیل کی کھال مین ہو عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَسْنَدَ ظَهْرَهٗ اِلٰى قُبَّةِ اَدَمٍ فَقَالَ اَلَا لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ اَتُحِبُّوْنَ اَنَّكُمْ رُبُعُ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَقُلْنَا نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتُحِبُّوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ اَهْلِ الْجَنَّةِ قَالُوْا نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنِّيْ لَاَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنُوْا شَطْرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ مَا اَنْتُمْ فِيْ سِوَاكُمْ مِنَ الْاُمَمِ اِلَّا كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِي الثَّوْرِ الْاَبْيَضِ اَوْ كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي الثَّوْرِ الْاَسْوَدِ ترجمہ عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے خطبہ پڑھا ہمارے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ٹیکا دیا اپنی پیٹھ کا چمڑے کے ڈیرے پر اور فرمایا خبردار ہو جاؤ نہ جاویگا کوئی جنت مین مگر وہ جو مسلمان ہے یا اللہ مین نے تیرا پیام پہنچا دیا یا اللہ تو گواہ رہ کیا تم چاہتے ہو کہ جنت کی چوتھائی لوگ تم مین سے ہون ہم نے کہا ہان یا رسول اللہ آپ نے فرمایا تم چاہتے ہو کہ جنت کی تہائی لوگ تم مین سے ہون سب نے کہا ہان یا رسول اللہ آپ نے فرمایا مجھے امید ہے کہ تم جنتیون کے نصف ہو گے **ف** آپ نے پہلی ہی بار یہ نہ فرمایا بلکہ پہلے چوتھائی پھر ثلث پھر نصف فرمایا اس سے یہ غرض ہے کہ انکو

فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم

زیادہ خوشی ہو اور بار بار خوشی ہو۔ دوسری یہ کہ انکو عزت اور عظمت ثابت ہو اسلیے کہ بار بار کسی آدمی
کو دینے سے یہ نکلتا ہے کہ وہ بیشک اُس کا اہل ہے تیسری یہ کہ وہ لوگ بار بار خدا کی تعریف کریں
اور اُسکا شکر ادا کریں اس حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ امت محمدی میں سے جنت کے آدمی آدھے لوگ
ہونگے اور دوسری حدیث میں یوں ہے کہ جنتیوں کی ایک سو بیس صفیں ہونگی اُنمیں سے اسّی
صفیں اس امت کے لوگوں کی ہونگی اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دو تہائی جنتی امت محمدی میں سے
ہونگے شاید پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نصف کی خبر دی گئی ہوگی پھر اللہ تعالے نے زیادتی عنایت
کی اور بڑھا دیا دو تہائی جنتی آپ کی امت میں سے کیے (نووی) ف تم مخالف لوگوں میں ایسے ہو جیسے
سیاہ بال سفید بیل میں یا سفید بال سیاہ بیل میں عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ
سَلَّمَ یَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ یَا اٰدَمُ فَیَقُوْلُ لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ وَالْخَیْرُ فِیْ یَدَیْکَ قَالَ یَقُوْلُ اَخْرِجْ
بَعْثَ النَّارِ قَالَ وَمَا بَعْثُ النَّارِ قَالَ مِنْ کُلِّ اَلْفٍ تِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِیْنَ قَالَ فَذَاكَ حِیْنَ
یَشِیْبُ الصَّغِیْرُ وَتَضَعُ کُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَی النَّاسَ سُکَارٰی وَمَا هُمْ بِسُکَارٰی وَلٰکِنَّ
عَذَابَ اللّٰهِ شَدِیْدٌ قَالَ فَاشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلَیْهِمْ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّنَا ذٰلِكَ الرَّجُلُ فَقَالَ اَبْشِرُوْا
فَاِنَّ مِنْ یَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ اَلْفًا وَمِنْکُمْ رَجُلٌ قَالَ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ اِنِّیْ لَاَطْمَعُ اَنْ تَکُوْنُوْا
رُبُعَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَحَمِدْنَا اللّٰهَ وَکَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ اِنِّیْ لَاَطْمَعُ اَنْ تَکُوْنُوْا ثُلُثَ اَهْلِ
الْجَنَّةِ فَحَمِدْنَا اللّٰهَ وَکَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ اِنِّیْ لَاَطْمَعُ اَنْ تَکُوْنُوْا شَطْرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ
اِنَّ مَثَلَکُمْ فِی الْاُمَمِ کَمَثَلِ الشَّعْرَةِ الْبَیْضَاءِ فِیْ جِلْدِ الثَّوْرِ الْاَسْوَدِ اَوْ کَالرَّقْمَةِ فِیْ ذِرَاعِ الْحِمَارِ
ترجمہ ابو سعید سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالے فرماویگا اے آدم وہ کہیں
گے حاضر ہوں تیری خدمت میں تیری اطاعت میں اور سب بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے حکم ہوگا کہ
دوزخیوں کی جماعت نکالو وہ عرض کرینگے دوزخیوں کی کیسی جماعت حکم ہوگا ہر ہزار آدمیوں میں سے نو
سو ننانوے آدمی نکالو جہنم کے لیے (اور ایک آدمی فی ہزار جنت میں جاویگا) آپ نے فرمایا یہی تو وہ وقت
ہے جب بچہ بوڑھا ہو جاویگا (بوجہ ہول اور خوف کے یا اُس دن کی درازی کی وجہ سے) اور ہر ایک پیٹ والی
عورت اپنا پیٹ ڈالدیگی اور تو دیکھے گا لوگوں کو جیسے نشہ میں مست ہیں اور وہ مست نہ ہونگے پر اللہ کا عذاب
سخت ہوگا ف علماء نے اختلاف کیا ہے کہ یہ باتیں کس وقت ہونگی بعضوں نے کہا قیامت قائم ہونے

فذاك

ذلك

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وقت دنیا فنا ہونے سے پہلے اور بعضون نے کہا حشر کے دن اس صورت مین بچہ گرا دینے سی یہ مراد ہے
کہ اسوقت ایسا ہول اور ڈر ہوگا کہ اگر کوئی عورت وہان حاملہ ہو تو اسکا بچہ گر جاوے اور یہی مراد ہے بچے کے
بوڑھے ہونے سی (نووی) **ف** صحابہ اس امر کے سننی سی بہت پریشان ہوے اور کہنے لگے یا
رسول اللہ دیکھیے دہ ہزار مین سے ایک آدمی (جو جنتی ہے) ہم مین سے کون نکلتا ہے آپنے فرمایا تم خوش
ہو جاؤ یاجوج ماجوج کے کافر اسقدر ہین کہ اگر اونکا حساب کرو تو تم مین سے ایک آدمی اور اُن مین سے
ہزار آدمی پڑین **ف** وہب بن منبہ اور مقاتل نے کہا کہ یاجوج ماجوج یافث بن نوح کی اولاد کو کہتے
ہین اور ضحاک نے کہا وہ ترکون کی ایک قوم ہے اور کعب نے کہا وہ آدم کی اولاد ہین لیکن حوا کے پیٹ
سے نہین اور اسکی وجہ یہ ہے کہ ایک روز آدم کو احتلام ہوا انکا نطفہ مٹی مین ملگیا تو اللہ تعالے نے اس مٹی سے
یاجوج ماجوج کو پیدا کیا واللہ اعلم (نووی) **ف** پھر آپنے فرمایا قسم اسکی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے مجھے
امید ہے کہ جنت کی ایک چوتھائی آدمی تم مین سے ہونگے اسپر ہمنے اللہ کی تعریف کی اور تکبیر کہی پھر آپ
نے فرمایا قسم ہے اسکی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے مجھے امید ہو کہ ایک تہائی آدمی جنت کی تم مین سی ہونگے
ہم نے اللہ کی تعریف کی اور تکبیر کہی پھر آپ نے فرمایا مجھے امید ہے کہ جنت کی آدھے آدمی تم مین سی ہونگے
تمہاری مثال اور امتون کے سامنے ایسی ہے جیسے ایک سفید بال سیاہ بیل کی کھال مین یا ایک نشان
گدہے کے پاؤن مین **عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ غَيْرَ اَنَّهُمَا قَالَا مَا اَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ فِي النَّاسِ اِلَّا
كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي الثَّوْرِ الْاَسْوَدِ اَوْ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِي الثَّوْرِ الْاَبْيَضِ وَلَمْ يَذْكُرَا اَوْ كَالرَّقْمَةِ
فِي ذِرَاعِ الْحِمَارِ** ترجمہ دوسری روایت کا وہی حوالہ ہے گذرا اسمین یہ ہے کہ تم اسدن اور لوگون کے
سامنے ایسے ہو جیسے ایک سفید بال کالے بیل مین یا سیاہ بال سفید بیل مین اور گدہے کے پاؤن کے نشان کا ذکر نہین کیا طے

---

تمام ہوئی کتاب الایمان کی اب شروع ہوتی ہے کتاب طہارت کی اللہ کی عنایت پر بھروسا کرکے ۸ ربیع الاول

# كِتَابُ الطَّهَارَةِ

کتاب طہارت کے بیان مین **ف** ہر چند ایمان کے بعد سب
عبادات مین نماز مقدم ہے پر نماز کی شرط طہارت ہی اسلیے پہلے طہارت کو بیان کیا **بَابُ فَضْلِ الْوُضُوْءِ**
وضو کی فضیلت کا بیان **عَنْ اَبِيْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**

باب فضل الوضوء

الطُّهُورُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ تَمْلَاُ الْمِیْزَانَ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ تَمْلَاٰنِ اَوْ تَمْلَاُ مَا بَیْنَ
السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَالصَّلٰوۃُ نُوْرٌ وَالصَّدَقَۃُ بُرْھَانٌ وَالصَّبْرُ ضِیَاءٌ وَالْقُرْاٰنُ حُجَّۃٌ لَّکَ اَوْ عَلَیْکَ
کُلُّ النَّاسِ یَغْدُوْ فَبَایِعٌ نَفْسَہٗ فَمُعْتِقُھَا اَوْ مُوْبِقُھَا ترجمہ ابومالک اشعری سے (جنکا نام حارث یا
عبید یا کعب بن عاصم یا عمرو ہے) روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طہارت آدھے
ایمان کے برابر ہے ف یعنے اُسکا ثواب اسقدر بڑھتا ہے کہ ایمان کے آدھے ثواب کے برابر ہوجاتا
ہے اور بعضون نے کہا ایمان اُن سب گناہون کو جو ایمان سے پہلے ہوئی میٹ دیتا ہے اسیطرح
وضو کا بھی حال ہے کیونکہ وضو بغیر ایمان کے صحیح نہین ہوتا اور جب وضو ایمان پر موقوف ہوا تو
آدھے ایمان کے برابر ہوا اور بعضون نے کہا ایمان سے اس حدیث مین نماز مراد ہے جیسے اللہ تعالی
نے فرمایا وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُضِیْعَ اِیْمَانَکُمْ یعنے اللہ تمہارے نماز کو بیکار نہین کریگا اور طہارت شرط ہے نماز کی
اسلیے آدھی نماز کے برابر ہوئی اور حدیث مین شطر کا لفظ ہے اور شطر مین یہ ضرور نہین کہ برابر آدھا ہون
آدھا ہوا اور یہ قول سب قولون مین اچھا ہے اور احتمال ہے کہ مراد حدیث سے یہ ہو کہ ایمان کے دو جز ہین
ایک دل سے یقین کرنا دوسری ظاہر مین اطاعت کرنا اور طہارت مقدمہ ہے نماز کا اور نماز اطاعت ہے اسلیے طہارت
شطر ایمان ٹھیری واللہ اعلم (نووی) ف اور الحمد للہ بھر دیگا ترازو کو (یعنے اسقدر اُسکا ثواب عظیم ہے
کہ اعمال تولنے کا ترازو اوسکے اجر سے بھر جاویگا) اور سبحان اللہ اور الحمد للہ دونون بھر دینگے آسمانون
اور زمین کے بیچ کی جگہہ کو (اگر انکا ثواب ایک جسم کی شکل فرض کیا جاوے) اور نماز نور ہے ف
یعنے روکتی ہے گناہون سے اور باز رکھتی ہے برائیون سے اور لیجاتی ہے ثواب اور نیکی کیطرف
جیسے نور سے یہ باتین حاصل ہوتی ہین اور بعضون نے کہا مطلب یہ ہے کہ نمازی کو قیامت کے دن نور
ملیگا نماز کے ثواب مین اور بعضون نے کہا نماز نور ہے اسوجہ سے کہ نماز پڑھنے سے طرح طرح کے معارف
اور مکاشفات حاصل ہوتے ہین اسلیے کہ دل اسوقت فارغ ہوتا ہے اور متوجہ ہوتا ہے اللہ تعالی
کیطرف اور خود اللہ تعالے نے فرمایا مدد چاہو صبر اور نماز سے اور بعضون نے کہا نماز پڑھنے والے کے چہرے
پر ایک نور ہوگا قیامت کے دن اور دنیا مین بھی نمازی کے چہرے پر نور ہوتا ہے واللہ اعلم (نووی)
ف اور صدقہ دلیل ہے ف یعنے صدقہ دینے والے کی نجات کے لیے قیامت کے دن اسلیے
کہ منافق صدقہ نہین دیتا اور نہ صدقے مین کوئی فائدہ خیال کرتا ہے ف اور صبر روشنی ہے ف

یعنے وہ صبر جو شرعاً محبوب ہے وہ کیا ہے صبر کرنا اللہ کی اطاعت پر اور صبر کرنا گناہ سے بچنے کے لیے اور صبر کرنا مصیبتون پر اور دنیا کی تکلیفون پر اور غرض یہ ہے کہ صبر عمدہ چیز ہے اور جو شخص صابر ہے وہ ہدایت اور روشنی کی راہ پر ہے ابراہیم خواص رحمہ نے فرمایا کہ صبر کیا ہے جمے رہنا کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ پر ابن عطار نے کہا صبر کیا ہے بلا کے وقت اپنی زبان کو تھامے رہنا ادب کے ساتھ استاذ ابو علی دقاق نے کہا صبر کی حقیقت یہ ہے کہ جو اللہ تعالے نے تقدیر مین لکھدیا اسپر اعتراض کرے لیکن ظاہر کرنا اپنی مصیبت کا صبر کے خلاف نہین اگر بطور شکایت کے نہو کیونکہ ایوب علیہ السلام کو اللہ تعالے نے صابر کہا ہے اور انہون نے یہ کہا تھا مجھے دکھ اور بیماری ہے (نووی) ف اور قرآن تیری دلیل ہے دوسرے پر یا دوسرے کی دلیل ہے تجھپر (یعنے اگر سمجھ کر پڑھے اور فائدہ اٹھاوے تو تیری دلیل ہے نہین تو دوسرے کو فائدہ ہوگا اور تو محروم رہے گا) ہر ایک آدمی (بھلا ہو یا برا) صبح کو اوٹھتا ہے پھر اپنے تئین آزاد کرتا ہے (نیک کام کرکے خدا کے عذاب سے) یا (بری کام کرکے) اپنے تئین تباہ کرتا ہے **بَابُ وُجُوْبِ الطَّهَارَةِ لِلصَّلٰوةِ** نماز کے لیے طہارت کا ضرور ہونا **عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ دَخَلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَلَى ابْنِ عَامِرٍ يَعُوْدُهٗ وَهُوَ مَرِيْضٌ فَقَالَ اَلَا تَدْعُو اللّٰهَ لِيْ يَا ابْنَ عُمَرَ قَالَ اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تُقْبَلُ صَلٰوةٌ بِغَيْرِ طُهُوْرٍ وَلَا صَدَقَةٌ مِنْ غُلُوْلٍ وَكُنْتَ عَلَى الْبَصْرَةِ** ترجمہ مصعب بن سعد رح سے روایت ہے عبد اللہ بن عمر رض ابن عامر پاس آئے وہ بیمار تھے انکے پوچھنے کو ابن عامر نے کہا اے ابن عمر تم میرے لیے دعا نہین کرتے انہون نے کہا مین نے سنا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے اللہ نہین قبول کرتا نماز کو بغیر طہارت کے **ف** نووی نے کہا یہ حدیث نص ہے طہارت کے وجوب پر نماز کے لیے اور اجماع کیا ہے امت نے اس امر پر کہ طہارت شرط ہے نماز کی صحت کی قاضی عیاض نے کہا اختلاف کیا ہے علماء نے کہ طہارت کب فرض ہوئی ہے نماز کے لیے ابن جہم نے کہا کہ شروع اسلام مین وضو سنت تھا پھر آیت تیمم مین اسکی فرضیت اوتری اور جمہور علماء نے کہا ہے کہ وضو اس سے پہلے ہی فرض تھا پر انہون نے اختلاف کیا ہے آیا ہر ایک نماز کے لیے وضو فرض ہے یا اسی حالت مین جب محدث (بے وضو) ہو تو سلف کے کئی علماء اسطرف گئے ہین کہ ہر ایک نماز کے لیے وضو فرض ہے اگرچہ حدث نہ ہوا ہو اور دلیل انکی قول ہے اللہ تعالی کا اذا قمتم الی الصلوۃ

اخیر تک یعنے جب تم اوٹھو نماز کے لیے تو دھو منہ اور ہاتھ اور اسمین قید حدث کی نہین ہو اور ایک
جماعت کا قول یہہ ہو کہ اوائل اسلام مین ایسا ہی حکم تھا پھر منسوخ ہو گیا اور بعضون نے کہا کہ یہ حکم استحبابا
ہے نہ وجوبا اور بعضون کے نزدیک وضو اسی وقت مشروع ہوا تھا جب آدمی محدث ہو البتہ تازہ وضو
کرنا ہر ایک نماز کے لیے مستحب ہے اور اسی قول پر اجماع کیا ہے اہل فتوے نے اور نہین کوئی اختلاف نہین رہا
اور آیت مذکورہ مین محدثین کا لفظ مقدر ہے یعنی جب اوٹھو تم نماز کے لیے حدث کی حالت مین تمام ہوا کلام
قاضی کا اور ہمارے اصحاب نے اختلاف کیا ہے اسمین کہ وضو کے واجب ہونے کی علت کیا ہے بعضون نے کہا
وضو واجب ہوتا ہے حدث سے اور بعضون نے کہا واجب نہین ہوتا جب تک نماز کے لیے نہ اوٹھین اور بعضون
نے کہا دونو امرون سے واجب ہوتا ہے اور ہمارے اصحاب کے نزدیک یہی راجح ہے اور اجماع کیا ہے امت
نے کہ نماز بغیر طہارت کے حرام ہے خواہ یہہ طہارت پانی سے ہو یا مٹی سے اور کوئی فرق نہین ہے فرض اور
نفل نماز مین اور سجدہ تلاوت اور سجدہ شکر اور جنازے کے نماز مین مگر شعبی اور محمد بن جریر طبری سے منقول
ہے کہ جنازے کی نماز بغیر طہارت کے جائز ہے اور یہہ مذہب باطل ہے اور ابن تیمیہ رح سے منقول ہے
کہ سجدہ تلاوت بغیر طہارت کے درست ہو اور اجماع کیا ہے علما نے اسکے خلاف پر اگر کسی شخص نے عمدا بے
وضو نماز پڑہی تو وہ گنہگار ہوگا لیکن کافر نہ ہوگا یہی ہمارا اور جمہور علماء کا مذہب ہے اور ابو حنیفہ رح سے
منقول ہے کہ وہ کافر ہو جاویگا اسلیے کہ اُس نے دین کے ساتھ ٹھٹھا کیا اور ہماری دلیل یہہ ہے کہ کفر نہین ہوتا
مگر اعتقاد سے اور اس مصلی کا اعتقاد تو صحیح ہے یہ جب ہو کہ اُس مصلی کو کوئی عذر نہ ہو اگر عذر ہو مثلا نہ پانی ملے
نہ مٹی تو اسمین امام شافعی کے چار قول ہین اور ہر ایک قول کیطرف علما گئے ہین سب مین زیادہ صحیح
قول یہ ہے کہ نماز پڑہ لیوے بغیر طہارت کے پھر جب طہارت ممکن ہو تو نماز کا اعادہ کرے دوسرا قول یہ
ہے کہ نماز نہ پڑہے اور جب طہارت ممکن ہو اسوقت قضا پڑہ لیوے تیسرا قول یہ ہو کہ نماز پڑہ لینا مستحب ہے
لیکن قضا واجب ہے چوتھا قول یہ ہو کہ نماز پڑہ لیوے اور قضا واجب نہین اور اسی قول کو مزنی نے اختیار کیا
ہے اور یہہ سب قولون مین قوی ہے از روے دلیل کے اسلیے کہ نماز کا واجب ہونا تو حدیث سے ثابت
ہے آپنے فرمایا جب مین تمکو کسی کام کا حکم کرون تو اوسکو بجا لاؤ جہانتک تم سے ہو سکے اور اعادہ کے لیے
کوئی نیا امر چاہیے اور وہ موجود نہین (نووی) مع زیادۃ ف ت اور نہین قبول کرتا صدقہ اس مال غنیمت
مین سے جو تقسیم سے پہلے اوڑا لیا جاوے اور تم تو بصرے کے حاکم رہ چکے ہو ف اسوجہ سے غنیمت کا مال ہے

سے ضرور تم نے چوری کی ہوگی یا اللہ تعالیٰ اور بندوں کے حقوق تم پر ہونگے پھر ایسے شخص کے لیے
دعا کیا فائدہ دے گی اور ظاہر ہے کہ ابن عمر کا کہنا بطریق زجر اور تشدد کے تھا اور اس سے یہ غرض تھی
کہ اب بھی ابن عامر غفلت سے بیدار ہو اور توبہ کرے ورنہ دعا فاسقوں کے لیے مفید ہے ہمیشہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اور سلف اور خلف کافروں اور گنہگاروں کے لیے دعا کرتے رہے کہ خدا انکو ہدایت
کرے اور توبہ نصیب کرے (نووی) عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ ترجمہ دوسری روایت کا وہی ہے جو اوپر گذرا عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ
اَخِيْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُقْبَلُ صَلٰوةُ اَحَدِكُمْ
اِذَا اَحْدَثَ حَتّٰى يَتَوَضَّاَ ترجمہ ہمام بن منبہ سے روایت ہے جو وہب بن منبہ کے بھائی ہیں انہوں
نے کہا یہ وہ حدیثیں ہیں جو ابوہریرہ نے ہم سے بیان کیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر ذکر کیا کئی حدیثوں
کو انہیں ایک یہ حدیث بھی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نہیں قبول
کرتا تم میں سے کسی کی نماز جب وہ بے وضو ہو یہاں تک کہ وضو کرے بَابُ صِفَةِ الْوُضُوْءِ
وَكَمَالِهِ وضو کی ترکیب اور اسکے پورا کرنے کا بیان عَنْ حُمْرَانَ مَوْلٰى عُثْمَانَ اَخْبَرَهُ اَنَّ عُثْمَانَ
ابْنَ عَفَّانَ دَعَا بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّاَ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثُمَّ غَسَلَ مضمضہ
وَجْهَهُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنٰى اِلَى الْمِرْفَقِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُسْرٰى
مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ مَسَحَ رَاْسَهُ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى اِلَى الْكَعْبَيْنِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ استنثار
الْيُسْرٰى مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاَ نَحْوَ وُضُوْئِيْ هٰذَا
ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّاَ نَحْوَ وُضُوْئِيْ هٰذَا ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيْهِمَا نَفْسَهُ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ
مِنْ ذَنْبِهِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَكَانَ عُلَمَاؤُنَا يَقُوْلُوْنَ هٰذَا الْوُضُوْءُ اَسْبَغُ مَا يَتَوَضَّاُ بِهِ اَحَدٌ لِلصَّلٰوةِ ترجمہ حمران سے
روایت ہے (جو مولا غلام آزاد کیے ہوئے تھے عثمان بن عفان کے) انہوں نے کہا حضرت عثمان نے وضو
کا پانی منگوایا اور وضو کیا تو پہلے تو پہنچوں کو تین بار دھویا ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شروع وضو میں
پہنچوں کا تین بار دھونا سنت ہے اور اس پر اتفاق ہے علماء کا (نووی) ف پھر کلی کی ف نووی نے
کہا کلی کا کمال یہ ہے کہ پانی منہ میں لیوے پھر اوسکو پھراوے بعد اوسکے تھوک دیوے اور ادنے درجہ کلی کا

کہ پانی کو صرف منہ مین لیوے پھرا دیوے نہین لیکن پھرانا پانی کا تو قول مشہور کے موافق شرط نہین ہے اور یہی مذہب ہے جمہور کا لیکن ہمارے بعض اصحاب کے نزدیک شرط ہے اور یہہ اختلاف ویسا ہی ہے جیسے سر کے مسح مین اختلاف ہے بعضون کے نزدیک اگر گیلا ہاتھ سر پر رکھ لیا تو مسح ہوگیا اور بعضون کے نزدیک اسکا پھرانا ضرور ہے لیکن صحیح یہہ ہے کہ پھرانا ضرور نہین مثل اور اعضا کے اُن تک پانی پہونچانا کافی ہے **ف** اور ناک مین پانی ڈالا **ف** حدیث مین استنثر کا لفظ ہے اکثر اہل لغت نے اور فقہا اور محدثین نے استنثار کے معنی ناک چھنکنے کے کیے ہین یعنے پانی ڈالنے کے بعد اسکا ناک سے نکالنا اور ابن اعرابی اور ابن قتیبہ نے ناک مین پانی ڈالنے کے معنے کیے ہین اور صحیح پہلا قول ہے اور دوسری روایت اسکے موید ہے اسمین یہ ہے پہلے استنشاق کیا یعنے ناک مین پانی ڈالا پھر استنثار کیا یعنے ناک سنکی فرا سے منقول ہے کہ استنثار کہتے ہین ناک کے ہلانے کو طہارت مین اور استنشاق کہتے ہین پانی پہونچانے کو ناک کے اندر اور اوپر کھینچنے کو پانی کی سانس کے زور سے اور مستحب ہے کہ کلی اور ناک مین پانی ڈالنے مین مبالغہ کرے مگر جب روزہ سے ہو تو مبالغہ مکروہ ہے کیونکہ لقیط کی روایت مین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مبالغہ کر ناک مین پانی ڈالنے مین مگر جب تو روزہ دار ہو اور یہ حدیث صحیح ہے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی نے اسانید صحیحہ سے ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ جسطرح سے ہو جب پانی ناک اور منہ مین پہونچ گیا تو مضمضہ اور استنشاق ادا ہوگیا اور افضل کیونکر ہے اسمین پانچ قول ہین پہلا یہ ہے کہ تین چلو لیوے اور ہر ایک چلو مین سے کلی کرے اور ناک مین پانی ڈالے دوسرا یہ ہے کہ ایک ہی چلو سے تین بار کلی کرے پھر تین بار ناک مین پانی ڈالے تیسرا یہ ہے کہ ایک ہی چلو لیوے اور کلی کرے پھر ناک مین پانی ڈالے پھر کلی کرے اور ناک مین پانی ڈالے پھر کلی کرے اور ناک مین پانی ڈالے چوتھا یہ کہ دو چلو لیوے ایک چلو سے تین بار کلی کرے اور دوسرے چلو سے تین بار ناک مین پانی ڈالے پانچوان یہ کہ چھہ چلو لیوے پہلے تین چلوؤن سے کلی کرے پھر تین چلوؤن سے ناک مین پانی ڈالے اور صحیح پہلا قول ہے اور وہی ثابت ہے احادیث صحیحہ سے جنکو روایت کیا بخاری اور مسلم (نووی) **ف** پھر تین بار منہ دھویا پھر داہنا ہاتھ دھویا کہنی تک تین بار پھر بایان ہاتھ دھویا تین بار پھر مسح کیا سر پر پھر داہنا پاؤن دھویا ٹخنون تک تین بار پھر بایان پاؤن دھویا تین بار **ف** نووی نے کہا یہ حدیث اصل عظیم ہے صفت وضو مین اور اجماع کیا ہے مسلمانون نے کہ

کو واجب ایک ایک بار دھونا ہے اور تین بار دھونا سنت ہی اور احادیث صحیحہ مین ایک ایک بار اور دو دو
تین بار اور دو دو بار وارد ہے علمانے کہا ہو کہ یہ اختلاف دلیل ہے جواز کی اور تین بار کمال ہے اور
ایک بار کافی ہے اور اسیپر محمول ہے اختلاف احادیث کا اور راویون نے جو اختلاف کیا ایک ہی
صحابی سی تو یہ محمول ہی اس اوپر کہ بعضون نے یاد رکھا اور بعض بھول گئے پہر جسنے زیادہ بیان کیا وہ
قبول ہوگا اسلیے کہ زیادتی ثقہ کی مقبول ہی اور اختلاف کیا ہی علمانے سر کے مسح مین تو امام شافعی کے
نزدیک مسح بھی تین بار کرنا مستحب ہے جیسے باقی اعضا کا تین بار دھونا اور ابو حنیفہ اور مالک اور احمد اور
اکثر علما کے نزدیک سر کا مسح ایک ہی بار سنت ہی اور ایک بار سے زیادہ نہ کرنا چاہیے اور احادیث صحیحہ
مین ایک ہی بار مسح منقول ہے اور امام شافعی کی دلیل وہ حدیث ہی حضرت عثمان کی جو آگے آتی ہے کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تین تین بار اور قیاس کیا اونھون نے سر کو اور اعضا پر اور جن
حدیثون مین ایک بار مسح منقول ہی انکا یہ جواب دیا ہے کہ ایک بار مسح کرنا جواز کے بیان کے واسطے ہے اور
ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کیا ہے جو افضل تھا اور اجماع کیا ہے علما نے مونہہ اور دونو
ہاتھون اور پاؤن کے دھونے کے وجوب پر لیکن روافض نے پاؤنکے مسح کو واجب کیا ہی اور یہ انکی
بیہ کسی ہے کہ تمام نصوص متفق ہین پاؤن کے دھونے پر اور جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو
نقل کیا ہے انہی پاؤنکا دھونا روایت کیا ہے اسیطرح اجماع کیا ہے علما نے کہ سر کا مسح واجب ہے لیکن اختلاف
کیا ہے اوسکے مقدار مین امام شافعی اور ایک جماعت کی نزدیک اتنا واجب ہے جسکو مسح کہین اگرچہ ایک
ہی بال ہو اور مالک اور احمد اور ایک جماعت کی نزدیک سارے سر کا مسح واجب ہے اور ابو حنیفہ رح کے نزدیک
چوتھائی سر کا اور کلی اور ناک مین پانی ڈالنے کے وجوب مین چار مذہب ہین ایک تو مذہب مالک اور
شافعی کا ہے کہ یہ دونو سنت ہین وضو اور غسل مین اور سلف مین سے حسن بصری اور زہری اور حکم اور قتادہ
اور ربیعہ اور یحیے بن سعید انصاری اور اوزاعی اور لیث بن سعد اسی طرف گئے ہین اور عطا اور احمد سے بھی
ایک روایت یہی ہے دوسرا مذہب یہ ہے کہ دونون واجب ہین وضو اور غسل دونون مین اور وضو اور
غسل صحیح نہین ہوتے بغیر اونکے اور یہی مشہور ہے احمد بن حنبل سے اور یہی مذہب ہے ابن ابی
لیلے اور حماد اور اسحق بن راہویہ کا اور ایک روایت ہی عطا سے تیسرا مذہب یہ ہے کہ دونون غسل
مین واجب ہین وضو مین واجب نہین اور یہی قول ہے ابو حنیفہ اور انکے اصحاب اور سفیان ثوری کا

چوتھا مذہب یہ ہے کہ ناک مین پانی ڈالنا وضو اور غسل دونون مین واجب ہے اور کلی کرنا دونون مین سنت ہی اور یہی قول ہے ابوثور اور ابو عبید اور داؤد ظاہری اور ابو بکر بن منذر کا اور ایک روایت ہے احمد سے اور اتفاق کیا ہے جمہور علما نے اسپر کہ وضو اور غسل دونو مین پانی کا بہانا اعضا پر کافی ہے اور ملنا ضرور نہین اور مالک اور مزنی نے ملنا شرط کیا ہے اسیطرح جمہور علما نے اتفاق کیا ہے کہ ٹخنون اور کہنیون کا دھونا واجب ہے اور زفر اور داؤد ظاہری کے نزدیک واجب نہین اور اتفاق کیا علما نے کہ ٹخنون سے مراد وہ دو اونچی ہڈیان ہین جو پنڈلی اور پاؤن کے بیچ مین ہین اور ہر ایک پاؤن مین دو ٹخنے ہین اور رافضیون نے ایک نادر بات کہی ہے کہ ہر ایک پاؤن مین ایک ٹخنا ہے اور ٹخنہ وہ ہڈی ہے جو پاؤن کے بیچ مین ہے جہان پر چپل کا تسمہ رہتا ہے اور امام محمد سے بھی یہ منقول ہے پر صحیح نہین اور خلاف ہے لغت کے اور حدیث سے بھی یہ بات نکلتی ہے کہ ہر ایک پاؤن مین دو ٹخنے ہین اور دلائل اسکے بہت ہین اور مین نے ان سب دلائل کو تفصیل سے شرح مہذب مین بیان کیا ہے اور سب مذہبون کے اختلاف کو اور انکے وجوہ کو مفصل ذکر کیا ہے اور یہان پر مقصد یہی تھا کہ حدیث سے متعلق امورات کو بیان کرون ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ اگر کسی آدمی کے منہ دو ہون تو دونو کا دھونا واجب ہی اور اگر تین ہاتھ یا تین پاؤن ہون اور سب برابر کے ہون تو سب کا دھونا واجب ہوگا اور اگر زائد ہاتھ ناقص ہو لیکن فرض کی جگہہ پر یعنی کہنی کے اسطرف تو اسکو دھونا چاہیے اور جو کہنی سے اوپر کو ہو تو اسکا دھونا فرض نہین اگر کسی کا ہاتھ کہنی سمیت کاٹ ڈالا گیا تو اب باقی ہاتھ کا دھونا فرض نہین لیکن مستحب ہے کہ اسکو دھو لیوے تا کہ عضو طہارت سے خالی نہ ہے (نووی)

**ف** بعد اسکے کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے وضو کیا اسیطرح جیسے مین نے اب وضو کیا پھر فرمایا جو شخص میرے وضو کیطرح وضو کرے پھر دو رکعتین پڑھے کھڑے ہو کر پھیر اُنکے اور کسی خیال مین غرق نہو تو اسکے اگلے گناہ سب بخش دیے جاوینگے **ف** نووی نے کہا مراد ان گناہون سے صغیرہ گناہ ہین نہ کبیرہ اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ ہر وضو کے بعد دو رکعتین پڑھنا مستحب ہے اور یہ سنت موکدہ ہے ہمارے اصحاب مین سے ایک جماعت نے کہا کہ یہ دو رکعتین ہر وقت پڑھ سکتا ہے یعنی ان وقتون مین بھی جنمین نماز پڑھنا منع ہے اور دلیل اسکی حدیث ہے بلال کی جو صحیح بخاری مین ہے کہ وہ جب وضو کرتے تو نماز پڑھتے اور کہتے کہ سب عملون مین

اس عمل کی زیادہ امید ہے اور اگر وضو کے بعد فرض یا اور کوئی نفل پڑھے تب بھی یہ فضیلت حاصل
ہوجاویگی اور یہ جو فرمایا ہے جن میں اور کسی خیال میں غرق نہ ہو اسکا یہ مطلب ہے کہ دنیا کے خیالوں
میں نہ پہنچے جو نماز سے علاقہ نہیں رکھتے اگر کسی قسم کا خیال دلمین گذرے اور اسیوقت اسکو
ٹالدے اسمین غرق نہ ہو تو وہ معاف ہے اور خدا چاہے تو یہ فضیلت حاصل ہوجاوے گی کیونکہ ایسے
اسکا اختیار نہیں دوسری یہ کہ اللہ تعالے نے اس امت کو اس قسم کے خیالات جو دلمین گذرین اور
جمین نہین معاف کردیے ہین اور اسکا بیان اوپر کتاب الایمان مین گذر چکا **ف** ابن شہاب
نے کہا ہمارے علما کہتے تھے کہ یہ وضو سب وضوؤن مین پورا ہے جو نماز کے لیے کیا جاوے
**ف** یعنے یہ کامل وضو ہے اب اس سے بڑھانا اور تین بار سے زیادہ دھونا مکروہ ہے جب ایک
بار مین سارا عضو دھل جاوے اگر دو بار مین سارا عضو دھلے تو وہ ایک ہی بار سمجھا جاویگا اگر کسی کو
شک ہوگیا کہ دو بار دھویا یا تین بار تو دو بار سمجھے اور ایک بار اور دھولیوے یہی ٹھیک ہے اور
جوینی نے کہا کہ تین بار سمجھے اسلیے کہ دو بار کافی ہے اور چوتھی بار دھونا بدعت ہے اور بعضون نے
اس حدیث سے دلیل لائی ہے کہنیون اور ٹخنون سے زیادہ دھونے کی کراہت پر حالانکہ ہمارے
نزدیک یہ بہتر ہے اور ابن شہاب کے قول سے اسکی کراہت نہین نکلتی (نووی) **عَنْ** حُمْرَانَ
مَوْلَى عُثْمَانَ أَنَّهُ رَأَى عُثْمَانَ دَعَا بِإِنَاءٍ فَأَفْرَغَ عَلَى كَفَّيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ أَدْخَلَ يَمِينَهُ حمران
فِي الْإِنَاءِ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ
ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوئِي هَذَا ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيهِمَا نَفْسَهُ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ
**ترجمہ** حمران سے روایت ہے جو مولی (غلام آزاد) تھے عثمان بن عفان رضہ کے انہون نے دیکھا
حضرت عثمان کو انہون نے ایک برتن پانی کا منگوایا اور اپنے دونوں ہاتھون پر تین بار پانی ڈالا انکو دھویا
پھر داہنا ہاتھ برتن کے اندر ڈالدیا اور کلی کی اور ناک مین پانی ڈالا پھر منہہ کو تین بار دھویا اور دونون
ہاتھون کو دھویا کہنیون تک تین بار پھر سر پر مسح کیا پھر دونون پاؤن کو تین بار دھویا پھر کہا کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص میرے اس وضو کی طرح وضو کرے بعد اسکے دو رکعتین ایسی پڑھے
اور دل اور خیال ہیچ نہ لگاوے تو اسکے اگلے گناہ بخشدیے جاوینگے **ف** نووی نے کہا اس حدیث

یہ بات نکلتی ہے کہ کلی اور ناک کے لیے داہنے ہاتھ سے پانی لینا چاہیے اور یہ بھی دلیل لاتے
ہیں اس حدیث سے کہ کلی اور ناک میں ایک ہی چلو سے پانی لیوے اور یہ ایک طرح ہے ان پانچوں
طرحوں میں سے جنکو ہمنے اوپر بیان کیا اسیطرح یہ دلیل ہے کہ جتنا ہیں کہ دونوں پہونچوں کو برتن میں
ہاتھ ڈالنے سے پہلے دھونا چاہیے اگرچہ نیند سے بیدار نہ ہوا ہو جب ہاتھوں کی نجاست کا گمان
ہوا اور ہمارا مذہب یہی ہے انتہی

## بَابُ فَضْلِ الْوُضُوْءِ وَالصَّلٰوةِ عَقِبَهٗ

وضو کی اور اسکے بعد نماز پڑھنے کی فضیلت عَنْ حُمْرَانَ مَوْلٰی عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَهُوَ
بِفِنَاءِ الْمَسْجِدِ فَجَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ عِنْدَ الْعَصْرِ فَدَعَا بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَالَ وَاللّٰهِ لَاُحَدِّثَنَّكُمْ حَدِيْثًا
لَوْلَا اٰيَةٌ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مَا حَدَّثْتُكُمْ اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ
لَا يَتَوَضَّأُ رَجُلٌ مُسْلِمٌ فَيُحْسِنُ الْوُضُوْءَ فَيُصَلِّيْ صَلٰوةً اِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الصَّلٰوةِ
الَّتِيْ تَلِيْهَا ترجمہ حمران سے روایت ہے جو مولے تھے عثمان بن عفان کے انہوں نے کہا میں نے سنا
عثمان سے وہ مسجد کے سامنے تھے اتنے میں مؤذن اُنکے پاس آیا عصر کی نماز کے وقت انہوں نے
وضو کا پانی منگوایا اور وضو کیا پھر کہا قسم اللہ کی میں تم سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں اگر اللہ
کی کتاب میں ایک آیت نہ ہوتی تو میں تم سے بیان نہ کرتا ف وہ آیت یہ ہے اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ
مَا اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتٰبِ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ
یعنی جو لوگ چھپاتے ہیں اُن باتوں کو جو کھلی ہیں اور ہدایت کی باتیں بعد اسکے کہ ہمنے بیان کر دیا
انکو لوگوں کے لیے کتاب میں اُنپر اللہ لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں تو حضرت
عثمان کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالے نے علم کی باتیں بتلا دینا اور اسکا پہونچا دینا واجب کیا ہوتا تو مجھکو
کچھ حدیث بیان کرنے کی حرص نہیں کہ میں خواہ مخواہ تم سے بیان کرتا اگرچہ یہ آیت اہل کتاب
شان میں ہے مگر جو کوئی اُنکے سے کام کرے اور دین کی بات کو ضرورت کے وقت چھپاوے اُسکے
شان میں بھی یہی وعید ہو سکتی ہے اور ایک حدیث مشہور بھی موجود ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا جو شخص علم کی بات چھپاوے اللہ تعالے اسکو لگام دیگا انگار کی لت میں نے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص اچھی طرح وضو کرے ف یعنے پورا اُسکے شرائط
اور آداب کے ساتھ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وضو کے آداب اور شرائط سیکھنا اور اسپر عمل کرنا احتیاط

کے ساتھ مستحب ہے اور چاہیئے کہ آدمی اسطرح سے وضو کرے کہ سب اماموں کے نزدیک درست ہو جاوے اور اختلافات کی خصلتون مرکب کرے اسلیئے کہ ضروری ہے کہ بسم اللہ شروع میں کہے نیت کرے کلی کرے ناک میں پانی ڈالے ناک چھنکے سارے سر پر مسح کرے اعضاء کو ملے پے در پے وضو کرے (یعنے ایک عضو کو دہو کر ٹھیر نہ جاوے یہانتک کہ وہ سوکھ جاوے) ترتیب کی رعایت رکھے ایسے سب اختلافی باتون کو پیش نظر رکھے اور ایسا وضو کرے جو بالاجماع طہارت ہو (نووی) ف پہر نماز پڑھے تو اوسکے وہ گناہ بخشے جاوینگے جو اوس نماز سے لیکر دوسری نماز تک ہونگے ف یعنے مثلاً ظہر کے وقت ایسا وضو کیا تو ظہر سے لیکر عصر تک کے گناہ معاف ہونگے اسیطرح اگر پہر عصر کیلئے تازہ وضو کیا اور عصر کی نماز پڑہی تو عصر سے لیکر مغرب تک کے گناہ معاف ہو جاوینگے اس حدیث سے ہر ایک نماز کے لئے وضو کرنیکی بھی فضیلت نکلی عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِيْ حَدِيْثِ أَبِيْ أُسَامَةَ فَيُحْسِنُ وُضُوْءَهُ ثُمَّ يُصَلِّي الْمَكْتُوْبَةَ ترجمہ یہ حدیث بھی ویسی ہے جیسی اوپر گذری اسمین اتنا زیادہ ہے پہر اچھا کرے وضو اپنا پہر فرض پڑہے

عَنْ حُمْرَانَ أَنَّهُ قَالَ فَلَمَّا تَوَضَّأَ عُثْمَانُ قَالَ وَاللّٰهِ لَأُحَدِّثَنَّكُمْ حَدِيْثًا لَوْلَا آيَةٌ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مَا حَدَّثْتُكُمُوْهُ إِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَتَوَضَّأُ رَجُلٌ فَيُحْسِنُ وُضُوْءَهُ ثُمَّ يُصَلِّي الصَّلَاةَ إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الصَّلَاةِ الَّتِيْ تَلِيْهَا قَالَ عُرْوَةُ الْآيَةُ إِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدٰى إِلٰى قَوْلِهِ اللَّاعِنُوْنَ ترجمہ حمران سے روایت ہے جب حضرت عثمان وضو کر چکے تو انہوں نے کہا قسم اللہ کی میں تم سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں قسم اللہ کی اگر اللہ کی کتاب میں ایک آیت نہ ہوتی تو میں اس حدیث کو تم سے بیان نہ کرتا میں نے سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو شخص اچھی طرح وضو کرے پہر نماز پڑہے تو اسکے وہ گناہ بخشدیے جاوینگے جو اس نماز کے بعد سے دوسری نماز تک ہونگے عروہ نے کہا وہ آیت یہ ہے إِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدٰى إِلٰى قَوْلِهِ اللَّاعِنُوْنَ

عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ عُثْمَانَ فَدَعَا بِطَهُوْرٍ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ يَقُوْلُ مَا مِنِ امْرِئٍ مُسْلِمٍ تَحْضُرُهُ صَلَاةٌ مَكْتُوْبَةٌ فَيُحْسِنُ وُضُوْءَهَا وَخُشُوْعَهَا وَرُكُوْعَهَا إِلَّا كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا قَبْلَهَا مِنَ الذُّنُوْبِ مَا لَمْ يُؤْتِ كَبِيْرَةً وَذٰلِكَ الدَّهْرَ كُلَّهُ ترجمہ عمرو بن سعید بن عاص سے روایت ہے میں حضرت عثمان کے پاس بیٹھا تھا انہوں نے وضو کا پانی منگوایا پھر کہا میں نے سنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو کوئی مسلمان فرض نماز کا وقت آوے پھر اچھی طرح وضو کرے اور دل لگا کر نماز پڑہے اور اچھی طرح رکوع (اور سجدہ) کرے تو یہ نماز اوسکی اگلے گناہوں کا کفارہ ہو جاویگی جب تک کبیرہ گناہ نہ کرے اور ہمیشہ ایسا ہی ہوا کریگا ف ایسے اس نماز

اور وضو کی وجہ سے صغیرہ گناہ سب معاف ہو جاوینگے اور کبیرہ معاف نہ ہونگے یہ مطلب نہیں ہے کہ
صغیرہ بھی اُس وقت تک معاف ہونگے جب تک کبیرہ گناہ نہ کرے اگرچہ ظاہر حدیث سے یہ احتمال ہوتا ہے مگر
سیاق حدیث اس احتمال کا انکار کرتا ہے قاضی عیاض نے کہا یہ جو حدیث میں صغائر کا معاف ہو جانا
اور کبائر کا معاف نہ ہونا مذکور ہے اہلسنت کا یہی مذہب ہے اور کبائر توبہ سے معاف ہوتے ہیں یا اللہ
تعالی کی خاص رحمت اور فضل سے (نووی) عَنْ حُمْرَانَ مَوْلَى عُثْمَانَ قَالَ اَتَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رض
بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَالَ اِنَّ نَاسًا يَتَحَدَّثُوْنَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَادِيْثَ لَا اَدْرِيْ
مَا هِيَ اِلَّا اَنِّيْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ مِثْلَ وُضُوْئِيْ هٰذَا ثُمَّ قَالَ مَنْ
تَوَضَّأَ هٰكَذَا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَكَانَتْ صَلٰوتُهٗ وَمَشْيُهٗ اِلَى الْمَسْجِدِ نَافِلَةً وَفِيْ رِوَايَةِ
ابْنِ عَبْدَةَ اَتَيْتُ عُثْمَانَ فَتَوَضَّأَ ترجمہ حمران سے روایت ہے جو مولے تھے عثمان بن عفان رض کے انہوں
نے کہا میں عثمان بن عفان پاس وضو کا پانی لایا انہوں نے وضو کیا پھر کہا بعضے لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے ایسی حدیثیں نقل کرتے ہیں جنکو میں نہیں جانتا پر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپنے
وضو کیا اسی طرح جیسے میں نے وضو کیا پھر فرمایا جو شخص اس طرح وضو کریگا اوسکے اگلے گناہ بخشدیے جاوینگے
اور اسکو نماز کا اور مسجد تک جانے کا الگ ثواب ہوگا ابن عبدہ کی روایت میں یوں ہے کہ حمران نے کہا
میں عثمان پاس آیا انہوں نے وضو کیا یعنے پانی لانے کا ذکر نہیں عَنْ اَبِيْ اَنَسٍ اَنَّ عُثْمَانَ رض
تَوَضَّأَ بِالْمَقَاعِدِ فَقَالَ اَلَا اُرِيْكُمْ وُضُوْءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا
وَزَادَ قُتَيْبَةُ فِيْ رِوَايَتِهٖ قَالَ سُفْيَانُ قَالَ اَبُو النَّضْرِ عَنْ اَبِيْ اَنَسٍ قَالَ وَعِنْدَهٗ رِجَالٌ مِّنْ اَصْحَابِ
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ ابوانس (مالک بن ابی عامر اصبحی مدنی جو دادا ہیں امام مالک
کے) سے روایت ہے حضرت عثمان رض نے وضو کیا مقاعد میں ف مقاعد ان دوکانوں کو کہتے تھے جو
حضرت عثمان کے گھر کے پاس تھیں اور بعضوں نے کہا مقاعد زینہ اور سیڑھی کو کہتے ہیں اور بعضوں نے
کہا وہ مقام جو انہوں نے کام کاج کے لیے بیٹھنے کا قرار دیا تھا ف پھر کہا میں تمکو دکھلاؤں رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو پھر وضو کیا تین تین بار ف نووی نے کہا یہ حدیث اصل عظیم ہے اس مسئلہ
کی کہ وضو میں ہر ایک کام تین تین بار کرنا چاہیے اور اوپر بیان کر چکے کہ تین بار بجا لانا سنت ہے بالاجماع
اور واجب ایک ہی بار ہے اور امام شافعی کا استدلال اسی حدیث سے ہے کہ سر کا مسح بھی تین بار سنت ہے

ہے اور اعضاء دھونا اور اس باب میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں جنکی صحت اور ضعف کو میں نے
شرح مہذب میں بیان کیا ہے ف قتیبہ کی روایت میں یا تنا زیادہ ہے کہ جسوقت حضرت عثمان نے یہ
حدیث بیان کی اسوقت اُنکے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی صحابی موجود تھے اور
انہوں نے اس حدیث کو تسلیم کیا کسی نے انکار نہیں کیا بیہقی کی روایت میں ہے کہ حضرت عثمان نے تین
بار وضو کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے فرمایا کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
ایسا کرتے دیکھا ہے انہوں نے کہاں (نووی) عَنْ حُمْرَانَ بْنِ أَبَانٍ قَالَ كُنْتُ أَضَعُ لِعُثْمَانَ يصب اضع
طَهُورَهُ فَمَا أَتَى عَلَيْهِ يَوْمٌ إِلَّا وَهُوَ يُفِيضُ عَلَيْهِ نُطْفَةً وَقَالَ عُثْمَانُ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ انْصِرَافِنَا مِنْ صَلَاتِنَا هَذِهِ قَالَ مِسْعَرٌ أُرَاهَا الْعَصْرَ فَقَالَ مَا أَدْرِي أُحَدِّثُكُمْ
بِشَيْءٍ أَوْ أَسْكُتُ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ كَانَ خَيْرًا فَحَدِّثْنَا وَإِنْ كَانَ غَيْرَ ذَلِكَ فَاللَّهُ وَرَسُولُهُ
أَعْلَمُ قَالَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَطَهَّرُ فَيُتِمُّ الطُّهُورَ الَّذِي كَتَبَ اللَّهُ عَلَيْهِ فَيُصَلِّي هَذِهِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ
إِلَّا كَانَتْ كَفَّارَاتٍ لِمَا بَيْنَهُنَّ ترجمہ حمران بن ابان سے روایت ہے میں حضرت عثمان کے لیے طہارت
کا پانی رکھا کرتا تھا وہ ہر روز ایک تھوڑے پانی سے نہا لیا کرتے (یعنے غسل کر لیتے واسطے تحصیل طہارت
اور زیادتی ثواب کے) حضرت عثمان نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمسے حدیث بیان کی جب ہم
اس نماز سے فارغ ہوئے مسعر نے کہا (جو راوی ہے اس حدیث کا) میں سمجھتا ہوں وہ عصر کی نماز تھی
آپ نے فرمایا میں نہیں جانتا تم سے ایک حدیث بیان کروں یا چپ رہوں ف یعنے معلوم نہیں
اس حدیث کا بیان کرنا مصلحت ہے یا نہ بیان کرنا پھر آپ کو معلوم ہو گیا کہ بیان کرنا مصلحت ہے اسلیے
آپ نے بیان کر دیا کہ اونکو رغبت پیدا ہو طہارت میں اور عبادات کی قسم میں اور پہلے آپنے بیان
کرنے میں تامل کیا اس خیال سے کہ لوگ اسپر تکیہ نہ کر لیں بعد بیان کرنا مناسب سمجھا (نووی)
ف ہم نے کہا یا رسول اللہ اگر بہتری کی بات ہو تو بیان کیجیے اور جو بہتر نہ ہو تو اللہ اور اسکا رسول
خوب جانتا ہے ف بہتری کی بات سے یہ مراد ہے کہ ہماری خوشی کی بات ہو جس سے ہمکو رغبت
پیدا ہو اچھی اعمال میں یا ڈر پیدا ہو گناہ سے اور جو اس قسم کی حدیث نہ ہو تو اللہ اور اسکا رسول خوب جانتا
ہے یعنے آپ اپنی رائ پر عمل کیجیے اگر مناسب ہے تو بیان فرمائیے ورنہ خیر (نووی) ف آپنے فرمایا
جو مسلمان طہارت کرے پھر پوری طہارت کرے جسکو اللہ تعالے نے فرض کیا ہے اور پانچوں نمازیں

پیشتر تھے وہ گناہ معاف ہوجاوینگے جو ان نمازوں کے بیچ میں کریگا **ف** احادیث سے معلوم ہوا اگر طہارت میں صرف فرضوں کو ادا کرے اور سنن اور مستحبات کو چھوڑ دیوے جب بھی فضیلت حاصل ہوجاویگی یعنے گناہوں کی مغفرت اگرچہ سنتوں کے ادا کرنے سے اور زیادہ گناہ معاف ہونگے اور ثواب زیادہ ہوگا (نووی) **عَنْ** جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ حُمْرَانَ بْنَ أَبَانٍ يُحَدِّثُ أَبَا بُرْدَةَ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ فِي إِمَارَةِ بِشْرٍ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَتَمَّ الْوُضُوءَ كَمَا أَمَرَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فَالصَّلَوَاتُ الْمَكْتُوبَاتُ كَفَّارَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ هَذَا حَدِيثُ ابْنِ مُعَاذٍ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ غُنْدَرٍ فِي إِمَارَةِ بِشْرٍ وَلَا ذِكْرُ الْمَكْتُوبَاتِ ۔ **ترجمہ** جامع بن شداد سے روایت ہوا انہوں نے کہا میں نے حمران بن ابان سے سنا وہ حدیث بیان کرتے تھے ابو بردہ سے بشر کی حکومت میں (یعنے اسکی حکومت کے زمانہ میں) کہ عثمان بن عفان رض نے کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو شخص پورا کرے وضو کو جسطرح اللہ نے حکم کیا ہے تو اسکی فرض نمازیں کفارہ ہونگی ان گناہوں کی جو انکے بیچ میں کرے یہ روایت ہے ابن معاذ کی اور غندر کی روایت میں یہ عبارت نہیں (بشر کی حکومت میں) نہ فرض نمازوں کا بیان ہے **عَنْ** حُمْرَانَ مَوْلَى عُثْمَانَ قَالَ تَوَضَّأَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رض يَوْمًا وُضُوءًا حَسَنًا ثُمَّ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ هَكَذَا ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ لَا يَنْهَزُهُ إِلَّا الصَّلَاةُ غُفِرَ لَهُ مَا خَلَا مِنْ ذَنْبِهِ **ترجمہ** حمران سے روایت ہے جو مولا تھے عثمان بن عفان کے کہ عثمان رض نے ایک دن اچھی طرح وضو کیا پھر کہا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے وضو کیا اچھی طرح بعد اسکے فرمایا جو شخص اسطرح وضو کرے بعد اسکے مسجد میں جاوے لیکن نماز ہی کے لیے اوٹھے (یعنے اور کوئی کام کی نیت نہو بلکہ خالص نماز ہی کے قصد سے اوٹھے) تو اوسکے اگلے گناہ بخشدیے جاوینگے **عَنْ** عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ تَوَضَّأَ لِلصَّلَاةِ فَأَسْبَغَ الْوُضُوءَ ثُمَّ مَشَى إِلَى الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ فَصَلَّاهَا مَعَ النَّاسِ أَوْ مَعَ الْجَمَاعَةِ أَوْ فِي الْمَسْجِدِ غَفَرَ اللَّهُ لَهُ ذُنُوبَهُ **ترجمہ** حضرت عثمان بن عفان رض سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص نماز کیلیے پورا وضو کرے پھر فرض نماز کیلیے چلے (مسجد کو) اور لوگوں کے ساتھ یا جماعت سے یا مسجد میں پڑھے تو اللہ اسکے گناہ بخشیگا **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

مین کوئی عبادت کے لائق نہین سواے الله کے اور محمد اسکے بندے ہین اور بھیجے ہوئے ہین کھولے
جاوینگے اسکے لیے جنت کے آٹھون دروازے جسمین سے چاہے جاوے **ف** وضو کے بعد یہ کلمہ
پڑھنا مستحب ہے بالاتفاق اور ترمذی کی روایت اسکے بعد اتنا اور زیادہ ہے اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ
وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ اور نسائی نے اپنی کتاب عمل الیوم واللیلۃ مین روایت کیا ہے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ
وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ ہمارے اصحاب نے کہا ہے
کہ غسل کے بعد بھی اسکا پڑھنا مستحب ہے (نووی) **عَنْ** عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَذَكَرَ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ
لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ **ترجمہ** وہی ہے جو اوپر گذرا اسمین یون ہے أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ
وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

## **بَابٌ** آخَرُ فِي صِفَةِ الْوُضُوءِ

دوسرا باب وضو کی ترکیب مین **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ الْأَنْصَارِيِّ وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ قَالَ قِيلَ لَهُ تَوَضَّأْ لَنَا
وُضُوءَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا بِإِنَاءٍ فَأَكْفَأَ مِنْهُ عَلَى يَدَيْهِ فَغَسَلَهُمَا ثَلَاثًا ثُمَّ أَدْخَلَ
يَدَهُ فَاسْتَخْرَجَهَا فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ كَفٍّ وَاحِدَةٍ فَفَعَلَ ذٰلِكَ ثَلَاثًا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَاسْتَخْرَجَهَا
فَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَاسْتَخْرَجَهَا فَغَسَلَ يَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ أَدْخَلَ
يَدَهُ فَاسْتَخْرَجَهَا فَمَسَحَ رَأْسَهُ فَأَقْبَلَ بِيَدَيْهِ وَأَدْبَرَ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا بِرَأْسِهِ
وُضُوءُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **ترجمہ** عبداللہ بن زید بن عاصم انصاری سے روایت ہے وہ
صحابی تھے انسے لوگون نے کہا ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سا وضو کرکے بتلاؤ انہون نے
ایک برتن (پانی کا) منگوایا اسکو جھکا کر پہلے دونون ہاتھو نپر پانی ڈالا (اس سے معلوم ہوا کہ وضو کے شروع
مین دونون ہاتھونکا دھونا مستحب ہے پانی مین ہاتھ ڈالنے سے پہلے) اور دھویا انکو تین بار پھر ہاتھ برتن کے
اندر ڈالا اور باہر نکالا اور ایک ہی چلو سے کلی کی اور ناک مین پانی ڈالا تین بار ایسا کیا پھر ہاتھ ڈالا
اور باہر نکالا اور منہ کو تین بار دھویا (بخاری کی روایت مین ہے دونو چلو ملاکر پانی لیا اور تین بار منہ دھویا
**ف** اور ایک روایت مین صحیح بخاری کے ابن عباس سے یون ہے کہ ہاتھ ڈالکر ایک چلو لیا پھر اسکو
دوسرے ہاتھ پر جھکایا اور منہ دھویا ابن عباس نے کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی
وضو کرتے دیکھا اور سنن ابو داؤد اور بیہقی مین حضرت علی رضہ سے روایت ہے کہ دونون ہاتھ برتن مین ڈالے اور

مَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلَاثًا وَلَمْ يَقُلْ مِنْ كَفٍّ وَاحِدٍ وَزَادَ بَعْدَ قَوْلِهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ بَدَأَ بِمُقَدَّمِ
رَأْسِهِ ثُمَّ ذَهَبَ بِهِمَا إِلَى قَفَاهُ ثُمَّ رَدَّهُمَا حَتَّى رَجَعَ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي بَدَأَ مِنْهُ وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ ترجمہ
عمرو بن یحییٰ سے اسی اسناد سے روایت ہے اس میں یہ ہے کہ کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا تین بار اور یہ نہیں کہا
کہ ایک چلو سے اور آگے سے لے گئے اور پیچھے سے لے گئے کے بعد اتنا زیادہ کیا کہ پہلے سر کا مسح آگے سے شروع کیا اور گدی
تک لے گئے پھر پھیر کر لائے (دونوں ہاتھوں کو) اسی مقام پر جہاں سے شروع کیا تھا اور دونوں پاؤں دھوئے ف
شیعوں نے پاؤں کے دھونے کے عوض انکا مسح معمول کیا ہے حالانکہ پاؤں پر جسقدر گرد و غبار پڑتا ہے اور نجاست
کے لگنے کا احتمال ہوتا ہے سو منہ اور ہاتھوں پر اوتنا نہیں پھر اونکا دھونا ہی مقتضائے عقل ہے اور یہی ثابت
ہے احادیث صحیحہ مشہورہ سے اور لطف یہ کہ جب پاؤں موزے میں ہوں تو موزوں پر مسح کرنا جائز قرار دیں اور
جب پاؤں کھلا ہو تو اسکا دھونا ضرور نہ سمجھیں عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى بِمِثْلِ إِسْنَادِهِمْ وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ
وَقَالَ فِيهِ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَاسْتَنْثَرَ مِنْ ثَلَاثِ غَرَفَاتٍ وَقَالَ أَيْضًا فَمَسَحَ بِرَأْسِهِ فَأَقْبَلَ
بِهِ وَأَدْبَرَ مَرَّةً وَاحِدَةً قَالَ يَعْنِي أَمْلَى عَلَيَّ وُهَيْبٌ هَذَا الْحَدِيثَ مَرَّتَيْنِ وَقَالَ وُهَيْبٌ أَمْلَى
عَلَيَّ عَمْرُو بْنُ يَحْيَى هَذَا الْحَدِيثَ مَرَّتَيْنِ ترجمہ دوسری روایت بھی ایسی ہے جیسے اوپر گذری اس
میں یہ ہے آپ نے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور ناک جھنکی تین چلوں سے اور مسح کیا سر پر آگے سے لیگئے اور
پیچھے سے لے گئے ایک بار عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ الْمَازِنِيِّ يَذْكُرُ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَمَضْمَضَ ثُمَّ اسْتَنْثَرَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَيَدَهُ الْيُمْنَى ثَلَاثًا
وَالْأُخْرَى ثَلَاثًا وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ بِمَاءٍ غَيْرِ فَضْلِ يَدِهِ وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ حَتَّى أَنْقَاهُمَا ترجمہ عبد اللہ یداہ
بن زید بن عاصم سے روایت ہے انہوں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپنے وضو کیا پھر کلی کی پھر ناک
میں پانی ڈالا پھر مونہہ دھویا تین بار اور داہنا ہاتھ تین بار اور بایاں ہاتھ تین بار اور سر پر مسح کیا نیا
پانی لیکر (نہ اس پانی سے جو ہاتھوں میں لگا تھا) اور دونوں پاؤں دھوئے یہانتک کہ انکو صاف کیا ف

بَابٌ فِي الْاِسْتِنْثَارِ ناک میں پانی ڈالنا اسیطرح استنجا کرنا طاق مرتبہ بہتر ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا اسْتَجْمَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَجْمِرْ وِتْرًا وَإِذَا
تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ فِي أَنْفِهِ مَاءً ثُمَّ لِيَنْتَثِرْ ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ لینتثر
وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے پاخانے کی جگہہ کو ڈھیلوں سے صاف کرے تو طاق ڈھیلوں سے

صاف کرے **ف** یعنے تین یا پانچ یا سات ڈھیلون سے اور بعضون نے استجمار کے
معنے وضو کی لئے کئے ہین یعنے طاق بار خوشبو لیوے لیکن صحیح وہی ہے جو ترجمے مین مذکور ہے
اور مقصود یہ ہے کہ ڈھیلون سے پونچھنا طاق بار ہے یعنے تین یا پانچ بار یا زیادہ اور ہمارا مذہب یہ ہے
کہ تین سے زیادہ مستحب ہے اور حاصل مذہب کا یہ ہے کہ صاف کرنا واجب ہے اور تین پورے کرنا بھی
واجب ہے اگر تین سے صفائی ہوگئی تو اب زیادہ لینا واجب نہین اگر صفائی نہ ہوئی تو اور لینا چاہئے
پھر اگر طاق عدد ہوگیا تو اب زیادہ نہ لیوے اور جو جفت ہو جیسے چار یا چھ تو طاق کر لینا مستحب ہے
اور ہمارے بعض اصحاب نے کہا کہ طاق لینا واجب ہے بدلیل اس حدیث کے اور جمہور کی دلیل وہ حدیث
ہے جو سنن مین مروی ہے کہ جس نے طاق بار لیا تو اچھا کیا اور جس نے طاق بار نہ لیا تو کچھ حرج نہین
(نووی) **ف** اور جب کوئی تم مین سے وضو کرے تو ناک مین پانی ڈالے پھر ناک چھنکے
**عن** همام بن منبه قال هذا ما حدثنا به ابو هريرة عن محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم
فذكر احاديث منها وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا توضأ احدكم فليستنشق
بمنخريه من الماء ثم لينتثر ترجمہ ہمام بن منبہ سے روایت ہے ابو ہریرہؓ نے حضرت رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے سنکر یہ حدیثین ہم سے بیان کین پھر انہون نے ذکر کیا کئی حدیثون کو ایک
انہین سے یہ بھی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم مین سے وضو کرے
تو دونون نتھنون کو صاف کرے پانی سے پھر ناک چھنکے **ف** نووی نے کہا یہ حدیث
دلیل ہے اس شخص کی جو ناک چھنکنا واجب کہتا ہے **عن** ابي هريرة ان رسول الله صلى
الله عليه وسلم قال من توضأ فليستنثر ومن استجمر فليوتر ترجمہ ابو ہریرہؓ سے
روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص وضو کرے تو ناک مین پانی ڈالے اور
جو شخص استنجا کرے تو طاق بار کرے **عن** ابي هريرة وابي سعيد الخدري يقولان قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم بمثله ترجمہ ابو ہریرہ اور ابو سعید خدری سے ایسی ہی روایت
ہے جیسے اوپر گذری **عن** ابي هريرة ان النبي صلى الله عليه وسلم قال اذا استيقظ احدكم
من منامه فليستنثر ثلاث مرات فان الشيطان يبيت على خياشيمه ترجمہ ابو ہریرہؓ
سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نیند مین سے کوئی جاگے تو ناک جھنکے تین بار

اسلیے کہ شیطان اوسکے بانسے پر رہتا ہے یا ناک مین **ف** قاضی عیاض نے کہا احتمال ہے کہ حقیقۃً
شیطان ناک مین رہتا ہو کیونکہ ناک مین سے راستہ دل تک جاتا ہے اور اسپر کچھ پردہ بھی نہین ہے اور حدیث
مین ہے کہ شیطان دُھنی ہوئی چیز کو نہین کھولتا اسی لیے جمائی مین منہ بند کرنے کا حکم ہے تا کہ شیطان
منہ کے اندر نہ گھس جاوے اور احتمال ہے کہ شیطان سے مراد مجازاً غبار ہو یا ناک کا رینٹ وغیرہ (نووی)

**عن** جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَجْمَرَ اَحَدُکُمْ فَلْیُوْتِرْ
ترجمہ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم مین سے استنجا کرے
تو طاق بار کرے

**باب** وُجُوْبِ غَسْلِ الرِّجْلَیْنِ بِکَمَالِھِمَا پاؤن دھونا واجب ہے

**عن** عَائِشَۃَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ تُوُفِّیَ سَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ فَدَخَلَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِیْ بَکْرٍ
فَتَوَضَّأَ عِنْدَھَا فَقَالَتْ یَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ اَسْبِغِ الْوُضُوْءَ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ
سَلَّمَ یَقُوْلُ وَیْلٌ لِّلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ ترجمہ ام المومنین عائشہؓ پاس عبد الرحمن بن ابی بکر گیے جسدن
سعد بن ابی وقاص نے انتقال کیا تو انہون نے وضو کیا حضرت عائشہ نے کہا ای عبد الرحمن وضو کو پورا کر
مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے خرابی ہے ایڑیون کی جہنم کی آگ سے **ف** نووی
نے کہا امام مسلم کی غرض اس حدیث کے لانے سے یہ ہے کہ پاؤن کا دھونا واجب ہے اور مسح کافی نہین اور اس مسئلے مین
لوگون نے اختلاف کیا ہے کئی مذہب ہین مگر جسکو فقہا کی ایک جماعت اور اہل فتوے نے ہر ایک زمانی
اور ہر ایک شہر مین اختیار کیا ہے وہ یہ ہے کہ دونون پاؤن کا ٹخنون سمیت دھونا واجب ہے اور انکا مسح کافی
نہین اور دھونے کے ساتھ پھر مسح کرنا ضرور نہین اور اسکا خلاف کسی معتبر شخص سے منقول نہین اور شیعہ
نے کہا کہ دونون پاؤنکا مسح واجب ہے اور محمد بن جریر اور جبائی معتزلہ کے امام نے کہا کہ اختیار ہے خواہ مسح
کرے دونون پاؤن پر خواہ انکو دھووے اور بعض ظاہریہ نے کہا کہ مسح اور دھونا دونون واجب ہین اور ان
مخالفین نے جو دلائل بیان کیے ہین وہ ظاہر ہین اور مین نے ان سب کی تفصیل اچھی طرح شرح
مہذب مین کی ہے جو کوئی اوسکو دیکھے تو کوئی شبہ نہ رہیگا اور یہان تو ہمارا مقصود یہ ہے کہ حدیث کی
شرح بیان کرین نہ مخالفین کا رد و قدح اور مختصر یہ ہے کہ جتنے لوگون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو
نقل کیا ہے مختلف مقامات اور مختلف حالات مین ان سب نے پاؤنکا دھونا نقل کیا ہے اور یہ جو آپ نے فرمایا خرابی
ہے ایڑیون کی انکا مسح مین بھی دلیل ہے پاؤن کے دھونیکی ورنہ اس وعید کا کوئی مطلب نہین نکلتا اور ایک

حدیث صحیح ہو اور ابی عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ وضو کیونکر کرنا چاہیے
آپ نے پانی منگوایا اور دونون ہاتھ دھوئے وضو میں یہانتک کہ دونون پاؤن دھوئے پھر فرمایا وضو اسطرح چاہیے اور
جو کوئی اس سے زیادہ کرے یا کم اوسنے برا کیا اور ظلم کیا یہ حدیث صحیح ہے اسکو ابوداؤد وغیرہ نے باسانید صحیحہ
نقل کیا ہو عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ مَوْلیٰ شَدَّادِ بْنِ الْہَادِ حَدَّثَہٗ اَنَّہٗ دَخَلَ عَلیٰ عَائِشَۃَ فَذَکَرَ مِثْلَہَا عَنِ النَّبِیِّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِہٖ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا عَنْ سَالِمٍ مَوْلَی الْمَہْرِیِّ قَالَ خَرَجْتُ اَنَا وَعَبْدُ
الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِیْ بَکْرٍ فِیْ جَنَازَۃِ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ فَمَرَرْنَا عَلیٰ بَابِ حُجْرَۃِ عَائِشَۃَ فَذَکَرَ عَنْہَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِثْلَہٗ ترجمہ سالم سے روایت ہو جو مولیٰ تھا مہری کا اونسے کہا مین اور عبدالرحمن بن ابی بکر دونون
سعد بن ابی وقاص کے جنازہ مین نکلے تو حضرت عائشہ کے حجرے کے دروازے سے گذرے پھر بیان کیا اسی
حدیث کو جو اوپر گذری عَنْ سَالِمٍ مَوْلیٰ شَدَّادِ بْنِ الْہَادِ قَالَ کُنْتُ اَنَا مَعَ عَائِشَۃَ فَذَکَرَ عَنْہَا عَنِ النَّبِیِّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِہٖ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ رَجَعْنَا مَعَ
رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ مَکَّۃَ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ حَتّٰی اِذَا کُنَّا بِمَاءٍ بِالطَّرِیْقِ تَعَجَّلَ قَوْمٌ عِنْدَ
الْعَصْرِ فَتَوَضَّؤُا وَہُمْ عِجَالٌ فَانْتَہَیْنَا اِلَیْہِمْ وَاَعْقَابُہُمْ تَلُوْحُ لَمْ یَمَسَّہَا الْمَاءُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَیْلٌ لِّلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ اَسْبِغُوا الْوُضُوْءَ ترجمہ عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ مکے سے مدینے کو لوٹے راہ مین ایک جگہہ پانی ملا عصر کی نماز کا وقت ہو گیا تھا لوگون نے جلدی جلدی وضو کیا
ہم جو انکے پاس پہنچے تو اونکی ایڑیان سوکھی معلوم ہوتی تھین پھر پانی نہین لگا تھا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خرابی ہے ایڑیون کو
آگ سے پورا کرو وضو کو عَنْ مَنْصُوْرٍ بِہٰذَا الْاِسْنَادِ وَلَیْسَ فِیْ حَدِیْثِ شُعْبَۃَ اَسْبِغُوا الْوُضُوْءَ ترجمہ منصور سے یہی روایت ہے اور شعبہ کی حدیث مین اسبغوا
الوضوء کا بیان نہین کیا عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ تَخَلَّفَ عَنَّا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ سَفَرٍ سَافَرْنَاہُ فَاَدْرَکَنَا
وَقَدْ حَضَرَتْ صَلٰوۃُ الْعَصْرِ فَجَعَلْنَا نَمْسَحُ عَلیٰ اَرْجُلِنَا فَنَادیٰ وَیْلٌ لِّلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ ترجمہ
عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمسے چھٹ گئے ایک سفر مین پھر ہم نے پایا آپکو
اور عصر کی نماز کا وقت آگیا تھا ہم مسح کرنے لگے اپنے پاؤن پر آپ نے پکارا خرابی ہے ایڑیون کی جہنم کی
آگ سے عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاٰی رَجُلًا لَمْ یَغْسِلْ عَقِبَہٗ فَقَالَ وَیْلٌ
لِّلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا
جسنے وضو مین اپنی ایڑی نہین دھوئی تھی تو فرمایا خرابی ہے ایڑیون کی جہنم کی آگ سے عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ

اَنَّهُ رَاٰی قَوْمًا یَتَوَضَّؤُنَ مِنَ الْمِطْهَرَةِ فَقَالَ اَسْبِغُوا الْوُضُوْءَ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ اَبَا الْقَاسِمِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ وَیْلٌ لِّلْعَرَاقِیْبِ مِنَ النَّارِ ترجمہ ابو ہریرہ رضہ نے کچھ لوگون کو دیکھا جو برتنی سے وضو کر رہے تھے تو کہا پورا کرو وضو کو کیونکہ مین نے سنا ابو القاسم صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے خرابی ہے کونچون کی انگار سے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَیْلٌ لِّلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ ترجمہ ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خرابی ہے ایڑیون کی انگار سے

**بَابُ وُجُوْبِ اسْتِیْعَابِ جَمِیْعِ اَجْزَاءِ مَحَلِّ الطَّهَارَةِ** وضو مین تمام اعضا کو پورا دھونا چاہیے

عَنْ جَابِرٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اَنَّ رَجُلًا تَوَضَّأَ فَتَرَكَ مَوْضِعَ ظُفُرٍ عَلٰی قَدَمِهِ فَاَبْصَرَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ارْجِعْ فَاَحْسِنْ وُضُوْءَكَ فَرَجَعَ ثُمَّ صَلّٰی ترجمہ جابر رضہ سے روایت ہے جنہے بیان کیا حضرت عمر رضہ سے کہ ایک شخص نے وضو کیا اور ناخون برابر اپنے پاون مین سوکھا چھوڑ دیا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسے دیکھا تو فرمایا جا اور اچھی طرح وضو کرکے آ وہ لوٹ گیا پھر آنکر نماز پڑھی

ف نووی نے کہا اس حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ اگر وضو مین ایک ذرا مقام بھی جسکا دھونا واجب ہے سوکھا چھوڑ دے تو وضو درست نہ ہوگا اسپر سب کا اتفاق ہے لیکن تیمم مین اگر کوئی حصہ موضع کا چھوڑ دے اور اسپر ہاتھ نہ پھیرے تو اسمین خلاف ہے ہمارا اور جمہور علما کا مذہب یہ ہے کہ تیمم درست نہ ہوگا جیسے وضو درست نہین ہوتا اور ابو حنیفہ سے اسمین تین روایتین ہین ایک تو یہ کہ اگر آدھے سے کم چھوڑ دے تو درست ہو جاویگا دوسری یہ کہ درم سے کم چھوڑ دے تو درست ہو جاویگا تیسری یہ کہ اگر چوتھائی سے کم چھوڑ دے تو درست ہو جاویگا اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی نہ جانکر ایسا کرے جب بھی اسکی طہارت صحیح نہ ہوگی اور جو شخص جاہل ہو اوسکو نرمی سے سمجھانا چاہیے اور بعضے لوگ دلیل لاتے ہین اس حدیث سے کہ دونون پانونکا دھونا واجب ہے اور مسح کافی نہین اور ہمارے اصحاب نے دلیل کیا ہے اس حدیث کو موالاۃ یعنے پے درپے وضو کرنے کی وجوب پر اسلیے کہ آپ نے فرمایا اچھی طرح وضو کر اور یہ نہین حکم دیا کہ صرف سوکھا جو رہ گیا اسی مقام کو دھو لی حالانکہ یہ استدلال ضعیف ہے یا باطل ہے اس لیے کہ اچھی طرح وضو کرنیکے یہ بھی معنے ہو سکتے ہین کہ اسی وضو کو پورا کر انتہی

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ اَوِ الْمُؤْمِنُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَ مِنْ وَجْهِهِ كُلُّ خَطِیْئَةٍ نَظَرَ اِلَیْهَا بِعَیْنَیْهِ مَعَ الْمَاءِ اَوْ مَعَ

اٰخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ فَاِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيْئَةٍ كَانَ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ اَوْ مَعَ
اٰخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ فَاِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتْ كُلُّ خَطِيْئَةٍ مَشَتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَاءِ اَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ
الْمَاءِ حَتّٰى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِّنَ الذُّنُوْبِ ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب
بندہ مسلمان یا مومن (یہ شک ہے راوی کا) وضو کرتا ہے اور منہ دھوتا ہے تو اوسکے منہ سے وہ گناہ (صغیرے) نکل
جاتے ہین جو اس نے آنکھون سے کیے پانی کے ساتھ یا آخری قطرہ کے ساتھ (جو منہ سے گرتا ہے یہ بھی شک ہے راوی کا)
پھر جب ہاتھ دھوتا ہے تو اوسکے ہاتھون مین سے ہر ایک گناہ جو ہاتھ سے کیا تھا پانی کے ساتھ یا آخری قطرہ
کے ساتھ نکل جاتا ہے پھر جب پانون دھوتا ہے تو ہر ایک گناہ جسکو اوسنے پانون سے چلکر کیا تھا پانی
کے ساتھ یا آخری قطرے کے ساتھ نکل جاتا ہے یہانتک کہ سب گناہون سے پاک صاف ہوکر نکلتا ہے
(نووی نے کہا اس حدیث سے بھی رد ہوتا ہے روافض کا جو پانون پر مسح کرتے ہین) عَنْ عُثْمَانَ بْنِ
عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ
مِنْ جَسَدِهٖ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَظْفَارِهٖ ترجمہ حضرت عثمان سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا جو شخص اچھی طرح وضو کرے تو اوسکے گناہ بدن سے نکل جاتے ہین یہانتک کہ ناخنون
کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہین بَابُ اسْتِحْبَابِ اِطَالَةِ الْغُرَّةِ وَالتَّحْجِيْلِ فِي الْوُضُوْءِ منہ کو زیادہ دھونا اسقدر کہ
سر کے سامنے کا حصہ بھی دھل جاوے اسیطرح ہاتھون اور پانون کہنیون اور ٹخنون کے پار تک دھونا مستحب
ہے ف نووی نے کہا علما نے اختلاف کیا ہے کہ مستحب کہان تک دھونا ہے بعضون نے کہا
کہنیون اور ٹخنون سے بڑھکر دھونا چاہیے کتنا بڑھاوے اوسکی کوئی حد نہین بعضون نے کہا آدھے
بازو تک مستحب ہے اسیطرح آدھے پنڈلی تک بعضون نے کہا مونڈھون اور گھٹنون تک دھونا مستحب ہے
اور اس باب مین جو حدیثین مذکور ہین وہ اسبات کی تائید کرتی ہین اور یہ جو امام ابوالحسن بن بطال مالکی اور
قاضی عیاض نے دعوی کیا ہے کہ کہنی اور ٹخنے سے بڑھانا باتفاق علما مستحب نہین ہے یہ دعوے باطل ہے
اور کیونکر یہ دعوے صحیح ہوگا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوہریرہ سے اوسکے خلاف ثابت ہے اور
ہمارا مذہب وہی ہے جو ان حدیثون سے ثابت ہے اور جس نے خلاف کیا ہے اوسپر یہ حدیثین حجت ہین
اور یہ جو ایک حدیث مین مروی ہے کہ جس نے اس سے بڑھایا یا گھٹایا تو اوسنے برا کیا اور ظلم کیا مراد اس سے
تعداد مین بڑھانا اور گھٹانا ہے انتہی عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُجْمِرِ قَالَ رَاَيْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَتَوَضَّاُ فَغَسَلَ وَجْهَهٗ

فَاسْبَغَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنٰى حَتّٰى اَشْرَعَ فِي الْعَضُدِ ثُمَّ يَدَهُ الْيُسْرٰى حَتّٰى اَشْرَعَ فِي الْعَضُدِ
ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى حَتّٰى اَشْرَعَ فِي السَّاقِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى حَتّٰى اَشْرَعَ فِي السَّاقِ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ وَقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْتُمُ الْغُرُّ الْمُحَجَّلُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
مِنْ اِسْبَاغِ الْوُضُوْءِ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ فَلْيُطِلْ غُرَّتَهُ وَتَحْجِيْلَهُ ترجمہ نعیم بن عبداللہ مجمر سے روایت ہے
مین نے ابوہریرہ رضہ کو دیکھا وضو کرتے ہوئے انہون نے مونہہ دھویا تو اوسکو پورا دھویا پھر داہنا ہاتھ
دھویا یہانتک کہ بازو کا ایک حصہ دھویا پھر بایان ہاتھ دھویا یہانتک کہ بازو کا ایک حصہ دھویا پھر
سر پر مسح کیا پھر داہنا پاون دھویا یہانتک کہ پنڈلی کا بھی ایک حصہ دھویا پھر کہا مین نے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی وضو کرتے دیکھا ہے اور فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تمہاری
پیشانیان اور ہاتھ پاون سفید (نورانی) ہونگے قیامت کے دن وضو پورا کرنے کی وجہ سے پھر جو کوئی
تم مین سے اپنے مونہہ اور ہاتھ پاون کا دھونا بڑھا سکے تو بڑھاوے عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهُ رَاٰى اَبَا هُرَيْرَةَ
يَتَوَضَّأُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ حَتّٰى كَادَ يَبْلُغُ الْمَنْكِبَيْنِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ حَتّٰى رَفَعَ اِلَى السَّاقَيْنِ ثُمَّ
قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اُمَّتِيْ يَأْتُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ غُرًّا مُحَجَّلِيْنَ
مِنْ اَثَرِ الْوُضُوْءِ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يُطِيْلَ غُرَّتَهُ فَلْيَفْعَلْ نعیم بن عبداللہ سے روایت ہے انہون نے
دیکھا ابوہریرہ کو وضو کرتے ہوئے انھون نے مونہہ دھویا اور دونون ہاتھ دھوئے یہانتک کہ مونڈھون
تک پہونچ گئے پھر دونون پاون دھوئے یہانتک کہ پنڈلیون تک پہونچے بعد اوسکے کہا مین نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے میری امت کے لوگ قیامت کے دن سفید مونہہ اور سفید
ہاتھ پاون والے ہوکر آوینگے وضو کی نشان سے پھر جو کوئی تم مین سے اپنی مونہہ کو زیادہ دھو سکے وہ
دھووے عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ حَوْضِيْ اَبْعَدُ مِنْ اَيْلَةَ مِنْ
عَدَنٍ لَهُوَ اَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ الثَّلْجِ وَاَحْلٰى مِنَ الْعَسَلِ بِاللَّبَنِ وَلَاٰنِيَتُهُ اَكْثَرُ مِنْ عَدَدِ النُّجُوْمِ وَاِنِّيْ
لَاَصُدُّ النَّاسَ عَنْهُ كَمَا يَصُدُّ الرَّجُلُ اِبِلَ النَّاسِ عَنْ حَوْضِهِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَعْرِفُنَا يَوْمَئِذٍ
قَالَ نَعَمْ لَكُمْ سِيْمَا لَيْسَتْ لِاَحَدٍ مِنَ الْاُمَمِ تَرِدُوْنَ عَلَيَّ غُرًّا مُحَجَّلِيْنَ مِنْ اَثَرِ الْوُضُوْءِ ترجمہ
ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا حوض اتنا بڑا ہے جیسے عدن سے
عیلہ اس سے بھی زیادہ اسکا پانی برف سے زیادہ سفید اور شہد دودھ ملے سے زیادہ میٹھا ہے اور اسکے برتن گنتی

ہین وہ شمار مین تارون سے زیادہ ہین اور مین لوگون کو روکونگا اس حوض سے جیسے کوئی دوسرے کے
اونٹون کو اپنے حوض سے روکتا ہے لوگون نے کہا یا رسول اللہ آپ ہمکو پہچان لینگے اوسدن
آپنے فرمایا البتہ تمہارا نشان ایسا ہوگا جو سوا تمہارے کسی امت کے لیے نہ ہوگا تم آؤگے میرے سامنے
سفید ہاتھ پاؤن لیکر وضو کے طفیل سے عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
تَرِدُ عَلَیَّ اُمَّتِیَ الْحَوْضَ وَاَنَا اَذُوْدُ النَّاسَ عَنْهُ كَمَا يَذُوْدُ الرَّجُلُ اِبِلَ الرَّجُلِ عَنْ اِبِلِهٖ قَالُوْا يَا نَبِیَّ اللّٰهِ
تَعْرِفُنَا قَالَ نَعَمْ لَكُمْ سِيْمَا لَيْسَتْ لِاَحَدٍ غَيْرِكُمْ تَرِدُوْنَ عَلَیَّ غُرًّا مُحَجَّلِيْنَ مِنْ اٰثَارِ الْوُضُوْءِ وَلَيُصَدَّنَّ
عَنِّیْ طَائِفَةٌ مِّنْكُمْ فَلَا يَصِلُوْنَ فَاَقُوْلُ يَا رَبِّ هٰؤُلَاءِ مِنْ اَصْحَابِیْ فَيُجِيْبُنِیْ مَلَكٌ فَيَقُوْلُ وَ
هَلْ تَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا میری امت کے لوگ میرے پاس حوض کوثر پر آوینگے اور مین لوگون کو ہٹاؤنگا اسطرح سے جیسے
ایک مرد دوسرے مرد کے اونٹون کو ہٹاتا ہے لوگون نے کہا یا رسول کیا آپ ہمکو پہچان لیوینگے آپنے
فرمایا تمہاری نشانی ایسی ہی ہوگی جو کسی امت کے پاس نہ ہوگی تم آؤگے میرے پاس سفید پیشانی
اور ہاتھ پاؤن لیکر وضو کی وجہ سے ف نووی نے کہا ایک جماعت نے استدلال کیا ہے اس حدیث
سے کہ وضو خاص ہے اس امت سے اور بعضون نے کہا کہ وضو اس امت سے خاص نہین پر یہ فضیلت
یعنے پیشانی اور ہاتھ پاؤن نورانی ہونا خاص ہوگا قیامت کے دن اس امت سے اور دلیل انکی دوسری
حدیث ہی جسمین یہ ہے کہ یہہ میرا وضو ہے اور مجھ سے پہلے پیغمبرونکا وضو ہے لیکن اول جماعت نے
دو جواب دیے ہین ایک تو یہہ ہو کہ یہ حدیث ضعیف ہی اور اسکا ضعف مشہور ہے دوسری یہ کہ اگر
اس حدیث کو مان لیوین تو اس سے اسقدر ثابت ہوتا ہی کہ اگلے پیغمبرون کے لیے بھی وضو تھا پر اگلی
امتون کے لیے وضو نہین ثابت ہوتا ہے انتہی ف اور ایک گروہ روکا جاویگا میرے پاس آنے
سے وہ مجھ تک نہ آسکیگا تب مین عرض کرونگا اسے پروردگار یہ لوگ تو میرے ہین اسوقت ایک
فرشتہ مجھے جواب دیگا تم نہین جانتے جو ان لوگون نے تمہارے بعد دنیا مین نئے نئے کام کیے ف
دوسری روایت مین اتنا زیادہ ہے یہ سنکر مین کہونگا تو پھر پرے ہو پرے ہو یعنے دور ہو نووی نے کہا علما
نے اسمقام پر کئی طرح کی باتین لکھی ہین پہلی یہ کہ مراد ان لوگون سے منافق ہین اور جو اسلام سے پھر گئے تو
احتمال ہے کہ انکا حشر اسی نشان کے ساتھ یعنے سفید منہ اور ہاتھ پاؤن کے ساتھ ہو اور رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم نشان کو دیکھکر ان لوگون کو مسلمان سمجھین اسوقت آپکو جواب ملیگا کہ یہ لوگ اپنی حالت پر نہین رہے اور انہون نے تمہارے بعد دین کو بدل دیا یعنے اسلام پر انکا خاتمہ نہین ہوا دوسرے یہ کہ مراد ان لوگون سے وہ لوگ ہین جو حضرت کے زمانے مین تھے اور آپکی حیات مین مسلمان تھے پھر آپکے بعد اسلام سے پھر گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن لوگون کو پہچان کر بلاوینگے اگرچہ انپر وضو کا نشان نہ ہوگا اسوقت جواب ملیگا یہ لوگ تمہارے بعد اسلام سے پھر گئے تھے تیسری یہ کہ مراد اُن لوگون سے گنہگار ہین جنکا خاتمہ توحید پر ہوا پر گنہیگار ہوئے اور بدعتون مین مبتلا تھے لیکن بدعت کفر کے درجے تک نہین پہنچی تھی اس صورت مین یہ ضرور نہین کہ یہ لوگ جہنم ہی مین جاوین بلکہ شاید پہلے یہ سزا انکے جائیگی اونکو ملی پھر اللہ تعالی اونپر رحم کرے اور وہ جنت مین جاوین بغیر عذاب کے اور یہہ بھی ممکن ہے کہ اونکے مونہہ اور ہاتھ پانون سفید نورانی نہو اور احتمال ہے کہ یہ لوگ آپکے زمانے کے بھی ہون اور آپکے بعد کے بھی ہون لیکن آپ اونکو نشان سے پہچان لیوین امام ابن عبد البر نے کہا جو شخص دین مین نئی بات نکالے وہ حوض کوثر سے راندا جاویگا جیسے رافضی اور خارجی اور تمام گمراہ فرقے اسیطرح وہ لوگ بھی راندے جاوین گے جو ظلم کرتے ہون لوگون کے حق ڈباتے ہون حق کو مٹاتے ہون ناحق کو پھیلاتے ہون کبیرے گناہ علانیہ کرتے ہون اور اس قسم کے سب لوگون کے لیے بھی ڈر ہے کہ وہ حوض سے راندے جاوین لنتہے عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ حَوْضِيْ لَاَبْعَدُ مِنْ اَيْلَةَ مِنْ عَدَنٍ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنِّيْ لَاَذُوْدُ عَنْهُ الرِّجَالَ كَمَا يَذُوْدُ الرَّجُلُ الْاِبِلَ الْغَرِيْبَةَ عَنْ حَوْضِهٖ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَتَعْرِفُنَا قَالَ نَعَمْ تَرِدُوْنَ عَلَيَّ غُرًّا مُحَجَّلِيْنَ مِنْ اٰثَارِ الْوُضُوْءِ لَيْسَتْ لِاَحَدٍ غَيْرِكُمْ ترجمہ حذیفہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا حوض اتنا بڑا ہے جیسے عدن سے ایلہ (ایک شہر ہے مصر اور شام کے بیچ مین) قسم ہے اوسکی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے مین لوگون کو وہان سے ہٹاونگا جیسے کوئی دوسرے کے اونٹون کو اپنے حوض سے ہانکتا ہے لوگون نے کہا یا رسول اللہ آپ ہم کو پہچانین گے آپ نے فرمایا تم میرے پاس آوگے سفید پیشانی سفید ہاتھ پانون وضو کے نشان ہونگے جو تمہارے سوا اور کسی امت پر نہ ہونگے عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَى الْمَقْبَرَةَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ وَدِدْتُ اَنَّا قَدْ رَاَيْنَا اِخْوَانَنَا قَالُوْا اَوَلَسْنَا اِخْوَانَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ

أَنْتُمْ أَصْحَابِي وَإِخْوَانُنَا الَّذِينَ لَمْ يَأْتُوا بَعْدُ فَقَالُوا كَيْفَ تَعْرِفُ مَنْ لَمْ يَأْتِ بَعْدُ مِنْ أُمَّتِكَ يَا رَسُولَ
اللهِ فَقَالَ أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ رَجُلًا لَهُ خَيْلٌ غُرٌّ مُحَجَّلَةٌ بَيْنَ ظَهْرَيْ خَيْلٍ دُهْمٍ بُهْمٍ أَلَا يَعْرِفُ خَيْلَهُ
قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ فَإِنَّهُمْ يَأْتُونَ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنَ الْوُضُوءِ وَأَنَا فَرَطُهُمْ عَلَى الْحَوْضِ أَلَا
لَيُذَادَنَّ رِجَالٌ عَنْ حَوْضِي كَمَا يُذَادُ الْبَعِيرُ الضَّالُّ أُنَادِيهِمْ أَلَا هَلُمَّ فَيُقَالُ إِنَّهُمْ قَدْ بَدَّلُوا
بَعْدَكَ فَأَقُولُ سُحْقًا سُحْقًا ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان میں
تشریف لائے تو فرمایا سلام ہے تم پر یہ گھر ہے مسلمان لوگوں کا اور ہم خدا چاہے تو تم سے ملنے والے ہیں ف
اگرچہ مرنا یقینی ہے اس میں شک نہیں پر انشاء اللہ آپ نے برکت کے لیے فرمایا اور خدا کا حکم بجا لانے کے لیے
اسنے فرمایا تم کسی کام کو جو کل کرنے والے ہو مت کہو میں کل کرونگا بلکہ یوں کہو کرونگا اگر خدا چاہے اور جن
نے کہا انشاء اللہ عادت کے طور پر کہا یا تحسین کلام کے لیے اور بعضوں نے کہا کہ انشاء اللہ مرنے سے متعلق
نہیں ہے بلکہ مومنین کے ساتھ ملنے سے یعنی خدا چاہے تو خاتمہ ہمارا بھی ایمان پر ہوگا اور ہم بھی تم سے ملینگے
اسی جگہ اور بعضوں نے انشاء اللہ کے معنی جس وقت خدا چاہے اور بعضوں نے اور معنے کہے ہیں جو
ضعیف ہیں (نووی) ف میری آرزو ہے کہ ہم اپنے بھائیوں کو دیکھیں (اس حدیث سے معلوم ہوا کہ
نیک بات کی آرزو کرنا درست ہے جیسے علما اور فضلا سے ملنے کی) صحابہ نے کہا یارسول اللہ کیا ہم آپ کے
بھائی نہیں ہیں آپ نے فرمایا تم تو میرے صحاب ہو ف امام باجی نے کہا اس سے یہ غرض نہیں کہ
تم بھائی نہیں ہو بلکہ مقصود یہ ہے کہ تمہارا درجہ تو بھائی پنے سے زیادہ ہے تم تو صحابی ہو اور بھائی بھی
ہو اور جو لوگ ابھی پیدا نہیں ہوئے وہ صرف بھائی ہیں صحابی نہیں ہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا مومن
ایکدوسرے کے بھائی ہیں قاضی عیاض نے کہا ابن عبدالبر نے اس حدیث اور اور حدیثوں سے استدلال کیا ہے اس امر پر
کہ آپ کے بعد کے زمانے کے لوگ بھی فضیلت رکھتے ہیں یہانتک کہ بعض انہیں کے افضل ہیں بعض صحابہ
سے اور یہ جو حضرت نے فرمایا بہتر تم میں سے میرے زمانے کے لوگ ہیں تو اس سے مراد مہاجرین اور انصار ہیں اور وہ بیشک
افضل ہیں تمام امت میں لیکن جو شخص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف صحبت میں رہا ہو یا آپکو دیکھا ہو اور
اسکا کچھ اثر دین میں نہ ہو تو بعد کے زمانے کا شخص اس سے افضل ہو سکتا ہے جیسے اور حدیثوں سے معلوم ہوتا
قاضی نے کہا سوا ابن عبدالبر کے اور بعض متکلمین کا بھی یہی مذہب ہے لیکن اکثر علما اسکے خلاف ہیں
وہ کہتے ہیں جو حضرت کی صحبت میں رہا یا ایکبار بھی آپکو دیکھا اسکو صحبت کی فضیلت مل گئی اب اسکے بعد

کے زمانہ کا شخص اسکے برابر نہین ہو سکتا گو کتنا ہی مرتبہ رکھتا ہو علم اور زہد مین اور دلیل انکی حدیث ہی اگر تم مین سے کوئی احد کے برابر سونا خرچ کرے تو صحابہ کے مد یا آدھے مد کے برابر نہین ہو سکتا تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا (نووی) **ف** اور بھائی ہمارے وہ لوگ ہین جو ابھی دنیا مین نہین آئے صحابہ نے کہا یا رسول اللہ آپ کیونکر پہچانینگے اپنی امت کے ان لوگون کو جنکو آپ نے نہین دیکھا آپ نے فرمایا بھلا دیکھو اگر ایک شخص کی سفید پیشانی سفید ہاتھ پاؤن کے گھوڑے سیاہ مشکی گھوڑون مین ملجاوین تو وہ اپنے گھوڑے نہین پہچانے گا صحابہ نے کہا بیشک وہ تو پہچان لیگا آپ نے فرمایا تو میری امت کے لوگ سفید منہ اور سفید ہاتھ پاؤن رکھتے ہونگے قیامت کے دن وضو کی وجہ سے اور مین انکا پیش خیمہ ہونگا حوض کوثر پر خبردار ہو بعض لوگ میرے حوض پر سے ہٹائے جاوینگے جیسے بھٹکا ہوا اونٹ ہنکایا جاتا ہے مین اونکو پکارونگا آؤ آؤ اسوقت کہا جاویگا ان لوگون نے اپنی نیت بدل دیا تھا آپ کے بعد یعنے اپنا دین بدل دیا تھا اور کافر ہو گئے تھے یا انکی حالت بدل گئی تھی بدعت اور ظلم مین گرفتار ہو گئے تھے) تب مین کہونگا جاؤ دور ہو دور ہو **ف** سراج الوہاج مین ہے اللہ تعالے تباہ کرے رافضیون کو انہون نے ان لوگون سے صحابہ کرام کو سمجھا ہے مہاجرین اور انصار کو حالانکہ اس حدیث مین رجال کا لفظ ہے نہ صحابہ کا اور اگر صحابہ کا لفظ ثابت ہو تب بھی مراد وہ لوگ ہین جو آپ کی وفات کے بعد اسلام سے پھر گئے نہ تمام صحابہ معاذ اللہ اللہ تعالے نے اونکی تعریف مین فرمایا وما بدلوا تبدیلا اور فرمایا رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ اور فرمایا لیغیظ بہم الکفار اس سے یہ نکلتا ہے کہ جو شخص صحابہ سے ناراض ہو کر انپر غصہ کرے وہ خود کافر ہے لعنت ہو اللہ کی اس مردود پر جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیقون اور جان نثارون پر تہمت کرے اور انکو اہل بیت رسالت کا بدخواہ جانے اور بھول جاوے انکی خدمتون کو جنکی بدولت ہم تک اسلام پہنچا اور جنکی سعی اور کوشش سے آج تک دین کا قیام ہے انتہی **عن** اَبِی هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ اِلَى الْمَقْبَرَةِ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ جَعْفَرٍ غَيْرَ اَنَّ حَدِيْثَ مَالِكٍ فَلَيُذَادَنَّ رِجَالٌ عَنْ حَوْضِيْ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا **عن** اَبِیْ حَازِمٍ قَالَ كُنْتُ خَلْفَ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ لِلصَّلٰوةِ فَكَانَ يَمُدُّ يَدَهٗ حَتّٰى يَبْلُغَ اِبْطَهٗ فَقُلْتُ لَهٗ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ مَا هٰذَا الْوُضُوْءُ فَقَالَ يَا بَنِیْ فَرُّوْخَ اَنْتُمْ هٰهُنَا لَوْ عَلِمْتُ اَنَّكُمْ هٰهُنَا مَا تَوَضَّاْتُ هٰذَا الْوُضُوْءَ سَمِعْتُ خَلِيْلِیْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَقُولُ تَبْلُغُ الْحِلْيَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوُضُوءُ ترجمہ ابو حازم سے روایت ہے میں ابو ہریرہؓ کے پیچھے تھا وہ نماز کے لیے وضو کر رہے تھے تو اپنے ہاتھ کو دھوتے تھے لمبا کر کے یہاں تک کہ بغل تک دھویا میں نے کہا اے ابو ہریرہؓ یہ کیسا وضو ہے ابو ہریرہ نے کہا اے فروخ کی اولاد (فروخ ابراہیم کے ایک بیٹے کا نام ہے جسکی اولاد میں عجم کے لوگ ہیں ابو حازم بھی عجمی تھے) تم یہاں موجود ہو اگر میں جانتا تم یہاں موجود ہو تو میں اسطرح وضو نہ کرتا ف کسلیے کہ تم لوگوں کو اتنا علم نہیں ایسا نہ ہو تم گمراہ ہو جاؤ اور یہ خیال کرو کہ بغلوں تک ہاتھوں کا دھونا فرض ہے قاضی عیاض نے کہا ابو ہریرہ کی یہ غرض ہے کہ جو شخص پیشوا ہو اسکو چاہیے کہ جب کسی ضرورت سے رخصت پر عمل کرے یا وسوسہ کی وجہ سے کسی امر میں مبالغہ کرے یا کوئی خیال رکھتا ہو تو عام لوگوں کے سامنے نہ کرے خصوصاً جاہلوں کے ایسا نہ ہو کہ وہ بغیر ضرورت کے اس رخصت پر عمل کرنے لگیں یا اس کام کو لازم سمجھ لیں مثل فرض کے (نووی) ف میں نے سنا اپنے دوست سے یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے قیامت کے دن مومن کو وہاں تک زیور پہنایا جاویگا جہاں تک اسکا وضو پہنچتا ہے

**باب فضل اسباغ الوضوء على المكاره** سختی اور تکلیف کی حالت میں وضو پورا کرنے کا کیا ثواب ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يَمْحُو اللَّهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَذَلِكُمُ الرِّبَاطُ ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمکو نہ بتلاؤں وہ باتیں جن سے گناہ مٹ جاویں (یعنے معاف ہو جاویں یا لکھنے والوں کے دفتر سے مٹ جاویں) اور درجے بلند ہوں (جنت میں) لوگوں نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ بتلایئے آپ نے فرمایا پورا کرنا وضو کا سختی اور تکلیف میں (جیسے جاڑے کی شدت میں یا بیماری میں) اور بہت ہونا قدموں کا مسجد تک (اسطرح کہ مسجد گھر سے دور ہو اور بار بار جاوے) اور انتظار کرنا دوسری نماز کا ایک نماز کے بعد یہی رباط ہے (یعنے نفس کا روکنا عبادت کے لیے یا وہ رباط ہے جو جہاد میں ہوتا ہے جسکا ذکر قرآن شریف میں ہے وَرَابِطُوا)

عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ شُعْبَةَ ذِكْرُ الرِّبَاطِ وَفِي حَدِيثِ مَالِكٍ ذَكَرَ مَرَّتَيْنِ فَذَلِكُمُ الرِّبَاطُ فَذَلِكُمُ الرِّبَاطُ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا لیکن شعبہ کی روایت میں رباط کا ذکر نہیں ہے اور مالک کی روایت میں دوبار ہے یہی رباط ہے یہی رباط ہے

**بَابُ السِّوَاکِ** مسواک کرنے کا بیان **ف** امام نووی نے کہا مسواک سنت ہی واجب نہیں
کسی وقت نہ نماز کے لیے اور کسی وقت اور اسپر اتفاق کیا تمام معتد بہ علما نے لیکن شیخ ابو حامد
نے داؤد طائی سے اسکا وجوب نقل کیا ہے نماز کے لیے اور ماوردی نے بھی داؤد سے ایسا ہی نقل کیا ہے
لیکن کہا انہون نے مسواک ایسا واجب ہی جسکی ترک سے نماز باطل نہ ہوگی اور اسحاق بن راہویہ سے
منقول ہی کہ مسواک واجب ہے اگر قصداً اوسکو ترک کریگا تو نماز باطل ہوجاوے گی اور ہمارے پچھلے اصحاب نے شیخ
ابو حامد کی روایت کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ داؤد کا مذہب یہ ہے کہ مسواک سنت ہی جیسے جماعت اور اگر
داؤد سے مسواک کا وجوب ثابت ہو تب بھی اجماع مین اُن کی مخالفت ضرر کریگی کس لیے کہ محققین علما
اور اکثر اسی طرف ہین کہ مسواک سنت ہی اور اسحاق سے وجوب کی روایت صحیح نہین ہے پھر مسواک
مستحب ہے سب وقتون مین لیکن پانچ وقت زیادہ مستحب ہے ایک تو نماز کے وقت اگرچہ وضو سے ہو یا تیمم
سے دوسری وضو کے وقت تیسری قرآن کی تلاوت کے وقت چوتھی سو کر اُٹھنے وقت پانچوین منہ
کے تغیر کے وقت اور یہ تغیر یا تو نہ کھانے اور پینے سی ہوتا ہے یا بدبودار چیز کھانے سی یا بہت دیر تک
چپ رہنے سی یا بہت باتین کرنے سی اور امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ مسواک روزہ دار کیلئے مکروہ ہے
دوپہر ڈھلنے کے بعد تاکہ روزے دار کے منہ کی بو جو نہ کھانے سی پیدا ہوتی ہے اور وہ اللہ تعالے کو
پسند ہی جاتی نہ رہے اور مستحب ہے کہ مسواک پیلو کی ہو اگر کسی ایسی چیز سے کرے جس سی منہ کا تغیر جاتا رہے
تو مسواک ادا ہو جاویگی جیسے کھردرے کپڑے سی اور سعد سی یا اشنان سے (اسیطرح منجن سی) لیکن اگر
انگلی سے رگڑے اور انگلی نرم ہو تو مسواک ادا نہ ہوگی اگر سخت ہو تو اسمین تین قول ہین ایک تو مشہور ہی
ہے وہ یہ کہ کافی نہ ہوگی دوسری یہ کہ کافی ہوگی تیسری یہ کہ اگر کوئی اور چیز مسواک کرنے کو نہ ملے تو
تو کافی ہوگی ورنہ کافی نہ ہوگی اور مستحب یہ ہے کہ متوسط لکڑی سے مسواک کرے نہ بہت سوکھی جس سے
مسوڑہے چھل جاوین نہ بالکل گیلی اور مستحب یہ ہے کہ مسواک منہ کے عرض مین کرے نہ لنبائی مین ایسا نہ ہو کہ مسوڑہون
کو زخم لگے اگر طول مین مسواک کرے تو سنت ادا ہوگی لیکن مکروہ ہے اور مسواک کو خوب پھراوے
دانتون کے کنارون اور جڑون اور تمام حلق مین اوپر نیچے نرمی کے ساتھ اور پہلے داہنی طرف سی شروع کرے اور دوسرے
کی مسواک کرنا اسکی اجازت سی درست ہی اور لڑکے کو لڑکپن سے مسواک کی عادت ڈالین تاکہ عادت ہو جاوے انتہی
عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَفِیْ حَدِیْثِ

زُهَيْرٍ عَلَى اُمَّتِى لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مسلمانون پر شاق نہ ہوتا (یعنے دشوار) اور زہیر کی روایت مین یون ہے اگر میری امت پر شاق
نہ ہوتا تو مین انکو حکم کرتا ہر نماز کے وقت سواک کرنے کا ف نووی نے کہا یہ حدیث دلیل ہے اس
بات کی کہ سواک واجب نہین ہے امام شافعی نے کہا اگر سواک واجب ہوتی تو آپ حکم کرتے اگرچہ وہ شاق
ہوتا اور ایک جماعت علما نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ امر وجوب کے لیے ہے اور یہی مذہب ہے
اکثر فقہا اور جماعت متکلمین اور اصحاب اصول کا اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جو امر مستحب ہے وہ مامور بہ نہین
ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس مسئلے مین خدا کیطرف سے کوئی حکم نہ اترے اسمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو اجتہاد درست تھا اور یہی مذہب ہے اکثر فقہا اور اصحاب اصول کا اور یہی صحیح اور مختار ہے اور یہ بھی معلوم
ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت پر کیسی شفقت اور آسانی منظور تھی اور یہ بھی معلوم
ہوتا ہے کہ ہر نماز کے وقت سواک کرنا افضل ہے انتہی باختصار عَنْ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ اَبِيْهِ
قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ قُلْتُ بِاَيِّ شَيْءٍ كَانَ يَبْدَاُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ
قَالَتْ بِالسِّوَاكِ ترجمہ مقدام بن شریح نے اپنے باپ سے سنا انہون نے کہا مین نے حضرت عائشہ سے
پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر مین آتے تو پہلے کیا کام کرتے انہون نے کہا سواک کرتے
(اس سے معلوم ہوا کہ سواک کیسی ضروری چیز ہے) عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَانَ اِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ بَدَاَ بِالسِّوَاكِ ترجمہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم جب گھر مین آتے تو پہلے سواک کرتے عَنْ اَبِي مُوسٰى قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَرَفُ السِّوَاكِ عَلٰى لِسَانِهِ ترجمہ ابوموسے سے روایت ہے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پاس گیا سواک کا کونا آپکی زبان پر تھا (یعنے زبان صاف کرتے تھے سواک سے) عَنْ حُذَيْفَةَ
قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ لِيَتَهَجَّدَ يَشُوْصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ ترجمہ حذیفہ سے
روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اٹھتے ہوتے تہجد پڑھنے کو تو منہ صاف کرتے سواک سے (یا دانتون کو گھستے
سواک سے) عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ بِمِثْلِهِ وَلَمْ يَقُوْلُوا لِيَتَهَجَّدَ وَلَمْ يَقُوْلُوا
ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا اسمین یہ ہے کہ جب رات کو اٹھتے اور تہجد کا ذکر نہین عَنْ حُذَيْفَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوْصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

اَنَّهٗ بَاتَ عِنْدَ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقَامَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ فَخَرَجَ فَنَظَرَ فِي السَّمَاءِ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ فِيْ اٰلِ عِمْرَانَ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ حَتّٰى بَلَغَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ثُمَّ رَجَعَ اِلَى الْبَيْتِ فَتَسَوَّكَ وَتَوَضَّاَ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى ثُمَّ اضْطَجَعَ ثُمَّ قَامَ فَخَرَجَ فَنَظَرَ اِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ ثُمَّ رَجَعَ فَتَسَوَّكَ فَتَوَضَّاَ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى **ترجمہ** ابن عباسؓ سے روایت ہے وہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہے تو پچھلی رات کو آپ اوٹھے اور باہر نکلے آسمان کیطرف دیکھا پھر یہ آیت پڑھی جو سورہ آل عمران میں ہے اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ تک پھر لوٹ کر اندر آئے اور مسواک کی اور وضو کیا اور کھڑے ہو کر نماز پڑھی پھر لیٹ رہے پھر اوٹھے اور باہر نکلے اور آسمان کیطرف دیکھا اور یہی آیت پڑھی پھر لوٹ کر اندر آئے اور مسواک کی اور وضو کیا پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھی **ف** نووی نے کہا اس حدیث سے بڑے فائدے نکلے ہیں اور عمدہ احکام اور امام مسلم نے اس مقام پر اس حدیث کو مختصر ذکر کیا ہے اور پوری حدیث کتاب الصلوٰۃ میں بیان کی ہے ہم بھی وہیں اسکی شرح اور فوائد بیان کرینگے

**باب** خِصَالُ الْفِطْرَةِ سنت باتوں کا بیان **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْفِطْرَةُ خَمْسٌ اَوْ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ الْخِتَانُ وَالْاِسْتِحْدَادُ وَتَقْلِيْمُ الْاَظْفَارِ وَنَتْفُ الْاِبِطِ وَقَصُّ الشَّارِبِ **ترجمہ** ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فطرت پانچ ہیں یا پانچ چیزیں فطرت میں سے ہیں **ف** نووی نے کہا فطرت سے کیا مراد ہے اس میں علماء نے اختلاف کیا ہے ابو سلیمان خطابی نے کہا اکثر علماء نے فطرت کے معنے سنت کے کہے ہیں اور مطلب یہ ہے کہ یہ چیزیں پیغمبروں کی سنت ہیں اور بعضوں نے کہا فطرت سے دین مراد ہے پھر ان میں سے اکثر چیزیں واجب نہیں ہیں اور بعضی چیزوں کے وجوب میں اختلاف ہے جیسے ختنہ اور کلی اور ناک میں پانی ڈالنا **ف** ختنہ کرنا یہ امام شافعی اور بہت علماء کے نزدیک واجب ہے اور امام مالک اور اکثر علماء کے نزدیک سنت ہے امام شافعی کے نزدیک ختنہ مرد اور عورت دونوں پر واجب ہے مرد پر تو یہ کہ حشفہ (سپاری) پر جتنی کھال ہے وہ سب کاٹی جاوے یہانتک کہ پورا حشفہ کھل جاوے اور عورت پر یہ کہ فرج کے اوپر کی جانب میں سے ایک ٹکڑا گوشت کا لیا جاوے اور صحیح مذہب ہمارا جسپر جمہور علماء ہیں یہ ہے کہ ختنہ بچپن میں جائز ہے واجب نہیں اور ایک قول یہ ہے کہ ولی پر نابالغ کا ختنہ کرنا واجب ہے اسکے بالغ ہونے سے پہلے اور ایک قول یہ ہے کہ ختنہ حرام ہے دس برس سے پہلے اور صحیح یہ ہے کہ ختنہ بچہ کا پیدایش سے ساتویں دن کرنا مستحب ہے اور پیدایش کا دن ان سات دنوں میں محسوب ہوگا

الی آخر الآیۃ

یا اوسکے سوا سات دن چاہیئین اسمین دو قول ہین ظاہر یہ ہے کہ پیدایش کا دن بھی محسوب ہوگا اور
ہمارے اصحاب نے اختلاف کیا ہے خنثیٰ مشکل مین (یعنے جسمین مرد اور عورت دونو کی نشانیان برابر موجود
ہون) بعضون نے کہا اوسکا ختنہ فرج مین کرنا چاہیئے بلوغ کے بعد اور بعضون نے کہا جب تک اوسکا حال
نہ کھلے کہ مرد ہے یا عورت اسوقت تک اوسکا ختنہ نہ کرنا چاہیئے اور جس شخص کے دو ذکر ہون تو اگر دونو
کام کے ہون تو دونون کا ختنہ کیا جاوے ورنہ جو کام کا ہو اور کام سے مراد بعضون کے نزدیک پیشاب
ہے اور بعضون کے نزدیک جماع اور اگر کوئی آدمی بن ختنہ مرجاوے تو اسمین تین قول ہین صحیح اور مشہور
یہ ہے کہ ختنہ نہ کرین خواہ چھوٹا ہو یا بڑا دوسرا یہ کہ بڑا ہو تو کرین تیسرا چھوٹا ہو تو نکرین انتہی ف اور زیر ناف کے بال مونڈنا
ف اوسترے سے اور یہ سنت ہے اور مقصود یہ ہے کہ یہ مقام صاف اور پاک رہے اور افضل مونڈنا ہے
اور کترنا اور اوکھیڑنا بالون کا بھی درست ہے اسیطرح نورہ لگانا بھی درست ہے اور مراد زیر ناف سے
وہ بال ہین جو ذکر پر ہون اور اوسکے گرداگرد اسیطرح وہ بال جو عورت کے فرج کے آس پاس ہون
اور ابو العباس بن سریج نے کہا کہ مراد وہ بال ہین جو دبر کے گرد ہون بہرحال قبل اور دبر اور انکے گرد
آس پاس سب بالونکا مونڈنا بہتر ہے اب اوسکے لیے کوئی میعاد مقرر نہین جب ضرورت ہو اوسوقت
مونڈے یعنی جب بال بڑھ جاوین اسیطرح مونچھ اور بغل کے بال لینے کے ہے اور ناخون کترانے کے
لیے کوئی میعاد مقرر نہین اور یہ جو زیر ناف کے بالون مین منقول ہے کہ چالیس دن سے زیادہ چھوڑنا
اس سے یہ مقصود ہے کہ چالیس دن کے اندر مونڈنا چاہیئے نہ یہ کہ چالیس دن کچھ مونڈنے کی میعاد
ہے (نووی) بعض بے وقوف کم سمجھ لوگ یہ خیال کرتے ہین کہ شریعت محمدی مین ایسی چھوٹی چھوٹی
باتون سے کیون بحث کی جاتی ہے انکا جواب یہ ہے کہ یہ امر تو اس شریعت کے لیے ضرور ہے جو سب شریعتون
سے بہتر اور سب کی ناسخ ہو اور اعلیٰ تعلیم وہی ہے جس مین تمام ضروریات کی تعلیم ہو اور چھوٹی چھوٹی
باتون کو حقیر جان کر اور چھوڑ دینا اور ان کی تعلیم کیطرف توجہ نہ کرنا یہ تو بے وقوفون کا کام ہے
نہ عاقلونکا البتہ اس امر مین غور کرنا چاہیئے کہ یہ باتین مفید ہین اور منفعت بخش یا بیکار غور کرنے سے
معلوم ہوتا ہے کہ شریعت محمدی مین جن جن کامونکا حکم ہوا ہے خواہ ادنے ہو یا اعلے سب کے سب مفید اور ضرور
اور فائدہ بخش ہین ایک زیر ناف کے بال لینے کو دیکھو کہ علاوہ طہارت اور نظافت کے طبًّا بھی یہ امر باہ کو
بڑھاتا ہے اسیطرح اور کامون کو قیاس کرو وہ شخص بڑا جاہل کم سمجھ نادان بے وقوف ہے جو پیغمبر دین کو

اپنے او پر خیال کرتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ ان کے احکام مستحبہ اور ضروری نہیں ہو سکتی لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ف اور ناخون کا ٹنا ف یہہ بھی سنت ہی واجب نہیں ہے اور مستحب ہے کہ پہلے دونون ہاتھون کے ناخون کاٹے پھر پانون کے پہلے داہنے ہاتھ کلمے کی انگلی سے شروع کرتے پھر بیچ کی انگلی پھر اوسکے پاس والی انگلی پھر چھنگلیا پھر انگوٹھا پھر بائین ہاتھ مین چھنگلیا سے شروع کرے پھر اوسکے پاس والی انگلی اسیطرح انگوٹھے پر ختم کرے پھر داہنے پانون مین چھنگلیا سے شروع کرے اور بائین پانون کی چھنگلیا پر ختم کرے (نووی) ف اور بغل کے بال اکھیڑنا ف یہ بالاتفاق سنت ہے اور افضل یہی ہے کہ اوکھیڑے اگر اکھیڑ سکے اور مونڈنا اور نورہ لگانا بھی درست ہی اور یونس بن عبد الاعلی سے منقول ہی مین امام شافعی کے پاس گیا اونکے پاس مزین تھے وہ اپنی بغل کے بال مونڈ رہے تھے انہون نے کہا مین جانتا ہون کہ اوکھیڑنا سنت ہی لیکن مجھہ سے نہین ہو سکتا درد کی وجہ سے اور مستحب ہے کہ پہلے دہنی بغل سے شروع کرے (نووی) ف اور موچھہ کترانا یہ بھی سنت ہی اور مستحب ہے کہ داہنی طرف سے کترانا شروع کرے اور اختیار ہی کہ خود کترے یا دوسرے سے کتروا اور بغل کے بال خود لینا بہتر ہے اگر دوسرے سے منڈاوے تو بھی جائز ہی لیکن زیر ناف کے بال خود مونڈے اب اسمین اختلاف ہے کہ موچھہ کہانتک کترانا چاہیے مختار یہ ہے کہ یہانتک کتراوے کہ ہونٹ کا کنارہ کھل جاوے اور جڑ سے نہ کترے اور وہ جو حدیث مین آیا ہے میٹ دو موچھون کو مراد اس سے یہی ہے کہ جسقدر ہونٹ سے بڑہی ہوئی ہون اسیطرح داڑہی کی چھوڑنے کا حکم ہے اور فارس کے لوگون کی عادت تھی کہ وہ داڑہیون کو کترا کرتے تھے شریعت مین اسکی ممانعت ہوئی اور علما نے داڑہی مین دس بارہ باتین ایسی لکھی ہین جو اوس سے ایک زیادہ بری ہے ایک تو سیاہ خضاب کرنا داڑہی کا جب جہاد کی غرض سے نہو دوسرے زرد خضاب کرنا نیک لوگون کی مشابہت کے لیے نہ سنت کی پیروی کے واسطے تیسرے خضاب کرنا گندہک وغیرہ سے بالون کو جلدی سفید کرنے کے لیے تا کہ لوگ تعظیم اور ادب کرین اور یہ سمجھین کہ بزرگ ہین جو تھی اوائل شباب مین جب شروع داڑہی کے بال نکلین تو اونکا اوکھیڑنا زیبایش کے لیے اور امرد بنے رہنے کیلیے پانچوین سفید بالونکا اوکھیڑنا چھٹی بالون کی صفین جمانا بر نہ تاکہ عورتون کو بھلا معلوم ہو ساتوین اسکو گھٹانا رخسارون کے بال مونڈکر یا بڑہانا کنپٹی کے بالون کو ملاکر آٹھوین کنگھی کرنا بہ نیت نمایش نوین اسکو پریشان چھوڑ دینا بے پروائی سے یا ریا سے اپنی تئین زاہد کہلانے کو دسوین اوسکی سیاہی یا سفیدی کو دیکھنا غرور اور تکبر اور فخر کی نیت سے گیارھوین اوسکو باندہنا اور

گوندھنا یا بڑھانا اوسکو منڈانا پر اگر عورت کی ڈاڑھی نکل آوے تو اوسکو مونڈ ڈالنا مستحب ہے انتہی عن
ابی ہریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال الفطرۃ خمس الاختتان والاستحداد و
قص الشارب وتقلیم الاظفار ونتف الابط ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا عن انس
بن مالک قال قال انس وقت لنا فی قص الشارب وتقلیم الاظفار ونتف الابط وحلق العانۃ ان
لا نترک اکثر من اربعین لیلۃ ترجمہ انس بن مالک نے کہا ہمارے لیے میعاد مقرر ہوئی مونچھ کترنے
کی اور ناخون کاٹنے کی اور بغل کے بال نوچنے کی اور زیر ناف کے بال مونڈنے کی کہ نہ چھوڑیں ہم انکو چالیس رات سے
زیادہ عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال احفوا الشوارب واعفوا اللحی ترجمہ عبداللہ بن
عمر سے روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پست کرو مونچھون کو اور چھوڑ دو ڈاڑھیون کو عن
ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال امرنا باحفاء الشوارب واعفاء اللحیۃ ترجمہ
عبداللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمکو حکم ہوا مونچھون کو جڑ سے
کاٹنے کا اور ڈاڑھی کو چھوڑ دینے کا ف یہ مسلمانون کی وضع قرار پائی حقیقت مین یہی وضع
حکمت کے موافق ہے اور اسمین خوشنمائی اور صفائی دونون باتین ہین اب مونچھون کو بڑھانا اور
ڈاڑھیون مونڈنا یہ مسلمانی چال کے بالکل برخلاف ہے اور کافرون اور فاسقون کا شیوہ ہے عن
ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خالفوا المشرکین احفوا الشوارب واوفوا اللحی نسخہ اعفوا
ترجمہ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خلاف کرو مشرکون کا
نکال ڈالو مونچھون کو اور پورا رکھو ڈاڑھیون کو یعنی چھوڑ دو اُن کو اور ان مین کتر بیونت نہ کرو
یہی قول ہے ایک جماعت کا ہمارے اصحاب مین سے اور بہت علماء کا اور قاضی عیاض نے
کہا ڈاڑھی کا مونڈنا اور کترنا مکروہ ہے اور اسکے طول اور عرض مین سے بالون کا لینا اور برابر کرنا بہتر ہے
اور مکروہ ہے کہ آدمی اپنی ڈاڑھی بڑھا کر مشہور کرے جیسے ڈاڑھی کترا کر اور سلف نے اختلاف کیا ہے
کہ ڈاڑھی کی حد کیا ہے بعضون نے کہا کوئی حد نہین مگر اتنی نہ بڑھانے کہ مشہور ہو وے بلکہ کم کردیوے اور
امام مالک نے ڈاڑھی کو بہت لمبا کرنا مکروہ رکھا ہے اور بعضون نے ایک مٹھی کی حد کردی ہے جسقدر
اس سے زیادہ ہو وہ کتر ڈالنا چاہیے اور بعضون نے اسکا کترنا مطلقاً مکروہ جانا ہے مگر حج یا عمرے مین اور
مونچھون مین بہت سلف کا یہ قول ہے کہ بالکل جڑ سے کتری جاوین یا مونڈے جاوین کیونکہ حضرت نے

صاف نہ رہا مبیٹ دو مونچھون کو اور یہی قول ہے اہل کوفہ کا اور بہت سے لوگ اس طرف گئے ہین
کہ مونچھونکا بالکل مونڈ ڈالنا مکروہ ہے اور امام مالک کہتے تھے کہ یہ مثلہ ہے اور جو کوئی ایسا کرے اسکو سزا
دیجاوے اور مکروہ جانتے تھے انکا لینا اوپر سے اور ان لوگون کا یہ قول ہے کہ احفا اور جز اور قص
سب کے معنے کترنے کے ہین یعنے مونچھون کو کترنا چاہیے یہانتک کہ ہونٹ کا کنارہ کھل جاوے اور بعض
علمانے لکھا ہے کہ ان دونوں امرون مین اختیار ہے جو چاہے کرے تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا
اور مختار یہ ہے کہ ڈاڑہی تو اپنے حال پر چھوڑ دیجاوے اسمین کمی نہ کرین اور مونچھین اتنی کترین کہ ہونٹ
کا کنارہ کھلا رہے (نووی) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جُزُّوا
الشَّوَارِبَ وَاَرْخُوا اللِّحٰی خَالِفُوا الْمَجُوْسَ ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کترو مونچھون کو اور لٹکاؤ ڈاڑہیونکو اور خلاف کرو فارسیونکا (یعنے آتش پرستونکا) عَنْ
عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَشْرٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ وَاِعْفَاءُ
اللِّحْیَةِ وَالسِّوَاكُ وَاسْتِنْشَاقُ الْمَاءِ وَقَصُّ الْاَظْفَارِ وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ وَنَتْفُ الْاِبْطِ وَحَلْقُ
الْعَانَةِ وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ قَالَ زَكَرِیَّاءُ قَالَ مُصْعَبٌ وَنَسِیْتُ الْعَاشِرَةَ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ الْمَضْمَضَةَ
زَادَ قُتَیْبَةُ قَالَ وَكِیْعٌ اِنْتِقَاصُ الْمَاءِ یَعْنِی الْاِسْتِنْجَاءَ ترجمہ ام المومنین عائشہ رض سے روایت ہے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دس باتین پیدائشی سنت ہین ایک تو مونچھین کترنا دوسرے ڈاڑہی
چھوڑ دینا تیسرے مسواک کرنا چوتھی ناک مین پانی ڈالنا پانچوین ناخون کا ٹنا چھٹی پورون کا دہونا
(بالون کے اندر اور ناک اور بغل اور رانون کا دہونا) ساتوین بغل کے بال اکھیڑنا آٹھوین زیر ناف
کے بال لینا نوین پانی سے استنجا کرنا (یا شرمگاہ پر وضو کے بعد تھوڑا سا پانی چھڑک لینا) مصعب
نے کہا مین دسوین بات بھول گیا شاید کلی کرنا ہو وکیع نے کہا انتقاص الماء سے (جو حدیث مین وارد
ہے) استنجا مراد ہے عَنْ مُصْعَبِ بْنِ شَیْبَةَ فِیْ هٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ غَیْرَ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ اَبُوْهُ وَ
نَسِیْتُ الْعَاشِرَةَ ترجمہ دوسری روایت کا وہی ہے جو اوپر گذرا

## بَابُ الْاِسْتِطَابَةِ

باب استنجا کے بیان مین عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قِیْلَ لَهٗ قَدْ عَلَّمَكُمْ نَبِیُّكُمْ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
كُلَّ شَیْءٍ حَتَّی الْخِرَاءَةَ قَالَ فَقَالَ اَجَلْ لَقَدْ نَهَانَا اَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ لِغَائِطٍ اَوْ بَوْلٍ اَوْ اَنْ نَسْتَنْجِیَ
بِالْیَمِیْنِ اَوْ اَنْ نَسْتَنْجِیَ بِاَقَلَّ مِنْ ثَلٰثَةِ اَحْجَارٍ اَوْ اَنْ نَسْتَنْجِیَ بِرَجِیْعٍ اَوْ بِعَظْمٍ ترجمہ سلمان سے روایت ہے انسے کہا گیا تمہارے نبی نے

اونٹنی کو بٹھایا قبلے کے سامنے پھر اوسکی آڑ مین پیشاب کرنے لگے مین نے کہا یہ تو منع ہے انہون کہا منع جب ہے جب کھلے میدان مین ایسا کرے اگر قبلے مین اور استنجا کرنے والے مین کوئی چیز حائل ہو تو منع نہین روایت کیا اسکو ابوداؤد نے اور یہ حدیثین صحیح ہین جن سے اس امر کا جواز مکان مین ثابت ہوتا ہے اور ابوایوب اور سلمان اور ابوہریرہ کی حدیثین جو ممانعت مین وارد ہین وہ محمول ہین صحرا پر تاکہ جمع ہو جاوے حدیثون مین اور یہ امر متفق علیہ ہے کہ حدیثون مین جمع کرنا ضروری ہے جب جمع ہو سکے اور یہان پر تو جمع ممکن ہے اور جنگل اور مقام مین صرف فرق یہ ہے کہ جنگل مین قبلے کی طرف منہ اور پیٹھ کرنے کی کوئی ضرورت نہین اور مکان مین کبھی ضرورت ہوتی ہے مثلاً کھڈیان اسیطرف بنی ہون یا اور طرف جگہہ نہ ہو اور جس نے پیٹھ کرنا درست سمجھا ہے اوسکے رد کے لیے بہت سی صحیح حدیثین موجود ہین جنمین مطلقاً ممانعت آئی ہے جیسے ابوایوب وغیرہ کی حدیث اب امام شافعی کے مذہب کے موافق مکان مین قبلے کی طرف منہ اور پیٹھ کرنا اسوقت درست ہے جب دیوار مکان کی تین ہاتھ یا اس سے کم فاصلے پر ہو اور وہ دیوار یا آڑ اسقدر اونچی ہو کہ اعضاء اسفل کی آڑ ہو سکے اوسکا اندازہ پالان کی پچھلی لکڑی سے کیا ہے اور وہ دو تہائی ہاتھ کے برابر ہوتی ہے پھر اگر تین ہاتھ سے زیادہ فاصلہ ہو یا آڑ اس سے چھوٹی ہو تو منہ کرنا یا پیٹھ کرنا حرام ہوگا مثل جنگل کے اور ہمارے بعض اصحاب کے نزدیک ہر حال مین مکان مین یہ امر درست ہے اور جنگل مین درست نہین لیکن صحیح پہلا قول ہے اور کچھ فرق نہین آڑ مین خواہ جانور کی ہو یا دیوار کی یا ٹیلے کی یا پہاڑ کی اور اگر اپنا دامن قبلے کی طرف لٹکا دے تو اسمین اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ درست ہے اسلیے کہ آڑ ہو گئی اور جہان منہ کرنا یا پیٹھ کرنا درست ہے وہان بھی کراہت نہین لیکن جمہور کے نزدیک وہ بہتر اور مختار یہ ہے کہ اگر تکلیف و حرج ہو دوسری طرف منہ یا پیٹھ کرنے سے تو مکروہ نہین ورنہ مکروہ ہے اور جماع کرنا درست ہے قبلے کیطرف منہ کرکے مکان مین ہو یا جنگل مین ہمارا اور ابوحنیفہ اور احمد اور داؤد ظاہری کا یہی قول ہے اور مالکی لوگون نے اسمین اختلاف کیا ہے ابن قاسم نے اوسکو جائز رکھا ہے اور ابن حبیب نے مکروہ کہا ہے لیکن صحیح جواز ہے اور بیت المقدس کیطرف منہ یا پیٹھ کرنا درست ہے لیکن مکروہ ہے اور اگر پاخانہ یا پیشاب کرتے وقت قبلے کی منہ یا پیٹھ کر لیوے پھر استنجا کیوقت ایسا کرے تو جائز ہے

ف یا ہم استنجا کرین داہنے ہاتھ سے ف یہ امر بالاتفاق منع ہے مگر حرام نہین ہے اور بعض اہل ظاہر کے نزدیک حرام ہے ہمارے اصحاب نے کہا کہ داہنے ہاتھ سے استنجا کے متعلق کوئی کام نہ لیوے

مگر عذر سے اگر پانی سے استنجا کرے تو داہنے ہاتھ سے پانی ڈالے اور بائیں ہاتھ کو پھیرے ذکر پر یا دبر پر
اور اگر ڈھیلے سے استنجا کرے تو مقعد کو بائیں ہاتھ سے پونچھے اور ذکر کو ڈھیلا زمین پر یا دونو پاؤن
کے بیچ میں رکھکر اوس سے پونچھے اور بائیں ہاتھ سے ذکر کو تھامے اور جو یہ نہ ہو سکے تو ڈھیلا داہنے
ہاتھ میں لیوے اور ذکر کو بائیں ہاتھ سے پونچھے اور داہنا ہاتھ نہ ہلاوے اور ہمارے بعض اصحاب نے کہا
کہ ذکر کو داہنے ہاتھ سے تھامے اور ڈھیلے کو بائیں ہاتھ میں لیوے اور یہ صحیح نہیں ہے (نووی) ف
یا تین پتھرون سے کم میں استنجا کرین ف نووی نے کہا اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ تین
بار پونچھنا واجب ہے اور اس مسئلے میں علما کا اختلاف ہے ہمارا مذہب یہ ہے کہ ڈھیلے سے استنجا کرے تین
نجاست کا دور کرنا ضرور ہے اور تین بار پونچھنا ضرور ہے اگر ایک بار یا دو بار پونچھا اور نجاست دور ہو
تو تیسری بار پھر پونچھنا ضرور ہے اور یہی قول ہے احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور ابو ثور
کا اور مالک اور داؤد نے کہا کہ واجب صاف کرنا ہے نجاست سے اگر ایک ڈھیلے سے بھی صفائی ہو جاوے
تو کافی ہے اور ہمارے بعض اصحاب کا بھی یہی قول ہے لیکن مشہور مذہب ہمارا وہی ہے جو پہلے بیان
کیا ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ اگر ایسے ڈھیلے یا پتھر سے استنجا کیا جس کے تین کونے ہوں اور ہر ایک
کونے سے ایک ایک بار پونچھے تو کافی ہو جاویگا اسلیے کہ مقصود تین بار پونچھنا ہے اور تین پتھر یا ڈھیلے
بہتر ہیں ایسے ایک پتھر یا ڈھیلے سے اور اگر آگے اور پیچھے دونو طرف استنجا کرے تو چھ بار پونچھنا
ضرور ہے اور بہتر یہ ہے کہ چھ ڈھیلے ہوں لیکن اگر ایک ہی ڈھیلا چھ کونے والا ہو تو درست ہے
اسیطرح موٹے دبیز کپڑے سے جس میں دوسری طرف تری نہ پہنچے استنجا کرنا درست ہے ہمارے
اصحاب نے کہا ہے کہ اگر تین ڈھیلوں سے صفائی ہو جاوے تو اب چوتھا ڈھیلا نہ لیوے ورنہ چوتھا
ڈھیلا لینا ضرور ہے اب پانچواں لینا مستحب ہے طاق کرنے کے لیے اگر چوتھے سے صفائی ہو گئی ہو ورنہ
پانچواں لینا واجب ہے اب چھٹا نہ لیوے اور جو پانچویں سے صفائی نہ ہو تو چھٹا لینا واجب ہے اور چھٹے
سے صفائی ہو جاوے تو ساتواں مستحب ہے طاق کرنے کے لیے غرض کلیہ یہ ہے کہ اگر صفائی طاق سے
ہو جاوے تو اب نہ بڑھاوے اور جو جفت سے ہو تو ایک بڑھا کر طاق کر لیوے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
سلم نے حدیث میں پتھرون کا ذکر کیا ہے اس سے بعض اہل ظاہر نے سوا پتھر کے اور کسی چیز سے
استنجا کرنا جائز نہیں سمجھا ہے اور اکثر علما کا یہ قول ہے کہ پتھر کی کوئی تخصیص نہیں بلکہ چیندی اور لکڑی سے

بھی استنجا درست ہی اور غرض یہ ہے کہ ایسی چیز ہو جس سے نجاست دور ہو اور یہ امر سوای پتھر کے اور
چیزون سے بھی ہو سکتا ہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پتھرون کا ذکر اسلیے کیا ہے کہ اکثر پتھر
سہل سے ملجاتے ہین اور دلیل اسکی یہ ہے کہ آپ نی منع کیا ہڈی اور گوبر اور لید سے استنجا کرنیسے اگر پتھر
کی تخصیص منظور ہوتی تو سوا پتھر کے سب چیزون سے منع کرتے (نووی) ف یا گوبر اور ہڈی سے
استنجا کرین ف نووی نے کہا گوبر سے مقصود ہر ایک نجس چیز ہے اوس سے استنجا کرنا درست
نہین اور ہڈی کی ممانعت کی یہ وجہ ہے کہ وہ جنون کی خوراک ہی اسیطرح ہر ایک کھانیکی چیز
سے استنجا منع ہے اور جانور کے ہر ایک جز سے اور کتابون کے ورقون سے نجس چیز رقیق ہو
پانی کیطرح یا جمی ہوئے ہو اوس سے بھی اسیطرح استنجا درست نہین اگر کسی نے اس سے استنجا
کیا تو درست نہ ہوگا اور پھر صاف پانی سے استنجا کرنے پڑیگا ڈھیلہ کافی نہ ہوگا اسلیے کہ مقام
استنجا نجس ہوگیا اجنبی نجاست سے اور جو کسی نے کھانیکی چیز پاک سے استنجا کیا تو صحیح یہ ہے کہ درست نہ ہوگا
لیکن ڈھیلے سے استنجا اوسکے بعد کافی ہے اگر نجاست اپنے مقام سے زیادہ نہین بڑھی اور بعضون
نے کہا استنجا درست ہو جاویگا مگر گنہگار ہوگا (نووی) عن سلمان قال قال لنا المشرکون
انی اری صاحبکم یعلمکم حتی یعلمکم الخراءة فقال اجل انه نهانا ان یستنجی احدنا بیمینه
او یستقبل القبلة ونهانا عن الروث والعظام وقال لا یستنجی احدکم بدون ثلثة
احجار ترجمہ سلمان رض سے روایت ہی ہم سے مشرکون نے کہا ہم دیکھتے ہین تمہارے صاحب کو وہ
تمکو ہر چیز سکھلاتے ہین یہانتک کہ پاخانہ اور پیشاب کرنا بھی سلمان نے کہا بیشک آپ نی ہمکو
منع کیا ہے داہنے ہاتھ سے استنجا کرنے سے یا قبلے کیطرف منہ کرکے اور منع کیا ہے ہمکو گوبر اور ہڈی
سے استنجا کرنیسے اور آپنے فرمایا ہے کوئی تم مین سے استنجا نہ کرے تین پتھرون کے بغیر یا تین
پتھرون سے کم مین عن جابر یقول نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم ان یتمسح بعظم او ببعر ترجمہ
جابر رض سے روایت ہی منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پونچھنا ہڈی یا اونٹ کی مینگنی سے
یعنے استنجا کرنا ان چیزون سے) عن ابی ایوب ان النبی صلی الله علیه وسلم قال اذا اتیتم
الغائط فلا تستقبلوا القبلة ولا تستدبروها ببول ولا غائط ولكن شرقوا او غربوا
قال ابو ایوب فقدمنا الشام فوجدنا مراحیض قد بنیت قبل القبلة فننحرف عنها و

وَنَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ ترجمہ ابو ایوب سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم پاخانے کو جاؤ تو قبلہ کیطرف منہ نکرو نہ پیٹھ کرو کسیطرف پاخانہ یا پیشاب مین البتہ پورب یا پچھم کیطرف منہ کرو ف نووی نے کہا یہ مدینے والون کے لیے خاص حکم ہے یا جنکا قبلہ پورب اور پچھم کی طرف نہو ت ابو ایوب نے کہا پھر ہم شام کے ملک مین آئے دیکھا تو کھڈیان قبلے کیطرف بنی ہوئی ہین ہم اوپر سے منہ پھیر لیتے تھے اور خدا سے استغفار کرتے تھے عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا جَلَسَ اَحَدُکُمْ عَلٰی حَاجَتِہٖ فَلَا یَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَۃَ وَلَا یَسْتَدْبِرُھَا ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم مین سے کوئی حاجت کو بیٹھے تو قبلے کیطرف منہ نکرے نہ پیٹھ عَنْ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ قَالَ کُنْتُ اُصَلِّیْ فِی الْمَسْجِدِ وَعَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ مُسْنِدٌ ظَھْرَہٗ اِلَی الْقِبْلَۃِ فَلَمَّا قَضَیْتُ صَلَاتِیْ انْصَرَفْتُ اِلَیْہِ مِنْ شِقِّیْ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰہِ یَقُوْلُ نَاسٌ اِذَا قَعَدْتَ لِلْحَاجَۃِ تَکُوْنُ لَکَ فَلَا تَقْعُدْ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَۃِ وَلَا بَیْتِ الْمَقْدِسِ قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ وَلَقَدْ رَقِیْتُ عَلٰی ظَھْرِ بَیْتٍ فَرَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَاعِدًا عَلٰی لَبِنَتَیْنِ مُسْتَقْبِلَ بَیْتِ الْمَقْدِسِ لِحَاجَتِہٖ ترجمہ واسع بن حبان سے روایت ہے مین نماز پڑھتا تھا مسجد مین اور عبداللہ اپنی پیٹھ قبلے کیطرف لگائے ہوئے بیٹھے تھے جب مین نماز پڑھ چکا تو ایک طرف سے اونکے پاس مڑا عبداللہ نے کہا لوگ کہتے ہین جب حاجت کو بیٹھو تو قبلے اور بیت المقدس کے طرف منہ نکرو اور مین چھت پر چڑھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو اینٹون پر بیٹھے ہوئے دیکھا حاجت کے لیے بیت المقدس کیطرف منہ کیے ہوئے (اور جب بیت المقدس کیطرف منہ ہوگا تو قبلے کیطرف پیٹھ ہوگی) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَقِیْتُ عَلٰی بَیْتِ اُخْتِیْ حَفْصَۃَ فَرَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَاعِدًا لِحَاجَتِہٖ مُسْتَقْبِلَ الشَّامِ مُسْتَدْبِرَ الْقِبْلَۃِ ترجمہ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے مین اپنی بہن حفصہ کے گھر پر چڑھا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا حاجت کے لیے بیٹھے ہوئے شام کیطرف منہ تھا اور قبلے کیطرف پیٹھ تھی عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُمْسِکَنَّ اَحَدُکُمْ ذَکَرَہٗ بِیَمِیْنِہٖ وَھُوَ یَبُوْلُ وَلَا یَتَمَسَّحْ مِنَ الْخَلَاءِ بِیَمِیْنِہٖ وَلَا یَتَنَفَّسْ فِی الْاِنَاءِ ترجمہ ابو قتادہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم مین سے اپنا ذکر پیشاب کرنے مین داہنے ہاتھ سے نہ تھامے اور پاخانے کے بعد داہنے ہاتھ سے استنجا نہ کرے اور برتن مین پھونک نہ مارے ف

نووی نے کہا استنجا مین ذکر کو داہنے ہاتھ سے تھامنا مکروہ ہے کراہت تنزیہی نہ تحریمی جیسے اور گذرا
اور مقصود یہ ہے کہ داہنے ہاتھ سے کسیطرح کی مدد نہ لیوے استنجا مین اور برتن مین پھونک مارنا
اسلیے منع ہوا کہ شاید منہ یا ناک مین سے کوئی چیز نکلکر پانی مین گرے لیکن برتن کے باہر پھونکنا تین
سنت ہے تین بار **عَنْ** اَبِیْ قَتَادَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُکُمُ
الْخَلَاءَ فَلَا یَمَسَّ ذَکَرَہٗ بِیَمِیْنِہٖ ترجمہ ابو قتادہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا جب کوئی تم مین سے پائخانہ جاوے تو اپنے ذکر کو داہنے ہاتھ سے نہ چھیوے **عَنْ**
اَبِیْ قَتَادَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی اَنْ یَّتَنَفَّسَ فِی الْاِنَاءِ وَاَنْ یَّمَسَّ ذَکَرَہٗ
بِیَمِیْنِہٖ وَاَنْ یَّسْتَطِیْبَ بِیَمِیْنِہٖ ترجمہ ابو قتادہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے منع کیا برتن مین پھونکنے سے اور اپنے ذکر کو داہنے ہاتھ سے چھونے سے اور داہنے ہاتھ سے استنجا
کرنے سے **عَنْ** عَائِشَۃَ قَالَتْ اِنْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُحِبُّ التَّیَمُّنَ فِیْ طُہُوْرِہٖ
اِذَا تَطَہَّرَ وَفِیْ تَرَجُّلِہٖ اِذَا تَرَجَّلَ وَفِیْ انْتِعَالِہٖ اِذَا انْتَعَلَ ترجمہ ام المومنین عائشہ رض سے روایت
ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پسند کرتے تھے داہنی طرف سے شروع کرنے کو طہارت مین اور کنگھی
کرنے مین اور جوتا پہننے مین **ف** نووی نے کہا یہ ایک قاعدہ مستمرہ ہے شرع مین اور وہ یہ ہے کہ
جو کام دنیا مین ذرا عزت رکھتے ہین جیسے کپڑا پہننا اور پاجامہ پہننا اور موزہ پہننا اور مسجد مین جانا
اور مسواک کرنا اور سرمہ لگانا اور ناخون کاٹنا اور مونچھ کترنا اور بالون مین کنگھی کرنا اور بغل کے
بال منڈوانا اور سر منڈوانا اور سلام پھیرنا نماز کے بعد اور وضو کے اعضا دھونا اور پائخانہ سے نکلنا
اور کھانا اور پینا اور مصافحہ کرنا اور حجر اسود چومنا اور جو باتین انکی مثل ہین ان سب مین داہنی طرف سے
شروع کرنا مستحب ہے اور جو باتین انکے خلاف ہین جیسے پائخانہ جانا اور مسجد سے نکلنا اور ناک چھنکنا اور
استنجا کرنا اور کپڑا اتارنا اور پاجامہ یا موزہ اتارنا اور جو کام انکے مثل ہین انمین بائین طرف سے شروع کرنا مستحب ہے
اور یہ سب اسوجہ سے ہے کہ داہنی جانب کو بائین جانب پر بزرگی اور شرف ہے اور اجماع کیا ہے علما نے
اسپر کہ وضو مین داہنے ہاتھ یا پاؤن کو پہلے دھونا سنت ہے اگر اسکے خلاف کرے تو فضیلت جاتی رہے
گی لیکن وضو صحیح ہو جاویگا اور شیعہ کے نزدیک یہ امر واجب ہے اور انکی خلاف کا اعتبار نہین اور بائین طرف
سے شروع کرنا اگرچہ درست ہے لیکن مکروہ ہے شافعی نے صاف کہدیا ہے اور سنن ابو داؤد اور ترمذی

باب التیمن فی الطہور وغیرہ

مین باسناد حسن ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم پہنو
یا وضو کرو تو داہنی طرف سے شروع کرو اور یہ نص ہے داہنی طرف سے شروع کرنے مین اب اسکا
خلاف کرنا مکروہ ہے یا حرام اور علمار کا اجماع ہے اس پر کہ حرام نہین ہے تو مکروہ ہوگا اور بعض
اعضا وضو کے ایسے ہین جنمین داہنی طرف سے شروع کرنا مستحب نہین بلکہ داہنے اور بائین دونو
کی ایک بارگی طہارت کرنا چاہیے جیسے دونون کان دونون پہنچے دونون رخسارے اگر یہ امر نہ ہوسکے
تو داہنے سے شروع کرے (نووی) عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
یُحِبُّ التَّیَمُّنَ فِیْ شَانِہٖ کُلِّہٖ فِیْ نَعْلَیْہِ وَتَرَجُّلِہٖ وَطُہُوْرِہٖ ترجمہ ام المومنین عائشہؓ
سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داہنی طرف سے شروع کرنا ہر ایک کام مین پسند کرتے
جوتا پہننے مین اور کنگھی کرنے مین اور طہارت کرنے مین (بخاری کی روایت مین ہے جہانتک آپ
سے ہوسکتا ہر ایک کام مین) عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اتَّقُوا
اللَّاعِنَیْنِ قَالُوْا وَمَا اللَّاعِنَانِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ الَّذِیْ یَتَخَلّٰی فِیْ طَرِیْقِ النَّاسِ اَوْ فِیْ ظِلِّہِمْ
ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچو تم لعنت کے دو کامون
سے (یعنے جنکی وجہ سے لوگ تمپر لعنت کرین) لوگون نے کہا وہ لعنت کے دو کام کونسے ہین آپنے
فرمایا ایک تو راہ مین جدہر سے لوگ آتے جاتے ہون پاخانہ پھرنا دوسری سایہ دار جگہہ مین
(جہان لوگ بیٹھکر آرام لیتے ہون) پاخانہ پھرنا (ان دونون کامون سے لوگون کو تکلیف ہوگی
اور وہ برا کہین گے لعنت کرینگے) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
دَخَلَ حَائِطًا وَتَبِعَہٗ غُلَامٌ مَعَہٗ مِیْضَاۃٌ ہُوَ اَصْغَرُنَا فَوَضَعَہَا عِنْدَ سِدْرَۃٍ فَقَضٰی
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَاجَتَہٗ فَخَرَجَ عَلَیْنَا وَقَدِ اسْتَنْجٰی بِالْمَآءِ ترجمہ انسؓ بن
مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ کے اندر گئے اور آپکے پیچھے ایک لڑکا
گیا اوسکے پاس ایک بدہنا تھا وہ لڑکا ہم سب مین چھوٹا تھا اوسنے بدہنا ایک بیری کے پاس
دھردیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حاجت سے فارغ ہوئے اور باہر نکلے پانی سے استنجا
کرکے عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ یَقُوْلُ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدْخُلُ الْخَلَاءَ فَاَحْمِلُ
اَنَا وَغُلَامٌ نَحْوِیْ اِدَاوَۃً مِّنْ مَّاءٍ وَّعَنَزَۃً فَیَسْتَنْجِیْ بِالْمَآءِ ترجمہ انسؓ بن مالک سے روایت ہے

بَابُ النَّہْیِ عَنِ التَّخَلِّیْ فِی الطُّرُقِ وَالظِّلَالِ

یتقی اللاعنین سے مراد لعنت کے کام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پائخانے جاتے ہیں اور ایک اور لڑکا میرے برابر پانی کا ڈول اور برچھی اٹھاتے پھر آپ استنجا کرتے پانی سے (اور برچھی اسواسطے ساتھ رکھتے کہ اسکو سامنے گاڑ کے نماز پڑھیں عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَبَرَّزُ لِحَاجَتِهِ فَآتِيهِ بِالْمَاءِ فَيَغْتَسِلُ بِهِ ترجمہ انس رضی بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ حاجت کو کھلے میدان میں جاتے (لوگونکی نظر سے دور) پھر میں پانی آپ پاس لاتا آپ اس سے استنجا کرتے ف نووی نے کہا اس حدیث سے کئی مسائل نکلے ایک تو یہ کہ حاجت کو دور جانا چاہیے لوگون کی نگاہ سے دوسری یہ کہ جو شخص فضیلت رکھتا ہو وہ اپنے ساتھیون میں سے کسی سے کام لے سکتا ہے تیسری یہ کہ خدمت صالحین اور اہل فضیلت کی مستحب ہے چوتھی یہ کہ پانی سے استنجا کرنا مستحب ہے اور صرف پتھرون پر قناعت کرنے سے بہتر ہے اور لوگون نے اختلاف کیا ہے اس مسئلہ میں لیکن جمہور سلف اور خلف اور اہل فتوی اسطرف گئے ہین کہ ڈھیلون سے استنجا کر کے پھر پانی سے دھونا افضل ہے اور صرف ایک چیز پر اقتصار کرنا جائز ہے لیکن پانی پر اقتصار کرنا افضل ہے اور بعض سلف کے نزدیک ڈھیلون پر اقتصار کرنا افضل ہے اور ابن حبیب مالکی نے کہا ڈھیلے کافی نہیں ہین مگر اس صورت مین جب پانی نہ ملے اور بعض علمار نے ان حدیثون سے یہ استدلال کیا ہے کہ برتن سے وضو کرنا بہتر ہے حوض یا تالاب سے وضو کرنے سے مگر یہ استدلال مقبول نہین قاضی عیاض نے کہا اس قول کی کچھ اصل نہین اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ امر منقول ہے کہ آپ نے حوض کو پایا ہو پھر اوسکو چھوڑ کر برتن سے وضو اختیار کیا ہو۔

## بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ موزون پر مسح کرنے کا بیان

ف نووی نے کہا علما نے اجماع کیا ہے کہ موزون پر مسح کرنا جائز ہے سفر اور حضر دونون مین برابر ہے کہ ضرورت ہو یا نہ ہو اور نہیں اختلاف کیا ہین کسی نے جسکا اعتبار ہو البتہ شیعہ اور خوارج نے اسکا انکار کیا ہے اور اونکے اختلاف کا اعتبار نہین اور امام مالک سے اوسمین کئی روایتین ہین اور مشہور روایت جمہور کے موافق ہے اور موزون کے مسح کو بہت صحابہ نے نقل کیا ہے حسن بصری نے کہا مجھ سے ستر صحابیون نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسح کیا کرتے تھے موزون پر اور مین نے شرح مہذب مین ان صحابہ مین سے اکثر کا نام بیان کیا ہے اور کئی عمدہ باتین لکھی ہین اور اختلاف کیا ہے علما نے کہ مسح موزون پر افضل ہے یا پاؤنکا دھونا ہمارے صحاب نے یہ کہا ہے کہ پاؤن دھونا افضل ہے

اور یہی قول ہے حضرت عمر اور عبداللہ بن عمر اور ابوایوب انصاری کا اور ایک جماعت تابعین کی اس طرف گئی ہین کہ مسح افضل ہے اور یہی قول ہے شعبی اور حکم اور حماد اور احمد سے اس باب مین دو روایتین ہین صحیح یہ ہے کہ مسح افضل ہے اور دوسری روایت یہ ہے کہ دونون برابر ہین ابن منذر نے اسی کو اختیار کیا ہے عَنْ هَمَّامٍ قَالَ بَالَ جَرِيرٌ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ فَقِيلَ تَفْعَلُ هٰذَا فَقَالَ نَعَمْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَالَ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ قَالَ الْأَعْمَشُ قَالَ إِبْرَاهِيمُ كَانَ يُعْجِبُهُمْ هٰذَا الْحَدِيثُ لِأَنَّ إِسْلَامَ جَرِيرٍ كَانَ بَعْدَ نُزُولِ الْمَائِدَةِ ترجمہ ہمام سے روایت ہے جریر رضہ نے پیشاب کیا پھر وضو کیا اور مسح کیا موزون پر لوگون نے کہا تم ایسا کرتے ہو انہون نے کہا ہان مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے پیشاب کیا پھر وضو کیا اور مسح کیا دونون موزون پر اعمش نے کہا ابراہیم نے کہا لوگون کو یہ حدیث بہت بھلی معلوم ہوتی تھی کیونکہ جریر سورہ مائدہ کے اوترنے کے بعد مسلمان ہوئے تھے ف اور سورہ مائدہ مین وضو کی آیت ہے جسمین پانون دھونے کا حکم ہے اب اگر جریر اس سورت کے اوترنے سے پہلے مسلمان ہو چکے ہوتے تو یہ گمان ہو سکتا کہ انکی حدیث سورہ مائدہ کی آیت سے منسوخ ہو گئی ہو اور جب وہ اس سورت کے اوترنے کے بعد اسلام لائے تو اب یہ گمان ہرگز چل نہین سکتا اور سنن بیہقی مین ابراہیم بن ادہم سے مروی ہے انہون نے کہا ہے موزون کے مسح مین جریر کی حدیث سے بہتر کوئی حدیث نہین سنی (نووی) عَنِ الْأَعْمَشِ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمَعْنَى حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ عِيسَى وَسُفْيَانَ قَالَ فَكَانَ أَصْحَابُ عَبْدِ اللّٰهِ يُعْجِبُهُمْ هٰذَا الْحَدِيثُ لِأَنَّ إِسْلَامَ جَرِيرٍ كَانَ بَعْدَ نُزُولِ الْمَائِدَةِ ترجمہ دوسری روایت کا بھی وہی ہے جو اوپر گذرا اسمین یہ ہے کہ عبداللہ کے ساتھیون کو یہ حدیث بھلی معلوم ہوتی اسلیے کہ جریر سورہ مائدہ کے اوترنے کے بعد مسلمان ہوئے تھے عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْتَهَى إِلَى سُبَاطَةِ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا فَتَنَحَّيْتُ فَقَالَ ادْنُهْ فَدَنَوْتُ حَتَّى قُمْتُ عِنْدَ عَقِبَيْهِ فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ ترجمہ حذیفہ سے روایت ہے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا آپ ایک قوم کے گھورے پر پہونچے تو کھڑے ہو کر پیشاب کیا ف نووی نے کہا علماء نے اس حدیث مین کئی وجہین بیان کی ہین ایک تو وہ جو شافعی سے بھی منقول ہے کہ عرب کے لوگ پشت کے درد کا علاج کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے کرتے تھے اور ہم یہ سمجھتے ہین کہ رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی پیٹھ کے درد کے وجہ سے ایسا کیا ہوگا دوسری وجہ یہہ ہے جسکو بیہقی نے باسناد ضعیف نقل کیا ہے کہ آپ کے گھٹنون کے اندر درد تھا تیسری وجہ یہہ ہے کہ آپ کو جگہہ نہ ملی بیٹھنے کی اس لیے آپ لاچار ہوکر کھڑے رہے اور امام ابو عبد اللہ مازری اور قاضی عیاض نے ایک چوتھی وجہ بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ کھڑے ہونے مین دبر سے حدث نہ نکلنے کا اطمینان ہوتا ہے برخلاف بیٹھنے کے اور اسیواسطے حضرت عمر نے کہا ہے کہ کھڑے ہوکر پیشاب کرنا دبر کو روکے رکھتا ہے حدث نکلنے سے اور ایک پانچوین وجہ ہوسکتی ہے وہ یہ ہے کہ آپ نے کھڑے ہوکر اسلیے پیشاب کیا تھا تاکہ اسکا جواز معلوم ہو مگر ایک ہی بار ایسا کیا اور ہمیشہ کی عادت آپکی یہ تھی کہ بیٹھ کر پیشاب کیا کرتے حضرت عائشہ کی حدیث سے یہ امر ثابت ہے انہون نے کہا جو کوئی تم سے کہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوکر پیشاب کرتے تھے تو ہرگز نہ مانو آپ ہمیشہ بیٹھ کر پیشاب کیا کرتے تھے روایت کیا اسکو احمد بن حنبل اور ترمذی اور نسائی اور بہت لوگون نے اور اسناد اسکا بہتر ہے اور کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کی ممانعت مین کئی حدیثین مروی ہین لیکن وہ ثابت نہین ہین پر حضرت عائشہ کی یہ حدیث ثابت ہے اسیواسطے علما نے کہا ہے کہ کھڑے ہوکر پیشاب کرنا مکروہ ہے اگر عذر نہ ہو اور یہ کراہت تنزیہی ہے نہ تحریمی ابن منذر نے اشراق مین لکھا ہے کہ علما نے اختلاف کیا ہے کھڑے ہوکر پیشاب کرنے مین تو حضرت عمر رض اور زید بن ثابت اور ابن عمر اور سہل بن سعد سے یہ امر ثابت ہے کہ انہون نے کھڑے ہوکر پیشاب کیا ہے اور ایسا ہی منقول ہے انس اور علی رض اور ابو ہریرہ سے اور ایسا ہی کہا ہے ابن سیرین اور عروہ بن الزبیر نے اور ابن مسعود اور شعبی اور ابراہیم بن سعد نے اسکو مکروہ جانا ہے ابراہیم بن سعد اس شخص کی گواہی نہین قبول کرتے تھے جو کھڑے ہوکر پیشاب کرے اور اس مسئلے مین ایک تیسرا قول ہے وہ یہ کہ اگر پیشاب کرنے کی جگہہ ایسی ہو جس پر سے پیشاب کی قطرے اڑین تو کھڑے ہوکر پیشاب کرنا مکروہ ہے اور جو اوڑنے کا ڈر نہ ہو تو مکروہ نہین امام مالک کا یہی قول ہے ابن منذر نے کہا پیشاب بیٹھ کر کرنا مجھے سب سے زیادہ پسند ہے اور کھڑے ہوکر بھی درست ہے اور یہ سب ثابت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے تمام ہوا کلام ابن منذر کا لیکن ایک قوم کے گھوڑدیتا ہے پیشاب کرنیکے لیے تو یہ اسوجہ سے ہوگا کہ وہ لوگ اس سے برا نہ مانتے ہونگے بلکہ خوش ہوتے ہونگے اور جس شخص کو ناراضگی نہ ہو اسکی زمین مین پیشاب کرنا یا اسکا کھانا کھانا درست ہے

اور اوسکی مثالین حدیث مین بہت ہین یا وہ گھورا خاص اس قوم کا نہوگا بلکہ سب گھرون کے صحن مین مشترک ہوگا لیکن اونکے گھر کے قریب ہوگا اسوجہ سے انکی طرف نسبت کیا گیا اور یہ جو آپنے گھورے پر پیشاب کیا اور دور تشریف نہ لیگئے حالانکہ آپ کی عادت یہ تھی کہ حاجت کے لیے دور جاتے تو قاضی عیاض نے اسکی یہ وجہ بیان کی ہے کہ آپ لوگون کو سمجھانے مین یا وہ اپنے اور کامون مین مصروف ہونگے دفعۃً آپکو پیشاب کی حاجت ہوئی اور اسوقت دور جانا ممکن نہوا اسلیے آپ گھورے پر چلے گئے (نووی) **ت** مین سرک گیا آپنے فرمایا نزدیک آ مین نزدیک چلا گیا **ف** آپنے نزدیک اسواسطے بلایا تاکہ لوگون سے آڑ ہوجاوے دوسری یہ کہ آپکی غرض پیشاب کرنا تھی نہ پاخانہ اور دوسرے حدیث سے بھی اطمینان تھا اسلیے پاس بلانے مین کوئی قباحت نہ تھی (نووی) **ت** یہانتک کہ آپکی ایڑیون کے پاس کھڑا ہوا پھر آپ نے وضو کیا اور موزون پر مسح کیا **ف** نووی نے کہا یہ حدیث بہت سے فواید پر مشتمل ہے ایک تو موزون پر مسح کرنا دوسری حضر مین مسح جائز ہونا تیسری کھڑے ہوکر پیشاب جائز ہونا چوتھی پیشاب کرنے والے سے دوسرا آدمی نزدیک ہونیکا جواز پانچوین پیشاب کرنیوالے کا بلانا دوسرے کو آڑ کے لیے چھٹی پردہ کرنے کا استحباب ساتوین جواز پیشاب کا گھرون کے نزدیک

**عن** اَبِی وَائِلٍ قَالَ کَانَ اَبُوْ مُوْسٰی یُشَدِّدُ فِی الْبَوْلِ وَیَبُوْلُ فِیْ قَارُوْرَۃٍ وَّیَقُوْلُ اِنَّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ کَانَ اِذَا اَصَابَ جِلْدَ اَحَدِھِمْ بَوْلٌ قَرَضَہٗ بِالْمَقَارِیْضِ فَقَالَ حُذَیْفَۃُ لَوَدِدْتُّ اَنَّ صَاحِبَکُمْ لَا یُشَدِّدُ ھٰذَا التَّشْدِیْدَ فَلَقَدْ رَاَیْتُنِیْ اَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَتَمَاشٰی فَاَتٰی سُبَاطَۃً خَلْفَ حَائِطٍ فَقَامَ کَمَا یَقُوْمُ اَحَدُکُمْ فَبَالَ فَانْتَبَذْتُ مِنْہُ فَاَشَارَ اِلَیَّ فَجِئْتُ فَقُمْتُ عِنْدَ عَقِبِہٖ حَتّٰی فَرَغَ **ترجمہ** ابو وائل سے روایت ہے ابو موسے نہایت سختی کرتے تھے پیشاب مین وہ پیشاب کیا کرتے تھے ایک شیشی مین اور کہتے تھے بنی اسرائیل مین جب کسی کے بدن کو پیشاب لگ جاتا تو وہ کھال کو کترنیون سے کتر ڈالتا حذیفہ نے کہا مین یہ چاہتا ہون کہ ابو موسے ایسی سختی نہ کرتے تو بہتر تھا مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا آپ ایک قوم کے گھورے پر آئے دیوار کے پیچھے آپ کھڑے ہوئے جسطرح سے تم مین کوئی کھڑا ہوتا ہے پھر پیشاب کیا مین دور ہٹا آپنے اشارہ فرمایا پاس آ پھر مین یہانتک کہ مین آپکی ایڑیون کے پاس کھڑا رہا جب تک کہ آپ پیشاب سے فارغ ہوئے **ف** حذیفہ کی غرض اس حدیث بیان کرنے سے یہ تھی کہ اتنی سختی ابو موسے کی سنت کے خلاف ہے کیونکہ رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم نے کھڑے کھڑے پیشاب کیا اور چھینٹوں اور ڈے کا خیال نہ کیا اور شیشی وغیرہ میں پیشاب نہیں کیا جیسا ابو موسیٰ کرتے ہیں **عَنِ** الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ خَرَجَ لِحَاجَتِهٖ فَاتَّبَعَهُ الْمُغِيْرَةُ بِاِدَاوَةٍ فِيْهَا مَاءٌ فَصَبَّ عَلَيْهِ حِيْنَ فَرَغَ مِنْ حَاجَتِهٖ فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ رُمْحٍ مَكَانَ حِيْنَ حَتّٰى **ترجمہ** مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کام کو نکلے اونکے پیچھے مغیرہ پانی کا ڈول لے کر گئے اور جب آپ حاجت سے فارغ ہوئے تو پانی ڈالا آپ پر (یعنے وضو کے وقت) پھر وضو کیا اور مسح کیا موزوں پر ابن رمح کی روایت میں یوں ہے پانی ڈالا آپ پر یہانتک کہ آپ فارغ ہوئے حاجت سے (یعنے وضو سے) **عَنْ** يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ فَغَسَلَ وَجْهَهٗ وَيَدَيْهِ وَمَسَحَ بِرَاْسِهٖ ثُمَّ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ **ترجمہ** اس روایت کا وہی جو اوپر گذرا اسمیں یہ ہے پھر مونھ دھویا اور دونوں ہاتھ دھوئے اور مسح کیا سر پر پھر مسح کیا موزوں پر **عَنِ** الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ بَيْنَا اَنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ اِذْ نَزَلَ فَقَضٰى حَاجَتَهٗ ثُمَّ جَاءَ فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ مِنْ اِدَاوَةٍ كَانَتْ مَعِيْ فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ **ترجمہ** مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے میں ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا آپ اُترے اور حاجت سے فارغ ہوئے پھر آئے تو میں نے آپ پر پانی ڈالا ڈول سے جو میرے پاس تھا آپ نے وضو کیا اور مسح کیا موزوں پر

**ف** نووی نے کہا اس حدیث سے اور اسامہ بن زید کی حدیث سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ وضو میں دوسرے سے مدد لینا درست ہے اور بعضی حدیثوں میں اسکی ممانعت آئی ہے لیکن وہ ثابت نہیں ہیں ہمارے اصحاب نے کہا کہ یہ مدد لینا تین قسم پر ہے ایک تو یہ کہ پانی لانے میں کسی سے مدد لیوے اور یہ نہ مکروہ ہے نہ اسمیں کچھ قباحت ہے دوسری یہ کہ اعضا کے دھونے میں مدد لیوے یعنی دوسرا شخص اوسکے اعضا کو دھووے یہ مکروہ ہے مگر ضرورت کیوقت جائز ہے تیسری یہ کہ دوسرا شخص صرف پانی ڈالے اسکا ترک اولی ہے پر کرنا مکروہ ہے یا نہیں اسمیں دو قول ہیں اور جب کوئی دوسرا پانی ڈالے تو وہ وضو کرنے والے کے بائیں طرف کھڑا ہو **عَنِ** الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَقَالَ يَا مُغِيْرَةُ خُذِ الْاِدَاوَةَ فَاَخَذْتُهَا ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهٗ فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى تَوَارٰى عَنِّيْ فَقَضٰى حَاجَتَهٗ ثُمَّ جَاءَ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ شَامِيَّةٌ ضَيِّقَةُ

الكمين فذهب يخرج يده من كمها فضاقت فاخرج يده من اسفلها فصببت عليه
فتوضأ وضوءه للصلوة ثم مسح على خفيه ثم صلى ترجمہ مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے میں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا سفر میں آپ نے فرمایا اے مغیرہ چھاگل لے لو پانی کی میں نے لے لی
اور آپکے ساتھ نکلا آپ چلے یہانتک کہ میری نظر سے غائب ہو گئے اور حاجت سے فارغ ہوئے
پھر لوٹ کر آئے آپ ایک جبہ پہنے ہوئے تھے شام کا تنگ آستینوں کا آپ نے چاہا اپنے ہاتھ آستینوں سے
باہر نکالنا وہ نکل نہ سکے تو آپ نے نیچے سے ہاتھوں کو نکال لیا پھر میں نے وضو کا پانی ڈالا آپ نے
وضو کیا جیسے نماز کے لیے وضو کرتے ہیں پھر مسح کیا موزوں پر پھر نماز پڑھی عن المغيرة بن
شعبة قال خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم ليقضي حاجته فلما رجع تلقيته بالاداوة حاجته
فصببت عليه فغسل يديه ثم غسل وجهه ثم ذهب ليغسل ذراعيه فضاقت
الجبة فاخرجهما من تحت الجبة فغسلهما ومسح راسه ومسح على الخفين ثم صلى
بنا ترجمہ مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے حاجت کے واسطے جب لوٹے تو
میں پانی کا ڈول لیکر آیا اور آپ پر پانی ڈالا آپ نے دونوں ہاتھ دھوئے پھر منہ دھو دیا پھر ہاتھ
دھونا چاہے جبہ تنگ تھا آخر دونوں ہاتھوں کو جبہ کے نیچے سے نکالا اور دھویا انکو اور سر پر مسح
کیا اور موزوں پر مسح کیا پھر ہمارے ساتھ نماز پڑھی عن المغيرة بن شعبة قال كنت مع
النبي صلى الله عليه وسلم ذات ليلة في مسير فقال لي امعك ماء قلت نعم فنزل
عن راحلته فمشى حتى توارى في سواد الليل ثم جاء فافرغت عليه من الاداوة
فغسل وجهه وعليه جبة من صوف فلم يستطع ان يخرج ذراعيه ومسح براسه ثم
اهويت لانزع خفيه فقال دعهما فاني ادخلتهما طاهرتين ومسح عليهما ترجمہ
مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا ایک رات آپ نے فرمایا
کیا تمہارے پاس پانی ہے میں نے کہا ہاں آپ سواری پر سے اترے اور چلے یہانتک کہ
اندھیری رات میں نظروں سے چھپ گئے پھر لوٹ کر آئے تو میں نے پانی ڈالا ڈول سے آپ کے منہ
دھویا آپ ایک جبہ اون کا پہنے ہوئے تھے تو ہاتھ آستینوں سے باہر نکال نہ سکے آپ نے نیچے سے ہاتھوں
کو باہر نکالا اور دھویا اور سر پر مسح کیا پھر میں جھکا آپ کے موزے اتارنے کو آپ نے فرمایا رہنے دے میں نے انکو

طہارت پر پہنا ہے اور مسح کیا ان دونو پر ف نووی نے کہا علمانے اختلاف کیا اس مسئلے
مین ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ موزونکا پہننا طہارت کاملہ پر ضرور ہے یہانتک کہ اگر کسی نے داہنا
پائون دھویا پھر موزہ پہنا پھر بایان پاون دھویا اور بایان موزہ پہنا تو داہنے موزہ پر مسح درست
نہوگا اسلیے کہ جسوقت طہارت کامل نتھی اب اسکا اوتارنا اور دوبارہ پہننا ضرور ہے
البتہ بایان موزہ اوتارنے کی حاجت نہین ہے کیونکہ اوسکے پہننے کے وقت طہارت کامل ہوچکی
تھی اور ہمارے بعض اصحاب نے کہا ہے کہ بائین موزیکا بھی اوتارنا ضرور ہے اور یہی قول ہے مالک
اور احمد اور اسحاق کا اور ابوحنیفہ اور سفیان ثوری اور یحیی بن آدم اور مزنی اور ابوثور اور داؤد کا یہ قول
ہے کہ پہننا موزہ کا حدث کی حالت مین بھی درست ہے جب طہارت کامل کرلیو انتہے عَنِ الْمُغِيْرَةِ اَنَّهٗ وَضَّأَ النَّبِيَّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ فَقَالَ لَهٗ فَقَالَ اِنِّىْ اَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ
ترجمہ مغیرہ سے روایت ہے انہون نے وضو کرایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپنے وضو کیا اور مسح
کیا دونو موزونپر مغیرہ نے کہا تو آپنے فرمایا مین نے ان کو طہارت مین پہنا ہے عَنِ الْمُغِيْرَةِ
بْنِ شُعْبَةَ قَالَ تَخَلَّفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَخَلَّفْتُ مَعَهٗ فَلَمَّا قَضٰى حَاجَتَهٗ
قَالَ اَمَعَكَ مَاءٌ فَاَتَيْتُهٗ بِمِطْهَرَةٍ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ وَوَجْهَهٗ ثُمَّ ذَهَبَ يَحْسِرُ عَنْ ذِرَاعَيْهِ
فَضَاقَ كُمُّ الْجُبَّةِ فَاَخْرَجَ يَدَهٗ مِنْ تَحْتِ الْجُبَّةِ وَاَلْقَى الْجُبَّةَ عَلٰى مَنْكِبَيْهِ وَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ
وَمَسَحَ بِنَاصِيَتِهٖ وَعَلَى الْعِمَامَةِ وَعَلٰى خُفَّيْهِ ثُمَّ رَكِبَ وَرَكِبْتُ فَانْتَهَيْنَا اِلَى الْقَوْمِ وَقَدْ قَامُوْا
فِى الصَّلٰوةِ يُصَلِّىْ بِهِمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَقَدْ رَكَعَ بِهِمْ رَكْعَةً فَلَمَّا اَحَسَّ بِالنَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ يَتَاَخَّرُ فَاَوْمٰى اِلَيْهِ فَصَلّٰى بِهِمْ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَقُمْتُ فَرَكَعْنَا الرَّكْعَةَ الَّتِىْ سَبَقَتْنَا ترجمہ مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سفر مین پیچھے رہ گئے مین بھی آپکے ساتھ پیچھے رہ گیا جب آپ حاجت سے فارغ ہوئے تو فرمایا
تمہارے پاس پانی ہے مین ایک چھاگل لیکر آیا پانی کی آپنے دونون ہاتھ دہوئے اور منہ دھویا پھر
باہین آستینون مین سے نکالنا چاہین تو آستین تنگ ہوئی آپنے نیچے سے ہاتھون کو نکالا اور جبہ کو اپنے
مونڈھون پر ڈالدیا اور دونو ہاتھ دہوئے اور پیشانی پر مسح کیا اور عمامہ اور موزونپر پھر سوار ہوگئے مین بھی سوار
ہوا جب آپ لوگون مین پہونچے تو وہ نماز پڑہ رہے تھے اور عبدالرحمن بن عوف نماز پڑہا رہے تھے ایک رکعت

پڑھ چکے تھی انکو جب معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہین وہ پیچھے ہٹنے لگے
آپ نے اشارہ کیا اپنی جگہہ پر رہو آخر انہون نے نماز پڑھائی جب سلام پھیرا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کھڑے ہوئے اور مین بھی کھڑا ہوا اور ایک رکعت جو ہم سے پہلے ہو چکی تھی پڑھ لی ف یہی وہ
حدیث ہے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز پڑھنا اپنے صحابی کے پیچھے ثابت ہوتا ہے
علماء نے کہا ہے کہ آپ نے سوا عبد الرحمن بن عوف کے اور کسی آدمی کے پیچھے نماز نہین پڑھی لیکن حضرت
جبرائیل کے پیچھے نماز پڑھی ہے نووی نے کہا اس حدیث سے بہت سی باتین نکلتی ہین ایک افضل کا
اقتدا کرنا اپنے سے کم درجے والے کے ساتھ دوسری نبی کا نماز پڑھنا اپنی امتی کے پیچھے تیسری فضیلت
اول وقت نماز پڑھنے کی کیونکہ صحابہ نے آپکا انتظار نہ کیا اور نماز شروع کر دی چوتھی جب امام حاضر نہ
ہو تو لوگ کسی کو امام بنا سکتے ہین بشرطیکہ اس سے کوئی مفسدہ نہ پیدا ہوا اور امام کو رنج نہ ہو ورنہ
لوگ اول وقت اکیلے اکیلے نماز پڑھ لین دوبارہ جماعت مین شریک ہو جانا مستحب ہوگا پانچوین
مسبوق سلام کے بعد اپنی باقی نماز پوری کرے اور یہ باقی نماز جدون پڑھے اوسکے ذمہ سے ساقط
نہ ہوگی البتہ سورہ فاتحہ پڑھنا ساقط ہو جاتا ہے جب امام کو رکوع مین پاوے چھٹی یہ کہ مسبوق کو
بھی امام کی پیروی رکوع اور سجدہ اور قعدہ سب ارکان مین ضرور ہے اگرچہ اوسکے قعدے کا وقت
نہ ہو ساتوین یہ کہ مسبوق امام سے جب جدا ہوتا ہے جب امام سلام پھیر دے اور عبد الرحمن بن عوف
جو نماز پڑھاتے گئے اور ابو بکر صدیق کی طرح پیچھے ہٹ نہ آئے اسکی وجہ یہ تھی کہ عبد الرحمن ایک
رکعت پڑھ چکے تھی اور ابو بکر نے کوئی رکعت نہین پڑھائی تھی انتہی عَنِ الْمُغِيرَةِ اَنَّ نَبِيَّ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَمُقَدَّمِ رَأْسِهِ وَعَلَى عِمَامَتِهِ ترجمہ مغیرہ سے
روایت ہے رسول اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا موزونپر اور پیشانی پر اور عمامے پر ف عمامہ پر مسح کرنا
درست ہے اور اسکا اوتارنا ضرور نہین رفع حرج کے لیے اہلحدیث کا یہی قول ہے اور بعض علماء کے
نزدیک عمامہ پر مسح جائز نہین جب تک سر پر ہاتھ نہ پھیرے عَنِ الْمُغِيرَةِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ ترجمہ دوسری روایت کا بھی وہی ہے جو اوپر گذرا عَنِ الْمُغِيرَةِ اَنَّ النَّبِيَّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَمَسَحَ بِنَاصِيَتِهِ وَعَلَى الْعِمَامَةِ وَعَلَى الْخُفَّيْنِ ترجمہ مغیرہ سے روایت
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تو مسح کیا پیشانی پر اور عمامہ پر اور موزونپر عَنْ

بِذَلِكَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَالْخِمَارِ ترجمہ بلال سے روایت ہے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا موزوں پر اور عمامہ پر عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ فِي الْحَدِيْثِ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
ترجمہ روایت ہے اعمش سے جیسے اوپر گذری مگر اس میں اتنا زیادہ ہے دیکھا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بَابُ التَّوْقِيْتِ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ
موزوں پر مسح کرنے کی مدت کا بیان عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ قَالَ اَتَيْتُ عَائِشَةَ اَسْاَلُهَا عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَتْ عَلَيْكَ
بِابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ فَاسْاَلْهُ فَاِنَّهُ كَانَ يُسَافِرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلْنَاهُ فَقَالَ جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ لِلْمُسَافِرِ وَيَوْمًا وَلَيْلَةً لِلْمُقِيْمِ قَالَ وَكَانَ سُفْيَانُ اِذَا ذَكَرَ عَمْرًا اَثْنٰى عَلَيْهِ ترجمہ شریح بن ہانی روایت
ہے میں حضرت عائشہ پاس آیا انسے موزوں کا مسح پوچھنے کو انہوں نے کہا تم ابو طالب کے بیٹے یعنی
حضرت علی رض سے پوچھو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کیا کرتے تھے ہم نے ان سے پوچھا
انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ نے مسافر کے لیے مسح کی مدت تین دن تین رات مقرر کی اور مقیم کے
لیے ایک دن رات ف نووی نے کہا جمہور علما کا یہی قول ہے جیسے ابو حنیفہ اور شافعی اور احمد کا
اور امام مالک کا مشہور قول یہ ہے کہ مسح کی مدت کچھ مقرر نہیں جتنے دنوں تک چاہے مسح کرے
اور یہی ایک قول قدیم ہے شافعی کا انکی دلیل ابن ابی عمارہ کی حدیث ہے جو ابو داود نے روایت
کی لیکن وہ حدیث باتفاق علما ضعیف ہے اب اکثر علما کا یہ قول ہے کہ یہ مدت موزے پہننے کے
بعد حدث کیوقت سے شروع ہوگی نہ موزے پہننے کے وقت سے اور نہ مسح کے وقت سے اگر مدت
گذرنے سے پہلے نہانے کی حاجت ہوئی تو موزے پر مسح جائز نہ ہوگا ہمارے اصحاب کے نزدیک پھر
اگر غسل کیا اور دونوں پاؤں موزوں کے اندر دھوئیے تو جنابت جاتی رہے گی اور نماز جائز ہو جاویگی
اب اگر اسکے بعد حدث ہوگا تو موزے پر مسح درست نہیں اس لیے کہ موزوں پر مسح اسیوقت درست
ہے جب طہارت کاملہ پر پہنے جاویں اب انکو اتار کر طہارت کر کے پھر پہنے اس حدیث سے یہ بھی
معلوم ہوا کہ مفتی کو اگر کوئی مسئلہ معلوم ہو تو دوسرے کا جو اس سے زیادہ جانتا ہو اسکو خود بتا دے عَنِ الْحَكَمِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ

عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَتْ ائْتِ عَلِيًّا فَاِنَّهُ اَعْلَمُ
بِذٰلِكَ مِنِّيْ فَاَتَيْتُ عَلِيًّا فَذَكَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ ترجمہ ان دونوں روایتوں
کا وہی جو اوپر گذرا بَابُ جَوَازِ الصَّلٰوةِ كُلِّهَا بِوُضُوْءٍ وَّاحِدٍ ایک وضو سے کئی نمازیں
پڑھنا عَنْ بُرَيْدَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الصَّلَوَاتِ يَوْمَ الْفَتْحِ بِوُضُوْءٍ

وَاحِدٍ وَمَسَحَ عَلٰی خُفَّیْہِ فَقَالَ لَہٗ عُمَرُ لَقَدْ صَنَعْتَ الْیَوْمَ شَیْئًا لَمْ تَکُنْ تَصْنَعُہٗ قَالَ عَمْدًا
صَنَعْتُہٗ یَا عُمَرُ ترجمہ بریدہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسدن مکہ فتح ہوا ایک وضو سے
کئی نمازیں ادا کیں اور مسح کیا موزونپر حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ آپنے آج وہ کام کیا جو کبھی نہیں کیا تھا آپنے
فرمایا میں نے قصدًا ایسا کیا **ف** نووی نے کہا اس حدیث سے کئی باتیں معلوم ہوئیں ایک موزونپر
پر مسح کرنا دوسری کئی فرض نمازونکا ایک وضو سے پڑھنا جب تک حدث نہ ہوا اور یہ جائز ہے باجماع
علماء اور امام ابو جعفر طحاوی اور ابو الحسن بن بطال نے صحیح بخاری کی شرح میں ایک جماعت علماء سے
اسکے خلاف نقل کیا ہے انکے نزدیک ہر ایک فرض نماز کے لیے تازہ وضو ضرور ہے اگرچہ
وضو ہو اور دلیل انکی قول ہے اللہ تعالے کا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْہَکُمْ الآیۃ اور جمہور کی
دلیل احادیث صحیحہ ہیں ایک انہیں سے یہ حدیث ہے اور ایک حدیث انس کی ہے صحیح بخاری میں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے لیے وضو کرتے تھے اور ہم لوگونکو ایک ہی وضو کافی ہوتا جب تک
حدث نہ ہوتے دوسری حدیث سوید بن نعمان کی ہے صحیح بخاری میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
عصر کی نماز پڑھی پھر ستو کھائے اور مغرب کی نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا اسکے تائید میں اور بہت سی حدیثیں
آئی ہیں جیسے حدیث جمع کرنے کی عرفے اور مزدلفے میں اور تمام سفرون میں اور قضا نماز کے لیے نمازونکی جمع
کرنیکی خندق میں اور آیۃ کریمہ سے مراد یہ ہے کہ جب تم بے وضو ہو اور نماز کے لیے اٹھو تو منہ دھو اخیر تک اور بعضوں نے کہا آیۃ منسوخ ہے اور رسول
اللہ صلعم کے فعل سے اور یہ قول ضعیف ہے ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ نماز کے لیے نیا وضو کرنا وضو ہوتے ہوئے مستحب ہے اور اسمیں کئی
قول ہیں ایک تو یہ کہ اس وضو سے کوئی نماز ضرور پڑھی خواہ فرض ہو یا نفل دوسری یہ کہ تازہ
وضو اسی صورت میں مستحب ہے جب اُس سے کوئی نماز فرض پڑھے تیسری یہ کہ اس وضو سے وہ کام
کرے جو بغیر طہارت کے درست نہیں جیسے مصحف کا چھونا سجدہ تلاوت کرنا چوتھی یہ کہ ہر حال
میں مستحب ہے اگرچہ انمیں سے کوئی کام نہ کرے بشرطیکہ وضو سابق اور حال میں اتنا زمانہ گذرے
کہ جسکے سبب سے دوسرا وضو پہلے وضو سے علیحدہ ہو جاوے اور تازہ غسل کرنا مستحب نہیں موافق
مذہب صحیح کے اور امام الحرمین نے ایک قول استحباب کا نقل کیا ہے اسیطرح تازہ تیمم کرنے میں دو
قول ہیں ایک یہ کہ مستحب نہیں اور یہی زیادہ مشہور ہے اور یہ تازہ تیمم زخمی اور بیمار کے لیے ہوگا جو
ہر دو وضو کرتے ہیں اور انکے سوا اور کے لیے بھی ہو سکتا ہے جب دوبارہ تلاش پانی کی

نہ نہین اور جو یہ حضرت عمر نے کہا آپ نے وہ کام کیا جو کبھی نہ کرتے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نماز کے لیے وضو کیا کرتے جیسے فضل ہے اور اسدن جو کئی نماز
ایک وضو سے پڑھین اس سے جواز کا بیان کرنا مقصود تھا جیسا آپ نے فرمایا مین نے یہ کام
قصداً کیا ہے اسحدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کم درجہ الا بڑے درجہ والے سے سوال کر سکتا ہے
ان افعال سے جو عادت کے خلاف ہون اسلیے کہ کبھی یہ امر نسیان سے ہوتا ہے تو وہ آگاہ ہو جائیگا
اس سوال کی وجہ سے انتہو **بَابُ كَرَاهَةِ غَمْسِ الْمُتَوَضِّي وَغَيْرِهِ يَدَهُ الْمَشْكُوكَ فِي نَجَاسَتِهَا
فِي الْإِنَاءِ قَبْلَ غَسْلِهَا ثَلَاثًا** - پانی کے برتن مین ہاتھ ڈالنا اسکو دھونے سے پہلے مکروہ ہے **عَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِّنْ نَوْمِهِ فَلَا يَغْمِسْ يَدَهُ
فِي الْإِنَاءِ حَتَّى يَغْسِلَهَا ثَلَاثًا فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ** ترجمہ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم مین سے سوکر اوٹھے تو اپنا ہاتھ برتن مین نہ ڈالے
جب تک اوسکو تین بار نہ دھولے کیونکہ معلوم نہین کہان رہا ہاتھ اوسکا **ف** امام شافعی نے کہا
عربون کی عادت تھی کہ وہ ڈھیلون سے استنجا کیا کرتے اور انکے ملک گرم تھے سونے مین
پسینا آتا اسلیے احتمال تھا کہ ہاتھ نجس ہو گیا ہو اور اسحدیث سے کئی مسائل نکلتے ہین ایک تو یہ کہ
قلیل پانی پر اگر نجاست پڑ جاوے تو وہ نجس ہو جاویگا دوسری یہ کہ سات بار دھونا کسی نجاست کا
ضرور نہین سوا کتے کے چاٹے ہوئے برتن کے تیسری یہ کہ استنجا کا مقام ڈھیلون سے پاک
نہین ہوتا بلکہ معاف ہی نماز اس سے چوتھی یہ کہ نجاست کا تین بار دھونا ضرور ہے یعنی نجاست
متحققہ کا اور متوہمہ کا تین بار دھونا مستحب ہی پانچوین یہ کہ نجاست متوہمہ کا دھونا مستحب ہے
صرف پانی ڈالنا کافی نہین چھٹی یہ کہ عبادات مین احتیاط کرنا مستحب ہے بشرطیکہ یہ احتیاط
وسوسہ کے درجہ تک نہ پہونچے اب جمہور علما اس طرف ہین کہ یہ ہاتھ ڈالنے کی ممانعت تنزیہی ہے
نہ تحریمی جس صورت مین نجاست کا یقین نہ ہو اور اگر ہاتھ ڈالدے گا تو پانی نجس نہ ہوگا اور حسن
بصری سے منقول ہے کہ نجس ہو جاویگا اگر رات کو سوکر اوٹھا ہے اور اسحاق بن راہویہ اور محمد بن جریر
طبری سے بھی یہی منقول ہے لیکن یہ قول ضعیف ہی کیونکہ اصل پانی اور ہاتھ دونون مین طہارت
ہے پھر شک سے وہ نجس نہین ہو سکتی اور یہہ سوکر اٹھنا ہمارے نزدیک رات کے سونے سے مخصوص نہین

بلکہ جب سو کر اٹھے اور نجاست کا شبہ ہو یا بغیر سوئے نجاست کا گمان ہو تو برتن میں بغیر ہاتھ دھوئے ہاتھ نہ ڈالے اور امام احمد سے یہ روایت ہے کہ اگر رات کی خواب سے اٹھا ہے تو ہاتھ ڈالنا مکروہ تحریمی ہے اور دن کی خواب سے اٹھا ہے تو مکروہ تنزیہی ہے اور داؤد ظاہری کا بھی یہی قول ہے انتہی مختصراً

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ فِیْ حَدِيْثِ اَبِیْ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِیْ حَدِيْثِ وَكِيْعٍ قَالَ يَرْفَعُهُ بِمِثْلِهِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ ترجمہ ان روایتوں کا وہی ہے جو اوپر گذرا عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اسْتَيْقَظَ اَحَدُكُمْ فَلْيُفْرِغْ عَلٰى يَدِهٖ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ قَبْلَ اَنْ يُّدْخِلَ يَدَهٗ فِیْ اِنَائِهٖ فَاِنَّهٗ لَا يَدْرِیْ فِيْمَ بَاتَتْ يَدُهٗ ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے جاگے تو اپنے ہاتھ پر تین بار پانی ڈالے پھر برتن میں ہاتھ ڈالے اسلئے کہ اسکو معلوم نہیں کہاں رہا ہاتھ اسکا رات کو فقط یہ کنایہ ہے دیر یا ذکر پر رہا اور کنایہ ایسے مقاموں میں زیادہ فصیح ہے اور قرآن اور حدیث میں اسکی بہت نظیریں ہیں عجب ہے کہ ہاتھ کی نجاست کا گمان ہو اگر ہاتھ کی طہارت کا یقین ہو جب بھی ہاتھ دھونا پھر ڈالنا بہتر ہے اور صحیح یہ ہے کہ اس صورت میں ہاتھ ڈالنا دھونے سے پہلے مکروہ نہیں ہے اگر برتن اتنا بڑا ہے کہ ہاتھ پر پانی ڈالنا ممکن نہ ہو تو منہ سے پانی لیوے اور ہاتھ کو دھووے یا اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو پاک کپڑے سے پانی نکالے یا کسی اور سے مدد لیوے (نووی) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ فِیْ هٰذَا الْاِسْنَادِ جَمِيْعًا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ كُلُّهُمْ يَقُوْلُ حَتّٰى يَغْسِلَهَا وَلَمْ يَقُلْ وَاحِدٌ مِّنْهُمْ ثَلٰثًا اِلَّا مَا قَدَّمْنَا مِنْ رِّوَايَةِ جَابِرٍ وَّابْنِ الْمُسَيَّبِ وَاَبِیْ سَلَمَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ وَّاَبِیْ صَالِحٍ وَّاَبِیْ رَزِيْنٍ فَاِنَّ فِیْ حَدِيْثِهِمْ ذِكْرَ الثَّلٰثِ ترجمہ اس روایت میں صرف ہاتھ دھونے کا ذکر ہے تین بار دھونے کا ذکر نہیں

## بَابُ حُكْمِ وُلُوْغِ الْكَلْبِ

کتے کا منہ ڈالنا اور پانی پینا کسی برتن سے عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِیْ اِنَاءِ اَحَدِكُمْ فَلْيُرِقْهُ ثُمَّ لِيَغْسِلْهُ سَبْعَ مِرَارٍ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کتا منہ ڈالے تم میں سے کسی کے برتن میں تو بہا دے اسکو پھر سات بار دھووے عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ وَلَمْ يَذْكُرْ فَلْيُرِقْهُ ترجمہ اس میں بہانے کا ذکر نہیں ہے عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا شَرِبَ

یدیہ نسخہ

فلیرقہ

فلم یقل نسخہ

الْكَلْبُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ ترجمہ ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کتا تمہارے برتن مین سے پیوے تو اوسکو سات بار دھونا چاہیے عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طُهُورُ إِنَاءِ أَحَدِكُمْ إِذَا وَلَغَ فِيهِ الْكَلْبُ أَنْ يَغْسِلَهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ أُولَاهُنَّ بِالتُّرَابِ ترجمہ ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے برتن کی پاکی جب کتا اسمین سے منہ ڈالکر پیے یہ ہے کہ اسکو سات بار دھوئین پہلے بار مٹی سے مانجین عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طُهُورُ إِنَاءِ أَحَدِكُمْ إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِيهِ أَنْ يَغْسِلَهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ ترجمہ ہمام بن منبہ سے روایت ہے یہ حدیثین ہمسے ابوہریرہ نے بیان کین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انمین سے ایک یہ حدیث بھی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم مین سے کسی کے برتن کی پاکی جب کتا اسمین چپڑ چپڑ پیے یہ ہے کہ اسکو سات بار دھووے

ان حدیثون سے معلوم ہوتا ہے کہ کتا نجس ہے اور اسکا لعاب اور پسینا ناپاک ہے جمہور علماء کا یہی قول ہے اور عکرمہ اور مالک سے ایک روایت یہ ہے کہ کتا پاک ہے اور دلیل انکی یہ ہے جو اللہ تعالی نے فرمایا کھاؤ تم وہ شکار جو کتے پکڑین تمہارے لیے اور ظاہر ہے کہ کتے کا لعاب جانور کے پکڑنے مین ضرور لگیگا مگر یہ دلیل قوی نہین کس لیے کہ شکار کے مباح ہونے سے خاص اس مقام کی جہان کتے نے منہ لگایا طہارت ثابت نہین ہوتی دوسری دلیل یہ ہے جو روایت کیا ترمذی اور ابوداؤد نے ابن عمر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین کتے مسجد مین آتے جاتے اور پیشاب کرتے لیکن پانی کوئی نہ ڈالتا اسکا جواب یہ ہے کہ آنے جانے سے طہارت اسکی ثابت نہین ہوتی اب رہا پیشاب اسکا وہ تو بالاجماع نجس ہے اور مسجد کے نہ دھونے کی یہ وجہ ہوگی کہ پیشاب کی جگہہ معلوم نہ ہو سکتی ہوگی یا اس وجہ سے کہ زمین جب سوکھ گئی تو وہ پاک ہے یا یہ حکم ابتداے اسلام مین ہوگا بعد اوسکے مسجدون کی صفائی اور پاکیزگی کا حکم ہوا تیسری دلیل یہ ہے کہ آگے جو حدیثین آتی ہین اونمین کتا پالنے کی اجازت دی ہے اسکا جواب یہ ہے کہ پالنے کی اجازت سے اسکی طہارت لازم نہین آتی ان حدیثون سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کتے کے منہ ڈالکر پینے سے برتن کا سات بار دھونا ضرور ہے اور یہی قول ابن عباس اور عروہ اور ابن سیرین اور طاؤس اور عمرو بن دینار اور اوزاعی اور مالک اور شافعی اور احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور ابو ثور اور

ابو عبید اور داؤد کا اور خلاف کیا اسکا حنفیہ نے اور قیاس کیا اسکو اور نجاست سے غیر حالانکہ یہ قیاس ہے مقابل نص کے اور دلیل لائے ہیں طحاوی اور دارقطنی کی روایت سے کہ ابوہریرہ نے کہا کتے کے منہ ڈالنے سے تین بار دھونا چاہیے حالانکہ احتمال ہے ابوہریرہ نے بھولکر کہا ہو یا سات بار دھونے کو مستحب جانتے ہوں اور تین بار کو واجب اور ابوہریرہ سے یہ بھی ثابت ہے کہ انہوں نے سات بار دھونے کا حکم کیا پھر حال ابوہریرہ کا یہ قول احادیث صحیحہ مرفوعہ کے مقابل نہیں ہو سکتا رضی اللہ عنہ اور نووی نے کہا ہمارے نزدیک کتے کا پیشاب اور پاخانہ یا خون اور پسینا وغیرہ اگر لگ جاوے تو اسکا بھی یہی حکم ہے کہ سات بار دھوؤ اور ایک بار مٹی سے

عَنِ ابْنِ الْمُغَفَّلِ قَالَ أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُهُمْ وَبَالُ الْكِلَابِ ثُمَّ رَخَّصَ فِي كَلْبِ الصَّيْدِ وَكَلْبِ الْغَنَمِ وَقَالَ إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي الْإِنَاءِ فَاغْسِلُوهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَعَفِّرُوهُ الثَّامِنَةَ بِالتُّرَابِ ترجمہ عبداللہ بن مغفل مزنی سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ نے حکم کیا کتوں کے مار ڈالنے کا پھر فرمایا کیا ہے حال انکا اور حال کتوں کا پھر اجازت دی کہ شکاری کتا اور گلہ کا کتا پالنے کی (یعنی بکریوں کے سندر کے حفاظت کیلیے) اور فرمایا جب کتا برتن میں منہ ڈالکر پیے تو اسکو سات بار دھوؤ اور آٹھویں بار مٹی سے مانجو **ف** نووی نے کہا ہمارا اور جمہور علما کا مذہب یہ ہے کہ سات بار دھوئیں انہیں ایک بار مٹی ملکر دھوئیں اور چونکہ مٹی ایک علیحدہ چیز ہے گویا آٹھواں بار ہوا۔ اور بعید اسقدر احتیاط کا کتے کی جوٹھی میں یہ ہے کہ بعضا کتا زہریلا ہوتا ہے اور بعضا دیوانہ تو سات بار دھونے میں برتن سے بالکل اثر جاتا رہیگا یہ نہیں کہ نجاست اسکی اور نجاستوں سے بڑھکر ہے کیونکہ سور کتے سے بھی زیادہ نجس ہے پر اسمیں زہر نہیں

عَنْ شُعْبَةَ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّ فِي رِوَايَةِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ مِنَ الزِّيَادَةِ وَرَخَّصَ فِي كَلْبِ الْغَنَمِ وَالصَّيْدِ وَالزَّرْعِ وَلَيْسَ ذِكْرُ الزَّرْعِ فِي رِوَايَةِ غَيْرِ يَحْيَى ترجمہ اس روایت میں کھیت کے کتے پالنے کی بھی اجازت ہے یعنی کھیت کی حفاظت **ف** نووی نے ہمارے اصحاب نے اتفاق کیا ہے کہ بغیر ضرورت کے کتا پالنا حرام ہے جیسے کوئی پالے اسکی صورت کو پسند کرکے یا نمایش اور زیبایش کے لیے تو یہ حرام ہے بلا خلاف لیکن ضرورت کے لیے پالنا درست ہے اور اس حدیث میں تو تین کاموں کے لیے اجازت ہے ایک شکار کے لیے دوسری جانوروں کی حفاظت کے لیے تیسری کھیت کی حفاظت کے لیے ان تین کاموں کے لیے تو سب کے نزدیک درست ہے البتہ اختلاف ہے کہ گھروں کی حفاظت کے لیے اسکا پالنا درست ہے یا نہیں اور صحیح یہ ہے کہ درست ہے اور کتا

اگر کتا ہو تو اسکو مار ڈالیں اور اگر کتا نہ ہو تو نہ ماریں امام الحرمین نے کہا کہ کتوں کے قتل کی حدیث منسوخ ہے اسیطرح سیاہ کتے کے قتل کی انتہے مختصر **باب** النَّهْيِ عَنِ الْبَوْلِ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ

ٹھیرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے کی ممانعت **عن** جَابِرٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ نَهٰى اَنْ يُبَالَ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ ترجمہ جابر سے روایت ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ٹھیرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے **عن** اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَبُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ الدَّائِمِ ثُمَّ يَغْتَسِلُ مِنْهُ ترجمہ ابو ہریرہؓ سے روایت ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم میں سے ٹھیرے پانی میں پیشاب نہ کرے اور یہ بھی نہ کرے کہ پیشاب کرکے پھر اوسمیں غسل کرے **عن** هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا وَقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَبُلْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ الَّذِي لَا يَجْرِي ثُمَّ تَغْتَسِلُ مِنْهُ ترجمہ ہمام بن منبہ نے کہا یہ وہ حدیثیں ہیں جو ہم سے ابو ہریرہ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیں پھر کئی حدیثیں بیان کیں انمیں سے ایک یہ بھی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے فرمایا ایسا مت کر پیشاب کری تو ٹھیرے ہوئے پانی میں جو بہتا نہیں پھر غسل کرے اسمیں

**ف** نووی نے کہا یہ ممانعت بعضی پانی میں تو تحریمًا ہے اور بعضوں میں کراہتًا اور اسحدیث سے نکلتا ہے کہ اگر پانی کثیر ہو اور بہتا ہو تو اسمیں پیشاب کرنا حرام نہیں لیکن بہتر یہ ہے کہ نہ کرے اور اگر پانی قلیل ہو لیکن بہتا ہو تو ہمارے اصحاب میں سے ایک جماعت نے کہا کہ اسمیں پیشاب کرنا مکروہ ہے اور مختار یہ ہے کہ حرام ہے کیونکہ وہ پانی نجس ہو جاویگا موافق مذہب مشہور شافعی کے اور دوسرے کو دھوکا ہوگا وہ اسکو استعمال کرلیگا اور اگر پانی کثیر ہو لیکن ٹھیرا ہوا ہو تو ہمارے اصحاب کے نزدیک اسمیں پیشاب کرنا مکروہ ہے لیکن حرام نہیں اور اگر حرام کہیں جب بھی ہو سکتا ہے کیونکہ نہی تحریم کے لیے ہے اور وہ پانی نجس ہو جاویگا حنفیہ کے نزدیک جس صورت میں اتنا بڑا حوض نہ ہو کہ ایک کنارہ ہلانے سے دوسرا کنارہ ہلے اور جو پانی تھوڑا ہو ٹھیرا ہوا تو اسمیں پیشاب کرنا مکروہ ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ اسمیں پیشاب کرنا حرام ہے اور پاخانہ کرنا بھی مثل پیشاب کے ہی بلکہ اس سے بدتر ہے اسیطرح اگر کسی برتن میں پیشاب کرکے اسکو پانی میں ڈالدے یا نہر سے اتنا نزدیک پیشاب کرے کہ بہ کر اسمیں جاوے یہ سب باتیں منع ہیں اور انہیں کسی عالم نے خلاف نہیں کیا البتہ داؤد ظاہری سے منقول ہے کہ ممانعت خاص ہے

انسان کے پیشاب سے اور پاخانہ کی ممانعت نہیں نہ برتن میں پیشاب کرکے اسکو ڈالنے کی اور نہ پانی کے نزدیک پیشاب کرنے کی اور علماء نے کہا ہے کہ پانی کے نزدیک پاخانہ اور پیشاب کرنا مکروہ ہے اگرچہ پانی میں نہ جاوے کیونکہ لوگ وہاں آتے جاتے ہیں تو انکو تکلیف ہوگی اور جس نے استنجا نہ کیا ہو وہ اگر پانی میں غوطہ لگانا چاہے استنجا کے لیے اور پانی قلیل ہو کہ نجاست پڑنے سے نجس ہو جاویگا تو حرام ہے اور اگر کثیر ہو اور جاری ہو تو جائز ہے اسیطرح اگر کثیر ہو اور جاری نہ ہو لیکن اس صورت میں نہ کرنا اولےٰ انتہے

**باب النھی عن الاغتسال فی الماء الراکد** تھمے ہوئے پانی میں غسل کی ممانعت

**عن** ابی ھریرۃ یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یغتسل احدکم فی الماء الدائم وھو جنب فقال کیف یفعل یا ابا ھریرۃ فقال یتناولہ تناولا قال

ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسیکو نہانے کی حاجت ہو تو وہ تھمے ہوئے پانی میں نہ نہاوے لوگوں نے ابوہریرہ سے کہا پھر کیا کرے انہوں نے کہا ظرفوں سے پانی لیکر نہاوے

**ف** نووی نے کہا ہمارے علماء کے نزدیک تھمے ہوئے پانی میں نہانا مکروہ ہے خواہ پانی قلیل یا کثیر اسیطرح جاری چشمے میں شافعی نے بویطی میں کہا میں مکروہ جانتا ہوں جنب کے لیے غسل کرنا کنوئیں میں اور تھمے ہوئے پانی میں جو جاری نہ ہو خواہ وہ قلیل ہو یا کثیر اور یہ کراہت تنزیہی ہے نہ تحریمی اور اگر جنب نے ایسے پانی میں غسل کیا اور وہ دو قلوں سے کم ہے تو مستعمل ہو جاویگا ورنہ مستعمل نہ ہوگا یہ شافعیہ کے مذہب کے موافق ہے اور حنفیہ کے نزدیک اگر وہ دہ دردہ سے کم ہے تو مستعمل ہو جاویگا اور جو دہ دردہ یا زیادہ ہے تو مستعمل نہ ہوگا اور صحیح مذہب اہلحدیث کا ہے کہ پانی پاک ہے اور پاک کرتا ہے جب تک نجاست کی وجہ سے اسکا مزہ یا بو یا رنگ نہ بدلے اور کچھ فرق نہیں ہے قلیل اور کثیر پانی میں خواہ وہ دو قلے ہو یا اس سے کم انتہے مع زیادۃ

**باب وجوب غسل البول وغیرہ من النجاسات اذا حصلت فی المسجد وان الارض تطھر بالماء من غیر حاجۃ الی حفرھا** مسجد میں جب پیشاب پڑ جاوے تو اسکو پانی سے دھونا ضرور ہے اور زمین پانی سے پاک ہو جاتی ہے اسکا کھودنا ضرور نہیں

فیہ غسل البول من المسجد

**عن** انس ان اعرابیا بال فی المسجد فقام الیہ بعض القوم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعوہ لا تزرموہ قال فلما فرغ دعا بدلو من ماء فصبہ علیہ

ترجمہ انس رض سے روایت ہے ایک گنوار مسجد میں پیشاب کرنے لگا لوگ اٹھے اسکو مارنے کو

باہٹانے کو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت روکو پیشاب اسکا جب وہ پیشاب کر چکا آپ نے ایک ڈول پانی کا منگوایا اور اسپر ڈالدیا **عن** انس بن مالک يذكر ان اعرابيا قام الى ناحية في المسجد فبال فيها فصاح به الناس فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم دعوه فلما فرغ امر رسول الله صلى الله عليه وسلم بذنوب فصب على بوله **ترجمہ** انس بن مالک رض ذکر کرتے تھے کہ ایک گنوار مسجد کے کونے میں کھڑے ہوکر موتنے لگا لوگ چلائے اسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوڑ دو اسکو جب وہ موت چکا آپ نے حکم کیا ایک ڈول پانی کا اوسکے پیشاب پر ڈالا گیا **ف** نووی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی کا پیشاب نجس ہے اور اسپر اجماع ہے خواہ وہ آدمی بڑا ہو یا چھوٹا لیکن کم سن بچہ کے پیشاب پر صرف پانی چھڑک دینا کافی ہے اسکو آگے ہم بیان کرینگے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسجد کی عظمت اور عزت کرنا چاہیے اور نجاستوں سے پاک رکھنا چاہیے اور زمین پانی ڈالنے سے پاک ہو جاتی ہے اور اسکا کھودنا ضرور نہیں یہی ہمارا اور جمہور علما کا مذہب ہے اور ابو حنیفہ کے نزدیک وہ بغیر کھودے پاک نہیں ہوتی اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جاہل کو نرمی اور ملائمت سے سمجھانا چاہیے جب وہ تذلیل یا عناد سے مخالفت نہ کرے اور علما نے لکھا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گنوار کے چھوڑ دینے کا دو وجہوں سے حکم کیا ایک تو یہ کہ پیشاب رک جانے سے خود اسکو ضرر ہوتا دوسری اگر وہ موتتا چلا جاتا تو ساری مسجد اور اسکے کپڑے وغیرہ سب نجس ہو جاتے **عن** انس بن مالك قال بينما نحن في المسجد مع رسول الله صلى الله عليه وسلم اذ جاء اعرابي فقام يبول في المسجد فقال اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم مه مه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تزرموه دعوه فتركوه حتى بال ثم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم دعاه فقال له ان هذه المساجد لا تصلح لشيء من هذا البول ولا القذر انما هي لذكر الله والصلاة وقراءة القرآن او كما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فامر رجلا من القوم فجاء بدلو من ماء فشنه عليه **ترجمہ** انس رض مالک سے روایت ہے ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے مسجد میں اتنے میں ایک جنگلی آیا اور کھڑا ہوکر پیشاب کرنے لگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے کہا ٹھہرو کیا کرتا ہے آپ نے فرمایا اسکا پیشاب مت روکو جانے دو لوگوں نے چھوڑ دیا یہانتک کہ وہ

پیشاب کر چکا تب آپ نے اوسکو بلایا اور فرمایا یہ مسجدین پیشاب اور نجاست کی لائق نہین یہ تو اللہ کی
یاد کے لیے اور نماز اور قرآن پڑہنے کے لیے بنائی گئین ہین یا ایسا ہی کچہہ آپ نے فرمایا پھر ایک شخص کو حکم
کیا وہ ایک ڈول پانی کا لایا اور اسپر بہا دیا **ف** نووی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد کو
بچانا چاہیے ناپاک چیزون سے اور تہوک سے اور آواز بلند کرنے سے اور جھگڑے لڑائیون سے اور
خرید اور فروخت سے اور سب معاملات سے اور یہان پر مین چند مسئلے مختصر طور پر بیان کرتا ہون ایک
یہ کہ بے وضو کو مسجد مین بیٹھنا درست ہی اور اگر عبادت کی نیت سے بیٹھے جیسے اعتکاف یا علم دین
پڑہنے یا پڑہانے یا وعظ کرنے یا سننے یا نماز کی انتظار کی نیت سے تو مستحب ہے ورنہ مباح ہے اور
بعضے لوگون کے نزدیک مکروہ ہے لیکن یہ قول ضعیف ہی اسیطرح مسجد کے اندر سونا درست
ہے امام شافعی نے ام مین اسکی تصریح کردی ہے ابن منذر نے اشراق مین لکھا ہی کہ مسجد مین سونے
کی اجازت دی ہے سعید بن مسیب اور حسن اور عطا اور شافعی نے اور ابن عباس نے کہا مسجد کو
خوابگاہ مت بناؤ اور ایک روایت انسے یہ ہے کہ اگر نماز کے لیے مسجد مین سو جاؤ تو کچہہ قباحت
نہین اور اوزاعی نے کہا مسجد مین سونا مکروہ ہے اور امام مالک نے کہا مسافرون کو مسجد مین
درست ہی اور مقیم کو مناسب نہین امام احمد نے کہا مسافر وغیرہ کے لیے قباحت نہین پر اگر کوئی
مسجد کو خوابگاہ بنا لیوے تو جائز نہین اور اسحاق کا بھی یہی قول ہے اور جس نے مسجد مین
سونا جائز رکھا ہے اوسکی دلیل یہ ہے کہ حضرت علی اور ابن عمر اور اصحاب صفہ مسجد مین سویا کرتے
تھے اور کافر مسلمانون کی اجازت سے مسجد مین جا سکتا ہے البتہ بغیر اجازت سے اوسکو جانے سے
روکا جاویگا ابن منذر نے کہا مسجد مین وضو کرنا ہر ایک عالم نے درست رکھا ہے البتہ ایسے مقام
مین وضو کرنا جس سے لوگون کو تکلیف ہو مکروہ ہے اور ابن سیرین اور مالک اور سحنون سے
اسکی کراہت مروی ہے مسجد کے صاف رکہنے کے لیے ۔ ہمارے اصحاب مین سے ایک جماعت
نے لکہا ہی کہ جانورون اور دیوانون اور لڑکون کا مسجد مین لیجانا مکروہ ہے اور مراد وہ لڑکے ہین
جنکو تمیز نہین کیونکہ وہ نجس کردین گے مسجد کو پر جانور کا لیجانا حرام نہین ہے کسلیے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف کیا ہے خانہ کعبہ کا اونٹ پر سوار ہوکر اور یہ کراہت کے منافی نہین
اسواسطے کہ آپ نے بیان جواز کے لیے ایسا کیا ہوگا یا اسلیے کہ آپ سب لوگون کو دکہائی دین تو درست

اُن چیزوں کی کہ نیت سے طہارت مسجد میں نجاست کا لیجانا حرام ہے اور جسکے بدن میں بھی نجاست لگی ہو تو اُسکو
مسجد کے اندر ہو جانے کا ڈر ہو وہ مسجد میں نہ جاوے اور جو ڈر نہ ہو تو جا سکتا ہے اگر مسجد میں
فصد لیوے اور خون کے لیے کوئی برتن نہ رکھے تو حرام ہے ورنہ مکروہ ہے اور اگر برتن کے اندر
مسجد میں پیشاب کرے تو اسمیں دو قول ہیں ایک یہ کہ مکروہ ہے دوسری یہ کہ حرام ہے مسجد
میں چیت لیٹنا پاؤں ہلانا انگلیاں چٹخانا درست ہے مسجد کو جھاڑنا صاف کرنا مستحب ہے

**باب** حکم بول الطفل الرضیع وکیفیۃ غسلہ شیرخوار بچے کے پیشاب کو کیونکر دھونا چاہیے

**عن** عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یؤتی بالصبیان فیبرک علیھم و
یحنکھم فاتی بصبی فبال علیہ فدعا بماء فاتبعہ بولہ ولم یغسلہ **ترجمہ** ام المومنین عائشہ
سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس لوگ بچوں کو لاتے آپ اُنکے لیے دعا کرتے اور ہاتھ
پھیرتے اُنپر اور کچھ چبا کر اونکے موہ میں دیتے (جیسے کھجور وغیرہ) ایک لڑکا آپ پاس لایا گیا اسنے
آپ پر پیشاب کر دیا آپ نے پانی منگوایا اور اس جگہہ ڈالدیا اور دھویا نہیں اسکو **عن** عائشۃ
اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بصبی یرضع فبال فی حجرہ فدعا بماء فصبہ علیہ **ترجمہ**
ام المومنین عائشہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دودھ پیتا بچہ لایا گیا اس نے آپکی
گود میں پیشاب کر دیا آپ نے پانی منگوا کر اسجگہہ ڈالدیا **عن** ام قیس بنت محصن انہا اتت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بابن لھا لم یاکل الطعام فوضعتہ فی حجرہ فبال قال
فلم یزد علی ان نضح بالماء **ترجمہ** ام قیس بنت محصن سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ایک بچہ لیکر آئیں جو اناج نہیں کھاتا اور اسکو بٹھا دیا آپکی گود میں اسنے پیشاب کر دیا آپ نے فقط پانی
اسپر چھڑک دیا **عن** الزھری بھذا الاسناد وقال فدعا بماء فرشہ **ترجمہ** زہری سے
روایت ہے اسی اسناد سے اسمیں یہ ہے کہ آپ نے پانی منگوایا اور چھڑک دیا **عن** عبید اللہ بن
عبد اللہ بن عتبۃ بن مسعود ان ام قیس بنت محصن وکانت من المھاجرات الاول اللاتی
بایعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھی اخت عکاشۃ بن محصن احد بنی اسد بن خزیمۃ
قال اخبرتنی انھا اتت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بابن لم یبلغ ان یاکل الطعام قال
عبید اللہ اخبرتنی ان ابنھا ذاک بال فی حجر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فدعا رسول اللہ

عَنِ الْأَسْوَدِ وَهَمَّامٍ عَنْ عَائِشَةَ فِي الْمَنِيِّ قَالَتْ كُنْتُ أَفْرُكُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ اسود اور ہمام سے روایت ہے حضرت عائشہ نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے منی کو کھرچ ڈالتی عَنْ عَائِشَةَ فِي حَتِّ الْمَنِيِّ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِيثِ خَالِدٍ عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ عَنْ عَائِشَةَ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمْ ترجمہ ان روایتوں کا بھی وہی جو اوپر گذرا عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ سَأَلْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ عَنِ الْمَنِيِّ يُصِيبُ ثَوْبَ الرَّجُلِ أَيَغْسِلُهُ أَمْ يَغْسِلُ الثَّوْبَ فَقَالَ أَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْسِلُ الْمَنِيَّ ثُمَّ يَخْرُجُ إِلَى الصَّلَاةِ فِي ذَلِكَ الثَّوْبِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى أَثَرِ الْغَسْلِ فِيهِ ترجمہ عمرو بن میمون سے روایت ہے میں نے سلیمان بن یسار سے پوچھا اگر منی کپڑے میں لگ جاوے تو منی کو دھو ڈالے یا کپڑے کو دھووے انہوں نے کہا مجھ سے حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منی کو دھو ڈالتے پھر نماز کو نکلتے وہی کپڑا پہن کر اور میں دھونے کا نشان دیکھتی آپ کے کپڑے میں عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ أَمَّا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ فَحَدِيثُهُ كَمَا قَالَ ابْنُ بِشْرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْسِلُ الْمَنِيَّ وَأَمَّا ابْنُ الْمُبَارَكِ وَعَبْدُ الْوَاحِدِ فَفِي حَدِيثِهِمَا قَالَتْ كُنْتُ أَغْسِلُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا اسمیں یہ ہے کہ حضرت عائشہ نے کہا میں دھو ڈالتی تھی منی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شِهَابٍ الْخَوْلَانِيِّ قَالَ كُنْتُ نَازِلًا عَلَى عَائِشَةَ فَاحْتَلَمْتُ فِي ثَوْبَيَّ فَغَمَسْتُهُمَا فِي الْمَاءِ فَرَأَتْنِي جَارِيَةٌ لِعَائِشَةَ فَأَخْبَرَتْهَا فَبَعَثَتْ إِلَيَّ عَائِشَةُ فَقَالَتْ مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ بِثَوْبَيْكَ قَالَ قُلْتُ رَأَيْتُ مَا يَرَى النَّائِمُ فِي مَنَامِهِ قَالَتْ هَلْ رَأَيْتَ فِيهِمَا شَيْئًا قُلْتُ لَا قَالَتْ فَلَوْ رَأَيْتَ شَيْئًا غَسَلْتَهُ لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَإِنِّي لَأَحُكُّهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَابِسًا بِظُفُرِي ترجمہ عبداللہ بن شہاب خولانی سے روایت ہے میں حضرت عائشہ پاس اترا مجھے احتلام ہو گیا کپڑوں میں میں نے انکو پانی میں ڈبویا حضرت عائشہ کی ایک چھوکری نے دیکھا اور اُنسے بیان کیا انہوں نے مجھے بلا بھیجا اور پوچھا یہ کپڑوں کو تم نے کیوں ڈبویا میں نے کہا خواب میں میں نے وہ دیکھا جو سونیوالا دیکھتا ہے (مراد احتلام ہے) انہوں نے کہا کپڑوں میں تو نے کچھ اثر پایا میں نے کہا نہیں انہوں نے کہا اگر کپڑوں میں تو کچھ دیکھتا تو اسکا دھو ڈالنا کافی تھا اور میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے سوکھی منی اپنے ناخونوں سے چھیل ڈالتی

ف یعنے اگر کپڑے مین منی لگ جاوے تو سارے کپڑے کا دھونا اور غوطہ دینا ضرور نہین صرف اتنے مقام کو دھو ڈالے جہان منی لگی ہو نووی نے کہا علماء نے اختلاف کیا ہے آدمی کی منی مین تو مالک اور ابو حنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ وہ نجس ہے مگر ابو حنیفہ کے نزدیک اگر منی خشک ہو تو اسکا مل ڈالنا کافی ہے اور یہی ایک روایت ہے احمد سے اور امام مالک کے نزدیک ہر حال مین اسکا دھونا ضرور ہے اور لیث نے کہا ہے کہ منی نجس ہے لیکن منی بھرے اگر کوئی نماز پڑھے تو نماز کا لوٹانا ضرور نہین اور حسن نے کہا کہ اگر کپڑے پر منی بھری ہو اور اس سے نماز پڑھے تو نماز لوٹانا ضرور نہین اگرچہ منی تھوڑی ہی بہت ہو لیکن اگر بدن مین لگی ہو تو نماز کا لوٹانا ضرور ہے اگرچہ منی تھوڑی ہو اور بہت سے علماء اسطرف گئے ہین کہ منی پاک ہے اور یہی مروی ہے حضرت علی اور سعد بن ابی وقاص اور ابن عمر اور عائشہ رضی اللہ عنہم اور داؤد اور احمد سے صحیح تر روایتین اور یہی مذہب ہے شافعی اور اہل حدیث کا اور حسن نے یہ کہا کہ منی کی طہارت حضرت شافعی کا قول ہے اس نے غلطی کی اب جو لوگ نجس کہتے ہین انکی دلیل وہ حدیث ہے جسمین منی دھونیکا ذکر ہے اور جو پاک کہتے ہین انکی دلیل وہ حدیث ہے جسمین کھرچ ڈالنے کا ذکر ہے کیونکہ اگر منی نجس ہوتی تو اسکا ملنا اور کھرچنا کافی نہوتا جیسے خون کا ملنا اور کھرچنا کافی نہین اور یہ لوگ کہتے ہین کہ دھونے کی روایت محمول ہے استحباب اور صفائی پر یعنے دھو ڈالنا بہتر ہے یہ تو آدمی کی منی کا حکم ہوا اب ہمارے اصحاب کا ایک قول ضعیف اور ہے وہ یہ کہ منی عورت کی نجس ہے اور مرد کی پاک ہے اور ایک قول اس سے بھی زیادہ ضعیف ہے کہ دونون کی منی نجس ہے اور ٹھیک یہی ہے کہ مرد اور عورت دونون کی منی پاک ہے اور جب منی پاک ہوئی تو اسکا کھانا درست ہے یا نہین اسمین دو قول ہین صحیح یہ ہے کہ درست نہین ہے کیونکہ طبیعت اس سے گھن کرتی ہے تو وہ خبائث مین داخل ہے جو حرام ہین اب منی اور جانورون کی تو کتے اور سور کی منی تو نجس ہے بلا خلاف اور باقی جانورون کی منی مین تین قول ہین صحیح یہ ہے کہ وہ پاک ہے خواہ اس جانور کا گوشت حلال ہو یا نہو دوسرا قول یہ ہے کہ وہ نجس ہے مطلقا تیسرا قول یہ ہے کہ جس جانور کا گوشت حلال ہے اسکی منی پاک ہے اور جس جانور کا گوشت حرام ہے اسکی منی بھی ناپاک ہے انتہے نووی نے کہا حضرت عائشہ کی احادیث سے لوگون نے دلیل قائم کی ہے کہ عورت کی فرج کی رطوبت پاک ہے اور صحیح بھی یہی ہے اور انہون نے یہ کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو احتلام تو ہونا محال تھا کیونکہ احتلام شیطان کے فریب سے ہوتا ہے تو اب جو منی رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم پر ہو گی وہ ضرور جماع کی وجہ سے ہو گی اور جماع میں منی فرج کی رطوبت کے ساتھ شریک ہوتی ہے اور جو لوگ فرج کی رطوبت کو نجس کہتے ہیں انہوں نے دو جواب دیے ہیں ایک یہ کہ احتلام ہمیشہ شیطان کے فریب سے نہیں ہوتا بلکہ جب بدن میں اعتدال سے زیادہ منی پیدا ہو جاتی ہے تو طبیعت اسکو دفع کرتی ہے دوسری یہ کہ احتمال ہے کہ یہ منی مقدمات جماع یعنی بوسہ اور مساس اور مباشرت سے نکلی ہو انتہے **باب** نجاسۃ الدم وکیفیۃ غسلہ خون کی نجاست کا اور اسکے دھونے کا بیان **عن** اسماء قالت جاءت امرأۃ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالت احدنا یصیب ثوبہا من دم الحیضۃ کیف تصنع بہ قال تحتہ ثم تقرصہ بالماء ثم تنضحہ ثم تصلی فیہ ترجمہ اسماء سے روایت ہے ایک عورت آئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ کے پاس اور اس نے کہا ہم میں کسی کے کپڑے میں حیض کا خون لگ جاتا ہے وہ کیا کرے آپ نے فرمایا پہلے اسکو کھرچ ڈالے پھر پانی ڈالکر ملے پھر دھو ڈالے پھر اسی کپڑے میں نماز پڑھے **ف** نووی نے کہا حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ نجاست کا دھونا پانی سے واجب ہے اور جو کوئی کسی اور روان چیز سے دھووے جیسے سرکہ وغیرہ تو جائز نہ ہوگا اور خون نجس ہے باجماع اہل اسلام اور نجاست کے دھونے میں صاف کرنا اسکا ضرور ہے عدد کی شرط نہیں ہے اگر نجاست حکمی ہے جو آنکھ سے دکھلائی نہیں دیتی جیسے پیشاب وغیرہ اسکا دھونا ایک بار واجب ہے اور دوسری تیسری بار مستحب ہے اور جو نجاست عینی جو آنکھ سے دکھلائی دیتی ہے جیسے خون وغیرہ تو اسکا دھونا یہانتک واجب ہے کہ عین نجاست زائل ہو جاوے اب بعد اسکے دوسری یا تیسری بار دھونا مستحب ہے اور کپڑے کا نچوڑنا دھونے کے بعد شرط نہیں ہے صحیح قول کے موافق اب اگر نجاست عینی کے دھونے کے بعد اسکا رنگ رہجاوے تو کچھ قباحت نہیں البتہ اگر اسکا مزہ باقی رہے تو وہ کپڑا نجس ہے اور مزہ دور کرنا ضرور ہے اور جو بو باقی رہی تو اسمین دو قول ہیں صحیح یہ ہے کہ وہ پاک ہو جاویگا انتہے مختصرا **عن** ابی ہشام بن عروۃ بہذا الاسناد مثل حدیث یحیی بن سعید ترجمہ دوسری روایت کا بھی وہی جو اوپر گذرا۔ **باب** الدلیل علی نجاسۃ البول ووجوب الاستبراء منہ پیشاب کی نجاست کا بیان **عن** ابن عباس قال مر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی قبرین فقال اما انہما لیعذبان وما یعذبان فی کبیر اما احدہما فکان یمشی بالنمیمۃ واما الآخر فکان لا یستتر من بولہ قال

تقرصیہ

فدعا بعسيب رطب فشقه باثنين ثم غرس على هذا واحدا وعلى هذا واحدا ثم قال
لعله ان يخفف عنهما ما لم ييبسا ترجمہ عبداللہ بن عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم دو قبروں پر سے نکلے تو فرمایا ان دونوں قبر والوں پر عذاب ہو رہا ہے اور کچھ بڑے گناہ پر نہیں
ف بخاری کی روایت میں اتنا زیادہ ہے اور وہ بڑا گناہ ہے پھر یہ جو فرمایا بڑے گناہ پر نہیں اس
سے یہ غرض ہوگی کہ انکی دانست میں بڑا گناہ نہ تھا یا یہ مطلب ہے کہ اس گناہ سے باز رہنا انپر مشکل نہ
تھا ورقاضی عیاض نے ایک تیسری تاویل کی ہے وہ یہ ہے کہ بڑے سے بڑا گناہ نہ تھا اس سے یہ مطلب ہے
کہ عذاب کچھ بڑے سے بڑے گناہ پر منحصر نہیں بلکہ چھوٹے گناہ پر بھی ہوتا ہے اور اس گناہ کو بڑے
ہونیکا یہ سبب ہے کہ پیشاب سے جب پرہیز نہ کیا تو نماز باطل ہوئی اور نماز کا ترک کبیرہ گناہ ہے اسیطرح
چغل خوری اور فساد سب سے بدتر گناہ ہے (نووی) ف ایک تو انمیں چغل خوری کرتا (یعنے ایک
کی بات دوسرے سے لگا دیتا فساد اور لڑائی کے لیے) اور دوسرا اپنے پیشاب سے بچنے میں احتیاط
نہ کرتا پھر آپنے ایک ہری ٹہنی منگوائی اور چیر کر اسکو دو کیا اور ہر ایک قبر پر ایک ایک گاڑ دی
اور فرمایا شاید جب تک یہ ٹہنیاں نہ سوکھیں اسوقت تک انکا عذاب ہلکا ہووے ف نووی
نے کہا اسکا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کی سفارش کی تو وہ سفارش
قبول ہوئی اسطرح سے کہ انکے عذاب کم کرنے کا حکم ہوا ٹہنی کے سوکھنے تک اور شاید آپ دعا کرتے
ہوں انکے لیے ٹہنیوں کے خشک ہونے تک اور احتمال ہے کہ ہری ٹہنیاں تسبیح کہتی ہوں اور اسوجہ سے
عذاب کی کمی ہو اور جب سوکھ جاویں تو تسبیح موقوف ہو جاتی ہو کیونکہ وان من شيء الا يسبح بحمده
سے اکثر مفسرین کے نزدیک وہی شے مراد ہے جو زندہ ہو اور لکڑی اور پتھر کی زندگی جب ہی تک ہے
کہ وہ کاٹی نہ جاویں اور محققین علماء کا بھی قول ہے کہ یہ آیت عام ہے اور ہر ایک چیز حقیقۃ تسبیح
کرتی ہے اور بعضوں نے کہا کہ ہر چیز اپنی صورت اور سیرت اور اوصاف اور تاثیرات کی وجہ سے
اپنے صانع کی قدرت پر دلالت کرتا ہے اور یہی اسکی تسبیح ہے ۔ برگ درختان سبز در نظر ہشیار ۔ ہر ورقے
دفتریست معرفت کردگار ۔ اور اس حدیث سے علماء نے یہ بات نکالی ہے کہ قبر کے پاس قرآن
پڑھنا مستحب ہے اسلیے کہ جب ہری شاخ سے عذاب کی کمی ہو تو قرآن کی برکت سے ضرور عذاب میں کمی
ہوگی اور بخاری نے اپنے صحیح میں روایت کیا ہے کہ بریدہ بن حصیب اسلمی نے وصیت کی تھی کہ میری قبر

دوہری شاخیں رکھدی جاویں اور شاید انہوں نے تبرکاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فعل کو دیکھکر یہ وصیت کی خطابی نے انکار کیا اس فعل کا جو لوگ قبروں پر کیا کرتے ہیں یعنے پھول اور شاخیں ڈالنے کا اور کہا اسکی کوئی اصل نہیں اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ قبر کا عذاب حق ہے اور معتزلہ نے اسکا خلاف کیا ہے اور پیشاب نجس ہے اور چغل خوری حرام ہے جب فساد کی نیت سے ہو اور جو کسی مسلمان کا ضرر بچانا منظور ہو تو ثواب ہے وہ چغل خوری میں داخل نہیں انتہیٰ سے زیادہ عَنْ سُلَيْمَانَ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ وَكَانَ الْاٰخَرُ لَا يَسْتَنْزِهُ عَنِ الْبَوْلِ اَوْ مِنَ الْبَوْلِ ترجمہ اس روایت کا وہی جو اوپر گذرا

## كِتَابُ الْحَيْضِ

کتاب حیض کے بیان میں ف حیض کے معنی لغت میں بہنا اور اصطلاح میں حیض اس خون کو کہتے ہیں جو بالغہ عورت کی رحم سے بہتا ہے معین دنوں میں اور استحاضہ وہ خون ہے جو بے وقت عادت کے خلاف آوے

### بَابُ مُبَاشَرَةِ الْحَائِضِ فَوْقَ الْاِزَارِ

باب ازار کے اوپر حائضہ عورت سے مباشرت کرنا عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَتْ اِحْدَانَا اِذَا كَانَتْ حَائِضًا اَمَرَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَأْتَزِرُ بِاِزَارٍ ثُمَّ يُبَاشِرُهَا ترجمہ ام المؤمنین عائشہ رضہ سے روایت ہے ہم میں سے جب کوئی حائضہ ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکو حکم کرتے تہ بند باندہنے کا پھر مباشرت کرتے اسکے ساتھ ف یعنے لپٹتے اس سے اور مساس کرتے اور بوسہ لیتے پر جماع نہ کرتے کیونکہ حیض میں جماع کرنا حرام ہے باجماع اہل اسلام اور اگر کوئی اسکو حلال جانے تو وہ کافر مرتد ہے اسلیے کہ حرمت اسکی قرآن سے ثابت ہے اور جو کوئی حلال نہ جانے اور بھول سے یا نادانستہ ایسا کام کرے تو اسپر نہ گناہ ہے نہ کفارہ اور اگر جان بوجھ کرے تو گناہ کبیرہ ہے اور کفارہ واجب نہیں مالک اور ابو حنیفہ اور احمد اور شافعی کا ایک روایت میں یہی قول ہے اور جمہور سلف نے اسی کو اختیار کیا ہے جیسے عطا اور ابن ابی ملیکہ اور شعبی اور نخعی اور مکحول اور زہری اور ابو الزناد اور ربیعہ اور حماد بن ابی سلیمان اور ایوب سختیانی اور سفیان ثوری اور لیث بن سعد کا اور ایک قول یہ ہے کہ اسپر کفارہ واجب ہے اور یہی مروی ہے ابن عباس اور حسن بصری اور سعید بن جبیر اور قتادہ اور اوزاعی اور اسحاق کا اور احمد کا ایک روایت میں اب اختلاف کیا ہے ان لوگوں نے کفارے میں تو حسن اور سعید نے کہا وہ کفارہ ایک بردے کا آزاد کرنا ہے اور باقی لوگوں نے کہا وہ ایک دینار یا آدہا دینار صدقہ دینا ہے اور دلیل انکی ابن عباس کی حدیث ہے مرفوع جو شخص اپنی عورت سے جماع کرے حیض کی حالت میں وہ ایک

ایک دینار صدقہ دیوے یا آدھا دینار لیکن یہ حدیث ضعیف ہی باتفاق حفاظ انتہے عن عائشۃ
قالت کانت احدانا اذا کانت حائضا امرھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان تأتزر فی کان
فور حیضتھا ثم یباشرھا قالت وایکم یملک اربہ کما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یملک اربہ ترجمہ ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے ہم مین سے جب کسی عورت کو حیض آتا تو رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم اسکو حکم کرتے تہ بند باندہنے کا جب حیض کا خون جوش پر ہوتا پھر اس سے مباشرت کرتے
حضرت عائشہ نے کہا تم مین سے کون اپنی خواہش اور ضرورت پر اسقدر اختیار رکھتا ہی جیسا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم رکھتے تھے ف یعنے نفس پر قابو رکھنا اور اپنی خواہش کو بے موقع روکنا یہ ہر شخص
کا کام نہین البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین یہ قدرت تھی اس لیے جس شخص سے صبر نہ ہو سکے اسکو
یہی بہتر ہے کہ حائضہ عورت سے مباشرت کبھی نہ کرے ایسا نہو کہ غلبہ شہوت مین جماع کر بیٹھے اور گنہگار ہو
نووی نے کہا مباشرت ایک تو جماع کے معنی مین ہے وہ حیض کی حالت مین حرام ہے جیسے اوپر گذرا
اور ایک مباشرت یہ ہی کہ ناف سے اوپر اور گھٹنون سے نیچے مباشرت کرے ذکر سے یا بوسے سے یا چمٹا دے
یا مساس کرے یہ حلال ہے حیض کی حالت مین باتفاق علما اور وہ جو عبیدہ سلمانی سے منقول ہے
کہ اس قسم کی مباشرت بھی حیض کی حالت مین درست نہین تو یہ شاذ ہے منکر اس کو کسی نے قبول
نہین کیا اور اگر ثابت بھی ہو تو مردود ہے بدلیل احادیث صحیحہ کے جنکو بخاری اور مسلم نے روایت
کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ازار سے اوپر مباشرت کرتے تھے اور ایک مباشرت یہ ہے کہ
گھٹنے اور ناف کے بیچ مین مباشرت کرے لیکن سوا قبل اور دبر کے اور مقامون مین اسمین تین قول
ہین صحیح یہ ہے کہ حرام ہے اب یہ حرمت حیض کی موقوف ہونے تک ہے جہان حیض بند ہوا اور عورت نے
غسل کر لیا یا تیمم کر لیا تو ہر طرح کی مباشرت حلال ہو جاویگی ہمارا اور مالک اور احمد کا مذہب یہی ہے
اور ابو حنیفہ کے نزدیک اگر دس روز مین حیض بند ہوا تو غسل سے پہلے بھی جماع حلال ہے انتہے مختصرا
عن میمونۃ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یباشر نساءہ فوق الازار وھن
حیض ترجمہ ام المومنین میمونہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عورتون سے مباشرت
کرتے تھے ازار کے اوپر اور وہ حائضہ ہوتین باب الاضطجاع مع الحائض فی لحاف واحد
حائضہ عورت کے ساتھ ایک چادر مین لیٹنا عن میمونۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ

قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يضطجع معي وأنا حائض وبيني وبينه ثوب ترجمہ
ام المومنین میمونہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ لیٹتے اور میں حائضہ ہوتی اور
میرے اور آپکے بیچ میں ایک کپڑا حائل ہوتا عن ام سلمة قالت بينما أنا مضطجعة مع رسول الله
صلى الله عليه وسلم في الخميلة إذ حضت فانسللت فأخذت ثياب حيضتي فقال لي
رسول الله صلى الله عليه وسلم أنفست قلت نعم فدعاني فاضطجعت معه في الخميلة قالت
وكانت هي ورسول الله صلى الله عليه وسلم يغتسلان في الإناء الواحد من الجنابة ترجمہ
ام المومنین ام سلمہؓ سے روایت ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لیٹی ہوئی تھی چادر میں دفعتہً مجھے
حیض آیا میں کھسک گئی اور اپنے کپڑے اٹھائے حیض کے رسول اللہ صلی اللہ نے فرمایا کیا تجھے حیض آیا
میں نے کہا ہاں آپنے مجھے بلایا پھر میں آپکے ساتھ لیٹی اسی چادر میں ام سلمہ نے کہا میں اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم دونوں ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتے جنابت سے **ف** نووی نے کہا حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ سونا جائز
ہے حائضہ کے ساتھ اسی طرح بیٹھنا اسکے ساتھ ایک چادر میں بشرطیکہ بدن سے بدن نہ ملے ناف و زانو
کے نیچے یا صرف فرج نہ ہو علما نے کہا ہے کہ حائضہ کے ساتھ لیٹنا یا اسکا بوسہ لینا درست ہے اسیطرح مساس
کرنا ناف کے اوپر اور زانو کے نیچے اور حائضہ عورت کا ہاتھ نجس نہیں ہے وہ پانی اور ہر ایک رواں چیز میں
ہاتھ ڈال سکتی ہے اپنے خاوند کا سر دھو سکتی ہے کنگھی کر سکتی ہے کھانا پکا سکتی ہے اسکا جوٹھا اور پسینا دونوں پاک ہیں اور ابن جریر نے کہا اسپر
اجماع ہے علما کا انتہے **باب** جواز غسل الحائض رأس زوجها وترجيله وطهارة سؤرها و
الاتكاء في حجرها وقراءة القرآن فيه اس باب میں یہ بیان ہے کہ حائضہ عورت اپنے خاوند کا سر دھو
سکتی ہے اسکے سر میں کنگی کر سکتی ہے اسکا جوٹھا پاک ہے اسکی گود میں تکیہ لگا کر بیٹھنا درست ہے اور قرآن
پڑھنا عن عائشة قالت كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا اعتكف يدني إلي رأسه
فأرجله وكان لا يدخل البيت إلا لحاجة الإنسان ترجمہ ام المؤمنین عائشہؓ سے روایت ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اعتکاف کرتے تو اپنا سر میری طرف جھکا دیتے میں اسمیں کنگی کر دیتی اور
آپ گھر میں تشریف نہ لاتے (مسجد سے) مگر ضروری حاجت کیواسطے (جیسے پیشاب پاخانہ وغیرہ) **ف**
نووی نے کہا اس حدیث سے چند فائدے اعتکاف کے متعلق معلوم ہوئے جنکا ذکر اعتکاف کے باب میں آویگا اور
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اعتکاف کرنیوالا اپنے بدن کا کوئی حصہ جیسے ہاتھ یا پاؤں یا سر مسجد سے باہر نکالے

تو اُسکا اعتکاف باطل نہوگا اور جو شخص حلف کرے اس بات کی کہ فلان گھر مین نہ جاونگا یا فلان گھر سے نہ
نکلے گا پھر اپنے بدن کے کسی حصہ کو اُسکے اندر کرے یا اسمین سے نکالے تو اسکی قسم نہ ٹوٹے گی اور یہ بھی
معلوم ہوا کہ خاوند اپنی بی بی سے خدمت لیسکتا ہے پکانے اور نہانے دھونے مین بشرطیکہ وہ راضی
ہولنہے عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ إِنْ كُنْتُ لَأَدْخُلُ الْبَيْتَ
لِلْحَاجَةِ وَالْمَرِيضُ فِيهِ فَمَا أَسْأَلُ عَنْهُ إِلَّا وَأَنَا مَارَّةٌ وَإِنْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَيُدْخِلُ عَلَيَّ رَأْسَهُ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَأُرَجِّلُهُ وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةٍ إِذَا كَانَ
مُعْتَكِفًا وَقَالَ ابْنُ رُمْحٍ إِذَا كَانُوا مُعْتَكِفِينَ ترجمہ ام المومنین عائشہ رضنے کہا مین (جب اعتکاف
مین ہوتی) گھر مین جاتی حاجت کے واسطے اور چلتے چلتے جو کوئی گھر مین بیمار ہوتا اُسکو بھی پوچھ لیتی اور رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مین رہکر اپنا سر میری طرف ڈالدیتے مین اسمین کنگھی کردیتی اور آپ گھر مین نہ جاتے
مگر حاجت کو جب اعتکاف مین ہوتے عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْرِجُ إِلَيَّ رَأْسَهُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَهُوَ مُجَاوِرٌ فی
فَأَغْسِلُهُ وَأَنَا حَائِضٌ ترجمہ ام المومنین عائشہ رضسے روایت ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف
مین ہوتے اور مسجد کے باہر اپنا سر نکالدیتے مین آپکا سر دھو دیتی حالانکہ مین حائضہ ہوتی عَنْ
عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُدْنِي إِلَيَّ رَأْسَهُ وَأَنَا فِي حُجْرَتِي
فَأُرَجِّلُ رَأْسَهُ وَأَنَا حَائِضٌ ترجمہ ام المومنین عائشہ رضسے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اپنا سر میرے نزدیک کردیتے اور مین حجرے مین ہوتی پھر مین کنگھی کرتی آپ کے سر مین اور مین حائضہ
ہوتی عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَغْسِلُ رَأْسَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا
حَائِضٌ ترجمہ ام المومنین عائشہ نے کہا مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر دھوتی اور مین حائضہ
ہوتی عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاوِلِينِي الْخُمْرَةَ
مِنَ الْمَسْجِدِ قَالَتْ فَقُلْتُ إِنِّي حَائِضٌ فَقَالَ إِنَّ حَيْضَتَكِ لَيْسَتْ فِي يَدِكِ ترجمہ عائشہ رضنے
کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھسے فرمایا مجھے سجدہ گاہ اٹھا دے مسجد سے مین نے کہا
مین حائضہ ہون آپنے فرمایا حیض تیرے ہاتھ مین تو نہین ہے ف حدیث مین خمرہ کا لفظ
ہے اکثر علمانے کہا کہ خمرہ وہ ذرا سا ٹکڑا ہے بوریے وغیرہ کا جسپر سجدہ کیا جاوے اور خطابی نے

کہا خمرہ سے مراد جانماز ہے اور یہ جو فرمایا تیرا حیض ہاتھ مین نہین ہے اسکا یہ مطلب ہے کہ تو مسجد کے باہر رہ
کر ہاتھ اندر کرکے بوریا گھسیٹ لے اور ہاتھ اندر لے جانے مین کوئی قباحت نہین اگرچہ تو حیض سے ہو
عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَمَرَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اُنَاوِلَهُ الْخُمْرَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ
فَقُلْتُ اِنِّیْ حَائِضٌ فَقَالَ تَنَاوَلِیْهَا فَاِنَّ الْحَیْضَةَ لَیْسَتْ فِیْ یَدِكِ ترجمہ ام المومنین عائشہ تناولیها
سے روایت ہے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا سجدہ گاہ کے اوٹھا لینے کا مسجد سے مین نے
کہا مین حیض سے ہون آپ نے فرمایا اوٹھا دے حیض تیرے ہاتھ مین تھوڑی ہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ
قَالَ بَیْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْمَسْجِدِ فَقَالَ یَا عَائِشَةُ نَاوِلِیْنِی الثَّوْبَ فَقَالَتْ
اِنِّیْ حَائِضٌ فَقَالَ اِنَّ حَیْضَتَكِ لَیْسَتْ فِیْ یَدِكِ فَنَاوَلَتْهُ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مین تھے اتنے مین آپ نے فرمایا ای عائشہ مجھکو کپڑا اٹھا دے انہون نے کہا
مین حائضہ ہون آپ نے فرمایا تیرا حیض تیرے ہاتھ مین نہین ہے پھر انہون نے کپڑا اٹھا دیا
عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ کُنْتُ اَشْرَبُ وَاَنَا حَائِضٌ ثُمَّ اُنَاوِلُهُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
فَیَضَعُ فَاهُ عَلٰی مَوْضِعِ فِیَّ فَیَشْرَبُ وَاَتَعَرَّقُ الْعَرْقَ وَاَنَا حَائِضٌ ثُمَّ اُنَاوِلُهُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ فَیَضَعُ فَاهُ عَلٰی مَوْضِعِ فِیَّ وَلَمْ یَذْکُرْ زُهَیْرٌ فَیَشْرَبُ ترجمہ ام المومنین عائشہ رض سے روایت
ہے مین پانی پیتی تھی پھر پی کر دیتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتی آپ اسی جگہہ منہ رکھتے جہان
مین منہ رکھکر پیا تھا اور پانی پیتے حالانکہ مین حائضہ ہوتی اور کبھی ہڈی نوچتی پھر رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کو دیتی آپ اسی جگہہ منہ لگاتے جہان مین نے لگایا تھا عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ
کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَتَّکِئُ فِیْ حَجْرِیْ وَاَنَا حَائِضٌ فَیَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ ترجمہ
ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری گود مین تکیہ لگاتے اور قرآن
پڑھتے اور مین حائضہ ہوتی عَنْ اَنَسٍ اَنَّ الْیَهُوْدَ کَانُوْا اِذَا حَاضَتِ الْمَرْاَةُ فِیْهِمْ لَمْ یُؤَاکِلُوْهَا
وَلَمْ یُجَامِعُوْهُنَّ فِی الْبُیُوْتِ فَسَاَلَ اَصْحَابُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَیَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِیْضِ قُلْ هُوَ اَذًی فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِی
الْمَحِیْضِ اِلٰی اٰخِرِ الْاٰیَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اصْنَعُوْا کُلَّ شَیْءٍ اِلَّا النِّکَاحَ فَبَلَغَ
ذٰلِكَ الْیَهُوْدَ فَقَالُوْا مَا یُرِیْدُ هٰذَا الرَّجُلُ اَنْ یَدَعَ مِنْ اَمْرِنَا شَیْئًا اِلَّا خَالَفَنَا فِیْهِ

فَسَاَلَ اُسَیْدُ بْنُ حُضَیْرٍ وَعَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ فَقَالَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الْیَهُوْدَ تَقُوْلُ کَذَا وَکَذَا اَفَلَا نُجَامِعُهُنَّ فَتَغَیَّرَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی ظَنَنَّا اَنْ قَدْ وَجَدَ عَلَیْهِمَا فَخَرَجَا فَاسْتَقْبَلَتْهُمَا هَدِیَّةٌ مِّنْ لَبَنٍ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَرْسَلَ فِیْ اٰثَارِهِمَا فَسَقَاهُمَا فَعَرَفَا اَنْ لَّمْ یَجِدْ عَلَیْهِمَا ترجمہ انس سے روایت ہی یہود مین جب کوئی عورت حائضہ ہوتی تو اسکو اپنے ساتھ نہ کھلاتے نہ گھر مین اُسکے ساتھ رہتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے آپ سے اس مسئلے کو پوچھا تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْمَحِیْضِ اخیر تک یعنی پوچھتے ہین تجکو حیض سے تم کہہ دو حیض پلیدی ہے تو جدا ہو عورتون سے حیض کی حالت مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب کام کرو سوا جماع کے یہ خبر یہود کو پہونچی انہون نے کہا یہ شخص (یعنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) چاہتا ہے کہ ہر بات مین ہمارا خلاف کرے یہ سنکر اسید بن حضیر اور عباد بن بشر آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ یہود ایسا ایسا کہتے ہین ہم حائضہ عورتون سے جماع کیون نہ کرین (یعنے جب یہود ہماری مخالفت کو برا جانتے ہین اور اس سے جلتے ہین تو ہمکو بھی اچھی طرح خلاف کرنا چاہیے) یہ سنتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کا رنگ بدل گیا (اونکے یہ کہنے سے کہ ہم جماع کیون نہ کرین آپکو برا معلوم ہوا کیونکہ یہ خلاف قرآن کے ہے) ہم یہ سمجھے کہ آپکو ان دونو شخصون پر غصہ آیا وہ اٹھکر باہر نکلے اتنے مین کسی نے آپ کو دودھ بھیجا تحفے کے طور پر آپ نے اُن دونو کو پھر بلا بھیجا اور دودھ پلایا جب انکو معلوم ہوا کہ آپکا غصہ انکے اوپر نہ تھا ف آپ انکی بات پر صرف غصہ ہوئے تھے انکی ذات پر کوئی غصہ نہ تھا آخر وہ مسلمان نہ تھے انہون نے اسلام کی حرارت مین یہود سے بگڑ کر یہ بات کہہ دی جو قرآن کے خلاف تھی

## بَابُ الْمَذْیِ - مذی کا بیان

ف مذی ایک سفید رقیق پانی ہے جو شہوت کے وقت نکلتا ہے اسکے نکلنے کے بعد شہوت کم نہین ہوتی اور کبھی اسکا نکلنا محسوس نہین ہوتا اور مرد اور عورت دونون مین یہ پانی نکلتا ہے بلکہ عورتون مین زیادہ (نووی) عَنْ عَلِیٍّ قَالَ کُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَکُنْتُ اَسْتَحْیِیْ اَنْ اَسْئَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِمَکَانِ ابْنَتِهٖ فَاَمَرْتُ الْمِقْدَادَ بْنَ الْاَسْوَدِ فَسَئَلَهٗ فَقَالَ یَغْسِلُ ذَکَرَهٗ وَیَتَوَضَّاُ ترجمہ حضرت علی رض سے روایت ہے میری مذی بہت نکلا کرتی مین نے شرم کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھنے مین کیونکہ آپکی صاحبزادی میرے نکاح مین تھین مین نے مقداد بن الاسود سے کہا انہون نے پوچھا آپ نے فرمایا اپنے ذکر کو دھوئے اور وضو کرے عَنْ عَلِیٍّ اَنَّهٗ قَالَ اسْتَحْیَیْتُ اَنْ اَسْئَلَ النَّبِیَّ

[illegible]

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَذِيِّ مِنْ اَجْلِ فَاطِمَةَ فَاَمَرْتُ الْمِقْدَادَ فَسَاَلَهُ فَقَالَ مِنْهُ الْوُضُوْءُ ترجمہ
حضرت علی نے کہا مجھے شرم آئی مذی کا مسئلہ پوچھتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بوجہ فاطمہ رضہ کے
ہین سے مقداد سے کہا انہون سنے پوچھا آپ نے فرمایا مذی نکلنے سے وضو لازم آتا ہے (غسل ضرور
نہین) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ اَرْسَلْنَا الْمِقْدَادَ بْنَ الْاَسْوَدِ رَضِيَ اللّٰهُ آرسکت
عَنْهُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهُ عَنِ الْمَذِيِّ يَخْرُجُ مِنَ الْاِنْسَانِ كَيْفَ يَفْعَلُ بِهٖ
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاْ وَانْضَحْ فَرْجَكَ ترجمہ عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے
حضرت علی رضہ نے کہا ہم سنے مقداد کو بھیجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس انھون نے پوچھا اگر
کسی آدمی کی مذی نکلے تو وہ کیا کرے آپ نے فرمایا وضو کر ڈال اور شرمگاہ دھو ڈال ف نووی نے
کہا علما نے اتفاق کیا ہے اس امر پر کہ مذی نکلنے سے غسل لازم نہین آتا لیکن وضو لازم آتا ہے
ابو حنیفہ اور شافعی اور احمد اور جمہور علما کا یہی قول ہے اور ان حدیثون سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے اور
یہ بھی نکلتا ہے کہ مذی نجس ہے اسیواسطے آپ نے ذکر کے دھونے کا حکم کیا اور مراد ذکر کے دھونے سے یہ ہے
کہ جسقدر ذکر مین مذی لگ گئی ہو اتنی دھو دے نہ کل ذکر کو شافعی اور جمہور علما نے ایسا ہی کہا ہے
اور مالک اور احمد سے منقول ہے کہ ساری ذکر کو دھووے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ سوا پیشاب اور پاخانہ کے
اور نجاستون مین جیسے مذی اور خون وغیرہ ڈھیلے سے پاک کرنا کافی نہین بلکہ پانی سے طہارت کرنا
چاہیے اور یہی صحیح ہے اور ایک قول یہ ہے کہ ڈھیلے سے بھی پاک کرنا درست ہے اور یہ بھی نکلتا ہے
کہ مسائل پوچھنے مین کسی اور کو وکیل کرنا درست ہے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ داماد کو اپنے خسر سے یا ساس سے
یا سالی سے جماع کے متعلق باتین کرنا ادب کے خلاف ہے لہٰذا باختصار باب غَسْلِ الْوَجْهِ وَالْيَدَيْنِ
اِذَا اسْتَيْقَظَ مِنَ النَّوْمِ جب سو کر اوٹھے تو منہ ہاتھ دھونا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَقَضٰى حَاجَتَهٗ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهٗ وَيَدَيْهِ ثُمَّ نَامَ ترجمہ ابن عباس سے روایت
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو بیدار ہوئے تو حاجت سے فارغ ہوئے پھر منہ اور ہاتھ دھولئے
پھر سو رہے ف نووی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رات کو جاگنے کے بعد پھر سو رہنا مکروہ
نہین ہے اور سلف کے بعض لوگون نے اسکو مکروہ کہا ہے اس خیال سے کہ آنکھ نہ کھلے اور رات کا تہجد اور
وظیفہ ناغہ ہو جاوے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا ڈر نہ تھا باب جَوَازِ نَوْمِ الْجُنُبِ

باب الاستحباب الوضوء لمن غسل الفرج إذا أراد أن يأكل أو يشرب أو ينام أو يجامع جنب کو سونا درست
ہے لیکن وضو کرنا اور شرمگاہ دھو لینا کھانے اور پینے اور سونے اور جماع کرتے وقت مستحب ہے
عن عائشة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا أراد أن ينام وهو جنب توضأ وضوءه
للصلوة قبل أن ينام ترجمہ ام المومنین عائشہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سونے کا قصد
کرتے اور آپ جنب ہوتے تو وضو کر لیتے جیسے نماز کے لیے کرتے ہیں سونے سے پہلے عن عائشة قالت
كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا كان جنبا فأراد أن يأكل أو ينام توضأ وضوءه للصلوة وأراد
ترجمہ ام المومنین عائشہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنب ہوتے اور کھانا یا سونا چاہتے
تو وضو کر لیتے جیسے نماز کے لیے کرتے تھے عن ابن عمر أن عمر قال يا رسول الله أيرقد أحدنا وهو جنب
قال نعم إذا توضأ ترجمہ ابن عمر سے روایت ہے عمر رض نے کہا یا رسول اللہ اگر کوئی ہم میں سے کوئی سونا چاہے
اور وہ جنب ہو آپ نے فرمایا وضو کرے پھر سو سکتا ہے عن ابن عمر أن عمر رض استفتى النبي صلى
الله عليه وسلم فقال هل ينام أحدنا وهو جنب قال نعم ليتوضأ ثم لينم حتى يغتسل إذا
شاء ترجمہ ابن عمر سے روایت ہے حضرت عمر نے مسئلہ پوچھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اگر
کوئی ہم میں جنب ہو تو وہ سو سکتا ہے آپ نے فرمایا ہاں وضو کر لیوے پھر سو رہے اور جب چاہے غسل
کرے عن ابن عمر قال ذكر عمر بن الخطاب لرسول الله صلى الله عليه وسلم أنه تصيبه جنابة
من الليل فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم توضأ واغسل ذكرك ثم نم ترجمہ عبد اللہ بن
عمر رض سے روایت ہے حضرت عمر نے بیان کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ انکو جنابت ہوتی ہے انکو
آپ نے فرمایا وضو کرے اور ذکر کو دھو ڈال پھر سو رہ عن عبد الله بن أبي قيس قال سألت عائشة
عن وتر رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكر الحديث قلت كيف كان يصنع في الجنابة
أكان يغتسل قبل أن ينام أم ينام قبل أن يغتسل قالت كل ذلك قد كان يفعل ربما
اغتسل فنام وربما توضأ فنام قلت الحمد لله الذي جعل في الأمر سعة ترجمہ عبد اللہ بن ابی
قیس سے روایت ہے میں نے حضرت عائشہ رض سے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وتر کو پھر بیان
کیا حدیث کو یہاں تک کہ میں نے کہا آپ جنابت میں کیا کرتے تھے کیا سونے سے پہلے غسل کرتے تھے یا غسل
سے پہلے سو رہتے تھے انہوں نے کہا آپ دونو طرح کرتے کبھی غسل کر لیتے پھر سو رہتے اور کبھی وضو کر کے سو رہتے

مین نے کہا شکر خدا کا جس نے گنجایش رکھا امر مین ﴿ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ ترجمہ حدیث ہی کی جیسی ہی اور
عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتٰى اَحَدُكُمْ اَهْلَهٗ ثُمَّ اَرَادَ اَنْ يَّعُوْدَ فَلْيَتَوَضَّأْ
زَادَ اَبُوْ بَكْرٍ فِيْ حَدِيْثِهٖ بَيْنَهُمَا وُضُوْءًا وَقَالَ ثُمَّ اَرَادَ اَنْ يُّعَاوِدَ ترجمہ ابو سعید خدری سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا جب تم سے کوئی اپنی بی بی سے صحبت کرے پھر دوبارہ کرنا چاہے تو وضو کر لیوے
پھر کرے ﴿ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَطُوْفُ عَلٰى نِسَآئِهٖ بِغُسْلٍ وَّاحِدٍ
ترجمہ انس سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سب عورتون پاس ہو آتے ایک ہی
غسل سے ف نووی نے کہا حاصل ان سب حدیثون کا یہ ہے کہ جنب کو کھانا اور پینا اور سونا اور جماع
کرنا غسل سے پہلے درست ہی اسپر سب کا اجماع ہے اور اسبات پر کہ جنب کا بدن اور اسکا پسینا پاک ہے۔ ان
حدیثون کے رو سے یہ امر مستحب ہے کہ جنب اگر کھانا یا پینا یا سونا یا جماع کرنا چاہے تو وضو کر لیوے
اور شرمگاہ کو دھو لیوے اگر ایسا نکرے تو مکروہ ہے اور ابن حبیب اور داؤد ظاہری کے نزدیک وضو واجب
ہے اور ان حدیثون سے یہ بھی نکلتا ہے کہ جنابت کا غسل فی الفور واجب نہین بلکہ جب نماز کے لیے
اوٹھے اسوقت واجب ہے (انتہے باختصار) بَابُ وُجُوْبِ الْغُسْلِ عَلَى الْمَرْاَةِ بِخُرُوْجِ الْمَنِيِّ مِنْهَا
اگر عورت کی منی نکلے تو اسپر غسل واجب ہے ﴿ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ جَاءَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ وَهِيَ
جَدَّةُ اِسْحٰقَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ لَهٗ وَعَائِشَةُ عِنْدَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
اَلْمَرْاَةُ تَرٰى مَا يَرَى الرَّجُلُ فِي الْمَنَامِ فَتَرٰى مِنْ نَّفْسِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ مِنْ نَّفْسِهٖ فَقَالَتْ عَائِشَةُ يَا
اُمَّ سُلَيْمٍ فَضَحْتِ النِّسَآءَ تَرِبَتْ يَمِيْنُكِ قَوْلُهَا تَرِبَتْ يَمِيْنُكِ خَيْرٌ فَقَالَ لِعَائِشَةَ بَلْ اَنْتِ فَتَرِبَتْ
يَمِيْنُكِ نَعَمْ فَلْتَغْتَسِلْ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ اِذَا رَاَتْ ذٰلِكِ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے ام سلیم آئین رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس (اور وہ دادی تھین اسحاق کی جو راوی ہے اس حدیث کا انس سے) اور وہان
حضرت عائشہ بیٹھی تھین انہون نے کہا یا رسول اللہ عورت اگر سوتے مین ایسا دیکھے جیسے مرد دیکھتا ہے یعنی دیکھے
وہ چیز جو مرد دیکھتا ہے (یعنے منی کو) یہ سنکر عائشہ نے کہا اے ام سلیم تو نے رسوا کر دیا عورتون کو (اسوجہ
سے کہ احتلام اسی عورت کو ہوگا جو بہت پر شہوت ہو اور منی بھی اوسکی نکلے گی) تیرے ہاتھ مین مٹی لگے
(اور یہ انہون نے نیک بات کہی ف یعنے حضرت عائشہ کا یہ کہنا تیرے ہاتھ مین مٹی لگے اس سے بد دعا
مقصود تھی نہ کوسنا بلکہ انہون نے نیک نیتی سے یہ کلمہ کہا تھا اگرچہ اس کلمہ کا مطلب اصل مین یہ ہے کہ تجھے محتاجگی

آوی اور تو غریب ہو جاوے پر اب محاورہ ہو گیا ہے عرب مین کہ یہ کلمہ اسوقت کہتے ہین جب کسی بات کو برا کہتے
ہین یا برا جانتے ہین یا جھڑکتے ہین یا خفا ہوتے ہین) **ف** آپنے فرمایا اے عائشہ تیرے ہاتھ مین
مٹی لگے اور ام سلیم سے فرمایا اے ام سلیم عورت غسل کرے اس صورت مین جب ایسا دیکھے **ف** نووی نے
کہا جب عورت کی منی نکلے تو اسپر غسل واجب ہے جیسے مرد پر اور علما نے اجماع کیا ہے کہ مرد اور عورت دونون
پر غسل واجب ہوتا ہے منی نکلنے سے یا دخول سے اور عورت پر حیض اور نفاس سے بھی غسل واجب ہوتا ہے اور جو کوئی
عورت جنے اور خون ذرا بھی نہ دیکھے تو اسپر بھی غسل واجب ہے صحیح قول کے موافق اسیطرح اگر بچے کے بدلے
صرف گوشت کا لوتھڑا جنے یا خون کی پھٹکی اور جو غسل کو واجب نہین کہتا وہ وضو واجب جانتا ہے
اور ہمارا مذہب یہی ہے کہ غسل واجب ہوتا ہے منی نکلنے سے خواہ شہوت سے نکلے یا بلا شہوت کود کر نکلے یا یونہی
ہی سوتے مین نکلے یا جاگتے مین معلوم ہو اسکا نکلنا یا نہ معلوم ہو عاقل ہو یا مجنون ہو اور منی نکلنے سے یہ
مراد ہے کہ باہر نکل آوے اگر سوتے مین یہ دیکھے کہ جماع کیا اور منی نکلی لیکن درحقیقت منی نہین نکلی تو غسل
واجب نہ ہوگا اسیطرح اگر منی حرکت کرے اور باہر نہ نکلے تب بھی غسل نہین اگر کسی کی منی نکلنے لگے اور وہ
نماز مین ہو اور کپڑے کے اوپر سے ذکر کو تھام لیوے یہانتک کہ منی رک جاوے تو اسکی نماز صحیح ہو جاوے گی اور
عورت کا حکم مرد کا سا ہے انتہی مختصراً **عن** قَتَادَةَ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رض حَدَّثَهُمْ اَنَّ اُمَّ سُلَيْمٍ
حَدَّثَتْهُ اَنَّهَا سَاَلَتْ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَرْاَةِ تَرٰى فِيْ مَنَامِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ فَقَالَ سلمۃ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاَتْ ذٰلِكِ الْمَرْاَةُ فَلْتَغْتَسِلْ فَقَالَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ فَاسْتَحْيَيْتُ
مِنْ ذٰلِكَ قَالَتْ وَهَلْ يَكُوْنُ هٰذَا فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ فَمِنْ اَيْنَ يَكُوْنُ الشَّبَهُ قالت
اِنَّ مَاءَ الرَّجُلِ غَلِيْظٌ اَبْيَضُ وَمَاءَ الْمَرْاَةِ رَقِيْقٌ اَصْفَرُ فَمِنْ اَيِّهِمَا عَلَا اَوْ سَبَقَ يَكُوْنُ مِنْهُ
الشَّبَهُ **ترجمہ** قتادہ سے روایت ہے انس بن مالک نے انسے حدیث بیان کی
کہ ام سلیم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اگر عورت خواب مین دیکھے وہ جو مرد دیکھتا ہے آپنے فرمایا
جب عورت ایسا دیکھے تو غسل کرے ام سلیم نے کہا مجھے شرم آئی مین نے کہا ایسا کیا ہوتا ہے (یعنے عورت کو بھی
احتلام ہوتا ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک ایسا ہوتا ہے ورنہ بچہ عورت کے مشابہ
کیونکر ہوتا ہے **ف** یعنے بچہ مرد اور عورت دونو کے نطفے سے ملکر پیدا ہوتا ہے پھر جسکا نطفہ غالب ہوتا
ہے بچہ اوسی کی صورت پر ہوتا ہے اور جب عورت کا نطفہ ہوا تو اسکا نکلنا اور احتلام ہونا ممکن ہے **ف**

مرد کا گاڑھا سفید ہوتا ہے اور عورت کا پتلا زرد پھر ہوا دیر رہتا ہے یا بڑھ جاتا ہے بچہ اسی کے مشابہ ہوجاتا ہے ف نووی نے کہا یہ حدیث اصل عظیم ہے منی کی صفت کے بیان مین حالت صحت مین علما نے کہا ہے مرد کی منی سفید اور گاڑھی ہوتی ہے اور کود کر آہستہ آہستہ نکلتی ہے اور شہوت کے ساتھ نکلتی ہے اسکے نکلنے مین لذت آتی ہے اور جب نکل چکتی ہے اسیوقت شہوت ضعیف ہوجاتی ہے اور اسکی بو ایسی ہوتی ہے جیسے کھجور کے گابہ کی قریب قریب آٹے کی بو کے اور سوکھ کر بعضون نے کہا پیشاب کی سی بو ہوجاتی ہے یہ تو اصل حالت ہے منی کی جب مرد صحیح اور سالم ہو کسی بیماری مین مبتلا نہ ہو اگر بیمار ہو تو منی کی پتلی زرد اور رقیق ہوجاتی ہے یا آلات منی ضعیف ہوجاتی ہین تو وہ کود کر نہین نکلتی بلکہ بہتی ہے بغیر لذت اور شہوت کے یا کثرت جماع سے سرخ ہوجاتی ہے یخنی کیطرح اور کبھی خالص خون کیطرح نکلتی ہے لیکن اگر منی سرخ بھی نکلے تب بھی وہ پاک ہے اور اس سے غسل واجب ہوگا اور منی کے تین خاصے ہین ایک تو یہ کہ شہوت کے ساتھ نکلے اور اسکے نکلنے کے بعد سستی ہوجاوے دوسری بو کھجور کے گابہ کیطرح تیسری آہستہ آہستہ کئی بار مین نکلے ان مین سے ہر ایک بات کافی ہے اسکے منی ہونے کے لیے اور تینون باتون کا ہونا ضرور نہین اگر ان تینون مین سے کوئی امر نہ ہو تو گمان غالب ہوگا کہ وہ منی نہین ہے اور عورت کی منی زرد اور رقیق ہوتی ہے اور کبھی سفید بھی ہوتی ہے اسکی پہچان دو اوصاف سے ہے ایک تو بو مرد کی منی کی بو کیطرح دوسرے لذت اسکی نکلتے وقت اور اسکے نکلنے کی بعد شہوت کم ہوجانا پھر منی جسطرح اور جس حال مین نکلے اسکے نکلنے سے غسل واجب ہوگا انتہی ما قال النووی عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَاَلَتِ امْرَاَةٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَرْاَةِ تَرٰى فِىْ مَنَامِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ فِىْ مَنَامِهٖ فَقَالَ اِذَا كَانَ مِنْهَا مَا يَكُوْنُ مِنَ الرَّجُلِ فَلْتَغْتَسِلْ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے ایک عورت نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اگر عورت خواب مین وہ دیکھے جو مرد دیکھتا ہے آپنے فرمایا اگر اسمین سے وہی چیز نکلے جو مرد سے نکلتی ہے (یعنے منی نکلے) تو غسل کرے عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ جَاءَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَسْتَحْيِيْ مِنَ الْحَقِّ فَهَلْ عَلَى الْمَرْاَةِ مِنْ غُسْلٍ اِذَا احْتَلَمَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ اِذَا رَاَتِ الْمَاءَ فَقَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَتَحْتَلِمُ الْمَرْاَةُ فَقَالَ تَرِبَتْ يَدَاكِ فَبِمَ يُشْبِهُهَا وَلَدُهَا ترجمہ ام المؤمنین ام سلمہ رض سے روایت ہے ام سلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئین اور عرض کیا یا رسول اللہ اللہ تعالی سچی بات سے شرم نہین کرتا کیا عورت پر غسل واجب ہے جب اسکو احتلام ہو تو آپنے فرمایا ہان

جب وہ پانی دیکھے (یعنے منی کو) ام سلمہ نے کہا یا رسول اللہ کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے آپ نے
فرمایا تیرے ہاتھوں کو مٹی لگے احتلام نہیں ہوتا تو پھر بچہ عورت کے مشابہ کیسے ہوتا ہے ف اس حدیث
سے اور اور کئی حدیثوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حیا اور شرم یہ بھی اللہ جل جلالہ کی ایک صفت
ہے پر جیسے اسکی اور صفتیں مخلوقات کی صفتوں کی طرح نہیں ہیں اسیطرح یہ صفت بھی مخلوق کیطرح نہیں
ہے سلف کا یہی اعتقاد ہے اور پچھلے بعض متکلمین نے جو اللہ تعالے کی صفات میں تاویل کا طریقہ
اختیار کیا ہے وہ خوب نہیں ہے بلکہ ایک طرح کی بدعت ہے اور دین میں اہلحدیث نے تاویل کرنیوالوں کو
بہت برا سمجھا ہے عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ مَعْنَاهُ وَزَادَ قَالَتْ قُلْتُ فَضَحْتِ
النِّسَاءَ ترجمہ دوسری روایت کا بھی یہی جو اوپر گذرا اسمیں اتنا زیادہ ہے کہ بی بی ام سلمہ نے کہا تو نے رسوا کیا
عورتوں کو عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ أُمَّ بَنِي أَبِي طَلْحَةَ دَخَلَتْ
عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَى حَدِيثِ هِشَامٍ غَيْرَ أَنَّ فِيهِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ
لَهَا أُفٍّ لَكِ أَتَرَى الْمَرْأَةُ ذٰلِكَ ترجمہ حضرت عائشہ رض نے بھی ایسا ہی روایت کیا کہ ام سلیم رسول اللہ صلی
علیہ وسلم پاس آئیں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت عائشہ نے کہا اف تجھ کیا عورت بھی ایسا دیکھتی ہے عَنْ
عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَغْتَسِلُ الْمَرْأَةُ إِذَا احْتَلَمَتْ وَ
أَبْصَرَتِ الْمَاءَ فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ تَرِبَتْ يَدَاكِ وَأُلَّتْ قَالَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعِيهَا وَهَلْ يَكُونُ الشَّبَهُ إِلَّا مِنْ قِبَلِ ذٰلِكِ إِذَا عَلَا مَاؤُهَا مَاءَ الرَّجُلِ
أَشْبَهَ الْوَلَدُ أَخْوَالَهُ وَإِذَا عَلَا مَاءُ الرَّجُلِ مَاءَهَا أَشْبَهَ أَعْمَامَهُ ترجمہ ام المومنین عائشہ رض سے روایت
ہے ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا عورت غسل کرے جب اسکو احتلام ہو
ہو اور پانی دیکھے (یعنے منی) آپ نے فرمایا ہاں غسل کرے حضرت عائشہ نے کہا تیرے ہاتھوں کو مٹی لگے
اور وہ کوچی جاوین ہتھیار سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوڑ دے اسکو آخر بچہ جو مشابہ ہوتا ہے
ماں باپ کی وہ کاہے سے ہوتا ہے جب عورت کا نطفہ مرد کے نطفے پر غالب ہو تو بچہ اپنے ننہیال کے مشابہ
ہوتا ہے اور جب مرد کا نطفہ عورت کے نطفے پر غالب ہو تو بچہ ددھیال پر پڑتا ہے ف حدیث
میں اُلّت کا لفظ ہے اسکا ترجمہ وہی ہے جو بیان ہوا یعنے ہاتھ زخمی کیے جاوین اور کچی جاوین آلہ
سے جو ایک ہتھیار ہے نووی نے اسی کو صحیح کہا ہے لیکن مجمع البحار میں ہے کہ صحیح اُلّت ہے یعنے چیخ مارے

ہیں انگلی زمین پر لکیر کھینچی (جیسے کوئی سوچتے وقت ایسا کرتا ہے) اور فرمایا پوچھ یہودی نے کہا جس دن یہ زمین بدل
جاکر دوسری زمین ہوگی اور دوسرے آسمان لوگ اسوقت کہاں ہوں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
لوگ اسوقت اندھیرے میں پل صراط کے پاس کھڑے ہوں گے اس نے پوچھا پھر سب سے پہلے کون لوگ اس
پل سے پار ہوں گے آپ نے فرمایا مہاجرین ہیں جو محتاج ہیں (مہاجرین سے مراد وہ لوگ ہیں جو پیغمبر کے
ساتھ گھر بار چھوڑ کر نکل گئے اور فقر و فاقہ کی تکلیف پر صبر کیا اور دنیا پر لات ماری) یہودی نے کہا پھر جب وہ لوگ
جنت میں جاوینگے تو انکا پہلا ناشتہ کیا ہوگا آپ نے فرمایا مچھلی کے جگر کا ٹکڑا (جو نہایت مزیدار اور مقوی ہوتا ہے)
اسکے بعد پھر صبح کا کھانا کیا ہوگا آپ نے فرمایا وہ بیل کاٹا جاویگا انکے لیے جو جنت میں چرا کرتا تھا پھر اوس نے پوچھا یہ کھا کر
کیا پینگے آپ نے فرمایا ایک چشمہ کا پانی جسکا نام سلسبیل ہے اس یہودی نے کہا آپ نے سچ فرمایا اور میں آپ سے ایک
ایسی بات پوچھنے آیا ہوں جسکو کوئی نہیں جانتا دنیا میں سوا نبی کے یا ایک دو آدمی جانتے ہوں آپ نے فرمایا
اگر میں وہ بات تجھے بتا دوں تو تجھے فائدہ ہوگا اس نے کہا میں اپنے کان سے سن لونگا پھر اس نے کہا میں تجھ
کو پوچھتا ہوں آپ نے فرمایا مرد کا پانی سفید ہے اور عورت کا پانی زرد ہے جب یہ دونوں اکٹھا ہوتے ہیں اور مرد
کی منی عورت کی منی پر غالب ہوتی ہے تو اللہ کے حکم سے لڑکا پیدا ہوتا ہے اور جب عورت کی منی غالب ہوتی
ہے مرد کی منی پر تو لڑکی پیدا ہوتی ہے اللہ کے حکم سے یہودی نے کہا آپ نے سچ فرمایا اور بیشک آپ پیغمبر ہیں
پھر چلا گیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسنے جو باتیں مجھ سے پوچھیں وہ مجھے کوئی معلوم
نہ تھی یہانتک کہ اللہ تعالی نے مجکو بتا دیں عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سَلَّامٍ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهٖ غَيْرَ
أَنَّهٗ قَالَ كُنْتُ قَاعِدًا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ زَائِدَةُ كَبِدِ النُّونِ وَقَالَ أَذْكَرَ
وَآنَثَ وَلَمْ يَقُلْ أَذْكَرَا وَآنَثَا ترجمہ وہی جو اوپر گذرا اسمیں یہ ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ وسلم کے پاس
بیٹھا تھا اور کچھ لفظوں کا فرق ہے

## باب صِفَةِ غُسْلِ الْجَنَابَةِ غسل جنابت کیونکر کرے

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ يَبْدَأُ فَيَغْسِلُ يَدَيْهِ
ثُمَّ يُفْرِغُ بِيَمِينِهٖ عَلٰى شِمَالِهٖ فَيَغْسِلُ فَرْجَهٗ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وُضُوْءَهٗ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ يَأْخُذُ الْمَاءَ
فَيُدْخِلُ أَصَابِعَهٗ فِي أُصُولِ الشَّعْرِ حَتّٰى إِذَا رَأٰى أَنْ قَدِ اسْتَبْرَأَ حَفَنَ عَلٰى رَأْسِهٖ ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ
ثُمَّ أَفَاضَ عَلٰى سَائِرِ جَسَدِهٖ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ترجمہ ام المومنین عائشہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جنابت کا غسل کرتے تو پہلے دونوں ہاتھ دھوتے پھر داہنے ہاتھ سے پانی ڈالتے اور بائیں ہاتھ سے شرمگاہ دھوتے پھر وضو

جسطرح نماز کیلیے کیا کرتے تھے پھر پانی لیتے اور اپنی انگلیاں بالون کی جڑون مین ڈالتے جب آپ دیکھتے کہ بال تر ہو گئے تو اپنے سر پر دونو ہاتھون سے بھر کر تین چلو ڈالتے پھر ساری بدن پر پانی ڈالتے پھر دونون پانون دہوتے ف نووی نے کہا ہمارے اصحاب کے نزدیک غسل جنابت کا کمال یہ ہے کہ پہلے دونو پہونچون کو تین بار دھووے برتن مین ہاتھ ڈالنے سے پہلے پھر شرمگاہ پر اور بدن پر جو نجاست لگی ہو اسکو دھووے پھر وضو کرے جسطرح نماز کیلیے وضو کرتا ہے پھر سب انگلیاں پانی مین ڈالکر ایک چلو لیوے اور سر کے بالون اور داڑھی کے بالون مین اس سے خلال کرے پھر اپنے سر پر تین چلو بھر کر ڈالے پھر بغلون اور کانون اور ناف اور سرین کی خبر لیوے اور پانون کی انگلیون کی اور ان سب جگہون مین پانی پہونچاوے پھر تین بار سارے بدن پر پانی ڈالے اور سب جگہہ پانی پہونچاوے اور مستحب یہ ہے کہ داہنی جانب سے شروع کرے اور قبلے کیطرف منہ کرکے بیٹھے اور بعد فراغت کے اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ اور غسل سے پہلے نیت کرے ان سب چیزون مین نیت اور ساری بدن پر پانی پہنچانا فرض ہے اور شرط یہ ہے کہ بدن نجاست سے پاک ہو اور باقی سب چیزین سنت ہین اور ملنا بدنکا واجب نہین ہے مگر مالک اور مزنی کے نزدیک واجب ہے اسیطرح وضو بھی غسل جنابت مین واجب نہین ہے مگر داؤد ظاہری کے نزدیک واجب ہے انتہی مختصرا

عَنْ هِشَامٍ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِمْ غَسْلُ الرِّجْلَيْنِ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا مگر اس روایت مین پانون دھونے کا ذکر نہین ہے

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ فَبَدَأَ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلَاثًا ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ غَسْلَ الرِّجْلَيْنِ ترجمہ ام المومنین عائشہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنابت کا غسل کیا تو دونو پہونچونکو تین بار دھویا پھر بیان کیا حدیث کو اسیطرح جیسے اوپر گذری اور اس روایت مین پانون دھونے کا ذکر نہین ہے

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَأَ فَغَسَلَ يَدَيْهِ قَبْلَ أَنْ يُدْخِلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ ثُمَّ تَوَضَّأَ مِثْلَ وُضُوئِهِ لِلصَّلَاةِ ترجمہ ام المومنین عائشہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنابت کا غسل کرتے تو پہلے دونو ہاتھ دھوتے برتن مین ہاتھ ڈالنے سے پہلے پھر وضو کرتے جیسے نماز کیلیے وضو کرتے تھے

باب صفة غسل الجنابة

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَتْنِي خَالَتِي مَيْمُونَةُ قَالَتْ أَدْنَيْتُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُسْلَهُ مِنَ الْجَنَابَةِ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ ثُمَّ أَفْرَغَ بِهِ عَلَى فَرْجِهِ وَغَسَلَهُ بِشِمَالِهِ ثُمَّ ضَرَبَ بِشِمَالِهِ الْأَرْضَ فَدَلَكَهَا دَلْكًا شَدِيدًا ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ

باب فی التطیب بعد الغسل من الجنابة

اور چھینکنا مکروہ نہین کہہ سکتے دوسری یہ کہ مکروہ ہی تیسری یہ کہ مباح ہے اور یہی صحیح ہے کیونکہ احادیث
سے اباحت ثابت ہوتی ہی اور ممانعت کی کوئی دلیل نہین ہے انتہی عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ دَعَا بِشَيْءٍ نَحْوِ الْحِلَابِ فَاَخَذَ بِكَفِّهٖ بَدَاَ بِشِقِّ
رَاْسِهِ الْاَيْمَنِ ثُمَّ الْاَيْسَرِ ثُمَّ اَخَذَ بِكَفَّيْهِ فَقَالَ بِهِمَا عَلٰى رَاْسِهٖ ترجمہ ام المومنین حضرت عائشہ
صدیقہ سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنابت کا غسل کرتے تو ایک برتن پانی کا منگواتے حلاب
کے برابر (حلاب وہ برتن ہے جسمین اونٹنی کا دودھ دوہتے ہین) پھر ہاتھ سے پانی لیتے اور پہلے داہنا جانب
سر کا دھوتے پھر بایان جانب لعاب کے دونو ہاتھ سی پانی لیتے اور سر پر بہاتے ف صحیح حلاب ہے کسر
حا اور تخفیف لام اور بعضون نے اسکو حُلّاب پڑھا ہے بضم جیم و تشدید لام کے اور مراد اس سے گلاب ہے
لیکن ہروی نے اسکا انکار کیا ہے اور کہا کہ صحیح حلاب ہے بَابُ الْقَدْرِ الْمُسْتَحَبِّ مِنَ الْمَاءِ فِي غُسْلِ الْجَنَابَةِ
غسل جنابت مین کتنا پانی لینا بہتر ہے عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْتَسِلُ
مِنْ اِنَاءٍ هُوَ الْفَرَقُ مِنَ الْجَنَابَةِ ترجمہ ام المومنین عائشہ سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرتے
تھے ایک برتن سی جسمین تین صاع پانی آتا ہے (یعنی سات آٹھ سیر) جنابت سی ف نووی نے کہا اہل
اسلام نے اجماع کیا ہے کہ وضو اور غسل کے لیے پانی کی مقدار معین نہین ہے بلکہ قلیل اور کثیر سب کافی
ہے بشرطیکہ اعضا بھیگ جاوین اور مستحب ہی کہ وضو مین ایک مد سے کم نہ ہو اور غسل مین ایک صاع سے کم
نہ ہو اور صاع پانچ رطل اور تہائی رطل کا ہوتا ہے اور مد ایک رطل اور تہائی رطل کا اور ہمارے بعض
اصحاب نے کہا ہے کہ یہان وہ صاع مراد ہے جو آٹھ رطل کا ہوتا ہے بہرحال پانی بیکار بہانا منع ہے
اگرچہ ندی کے کنارے غسل کرتا ہو اور یہ ممانعت تنزیہی ہے اور بعضون نے کہا کہ اسراف حرام ہے انتہی

اور غسل کرنا مرد اور عورت کا ایک برتن سے ایک ہی حالت میں اور غسل کرنا ایک ...

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلُ فِي الْقَدَحِ وَهُوَ الْفَرَقُ
وَكُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَهُوَ فِي الْاِنَاءِ الْوَاحِدِ وَفِي حَدِيْثِ سُفْيَانَ مِنْ اِنَاءٍ وَاحِدٍ قَالَ قُتَيْبَةُ قَالَ
سُفْيَانُ وَالْفَرَقُ ثَلَاثَةُ اٰصُعٍ ترجمہ ام المومنین عائشہ سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرتے تھے
ایک کٹورے سی اور وہ فرق تھا (فرق اس برتن کو کہتے ہین جسمین تین صاع پانی آتا ہے) اور مین اور آپ ایک
ہی برتن سے غسل کرتے سفیان نے کہا فرق تین صاع کا ہوتا ہی ف نووی نے کہا مرد اور عورت دونو کا طہارت کرنا ایک برتن
سے جائز ہی باجماع اہل اسلام لیکن عورت کا طہارت کرنا مرد کی طہارت سے بچے ہوئے پانی سے وہ بھی بالاجماع جائز ہے اور مرد کا

طہارت کرنا عورت کی طہارت سے بچے ہوئے پانی سے جائز ہے اور مالک اور ابو حنیفہ اور جمہور علما کے نزدیک جائز ہے
اور اسمین کراہت بھی نہین ہے بدلیل احادیث صحیحہ کے اور احمد بن حنبل اور داؤد ظاہری کے نزدیک عورت
کے بچے ہوئے پانی سے مرد کو طہارت درست نہین بشرطیکہ عورت اس پانی کو خلوت مین لے گئی ہو اور اوسکو استعمال
کیا ہو اور عبد اللہ بن سرجس اور حسن بصری سے ایسا ہی منقول ہے اور امام احمد سے ایک روایت ہمارے موافق
بھی ہے اور سعید اور حسن سے مطلقاً کراہت بھی منقول ہے اور مختار جمہور علما کا قول ہے کیونکہ احادیث صحیحہ سے
یہ امر ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بی بیون کے ساتھ غسل کیا ہے اور ہر ایک نے دوسرے کا بچا ہوا پانی
استعمال کیا اور خلوت کو اسمین کوئی دخل نہین اور ایک حدیث مین آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی
ایک بی بی کے بچے ہوئے پانی سے غسل کیا روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور اصحاب سنن نے اور ترمذی
نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور وہ جو ممانعت کی حدیث حکم بن عمرو سے منقول ہے وہ ضعیف ہے ائمہ حدیث نے جیسے
بخاری وغیرہ ہین اسکو ضعیف کہا ہے یا مراد اس سے یہ ہے کہ جو پانی عورت کے اعضا سے گرے وہ تو مستعمل ہے اس سے غسل
درست نہین یا وہ ممانعت استحباب کے لیے ہے واللہ اعلم انتہی عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ دَخَلْتُ
عَلٰی عَائِشَۃَ اَنَا وَاَخُوْھَا مِنَ الرَّضَاعَۃِ فَسَاَلَھَا عَنْ غُسْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الْجَنَابَۃِ فَدَعَتْ
بِاِنَاءٍ قَدْرِ الصَّاعِ فَاغْتَسَلَتْ وَبَیْنَنَا وَبَیْنَھَا سِتْرٌ وَاَفْرَغَتْ عَلٰی رَاْسِھَا ثَلٰثًا قَالَ وَکَانَ اَزْوَاجُ النَّبِیِّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَاْخُذْنَ مِنْ رُءُوْسِھِنَّ حَتّٰی یَکُوْنَ کَالْوَفْرَۃِ ترجمہ ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے روایت ہے
مین اور حضرت عائشہ کا رضاعی (دودھ کے ناتے کا) بھائی (عبد اللہ بن یزید) اونکے پاس گئے اور غسل جنابت کو پوچھا
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر کرتے تھے انہون نے ایک برتن منگوایا جسمین صاع بھر پانی آتا تھا اور نہائین ہمارے
انکے بیچ ایک پردہ تھا انہون نے اپنے سر پر تین بار پانی ڈالا ف ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو سلمہ اور
عبد اللہ بن یزید نے انکا سر اور اوپر کا بدن دیکھا ورنہ اونکے سامنے پانی منگوانے سے اور نہانے سے کوئی فائدہ نہ تھا
عبد اللہ تو رضاعی بھائی تھے اور ابو سلمہ رضاعی بھانجے تھے کیونکہ ام کلثوم بنت ابی بکر نے انکو دودھ پلایا تھا اور یہ دونو
محرم ہین اور محرم کو اوپر کا بدن دیکھنا درست ہے ف ابو سلمہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیان اپنے
بال کترالی تھین اور کانون تک بال رکھتے تھین ف حدیث مین وفرہ کا لفظ ہے اصمعی نے کہا وفرہ لمہ سے زیادہ ہے
اور لمہ ان بالون کو کہتے ہین جو مونڈھون تک ہون اور اورون نے کہا وفرہ لمہ سے کم ہے یعنی جو بال کانون تک
ہون ابو حاتم نے کہا وفرہ وہ بال ہین جو کانو پر ہون قاضی عیاض نے کہا عرب کی عورتین تو چوٹیان نکالا کرتین

باب غسل الرجل والمرأة من الاناء الواحد فی حالۃ واحدۃ

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیون نے آپکی وفات کی بعد شاید ایسا کیا ہو زینت کے ترک کرنیکے لیے نووی نے کہا قاضی عیاض کی طرح اور علماء نے بھی کہا ہے اور یہ گمان نہین ہوتا کہ انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مین ایسا کیا ہو اور اس حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ عورت کو بال کم کرنا درست ہو انتہی

عَنْ اَبِی سَلَمَۃَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَۃُ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اغْتَسَلَ بَدَءَ بِیَمِیْنِہٖ فَصَبَّ عَلَیْہَا مِنَ الْمَآءِ فَغَسَلَہَا ثُمَّ صَبَّ الْمَآءَ عَلَی الْاَذَی الَّذِیْ بِہٖ بِیَمِیْنِہٖ وَغَسَلَ عَنْہُ بِشِمَالِہٖ حَتّٰی اِذَا فَرَغَ مِنْ ذٰلِکَ صَبَّ عَلٰی رَاْسِہٖ قَالَتْ عَائِشَۃُ کُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ اِنَآءٍ وَّاحِدٍ وَّنَحْنُ جُنُبَانِ ترجمہ ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے روایت ہے حضرت عائشہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غسل کرتے تو داہنے ہاتھ سے شروع کرتے پہلے اسپر پانی ڈالتے اور اسکو دھوتے پھر داہنے ہاتھ سے پانی ڈالتے اور بائین ہاتھ سے جو بدن پر نجاست ہوتی اسکو دھوتے جب اس سے فراغت ہوتی تو سر پر پانی ڈالتے حضرت عائشہ نے کہا مین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنابت کا غسل ایک برتن سے کیا کرتے عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّہَا کَانَتْ تَغْتَسِلُ ہِیَ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ اِنَآءٍ وَّاحِدٍ یَسَعُ ثَلٰثَۃَ اَمْدَادٍ اَوْ قَرِیْبًا مِّنْ ذٰلِکَ ترجمہ ام المومنین عائشہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتے جسمین تین مد یا کچھ ایسا ہی پانی آتا ف قاضی عیاض نے کہا مراد یہ ہے کہ ہر ایک کے لیے تین مد پانی لیا جاتا یا اس سے مراد صاع ہے تاکہ موافق ہو اس حدیث کے جسمین فرق کا ذکر آیا ہے یا ایسا ہی کسی وقت مین ہوا ہو گا نووی نے کہا اس حدیث مین تین مد کا ذکر ہے اور دوسری روایت مین یہ ہے کہ ایک فرق سے آپ غسل کرتے اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت عائشہ نے ایک صاع سے غسل کیا اور ایک روایت مین پانچ مکوک کا بیان ہے غسل مین اور ایک مکوک کا وضو مین اور ایک روایت مین ایک صاع غسل کے لیے اور ایک مد وضو کے لیے آیا ہے اور ایک روایت مین ایک مد سے وضو اور غسل ایک صاع سے پانچ مد تک امام شافعی اور اور علماء نے کہا ہے کہ یہ اختلاف باعتبار موقع اور حالت اور قلت اور کثرت پانی کے تھا بہرحال طہارت کے لیے پانی کا کوئی مقدار مقرر نہین ہے

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ اِنَآءٍ وَّاحِدٍ تَخْتَلِفُ اَیْدِیْنَا فِیْہِ مِنَ الْجَنَابَۃِ ترجمہ ام المومنین عائشہ سے روایت ہے مین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرتے تھے ایک برتن سے دونو کے ہاتھ اسمین پڑجاتے اور یہ غسل جنابت کا تھا عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ اِنَآءٍ بَیْنِیْ وَبَیْنَہٗ وَاحِدٍ فَیُبَادِرُنِیْ حَتّٰی اَقُوْلَ دَعْ لِیْ دَعْ لِیْ قَالَتْ وَہُمَا جُنُبَانِ ترجمہ ام المومنین عائشہ سے روایت ہے مین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرتی تھی ایک برتن سے جو میرے اور آپکے بیچ ہوتا

آپ جلدی جلدی پی لیتے یہاں تک کہ مین کہتی تھوڑا پانی میرے لیے چھوڑو میرے لیے چھوڑو

اور وہ دونوں جنب ہوتے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَخْبَرَتْنِيْ مَيْمُوْنَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا كَانَتْ باب منہ

تَغْتَسِلُ هِيَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ ترجمہ میمونہ سے روایت ہے وہ

اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم غسل کرتے ایک برتن سے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْتَسِلُ بِفَضْلِ مَيْمُوْنَةَ ترجمہ ابن عباس رضی سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میمونہ کے غسل سے جو پانی بچتا اس سے غسل کرتے عَنْ اُمِّ

سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَتْ هِيَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلَانِ فِي الْاِنَاءِ الْوَاحِدِ باب منہ

مِنَ الْجَنَابَةِ ترجمہ ام المومنین ام سلمہ سے روایت ہے وہ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

جنابت کا غسل ایک برتن سے کرتے عَنْ اَنَسٍ يَّقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ باب ما یکفی من الماء فی الغسل والوضوء

يَغْتَسِلُ بِخَمْسِ مَكَاكِيْكَ وَيَتَوَضَّاُ بِمَكُّوْكٍ وَقَالَ ابْنُ مُثَنًّى بِخَمْسِ مَكَاكِيَّ ترجمہ انس سے

روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانچ مکوک سے غسل کرتے اور ایک مکوک سے وضو

کرتے (مکوک سے مراد مد ہے) عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّاُ

بِالْمُدِّ وَيَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ اِلٰى خَمْسَةِ اَمْدَادٍ ترجمہ انس رضی سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم ایک مد سے وضو کرتے اور ایک صاع سے لیکر پانچ مد تک غسل کرتے عَنْ سَفِيْنَةَ

قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُغَسِّلُهُ الصَّاعُ مِنَ الْمَاءِ مِنَ الْجَنَابَةِ وَيُوَضِّئُهُ

الْمُدُّ ترجمہ سفینہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ کو ایک صاع پانی غسل جنابت کے لیے اور ایک

پانی وضو کے لیے کافی تھا عَنْ سَفِيْنَةَ صَاحِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ وَيَتَطَهَّرُ بِالْمُدِّ ترجمہ

سفینہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک صاع پانی سے غسل کرتے

اور ایک مد پانی سے وضو کرتے ف امام مسلم نے کہا کہ ابوبکر بن ابی شیبہ نے سفینہ

کو صحابی کہا اور ابوریحانہ نے کہا کہ وہ بوڑھا ہو گیا تھا یعنے سفینہ اور مجھے اسکی روایت کا اعتبار

نہیں نووی نے کہا اس صورت مین امام مسلم نے اس حدیث کو اور حدیثون کے متابعت

کے طور پر نقل کیا نہ اس پر اعتماد کر کے باب اسْتِحْبَابِ اِفَاضَةِ الْمَاءِ

سب تجھسے زیادہ تھے اور تجھسے بہتر تھے **باب** حکم ضفائر المغتسلۃ عورتین جو بال غسل مین کھولین یا نہ کھولین **عن** ام سلمۃ قالت قلت یا رسول اللہ انی امرأۃ اشد ضفر راسی افانقضہ لغسل الجنابۃ فقال لا انما یکفیک ان تحثی علی راسک ثلاث حثیات ثم تفیضین علیک الماء فتطھرین ام المؤمنین ام سلمہؓ سے روایت ہے مین نے کہا یا رسول اللہ مین اپنے سر پر چوٹی باندھتی ہون کیا جنابت کے غسل کے لیے اسکو کھولون آپنے فرمایا نہین تجکو کافی ہے سر پر تین چلو بھر کر ڈالنا پھر سارے بدن پر پانی بہانا تو پاک ہو جاوے گی **عن** ایوب بن موسی فی ھذا الاسناد وفی حدیث عبد الرزاق افانقضہ للحیضۃ والجنابۃ فقال لا ثم ذکر بمعنا حدیث ابن عیینۃ ترجمہ دوسری روایت کا بھی وہی ہے جو اوپر گذرا اسمین یہ ہے کہ مین کھولون اسکو حیض اور جنابت کے لیے **عن** ایوب بن موسی بھذا الاسناد وقال افاحلہ فاغسلہ من الجنابۃ ولم یذکر الحیضۃ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا اسمین یہ ہے کیا مین کھولون اسکو اور دھوون جنابت سے اور حیض کا ذکر نہین ہے **ف** نووی نے کہا ہمارا اور جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ چوٹی مین جب بالون کو پانی پہونچ جاوے اندر اور باہر تو اسکا کھولنا ضرور نہین اور جو بن کھولے پانی نہ پہونچے تو کھولنا چاہیے اور نخعی سے منقول ہے کہ ہر حال مین کھولنا ضرور ہے اور حسن اور طاؤس سے مروی ہے کہ حیض کے غسل مین کھولنا چاہیے اور جنابت کے غسل مین ضرور نہین اور ہماری دلیل ام سلمہؓ کی حدیث ہے اور اگر مرد کے سر پر چوٹی ہو تو اسکا بھی حکم عورت کا سا ہے انتہی **عن** عائشۃ ان عبد اللہ بن عمرو یامر النساء اذا اغتسلن ان ینقضن رؤسھن فقالت یا عجبا لابن عمرو ھذا یامر النساء اذا اغتسلن ان ینقضن رؤسھن افلا یامرھن ان یحلقن رؤسھن لقد کنت اغتسل انا ورسول اللہ صلی اللہ وسلم من اناء واحد وما ازید علی ان افرغ علی راسی ثلاث افراغات ترجمہ ام المؤمنین عائشہؓ سے روایت ہے عبد اللہ بن عمرو عورتون کو غسل کے وقت سر کھولنے کا حکم دیتے حضرت عائشہ نے کہا تعجب ہے ابن عمرو سے وہ سر کھولنے کا حکم کرتے ہین غسل کے وقت تو سر منڈا لینے کا حکم کیون نہین دیتے مین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونون ایک برتن سے غسل کرتے اور مین فقط اپنے سر پر

قال تفیضی

تین چلو ڈال لیتی **ف** نووی نے کہا عبداللہ بن عمر نے جو سر کھولنے کا حکم دیا یہ اس صورت
مین ہے جب سارے بالون مین پانی نہ پہونچ سکے یا اونکا مذہب یہی ہوگا کہ سر کھولنا چاہئے
جیسے نخعی سے ہم نے نقل کیا اور انکو ام سلمہ اور عائشہ کی حدیث نہ پہونچی ہوگی یا یہ حکم بطور استحباب
اور احتیاط کے ہوگا **باب** اسْتِحْبَابِ اسْتِعْمَالِ الْمُغْتَسِلَةِ مِنَ الْحَيْضِ فِرْصَةً مِنْ مِسْكٍ فِي
مَوْضِعِ الدَّمِ ترجمہ جو عورت حیض کا غسل کرے وہ ایک ٹکڑا کپڑے یا روئی کا مشک لگا کر خون کے
مقام پر استعمال کرے تو مستحب ہے **ف** یہ حکم نظافت اور طہارت اور پاکیزگی کے لیے ہے نہ بطور وجوب
کے اور لگانا اسکے بعد بھی ایسا ہی مستحب ہے بعضون نے کہا کہ مشک کی استعمال سے نطفہ جلدی
ٹھیرتا ہے جب مشک نہ ملی تو اور کوئی خوشبو استعمال کرے اور یہ استعمال غسل کے بعد چاہیے اگر کوئی
خوشبو نہ ملے تو صرف پانی سے پاک کرنا کافی ہے لیکن پکڑ کر فرج اندر پانی پہونچانا ضرور نہین اور
ثیبہ کو اتنی دور تک پانی پہونچانا واجب ہے جسقدر حاجت کے لیے بیٹھنے مین کھلتا ہے **عَنْ**
عَائِشَةَ قَالَتْ سَأَلَتِ امْرَأَةُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ تَغْتَسِلُ مِنْ حَيْضَتِهَا قَالَ
فَذَكَرَتْ أَنَّهُ عَلَّمَهَا كَيْفَ تَغْتَسِلُ ثُمَّ تَأْخُذُ فِرْصَةً مِنْ مِسْكٍ فَتَطَهَّرُ بِهَا قَالَتْ كَيْفَ أَتَطَهَّرُ بِهَا
قَالَ تَطَهَّرِي بِهَا سُبْحَانَ اللهِ وَاسْتَتَرَ وَأَشَارَ لَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ بِيَدِهِ عَلَى وَجْهِهِ قَالَ
قَالَتْ عَائِشَةُ وَاجْتَذَبْتُهَا إِلَيَّ وَعَرَفْتُ مَا أَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ تَتَبَّعِي
بِهَا أَثَرَ الدَّمِ وَقَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ فِي رِوَايَتِهِ فَقُلْتُ تَتَبَّعِي بِهَا آثَارَ الدَّمِ ترجمہ ام المومنین عائشہ سے تتبع
روایت ہے ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا حیض سے کیونکر غسل کرون آپ نے
سکھلایا اسکو غسل کرنا پھر فرمایا مشک لگا ہوا ایک پھاہا لے اور اس سے پاکی کر وہ بولی کیونکر
پاکی کرون آپ نے فرمایا سبحان اللہ تعجب سے کہ ایسی ظاہر بات بھی نہین جھتی ) پاکی کر اس سے
اور آڑ کر لی آپ نے سفیان نے بتایا ہمکو ہاتھ اپنا منہ پر رکھکر ( یعنے شرم سے آپ نے ایسا کیا )
حضرت عائشہ نے کہا مین نے اس عورت کو اپنی طرف کھینچا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب
مین پہچان گئی تھی مین نے کہا اس پھاہے کو خون کے مقام پر لگا ( یعنے شرمگاہ پر ) **عَنْ** عَائِشَةَ
أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ أَغْتَسِلُ عِنْدَ الطُّهْرِ فَقَالَ خُذِي
فِرْصَةً مُمَسَّكَةً فَتَوَضَّئِي بِهَا ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ سُفْيَانَ ترجمہ ام المومنین عائشہ رض

سے روایت ہے ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا میں جب حیض سے پاک
ہوں تو کیونکر غسل کروں آپ نے فرمایا ایک پھاہا لے مشک لگا ہوا اس سے پاکی کر پھر
بیان کیا اسی طرح جیسے اوپر گذرا عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اَسْمَاءَ سَاَلَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ عَنْ غُسْلِ الْمَحِیْضِ فَقَالَ تَاْخُذُ اِحْدَاکُنَّ مَاءَھَا وَسِدْرَتَھَا فَتَطَھَّرُ فَتُحْسِنُ الطُّھُوْرَ ثُمَّ
يبلغ تَصُبُّ عَلٰی رَاْسِھَا فَتَدْلُکُہٗ دَلْکًا شَدِیْدًا حَتّٰی تَبْلُغَ شُؤُوْنَ رَاْسِھَا ثُمَّ تَصُبُّ عَلَیْھَا الْمَاءَ
ثُمَّ تَاْخُذُ فِرْصَۃً مُمَسَّکَۃً فَتَطَھَّرُ بِھَا فَقَالَتْ اَسْمَاءُ وَکَیْفَ تَطَھَّرُ بِھَا فَقَالَ سُبْحَانَ
اللّٰہِ تَطَھَّرِیْنَ بِھَا فَقَالَتْ عَائِشَۃُ کَاَنَّھَا تُخْفِیْ ذٰلِکَ تَتَبَّعِیْنَ اَثَرَ الدَّمِ وَسَاَلَتْہُ
عَنْ غُسْلِ الْجَنَابَۃِ فَقَالَ تَاْخُذُ مَاءً فَتَطَھَّرُ فَتُحْسِنُ الطُّھُوْرَ اَوْ تُبْلِغُ الطُّھُوْرَ
ثُمَّ تَصُبُّ عَلٰی رَاْسِھَا فَتَدْلُکُہٗ حَتّٰی تَبْلُغَ شُؤُوْنَ رَاْسِھَا ثُمَّ تُفِیْضُ عَلَیْھَا الْمَاءَ
فَقَالَتْ عَائِشَۃُ نِعْمَ النِّسَاءُ نِسَاءُ الْاَنْصَارِ لَمْ یَکُنْ یَمْنَعُھُنَّ الْحَیَاءُ اَنْ
یَتَفَقَّھْنَ فِی الدِّیْنِ ترجمہ ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے اسماء (شکل کی بیٹی یا یزید بن
شکن کی بیٹی) نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حیض کا غسل کیونکر کروں آپ
نے فرمایا پہلے پانی بیری کے پتوں کے ساتھ لیوے اور اس سے اچھی طرح پاکی کرے (یعنی
حیض کا خون جو لگا ہوا ہو دھووے اور صاف کرے) پھر سر پر پانی ڈالے اور خوب زور سے
ملے یہاں تک کہ پانی مانگوں (بالوں کی جڑوں) میں پہنچ جاوے پھر اپنے اوپر پانی ڈالے (یعنی
سارے بدن پر) پھر ایک پھاہا (روئی یا کپڑے کا) مشک لگا ہوا لے کر اس سے پاکی کرے اسما
نے کہا کیونکر پاکی کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سبحان اللہ پاکی کرے . . . .
حضرت عائشہ نے چپکے سے کہہ دیا خون کے مقام پر لگا دے پھر اس نے جنابت کے غسل کو
پوچھا آپ نے فرمایا پانی لے کر اچھی طرح طہارت کرے پھر سر پر پانی ڈالے اور ملے یہاں تک کہ
پانی سب مانگوں میں پہنچ جاوے پھر اپنے سارے بدن پر پانی ڈالے حضرت عائشہ نے کہا انصار
کی عورتیں بھی کیا عمدہ عورتیں تھیں وہ دین کی بات پوچھنے میں شرم نہیں کرتی تھیں (اور یہی لازم
ہے کیونکہ شرم گناہ اور معصیت میں ہے اور دین کی بات پوچھنا ثواب اور اجر ہے) عَنْ
تطهري شُعْبَۃَ بِھٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَہٗ وَقَالَ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰہِ تَطَھَّرِیْ بِھَا وَاسْتَتِرْ ترجمہ

وہی جو اوپر گذرا اسمین اتنا زیادہ ہے کہ آپ نے منہ پردہ کر لی شرم سے عَنْ عَائِشَةَ
قَالَتْ دَخَلَتْ اَسْمَاءُ بِنْتُ شَكَلٍ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا
رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تَغْتَسِلُ اِحْدَانَا اِذَا طَهُرَتْ مِنَ الْمَحِيْضِ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ وَ
لَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا اس روایت مین غسل جنابت کا ذکر
نہین ہے بَابُ الْمُسْتَحَاضَةِ وَغُسْلِهَا وَصَلٰوتِهَا مستحاضہ کا بیان اور اسکے غسل
اور نماز کا حال ف استحاضہ اس عورت کو کہتے ہین جو استحاضہ مین مبتلا ہو اور استحاضہ کہتے
ہین اُس خون کو جو بے وقت عورت کی شرمگاہ سے جاری ہو اور یہ خون ایک رگ مین
سے نکلتا ہے جسکو عاذل کہتے ہین اور حیض کا خون رحم کی قعر مین سے نکلتا ہے مستحاضہ کو
وطی درست ہے اگرچہ خون جاری ہو ہمارا اور جمہور علما کا مذہب یہی ہے اور حضرت عائشہ سے
اسکی ممانعت منقول ہے نخعی اور حکم کا یہی قول ہے اور ابن سیرین کے نزدیک جماع مکروہ ہے
اور احمد نے کہا کہ اسوقت جماع کرے جب خاوند کو زنا مین پڑجانیکا ڈر ہو اور صحیح جمہور کا قول
ہے اور دلیل اسکی وہ ہے جو عکرمہ نے روایت کیا حمنہ بنت جحش سے کہ وہ مستحاضہ تہین اور انکے
خاوند انسے جماع کرتے تھے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور بیہقی نے اور نماز اور روزے اور اعتکاف
اور قرات قرآن اور مس مصحف اور سجدہ تلاوت اور سجدہ شکر مین اور ساری عبادات مین مثل
پاک عورت کے ہے بالاتفاق لیکن جب نماز کا قصد کرے تو اپنی شرمگاہ کو دھو لیوے اور فرج
مین ایک کپڑا یا روئی رکھ لیوے اگر خون بہت بہتا ہو اور یہ کپڑا کافی نہ ہو تو اوپر سے لنگوٹ
باندہے پھر وضو کرے اسی وقت دیر نہ کرے یا تیمم کرے اگر پانی نہ ملے یا عذر ہو اور فرض پڑہنے
کے بعد جتنے نفل چاہے پڑہے لیکن ہمارے نزدیک ایک وضو سے فرض ایک ہی پڑہے ادا ہو یا
قضا اور ابو حنیفہ کے نزدیک ہر وقت پر نماز کے وضو کرے اور وقت کے اندر جتنی فرضین چاہے
پڑہے اور ربیعہ اور مالک کے نزدیک استحاضہ کے خون سے وضو نہین ٹوٹتا تو جب تک اور کسی
قسم کا حدث نہ ہو جتنے فرض اور نفل چاہے پڑہے اور وقت آنے سے پہلے مستحاضہ کا وضو اس نماز
کے لیے ہمارے نزدیک درست نہین ہے اور مستحاضہ پر غسل واجب نہین کسی نماز کے وقت پر اور
جمہور علما کا یہی قول ہے اور ابن عمر اور ابن زبیر اور عطا بن ابی رباح سے منقول ہے کہ وہ ہر نماز

کسے لیے غسل کرے اور حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ ہر روز ایک بار غسل کرے اور سعید ابن حسن سے منقول ہے کہ ظہر کے وقت غسل کرے پھر دوسرے دن ظہر پر غسل کرے اور جمہور کا مذہب صحیح ہے کہ وہ کبھی غسل نہ کرے مگر جب حیض سے پاک ہو اور تکرار غسل میں جو حدیثیں آئی ہیں وہ ضعیف ہیں اور استحاضہ دو قسم ہے ایک تو ایسا خون دیکھے جو حیض نہیں ہے جیسے ایک دن ایک رات سے کم دوسری جو کچھ حیض ہے کچھ نہیں ہے جیسے برابر خون دیکھا کرے یا حیض کی مدت سے زیادہ خون دیکھے اس دوسری قسم کی تین صورتیں ہیں پہلی یہ کہ وہ عورت مبتداہ ہو یعنے شروع اسکو یہی خون آیا ہو تو اسکا حیض ایک دن ایک رات تک شمار ہوگا ہمارے نزدیک اور ابو حنیفہ کے نزدیک تین دن تین رات اور باقی استحاضہ دوسری یہ کہ معتادہ ہو تو جتنے دن حیض کی عادت ہوگی اوتنا حیض گنا جاویگا اور باقی استحاضہ تیسری یہ کہ ممیزہ ہو اور کبھی خون قوی دیکھے کبھی ضعیف تو جب تک سیاہ خون دیکھے وہ حیض ہے بشرطیکہ ایک دن ایک رات سے کم نہ ہو اور پندرہ دن سے زیادہ نہ ہو اور لال خون پندرہ دن سے کم نہ ہو (نووی معہ زیادہ و اختصار) عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ جَاءَتْ فَاطِمَۃُ بِنْتُ اَبِیْ حُبَیْشٍ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ امْرَأَۃٌ اُسْتَحَاضُ فَلَا اَطْھُرُ اَفَاَدَعُ الصَّلٰوۃَ قَالَ لَا اِنَّمَا ذٰلِکَ عِرْقٌ وَلَیْسَ بِالْحَیْضَۃِ فَاِذَا اَقْبَلَتِ الْحَیْضَۃُ فَدَعِی الصَّلٰوۃَ فَاِذَا اَدْبَرَتْ فَاغْسِلِیْ عَنْکِ الدَّمَ وَصَلِّیْ ترجمہ ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے فاطمہ بنت ابی حبیش رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پاس آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھے استحاضہ ہوگیا ہے میں پاک نہیں ہوتی کیا نماز چھوڑدوں آپ نے فرمایا نہیں یہ خون ایک رگ کا ہے حیض نہیں ہے جب حیض کے دن آویں تو نماز چھوڑدے پھر جب حیض کے دن گذرجاویں تو خون دھوڈال اور نماز پڑھ ف نووی نے کہا اسحدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مستحاضہ نماز پڑھے مگر اُس زمانہ میں جو حیض کا خون ہو اور اسپر اتفاق ہے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ حاجت کے وقت مسئلہ پوچھے اور عورت خود مسئلہ پوچھ سکتی ہے اور اسکی آواز حاجت کے وقت غیر مرد سن سکتا ہے انتہے عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّھَا قَالَتِ اسْتَفْتَتْ اُمُّ حَبِیْبَۃَ بِنْتُ جَحْشٍ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنِّیْ اُسْتَحَاضُ فَقَالَ اِنَّمَا ذٰلِکِ عِرْقٌ فَاغْتَسِلِیْ ثُمَّ صَلِّیْ فَکَانَتْ تَغْتَسِلُ

عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ قَالَ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ لَمْ يَذْكُرِ ابْنُ شِهَابٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اَمَرَ اُمَّ حَبِيْبَةَ بِنْتَ جَحْشٍ اَنْ تَغْتَسِلَ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ وَّلٰكِنَّهُ شَيْءٌ فَعَلَتْهُ هِيَ
وَقَالَ ابْنُ رُمْحٍ فِيْ رِوَايَتِهٖ اِبْنَةَ جَحْشٍ وَلَمْ يَذْكُرْ اُمَّ حَبِيْبَةَ ترجمہ ام المومنین عائشہ رض سے — بنت
روایت ہے ام حبیبہ بنت جحش نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا مجھے استحاضہ ہے آپ نے
فرمایا یہ خون ایک رگ کا ہے تو غسل کر اور نماز پڑھ پھر وہ غسل کرتی تھین ہر نماز کے لیے لیث نے
کہا ابن شہاب نے یہ نہین بیان کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو حکم کیا ہر نماز کے لیے
غسل کرنیکا بلکہ ام حبیبہ نے خود ایسا کیا ابن رمح کی روایت مین ام حبیبہ کا نام نہین ہے بلکہ صرف
جحش کی بیٹی کا ذکر ہے عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ اُمَّ حَبِيْبَةَ
بِنْتَ جَحْشٍ خَتَنَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَحْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ
اُسْتُحِيْضَتْ سَبْعَ سِنِيْنَ فَاسْتَفْتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذٰلِكَ
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ هٰذِهٖ لَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ وَلٰكِنْ هٰذَا عِرْقٌ
فَاغْتَسِلِيْ وَصَلِّيْ قَالَتْ عَائِشَةُ فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ فِيْ مِرْكَنٍ فِيْ حُجْرَةِ اُخْتِهَا زَيْنَبَ
بِنْتِ جَحْشٍ حَتّٰى تَعْلُوَ حُمْرَةُ الدَّمِ الْمَاءَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَحَدَّثْتُ ذٰلِكَ اَبَا بَكْرِ بْنَ — بنت
عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَقَالَ يَرْحَمُ اللّٰهُ هِنْدًا لَوْ سَمِعَتْ بِهٰذِهِ الْفُتْيَا — بهذا
وَاللّٰهِ اِنْ كَانَتْ لَتَبْكِيْ لِاَنَّهَا كَانَتْ لَا تُصَلِّيْ ترجمہ ام المومنین عائشہ رض سے روایت
ہے ام حبیبہ بنت جحش کو جو سالی تھین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور بی بی تھین عبد الرحمن بن
عوف کی سات برس تک استحاضہ رہا انہون نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھا آپ نے
فرمایا یہ حیض نہین ہے بلکہ ایک رگ کا خون ہے تو غسل کر اور نماز پڑھ حضرت عائشہ نے کہا وہ ایک
کپڑے مین غسل کرتین اپنی بہن زینب بنت جحش کی کوٹھری مین تو خون کی سرخی پانی پر آجاتی
(اسقدر خون بہا کرتا) ابن شہاب نے کہا مین نے یہ حدیث ابوبکر بن عبد الرحمن سے بیان کی
انہون نے کہا خدا رحم کرے ہندہ پر کاش وہ یہ فتوے سن لیتی قسم خدا کی وہ روتی تھی نماز نہ پڑھنے
سے (یعنی سمجھتی استحاضہ تھا اور یہ مسئلہ معلوم نہ تھا تو نماز نہ پڑھتی اور نماز کے جانے پر رویا کرتی) عَنْ
عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ اُمُّ حَبِيْبَةَ بِنْتُ جَحْشٍ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ

اسْتُحِيضَتْ سَبْعَ سِنِينَ بِمِثْلِ حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ إِلَى قَوْلِهِ تَعْلُو حُمْرَةُ الدَّمِ الْمَاءَ وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا مگر یہ حدیث یہیں تک ہے کہ خون کی سرخی پانی پر آجاتی اور بعد کا قصہ نہیں ہے عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ ابْنَةَ جَحْشٍ كَانَتْ تُسْتَحَاضُ سَبْعَ سِنِينَ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ إِنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ سَأَلَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدَّمِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَأَيْتُ مِرْكَنَهَا مَلْآنَ دَمًا فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْكُثِي قَدْرَ مَا كَانَتْ تَحْبِسُكِ حَيْضَتُكِ ثُمَّ اغْتَسِلِي وَصَلِّي ترجمہ ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے ام حبیبہ نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے استحاضے کے خون کو حضرت عائشہ نے کہا میں نے انکو نہانیکا برتن دیکھا خون سے بھرا ہوا تھا آپ نے فرمایا تو اتنے دنوں ٹھہری رہ جتنے دنوں حیض آیا کرتا تھا یعنے عادت کے دنوں میں اس بیماری سے پہلے پھر غسل کر اور نماز پڑھ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ إِنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ جَحْشٍ الَّتِي كَانَتْ تَحْتَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ شَكَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدَّمَ فَقَالَ لَهَا امْكُثِي قَدْرَ مَا كَانَتْ تَحْبِسُكِ حَيْضَتُكِ ثُمَّ اغْتَسِلِي فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ ترجمہ حضرت عائشہ سے روایت ہے ام حبیبہ بنت جحش جو عبدالرحمن بن عوف کے نکاح میں تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئیں اور شکایت کی خون بہنے کی آپ نے فرمایا اتنے دن ٹھہری رہ جتنے دنوں اس بیماری سے پہلے حیض آیا کرتا تھا پھر غسل کر ڈال تو وہ ہر نماز کے لیے غسل کیا کرتیں ف جحش کی تین بیٹیاں تھیں ایک زینب جنسے پہلے زید بن حارثہ نے نکاح کیا تھا پھر انہوں نے طلاق دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں دوسری ام حبیبہ جو اس حدیث میں مذکور ہیں یہ عبدالرحمن بن عوف کے نکاح میں تھیں تیسری حمنہ جو طلحہ بن عبیداللہ کے نکاح میں تھیں بعضوں نے کہا جحش کی تینوں بیٹیاں استحاضہ میں مبتلا تھیں اور بعضوں نے کہا کہ فقط ام حبیبہ کو یہ بیماری تھی لیکن نووی

## بَابُ وُجُوبِ قَضَاءِ الصَّوْمِ عَلَى الْحَائِضِ دُونَ الصَّلَاةِ

حائضہ عورت پر نماز کی قضا واجب نہیں اور روزے کی قضا واجب ہے عَنْ مُعَاذَةَ أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتْ عَائِشَةَ فَقَالَتْ أَتَقْضِي إِحْدَانَا الصَّلَاةَ أَيَّامَ مَحِيضِهَا فَقَالَتْ عَائِشَةُ أَحَرُورِيَّةٌ أَنْتِ قَدْ كَانَتْ إِحْدَانَا تَحِيضُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لَا تُؤْمَرُ بِقَضَاءٍ ترجمہ معاذہ سے روایت ہے

ایک عورت نے حضرت عائشہ سے پوچھا کیا عورت قضا کرے حیض کے دنون کی نماز کو انہون نے کہا
کیا تو حروریہ ہے ف حروری نسبت ہے حرورا کی طرف اور حرورا ایک گانون ہے کوفے سے دو میل پر پہلے
پہل خارجی وہین اکٹھا ہوے تھے ان خارجیون نے ساری اہل اسلام کے خلاف یہ بات اختیار کی ہے
کہ حائضہ کو نماز کی قضا کرنا چاہیے ان کے سوا تمام اہل اسلام کا اتفاق ہے کہ حائضہ پر نماز کی قضا واجب
نہین ہے پر روزون کی قضا واجب ہے ف ہم مین سے جسکو حیض آتا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے
زمانے مین اسکو نماز کی قضا کا حکم نہوتا عن مُعَاذَةَ اَنَّهَا سَأَلَتْ عَائِشَةَ اَتَقْضِي الْحَائِضُ
الصَّلٰوةَ قَالَتْ عَائِشَةُ اَحَرُوْرِيَّةٌ اَنْتِ قَدْ كُنَّ نِسَاءُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحِضْنَ
اَفَاَمَرَهُنَّ اَنْ يَجْزِيْنَ ترجمہ معاذہ نے پوچھا حضرت عائشہ سے کیا حائضہ نماز کی قضا کرے انہون
نے کہا کیا تو حروری ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیان حائضہ ہوتین پھر کیا آپ انکو نماز کی
قضا کا حکم کرتے عن مُعَاذَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ عَائِشَةَ فَقُلْتُ مَا بَالُ الْحَائِضِ تَقْضِي
الصَّوْمَ وَلَا تَقْضِي الصَّلٰوةَ فَقَالَتْ اَحَرُوْرِيَّةٌ اَنْتِ قُلْتُ لَسْتُ بِحَرُوْرِيَّةٍ وَلٰكِنِّي ولکن
اَسْاَلُ قَالَتْ كَانَ يُصِيْبُنَا ذٰلِكَ فَنُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ وَلَا نُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّلٰوةِ
ترجمہ معاذہ سے روایت ہے مین نے حضرت عائشہ سے پوچھا کیا وجہ جو حائضہ روزون کی قضا کرتی ہے
اور نماز کی قضا نہین کرتی انہون نے کہا تو حروری تو نہین ہے مین نے کہا نہین مین پوچھتی ہون انہون
نے کہا ہم لوگون کو حیض آتا پھر حکم ہوتا روزون کی قضا کرنے کا اور نماز کی قضا کا حکم نہوتا ف
عنایت ہے پروردگار کی جو نماز کی قضا معاف کر دی ورنہ بڑا حرج ہوتا کس لیے کہ نماز ہر روز پانچ بار فرض
ہے سال بھر مین صدہا نمازون کی قضا کرنی پڑتی اور رمضان تو ہر سال مین ایک بار آتا ہے پانچ
چار روزون کی قضا کچھ مشکل نہین باب سَتْرِ الْمُغْتَسِلِ بِثَوْبٍ وَنَحْوِهٖ غسل کرنے والا
کپڑے وغیرہ کی آڑ کرے عن اُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ اَبِي طَالِبٍ تَقُوْلُ ذَهَبْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهٗ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ ابْنَتُهٗ تَسْتُرُهٗ بِثَوْبٍ
ترجمہ ام ہانی بنت ابی طالب سے روایت ہے مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پاس گئی جس
سال مکہ فتح ہوا آپ غسل کر رہے تھے اور فاطمہ آپ پر ایک کپڑے کی آڑ کئے ہوئی تھین عن اُمِّ هَانِئٍ
بِنْتِ اَبِي طَالِبٍ اَنَّهٗ لَمَّا كَانَ عَامَ الْفَتْحِ اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَضُوءًا عَلَى مَكَّةَ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى غُسْلِهِ فَسَتَرَتْ عَلَيْهِ فَاطِمَةُ ثُمَّ اَخَذَ ثَوْبَهُ فَالْتَحَفَ بِهِ ثُمَّ صَلَّى ثَمَانَ رَكَعَاتٍ سُبْحَةَ الضُّحٰى ترجمہ ام ہانی بنت ابی طالب سے روایت ہے جس سال مکہ فتح ہوا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئین آپ مکے کی بلند جانب پر تھے غسل کرنے کے لیے اوٹھے تو حضرت فاطمہ نے ایک کپڑے کی آڑ کی آپ پر پھر آپ نے اپنا کپڑا لیکر لپیٹا پھر آٹھ رکعتین چاشت کی پڑہین ف نووی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ چاشت کی آٹھ رکعتین ہین اور یہ نماز سنت ہے عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِىْ هِنْدٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَ فَسَتَرَتْهُ ابْنَتُهُ فَاطِمَةُ بِثَوْبِهِ فَلَمَّا اغْتَسَلَ اَخَذَهُ فَالْتَحَفَ بِهِ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى ثَمَانِىَ سَجَدَاتٍ وَذٰلِكَ ضُحًى ترجمہ وہی جو اوپر گذرا اسمین یہ ہے کہ آپکی صاحبزادی فاطمہ نے کپڑے سے آپ پر آڑ کی جب آپ غسل کر چکے تو اوسی کپڑے کو لیکر لپیٹا پھر کھڑے ہوئے اور آٹھ رکعتین چاشت کی پڑہین عَنْ مَيْمُوْنَةَ قَالَتْ وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاءً وَسَتَرْتُهُ فَاغْتَسَلَ ترجمہ ام المومنین میمونہ سے روایت ہے مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پانی رکھا اور آڑ کی آپنے غسل کیا

## بَابُ تَحْرِيْمِ النَّظَرِ اِلَى الْعَوْرَاتِ دوسرے کے ستر کیطرف دیکھنا حرام ہے

عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ اِلَى عَوْرَةِ الرَّجُلِ وَلَا الْمَرْاَةُ اِلَى عَوْرَةِ الْمَرْاَةِ وَلَا يُفْضِى الرَّجُلُ اِلَى الرَّجُلِ فِىْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ وَلَا تُفْضِى الْمَرْاَةُ اِلَى الْمَرْاَةِ فِى الثَّوْبِ الْوَاحِدِ ترجمہ ابو سعید خدری سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مرد دوسرے مرد کی ستر کو (یعنے عورت کو جسکا چھپانا فرض ہے) نہ دیکھے اور نہ عورت دوسری عورت کے ستر کو دیکھے اور مرد دوسرے مرد کے ساتھ ایک کپڑے مین نہ لیٹے اور نہ عورت دوسری عورت کے ساتھ ایک کپڑے مین لیٹے ف یعنے اسطرح کہ دونون ننگے ہون اور دونون کے بیچ مین کوئی چیز حائل نہ ہو نووی نے کہا جیسے مرد کو مرد کا اور عورت کو عورت کا ستر دیکھنا حرام ہے اسیطرح مرد کو عورت کا اور عورت کو مرد کا ستر دیکھنا حرام ہے بالاجماع مگر اسمین سے خاوند اور لونڈی کا مالک مستثنی ہے خاوند کو اپنی بی بی کا اور بی بی کو خاوند کا تمام ستر دیکھنا درست ہے سوا شرمگاہ کے اسمین تین قول ہین ایک یہ کہ ہر ایک کو دوسرے کی شرمگاہ بغیر ضرورت کے دیکھنا مکروہ ہے حرام نہین ہے دوسری یہ کہ حرام ہے دونون پر تیسری یہ کہ مرد پر حرام ہے اور عورت کو مکروہ ہے اسیطرح

عورت کی شرمگاہ کے اندر دیکھنا بھی مکروہ ہے اور لونڈی کا مالک اگر اس سے وطی کر سکتا ہے تو
وہ دونو مثل جورو اور خاوند کے ہیں اور اگر محرم ہے جیسی بہن یا پھوپھی یا خالہ وغیرہ تو وہ مثل
ازاد عورت کے ہے اور اگر لونڈی مجوسی ہے یا مرتد یا بت پرست یا معتدہ یا مکاتبہ تو وہ مثل غیر کی
لونڈی کے ہے اب مرد کو اپنے محرم عورتون کا دیکھنا ناف سے اوپر اور گھٹنے سے نیچے کے بدن کا درست
ہے اور بعضون نے کہا اتنا ہی بدن کو دیکھنا درست ہے جتنا کام کاج کرنے مین کھل جاتا ہے اب
مرد کا ستر مرد سے اور عورت کا ستر عورت سے ناف کے نیچے سے گھٹنے تک ہے اور گھٹنے اور ناف مین تین
قول ہین ایک یہ کہ وہ ستر نہیں ہین یہی صحیح ہے دوسرے یہ کہ وہ ستر مین داخل ہین تیسری یہ کہ ناف
ستر ہے پر گھٹنا ستر نہیں اور حنفیہ کے نزدیک ناف ستر نہیں پر گھٹنا ستر مین داخل ہے اور مرد کو
غیر عورت کا دیکھنا اسیطرح عورت کو غیر مرد کا دیکھنا بالکل حرام ہے خواہ یہ نظر شہوت سے ہو یا بغیر شہوت
کے اور بعضون کے نزدیک عورتکو غیر مرد کا منہ دیکھنا بغیر شہوت کے درست ہے مگر یہ قول ضعیف ہے
اور جب عورت اجنبی ہو تو کچھ فرق نہیں آزاد اور لونڈی مین اور حنفیہ کے نزدیک غیر لونڈی مثل
محرم عورت کے ہے اسیطرح حرام ہے مرد کو خوب صورت بیریش لڑکے کا منہ دیکھنا خواہ یہ نظر شہوت
سے ہو یا بغیر شہوت کے خواہ فتنہ کا ڈر ہو یا نہ ہو صحیح اور مختار یہی مذہب ہے مگر یہ جتنی حرمت نظر کی
اوپر بیان ہوئی اسی صورت مین ہے جب حاجت اور ضرورت نہ ہو ورنہ حاجت کے وقت نظر درست
ہے جیسے بیچنے کھونے مین علاج گواہی کے وقت پر شہوت سے اسوقت بھی حرام ہے ہمارے اصحاب نے کہا کہ
شہوت سے نظر کرنا تو ہر شخص پر حرام ہے سوا اپنی بی بی اور لونڈی کے یہانتک کہ اگر کوئی اپنی
بیٹی یا ماں کو بھی شہوت سے دیکھے تو وہ حرام ہے اور یہ جو مرد کو مرد کے ساتھ اور عورت کو عورت کے
ساتھ ایک کپڑے مین لیٹنے کی ممانعت کی یہ ممانعت تحریمی ہے اس سے یہ بھی نکلتا ہے کہ دوسرے کے
ستر کا چھونا بھی نادرست ہے اور لوگ حمام مین اکثر ایسی خرابیون مین پڑجاتے ہین حالانکہ بچنا
چاہیے ان باتون سے اور جو کوئی ایسا کرے اسکو منع کرنا چاہیے اگرچہ ماننے کی امید نہ ہو اور تنہائی
مین آدمی ننگا ہو سکتا ہے پر بلا ضرورت مکروہ بلکہ حرام ہے (نووی) عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ
بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَا مَكَانَ عَوْرَةِ عُرْيَةِ الرَّجُلِ وَعُرْيَةِ الْمَرْاَةِ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا
اس مین عورت کے بدلے عریہ کا لفظ ہے اور معنے وہی جو اوپر بیان ہوا **بَابُ جَوَازِ الْاِغْتِسَالِ**

عریانًا فی الخلوۃ تنہائی میں ننگے نہانا درست ہے عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا
أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ يَغْتَسِلُونَ عُرَاةً يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلَى سَوْءَةِ بَعْضٍ
وَكَانَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ يَغْتَسِلُ وَحْدَهُ فَقَالُوا وَاللّٰهِ مَا يَمْنَعُ مُوسَى أَنْ يَغْتَسِلَ مَعَنَا
إِلَّا أَنَّهُ آدَرُ قَالَ فَذَهَبَ مَرَّةً يَغْتَسِلُ فَوَضَعَ ثَوْبَهُ عَلَى حَجَرٍ فَفَرَّ الْحَجَرُ بِثَوْبِهِ
قَالَ فَجَمَحَ مُوسَى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِثْرِهِ يَقُولُ ثَوْبِي حَجَرُ ثَوْبِي حَجَرُ حَتَّى نَظَرَتْ
بَنُو إِسْرَائِيلَ إِلَى سَوْءَةِ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَالُوا وَاللّٰهِ مَا بِمُوسَى مِنْ بَأْسٍ فَقَامَ الْحَجَرُ
حَتَّى نُظِرَ إِلَيْهِ قَالَ فَأَخَذَ ثَوْبَهُ فَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَاللّٰهِ إِنَّهُ بِالْحَجَرِ نَدَبٌ
سِتَّةٌ أَوْ سَبْعَةٌ ضَرْبُ مُوسَى بِالْحَجَرِ ترجمہ ہمام بن منبہ سے روایت ہے یہ وہ حدیثیں ہیں جو ابوہریرہ
نے ہمسے بیان کیں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنکر پھر بیان کیں انہوں نے کئی حدیثیں
انمیں ایک یہ بہی تھی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے لوگ ننگے نہایا کرتے تھے
ایک دوسرے کے ستر کو دیکھتا اور حضرت موسے علیہ السلام اکیلے میں نہاتے تھے لوگون نے کہا موسی
علیہ السلام ہمارے ساتھ ملکر نہیں نہاتے انکو فتق کی بیماری ہے (یعنے خصیے بڑہ جانے کی) ایکبار
موسی نہانے کو گئے اور کپڑے اتار کر پتھر پر رکھے وہ پتھر خود بخود (اللہ کے حکم سے) اونکے کپڑے لیکر
بہاگا موسی علیہ السلام اُسکے پیچھے دوڑے اور کہتے جاتے تھے اے پتھر میرے کپڑے دیدے او پتھر
میرے کپڑے دیدے یہانتک کہ بنی اسرائیل نے اونکا ستر دیکھ لیا اور کہنے لگے قسم خدا کی انمیں تو کوئی
بیماری نہیں ہے اُسوقت پتھر کھڑا ہوگیا اور لوگون نے خوب انکو دیکھ لیا پھر انہون نے اپنے
کپڑے اوٹھالیے اور پتھر کو مارنا شروع کیا (غصے سے) ابوہریرہ نے کہا قسم خدا کی پتھر پر موسی
علیہ السلام کی مارونکا نشان ہے سات یا چھ مارونکا ف ہمارے زمانے کے بعض احمق لوگ ایسی
باتونکا انکار کرتے ہیں اور پتھر کا خود بخود چلنا خلاف عقل سمجھتے ہیں حالانکہ یہ خلاف عقل نہیں زمین
اور چاند اور سورج اور تارے جو پتھر کی طرح بیجان ہیں رات دن حرکت کرتے ہیں پھر ایک پتھر کا
چلنا کیا مشکل ہے نووی نے کہا ہم بیان کر چکے ہیں کہ ضرورت کے وقت ستر کھولنا درست ہے تنہائی
میں غسل کے وقت یا پیشاب کرتے وقت یا بی بی سے صحبت کرتے وقت اور لوگون کے سامنے ہرگز

ستر کھولنا درست نہیں لیکن علماء نے کہا ہے کہ تنہائی میں بھی نہاتے وقت تہبند باندھنا مستحب
اور ننگے ہوکر بھی نہانا درست ہے حدیث کے لانے سے بھی یہی غرض ہے کہ موسیٰ علیہ السلام خلوت میں
ننگے نہاتے تھے اور یہ حدیث ان لوگوں کے مذہب پر دلیل ہوگی جو کہتے ہیں کہ اگلے لوگوں کی شریعت
ہمارے لیے بھی کافی ہے عمل کرنے کے لیے بشرطیکہ اس سے ممانعت نہ ہو اور بنی اسرائیل جو ایک دوسرے
کے سامنے ننگے ہوکر نہاتے تھے تو شاید یہ انکی شریعت میں جائز ہو یا حرام ہو لیکن وہ اس کو کرتے ہوں
جیسے ہمارے شرع والے بھی بہت سے حرام کام کیا کرتے ہیں انتہی **باب** الاعتناء بحفظ
العورۃ ستر ڈھانپنے میں احتیاط رکھنا **عن** جابر بن عبد اللہ یقول لما بنیت الکعبۃ
ذھب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعباس ینقلان حجارۃ فقال العباس للنبی
صلی اللہ علیہ وسلم اجعل ازارک علی عاتقک من الحجارۃ ففعل فخر الی الارض و
طمحت عیناہ الی السماء ثم قام فقال ازاری ازاری فشد علیہ ازارہ قال ابن رافع
فی روایتہ علی رقبتک ولم یقل علی عاتقک **ترجمہ** جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے جب کعبہ
بنایا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عباس پتھر ڈھونے لگے عباس نے کہا آپ سے تم
اپنا تہبند اوتار کر کندھے پر ڈال لو پتھر اٹھانے کے لیے آپ نے ایسا ہی کیا اسی وقت زمین پر گر پڑے اور
انکھیں آپکی آسمان سے لگ گئیں پھر آپ کھڑے ہوئے اور فرمایا میری ازار میری ازار انہوں نے ازار
آپکی باندھ دی ابن رافع کی روایت میں کندھے کی جگہہ گردن کا ذکر ہے **ف** اس حدیث سے معلوم
ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بچپنے سے محفوظ تھے بری عادتوں اور خصلتوں سے جو جاہلیت میں جاری
تھیں اور اوپر پیغمبروں کی عصمت کا بیان ہوچکا ہے کتاب الایمان میں اور ایک روایت میں ہے
کہ فرشتہ اترا اور اس نے آپکی ازار باندھ دی (نووی) **عن** جابر بن عبد اللہ یحدث ان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان ینقل معھم الحجارۃ للکعبۃ وعلیہ ازارہ فقال لہ العباس
عمہ یا ابن اخی لو حللت ازارک فجعلتہ علی منکبیک دون الحجارۃ قال فحلہ فجعلہ علی
منکبیہ فسقط مغشیا علیہ قال فما رای بعد ذلک الیوم عریانا **ترجمہ** جابر بن عبد اللہ سے
روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ پتھر ڈھو رہے تھے کعبہ بنانے کے لیے اور آپ تہبند
باندھے تھے عباس نے کہا جو آپ کے چچا تھے اے میرے بھتیجے تم اپنی ازار اتار کر مونڈھے پر ڈال لو تو اچھا ہے

آپ نے ازار کھولی اور مونڈھے پر ڈالی اسی وقت غش کھا کر گرے پھر اس دن سے آپ کو ننگا نہیں دیکھا

عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ أَقْبَلْتُ بِحَجَرٍ أَحْمِلُهُ ثَقِيلٍ وَعَلَيَّ إِزَارٌ خَفِيفٌ قَالَ فَانْحَلَّ إِزَارِي وَمَعِيَ الْحَجَرُ لَمْ أَسْتَطِعْ أَنْ أَضَعَهُ حَتَّى بَلَغْتُ بِهِ إِلَى مَوْضِعِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْجِعْ إِلَى ثَوْبِكَ فَخُذْهُ وَلَا تَمْشُوا عُرَاةً ترجمہ مسور بن مخرمہ سے روایت ہے میں ایک بھاری پتھر اٹھائی ہوئے آ رہا تھا اور ہلکی ازار پہنا تھا وہ کھل گئی اور میں پتھر کو زمین پر رکھ نہ سکا یہانتک کہ اسکی جگہہ پر لے گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جا اپنا کپڑا اور لے اور ننگے مت چلا کرو

بَابُ التَّسَتُّرِ عِنْدَ الْبَوْلِ پیشاب کرتے وقت ستر کو چھپانا

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ أَرْدَفَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ خَلْفَهُ فَأَسَرَّ إِلَيَّ حَدِيثًا لَا أُحَدِّثُ بِهِ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ وَكَانَ أَحَبَّ مَا اسْتَتَرَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَاجَتِهِ هَدَفٌ أَوْ حَائِشُ نَخْلٍ قَالَ ابْنُ أَسْمَاءَ فِي حَدِيثِهِ يَعْنِي حَائِطَ نَخْلٍ ترجمہ عبداللہ بن جعفر سے روایت ہے مجھے ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سواری پر اپنے پیچھے بٹھا لیا پھر میرے کان میں ایک بات کہی وہ بات کسی سے بیان نہ کروں گا اور آپ کو حاجت کے وقت ٹیلے کی یا کھجور کے درختوں کی آڑ پسند تھی (تاکہ ستر کو کوئی نہ دیکھے)

بَابُ بَيَانِ أَنَّ الْجِمَاعَ كَانَ فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ لَا يُوجِبُ الْغُسْلَ إِلَّا أَنْ يُنْزِلَ الْمَنِيَّ وَبَيَانِ نَسْخِهِ وَأَنَّ الْغُسْلَ يَجِبُ بِالْجِمَاعِ اوائل اسلام میں جماع سے غسل واجب نہ ہوتا جب تک منی نہ نکلے لیکن وہ حکم منسوخ ہو گیا اور جماع سے غسل واجب ہو جاتا ہے

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ إِلَى قُبَاءٍ حَتَّى إِذَا كُنَّا فِي بَنِي سَالِمٍ وَقَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى بَابِ عِتْبَانَ فَصَرَخَ بِهِ فَخَرَجَ يَجُرُّ إِزَارَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْجَلْنَا الرَّجُلَ فَقَالَ عِتْبَانُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ الرَّجُلَ يُعْجَلُ عَنِ امْرَأَتِهِ وَلَمْ يُمْنِ مَاذَا عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ ترجمہ ابو سعید خدری سے روایت ہے میں پیر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلا مسجد قبا کی طرف جب ہم بنی سالم کے محلہ میں پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عتبان بن مالک کے دروازہ پر کھڑے ہوئے اور اسکو آواز دی اپنی ازار گھسیٹتا ہوا نکلا آپ نے فرمایا ہم نے اسکو جلدی میں ڈالا عتبان نے کہا یا رسول اللہ اگر کوئی شخص جلدی اپنی عورت سے الگ ہو جاوے

اور منی نہ نکلے تو اسکا کیا حکم ہے (یعنے غسل کرے یا نہیں) آپنے فرمایا پانی (یعنے نہانا) پانی سے (یعنے منی نکلنے سے) واجب ہوتا ہے **ف** نووی نے کہا اب امت کا اجماع ہے اسپر کہ جماع سے غسل واجب ہوتا ہے اگرچہ انزال نہ ہو اسیطرح انزال سے غسل واجب ہوتا ہے اور ایک جماعت صحابہ کا یہ قول تہا کہ غسل بغیر انزال کے واجب نہیں ہوتا پھر بعضوں نے رجوع کیا اس قول سے اور اجماع ہوگیا جماع سے غسل واجب ہونیپر اب یہ حدیث انما الماء من الماء کی منسوخ ہے یعنے اوائل اسلام ایسا حکم تھا کہ اگر جماع کرے اور انزال نہ ہو تو غسل واجب نہ ہوتا لیکن بعد کو غسل واجب کیا گیا اور ابن عباس کے نزدیک یہ حدیث منسوخ نہیں ہے بلکہ مراد اس سے احتلام کیحالت ہے یعنے اگر کوئی خواب میں جماع کرے لیکن تری نہ دیکھے تو اسپر غسل نہیں ہے عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ اِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ **ترجمہ** ابو سعید خدری سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانی سے پانی واجب ہوتا ہے عَنْ اَبِی الْعَلَاءِ بْنِ الشِّخِّیْرِ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَنْسَخُ حَدِیْثُہٗ بَعْضُہٗ بَعْضًا کَمَا یَنْسَخُ الْقُرْاٰنُ بَعْضُہٗ بَعْضًا **ترجمہ** ابو العلاء ابن شخیر سے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ایک حدیث کو دوسری حدیث سے منسوخ کر دیتے جیسے قرآن کی ایک آیت دوسری آیت سے منسوخ ہوجاتی ہے **ف** نووی نے کہا امام مسلم کی غرض اسحدیث کے یہاں لانے سے یہ ہے کہ انما الماء من الماء کی حدیث منسوخ ہے دوسری حدیثوں سے اور حدیث کا نسخ حدیث سے جائز ہے اور اسکی چار صورتیں ہیں ایک تو حدیث متواتر کا نسخ حدیث متواتر سے دوسری خبر واحد کا نسخ خبر واحد سے تیسری خبر واحد کا نسخ حدیث متواتر سے یہ تینوں صورتیں تو بالاتفاق جائز ہیں چوتھی خبر متواتر کا نسخ خبر واحد سے اسمیں اختلاف ہے جمہور کے نزدیک جائز نہیں اور بعض ظاہریہ کے نزدیک جائز ہے عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَاَرْسَلَ اِلَیْہِ فَخَرَجَ وَرَاْسُہٗ یَقْطُرُ فَقَالَ لَعَلَّنَا اَعْجَلْنَاکَ قَالَ نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اِذَا اُعْجِلْتَ اَوْ اُقْحِطْتَ فَلَا غُسْلَ عَلَیْکَ وَعَلَیْکَ الْوُضُوْءُ وَقَالَ ابْنُ بَشَّارٍ اِذَا اُعْجِلْتَ اَوْ اُقْحِطْتَ **ترجمہ** ابو سعید خدری سے روایت ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کے مکان پر گذرے اسکو بلایا وہ نکلا اور اسکے سر میں سے پانی ٹپک رہا تھا آپ نے فرمایا ہماری وجہ سے تم نے جلدی کی اسنے کہا ہاں یارسول اللہ آپ نے فرمایا جب تو جلدی کرے (اور بغیر انزال کے اٹھ کھڑا ہو) یا تجھے امساک ہو اور منی نہ نکلے تو تجھپر غسل واجب نہیں ہے صرف وضو کرلے **ف**

أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ يُصِيبُ مِنَ الْمَرْأَةِ ثُمَّ يُكْسِلُ فَقَالَ يَغْسِلُ مَا أَصَابَهُ مِنَ الْمَرْأَةِ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّي ترجمہ ابی بن کعب سے روایت ہے میں نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اگر کوئی مرد اپنی عورت سے جماع کرے پھر انزال سے پہلے اٹھ کھڑا ہو آپ نے فرمایا دھو ڈالے جو اسکو لگا عورت سے (یعنے ذکر کی رطوبت وغیرہ کو جو فرج سے لگ گئی ہو) پھر وضو کرے اور نماز پڑھے عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ فِي الرَّجُلِ يَأْتِي أَهْلَهُ ثُمَّ لَا يُنْزِلُ قَالَ يَغْسِلُ ذَكَرَهُ وَيَتَوَضَّأُ ترجمہ ابی بن کعب سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی شخص اپنی بی بی سے جماع کرے اور پھر انزال نہ ہو تو وہ اپنا ذکر دھو ڈالے اور وضو کرے عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُ سَأَلَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَالَ قُلْتُ أَرَأَيْتَ إِذَا جَامَعَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ وَلَمْ يُمْنِ قَالَ عُثْمَانُ يَتَوَضَّأُ كَمَا يَتَوَضَّأُ لِلصَّلٰوةِ وَيَغْسِلُ ذَكَرَهُ قَالَ عُثْمَانُ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ زید بن خالد جہنی نے حضرت عثمان سے پوچھا اگر کوئی شخص اپنی بی بی سے صحبت کرے اور منی نہ نکلے حضرت عثمان نے کہا وہ وضو کرے جیسے نماز کے لیے وضو کرتا ہے اور ذکر کو دھو ڈالے حضرت عثمان نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے عَنْ أَبِي أَيُّوبَ أَنَّهُ سَمِعَ ذٰلِكَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ ابو ایوب نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی سنا ہے عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا جَلَسَ بَيْنَ شُعَبِهَا الْأَرْبَعِ ثُمَّ جَهَدَهَا فَقَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْغُسْلُ وَفِي حَدِيثِ مَطَرٍ وَإِنْ لَمْ يُنْزِلْ قَالَ زُهَيْرٌ مِنْ بَيْنِ أَشْعُبِهَا الْأَرْبَعِ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مرد عورت کے چاروں کونوں میں بیٹھے (چاروں کونوں سے ہاتھ اور پاؤں مراد ہیں یا دونوں پاؤں اور دونوں رانیں یا شرمگاہ کے چاروں کونے) پھر لگے اس سے (یعنے دخول کرے) تو غسل واجب ہو گیا مطر کی روایت میں اتنا زیادہ ہے اگرچہ انزال نہ ہو ف نووی نے کہا مطلب حدیث کا یہ ہے کہ غسل کا وجوب منی نکلنے پر موقوف نہیں ہے بلکہ جب حشفہ (سپاری) فرج کے اندر چلا جاوے تو مرد اور عورت دونوں پر غسل واجب ہوگا اور اسمیں آج کے دن بالکل اختلاف نہیں ہے پہلے البتہ چند صحابہ کا اسمیں خلاف تھا لیکن بعد کو اجماع ہو گیا ہمارے اصحاب نے کہا کہ اگر حشفہ عورت کی دبر میں یا مرد کے دبر میں غائب ہو جاوے یا کسی جانور کے فرج میں تب بھی غسل واجب ہوگا اگرچہ وہ عورت یا مرد یا جانور

مردہ ہو یا زندہ ہو صحبت قبل میں ہو یا مقعد میں زبردستی سے ہو یا اختیار سے اسی طرح اگر سوتا ہو اور عورت اسکا ذکر اپنی فرج کے اندر رکھ لے خواہ ذکر کو انتشار ہو یا نہ ہو غسل واجب ہوگا خواہ ختنہ ہوا ہو یا نہ ہوا ہو ان سب صورتون مین فاعل اور مفعول دونوں پر غسل واجب ہے مگر جب کوئی انمین سے نابالغ ہو تو اسپر واجب نہین لیکن وہ جنب ہوگا اور جو وہ تمیزدار ہو تو اسکے ولی پر لازم ہے کہ حکم کرے اسکو غسل کا جیسے حکم کرتا ہے وضو کا اگر وہ بغیر غسل کے نماز پڑھے تو اسکی نماز صحیح نہ ہوگی اور دخول کے لیے صرف حشفہ کا غائب ہونا کافی ہے تمام ذکر کا غائب ہونا ضرور نہین اور جو ذکر پر کپڑا وغیرہ لپیٹ کر دخول کرے تو اسمین تین قول ہین صحیح یہ ہے کہ غسل واجب ہے دونوں پر انتہی مختصراً

عَنْ قَتَادَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ شُعْبَةَ ثُمَّ اجْتَهَدَ وَلَمْ يَقُلْ وَإِنْ لَمْ يُنْزِلْ

ترجمہ دوسری روایت کا بھی یہی ہے جو اوپر گذرا

عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ اخْتَلَفَ فِي ذَلِكَ رَهْطٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّونَ لَا يَجِبُ الْغُسْلُ إِلَّا مِنَ الدَّفْقِ أَوْ مِنَ الْمَاءِ وَقَالَ الْمُهَاجِرُونَ یحیی
بَلْ إِذَا خَالَطَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ قَالَ فَقَالَ أَبُو مُوسَى فَأَنَا أَشْفِيكُمْ مِنْ ذَلِكَ فَقُمْتُ فَاسْتَأْذَنْتُ قال
عَلَى عَائِشَةَ فَأُذِنَ لِي فَقُلْتُ لَهَا يَا أُمَّاهْ أَوْ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكِ عَنْ شَيْءٍ وَإِنِّي أَسْتَحْيِيكِ فَقَالَتْ لَا تَسْتَحْيِي أَنْ تَسْأَلَنِي عَمَّا كُنْتَ سَائِلًا عَنْهُ أُمَّكَ الَّتِي وَلَدَتْكَ فَإِنَّمَا أَنَا أُمُّكَ قُلْتُ فَمَا يُوجِبُ الْغُسْلَ قَالَتْ عَلَى الْخَبِيرِ سَقَطْتَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَلَسَ بَيْنَ شُعَبِهَا الْأَرْبَعِ وَمَسَّ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ

ترجمہ ابو موسیٰ سے روایت ہے اختلاف کیا اس مسئلے مین مہاجرین اور انصار کی ایک جماعت نے انصار نے کہا غسل جب ہی واجب ہوتا ہے کہ منی کود کر نکلے اور انزال ہو اور مہاجرین نے کہا جب مرد عورت سے صحبت کرے تو غسل واجب ہے ابو موسیٰ نے کہا مین تمہاری تسلی کیے دیتا ہون پھر مین اٹھا اور حضرت عائشہ کے مکان پر جا کر ان سے اجازت مانگی انہون نے اجازت دی مین نے کہا اے ماں یا اے مسلمانون کی ماں مین تم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہون لیکن مجھکو شرم آتی ہے حضرت عائشہ نے کہا مت شرم کر تو اس بات کے پوچھنے سے جو اپنی سگی ماں سے پوچھ سکتا ہے جسکے پیٹ سے تو پیدا ہوا ہے مین بھی تیری ماں ہون (کیونکہ حضرت کی بی بیان مومنین کی مائین ہین) مین نے کہا غسل کس سے واجب ہوتا ہے انھون نے کہا تو نے اچھے واقف کار سے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مرد عورت کے چارون کونون مین بیٹھے اور ختنہ ختنہ سے ملجاوے (یعنے ذکر فرج مین داخل ہو جاوے) تو غسل واجب ہو گیا ف خواہ انزال ہو یا نہ ہو نووی نے کہا ختنہ ختنہ سے ملنا مراد اس سے دخول ہے ورنہ عورت کا

ختنہ اوپر ہوتا ہے جماع میں وہ نہیں لگتا اور اجماع کیا ہے علماء نے اس پر کہ اگر ذکر کو صرف فرج سے چھواوے اور داخل
نہ کرے تو غسل واجب نہیں عن عائشة زوج النبي صلى الله عليه قالت إن رجلا سأل رسول الله
صلى الله عليه وسلم عن الرجل يجامع أهله ثم يكسل هل عليهما الغسل وعائشة جالسة
فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم إني لأفعل ذلك أنا وهذه ثم نغتسل ترجمہ ام المومنین
عائشہ رضہ سے روایت ہے ایک شخص نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اگر کوئی مرد جماع کرے اپنی عورت سے پھر
انزال سے پہلے ذکر کو نکال لے کیا غسل واجب ہے دونوں پر آپ نے فرمایا میں اور یہہ (حضرت عائشہ کو فرمایا) ایسا کرتے
ہیں پھر غسل کرتے ہیں ف نووی نے کہا ایسی باتیں آدمی بی بی سے کرسکتا ہو اگر اسمین کوئی مصلحت ہو
اور کسی کو رنج نہ ہو آپ نے یہ اس لیے فرمایا کہ اس شخص کو تشفی ہو جاوے باب الوضوء مما مست النار
جو کھانا آگ سے پکا ہو اُسکے کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہو ف نووی نے کہا امام مسلم نے اس باب میں پہلے
وہ حدیثیں بیان کین ہیں جن سے وضو کا لازم ہونا آگ کے پکے ہوئے کھانے سے ثابت ہوتا ہو پھر وہ حدیثیں بیان کین جن سے
وضو کا لازم نہ ہونا ثابت ہوتا ہے اور اس سے یہہ غرض ہے کہ پہلی حدیثیں منسوخ ہیں اور جمہور سلف اور خلف اور صحابہ و تابعین
کا یہی قول ہے کہ آگ سے پکے ہوئی کھانا کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور یہی مذہب ہے ائمہ اربعہ اور اسحاق اور یحیی اور ابو ثور
اور ابو خیثمہ کا اور ایک جماعت اس طرف گئے ہیں کہ وضو ٹوٹ جاتا ہے اور یہی منقول ہو عمر بن عبدالعزیز اور حسن بصری اور زہری
اور ابو قلابہ اور ابو مجلز سے (نووی مختصرا) عن زيد بن ثابت قال سمعت رسول الله صلى الله عليه و
سلم يقول الوضوء مما مست النار قال ابن شهاب أخبرني عمر بن عبد العزيز أن عبد الله بن
إبراهيم بن قارظ أخبره أنه وجد أبا هريرة يتوضأ على المسجد فقال إنما أتوضأ من أثوار أقط
أكلتها لأني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول توضؤوا مما مست النار قال ابن
شهاب أخبرني سعيد بن خالد بن عمرو بن عثمان وأنا أحدثه هذا الحديث أنه سأل عروة
ابن الزبير عن الوضوء مما مست النار فقال عروة سمعت عائشة زوج النبي صلى الله عليه و
سلم تقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم توضؤوا مما مست النار ترجمہ زید بن ثابت سے
روایت ہو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے وضو لازم آتا ہے اس کھانے سے جو آگ سے پکا ہو ابن شہاب
نے عمر بن عبدالعزیز سے سنا انہوں نے عبداللہ بن ابراہیم سے انہوں نے ابوہریرہ کو مسجد میں وضو کرتے دیکھا انہوں
نے کہا میں پنیر کے ٹکڑے کہائی ہیں اس لیے وضو کرتا ہوں میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے

وضو کرو اس کھانے سے جو آگ سے پکا ہو ابن شہاب نے سعید بن خالد سے سنا اور وہ انسے یہ حدیث بیان کرتے تھے
سعید نے کہا میں نے عروہ بن الزبیر سے پوچھا وضو کو آگ سے پکے ہوئے کھانے سے انہوں نے کہا میں نے حضرت عائشہ
سے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے فرمایا وضو کرو اس کھانے سے جو آگ سے پکا ہو عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكَلَ كَتِفَ شَاةٍ ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکری کے دست کا گوشت کھایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكَلَ عَرْقًا اَوْ لَحْمًا ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَلَمْ يَمَسَّ مَاءً ترجمہ ابن
عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہڈی پر لگا ہوا گوشت کھایا یا گوشت کھایا پھر نماز پڑھی
اور وضو نہیں کیا یا پانی نہیں چھوا عَنْ عَمْرِو بْنِ اُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ اَنَّهُ رَاٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفٍ يَاْكُلُ مِنْهَا ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ ترجمہ عمرو بن امیہ ضمری سے روایت
ہے انہوں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دست کا گوشت چھری سے کاٹ کر کھا رہے تھے پھر
نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا ف نووی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ گوشت کا چھری سے
کاٹ کر کھانا درست ہے جب ضرورت ہو مثلاً گوشت سخت ہو یا بڑا سا ٹکڑا ہو اور بے ضرورت مکروہ ہے عَنْ
عَمْرِو بْنِ اُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ فَاَكَلَ (یاکل)
مِنْهَا فَدُعِيَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَقَامَ وَطَرَحَ السِّكِّيْنَ وَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ ترجمہ عمرو بن امیہ ضمری
سے روایت ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ایک بکری کا دست چھری سے کاٹ کر کھا رہے
تھے اتنے میں نماز کے لیے بلائے گئے آپ نے چھری ڈالدی اور نماز پڑھی وضو نہیں کیا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
وَمَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكَلَ عِنْدَهَا
كَتِفًا ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ ترجمہ ابن عباس سے اور ام المومنین میمونہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے انکے پاس دست کا گوشت کھایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا عَنْ اَبِيْ رَافِعٍ
قَالَ اَشْهَدُ لَكُنْتُ اَشْوِيْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَطْنَ الشَّاةِ ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ
يَتَوَضَّأْ ترجمہ ابو رافع سے روایت ہے میں گواہی دیتا ہوں میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے بکری
کی کلیجی بھونتا (آپ اسمیں سے کھاتے) پھر نماز پڑھتے اور وضو نہ کرتے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض
اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ لَبَنًا ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَتَمَضْمَضَ وَقَالَ اِنَّ لَهُ دَسَمًا

باب نسخ الوضوء مما مست النار

نسخہ مضمض

ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ پیا پھر پانی منگوایا اور کلی کی اور فرمایا
دودھ سے منہ چکنا ہو جاتا ہے **ف** تو کلی کرنا اسکے بعد مستحب ہے اسیطرح ہر ایک کھانے پینے کی
چیز سے تاکہ نماز میں کچھ منہ میں نہ رہجاوے جسکے نگلنے کی حاجت پڑے اور منہ صاف ہو جاوے اور اختلاف
کیا ہے علماء نے کہ کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھونا مستحب ہے یا نہیں اور ظاہر یہ ہے کہ مستحب
ہے کھانے سے پہلے مگر جب ہاتھ کی صفائی کا یقین ہو میل کچیل اور نجاست سے اسیطرح کھانے کے بعد مگر جب
ہاتھ پر کھانے کا اثر نہ ہو مثلا کھانا خشک ہو اور امام مالک نے کہا کہ کھانے کے پہلے ہاتھ دھونا مستحب نہیں
مگر جب ہاتھ میں کوئی نجاست لگی ہو تو دھونا ضرور ہے (نووی) **عَنِ** الزُّهْرِيِّ بِمَعْنَاهُ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا **عَنِ**
ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ عَلَيْهِ ثِيَابَهُ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ فَأُتِيَ بِهَدِيَّةٍ خُبْزٍ وَلَحْمٍ فَأَكَلَ
ثَلَاثَ لُقَمٍ ثُمَّ صَلَّى بِالنَّاسِ وَمَا مَسَّ مَاءً ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے کپڑے پہنے پھر نماز کو نکلے اسوقت ایک شخص آپ پاس ہدیہ لایا گوشت اور روٹی آپنے
تین لقمے کھائے پھر نماز پڑھائی اور پانی کو ہاتھ نہیں لگایا **عَنْ** مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ قَالَ كُنْتُ
مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ ابْنِ حَلْحَلَةَ وَفِيهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ شَهِدَ
ذَلِكَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ صَلَّى وَلَمْ يَقُلْ بِالنَّاسِ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا

**بَابُ** الْوُضُوءِ مِنْ لُحُومِ الْإِبِلِ اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کرنا **ف** نووی نے کہا اکثر علما
اسطرف گئے ہیں کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور
یحیی اور ابن منذر اور ابن خزیمہ اور اہل حدیث کے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہے **عَنْ** جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ
أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَوَضَّأُ مِنْ لُحُومِ الْغَنَمِ قَالَ إِنْ شِئْتَ
فَتَوَضَّأْ وَإِنْ شِئْتَ فَلَا تَتَوَضَّأْ قَالَ أَتَوَضَّأُ مِنْ لُحُومِ الْإِبِلِ قَالَ نَعَمْ فَتَوَضَّأْ مِنْ لُحُومِ الْإِبِلِ
قَالَ أُصَلِّي فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ قَالَ نَعَمْ قَالَ أُصَلِّي فِي مَبَارِكِ الْإِبِلِ قَالَ لَا ترجمہ جابر بن سمرہ
سے روایت ہے ایک شخص نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا بکری کا گوشت کھا کر میں وضو
کروں آپ نے فرمایا چاہے کر چاہے نہ کر پھر اسنے پوچھا اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کروں آپنے فرمایا
ہاں وضو کر اونٹ کے گوشت سے اسنے کہا بکریوں کے تھان میں میں نماز پڑھوں آپنے فرمایا ہاں اسنے کہا
اونٹوں کے تھان میں آپنے فرمایا نہیں **ف** کیونکہ اونٹ زبردست اور شریر ہے ایسا نہ ہو

اگر نمازی کو کچھ صدمہ پہنچے اور بدن کے نقصان میں اسکا ڈر نہیں نووی نے کہا یہ ممانعت تنزیہی ہے
عن جابر بن سمرة عن النبي صلى الله عليه وسلم بمثل حديث ابي كامل عن ابي عوانة
ترجمہ وہی جو اوپر گذرا **باب** الدليل على ان من تيقن الطهارة ثم شك في الحدث
فله ان يصلي بطهارته تلك جس شخص کو طہارت کا یقین ہے پھر حدث میں شک ہو تو وہ اس طہارت
سے نماز پڑھ سکتا ہے **عن** سعيد وعباد بن تميم عن عمه شكي الى النبي صلى الله عليه
وسلم الرجل يخيل اليه انه يجد الشيء في الصلوة قال لا ينصرف حتى يسمع صوتا او يجد
ريحا قال ابوبكر وزهير بن حرب في روايتهما هو عبد الله بن زيد ترجمہ سعید اور عباد بن تمیم
عباد کے چچا سے روایت کیا انہوں نے شکایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی آدمی کو معلوم
ہوتا ہے نماز میں کہ اسکو حدث ہوا (یعنے گمان ہوتا ہے) آپ نے فرمایا وہ نماز نہ توڑے جب تک حدث
کی آواز نہ سنے یا بو نہ سونگھے **ف** نووی نے کہا یہ حدیث ایک بڑا قاعدہ ہے اسلام کے قواعد میں
سے اس سے یہ نکلتا ہے کہ ہر ایک چیز جسکے وجود کا یقین ہو وہ شک سے رفع نہیں ہو سکتی جیسے طہارت
جو یقینی تھی حدث کے گمان سے ساقط نہیں ہو سکتی ہمارا اور جمہور علما کا یہی مذہب ہے اور امام مالک سے
یہیں دو روایتیں ہیں ایک تو یہ کہ وضو لازم ہے اگر شک نماز کے باہر ہوا اور جو نماز کے اندر ہو تو لازم نہیں
اور دوسری یہ کہ دونوں صورتوں میں پھر وضو کرنا چاہیے (انتہی مختصرا) **ف** ابوبکر اور زہیر نے
اپنی روایتوں میں عباد کے چچا کا نام لیا یعنے عبداللہ بن زید **عن** ابي هريرة قال قال رسول
الله صلى الله عليه وسلم اذا وجد احدكم في بطنه شيئا فاشكل عليه اخرج منه شيء
ام لا فلا يخرجن من المسجد حتى يسمع صوتا او يجد ريحا ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو اپنے پیٹ میں خلش معلوم ہو پھر اسکو
شک ہو کہ پیٹ میں سے کچھ نکلا یا نہیں (یعنے باد سری یا نہیں) تو مسجد سے نہ نکلے جب تک آواز نہ سنے
یا بو نہ سونگھے (یعنے یقین نہ ہو حدث ہونے کا) **باب** طهارة جلود الميتة بالدباغ
مردے جانور کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے **عن** ابن عباس قال تصدق على مولاة
لميمونة بشاة فماتت فمر بها رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال هلا اخذتم اهابها
فدبغتموه فانتفعتم به فقالوا انها ميتة فقال انما حرم اكلها ترجمہ ابن عباس

باب في الذي يخيل اليه الشيء في الصلاة

باب [illegible]

سے روایت ہی میمونہ کی لونڈی کو کسی نے ایک بکری صدقہ دی وہ مر گئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو
پڑا ہوا دیکھا فرمایا تم نے اسکی کھال کیون نہ لی دباغت کرکے کام مین لاتے لوگون نے کہا یا رسول اللہ وہ
مردار تھی آپنے فرمایا مردار کا کھانا حرام ہے ف نہ اسکی کھال سے فائدہ اوٹھانا نووی نے کہا اسباب مین
علمار کے سات مذہب ہین ایک شافعی کا وہ یہ ہے کہ دباغت سے ہر ایک مردہ جانور کی کھال پاک ہوجاتی
ہے اندر اور باہر اور تر اور خشک ہر ایک چیز مین اسکا استعمال درست ہے سوا کتے اور سور کے دوسری یہ کہ کوئی
کھال دباغت سے پاک نہین ہوتی احمد اور مالک سے یہی مروی ہے تیسری یہ کہ حلال جانور کی کھال پاک
ہوجاتی ہے اور حرام کی پاک نہین ہوتی اوزاعی اور ابن مبارک اور ابو ثور اور اسحاق کا یہی قول ہے چوتھی
سب مردار جانورون کی کھال دباغت سے پاک ہوجاتی ہے سوا سور کے ابو حنیفہ کا یہی مذہب ہے پانچوین
یہ کہ سب کھالین پاک ہوجاتی ہین مگر صرف باہر سے اور تر چیزین اسکا استعمال درست نہین مالک کا
مشہور مذہب یہی ہے چھٹی یہ کہ سب کھالین پاک ہوجاتی ہین یہانتک کہ کتے اور سور کی بھی اندر اور باہر سے
اور یہی قول ہے داؤد ظاہری اور ابو یوسف کا ساتوین یہ کہ مردار جانور کی کھال سے فائدہ اوٹھانا درست
ہے اگرچہ اسکی دباغت نہ ہو زہری کا یہی قول ہے انتہو مختصرا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَجَدَ شَاۃً مَیِّتَۃً اُعْطِیَتْہَا مَوْلَاۃٌ لِمَیْمُوْنَۃَ مِنَ الصَّدَقَۃِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
ھَلَّا انْتَفَعْتُمْ بِجِلْدِھَا قَالُوْا اِنَّھَا مَیْتَۃٌ قَالَ اِنَّمَا حَرُمَ اَکْلُھَا ترجمہ ابن عباس سے روایت
فقالوا / فقال
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مردار بکری دیکھی جو میمونہ کی لونڈی کو صدقہ ملی تھی آپ نے
فرمایا تم نے اسکی کھال سے فائدہ کیون نہین اوٹھایا لوگون نے کہا وہ مردار ہے آپ نے فرمایا مردار
کا کھانا حرام ہے عَنِ ابْنِ شِہَابٍ بِہٰذَا الْاِسْنَادِ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّ
بِشَاۃٍ مَطْرُوْحَۃٍ اُعْطِیَتْہَا مَوْلَاۃٌ لِمَیْمُوْنَۃَ مِنَ الصَّدَقَۃِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا اَخَذُوْا
اِھَابَھَا فَدَبَغُوْہُ فَانْتَفَعُوْا بِہٖ ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بکری
دیکھی پڑی ہوئی جو میمونہ کی لونڈی کو صدقہ مین ملی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان لوگون
نے اسکی کھال کیون نہ لی دباغت کرکے فائدہ اوٹھاتے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ مَیْمُوْنَۃَ اَخْبَرَتْہُ
اَنَّ دَاجِنَۃً کَانَتْ لِبَعْضِ نِسَاءِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَمَاتَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا اَخَذْتُمْ اِھَابَھَا فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِہٖ ترجمہ ابن عباس سے روایت

ہے میمونہ نے انسے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بی بی کے گھر مین ایک جانور پلا تھا وہ مرگیا تو آپنے
فرمایا تم نے اسکی کھال کیون نہ لی اسکو کام مین لاتے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَرَّ بِشَاةٍ لِمَوْلَاةٍ مَيْمُوْنَةَ فَقَالَ اَلَا انْتَفَعْتُمْ بِاِهَابِهَا ترجمہ ابن عباس سے روایت
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ کی لونڈی کی بکری کو دیکھا (وہ مری پڑی تھی) آپ ادہر سے نکلی
فرمایا تمنے اسکی کھال سے فائدہ کیون نہ اوٹھایا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا دُبِغَ الْاِهَابُ فَقَدْ طَهُرَ ترجمہ عبد اللہ بن عباس سے روایت
ہے مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جب کھال دباغت ہوگئی تو وہ پاک
ہے ف نووی نے کہا دباغت ہر ایک چیز سے درست ہے جو کھال کی رطوبت کو سکھا دے اور اسکی
بدبوئی دور کرے اس طرح سے کہ پھر کھال سڑنے کے لائق نہ رہے جیسے انار کے چھلکے پھٹکڑی وغیرہ دواؤن
سے اور صرف دہوپ مین سکھانے سے دباغت نہین ہوتی اور حنفیون کے نزدیک ہوجاتی ہے اور جب
کھال دباغت سے پاک ہوگئی تو اسکا بیچنا بھی جائز ہے اور اسکے کھانے مین تین قول ہین صحیح یہ ہے کہ
کھانا اسکا جائز نہین (نووی مختصرا) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا عَنْ
اَبِی الْخَيْرِ قَالَ رَاَيْتُ عَلَى ابْنِ وَعْلَةَ السَّبَائِيِّ فَرْوًا فَمَسِسْتُهٗ فَقَالَ مَا لَكَ تَمَسُّهٗ قَدْ سَاَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ قُلْتُ اِنَّا نَكُوْنُ بِالْمَغْرِبِ وَمَعَنَا
الْبَرْبَرُ وَالْمَجُوْسُ نُؤْتٰى بِالْكَبْشِ قَدْ ذَبَحُوْهُ وَنَحْنُ لَا نَاْكُلُ ذَبَائِحَهُمْ وَيَاْتُوْنَا بِالسِّقَاءِ يَجْعَلُوْنَ
فِيْهِ الْوَدَكَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَدْ سَاَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ
دِبَاغُهٗ طَهُوْرُهٗ ترجمہ ابو الخیر سے روایت ہے مین نے ابن وعلہ کو ایک پوستین پہنے دیکھا مین نے
اسکو چھوا انہون نے کہا کیون کیا چھوتے ہو (یعنے کیا اسکو نجس جانتے ہو) مین نے عبد اللہ بن عباس سے
کہا ہم مغرب کے ملک مین رہتے ہین وہان بربر کے آتش پرست بہت ہین وہ بکری لاتے ہین ذبح
کرکے ہم تو انکا ذبح کیا ہوا جانور نہین کھاتے اور مشکین لاتے ہین چربی ڈالکر ابن عباس نے کہا ہم نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکو پوچھا آپنے فرمایا وہ دباغت سے پاک ہوجاتی ہین (یعنے چمڑے پر
جب دباغت ہوگئی تو وہ پاک ہے اگرچہ کافر نے دباغت کی ہو) عَنِ ابْنِ وَعْلَةَ السَّبَائِيِّ
قَالَ سَاَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عَبَّاسٍ قُلْتُ اِنَّا نَكُوْنُ بِالْمَغْرِبِ فَيَاْتِيْنَا الْمَجُوْسُ بِالْاَسْقِيَةِ
فِيْهَا الْمَاءُ وَالْوَدَكُ فَقَالَ اشْرَبْ فَقُلْتُ اَرَاْیٌ تَرَاهُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ دِبَاغُهٗ طَهُوْرُهٗ ترجمہ ابن وعلہ سبائی سے روایت ہے میں نے عبد اللہ
ابن عباس سے پوچھا ہم مغرب کے ملک میں رہتے ہیں وہاں مجوسی (آتش پرست) مشکیں لیکر
آتے ہیں پانی کی اُن میں چربی پڑی ہوتی ہے انہوں نے کہا پیو وہ پانی میں نے کہا کیا تم اپنی
رای سے کہتے ہو انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کھال
پاک ہو جاتی ہے دباغت سے

## بَابُ التَّيَمُّمِ تیمم کا بیان

ف تیمم ثابت ہے کتاب اور
سنت اور اجماع امت سے اور وہ فقط منہ اور دونو ہاتھوں پر مسح کرنا ہے خواہ حدث سے ہو یا جنابت سے
اور علماء نے اختلاف کیا ہے ... اکثر علماء کا مذہب یہ ہے کہ تیمم میں دو بار ہاتھ مارے ایک بار
منہ کے لیے اور ایک بار دونوں ہاتھوں کے کہنیوں تک اور یہی مروی ہے علی بن ابی طالب سے
اور عبد اللہ بن عمر اور حسن بصری اور شعبی اور سالم اور سفیان ثوری اور مالک اور ابو حنیفہ اور اصحاب الرای
سے اور ایک جماعت علماء کا یہ قول ہے کہ تیمم میں ایک بار کافی ہے مسح کرے اور اس سے منہ اور
دونو ہتھیلیوں پر اور یہی قول ہے عطاء اور مکحول اور اوزاعی اور احمد اور اسحاق اور ابن منذر اور اکثر اہل
حدیث کا اور یہی صحیح اور مختار ہے محققین کے نزدیک اور زہری سے منقول ہے کہ ہاتھوں کا مسح بغلوں
تک ضرور ہے اور ابن سیرین سے منقول ہے کہ تین باریں چاہییں ایک منہ کے لیے دوسری
دو ہتھیلیوں کے لیے تیسری باہوں کے لیے اور حدث اصغر یعنی وضو کے بدلے تو تیمم سب کے نزدیک
درست ہے اسیطرح حدث اکبر یعنے جنابت سے بھی اور اسمیں کسی نے خلاف نہیں کیا حضرت عمر اور عبد اللہ بن مسعود
سے منقول ہے کہ تیمم جنابت سے درست نہیں اور ایک روایت ہے کہ حضرت عمر اور عبد اللہ بن مسعود نے اس قول سے رجوع کیا اور احادیث صحیحہ سے ثابت
ہے کہ تیمم جنابت سے درست ہے اور جنب تیمم سے نماز پڑھ لے پھر پانی پاوے تو اسپر غسل واجب ہے باتفاق علماء اور مسافر
کو سفر میں جہاں پانی نہ ہو اپنی بی بی سے جماع کرنا درست ہے اور تیمم کرکے نماز پڑھ لیویں پر شرمگاہ کو
پانی سے پاک کریں اگر اتنا بھی پانی نہ ہو اور صرف تیمم سے نماز پڑھ لیویں تو بھی درست ہے اور اگر بے وضو
کے کسی عضو پر نجاست ہو اور وہ اسکے بدلے تیمم کرنا چاہے تو درست نہیں ہے اور امام احمد کے نزدیک جائز
ہے اور ثوری اور اوزاعی اور ابو ثور نے کہا کہ اس مقام پر مٹی سے مسح کر لیوے اور جب تیمم سے نماز پڑھی
پانی ملے تو نماز کا لوٹانا ضرور نہیں اور شافعی اور احمد اور ابن منذر اور داؤد ظاہری کے نزدیک تیمم کے لیے
پاک مٹی کا جسپر غبار ہو ہونا ضرور ہے اور ابو حنیفہ اور مالک کے نزدیک جو چیز زمین کی قسم سے ہے اس سے تیمم